بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
لعل شاہوار فصاحت قمر نور محفل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری
موسوم بہ
طلسم نوخیز جمشیدی
جلد دوم
نتیجہ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب مرحوم مخلص قمر
در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست مضامین نفس کتاب طلسم نوخیز جمشیدی جلد دوم

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
جلد شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادره کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری
موسوم بہ
طلسم نوخیز جمشیدی
جلد دوم
نتیجہ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی محمد حسین صاحب متخلص بہ قمر
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا
اعلان - چونکہ یہ کتاب بصرف زر کثیر مطبع ... حق تصنیف ... نولکشور پریس محفوظ ...

حمد خدا ے جہان آفرین بانی بناے زمان و زمین کیا صنعت ہی مقدمہ پیدائش انسان جو اعلم فرمائیے کہ اول قطرہ نجس سے بناے انسان ہوئی اُسکے بعد مضغہ تیار ہوا بعد چند ماہ کے اُسمین جان ڈالی مقام پرورش شکم مادر قرار پایا بعد اُسکے بہ مدت نہ ماہ لڑکا پیدا ہوا بالکل بے عقل و بے سمجھ اُسکو رفتہ رفتہ کرکے خلعت عقل و ہوش پہنایا کہ عقیل و فہیم ہوا جب وقت شباب ہوا تو کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا کوئی ارسطو بنا کوئی لقمان وقت اپنی عقل پر کیا کیا گمان ہوا مگر سبحان اللہ کیا انتظام رکھا ہی جب موت آئی تو کوئی فراست نہین چلی شداد مردود کہ جسنے دعوی خدائی کیا اور بہشت بنوائی مگر کیا کارسازی ہی حکم ہوا کہ دروازے پر اُسی باغ کے اُسکی قبض روح ہو باغ کو نہ دیکھ سکا یا تو اپنی عقل پر یہ دعوی تھا کہ رب بے نیاز سے دعوی برابری کیا آخر مین ایسا مجبور ہوا کہ باغ مین نہ جا سکا کوئی مشیت اُسکی اگر غور کرے تو مصلحت سے خالی نہین بڑے بڑے فصحا نے اعتراف کیا کہ تعریف پروردگار غیر ممکن ہی مجھ ایسے کج مج زبان آوارہ دشت بے ہنری مائل مضامین پروری

کو کیا لیاقت ہے کہ ایک نکتہ بھی حمد پروردگار مین رقم کرون عنان توسن کلک طرف نعت اشرف انبیا
کے پھیرتا ہون مضامین اصلی کو گھیرتا ہون

در کلمۂ نعت جناب اشرف انبیا صاحبِ قاب قوسین او ادنیٰ

سبحان اللہ کیا شرف عطا فرمایا کہ پیغمبرؐ کو ہمارے کیا مرتبہ بخشا کہ شب معراج براق پر سوار ہو کے تا بہ عرش اعلیٰ پہونچے پاے اقدس سے نعلین جو حضرت نے بہ تعجیل تمام اُتاری آواز آئی کہ اے اشرف انبیا نعلین کو کیون پاؤن سے جدا کیا حضرت نے بصد تعظیم عرض کی کہ اے رب بے نیاز وادی مقدس مین کلیم اللہ کو حکم ہوا۔ فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی۔ وہ مقام زمین تھا یہ عرش برین ہے کیونکر تعظیم نہ کرون آواز آئی کہ اے حبیب جب ہمنے عرش اعظم کو خلق کیا تو عرش اعظم مضطر و بیقرار تھا دریافت کیا کہ باعث بیقراری کیا ہے عرش نے عرض کی اس وجہ سے بیقرار ہون کہ مین اپنی زیب و زینت کا امیدوار ہون اے اشرف انبیا ہمنے عرش برین سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے حبیب کو بلائینگے وہ اُسکی شب معراج ہوگی اور نعلین اُسکی تیرے سر کی تاج ہوگی لہذا وعدے کو میرے وفا کر مع نعلین قدم عرش پر رکھدے دونون نواسے تیرے حسنؑ و حسینؑ زینت کونین رونق زمین و زبان گوشوارۂ عرش برین ہین یہی عرش کی زینت ہے بموجب قول شاعر

نظم

قرآن سے اگر بحث کرے روے محمدؐ　　حق ہو طرفِ چہرۂ نیکوے محمدؐ
ہے صفحۂ قرآن ورقِ روے محمدؐ　　بسم اللہ قرآن دو ابروے محمدؐ
یوسفؑ ہی نہیں شیفتۂ روے محمدؐ　　موسیٰؑ بھی ہیں دلبستۂ گیسوے محمدؐ
بیہوش ہوے دیکھ کے جس نور کو موسیٰؑ　　وہ طور پہ تھی روشنیِ روے محمدؐ
ہر چند گئے چرخ چہارم پہ مسیحاؑ　　پہونچے نہ مگر تا سرِ زانوے محمدؐ
پیدا گلِ شاداب ہوے واہ رے تاثیر　　جس خاک پہ ٹپکا عرقِ روے محمدؐ
جاری جو ہوا روزِ ازل لوح پہ خامہ　　ہر سطر لکھی صورتِ گیسوے محمدؐ
سب دیکھ کے کہتے تھے ید اللہ کی ضربت　　ہے شیر یہی قوتِ بازوے محمدؐ

جسطرح کہ پہلو مین قمر کے ہون ستارے	سبطین سے تھی زینت پہلوے محمدؐ
خاک لحد فاطمہؑ اٹھی مین اٹھا کر	سونگھے جو کوئی آئے ابھی بوے محمدؐ
کسطرح دبا کے سے دبون میر فلک کے	مین بھی ہون اسیر ایک سگ کوے محمدؐ

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہراؑ سے نامدار والد شبیر و شبر کنندۂ در خیبر کشندۂ عمرو عنتر

سبحان اللہ جناب علی مرتضیٰؑ مطیع احکام اشرف انبیا جاری کن احکام کبریا عابد و زاہد راکع و ساجد صفدر امر کیا جو اشارہ پروردگار کا ہوا ہمیشہ نان جوین کھا کر بسر کی سائلون کی غربت پر نظر کی ہر جنگ مین جناب اشرف انبیا کے ساتھ رہے بھاگنے والے بھاگے گر پہ صدمہ شکن ہمیشہ سینہ سپر احمد مختار رہے کبھی جان کا خوف نہین کیا سرکشان عرب کو مارا کسی کو یہ دن نصیب نہین ہوا روز جنگ احد ایسی جنگ سخت تھی کہ حضرت امیر حمزہ شہید ہوے مگر جناب حیدر کرار ہمراہ جناب احمد مختار رہے آخر جنگ کو فتح کیا لڑائی سے منھ نہ پھیرا ہر جنگ مین جان دینے مین عذر نہین کیا سخی ایسے کہ نان کے سائل کو قطار اونٹون کی مرحمت فرمائی اپنے فرزندون کو راہ خدا مین دیدیا چاہتے تھے کہ کسی سائل کا سوال رد نہ کرون جو سائل آیا اور حاضر خدمت ہوا اسکو غنی کرکے رخصت کیا جو فقیر آیا اور سوال کیا حضرت نے فوراً سوال اسکا پورا کیا مرقوم ہے کہ ایک سائل نے سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ای سائل ٹھہر جا اشرف انبیا وعظ کہہ لین تو مین تیرا سوال پورا کرون کسی مفسد نے سائل سے کہا کہ جناب حیدر کرار خود فاقے کرتے ہین دیکھ لے قبا کہنہ زیب جسم ہے تیری اوقات ضائع ہوگی ان کے وعدے پر قایم نہ رہ سائل گھبرایا پھر اٹھا اور سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ای برادر کیون جلدی کرتا ہے حضرت وعظ فرمالین تو مین تیرا سوال پورا کرون جس مفتری نے بہکایا تھا پھر بہکا دیا پھر اسنے سوال کیا حضرت نے دو مرتبہ مین اس سے دونے سوال کا وعدہ کیا یعنی چار ہزار کا خواہان تھا حضرت نے بارہ ہزار تک فرمائے مگر مفتری اسکو بہکاتا رہا حضرت ہر مرتبہ سوال کو اسکے دونا کرتے تھے مگر وہ سائل گھبراتا رہا جب حضرت رسول خداؐ

وعظ فرما چکے تو حضرت سائل کو ساتھ لیکر مسجد سے آئے سلمان کو بلا کر فرمایا کہ ہمارا باغ بیچو سلمان نے وہ باغ بیچا قیمت جو حضرت کے سامنے آئی سائل کو دے کر باقی ماندہ غربا کو تقسیم کی جب گھر مین آئے جناب سیدہ نے دامن تھاما اور فرمایا کہ یا علیؑ تم نے باغ بیچا میرے فرزندون پر آج دو دن سے فاقہ ہی میرا حق کہان ہی جناب حیدر کرار نے سر جھکا لیا جناب سیدہ فرماتی تھین کہ بدون اپنا حق لیے تمھارا دامن نہ چھوڑون گی جناب اشرف انبیا مسجد مدینہ مین تشریف رکھتے تھے فورًا جبرئیل امین بخدمت جناب ختم المرسلین حاضر ہوے عرض کی کہ پروردگار فرماتا ہی کہ ای حبیب میرے جلد جاؤ ہمارے ولی کا دامن ہماری کنیز نے تھاما ہی ولی ہمارا محجوب ہو رہا ہی جا کر دامن چھڑاؤ ہمارا ولی محجوب نہ ہونے پاے جناب اشرف انبیا نے آکر جناب سیدہ کو سمجھایا کہ ای سیدہ شوہر تمھارا سخی ہی بارہ ہزار کی کیا حقیقت تھی سائلون کو تقسیم کر دیا علیؑ مطیع حکم خدا ہین جو پایا راہ خدا مین دے دیا ایسے سخی کے پاس دولت دنیا کب رہ سکتی ہی ہر چند کہ دنیا عروس بنکر آئی مگر آپ نے طلاق دی دنیا کی کچھ حقیقت نہ جانی عمر اپنی اطاعت خدا اور اطاعت جناب اشرف انبیا مین بسر کی ہمیشہ ایک طور پر رہے فیض و سخا زہد و اتقا ذات بابرکات جناب حیدر کرار پر تمام ہوا بقول شاعر نظم

کعبہ جو صدف ہی تو گہر حیدر کرار ۔ روضہ جو فلک ہی تو قمر حیدر کرار

فولاد کا رکھتے تھے جگر حیدر کرار ۔ ہر جنگ مین تھے سینہ سپر حیدر کرار

پیدا جو ہوا نخل جہان دانۂ کن سے ۔ اس نخل کے تھے تازہ ثمر حیدر کرار

شمشیر حوادث سے بچا لیتے ہین مولا ۔ ہین سارے زمانے کی سپر حیدر کرار

کہتے ہین عبادت اسے پڑھ پڑھ کے نمازین ۔ ہر شام کو کرتے تھے سحر حیدر کرار

اللہ کا نور اُنمین ہی اسد کی خصلت ۔ گو مثل ہمارے ہین بشر حیدر کرار

جس روز محمدؐ کو پڑی جنگ مین مشکل ۔ ٹھہرا نہ کوئی اور مگر حیدر کرار

لیتے ہین اسے قوت اعجاز کہ دم مین ۔ کرتے تھے ہرا خشک شجر حیدر کرار

کیا دولت دنیا کی حقیقت ہی جو چاہین ۔ باتون مین کرین کوہ کو زر حیدر کرار

ہر کام میں کبھو نکر نہ خدا میری طرف ہو — میں بھی تو ادھر ہوں ہیں جدھر حیدر کرار
شوہر تجھے بلا شبہہ علی بیوہ زنوں کے ۔ — بیشک تجھے یتیموں کے پدر حیدر کرار
سو بار دلھن ہوں کے اگر سلطنت آئے — کب کرتے ہیں منظور نظر حیدر کرار
یوں کہنے کو عالم ہوئے دنیا میں ہزاروں — ہیں واقف قرآن و خبر حیدر کرار ۔
اندوہ میں گھبرا نہ اسیر جگر افگار — لیتے ہیں کوئی دم میں خبر حیدر کرار

دو کلمہ داستان حیرت بیان شروع جلد دوم ذکر انتشار جمشید ثانی و ورود کو بلاذا حاکم جزیرہ گوہر بار کو کہ ساحر زبردست ہے اور دعوی خدائی کرتا ہے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ۔ ساقی نامہ مصنف

چل اے توسن کلک جادو رقم — کہ سامان عیش و فرح ہیں بہم — ہرا توسن کلک ہے برق بار
ہوا کے ہے گھوڑے پہ ہر دم سوار — طرارے جو اپنے دکھانے لگا — ہوا کو بھی دم میں اڑانے لگا
کیے کام کیا کیا مرے کلک نے — عجائب غرائب یہ قصے لکھے — کہ ہوں ناظرین دیکھکر خوشمزاج
رکھیں سر پہ احقر کے الفت کا تاج — مجھے اپنی تحریر پہ ناز ہے ۔ — کہ جلد دوم یاں سے آغاز ہے ۔
ہر اک جا ہے تحریر کا رنگ اور — رہے انکو مہربانی کا دور — چلا کلک شیرین رقم بیدرنگ
ہوا مجکو ممکن جو سامان جنگ — وہ تیزی دکھائی قلم نے مرے — پراگندہ تھے دشمن کے یوں ڈرکے
قدم با قدم سیر کرتا ہوا ۔ — چلا اڑکے ہر دم ابھرتا ہوا — صف فوج دشمن پہ لپکا پڑا
پیہ بڑھ بڑھ کے میدان میں ہر دم لڑا — کمیت قلم کی ہیں چالاکیاں — دکھاتا ہے ہر وقت بیباکیاں
بتہ سیر قدم غرب ہے شرق ہے — سمجھ لو کہ مرکب نہیں برق ہے — بھلا سے اسے کیا مشابہ کروں
فقط طبع روشن کا جلوہ کہوں — کیا دشت جرأت کو اک دم میں طے — کہ اقلیم شوکت کا سرتاج ہے
کیا دشمنوں نے بہت اہتمام — کہ لیں بڑھ کے مرکب کو جلدی سے تھام — مگر اسکو ابر بہاری کہوں ۔
دیا موج دریا سے جرأت لکھوں — قہر سامنا ہے نئی جنگ کا ۔ — چل اے توسن کلک شیرین ادا

چہرہ بہادران شور شعار و شور شعاران میدان کارزار اس داستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف شور شعاران میدان جنگ ۔ سناتے ہیں سامع کو

بزم پلنگ پوش واضح ہو کہ ایک روز جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین داخل ہی وزرا و امرا جمع ہین
اور قتل نمنوار کا ذکر ہو رہا ہی طائرون نے خبر دی ہی کہ بادشاہ جمجاہ سپر اسے دریافت لوح
طلسم کی کوشش کر رہے ہین سب نے عرض کی کہ یا خداوند کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ شہریار
رک جائین ایسا نہ ہو کہ لڑتے بھڑتے تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچ جائین جمشید مغرور
عقل و فراست سے دور کہ رہا ہی بادشاہ کی کیا مجال ہی کہ میرے مقابلے مین آوے مین نے
تدبیر کرکے کتاب سوانحات کا رنگ بدل دیا اُس نوشتے پر عمل نہ کرو یہ ذکر تھا کہ آسمان
پر برق چمکی ایک تخت پر ایک شاہزادی زریاسے جواہر مین غرق لباس بھاری پہنے ہوے
چند کنیزین پشت پر آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے کہا کہ ای شطانہ شیطان پرست
کہان سے آتی ہو شطانہ نے کہا کہ یا خداوند جزیرہ گوہر بار مین گئی تھی وہان کا جو خداوند
ہی مبہوت کارگزار اُسکے یہان شادی تھی مجکو بھی بُلایا مین جاکر شریک ہوئی یا خداوند وہ
جزیرہ آباد ہی رعایا شاد ہی مبہوت کارگزار بہ عہدہ خدائی تخت پر بیٹھا تھا وزرا امرا
گرد جمع تھے خراج جزیرے سے چلا آتا ہی ایک مہینہ مین وہان رہی خداوند مجکو آنے
نہین دیتے تھے مین زبردستی چلی آئی آپ کے اشغال پوچھے مین نے بیان کیا کہ اس زمانے
مین مسلمانون نے بلوہ کیا ہی طلسم کشائی بنام سعد شہریار ہی اُن کے ساتھ جادوگرنیان و
جادوگر شریک ہو گئے ہین جس ملک پر مسلمان جاتے ہین اپنا رنگ جماتے ہین قدرت ہمارے
طلسم ظاہر سے طلسم باطن مین چلے آتے ہین یہ سُنکر خداوند نے کہا کہ اگر جمشید ہماری مدد
قبول کرے تو ہم آکے لڑائی فتح کر دین جمشید نے کہا کہ ای شطانہ تم خود جاؤ اور جاکے
مبہوت کارگزار کو لاؤ مسلمانون سے لڑواؤ شاید وہ ہی غالب آئے اور یہ لالچ دینا
کہ چہارم طلسم تمکو دونگا اسکا خراج ہمیشہ پہونچا کریگا شطانہ نے کہا کہ نامہ لکھیے مین بر سر
کوہ نیرنگ یعنی اپنے مکان پر باقی تھی اب پھر اُسی جزیرے مین پلٹ جاؤنگی نامہ آپ کا
پہونچاؤنگی اُنھون نے خود وعدہ مدد کیا ہی اور زبانی بھی عرض کرونگی کہ قدرت کی مدد کو چلیے
حقیقت مین اُن کی خدائی بہت روشن ہی ساحر بھی بڑے بڑے ہمراہ ہین اگر وہ لڑیگا تو
کوئی اُسکی برداشت نہ کر سکیگا جمشید ثانی نے کہا کہ ای شطانہ بہر نوع سمجھا بجھا کر اُسکو لاؤ

اور مسلمانون سے لڑوا دو شاید اُسی کے ہاتھ سے فتح ہو جائے مین اس جھگڑے سے نجات پاؤن
ہر چند کہ یہ مجال نہین ہی کہ مسلمان طلسم فتح کر سکین یا مجھ تک آسکین لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان
ہوا کا بھی جانا ناممکن ہی مگر خیر ای شطانہ تمھاری خوشی ہی مین اُس مغرور کو نامہ لکھتا ہون
اگر انکار کیا تو تدبیر کر کے غارت کر دونگا اور سر چلا آیا تو ہمیشہ محبت رہیگی اپنا مخلص [illegible]
کنیز بچہ چھوٹا بھائی سمجھونگا اگر اُسپر بھی کوئی سختی ہوگی تو بادولت جاکر مدد کرینگے ہمیشہ
اُسکے شریک رہینگے میری خدائی اُسکے خدائی سے بہت زیادہ ہی ایسے ایسے لاف و گزاف
کرکے قلمدان طلب کیا اور پرچہ ہاتھ مین لیکر لکھنے لگا مضمون یہ تھا کہ ای سردار سبحان برابر
تم ایک جزیرے کے خداوند ہو وہ بھی پورا جزیرہ قبضے مین نہین ہی میرے قبضے مین سات سو
ملک ہین سب بادشاہ خراجگزار ہین حکم احکام کے تابعدار ہین اگر قصد کرون تو مشرق سے
مغرب جاؤن اور جنوب سے شمال پہونچون اور عاجز نہ ہون یہ فرمان پہونچتا ہی اسکو دیکھتے ہی
مع فوج بیشمار میری مدد کو آؤ مسلمانون سے لڑو سب کو گرفتار کر کے لیجاؤ چہارم طلسم کا
خراج تمکو دیا کرونگا اگر تمپر کوئی سختی ہوگی تو جان و مال سے موجود ہون ہر مقام پر مدد کرونگا
دشمنون سے تم کو بچاؤنگا اس قلیل تحریر کو کثیر جاننا دیکھتے ہی نامہ شوقیہ شطانہ کے ساتھ
آنا راہ مین بادشاہ کور دکنا وہ ہی طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین زیادہ اشتیاق محبت
اپنی شوکت و شان کو بخوبی نہین لکھا فقط ایک نکتہ لکھدیا ہی جو تمپر واضح ہوگا شطانہ نامہ
لیکر چلی راہ مین خیال آیا کہ مین اپنے خداوند سے دریافت کر لون کہ وہ کیا فرماتے ہین یہ
لوگ تو سامری و جمشید کو سجدہ کرتے ہین مین خداوند راس الشیاطین کی پرستار ہون
اگر خداوند نے حکم دیا تو جاؤنگی اور اگر منع فرمایا تو مجبور و ناچار ہون ایسا کچھ سوچ کر نامہ
لیا جھولی مین رکھ کر روانہ ہوئی کوہ نیرنگ پر پہونچی اُسی مدرسے مین ایک تصویر پتھر کی
رکھی تھی کہ مثل انسان کے باتین کرتی ہی تمام دیوزاد اسی کو آکر سجدہ کرتے ہین اور جنات بھی
اسی تصویر کے معتقد ہین شطانہ اندر گھسی تصویر کو سجدہ کیا پکار کر کہا یا خداوند راس الشیاطین
خداوند جمشید ثانی نے خداوند مبہوت کو طلب کیا ہی میری معرفت نامہ بھیجا ہی کیا ارشاد ہوتا
ہی جاؤن کہ نہ جاؤن مین جمشید ثانی کو نہین جانتی میرے خداوند آپ ہین وہ تصویر ہنسی

آواز دی کہ اے شطانہ ہمیشہ آباد رہو گی ہمارا اعتقاد تا روز قیامت رہیگا جا بجا دیو نژاد
سجدہ کرتے ہین مین اُن سب کی مدد کرتا ہون اور تو مقبول بارگاہ ہے تجکو زندگی دو ہزار برس
کی عطا کی ہے اگر مبہوت اس طرف سے آئیگا تو کہنا کہ ہم سے ملاقات کرکے جاے قدرت نظر کردہ
کر دین گے شطانہ نے کہا کہ یا خداوند وہ خود دعوی خدائی کرتے ہین نظر کردہ ہونا کیونکر
گوارا کرین گے پتلے نے آواز دی کہ او بے ادب حکم خداوند سے انکار کرتی ہے تو کہدینا وہ
ضرور آئیگا شطانہ تصویر سنگی سے یہ باتین کرکے باہر آئی اور طرف جزیرے کے چلی مگر دل مین
سوچتی ہوئی جاتی ہے کہ ایسا نہ ہو مین مبہوت سے کہون وہ بگڑ جاے اور یہ سمجھے کہ مین خود
اُن کو نظر کردہ کرونگی تو اُس وقت قدرت کے خلاف ہوگا ایسا نہو دونون قدرت لڑنے لگین
مگر پھر سوچنے لگی کہ قدرت سمجھ لین گے دونون قدرت ہین جو تقدیر مین ہے سب جانین گے وہ کرینگے
یہ سوچتی ہوئی جزیرے مین آئی دربار مین مبہوت کا رگزار کے آئی دیکھا مبہوت تخت یاقوت
پر بیٹھا ہے تقدیر مین کچھ اور ہا ہے یا لازم سجا دوست کہ سمجھے ہین کہ شطانہ نے آکر سجدہ کیا مبہوت
نے ہنس کر کہا کہ اے شطانہ تم تو شیطان پرست ہو تمنے کیون سجدہ کیا شطانہ نے کہا یا خداوند
مین آپ کی بھی معتقد ہون ایک پیغام لائی ہون آپ نے خواہش بھی کی تھی کہ اگر جمشید ثانی
مجھسے امیدوار مدد ہون تو مین اُن کا طلسم پاک کر دون جمشید نے فرمان بھیجا ہے اُس کو
ملاحظہ فرمائیے اور دوسرا پیغام یہ ہے کہ مین راہ سے آئی تھی کوہ شیر تاک مین جو خداوند
راس الشیاطین رہتے ہین اور مین مشہور بہ شیطان پرست ہون واسطے سجدے کے اندر
گئی قدرت نے آواز دی کہ اے شطانہ شیطان پرست کہان رہین مین نے عرض کی کہ مین
برائے ملاقات خداوند مبہوت جاتی ہون خداوند نے ارشاد فرمایا کہ جب مبہوت اِدھر
سے جاوین تو ہم سے ملاقات کرتے جائین شاید ہم بھی اُن کے ساتھ کوچ کرین اُنکی شرکت
ضرور ہے یہ بات سُنکر مبہوت نے اپنے وزیر اعظم سے کہا کہ اے کیوان سر قبا رجلد فوج
تیار کرو یہ زمانہ بہار ہے سیر کرنا بھی ضرور ہے اسی حیلے مین فتح بھی ہوجائیگی جمشید مجبور
رہیگا شطانہ نے کہا کہ یا خداوند جمشید چہارم طلسم دینے کو کہتے ہین مبہوت نے کہا
کہ ہم کل طلسم پر قبضہ کرینگے چہارم نہ لین گے شطانہ نے کہا کہ یا خداوند نامہ تو ملاحظہ کیجیے

مبہوت نے نامہ کھولا مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کہ وہ لکھا کرے ہم سارے طلسم پر قبضہ کرینگے
صرف اُسکو گزارہ دینگے کہ ایک جگہ آرام سے بیٹھا رہے چین کرے ورنہ بُرائی ہوگی
ایسی سزا دونگا کہ وہ بھی یاد کرے ان سات سو ملکون کی خدائی پر نہ بھولے اور ای کیوان
تم بھی ذرا اس نامے کو دیکھو مجکو اپنا برابر دار بھی نہین لکھا ہی جیسے کوئی چھوٹے بھائی کو لکھتا ہی
کیوان سبز قبا نے کہا کہ یا خداوند معلوم ہوتا ہی کہ جمشید ثانی کوئی بڑا احمق
شخص ہی کہ جسکی تحریر سے بڑا غرور پایا جاتا ہی اور ذرا آخر نامہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کیا فقرہ
لکھا ہی کہ ہمنے اپنی شوکت و شان کو بخوبی نہین لکھا مبہوت اس کلمے کو سُنکر بہت غصے مین ہوا
کہا خیر سمجھا جائیگا لشکر تیار ہونے لگا تین دن مین تین لاکھ ساحر زبردست آکر حاضر ہوے
مبہوت تخت پر سوار ہوا اور لشکر بصد کر و فر روانہ ہوا اس جاہ و حشم سے جاتا ہی کہ جہان
اُترپڑتا ہی وہ صحرا آباد ہو جاتا ہی سیکڑون جنگلون کو آباد کرتا ہوا برابر کوہ نیرنگ کے پہونچا
شطانہ نے عرض کی کہ ہمارے خداوند اسی پہاڑ مین ہین اگر مناسب ہو تو ملاقات کریجیے
مگر جب لشکر مبہوت کا اُتر چکا تو اہل لشکر روتے ہوے آے عرض کی کہ یا خداوند آج نئی
بات ہی کہ چولھے بناے آگ نہین روشن ہوتی دھوان بلند ہوکے رہجاتا ہی مبہوت اسپر
ہنسا اور کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے شعبدے دکھا کر میرا امتحان کرتا ہی تم سب جاکر کھانا
پکاؤ آگ کی بھی یہ مجال ہی کہ ہمارا حکم نہ مانے اگر حکم دون تو آسمان زمین پر فرش ہو جاے
یہ جو مبہوت نے کہا سب نے شکر ادا کیا کہ یا خداوند آگ روشن ہو گئی شطانہ نے
کہا کہ تشریف لے چلیے مبہوت نے کہا کہ مین ملاقات کو نہ جاؤنگا ما بدولت کو شعبدے
دکھاتا ہی خود قدمبوسی کو نہین آتا اگر اشارہ کر دون تو ابھی کوہ آ کے آکر سجدہ کرے قدمون
کو بوسہ دے یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ طائر نکالے اشارہ کیا کہ ای طائران قدرت
سامنے راس الشیاطین کے جاؤ اُسکو تسخیر کرکے لاؤ اس طور سے آے کہ قدرت کو سجدہ کرے
وہ طائر چہکارین مارتے ہوے چلے شطانہ کو منظور ہوا کہ جاکر دیکھون کہ یہ طائر قدرت
کیا کام کرتے ہین وہ بھی قدرت قدیم ہین کہ دیوزادون اور جنات نے سجدہ کرایا درہ کوہ
مین اکیلے رہتے ہین یہ سوچ کر اُٹھی جیسے ہی سامنے درہ کوہ کے آئی دیکھا وہ طائر سر کوہ

بیٹھے ہین اور زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

تیری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین ۔ خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین
ہند سے دور جو کعبے کو سنا ہی مین نے ۔ پھیر کھا کر ترے کوچے ہی سے جاتا ہون مین
سینۂ صافی سے ہی آئینے کو رتبہ حاصل ۔ جیسا ہو ویسے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین
سرخ پوشاک پہنتا ہی تو کہتا ہی وہ ترک ۔ آنکھ ہر تیغ لڑا سکے تو لڑاتا ہون مین
نعمت عشق کبھی ممکن نہین بے فضل خدا ۔ شکر کرتا ہون اگر داغ کبھی کھاتا ہون مین
ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے ۔ یہ قدح میرا ہی خیر اسکی مناتا ہون مین
بے نقاب آتا ہی گلگشت کو وہ رشک بہار ۔ بلبلون کو چمنستان سے اڑاتا ہون مین
ساقی میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہی ۔ نشے مین مست جو گرتا ہی اٹھاتا ہون مین
شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند ۔ سوزش دل کو زبان پر نہین لاتا ہون مین
کوے مقصود کے سودے مین شب و روز آتش ۔ جادے کیطرح تجھے راہ مین پاتا ہون مین

اور پہاڑ اپنے مقام سے جنبش کر رہا ہی قصد کرتا ہی کہ بڑھون شہزادی گھبرا گئی کہ سحر
خداوند بھبوت نے تاثیر کی اب آج کھل جائیگا کہ کون خداوند ہین مذہب صاف ہو جائیگا
پہاڑ چند قدم چلا تھا کہ اندر سے آواز آئی کہ ای کوہ قدرت کہان جاتا ہی قدرت یہان سے
کہین نہ جاوینگے ای غولان بیابانی بھبوت کے لشکر کو تباہ کرو یہان بھبوت دربارگاہ پر
کھڑا ہی کوہ کی جانب دیکھ رہا ہی کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی مگر رک گیا بھبوت نے آواز دی کہ
او کوہ صحرائی کیون نہین آتا اس مغرور کو بھی لا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا لوگ روتے پیٹتے سامنے
آئے کہا یا خداوند لاکھون غولان بیابانی آکر لشکر پر گرے ہین چارم لشکر کو چیر پھاڑ کے
پھینکدیا ہی بھبوت نے جو یہ خبر سنی حکم دیا کہ ہزبر بیشہ نشین کو بلاؤ یہ کہکر ایک آواز دی
کہ ای ہزبر بیشہ نشین آکر غولان بیابانی کو روکو بلکہ اسنے مقابلہ کر دان کو مٹا دو یہ تیلہ
سنگی اپنی خدائی کا رنگ دکھاتا ہی دیوانہ ہوا ہی پہاڑ کھسکا آکر چھپنکوا دو شگا ہزبر کا نام
جو بھبوت نے لیا جتنے غول بیابانی تھے اسی قدر شیر پیدا ہوے غولون سے لڑنے لگے
جس غول نے قصد کیا کہ آدمی پر حملہ کرون شیر نے آکر دھر دبوچ کہ مارا اچاک کرتا نچہ بادیا کہ

سر غول بھاگا اُڑ گیا دھڑ زمین پر گرا تھوڑے عرصے میں شیر دل نے ہزارہا غولوں کو مارا اگر
مبہوت نے پھر سحر کیا کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی شیطان نے جو دیکھا کہ پہاڑ پھٹ پڑا ایک چیخ ماری
اور آواز دی کہ اے معین و مددگار سکا کہ زہر خوار جلد آؤ اس سحر کے کو مٹاؤ ایک آندھی
سیاہ چلی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی لشکر
مبہوت پر سحر کرنے لگی آگ برسی ہزارہا ملازمان مبہوت جلے کہ ہرکارے نے بڑھکر خبر دی
کہ یا خداوند دیکھیے سکا کہ زہر خوار آپ کے لشکر کو مٹا رہی ہے مبہوت نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ ایک ساحرہ مکارہ سراپا شعلۂ آتش بڑی سرکش آسمان پر ٹھہر رہی ہے مبہوت نے پکار
آواز دی کہ اے سکا کہ زہر خوار ذرا ہمارے پاس آؤ ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں سکا کہ
نے جو یہ سنا فوراً ہوا سے اُتر آئی کہا یا خداوند حضرت میں تو ہمیشہ سے آپ کی مشتاق تھی
مبہوت نے پشت پر ہاتھ پھیر دیا اور کہا اس پتلہ سنگی کا سر لاؤ سکا کہ زہر خوار نے ہاتھ
پشت پر رکھتے ہی جھومنے لگی پکار اُٹھی نظم

پیری نے قدِ راست کو اپنے نگون کیا
محراب قصرِ تن کو ہمارے ستون کیا

جامے سے جسم کے کبھی میں دیوانہ تنگ تھا
ایکی بہار میں اسے نذرِ جنون کیا

دیوانے تیرے یوں تو ہزاروں ہیں اے پری
شیشہ میں جسنے تجکو اُتارا فسون کیا

کس کس نگاہِ ناز سے دیکھا مری طرف
کیا کیا نہ چشمِ یار نے مجھپر فسون کیا

گر گر لعل کو سویدا میں دل کی طرح رکھا
یوسف سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا

آرائش اہلِ حسن کی جادو سے کم نہیں
سب تیغ تیز دستِ نگارین نے خون کیا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا
شیرین نے نا پسند مگر بے ستون کیا

دریا بہا شراب کا ہے یار رات بھر
مثلِ حباب کاسۂ سر واژگون کیا

مضمون بندھا نہ ہمسے کبھی دل کے داغ کا
بیرون لب زبان سے نہ سوزِ درون کیا

جوہر وہ کونسا ہے جو انسان میں نہیں
دیکر خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا

کیا کیا نہ داغ مجکو دیے شوقِ بوسے نے
کیفیتِ شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا

آنکھوں سے جائے اشک ٹپکنے لگا لہو
آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

یہ شعر پڑھتی ہوئی طرف کوہ کے چلی وہان اُس پتلہ سنگی نے دیکھا کہ سکاکہ زہرخوار آتی ہے
چلّا کر للکارا اور آواز دی کہ او سکاکہ کہان آتی ہے ہرچند چیخا پیٹا مگر سکاکہ نے نہ سُنا وہ پتلے
دروازے پر کھڑا ہے ہاتھ سے منع کر رہا ہے مگر سکاکہ زہرخوار سحر مین مہوت کے پھنسی ہوئی
بجوش وخروش آتی ہے للکارتی ہوئی کہ او دیوانے خداوند جمشید کو ہم بار سے مقابلہ کرتا
ہے وہ خداوند اصلی ہین تو دعوی سحر مین یکتا ہے مگر وہ تقدیر کر کے تجکو مٹا دینگے یہ کہتی ہوئی
قریب پہونچی نیچہ پتلے کو مارا پتلے نے کلائی اُٹھا دی تلوار اُسکی کلائی پر پڑی چھناکے کی
آواز آئی پتلے نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر سکاکہ کا اُڑ گیا شیطان سکاکہ کو مار کر
بہت رویا کہتا تھا کہ میری ندیم قدیم قتل ہو گئی بڑے انتظام کرتی تھی ہاے مین یہ نہ سمجھا
کہ یہ سحر مین مہوت کے ہے مگر پیروان جادو کو بلاؤن یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ تمام پہاڑ مثل
بید کے تھرا گیا ایک طرف سے کوہ کے ایک فیل مست جھومتا ہوا آیا پتلے نے آواز دی کہ
ای پیروان جادو پرست اصلی لشکر مہوت پر جاؤ اور مہوت کو گرفتار کر کے لاؤ
ہاتھی نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی اور کوہ سے آواز آئی کہ ای پیروان جادو مین
کتاب سوانحات پڑھ رہی ہون لیکن سنبھل کر جانا بڑے ظالم سے مقابلہ ہے ایسا نہ ہو کہ تم پر
زوال آئے اُس فیل مست نے ایک چیخ ماری کہ اُس سے یہ آواز آئی کہ ای نہان جادو
میرا جانا خالی از لطف نہ ہوگا قدرت کا جاکر رنگ جماؤن زور وشور اپنا دکھاؤن یہ کہتا ہوا
فیل مست چلا جیسے ہی لشکر مہوت مین پہونچا اہل فوج غلغلہ کرنے لگے کئی ہرکارے دوڑتے
ہوے سامنے مہوت کے آے کہا یا خداوند ایک فیل مست لشکر کو پامال کر رہا ہے مہوت
نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک فیل بلند بالا بڑے بڑے دانت خیمون کو گراتا ہوا چلا آتا ہے جو
انسان راہ مین مل گیا اُسکو چیر پھاڑ کر پھینک دیا مہوت نے جو فیل کو آتے ہوے دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای گیہان قبلہ رکیا کر رہے ہو ایک جوان صحرا سے پیدا ہوا نہایت
لحیم وشحیم تیغہ چوڑا کھینچے ہوے فیل کو للکارتا ہوا کہ او بے ادب یہ لشکر خداوند ہے جتنے
بندے تو نے مار ڈالے ہین اُتنے ہی بندے قدرت پیدا کرین گے یہ کہتا ہوا قریب فیل کے
پہونچا فیل نے پھسونڈ مارا اُس جوان نے گیبنڈے سے کود کر پھسونڈا تھام لیا ایک ہاتھ مارا کہ

ہاتھی نے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیک دیے وہ جوان تیغ کھینچے ہوئے قریب شکم کے آیا اور شکم
میں فیل کے مارا کہ شکم کھل گیا ایک جوان پیٹ سے اُسکے گرا مُنہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتا ہوا
اُس جوان نے شعلہ آتش کا کچھ خیال نہ کیا ہاتھی نے تڑپ تڑپ کر جان دی یہ جوان دوسرا
شکم سے ہاتھی کے جو جوان نکلا تھا وہ بھاگا سامنے چیلے کے پہونچا چیلے نے کہا کہ تو شکم سے
فیل کے کیوں نکلا اُس جوان نے کہا کہ فیل مارا گیا شکم اُسکا چاک ہوا میں ناچار ہوکر
نکل آیا یہ ذکر تھا کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ ہم گیہان فیلدر ہیں یہ کہکر اُسپر گرز لگایا ہاتھ تلوار
کے مارے مگر پیروان روک رہا ہے روکتے روکتے ایک مقام پر چوکا تو شمشیر گیہان کارگر
تلوار شانے پر گری کہ شانہ بھی نشانہ ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہو
چیلہ سنگی نے جو دیکھا کہ اُس جوان نے پیروان کو مارا تو چیلہ سنگی نے چلا کر آواز دی کہ اے
نہاں جادو اس جوان کو لینا بڑی بے ادبی کیے جاتا ہے یہ کہکر ایک کوہ تھرایا پھر ایک
پتھر شق ہوا دو دو چار چار جوان نکلنے لگے تھوڑے ہی عرصے میں کئی لاکھ ساحران ننگا سے ہوا
اُس پہاڑ سے پیدا ہوے مگر گیہان فیلدر مظفر و منصور لڑ رہا ہے اُن ساحروں نے
گیہان فیلدر کو گھیرا چار طرف سے اسقدر تیر مارے کہ گیہان فیلدر غربال ہو گیا
چاہا کہ بھاگوں مگر ان ساحروں کے آگے ایک جادوگرنی بانداز یا الہی سیہ رو بدخو کٹنی جھوم
رہی تھی اُسنے للکارا کہ او گیہان فیلدر کہاں جاتا ہے یہ کہکر ہاتھ جھپکایا کئی سو سرقین گیہان
پر گرین گیہان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا اور تڑپ تڑپ کر جان دی اب اُس جادوگرنی نے
نعرہ کیا کہ یارو فوج دشمن کو مار لو کئی لاکھ ساحر تیر مارتے ہوے چلے فوج مہوت کا لشکر سا
پیچھے ہٹتی جاتی ہے مہوت نے جو دیکھا کہ میری فوج ہٹ آئی اور شکست فاش ہوا چاہتی
ہے بیقرار ہوکر آواز دی کہ یا خداوند جی گی جیپال میں آپ کے نام کا روشن کرنیوالا ہوں
تشریف لائیے میری شکست کھانا بڑے افسوس کی بات ہے آپ کا بندہ ہوکر ایک شیطان بچہ
سے بھاگے تو کیسا باعث خرابی ہے اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہے اور وہ شیطان بچہ سامنے
نہیں آتا پہاڑ کے اندر سے مکر کرتا ہے اگر سامنے آجاے تو مزہ اُٹھاے یہ کہکر مہوت نے
جو چیخ ماری آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر میں رعد کی گرج اور برق کی چمک تھی

اُس آواز سے تمام دشت کانپ گیا اور پہاڑ بھی تھرایا وہ ابر آکر پھٹا ایک جوان بلند بالا سیہ رو
بال چہرے پر چھٹے ہوئے معلوم ہوتا ہی کہ ماران سیہ لہرا رہے ہین جٹائین بالون کی الجھی ہوئین
ایک سیہ کرتا پہنے ہوئے لنبی دھوتی باندھے ہوئے ابر سے نکلا زمین پر آکر قائم ہوا للکارا
کہ او نہان جادو اس فوج پہ بڑا غرور ہی نہین جانتی کہ کس سرزمین کا یہ پادشاہ ہی اپنے
زمانے کا فرد اور یہ جو نکہ مین یہ نہین چاہتا کہ ہمراہی میرے یا تمھارے قتل ہون تم ہٹجاؤ
مین دریۂ کوہ مین جاؤنگا کچھ تمھارے خداوند سے کلام کرونگا نہان جادو نے جو تقریر
سنا شعلہ جوالہ بنکر اُس جوگی پر جا پڑی خوب خوب سحر آپس مین ہوئے مگر مبہوت و ششکین
رہے رہا ہی جب دستک دیتا ہی وہ جوگی گرما جاتا ہی اور ہاتھ بڑھاتا ہی کہ نہان جادو کی چٹیا پکڑ لے
مگر نہان جادو اپنے کو بچاتی ہی ایک مقام پر نہان جادو نے ایک گولا مارا کہ اُس جوگی
پر آگ برسنے لگی مگر جو شعلہ گرتا ہی وہ جوگی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیتا ہی وہ شعلے پانی ہوکر زمین
پر گر جاتے ہین جب اُس جوگی نے اس طرح سحر دفع کیے تو نہان جادو نے ایک چیخ ماری کہ
زمین تھرا گئی طبقہ زمین کا شق ہوا شق ہوتے ہی چند جوان مسلح و مکمل زمین سے نکلے اُس
جوگی کو گھیر لیا جسنے ہاتھ تلوار کا مارا جوگی نے ہاتھ بڑھا دیا اُسکے ہاتھ بڑھاتے ہی تلوار
اُس جوان کی پٹ پڑتی ہی اور جواب مین ہاتھ مارتا ہی اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوتے ہین
اس طرح اُس جوگی نے اُن سب جوانون کو مارا جب نہان جادو نے دیکھا کہ وہ سب جوان
مارے گئے اور جوگی جھوم رہا ہی اور کہتا ہی ای نہان جادو تم خود کوئی حملہ کرو نہان نے
نیمچہ کمر سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا جوگی نے وہی ہاتھ ہلا دیا وار نہان کا
خالی گیا جوگی نے اپنا تیغہ اُٹھایا کہا ای نہان جادو ہم شبیہ خداوند جوگی جیپال ہین
ہم کو کوئی قتل نہین کر سکتا مین اُس شیطان بچے کی ملاقات کو آیا ہون جب مین اُس کے
مقابلے کو موجود ہون تو تو ناحق اپنی جان دیتی ہی جاکر چھپ رہ ورنہ میرے ہاتھ سے قتل
ہوگی مگر نہان جادو نے نہ مانا وار تلوار کے کیے گئی مگر جوگی نے خالی دیے جب کئی وار کر چکی
تو نہان جادو نے چاہا کہ جوگی سے لپٹ جاؤن جوگی خود شعلہ جوالہ ہی کمر مین ہاتھ دے کے
نہان جادو کو اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا نہان جادو نے چاہا کہ تڑپ کے

اُٹھون مگر جوگی نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سنہان جادو کے دو ٹکڑے ہوئے جوگی نے
سنہان جادو کو مار کر ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ ای صحرا النورد جلد آ ان فوج والون کو
پامال کر صحرا سے گرد اُٹھی کئی ہزار جوگی اُسی صورت کے گرد سے نکلے آتے ہی فوج پر گر سے
ایک ایک نے دس دس کو قتل کرنا شروع کیا مگر وہ پتلہ سنگی درہ کوہ مین کھڑا ہوا جو کچھ ہوتا
جو ہلوہ دیکھا شطانہ سے اشارہ کیا کہ تو کیا دیکھ رہی ہی ان سب کو مار لے شطانہ آگے بڑھی
ایک جوگی پر وار کیا اُس جوگی کے دو ٹکڑے ہوئے دو جوگی بن گئے اب شطانہ کو قتل کرنے
سے جوگیون کے یہ نفع ہوتا ہی کہ ایک کے دو تیار ہوتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین جوگیون
سے میدان بھر گیا وہ جوگی جو اول آیا تھا نہایت سیہ رو بلند بالا قوی تن و قوی من اپنے
پرے سے بڑھا اور شطانہ کو للکارا کہ او ملعونہ تو نے ہمارے ساتھ والون کو قتل کیا اور
تو مہبوت کار گزار کی دوست بنتی ہی اُسی کا مجھے کسی قدر خیال ہی شطانہ نے کہا میرے
خداوند نے مجکو حکم دیا ہین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگی بس اُس جوگی نے ایک چیخ ماری
کہ زمین تھرا گئی جھپٹ کر شطانہ کے بال پکڑے شطانہ نے آواز دی کہ یا خداوند مجھکو اس
جوگی کے ہاتھ سے بچاؤ شطانہ نے جو یہ پکار کر کہا صحرا سے گرد اُٹھی چند پتلے فولادی غرّاتے
ہوئے آئے جوگیون پر گرے مگر جس جوگی پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے تو ہوئے زمین پر گر کر تڑپا
مگر دو جوگی تیار ہوئے اور جس جوگی نے پتلہ فولادی کو ہاتھ مارا وہ جلنے لگا تھوڑی دیر مین
پاک خاک ہوا جب چند پتلے جلے تو شطانہ نے پکار کر کہا کہ یا خداوند اس کنیز کے سحر کا خاتمہ ہوا
اب کچھ نہ بن پڑا آپ ہی میری مدد کو آئیے کنیز عرض کرتی ہی کہ مین ان سب سے لڑتی ہون آپ تو
نکل جائیے پتلے نے کہا کہ ای شطانہ مقام افسوس ہی کہ مین ٹل جاؤن مہبوت کیسی خوشی کریگا
مین اسکا خوش ہونا نہین چاہتا اسکی سلطنت مٹاؤن گا یہ کہکر خود بڑھا شطانہ نے کہا کہ یا
خداوند آپ تکلیف نہ فرمائیے ایسا نہ ہو کسی کا سحر آپ پر پڑ جاے اور باعث زوال ہو اگر
آپ پر زوال آیا تو ہم لوگ کسے سجدہ کرین گے مگر یا خداوند موت و زیست پر آپ کو اختیار
نہین ہی پتلے نے کہا ہم کو سب طرح کا اختیار ہی مگر موقع محل ہی اس وقت تقدیر کی ہی کہ تمکو
کوئی نہ مار سکیگا مگر اُس جوگی کلان نے جو شطانہ سے لڑتے لڑتے ہاتھ بڑھا کر بال پکڑ لیے تھے

ایک جھٹکا مارا کہ شطانہ گری جوگی نے اوپر سے لات ماردی کہ شطانہ کے سینے [illegible]
شطانہ کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ یا خداوند اپنے کو بچانا ایسا نہ ہو کہ
آپ کے اوپر بھی کوئی زوال ہو مگر وہ جوگی بلا ان شطانہ کو مار کر پتلے پر جا پڑا پتلے نے چاہا
کہ نکل جاؤں مگر پاؤں زمین تھامے ہوئے تھی اُس جوگی نے پکار کر کہا کہ او شیطان کے بچے ایسا
نہ ہٹنا ہم سے مقابلہ کر لے پتلے نے تلوار کھینچی کہ ہاتھ جوگی کا پار سے جوگی نے وار خالی دیے
مہبوت نے دور سے دیکھا کہ جوگی پتلے سے لڑ رہا ہے دستک دری دستک دیتے ہی جوگی اور
تیز ہو گیا چک چاک کر لڑنے لگا آخر پتلے کو جوگی نے مارا مرتے ہی پتلے کے پہاڑ گرا پہاڑ کے
گرتے ہی رونے کی آواز آئی مگر جوگی نے آکر مہبوت کو سلام کیا اور کہا اس نالائق کو میں نے
مارا کیسا خداوند بنکر بیٹھا تھا مغرور عقل و فراست سے دور سا آخر کچھ نہ ہو سکا نہاں جاوے
اسکی منتظم کار کھتی اُسکے مرتے ہی اسکا زور گھٹا اگر اُسکو پہلے نہ اڑوا تا تو وہ اسکو نکال کر
لے جاتی مہبوت نے کہا کہ میں خداوند جزیرہ گوہر بار ہوں میرے سامنے کون سحر کرسکتا
ہے آج یہاں تک ہماری خدائی ہوئی اب خراج ملا کریگا اور جو لوگ غرور کرینگے انکو مٹاؤنگا
صفت خداوندی دکھاؤنگا مصاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ خداوند حقیقی و مالک تحقیقی ہیں
آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اس شیطان بچے کو بڑا غرور تھا دیوزادوں اور جناتوں
کو تسخیر کیا تھا مہبوت نے کہا کہ اب وہ سب بدولت کے پاس آویں گے مصاحب ہمارے
کہیں گے کہ تمہارے خداوند کیسے تھے کہ شیبہ جوگی جدیال کے ہاتھ سے مارے گئے مگر
مہبوت کے کان میں جو رونے کی آواز آئی وزرا سے کہا کہ دیکھو یہ کون رو رہا ہے وزرا
دوڑے بعد تھوڑی دیر کے واپس آئے عرض کی سامنے جو درہ کوہ ہے ایک ساحرہ ضعیفہ
بیٹھی رو رہی ہے ہر چند اُس سے پوچھا مگر اُسنے کچھ سبب نہ بیان کیا مہبوت ٹہلتا ہوا قریب
درہ کوہ کے آیا دیکھا کہ ایک ضعیفہ بیٹھی ہے پشت پر اُسکے ایک کوٹھڑی ہے مثل نگہبان
دروازے پر بیٹھی ہے کبھی منھ پھیر کر کہتی ہے کہ کیوں بی بی اب آرام میں ہو کیونکر ملیگا خداوند
سنگی مارے گئے مہبوت کار گزار لوٹ مار میں مصروف ہے ہماری تمہاری کوئی خبر نہیں لیتا
یہ کہہ کر رونے لگی اُسی طرح بیتاب و بیقرار ہے آنکھوں سے دریائے اشک جاری ہے کہ سامنے

سے مبہوت آیا تاج مکلل بجواہر پہنے ہوئے بھاری لباس زیب جسم تلوار کمر سے لگی ہوئی طر
وغیرہ لیے ہوئے سامنے ضعیفہ کے آیا کہا کیون ای ضعیفہ اسقدر کیون بیتاب و بیقرار ہی جو درد
ہو وہ بیان کر کہ ہم اسکا علاج کرین ہم خداوند کش ہین ضعیفہ نے کہا کہ یا خداوند یہ تو بتائیے
کہ اس کوٹھری مین کون ہی مبہوت نے کہا کہ قدرت جانتے ہین مگر نہ بتائین گے تو حال اپنا
ظاہر کر ضعیفہ نے کہا کہ ایک شاہزادی موسومہ بہمن عذار ہی ایک شب کو ایک دیو اُسکو لیے
جاتا تھا خداوند مردہ نے جو دیکھا اشارہ کیا کہ دیو اُتر آیا خداوند نے کہا کہ ارے اس مہجبین
کو کہان لیے جاتا ہی دیو نے کہا کہ یہ شاہزادی مالک مین کی ہی سیر کر رہی تھی مین نے جو دیکھا
دل ہاتھ سے گیا اب اسکو لیے جاتا ہون کوہ لالان پر رکھونگا پھر دیکھی ہی لیا کرونگا شاید اسکو
میرے حال پر رحم آئے خداوند مردہ نے جھلا کر حکم دیا کہ اس دیو کو مار ڈالو اور سامنے سے
ہمارے نکال دو ایسی بدعتین کرتا ہی دیو کو تو مار کر نکال دیا اس نازنین پر نگاہ ڈالی دیکھا
تو ماہ تابان و مہر درخشان سے مثال ہی حقیقت مین پری خصال ہی دونون ابرو فخر ہلال
پیشانی درخشان ماہ آسمان حسن و کمال ہی کل اعضا اسکے متناسب پائے قدرت کو پسند آگیا
فرمایا ای مہجبین ہم تجکو نائب قدرت کرین گے اگر ہمارا وصل اختیار کیا تو وہ مرتبہ دین
کہ پریان آکر سجدہ کرین مگر بہمن عذار نے جواب صاف دیا کہ یا خداوند آپ ایسا نہ کیجیے
مین ہرگز قبول نہ کرونگی بس خداوند مردہ نے مجھکو کہ نگہبان جادو میرا نام ہی اُسپر مسلط
کیا کہ ای نگہبان اسکو سمجھاؤ آج کئی مہینے گذرے کہ سمجھاتی ہون دھمکاتی ہون اور
ڈراتی ہون مگر وہ اپنی ہی کہے جاتی ہی کسی طرح رضامند نہین ہوتی مبہوت نے کہا کہ
ای نگہبان جلد اُٹھو اور ہم کو سجدہ کرو ذرا اُس نازنین کو ہم بھی دیکھین جس وقت ہم
اُس شاہزادی کو دیکھین گے وہ خود ہم پر مائل ہوگی اور خواہش کریگی کہ مجھے سرفراز
فرمائیے وہ بیچارا گیا وہ دیوانہ تھا خداوند ہو کر عاشق ہوا اور بندی توجہ نہ کرے
دیکھو ہم نگاہ ڈالتے ہین نگہبان جادو نے کہا کہ آپ ذرا سامنے سے ہٹ جائیے تو مین
اُسکو بلا لاؤن یا کھینچ کے لاؤن مبہوت تو پیچھے ہٹا ضعیفہ کوٹھری مین گئی اُس نازنین
کو بیچ مین دبا کر دو تو نہ پاؤن زمین پر مارے اور غرق زمین ہو کر روانہ ہوئی مبہوت

نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا اور نگہبان نہ نکلی کئی آواز یں دین جواب بھی نہ آیا آخر غصے مین کوٹھری کی طرف چلا دروازہ کھول کر اندر آیا دیکھا کہ ایک غار معلوم ہوتا ہے اور ایک تصویر پڑی ہے مہوت نے وہ کاغذ اٹھایا اسکو اٹھا کر پڑھا نوشتہ پایا کہ ای مہوت ایسا ارادہ نکرنا ورنہ جل جائیگا مہوت نے جھلا کر وزرا کو آواز دی چندوزرا آواز اپنے خداوند کی سنکر آئے پوچھا یا خداوند کیا ہے یہ بھی سب نے دیکھا کہ ایک تصویر قدرت کے ہاتھ مین ہے اسکو دیکھ دیکھ کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

کلرخون کے ہجر مین کرتا ہون شیون ای صبا	کسطرح مجکو خوش آئے سیر گلشن ای صبا
آمد آمد کس شہ خوبان کی ہے گلشن مین	آج جو آراستہ ہے صحن گلشن ای صبا
پھر بہار آئی گریبان وحشیون کے پھٹ گئے	چاک تو بھی کر قبائے گل کا دامن ای صبا
تیری خوشبو سونگھ کر اپنا معطر ہے دماغ	چھو کے شاید آئی ہے اس گل کا دامن ای صبا
باغ مین دیکھے جو اس گل کے مسی مالیدہ لب	کیا کہون مین کسقدر شرمائی سوسن ای صبا
بارش اشک عنادل نے کیا شاداب اسے	دیکھنا ہے کسقدر سرسبز گلشن ای صبا
میکشون کو دے مبارکباد پھر آئی بہار	آج کچھ بدلا ہوا ہے رنگ گلشن ای صبا
کیا خزان گلزار مین آئیگی جائیگی بہار	بلبلین گلشن مین کیون کرتی ہین شیون ای صبا
مسی ہونٹھون پر لگائی ہے جو میرے یار نے	ہونٹھ ہین اسکے کہ دو ہین برگ سوسن ای صبا
دیکھے بدلے گلے جا بجا کانٹون کے ڈھیر	ہین خزان کے ہاتھ سے برباد گلشن ای صبا
چھوٹتا ہے ہر شجر آئی ہے رستانہ بہار	ٹپکتا پڑتا ہے رخ ہر گل سے جوبن ای صبا
خاک تو کیونکر اڑائیگی ہما فنا ہین ملک	کربلا کی ہے زمین سطوت کا مدفن ای صبا

وزرا نے سمجھایا کہ یا خداوندا اسقدر پریشان نہ ہوجیے جہان لے کے جائیگی آپ بتا دیجیے گا ہم لوگ گرفتار کرلا دینگے آپ کے پہلو مین لا کر بٹھا دینگے مہوت نے کہا کہ مجکو افسوس یہ ہے کہ نگہبان جادو بیان کرتی تھی کہ خداوند مردوں سے اسنے انکار کیا تھا جب ہی کہا تھا کہ میرا سامنا کرا دو دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی افسوس ہے کہ یہ ظہور نہ ہوا جو پیرا جانتی وہ ہی اسکی کبھی کیفیت ہوتی بدون قدرت کے دیکھے اسکو چین نہ پڑتا کہ ایک مرد خبیث

سامنے سے آیا اُسنے چند کنجیان ہاتھ مین دین کہا یہ خزانے کی کنجیان ہین اس مرشد والے کو
روپیہ بہت عزیز تھا خزانے بھرے پڑے ہین مہوت نے پہلا کوٹھا کھلوایا دیکھا کہ روپیے
اشرفیان ملی ہوئی بھری ہین مہوت نے کہا کہ یہ کوٹھا رہنے دو بند کردو اسقدر زنگیر
وغیرہ میرے ساتھ نہین ہین جب اُدھر سے پلٹونگا تو اس خزانے کو بھی ساتھ لے لونگا یہ
کہکر دوسرا کوٹھا کھولا اُس مین سب جواہرات بھرا تھا کئی ہزار صندوقچے نکلوائے اور
کوٹھا بند کردیا کہا اسکو بھی واپس ہوکر لین گے تین دن اُسی مقام پر رہا مال یہان سے
بے حساب پایا اور پھر کوٹھے بند کرادیے بعد تین دن کے مہوت نے یہان سے کوچ کیا
جس آبادی مین پہونچتا ہے ہرکارونسے دریافت کراتا ہے ملکہ کا کہین پتہ نہین ملتا چار دن گذرے
کوچ کرتے ہوے جہان زیادہ بستی پاتا ہے دو دو دن وہان ٹھہرتا ہے مطلب یہ ہے کہ نگہبان
کا پتہ لگے مگر کہین پتہ نہین ملتا کئی روز برابر اسی فکر مین سرگردان رہا برابر کوہ زلزال
کے پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ نہایت بلند و مرتفع ہے درخت اُسپر بڑے بڑے لگے ہوے
ہین ہزارون طائر اُن درختون پر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہین مہوت نے جو اُس
کوہ کو دیکھا کہا دریافت تو کرو کہ اس پہاڑ کا کون حاکم ہے ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ زلزلہ جادو بھائی اُسکا جنبش جادو دونون بہن بھائی یہان کے حاکم ہین مہوت
نے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند جوگی جیپال زلزلہ کو میرے سامنے حاضر کرو اُسیطرح
ابر سیاہ اُٹھا آکر لہرایا وہی جوگی بلند بالا پیدا ہوا سامنے مہوت کے آکر ٹھہرا کہا
یا خداوند کیا حکم ہوتا ہے کیون مجکو تکلیف دی مین آپ کے حکم سے جزیرہ ماران
مین رہتا ہون سانپون سے کھیلا کرتا ہون آپ کی آواز جو کان مین پہونچی اپنے کھیل
کو موقوف کیا دوڑا ہوا آیا مہوت نے کہا کہ اے شبیہ خداوند زلزلہ جادو
کو مع جنبش لا دونون بہن بھائی آدین جو حکم دون وہ بجالاوین چاہتا ہون جس راہ
سے گذرون خدائی کو اپنی روشن کرتا ہوا چلون جوگی نے کہا کہ یا خداوند مین ابھی
جاکر دونون کو لاتا ہون یہ کہکر جوگی چلا مہوت دشتکین بیٹھ رہا ہے یہان زلزلہ جادو
وجنبش جادو دونون تخت پر بیٹھے ہین ہرکارے بیان کر رہے ہین کہ آج اس صحرا مین

مبہوت کار گزار کیا گذر ہوا ہی خداوند راس الشیاطین کو مار کر آیا ہی زلزلہ کہتی
ہی وہ دیوانہ ہی اُسکی بات کا کیا اعتبار خداوند راس الشیاطین سے کیونکر لڑا کہ اسکا
عرصہ مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپکو طلب فرمایا ہی شبیہ جوگی کہ جیپال آیا
ہی زلزلہ نے کہا کہ آئے وہ جنبش نے کہا کہ آئینگے تو کیا کرینگے ہم اسکا اعتقاد نہین
رکھتے یہ احسان کیا کم ہی کہ ہم نے اپنے جنگل مین اُترنے دیا ورنہ ہٹا دیتے نہ اُترنے
دیتے لشکر کو اُنکے تباہ کر دیتے ایک زندہ نہ بچتا بارگاہ مین زلزلہ کے یہ باتین ہو رہی
ہین کہ آنا جھی سیاہ اُٹھی ابر نمایان ہوا وہ ابر آکر بارگاہ پر لہرایا ایک دنبالہ جو ادھر جوگی
بلند بالا ریش کا اس مین سے پتھر کے گرتا ہوا اُترا کہ تم شبیہ خداوند جوگی جیپال
ای زلزلہ آگاہ ہو کہ خداوند نے تمکو طلب فرمایا ہی زلزلہ نے کہا کہ مجھے کیا غرض
ہی کہ مین اُنکی ملاقات کرون وہ اپنی خدائی دکھاتے ہین مین ایک بشر بیہ آدمی اس کوہ
کی حاکم اس صحرا کی ناظم یقین ہی دیا گیا بین جوگی نے کہا کہ چلنا ہوگا ایسا نہین ہو سکتا
کہ قدرت طلب فرمائین اور تم نہ جاؤ زلزلہ نے کہا کہ مجھے کون لیجا سکتا ہی اُس جوگی
نے ہاتھ اپنا پشت پر زلزلہ کے پھیرا اور بہ محبت کہا کہ ای ملکہ عالم ملاقات کر کے چلی آنا
کچھ تمکو تکلیف نہوگی اگر اسکے خلاف کیا تو پھر زبردستی لے جاؤنگا پشت پر ہاتھ کے
پھیرتے ہی زلزلہ اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای تصویر خداوند مین تو خود مشتاق
تھی یہ بڑا مژدہ ملا کہ قدرت نے خود طلب فرمایا مین بہت لطف سے ملونگی یہ کہکر زلزلہ اُٹھی
بھائی بھی اسکا ساتھ ہوا جوگی نے دونون کو ابر پر سوار کیا اور ساتھ لے کر چلا
زلزلہ و جنبش ہنستے ہوے جوگی کے ساتھ ہین کہتے ہوے جاتے ہین کہ قدرت
نے کیا عنایت کی ہی کہ ہمکو طلب فرمایا ہی اب جا کے مشرف ہونگے خاک قدم خداوند آنکھون
سے لگاوینگے یقین ہی کہ آنکھون کی روشنی زیادہ ہو جوگی کہتا ہی کہ ای زلزلہ
تم کو اس سرزمین کا حاکم کرینگے جسقدر خراج دوگی بخوشی قبول کرلینگے اور جہانتک
جی چاہے عملداری کرلو کوئی مانع نہین ہو سکتا وہ ابر آتے آتے سر بارگاہ مبہوت
پہونچا جوگی نے کچھ اشارہ کیا ابر پھٹا جوگی زلزلہ و جنبش کو ساتھ لیے ہوے تخت

مبہوت کے آیا کہا یا خداوند یہ حاضر ہین مجھسے زور رون سے آئے ہین یہ سنکر مبہوت
نے کہا کہ کیون ای زلزلہ ہماری ملاقات سے انکار تھا زلزلہ نے کہا کہ یا خداوند یہ آپکا نام
سنتے ہی تھرتھرا کھڑی ہوگئی ایک مرتبہ ہین سے کہا تھا کہ مین نہ جاؤنگی جب دو بارہ کہا کہ خداوند
نے بلایا ہی مین تو ڈرا چلی آئی مبہوت نے پوچھا کہ ای زلزلہ تم کسکو خراج دیتی ہو زلزلہ
نے کہا کہ جمشید ثانی کو مگر فی الحال طلسم مین غدر ہی مسلمان چڑھ آئے ہین فقط یہ ہوا کہ کہ
طلسم باطن مین پہونچے ہین مسلمان چلے آتے ہین صد ہا ناک تسخیر کرلیے جہان جاؤ یہی دیکھو
کہ مسجدین بنی ہوئی ہین دیر کھدے پڑے ہین اس وجہ سے ہم ہر اسے سے شہرون نکلتے نہ
ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر چند کنیزین ایک زلزلہ کی حاضر ہین
کہتی ہین کہ جنبش سے کچھ عرض کرین گے زلزلہ نے کہا کہ بھائی صاحب دیکھو تو کیا کہتی ہین
جنبش باہر آیا کنیزون نے کہا کہ ای شہریار آج اُس نازنین کا عجب حال ہوا آنکھین
اُلٹ گئی ہین ہاتھ پانون مین رعشہ ہی یہی کہتی ہی کہ مجھکو پاس میرے معشوق کے پہونچاؤ
جنبش نے کہا کہ تم سب چلو مین آتا ہون یہ کہکر جنبش نے سب کو رخصت کیا آپ اندر آیا
مبہوت نے پوچھا کہ کیون ای جنبش کنیزین کیون آئی ہین کیا کہتی ہین جنبش نے کہا کہ یا
خداوند مین اپنے پہاڑ پر بیٹھا تھا کئی دن کا زمانہ گذرا دیکھا کہ ایک ساحرہ ایک
آفتاب عالمتاب کو پنجے مین دابے ہوئے لیے جاتی ہی مین نے للکارا وہ ساحرہ میرے
مقابلہ ٹھہر گئی آخر مین نے کارد سحر کھینک ماری وہ ساحرہ مری تو آواز آئی کشتی مرا نام مین
نگہبان جادو بود نام نگہبان سُنکر مبہوت نے کہا کہ ای جنبش جادو بہتر یہ ہی
کہ اُس نازنین کو لاؤ وہ منظور نظر قدرت ہی یا یدولت کی جان اُسپر جاتی ہی گو کہ قدرت نے
اُسکو دیکھا بھی نہین بغیر ملاحظہ کے عاشق ہین اُسی کے سبب سے ادھر آنے کا اتفاق ہوا اگر قدرت
مراد یہی کس طرح نگہبان جادو کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا ورنہ وہ ایسی ساحرہ تھی
کہ اُسکو تو بیکایک مار لیتا بس بہتر یہ ہی کہ جلد اُس نازنین کو حاضر کر جنبش نے کہا کہ غلام ابھی
جاتا ہی اور اُسے لیکر آتا ہی مبہوت نے ملازمون سے کہا کہ مرآۃ تسخیر لاکر رکھدو کہ جب وہ نازنین
آوے تو اپنی صورت زیبا دیکھے یقین ہی کہ قدرت پر مائل ہو دم محبت کا بھرے اور

اپنے نوحا قون مین شمار کرتے مگر جنبش جادو سمور وغیرہ سے رخصت ہوکر بالاے کوہ آیا اور
ایک حجرہ بنا تھا اُس مین پہونچا کہ اُسی حجرے مین وہ نازنین بند تھی حجرے مین جا کر دیکھا کہ دروازہ کھلا
پڑا ہی وہ نازنین مع گلخیز جادو نگہبان کے غائب ہی روتا پیٹتا جنبش ساحر سمور کے پاس
گیا سمور نے پوچھا کہ کہو اے جنبش کیا ہوا جنبش نے کہا کہ یا خداوند ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ گلخیز جادو جو کہ میرا ملازم تھا وہ اُسپر عاشق تھا لیکر بھاگ گیا اب
کیا کرون ساحرون کو روانہ کرتا ہون سمور نے کہا کہ اے جنبش قدرت کو بڑا قلق ہوا
وہان سے نگہبان لیکر بھاگی تھی یہان تمہارے نگہبان لیکر نکل دیا اے وزیر اعظم
لسناس تیرہ دروں تم جلد چند ساحرون کو روانہ کرو کہ گلخیز کو ڈھونڈھ کر لادین
لسناس نے اُسی وقت چند ساحرون کو روانہ کیا کہ وہ ساحر بازو عقاب بنکر چلے
مگر گلخیز جو اُس مہ جبین کو لیکر بھاگا تا بہ کوہ بالا پہونچا بلاے سخت جادو بالاے کوہ بیٹھا
تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر بے پروا ایک مہ جبین آفتاب جمال کو لیکر آیا ہی لپٹے ہوئے قدم
اُٹھا قریب گلخیز کے آیا نازنین کو دیکھ کر بیتاب ہوگیا کہا اے ساحر اس نازنین کو چھوڑ دے
جہان تیرا جی چاہے چلا جا جتنا روپیہ کہ دون ورنہ ایسی آفت مین مبتلا کرون گا کہ تو
دیوانہ وار وحشی مثال پھرا کریگا کہیں پتہ نہ پائیگا یہ جو پکار کر کہا گلخیز زمین پر اُتر آیا اور
کہا کہ اے برادر بجان برابر مین اپنی جان دیکر اس مہ جبین کو لایا ہون کیونکر ہوسکتا ہی
کہ تیرے حوالے کر دون بلاے سخت نے کہا کہ اپنی جان کی خیر منا ایسا نہ ہو کہ مجھکو غصہ
آجاے گلخیز و بلاے سخت سے تکرار ہونے لگی آخر بلاے سخت نے ایک گولہ مارا صحرا کی
طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک معشوق سامنے سے پیدا ہوئی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

ہوا ہی شوق مجھکو اُسکے در پر جبہہ سائی کا — کہ شاہی سے ہی اعلی مرتبہ جسکی گدائی کا
اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا — مگر ہم سے اُٹھ سکتا نہیں صدمہ جدائی کا
ملک عرش بریں پر دیکھکر حضرت کو کہتے تھے — یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا
اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا — حجاب غیر مانع تھا ہمارے دل کی صفائی کا
علی کے نام پر مشکل کشائی ختم کی حق نے — کسے ایسا ہوا ہی مرتبہ مشکل کشائی کا

نہ ہونگا مین کبھی مجبور ای دل کامیابی سے ۔ غلام اُسکا ہون جو مختار ہی حاجت روائی کا
نبات اب پوچھیگا ہرگز کوئی قند مکرر کی ۔ کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے دانتونکی صفائی کا
جھلک دکھلا کے چھپ جانا چھلاوہ سا نظر آنا ۔ کہان سیکھا ہی او ظالم چلن یہ دلربائی کا
ہنر ہر اب مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم ۔ اگر رکھتے ہو دلمین حوصلہ طبع آزمائی کا

اُس نازنین نے گلچہرسے آنکھین ملا کر جو یہ اشعار پڑھے گلچہر کا چہرہ سُرخ ہو گیا قریب آکے کہا کہ کیون صاحب کیا حکم دیتی ہو اُس نازنین نے پوچھا کہ تم کو ہم سے کسقدر محبت ہی گلچہر نے کہا کہ جان تک تم پر نثار ہی اُس نازنین نے کہا کہ مجھے تمہاری باتون کا یقین نہین آتا تلوار تو کھینچو گلچہر نے تلوار کھینچی اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ گلے پر رکھ لو گلچہر نے تلوار گلے پر رکھ لی اُس نازنین نے ہنس کر اشارے سے کہا کہ تلوار کھینچ لو گلچہر نے جوش محبت مین تلوار کھینچ لی اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا مرتے ہی گلچہر کے بلاے سخت نے اُس نازنین پر اپنا قبضہ کیا مسکرا کر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے دشمن کو تمہارے مارا اب مجکو قبول کرو اگر تم بھی نہ مانوگی تو ایک سحر ایسا کرونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی مین مجبور نہین ہون یہ سنکر سمن عذار نے کہا اب تیرے اختیار مین ہون جو تیری طبیعت چاہے وہ کر مگر دل میرا انکو قبول نہین کرتا یہ سنتے ہی بلاے سخت نے کچھ غنچے کچھ پھول توڑے گلدستہ بنایا اُس نازنین کو سنگھایا جیسے ہی بو اُسکے دماغ مین پہونچی کانپنے لگی اور گر کر بیہوش ہوئی بلاے سخت نے چاہا کہ قبضہ کرون اور اس سے وصل حاصل کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی قضاے کا اسطرف مقہور چوب گردان مصاحب جمشید ثانی کا گذر ہوا یہ براے گشت نکلا تھا اسکی نگاہ جو سمن عذار پر پڑی بیقرار ہو گیا پہاڑ پر اُتر پڑا بلاے سخت سے کہا کہ ای بلاے سخت یہ نازنین جو تیرے سامنے بیہوش پڑی ہی مین جانتا ہون کہ تو نے سحر کیا کہ مجھسے موافق ہو بلاے سخت نے کہا کہ ای مصاحب خداوند مین نے بڑی مشقت سے اسکو قبضے مین کیا ہی آپ ایسا نہ فرمایئے مقہور نے للکار کر کہا کہ او بے حیا کو ہی تجکو بھی یہ دعوی ہوا کہ ہماری بات کا جواب دے اب بہتر یہ ہی کہ سامنے سے ہٹ جا ورنہ مین ابھی تیرا سر اُتارتا ہون یہ کہکر مقہور نے پشت پر اُس نازنین کے ہاتھ رکھا کہا یا خداوند سامری و جمشید جہ

بلاے سخت نے سحر کیا ہو وہ دفع ہو جاے اور یہ مہ جبین مجکو قبول کرلے ورنہ بلاے سخت
کسی بلاے سخت مین گرفتار ہو یہ جو مقہور نے کہا بلاے سخت تو ایک جانب بھاگا
گر سمن عذار کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر قوی من و قوی تن سر ہانے بیٹھا ہے باتین
محبت آمیز کر رہا ہے سمن عذار نے کہا کہ صاحب تم کون ہو مقہور نے کہا کہ صاحب خداوند
جمشید ثانی ہون اسی انتظام کے واسطے نکلا ہون کہ کوئی ظالم کسی مظلوم پر بدعت نہ کرے
بلاے سخت نے تمپر قبضہ کیا تھا اُسکو دیوانہ کرکے مین نے صحرا نورد کیا اب تم میرے قبضے
مین ہو مجکو قبول کرو قصر ہفت رنگ مین لیچلون کہ جہان خداوندر رہتے ہین یقین ہے
کہ قدرت اپنی صحبت مین تم کو جگہہ دین وہ شاہزادیان کہ جو حاضر خدمت رہتی ہین
سب تمہاری خدمت کرین مرتبۂ عظیم پایگا سمن عذار نے سر جھکا لیا کہا صاحب مین
مجبور و ناچار ہون جو بدعت چاہو کرو مقہور نے سمن عذار کا ہاتھ تھام کر تخت پر بٹھا لیا
اور لیکر روانہ ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ قدرت
خداوند جمشید ثانی ہے ایسی نازنین مجکو ملی ہے کہ جلسے مین خداوند کے سب کی سرکردہ
کہلائیگی سب کہتے ہین کہ اے شہنشاہ ساحران ایسا نہ ہو کہ قدرت اسکو پسند کرلین مقہور نے
کہا کہ قدرت ہزار کہین گے مگر مین نہ مانونگا عرض کرونگا کہ یا خداوند مین بڑی مصیبت سے
اسکو لایا ہون یہ کہتا ہوا لیے جاتا ہے مگر بلاے سخت جادو جو دیوانہ وار چلا تھا لشکر
مین مبہوت کے پہونچا دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہے معلوم ہوا کہ خداوند جزیرۂ گوہر بار
براے مقابلۂ مسلمانان جاتے ہین براے مدد خداوند جمشید ثانی تشریف لاے ہین زار زار
روتا ہوا سامنے مبہوت کے آیا اول سجدہ کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مقہور نے مجھپر
بڑا ظلم کیا کہ معشوقہ کو میری چھین لیا جس وقت سے آپ کے سامنے آیا ہون وہ جو سودا
تھا اُتر گیا اب ہوش مین ہون مبہوت نے کہا کہ اُس معشوقہ کا نام کیا ہے صورت کیسی
تھی بلاے سخت نے تقریر مین تصویر کھینچی اور نام سمن عذار کا بتایا کہا گلگیر جادو لیے جاتا
تھا سحر کرکے مین نے اُسے مار ا تب اُسپر قبضہ کیا وہ راضی نہ ہوتی تھی مین نے چاہا کہ
اُسکو سحر کرکے تسخیر کرون کہ میان مقہور صاحب آگئے مجکو دیوانہ کرکے نکالا اب اُس نازنین

کرلے گئے ہونگے مبہوت نے جو نام و نشان معشوقہ کا سُنا بیقرار ہوگیا کہا میں ابھی چلتا ہون
جمشید ثانی سے کہلا بھیجونگا کہ مین تیری مدد کو آیا ہون ایک عورت کے واسطے فساد نہ
برپا کر اپنے مصاحب سے معشوقہ کو لیکر میرے پاس روانہ کردے مین تیرا مددگار ہون لیکن
اگر اسکے خلاف کریگا تو تیرا دشمن ہوجاؤنگا ای بلاے سخت تجکو دامن مین پناہ دیتا ہون
ہمیشہ میرے ساتھ رہنا بلاے سخت کو ہمراہ لیکر مبہوت نے قصد کیا کہ کوچ کرون کہ
وزیر اسکا سکوت جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند ہر چند کہ جمشید ثانی آپکے
حکم سے انکار نہ کریگا لیکن اگر اُسنے اپنے مصاحب کا پاس کیا تو آپ کو ملال ہوگا آج کی
شب اسی صحرا مین رہیے کل کوچ کیجیے گا مبہوت رُک گیا رات بھر جلسہ آراستہ رہا
مصاحب مبہوت کو بہلا رہے ہین مگر مبہوت یاد مین معشوقہ کی انتہا کا بیقرار رہی
ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے رات اسی حال مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظر یکایک
ہوا اوان سحر کا ظہور + اُڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس مشرق کا تھا یا دشاہ +
بہت گرمخوا اور بروشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان آگئے آگے خیلہ صبح کا +
کیا دبدبہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + مبہوت اُٹھا باہر نکل کے
دیکھا کہ سب لشکر تیار ہے تخت پر سوار ہوا چاہا کہ لشکر کو لیکر چلون کہ صحرا سے گرد اُڑی
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت و نقارے کی آواز کان مین آنے لگی
قضاے کار زلزلۂ قاف ثانی سلیمان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت اشقر پر
سوار خواجہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے آے مبہوت کو ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران
براے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین مبہوت نے وزیر سے کہا کہ اول انکو گرفتار کرلون
کہ جمشید پر کچھ احسان بھی ہو اِن کو قید کرکے روانہ کرون تب معشوقہ طلب کی جاے یقین ہے
کہ اس احسان سے نہال ہوجاے گا فوراً معشوقہ کو آراستہ کرکے روانہ کریگا وزیر
نے کہا کہ قدرت کیون تکلیف فرمائین مین لشکر بڑھاتا ہون اور تمام لشکر حمزہ
پر آگ برساتا ہون حمزہ کو پکڑ لاؤنگا پھر آپ اُن کو روانہ کردیجیے گا مبہوت نے کہا کہ
دلنشی تمہاری وزیر اعظم مبہوت نے کہ جسکا نسناس تیرہ درجہ ن تام ہے جبہن ہزار لشکر سا

لیا اور بڑھکر لشکر صاحبقران کو ردکا صاحبقران نے خبر پائی کہ یہ نئی بلا نازل ہوئی
کہ مبہوت کارگزار جزیرۂ گوہربار سے کوچ کرکے آیا ہی اور ہم سے مقابلے کا خواہان ہی
صاحبقران اُسی مقام پر اُتر پڑے کہ نسناس مقابلے مین آیا امیر کو گمان ہوکہ طبل جنگی
بجوائیگا میدان مین آکر جواب و سوال کریگا مگر نسناس نے لشکر تو مقابلے مین اُتارا
طبل جنگی نہ بجوایا آپ لشکر سے نکل کر ایک پہاڑ پر آیا انگیٹھی آگ کی روشن کی ایک سحر کیا کہ
وہ انگیٹھی اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی ابر آتش فشان بن کر تیار ہوئی لشکر پر صاحبقران
کے آگ برسنے لگی صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ لشکر مین شور و فریاد بلند ہوا امیر
نے سر اُٹھاکر فرمایا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہلڑ ہی چالاک نے آکر خبر دی کہ لشکر پر حضور
کے آگ برس رہی ہی صدہا خیمے جل گئے حضور جلد باہر آوین اور اسم اعظم پکار کر
پڑھین ورنہ یہ آگ سارے لشکر کو جلا دیگی یہ سُنکر صاحبقران بیرون بارگاہ آئے دیکھا
کہ لشکر مین آگ برس رہی ہی ایک انگیٹھی ہوا پر ٹھہر رہی ہی اُسی سے شعلے نکل کر گرتے ہین
لشکر مین جابجا غریو ہی کچھ لوگ بھاگے جاتے ہین کچھ اپنی جان دینے پر آمادہ ہین تلوارین
چمکا رہے ہین کہ صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز بلند
ہوئی نسناس جہان بیٹھا سحر کر رہا ہی دیکھا کہ وہ انگیٹھی پلٹی اور سامنے آکر قائم ہوئی ہرچند
نسناس سحر کرتا ہی مگر انگیٹھی نہین اُڑتی کہتا ہی کیا ستم کی بات ہی کہ مین دعوی کرکے آیا
مگر سحر تاثیر نہین کرتا اسکا کیا باعث ہی یہ سوچ کر انگیٹھی پر ایک گولہ مارا چند شعلے بھڑکے
ایک شعلہ بھڑک کر اسکے سامنے آیا اُس سے آواز پیدا ہوئی کہ اے نسناس ہم مجبور و
ناچار ہین ایسی آواز ہمارے کان مین آئی کہ ہم آگے نہ بڑھ سکے نسناس نے کہا لو یارو
مین سمجھ گیا حمزہ بھی ساحر ہی اُسنے میرا سحر دفع کیا مگر دوسرے طور پر سحر کرونگا یہ کہکر اُس شعلے
پر اپنا خون ڈالا وہ شعلہ بھڑک کر بلند ہوا ایک ابر صاف و شفاف گھر گیا اور پانی اُس سے
برسنے لگا صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھا فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ سحر کسنے
کیا ہی یہ سُنکر خواجہ صورت تبدیل کرکے نکلے بیرون لشکر آکر دیکھا کہ پہاڑ سے لکتہ ہا ے
ابر آتے ہین پانی زور و شور سے برساتے ہین خواجہ نے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے دلمین سوچ

کہ سحر کرنے والا بالا سے کوہ ہی یہ سوچتے ہوئے اُسی پہاڑ کی طرف چلے دور سے دیکھا کہ ایک
ساحر سیہ رو تہمبری دھوتی باندھے ہوئے بیٹھا سحر کر رہا ہی مگر عاجز ہی کہ اب پانی نہین برستا
دو خدمتگار جو ساتھ تھے اُن سے کہا یارو تم نے دیکھا کہ آگ برسائی وہ پلٹ آئی منھ کس
زور سے برس رہا تھا وہ بھی موقوف ہوا اب کیا تدبیر کرون سب نے کہا کہ آپ اِن
باتون کی فکر نہ کیجیے مسلمان سب باتون مین طاق شہرۂ آفاق ہین جس ساحر سے مقابلہ پڑا
وہ مارا گیا نسناس نے کہا کہ مین کیا عاجز ہون دوسرے طور سے سحر کرونگا آج تامل کرو
کل سب کو مٹا دونگا یہ کہہ کے کوہ سے اُترا اسیر بہشت آیا نسناس سوچ رہا ہی کہ کونسا سحر کرون
کہ مسلمان عاجز ہون اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر بدمزاج
جھلایا ہوا آتا ہی خواجہ نے اپنے تئین ہٹایا صورت تبدیل کر کے ایک زرغے مین بیٹھے
جمشید ثانی کو بڑی بیقراری اور نہایت بیتابی سے رو رو کر پکارنے لگے کہ یا خداوند جمشید ثانی
اس گنہگار کی آواز سُنیے مجھے اس آفت سے بچائیے ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض
روح کرے اب مجھسے صدمہ نہین اُٹھتا یہ آواز جو کان مین نسناس کے پہونچی طرف صحرا
کے متوجہ ہوا آکر دیکھا کہ ایک زرغۂ نخلستان مین ایک مہ جبین آفتاب جمال بیٹھی رو رہی ہی
نسناس نے قریب آکر کہا کہ کیون صاحب کیا معرکہ گذرا کس آفت مین مبتلا ہو نازنین
نے رو کر جواب دیا کہ مین خواجہ خورشید بازرگان کی بیٹی ہون کاروان باپ ساتھ لیکر
آتے تھے قزاق آکر گرے سب کو لوٹ لیا مین بھاگ کر یہان چھپی تین دن گذرے ہین
کہ بے آب و دانہ پڑی ہون کسی شیر بھیڑیے نے نہ پوچھا ملک الموت نے بھی قبض روح
نہ کی اب زندگی سے بیزار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون نسناس نے کہا ای شہنشاہ
ملک خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین خداوند جیز یرہ گوہر بار کا وزیر اعظم ہون
مسلمانون کو مٹانے گیا تھا مگر اس وقت سحر نے تاثیر نہین کی پلٹ آیا مگر کل سحر کرونگا
کہ اگر دس لاکھ ہون تو سب قتل ہو جاوین اُس نازنین نے رو کر کہا کہ صاحب مجھے
تمھارے عظم و شان سے کیا کام ہی اگر ہو سکے تو مجکو میرے گھر پہونچا دو میرے عزیز مجکو
ڈھونڈتے ہونگے جو مانگو وہ حاضر کرون نسناس نے پوچھا کہ تمھارا مکان کہان ہی اور

نام تمھارا کیا ہے نازنین نے جواب دیا کہ مجکو گلرخسار کہتے ہین اور مکان تو میرا اسی مقام پر ہے جہان املی کے پیڑ لگے ہین اور چند پیڑ بیری کے بھی ہین نسناس نے پوچھا کہ نام گانون کا کیا ہے کہا صاحب گانون کے نام سے کیا کام ایسا نشان بتا دیا کہ جلد ہی پہونچ جاؤگے نسناس جی ہی جی مین کہتا ہے کہ بڑی بھولی عورت ہے کیا پیاری پیاری باتین ہین اپنے گانون کا نام نہین جانتی یہ سوچ کر لگا فکر کرنے لگا اُس نازنین نے کہا کہ صاحب مجکو ساتھ لیچلو میرے گھر پہونچا دو سب عزیز خبر سُنتے ہی دوڑ پڑین گے طرح ہو جائیگا کہ گلرخسار آئی ایک ساحر لایا ہے سب تمکو انعام دینا گے اسقدر ملیگا کہ اُٹھا نہ سکو گے نسناس نے کہا کہ اے شہنشاہ ملک خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی مین اپنی جان نثار کرنے کو حاضر ہون اسکا خواہان نہین ہون کہ تم سے کچھ لے یہ کہکر نازنین کا ہاتھ تھاما کہا صاحب چلو پہلے اپنے لشکر مین لیچلون پھر محافے مین سوار کرکے تمھارے گھر پہونچا دون وہ نازنین اُٹھی نسناس کے ساتھ ہوئی نسناس دولت عشق سے مالا مال ہے اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا جاتا ہے نظم

دردا کہ غم ز حد برون شد
در مکتب عشق ذوفنون شد
در سینہ دلے نہ بود جز نام
آمد غم عشق و رہنمون شد
بگرفت غم تو مرغ دل را
قانون ضوابط جنون شد
بنشینم و صبر را کنم یار

فریاد کہ درد من فزون شد
در خرمن عمر من زد آتش
دان ہم ز جفائے چرخ دون شد
از کوشش و سعی حاصلی نیست
دل بردن من برت شگون شد
مردم ز غم دلم نہ گفتند
تا یار مرا شود خریدار

دیوانۂ عشق رفتہ رفتہ
ہر آہ کہ از دلم برون شد
از کم شدگان عشق بودم
چون کوکب طالعت زبون شد
رسوائی من بہ وادی عشق
کز محنت انتظار خون شد

ایسے ایسے اشعار پڑھتا ہوا خوشی خوشی جاتا ہے سراپا کو اُس نازنین کے دیکھ رہا ہے کہتا ہے حقیقت مین کیا سراپا ہے معشوق یکتا ہے چہرے کی روشنی نازک بدنی سیم تنی کس کس کمال کو دیکھون مین نے تھوڑا ہی مسلمانون کو ستایا تھا کہ یہ دولت لازوال حاصل ہوئی کیا قدرت کا شکریہ ادا کرون کل تلوارین برساؤنگا وہ نازنین پوچھتی ہے کہ کیون صاحب یہ چپکے چپکے کیا باتین کرتے ہو تمھاری بات کچھ سمجھ مین نہین آتی نسناس کہتا ہے کہ صاحب مین کیا بیان کرون وجہ مین ہون

تم ایسی معشوقہ مجکو دستیاب ہوئی عمر بھر خداوند جمشید ثانی کا شکریہ ادا کرونگا نازنین نے
کہا کہ صاحب تمہارا اب حق ثابت ہوا مان باپ میرے تمہارے ہی ساتھ بھونری پھیر دین گے
مگر اکیلے مکان مین رہونگی دوسرا نہ کوئی آنے پاے صرف ایک ماما کافی ہی اور وہ بھی سن رسیدہ
ہو جوان نہ ہو نسناس کہتا ہی صدہا کنیزان چینی و رومی خدمت مین حاضر کرونگا یہ سُن کر
وہ نازنین جھلائی کہا صاحب میرا مطلب بھی سمجھتے ہو مین نہین چاہتی کہ دوسری عورت
تمہارے سامنے آے مجکو اسکا بڑا رشک ہی ایسا نہ ہو کسی سے فساد ہو جاے ان باتون پر
نسناس اودھرا جاتا ہی کہتا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم آج تو میرے یہان تشریف رکھو کل تم کو
تمہارے گھر پہونچا دونگا جب تم راضی ہو تو مان باپ کیون نہ رضامند ہونگے اُسی وقت
بھونری پھر جائیگی یہ کہتا ہوا اپنے لشکر کے قریب پہونچا خدمتگارون سے کہا کہ جاکر ایک
محافہ لاؤ تو مین ان کو سوار کرکے لے چلون نازنین نے کہا کہ اب محافے کی کیا ضرورت ہی
یون ہی چلی چلونگی نسناس نے کہا کہ میں ہزار جادوگر اُترے ہوے ہین آپسین چشمک کرینگے
مشہور ہو جائیگا کہ وزیر اعظم ایک عورت لیکر آے ہین کوئی کچھ کہیگا کوئی کچھ کہیگا تو مجکو
ناگوار ہوگا خادم محافہ لینے گئے اب اکیلا رہا چاہتا ہی کہ اختلاط کرون اُس نازنین نے
ایک تمانچہ مارا اور چٹے پکڑ کے کھینچ لیے کہا او دیوانے بے طور ہاتھ لگاتا ہی ہم نے تجھسے
کہدیا کہ مان باپ ہمارے رضامند ہوکر جب بھونری کو حکم دین گے تب ہم خود آمادہ ہو جائینگے
جب تک حکم والدین نہین ہوتا کوئی امر وقوع پذیر نہ ہوگا یہ کہکر چادر سے مُنھ پونچھا نسناس
نے کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی کیا نوش فرمایا نازنین نے کہا کہ بڑے نظر باز ہو ہر بات
کا خیال رکھتے ہو یہ کہکر چادر سے ایک گلابی نکالی کہا اسی کی وجہ سے تین دن زندگی ہوئی
جب بھوکھ و پیاس سے حال ابتر ہوا ایک جام پی لیا دل کو تسکین دی یہ وہ شی ہی کہ جان
کو بچاتی ہی نسناس نے کہا کہ ایک جام ہمکو بھی دو ہم تمکو شراب کے مٹکے بھروا دینگے اُسی سے
نہایا کرنا شراب کی کیا کمی ہی نازنین نے کہا کہ تم سب پی جاؤ گے مین حیران ہونگی مُنھ کھولکر
بیٹھو مین تھوڑی سی مُنھ مین چھوڑ دون جب اور آجائیگی تب اس کو صرف کرونگی نسناس
مُنھ کھول کر بیٹھا نازنین نے مُنھ مین گلابی اُنڈیل دی اور پھر آپ ہی مُنھ پھلا کر بیٹھی کہ تم نے

قمہ بجاڑ سا منہ کھول دیا ساری شراب پی گئے نسناس نے گھبرا کر کہا کہ اس شراب مین کیا
تھا کہ دل گھبرانے لگا نازنین نے کہا کہ اُٹھ کر ٹہلو کہ ہوا لگے نسناس اُٹھکر ٹہلنے لگا جیسے ہی
ہوا اسکے بدن مین لگی گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے چاہا کہ سر کاٹ لون پھر خیال مین گذرا کہ حضرت
صاحبقران مین لے چلون شاید مسلمان ہو یہ سوچ کر پشتارہ باندھنے لگے کر ٹٹولی زنجیر سونے
کی باندھے ہوے تھا خواجہ نے وہ زنجیر کھول لی قضا سے کار وہ خادم جو محافہ لینے گئے تھے وہ
آپہونچے اُنھون نے دور سے دیکھا کہ میان نسناس تو بیہوش پڑے ہین اور ایک عیار کمر
ٹٹول رہا ہے وہین سے للکارا کہ او ظالم کیا کرتا ہے خواجہ نے جو دیکھا کہ خادم اسکے آگئے
غل مچا رہے ہین نسناس کو چھوڑ کر بھاگے خادمون نے آکر نسناس کو ہوشیار کیا نسناس
نے پوچھا کہ وہ معشوقہ کہان گئی سب نے کہا کہ حضور معشوقہ تو نہین ایک عیار تھا کہ آپ کو
قتل کیا چاہتا تھا نسناس نے کہا کہ تم نے اُسے پکڑ نہ لیا خادمون نے عرض کی کہ خنجر برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوے براے قتل حضور موجود تھا ہم نے للکارا وہ چھوڑ کر بھاگ گیا مگر وہ
ایسا جلد نکل گیا کہ ہم قریب نہ پہونچ سکے ناچار ہو کر ٹھہر گئے نسناس اُسی نازنین کو یاد
کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہہ رہا ہے کہ یارو افسوس ہے معشوقہ کا پتہ نہ لگا تب مصاحبون
نے کہا کہ طریقے سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہی عیار عورت بنا تھا آپ کے ساتھ آتا تھا تنہا پاکر
بیہوش کیا نسناس نے کہا کہ یارو تم جانو کہ کیا معرکہ گذرا وہ معشوق دلفریب تھی کہ اُسکے
دیکھنے سے صبر و ہوش و حواس غائب ہوے اب تک میری آنکھون کے نیچے وہ صورت پھر
رہی ہے ناچار ہون کہ کیا کرون کہان تلاش کرون طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی عیار
اُسکو لے گیا خادمون نے عرض کی کہ حضور عیار آگیا تھا نسناس کہتا ہے کہ ایسی صورت
زیبا تھی کہ ویسی صورت کوئی بنا نہین سکتا اسی تردد مین لشکر مین آیا خادمون کی بہت
باتین ناگوار ہوتی ہین دربار مین آکر بیٹھا یہان بھی دل نہ لگا آخر دربار سے اُٹھا بارگاہ
مین آکر لیٹا مگر انتظار مین نیند نہین آتی دو پہر رات گذر چکی تھی کہ کان مین رونے کی
آواز آئی گھبرا کر پلنگ سے اُٹھا اُس آواز کے نشان پر چلا جون جون قریب آتا ہے الفاظ
بھی سمجھ مین آنے لگے کہ جیسے کوئی درد رسیدہ یہ کہہ کر رو رہا ہے کہ اے فلک کجرفتار تو نے یہ دن

دکھایا کہ میرے عاشق سے مجکو چھڑایا نسناس قریب آیا دیکھا کہ ایک نمرہ میں وہی معشوقہ آفتاب جمال بیٹھی رو رہی ہی جیسے ہی نسناس کو آتے ہوے دیکھا منھ اپنا چھپا لیا اور پکار کر کہا کہ صاحب تم میرے آگے نہ آؤ مجھے تمھاری صورت سے نفرت ہو گئی ہماری تو یہ محبت اور تمھاری یہ نفرت مگر افسوس یہ کرتی ہون کہ میرے بخت نے مجکو ایسے مقام پر پہونچایا کہ پھر تمھاری صورت نازیبا دکھلائی دی اب مین تمھاری صورت کا دیکھنا نہین چاہتی ہون نسناس بیقرار ہو کر دوڑا کہا صاحب میرا تو یہ حال ہی نظم

عاشقِ بیدل کند چون پیش آن دلدار عرض ۔ دلربا با گوشِ باطن بشنود ہر بار عرض
نیست دربان بر درِ آن والیِ کون و مکان ۔ گر کسے خواہد شود حاضر کند صد بار عرض
حقتعالے جرم بخشد عفو فرماید خطا ۔ چون کند بعد از ندامت بندۂ بیکار عرض
پردہ بردارد کند دور از رُخِ انور نقاب ۔ چون کند ز اخلاص باطن طالبِ دیدار عرض
آید اندر جوشِ ابرِ رحمتِ پروردگار ۔ تشنہ لب چون میکند با چشمِ گوہر بار عرض
وقتِ تنگی تنگ دست و وقتِ غم اہلِ الم ۔ میکند ہر بار پیشِ حضرتِ دادار عرض
واقفست از احوالِ دل چون ہست علام الغیوب ۔ از زبان ہندی چرا پیشش کنی اظہار عرض

ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین اپنا حال کیا عرض کرون میرا حال پر ملال اس لائق نہین ہی کہ جسکو زبان پر لاؤن اگر کیفیت شب فراق عرض کرون بدون تقریر حال ابتر ہو جائے ارادہ کیا تھا کہ شب فراق کا حال ذکر کرون دونون آنکھون سے اشک سیاہ ٹپکنے لگے طائران دل و جگر قفس تن مین مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگے وہ کالی رات کہ جسکو مثال ظلمات سے ہی اُسمین بیقراری دل فراق دیدہ ہجران کشیدہ کی آہ و زاری کوئی ساتھ نہین دیتا کون ساتھ دے کون تسکین کرے تمھاری یاد مین نیند کبھی نہین آتی تھی مین تڑپا تڑپ سکے رہجاتا تھا مشیرون سے صلاح پوچھتا تھا دن کو کھانا کبھی نہین کھایا آب و طعام کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا مگر صاحب یہ تو بیان کرو کہ تم پر کیا گذری مجکو بڑا اشتیاق ہی کہ تمھارا حال سنون مگر اب خداوند جمشید ثانی ایسا نہ کرین کہ ہمارے تمھارے جدائی ہو نازنین نے رنجیدہ ہو کر جواب دیا کہ بے غیرت ہمارا حال بھی سُنا چاہتا ہی عیار حمزہ جسکے نام لینے کی ممانعت

ہی آیا اُس ظالم نے گرفتار کیا نہین معلوم کیا کیا کہتا تھا مگر رات کو مین نکلی اب آگے قدم نہ
اُٹھا اسی مقام پر بیٹھ گئی شام سے رو رہی ہون مگر تمھین کیونکر خبر ہوئی نسناس نے کہا سامنے
میری بارگاہ ہی مین پڑا سو رہا تھا مگر تمھاری یاد مین نیند کہان آئی ہی آواز سُن کر اُٹھا اور یہان
آیا شکر کرتا ہون خداوند جمشید ثانی کا کہ تم کو پا گیا ورنہ تمھاری یاد مین میری تمام زندگی نہ ہوتی
ای جان جہان مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تم کو پاجاؤن کہ دل کو تسکین ہو اُس نازنین نے کہا
کہ صاحب تم میرے قریب آؤ تم ایسے لوگون سے زخم کرتا سرا سر حماقت ہی تم نے اُس ظالم
کے ہم کو سپرد کیا کہ جان وایمان دونون کا خواہان تھا مگر پیدا کرنے والے نے بچا لیا کیا کہون گانا
اُسکا حقیقت مین سحر ہی اس طرح گایا کہ دل کو بیقرار کر دیا یہ الفاظ سُنکر نسناس نے کہا کہ
صاحب جو گذرا اُسکا ذکر نہ کرو مجھے خود افسوس ہوتا ہی کہ تم پر یہ صدمے گذرے اگر وہ ظالم
مجھکو مل جاتا تو بوٹیان اُسکی کاٹ کر چیل کوون کو دیتا مجھے بہت ناگوار ہی لیکن میرے
کہنے پر کام کرو تو اُسکی مجال نہین کہ آسکے نسناس پاس بیٹھ گیا نازنین نے کہا کہ ابتو
وہ گلا بی بھی باقی نہین کہ قدرے پیکر اپنی تسکین کرتی تھی نسناس نے کہا کہ سامنے لشکر ہی
وہان تشریف لے چلیے سب کچھ ممکن کر دونگا وہان سب کچھ موجود ہی جو شی نہ ہوگی اُسے منگوا دونگا
تمھارے آگے پیش کرونگا بمنت و خوشامد ہاتھ تھام کر اُٹھایا طرف لشکر کے لیکر چلا مگر نازنین
لڑکھڑاتی ہوئی آتی ہی ہر مقام پر یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ملازم آجاے تو پھر خرابی
ہو غرض بمشکل لشکر مین آیا بارگاہ مین اپنی لے گیا عیار اسکا سرہنگ شبکرو اُس نے
جو دور سے دیکھا کہ آقا سے نامدار باہر گئے تھے ایک عورت کو لیکر آے ہین سوچا کہ اسمین
کچھ چل معلوم ہوتا ہی چھپتا قریب آکر آقا کو سلام کیا مگر اُس نازنین نے مُنھ چھپا لیا عیار نے
اشارے سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین نسناس نے کہا کہ ای یار وفادار میری تقدیر کی
رسائی کہ مین اسکو پا گیا وہ جو مین کہتا تھا وہی ہوا کہ اُس عیار نے ان کو پکڑا تھا جنانچہ مین
کرتا تھا مگر یہ ثابت قدم کوے محبت میری ہی یاد مین رہین مگر عیار کو شک ہی کہ کیونکر اسکا
نازنین کو دیکھون اس نازنین نے تو مُنھ چھپا لیا صورت نہ دکھائی عیار ایک گوشہ مین
مخفی ہوا مگر نسناس نازنین کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور اُسکو مسند پر بٹھایا آپ

پہلو مین آکے بیٹھا نازنین نے کہا کہ صاحب گلابی لاؤ آج جو مقدار وز ہی کہ آپ دوا اسنے سے
محروم ہون انکو کوئی شی منھ مین جاے نسناس نے گلابی اُٹھائی اُس نازنین نے گلابی ہاتھ
مین لیکر گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی مگر عیار گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ اُس نازنین نے گلابی
مین پڑیا بیہوشی کی ملائی جام بھر کر نسناس کو دیا عیار نے دیکھا کہ اگر یہ جام پیا تو انجام بد
ہوگا صبر نہ ہوسکا پکار اُٹھا کہ ای آقاے نامدار خبردار جام نہ نوش کیجیے گا اگر نوش کیا تو
جان نہ بچیگی نسناس نے کا عیار جھپٹ کر آیا خواجہ نے جو دیکھا کہ عیار آگیا اور بنتے کی بات کو بگاڑ کر
ناچار ہو کر بھاگے عیار نے جام ہاتھ سے چھین لیا کہا ای شہریار دیکھیے وہ نازنین کس طرح
بھاگ گئی آپ نے بڑا دھوکا کھایا تھا مین نے اول ہی چاہا تھا کہ اُسپر ہاتھ ڈالون مگر آپ سے
ڈرا کہ آپ نہ مانینگے اور مین شرمندہ ہونگا مگر اب جاکے تلاش کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان
خواجہ جنگل مین بیٹھے ہین ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے عیار
نسناس آتا ہی سرہنگ کو آتے دیکھ کر خواجہ نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کرکے گوشے
مین چھپ کر بیٹھے کہ عیار اُسی مقام پر آیا جیسے ہی حلقہ ہاے کمند مین پانون رکھا خواجہ نے نعرہ
کی شیر کے آواز دی عیار کا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا خواجہ نے اُٹھا کر حباب تار سے
بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر عیار کو اپنی شکل بنایا آپ عیار کی شکل
بنکر لپٹنا رہ عیار کا باندھ لیا طرف بارگاہ نسناس کے چلے یہان نسناس حیران بیٹھا ہی
جو خادم آتا ہی اُسکو بھیجتا ہی کہ جاکے خبر تو لاؤ کہ میرے عیار نے کیا کیا کہ ایک خدمتگار نے آکر
عرض کی کہ آپ کے عیار نے جاکر اُس مکار کو گرفتار کیا نسناس نے کہا کہ جلد لاؤ خدمتگار
نے جاکر عرض کی کہ ای سپہسالار جلد تجکو آقا نے بلایا ہی خواجہ نے کہا کہ حاضر ہوا یہ بھاگ کر
چلا تھا مگر مین نے گرفتار کر لیا بھلا میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا نسناس نے تلوار کھینچ کہا
لاؤ مین اسکو قتل کرونگا عیار نے کہا کہ ای آقاے نامدار اسکو ہوشیار کیجیے کہ اپنے حال
زار کو دیکھے مگر ڈرتا ہون کہ کوئی فتور نہ کرے ایسا نہ ہو کہ آپ اسکے فریب مین آجاوین
تو باعث خرابی ہو نسناس نے کہا کہ ای عیار کیا مین دیوانہ ہون کہ اسکے فریب مین آونگا
تو نے بڑا کار نمایان کیا عیار نے عرض کی کہ ایک جام شراب نوش کیجیے اور اُسی نشے مین اسکو

قتل کیجیے نسناس نے عیار سے اشارہ کیا عیار نے نکالی اٹھائی بیہوشی ملا کر جام پلایا جام
پیتے ہی نسناس نے غلوا کھینچ جانا کر اٹھ کر بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی جیسے ہی اٹھا لڑکھڑا کر
گرا خواجہ نے عیار کو تو اسی مقام پر چھوڑا نسناس کا پشتارہ لیکر بھاگے جنگل مین آکے
خیال کرتے ہین کہ پشتارہ دمبدم بھاری ہوتا جاتا ہے مگر خواجہ دوڑے ہوئے چلے جاتے ہین کہ اپنے
کو بارگاہ صاحبقران مین پہنچاؤن لیکن ایک خدمتگار نے جا کر عیار کو ہوشیار کیا عیار
نے جو دیکھا کہ آقا کو لے گیا بدحواس ہو کر دوڑا دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہے دور سے دیکھا
کہ خواجہ عمرو بصورت اصلی پشتارہ نسناس کا لیے جاتے ہین وہین سے للکارا او نا عیار
پشتارہ کہان لیے جاتا ہے خواجہ عمرو ٹھہر گئے اور پشتارہ انتہا کا بھاری ہو گیا یقین ہوا کہ
پشتارہ گر پڑیگا اب نہ چل سکیگا عیار نے قریب آکر تیغچہ مارا خواجہ نے تیغچہ روکا اتنے مین
تیغچہ چلنے لگا جنگل کا سناٹا عیار تو چاہتا ہے کہ جسطرح بنے پشتارے پر قبضہ کرون لیکن خواجہ عمرو
وہ ہوشیار ہین کہ پشتارے کے قریب نہین آنے دیتے تیغچہ جھناسٹے کے ساتھ چل رہا ہے ایک
مقام پر خواجہ نے کتر بتا کر جو تیغچہ مارا سر عیار کا زخمی ہوا خون کی چادر جو منہ پر آئی عیار
گھبرایا خواجہ نے جھکائی دیکر اور تیغچہ مارا شانہ بھی عیار کا نشانہ ہوا عیار نے دیکھا
کہ اب اگر ٹھہرونگا تو قتل ہو جاؤنگا عمرو کو دھوکا دیکر بھاگا خواجہ نے عیار کا پیچھا نہ کیا
پشتارے کو اٹھایا ہر چند اٹھاتے ہین لیکن پشتارہ نہین اٹھتا اسقدر بھاری ہوا کہ زمین
نہین چھوڑتا اب حیران ہین کہ کیا کرون اس سوچ مین کھڑے ہین مگر عیار بھاگا ہوا لشکر
مین آیا پکار کر کہا کہ یارو آقا تمھارے گرفتار ہو گئے اگر ہو سکے چل کر رہا کر لو مگر بڑا عرصہ
ہوا چند جادوگر دوڑے یہان خواجہ حیران کھڑے ہین کبھی سوچتے ہین کہ پشتارہ چھوڑ جاؤن
کہ سامنے سے دیکھا چند جادوگر آتے ہین خواجہ سمجھے کہ اب یہ ساحر آکر اسکو ہوشیار کر دینگے
خنجر تو ہاتھ مین تھا مار دیا سر نسناس کا کاٹ کر طرف صحرا کے بھاگے جادوگرون نے دیکھا
کہ نسناس کا سر کٹا پڑا ہے اور لاشہ تڑپ رہا ہے لاشہ اٹھایا روتے پیٹتے لشکر مین آئے
سارے لشکر مین غریو بلند ہوا سب روتے تھے کہ ہمارا افسر مارا گیا اب کیا کرین آخر تکیا
بنا کر لاش کو اسپر لٹایا مرگھٹ مین لا کر جلایا اب سوچنے لگے کہ چل کر خداوند سے عرض کرین

سب اہل لشکر روتے پیٹتے خدمت مہبوت مین آئے مہبوت نے جو لاشہ فسناس کا دیکھا اور سب
حال سنا چلا کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ حمزہ کو گرفتار کرکے لائے ہنگام جادو
کہ مصاحبون مین مہبوت کے ہی وہ اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند اگر غلام کو
حکم ہو تو حمزہ کو زندہ گرفتار کرکے لائے اور عمرو کا سر لائے بڑا سردار سرکار کا مارا گیا کہ
غلام کو فسناس کا بڑا قلق ہی اگر فوج ساتھ لیکر لڑتا تو مہینون جنگ کرتا مگر مین جاتے ہی
آواز دیتا ہی سادونگا ایسی تدبیر کرون کہ سب نابینا ہو جادین کسی طرح مہلت نہ پاوین
جب حمزہ تنہا رہجائیگا تو اُسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی ہر چند کہ عیار بلاے روزگار
ہی مگر میرے سحر سے بھاگتا پھریگا جو مجھے عرض کرنا تھا وہ مین نے سامنے حضور کے عرض کیا
یا خداوند مین جاتے ہی سحر کرونگا پہلے لشکر کو تباہ کر دونگا ساحرون نے کہا کہ ای ہنگام
حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا ہنگام نے سر ہلا کر کہا کہ جیسا مناسب جانونگا ویسا کرونگا
ہر نوع حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عیار تو میرے سامنے کوئی آ نہین سکتا مین نے وہ انتظام کیا
ہی کہ ہوا بھی نہین آسکتی انسان کی کیا لیاقت ہی یہ حالات سُنکر مہبوت نے کہا مین تمھارے
سب حال سے آگاہ ہون جو اپنے نزدیک مناسب جاننا اُسپر کاربند رہنا اور قدرت
سے بھی تمھارا حال دیکھتے رہین گے جس وقت کوئی سختی ہوگی ضرور مدد کرینگے مگر ای ہنگام
بڑی ہوشیاری سے کام کرنا بے شک عیاران اسلام بلاے روزگار ہین ہنگام مہبوت
سے رخصت ہو کر براے بربادی لشکر اسلام روانہ ہوا مقابلہ صاحبقران مین آکر
اُترا اور طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم صاحبقران طبل جنگی پر چوب پڑی
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین
بسر ہوئی صبح کو صاحبقران سوار ہوے میدان کارزار کی طرف چلے اُدھر سے ہنگام
سوار ہوا چھبیس ہزار ساحر پشت پر ایک ایک اُن مین کامل و اکمل علم سحر مین طاق شہرۂ آفاق
اس کر و فر سے میدان مین آکر پہونچا دونون لشکر میدان مین آکر قائم ہوے جانبین مین
صفین بندھنے لگین جب آراستگی صفون کی ہو چکی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر

بیٹے ہنگام نے افسرون کی طرف دیکھا سرہنگ جادو طاؤس کو بڑھا کر نکلا ہنگام سے رخصت
میدان لی کہا مین افسر اعلیٰ کو للکارتا ہون ہنگام نے کہا کہ تیرے ہی نام پر فتح ہر یہ کہکے
سرہنگ میدان مین آیا سحر کے عجائب وغرائب دکھائے پکار کر آواز دی کہ صاحبقران زمان
کا مشتاق ہون صاحبقران نے اشقر کو پھیرا ہرچند کہ سب ساحر جو مطیع اسلام ہوئے ہین
آکر قدمون سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ یہ جادوگر بڑا مکار ہی آپ اسکے مقابلے مین نجائیے
غلام جاکر مقابلہ کرینگے مگر صاحبقران نے نہ مانا اشقر کو دوڑا کر میدان مین آئے سرہنگ
نے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا سرہنگ نے کئی سحر کیے
عمرو زبر شکم مرکب ہر آگاہ کرتا جاتا ہی کہ ای شہریار اسم اعظم پڑھیے صاحبقران اسم اعظم
جب پڑھ دیتے ہین سحر باطل ہوتا ہی اب تو سرہنگ حیران ہوا تلوار کھینچ کر قریب امیر کے
آیا کہا ای بہادر پشت پر جو شخص کھڑا ہی اُسکو منع کر دو وہ مجکو تیر مارا چاہتا ہی تمھاری جرأت
کے خلاف ہی صاحبقران پلٹے سرہنگ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر صاحبقران زمان
کا زخمی ہوا صاحبقران نے غصّے مین پلٹ کر کمر پر ہاتھ مار دیا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
آندھی سیاہ چلی بیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من سرہنگ جادو بود ہنگام نے کل
فوج کو اشارہ کر دیا کل فوج لینا لینا کہکر صاحبقران پر آپڑی ہرچند کہ صاحبقران زخمدار
تھے مگر نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ صاحبقران سہ منم اختر برج عز و جلال ٭ منم ماہتاب سپہر
کمال ٭ سمندرون ز بیمم فراری شدہ ٭ زمن دیو عفریت عاری شدہ ٭ ہمہ قاف از کفر شد پاک و
صاف ٭ سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف ٭ ہمہ شہر ہا دار اسلام شد ٭ کہ صاحبقران در جہان
نام شد ٭ جنگ مغلوبہ ہونے لگی مگر چونکہ سر پر صاحبقران کے زخم تھا بڑھ بڑھ کے جو لڑے
ہرچند کہ فوج کو شکست دی مگر خون سر سے اسقدر بہا کہ آنکھین بند ہونے لگین دونون ہاتھ
گردن مین اشقر کی ڈالدیے فرمایا کہ ای مرکب اصطبل لے نکل مرکب طرار و فرار جست وخیز کرکے
نکل گیا سردارون نے فتح پائی صاحبقران کو تلاش کیا نہ پایا خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ
صاحبقران کا پتہ نہین کہ ہرکارون نے عرض کی اتنا تو ہمنے بھی دیکھا کہ مرکب صاحبقران کو
لیے جاتا تھا گھوڑا لیکر کسی طرف نکل گیا خواجہ عمرو تلاش مین چلے نشان قطرات خون وسم مرکب

دیکھتے ہوے جاتے ہین مگر صاحبقران کو مرکب لیے ہوے ایک دشت لالہ زار مین پہونچا
پشت سے صاحبقران کو گرایا قضاے کار ملکہ لالہ رخسار کہ ساحرۂ زبردست ہو اپنے کوٹھے
پر بیٹھی تھی اسنے دیکھا کہ ایک مرکب آیا اور ایک سوار کو گرایا خود چرا بین مصروف ہوا اگرچہ اُن
وہ سوار گرا ہی معلوم ہوتا ہو کہ آفتاب چمک رہا ہو مرکب چرتے چرتے پلٹ کر آتا ہو اور
چاہتا ہو کہ سوار میرا اُٹھے اور مجھپر سوار ہو مگر سوار بیہوش پڑا ہی لالہ رخسار نے کنیزون
سے کہا کہ جاکر دیکھو تو کہ یہ کون جوان پڑا ہی اُسکو اُٹھا لاؤ علاج کیا جاے کنیزین گئین اور
صاحبقران کو اُٹھا لائین نگاہ جو لالہ رخسار کی جمال بے مثال پر پڑی مثل آئینہ حیران
وبشکل زلف پریشان ہوئی پیشانی پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا جراح کو بلوایا زخمون مین
ٹانکے دلواے پٹی مرہم کی چڑھا دی خود رومال ہاتھ مین لیکر بیٹھی مگس رانی کر رہی ہی
کہ صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک معشوقۂ شعلہ رخسار قمر عذار شیرین گفتار کبک
رفتار میرے سرھانے بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو جاری ایک ایک سے کہہ رہی ہی کیون
صاحبو یہ جوان صحت پائیگا صاحبقران جمال اُسکا دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوے
ارادہ کیا کہ اُٹھون مگر ضعف سے نہ اُٹھ سکے لالہ رخسار نے کہا کہ صاحب کیون مشقت
کرتے ہو زخم کاری تھا اب اُس مین پٹیان چڑھائی ہین بحکم سامری و جمشید صحت پاؤگے
ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ کرو صاحبقران نے فرمایا آپ کا نام نامی کیا ہی لالہ رخسار نے
ہنس کر کہا مجکو لالہ رخسار کہتے ہین اس دشت کی مالک ہون جمشید ثانی کی خراجگزار ہون
صاحبقران پھر بیہوش ہوگئے لالہ رخسار کا تردد بڑھا سر صاحبقران کا زانو پر
رکھ لیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا پھر ہوشیار ہوے ہاتھون
کو ٹیک کر اُٹھے اُٹھ کر بیٹھے ملکہ نے نام پوچھا صاحبقران نے صاف صاف نام اپنا بتا دیا
لالہ رخسار کو تردد ہوا کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ دشمن خداوند ہین اب کیا کرون
مروت کے خلاف ہو کہ کوئی بُرائی کرون ایسا نہ ہو کہ کوئی درا نداز آجاے اور فتور
برپا کرے اگر قدرت کو خبر ہوگی تو یہ بڑی بپتا آ پڑے گی مین قدرت سے لڑ سکتی ہون
جب ساحر کو بھیجدین گے وہ مجکو گرفتار کر لیجائیگا میری سلطنت کیا ہی دشت لالہ زار

کی حکومت بخت نصر ساحر اہی انکی صحبت کا ہر ساحر یکتا ہی مگر صاحبقران بیٹھے ہین رنگ روی
لالہ رخسار دیکھ رہے ہین کہ تردد بڑھتا جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیون ملکہ عالم
تمھین کیا تردد ہی لالہ رخسار جادو نے کہا کہ ای شہریار آپ کا حال تو ظاہر ہوا کہ آپ
بہ سیر خداوند جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا ہمین گرمی جنگ مین زخمی ہوا گھوڑا
اس طرف نکال لایا ہم اب رخصت ہوتے ہین لالہ رخسار نے کہا کہ مین تو نہ مانونگی کہ
اس حال مین آپ جائیے اگر کسی دشت مین گر پڑے تو کون سنبھالیگا صاحبقران نے
فرمایا کہ اسکا خیال نہ کرو پروردگار حافظ و نگہبان ہی سامری و جمشید تو ساحر تھے تم
لوگون کو تسخیر کر گئے خیال تو کرو کہ وہ وحدہ لا شریک کارساز بر حق و بانی بنا ے
زمین و آسمان رحیم و کریم مطلق ہی وہ حفاظت کریگا لیکن تم سے کہتا ہون کہ اگر مناسب جانو
تو اطاعت دین اسلام قبول کرو لالہ رخسار نے کہا کہ مین فوراً سامری و جمشید کے اوپر
لعنت کرتی ہون آپ کے مذہب کا اعتقاد کرونگی مگر یہ تو بتائیے کہ اگر قدرت آگاہ
ہو گئے تو کیونکر جان بچاؤنگی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ و نگہبان ہی اسکا ہر وقت
احسان ہی لالہ رخسار مطیع اسلام ہوئی مگر خاموش بیٹھی ہی دامن امیر کا تھامے ہوے
کہتی ہی کہ مین جانے نہ دونگی دو چار روز یہان رہیے صحت کامل پاکر جائیے گا صاحبقران
سر جھکا لیتے ہین کچھ جواب نہین دیتے جب ملکہ نے بہت کہا تو صاحبقران نے فرمایا کہ اہل
لشکر ہمارے پریشان ہونگے ہم کئی مہینے سے اس طلسم مین داخل ہین کیا کیا اذیتین سختین پہونچین
مگر پروردگار نے انکی مشکلون کو آسان کیا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ
منعم کو ہان سنگبار کیون لالہ رخسار دشمن خداوند کو گھر مین جگہ دی ہی حکم خداوندی
کہ مشکین باندھکر لاؤ کیا مجھسے آگاہ نہین ہو لالہ رخسار نے کہا کہ لو صاحب غضب ہوا
خداوند کو خبر ہو گئی یہ ساحر وہین سے آیا ہی دیکھیے کیا آفت برپا کریگا مگر اُس ساحر نے
اُترتے اُترتے سحر کیا کہ لالہ رخسار تھرا کر گری زمین پر گر کر ایڑیان رگڑنے لگی پھر اُس
ساحر نے چاہا کہ صاحبقران کو اُٹھالون جیسے ہی اُسنے ہاتھ بڑھایا صاحبقران زبان
نے اسم اعظم پڑھ کر کلائی تھام لی ایک نعرہ کرکے جھٹکا مارا کہ وہ ساحر منھ کے بل جھکا اور

نے گھونسا مارا دیا کہ ساحر کا سر کھپٹ گیا آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
کوہان سنگبار بود مرتے ہی کوہان کے لالہ رخسار اُٹھ بیٹھی ہاتھ صاحبقران زمان کے
چومنے لگی کہتی تھی کہ ای شہریار آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ ایسے ساحر کو مار لیا حقیقت مین
یہ وہ ساحر تھا کہ قدرت نے جہان بھیجا اپنے ہی کہے آیا مگر آج نہین معلوم کیا ہوا کہ آپکے
ہاتھ سے مارا گیا مگر اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین قدرت کو ضرور معلوم ہوگا کہ کوہان مارا
گیا ابکے کوئی ایسا آئیگا کہ اسم اعظم بند کر لیگا اُس وقت آپ کو مشکل پڑیگی ہر چند کہ میرے
ساتھ بارہ چودہ ہزار فوج ہی ایک ایک ساحر بلاے روزگار ہی مگر وہ ساحر کہ جو خدمت
خداوند مین رہتا ہی اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا خود خداوند دوڑ پڑتے ہین لڑائیون
مین جا کر لڑتے ہین ایک بڑا حیلہ نکالا ہی کہ کتاب سوانحات کو منسوخ کر دیا جو کچھ لکھ
گئے ہین فرماتے ہین کہ تم لوگ اُس تحریر پر عمل نہ کرو اب حال مین جو لکھون اُسکے پابند رہو لہذا
میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ سوار ہو کر نکل چلیے مین بھی آپکے ساتھ ہون یہ کہکے
آواز دی کہ ای گلنار جادو فوج لیکر آؤ یہ کہتے ہی گوشہ ہاے باغ سے فوج آنے لگی
تھوڑے ہی عرصے مین چودہ ہزار جادوگر آکر جمع ہو گئے مگر عورتین زیادہ ہین الغرض پشت
اشقر پر سوار ہوے لالہ رخسار تخت پر سوار ہوئی فوج کو ساتھ لیکر چلی جب باغ سے لالہ رخسار
جادو نکلی تو باغ مین آگ لگا دی کہ ہر گُل بوٹا جلنے لگا شعلے بلند ہوے دس قدم نکلی تھی
کہ آواز آئی باش اے لالہ رخسار قدرت نے تجھکو بلایا ہی لالہ رخسار نے کہا کہ تو کون
ہی آواز آئی کہ منم سیماب سیمین بدن یہ کہتا ہوا سامنے آیا سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
صحرا کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ای دلفریب جلد آؤ حمزہ کو بھی تسخیر کر لو اب لالہ رخسار
تو تخت پر خاموش بیٹھی ہی سحر بالکل فراموش ہی مگر سیماب اکڑتا ہوا طرف صاحبقران
کے چلا صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کہ سیماب نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
صحرا سے ایک آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہی

نظم

یار نے وعدہ کیا ہی آج آنے کے لیے — منتظر ہون راہ مین آنکھین بچھانے کے لیے
آتے ہین وہ دل ہمارا آزمانے کے لیے — جاتے ہین ہم اپنی جانبازی دکھانے کے لیے

بلبلو فصلِ بہاری مین یہ کیا سودا ہوا — شاخ گُل کی آرزو ہی آشیانے کے لیے
آگ دامن مین لگی ہی آہ آتش بار سے — دوڑے آتے ہین مرے آنسو بجھانے کے لیے
اُس پری رو نے جو اُٹھوایا مرے تابوت کو — گھر کے آیا ابرِ رحمت شامیانے کے لیے
خون رو کر زخم دل سے مین تو بیدم ہو گیا — رہگیا سوفار تیرا مسکرانے کے لیے
صورت اُنکی دیکھنا ہوتی ہی کب اُنکو نصیب — ہین مری آنکھین فقط آنسو بہانے کے لیے
تجھسے کوے یار مین ای دل نہ تڑپا جائیگا — ضعف ترسائیگا تجکو تلملانے کے لیے
دل یہ کہتا ہی کلیجے کا لہو کردو شریک — پیسی جاتی ہی حنا اُنکے لگانے کے لیے
بیخودی سے وجد مین آتا ہی ہو کر مست ذوق — جسکو ہم دیتے ہین غزلین اپنی گانیکے لیے
سلکۂ داغ جنون دو نذر اُن کو ای ہنر — سینت رکھی ہی یہ دولت کس زمانے کے لیے

صاحبقران یہ آواز سُن کر یا تو اسم اعظم پڑھ رہے تھے یا خاموش ہوے سیماب نے جو امیر کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہین تیغہ چمکاتا ہوا چلا کہ پہلے اِن کو قتل کرون پھر لالہ رخسار کو گرفتار کرون گا سارا لشکر مبہوت ہو گیا ہی سب کنیزون نے اشیاے سحر ہاتھ سے پھینک دیے ہین سیماب ہی کو دیکھ رہی ہین جب سیماب قریب صاحبقران پہونچا تو پہلو سے ایک کنیز دوپٹہ بھاری اوڑھے ہوے پائچون کو سنبھالتی ہوئی گلوری کلے مین دبی ہوئی آئی پکار کر کہا کہ او سیماب اُدھر کہان جاتا ہی کیا سمجھا ہی ذرا میری طرف متوجہ ہو دیکھ مین نے اُس شخص کو دیکھ لیا کہ جسکی ذات سے یہ صاحبقران کہلاتے ہین سیماب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسین وجمیل ہنستی ہوئی آتی ہی سینے پر اُبھار دو سنانین ہین کہ دل کے پارہ ہوتی ہین مگر نہایت گھبرائی ہوئی سیماب نے کہا کہ کیون صاحب کیا کہتی ہو مین تمھارے خلاف نہین چاہتا کنیز نے کہا کہ مین نے عمرو عیار کو دیکھ لیا وہ سامنے جھاڑی ہی اُس مین چھپا بیٹھا ہی پہلے اُسے قتل کرو اِن کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہین ہی مگر وہ چھلاوہ ہی عیاری کر کے نکل جائیگا میرے قریب آیا تھا ہنس ہنس کے باتین کرتا تھا مین نے صاف کہدیا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی مین سیماب کے ساتھ رہونگی چونکہ یہ وعدہ ہو چکا ہی اِسی وجہ سے مین نے تمکو اطلاع دی سیماب اُس کنیز کے ساتھ ہوا کہتا ہوا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم بتاؤ کہ وہ عیار مکار کہان ہی

کنیز نے کہا صاحب سا شنئے تو وہ مکار بیٹھا ہی سحر کرو کہ مین جا کر نیچہ مارون مگر جلدی سحر کرو ایسا
نہ ہو کہ اُٹھ کر بھاگ جائے تو پھر کوئی اُسکو نہ پائیگا جھپٹ کر نکل جائیگا سیماب نے کہا کہ صاحب
مجکو نہین معلوم ہوتا کنیز نے کہا کہ سحر کرو زمین اُسکے پاؤن تھامے رہے تب مین گرفتار کراؤن کشان
کشان تم تک پہونچاؤن سیماب اسم سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا اسم سحر کا جھٹکا چلا کہ گولہ پھینکون
کنیز نے حلقۂ کمند گلے مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ سیماب گرا کنیز نے جھپٹ مار دیا سیماب بیہوش ہوا
کنیز نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو سے عمرو ہون مین عیار صاحبقران * مرے مکر سے
کانپتا ہی جہان * تراشندۂ ریش کفار ہون * زمانے کا مکار و غدار ہون * مرا تیز رفتار ہو گر
قدم * صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم * اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو * نہ پائے مری
گرد پاپوش کو * دوندہ جہان گرد طرار ہون * جہانگیر عالم کا عیار ہون * کو کہہ پر خنجر مارا کہ
شکم چاک تھفہ پاک ہوا سیماب کشتہ ہوا لاشہ جلنے لگا خاک ہو گیا ہوا لالہ رخسار کے
ہوش درست ہوئے صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا لالہ رخسار نے قریب آکر کہا کہ آپ
بڑے صاحب اقبال ہین کہ سیماب بھی کشتہ ہوا خواجہ نے بڑا کار نمایان کیا وہ جو کنیز
نے کہا تھا کہ جھٹ پٹ نکل چلیے دیکھیے اُسی کا سامنا ہو رہا ہی دو جادوگر منتر اتر آچکے
کو ہان پر تیر برسے سیماب کشتہ ہوا اب دیر نہ کیجیے ورنہ اور کوئی آتا ہوگا صاحبقران نے
استغفر پڑھا یا خواجہ عمرو بھی رکاب تھامے ہوئے ہین لالہ رخسار چاہتی ہی کہ جھٹ پٹ یہان سے
نکل چلین اس دشت تیرہ و تار کا مالک زاغ سیہ رو ہی اور وہ بھی صاحب خداوند ہی اگر
اُسکو خبر ہو گی تو ضرور سحر کریگا یہ ذکر تھا کہ ایک زاغ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل پر بیٹھ کر
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

چنانم دل زجور رہ ہی در سینہ می لرزد ۔ کہ طفل از روز شنبہ در شب آدینہ میلرزد
بوقت وصل اگر دست و لم لرزید معذورم ۔ کہ بخود رعشہ دارا ز رعشۂ دیرینہ می لرزد
زباد فتنہ در گلشن زچشم بلبلان پنہان * ۔ درخت بید مجنون را دل آئینہ می لرزد *
زضعف و ناتوانی ہا کہ از وقت نہیون دارم ۔ مرا امسال دل از محنت پارینہ می لرزد
زبس از گردش گردون دون ہست ہراسانم ۔ دلم چون عکس آئینہ درون سینہ می لرزد

گرفت او گر ز بیدردی ابطر ز دشمنی بشکست	چو مفلس در پلاس و خرقۂ پشمینه می لرزد
به زیر خاک اگر مخفی بیابد یک درم ناکام	ز هول روزگار از شکست گنجینه می لرزد

زاغ کی جو آواز بلند ہوئی ملکہ لالہ رخسار کا رنگ روئے متغیر ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا
کہ اشقر چلتے چلتے رکا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای آقائے نامدار اسم اعظم پڑھیے ابھی کے
اسم اعظم پڑھا ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی زاغ نے چاہا تھا کہ گرد سر صاحبقران چرخ مارون
کہ صاحبقران نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تین پھال کا تیر چڑھا کر کمان میں پیوست کیا
اسم اعظم پڑھ کر تیر مارا اب وہ تیر کب خطا کرتا ہے سینہ پر زاغ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گزرا
زاغ زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ سیہ رو بود دیکھیو
صحرا سے ایک مادہ زاغ غل مچاتی ہوئی سامنے آئی مادہ کے غل مچانے سے آگ برسنے لگی کئی سو
آدمی جلے لالہ رخسار نے جھول سے کمان نکالی سینگ کی کمان تھی سینک کا تیر پیوست کیا
تاک کر اس مادہ زاغ کو مارا کئی کنیزوں نے بھی تیر مارے کہ وہ مادہ زاغ بھی مشبک ہو کر
گری اب راستہ پاک ہوا لالہ رخسار نے غل مچایا کہ جھٹ پٹ نکل چلیے مجکو ڈر ہے کہ جمشید نہ
آجائے تو بڑی مشکل پڑے گی اسکے سحر کا کون جواب دیگا لشکر بڑھا جب قریب لشکر پہونچے
سرداران صاحبقران کو خبر ہوئی واسطے استقبال کے آئے صاحبقران بہ اعزاز و
اکرام تمام داخل لشکر ظفر اثر ہوئے ہرکارے جو موجود تھے وہ خبریں لیکر بھاگے سامنے
مہبوت کے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ لالہ رخسار صاحبقران کی شریک ہوئی جو دو ہزار
ساحروں سے صاحبقران اکیلی لشکر میں آئے ہیں شرکت لالہ رخسار کی خبر جمشید ثانی کو بھی
پہونچی تھی اسنے کئی ساحر روانہ کیے مگر صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے مہبوت نے کہا
کہ ایک نامہ ہنگام کے پاس روانہ کرو مضمون یہ لکھو کہ ای ہنگام جادو تم نے کیا کیا تمھاری کیا
کچھ کارگزاری ثابت نہ ہوئی نامہ لکھا جاتا تھا کہ لشکر میں غل ہوا مہبوت نے کہا کہ ارے
دیکھو تو یہ کیا آفت آئی ہرکاروں نے خبر دی کہ ہنگام جادو شکست کھائے ہوئے آتا ہے مہبوت
نے کہا آنے دو جب ہنگام سامنے آیا کلاہ سر سے ماری اور کہا یا خداوند تمھارے یہ سحر تاثیر
نہیں کرتا میں نے خود بہت سے سحر کیے مگر سر ہنگ کو ایسا غصہ آیا کہ تلوار کھینچ کر قریب تھا

پہونچا دھوکا دے کر ہاتھ مارا کہ سر حمزہ کا زخمی ہوا مرکب اُسکو نکال لے گیا بعد دو چار روز کے آیا لالہ رخسار ساتھ ہی جمشید ثانی نے بہت روکا مگر صاحبقران نہ رُکے مبہوت نے پوچھا کہ ای ہنگام اب کیا ارادہ ہی ہنگام نے کہا کہ اب لشکر اور ملے اب کی مرتبہ جا کر تلوارین برسا دونگا مبہوت نے کہا جس قدر چاہو لشکر لے لو ہنگام نے پچاس ہزار ساحر ہمراہ لیے خواجہ بصورت مبدل دربار مین موجود تھے جب ہنگام رخصت ہوا خواجہ بھی نکلے ہنگام کے لشکر سے مل کر چلے ہنگام ایک دشت مین جا کر اُترا ساحر کمرین کھول رہے ہین خیمے استاد ہو رہے ہین ہنگام ٹہل رہا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر دعائین مانگتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض روح کرے ہنگام یہ آواز سنکر نشان صدا پر چلا جنگل مین آکر دیکھا کہ زرغۂ نخلستان مین ایک عورت بیٹھی رو رہی ہی لباس مین گرد بھری ہوئی چہرہ عرق آلود تابش و حرارت آفتاب سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی ہنگام نے قریب آکر پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی کہ مرنے کی دعا مانگ رہی ہی اُس نازنین نے کہا کہ صاحب مین فلک زدہ آفت کی ماری کل سے یہان پڑی ہون کسی جانور درند نے نہ پوچھا کہ مین کشاکش سے فراغت پاتی سامنے جو گانوُن ہی حمزہ اُس راستے سے گذرا تمام گانوُن کو لٹوا لیا مین بخوف آبرو نکل کر بھاگی گانوُن مین سناٹا ہی مین یہان آکر چھپی مگر ایسی سخت جان ہون کہ آج تم نے آکر پوچھا کوئی عزیز قریب نہ آیا کہ حال زار پوچھتا مگر تم کون ہو کہ مجھ سوختہ بخت کا حال پوچھتے ہو ہنگام نے کہا کہ لشکر حمزہ کہان گیا مین اُنھین کی فکر مین نکلا ہون سب کو تباہ کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا کہ ایک زندہ نہ بچے ایسا سحر کرون کہ خنجر و تلوارین برسین کہ سب کے سر اُڑ جائین نازنین نے کہا کہ خداوند جمشید ثانی میری دعا قبول کرین کہ تمھارا حکم پورا ہو باتین کرتے کرتے ہنگام فرش خاک پر بیٹھ گیا ہاتھ بڑھا کر کہا کہ صاحب یہ گرد کیسی پڑی ہی اُس نازنین نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا او بے ادب اس حیلے سے سینے پہ ہاتھ رکھتا ہی مین کوئی بازاری عورت نہین ہون کہ تیرے فقرے مین آؤنگی یہ کہکے دوپٹے سے مُنھ ڈھانپ لیا بغل سے گلابی نکالی ایک جام پیا ہنگام نے کہا کہ صاحب یہ کیا ہی کہا یہ آب حیات ہی جب حال ابتر ہوتا ہی تو ایک جام پی لیتی ہون قلب کو تسکین دیتی ہون یہ سُنکر

ہنگام نے کہا کہ ایک جام مجھکو دو نازنین نے کہا کہ یہ شراب ہے تو حاضر ہو مگر مجھکو اور ہنگام کو دیا اس
کی وجہ سے آج تک زندہ ہون ہنگام نے کہا کہ لشکر مین چلو [illegible]
نازنین نے خوش ہو کر گلابی بغل سے نکالی ہنگام کو ایک جام پلایا جام پیتے ہی ہنگام گھبرایا
کھڑا ہو گیا چاہا کہ ٹہلون بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک ہو قصہ
پاک ہوا خواجہ تو سر ہنگام کا لیکر بھاگے مگر لشکر جو اسکا اُترا تھا اُن سب نے آواز سُنی کہ
ہنگام مارا گیا یا تو جیسے استاد کرتے تھے یا بخوف جان بھاگے روتے پیٹتے سامنے مبہوت کے
آئے کہا یا خداوند ہنگام مارا گیا ہم لوگ بے افسر کہان جاتے آخر بھاگ کر چلے آئے مبہوت
نے کہا کہ کل لشکر تیار ہو سب لشکر کو تیار کر کے مبہوت تخت پر سوار ہوا صاحبقران کیطرف
چلا مگر کہتا ہوا کہ بدون قدرت کے جائے کچھ نہ بنیگا جا کر وہ تدبیر کرون کہ سب کو مٹا دون
دیکھو تو کیا آفت برپا کرتا ہون میرے سردارون کا مارا جانا بالا بالا نہ جائیگا یہان امیر ملک
لالہ رخسار کو لیکر لشکر مین آئے کرسی بچھا کر بیرون بارگاہ بیٹھے اول خواجہ عمرو سر ہنگام کا
لیکر آئے سب حال بیان کیا صاحبقران تعریفین کرتے تھے خواجہ کیا کہنا کہ صحرا سے گرد
اُڑی صاحبقران نے دیکھا کہ مبہوت کارگزار تخت پر سوار سات آٹھ لاکھ ساحر پشت پر
بڑے کروفر سے پہونچا لشکر کو لا کر مقابلے مین اُتارا صاحبقران حیران ہین کہ دیکھیے اس سے
کیا گذرے مگر مبہوت نے اُترتے ہی صاحبقران کو نامہ لکھا کہ بہتر یہ ہے میرے مقابلے سے
ہٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا صاحبقران نے نامہ چاک کر ڈالا
ایلچی کو نکلوا دیا ایلچی سامنے مبہوت کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا یا خداوند کیا پُر زور
بندہ آپ نے پیدا کیا ہے آپ سے بالکل نہین ڈرتا ہر چند کہ آپ کا نام لیا مگر وہ یہی کہے گیا
کہ خداوند مبہوت کون شخص ہین ہر چند مین نے سمجھایا مگر حمزہ نے نامہ پھاڑ ڈالا اور مجھکو
نکلوا دیا مبہوت یہ حال سُنکر بہت خفا ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی کی جو صدا بلند
ہوئی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل سُرخ تابد چو روشن
چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو

سوز و گداز ہو مبہوت نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آراسے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی نوازش طبل ہو یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین مگر بعد طبل جنگی بجوانے کے صاحبقران نے فرمایا خواجہ یہ مبہوت نہایت مبہوت ہو رہا ہی اسکی کچھ فکر نہ کروگے خواجہ نے کہا کہ آقاے نامدار قرضدارون نے ایسا حیران و پریشان کیا ہی کہ نکل نہین سکتا ہر طرف لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہین مین چھپتا پھرتا ہون صاحبقران نے دس ہزار روپیہ منگا کر دیا خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین فکر مین جاتا ہون آئندہ پروردگار مالک ہی یہان مبہوت تخت خدائی پر بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی ایک مہ جبین بنا بنا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

ای جان جان ہی روز یہی آرزو مجھے　　دل مین فدا کرون جو نظر آئے تو مجھے
تاثیر ہی یہ عشق حقیقی کی ای صنم　　دیکھا جدھر کو مین نے نظر آیا تو مجھے
ہوتا ہی دل کو چین جگر کو مرے قرار　　پہلو مین ای صنم جو بٹھاتا ہی تو مجھے
بھیجے جو مین نے پھول تو کہتا ہی گلبدن　　آتی ہی صاف ان مین محبت کی بو مجھے
نالان ہون دل کے ہاتھ سے دیدہ نگاہ مین آ　　آجائے گا نظر جو کوئی خوبرو مجھے
افسوس وقت نزع بھی آیا نہ وہ صنم　　تھی اسکے دیکھنے کی بہت آرزو مجھے
ناسور دل مین ڈال دیا آسمان نے　　مثل گہر رکھا ہی جو با آبرو مجھے
پھر مجھکو کربلا کی زیارت نصیب ہو　　سطوت دوبارہ جاؤن یہ ہی آرزو مجھے

بیٹھے بیٹھے پکار کر آواز دی کہ آج خدمت طلایہ کسکے سپرد ہی مصاحبون نے عرض کی سوفار گوشہ نشین انتظام کر رہے ہین پوچھا سلاطین مین کون طلایہ دار ہی ہرکارون نے آکے عرض کی کہ لالہ رخسار مصروف انتظام ہی مبہوت اپنے مقام سے اٹھا اور دربار کو برخاست کیا چاہتا ہی کہ برا سے خواب جاؤن کہ آسمان پر سناٹا ہوا اب وہ وقت ہی کہ لالہ رخسار سامنے سوفار گوشہ نشین کے پہونچی ہی آپس مین نگاہین مل رہی ہین مگر مبہوت نے دیکھا کہ آسمان پر ایک تخت اڑا ہوا جاتا ہی اور اس تخت پر ہنگامہ سوار ہی مبہوت

گھبرا گیا کہ ہنگام کہا سے آیا مگر وہ تخت زمین پر آیا ہنگام نے اُتر کر مہوت کے قدمون کو
بوسہ دیا کہا یا خداوند غلام نے اپنے کو کیا خوب بچایا راہ مین مجکو معلوم ہوا کہ کوئی افتاد
ہونے والی ہے مین نے اپنے ہم شکل کو ظاہر کیا اور آپ مخفی رہا اب خیال مین آیا کہ جا کے
قدرت سے نوال لون اب لشکر طلسم کشا پر جاتا ہون جا کر اُسکے لشکر کو مٹاتا ہون مہوت
نے گلے سے لگا لیا کہا ای ہنگام بڑا کام کیا بڑے لطف سے اپنے کو بچایا مگر ابھی طبل جنگی مین
بجوا چکا ہون صبح کو مقابلہ ہوگا ہنگام نے کہا صبح ہوتے ہوتے آفت برپا کر دونگا دربار
مین تشریف لے چلیے تو مین کچھ عرض کرون مہوت دربار مین آیا ہنگام نے ایک جام لبریز
کر کے مہوت کو پلایا گلوری بھی کھلائی مہوت کھا کر گھبرایا اپنے مقام سے اُٹھا کہ شعلون
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو سے
لرزان اُستاد عیاران عالم ٭ سراپا دانش و عقل مجسم ٭ بباغ دین زرکش آبیاری ٭ جہان
سر ہنگ در خنجر گزاری ٭ سر کشور بلا سے جان کفار ٭ عمرو آن شاہ عیاران عیار ٭ نعرہ کر کے
زبان مین سوزن دیکر پشتارہ اُٹھا لیا لیکر روانہ ہوا راہ مین اکثر ساحرون کو دیکھا گوشے
مین چھپتے ہوئے لشکر صاحبقران مین آئے یہان وہ وقت ہے کہ طلائے پر ہنگامہ ہو رہا ہے
اُدھر سے سوفار گوشہ نشین آیا اِدھر سے ملکہ لالہ رخسار آئین سوفار نے کھینچا کو تیر
مارا لالہ رخسار نے تیر کو کاٹا اور کاٹ کر کارد سحر جھولی سے نکالی اور کارد پر کچھ اسم سحر
پڑھا اور کھینچ ماری سینے پر سوفار کے پڑی کہ پشت کو توڑ کر پار گذری سوفار کے مرنے کی
سائنہ والے اُسکے آ پڑے لالہ رخسار نے سحر کر کے بالون کو ہلایا آسمان سے سانپ برسنے لگے
جسپر سانپ گرا اُسکو کاٹا وہ شخص پانی ہو کر بہہ گیا ہزارہا جوان سحر سے لالہ رخسار کے واصل
جہنم ہوئے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے لالہ رخسار کا ارادہ ہے کہ لشکر مین گھس جاؤن اور
بارگاہ پر مہوت کی گولہ مارون خواجہ نے ہاتھ تھام کر روکا فرمایا ای لالہ رخسار
بارگاہ صاحبقران مین چلو مین مہوت کو گرفتار کر لایا اہل لشکر مہوت پلٹے اور یہ بھی
سب کو معلوم ہوا کہ خداوند گرفتار ہو گئے ہرکارون کو روانہ کیا کہ جا کر خبر لاؤ کہ گراہیر
دنگل پر جلوہ فرما ہین سب سردار جمع ہین صاحبقران کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہین کہ ہرکارون

نے خبر دی کہ لالہ رخسار و سوفار گوشہ نشین سے سامنا ہوا لالہ رخسار نے سوفار کو مارا
لشکر کو اُسکے شکست دی کہ خواجہ عمرو سامنے آئے عرض کی کہ اے آقا ... اگر میہوت
گرفتار ہو کر آجاے تو کیا سرفت کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ کوئی وقت
کبھی ایسا ہو کہ تم روپے کی فکر سے غافل رہتے ہو عمرو نے رو کر آواز دی کہ میرا احوال ظاہر
ہو کہ پراگندہ روزی پراگندہ دل اس حال مین مبتلا ہون کہ راستہ بند ہو اُن گلیون سے
راستہ چلتا ہون کہ جن گلیون مین انسان کا تو کیا ذکر حیوان کا بھی نام نہین ہر وقت یہی
خوف ہو کہ کوئی گرفتار نہ کرلے کیونکر جان بچاؤن صاحبقران نے پچیس ہزار روپے منگا کر
آگے رکھے کہا اگر منظور نظر ہو تو کوشش کیجیے خواجہ عمرو نے پشتارہ سامنے رکھکر کہا کہ جملہ
سرداران بھی مہربانی فرماوین کسی نے سو کسی نے دو سو کسی نے ہزار کسی نے دو ہزار پیش کیے
خواجہ نے سب روپے لیکر نذر زنبیل کیے صاحبقران نے حکم دیا کہ ستون سے باندھ دو
میہوت کو ستون سے باندھا ہرکارے جو لشکر کفار کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ
میہوت مین آکر حال کہا سرداران جمع ہین اور رو رہے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ خداوندا یہ
عجب مصیبت پڑی کیاد تیرہ دروں کہ وزیر اعظم ہو یہ خبر سُنتے ہی اپنے مقام سے اُٹھا
ہرکارون نے پھر مفصل خبر بیان کی کہ قدرت کی زبان مین سوزن ہی ستون سے بندھے ہوے
ہین کیاد تیرہ دروں غرق زمین ہوا صمصام برقبار اُٹھ کر آسمان پر پہونچا قمقام کوکن
سردارون کو لیکر چلا سیافت جہانگرد فوج کا افسر ہو کل فوج کو لیکر چلا یہان وہ وقت ہو کہ
صاحبقران سمجھا رہے ہین کہ اے میہوت حقیقت مین تو میہوت ہو مناسب یہ ہو کہ اب
خدائی سے توبہ کر پروردگار کو سجدہ کر میہوت چاہتا ہو کہ کچھ جواب دے دون کہ زمین شق ہوئی
کیاد تیرہ دروں نے زمین سے سر نکالا صاحبقران نے چاہا کہ تیر مارون مگر کیاد نے
زبان سے میہوت کی سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی میہوت تڑپا قید کو توڑ کر پھینکدیا
آسمان سے صمصام کا نعرہ ہوا ایک طرف سے سیافت گرا اور ایک طرف سے قمقام بھی
بڑے زور و شور سے گرا بارگاہ مین آگ لگ گئی صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی پڑھا تب
آگ موقوف ہوئی صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے جملہ سردار تو خاموش بیٹھے ہین اپنے مقام

سے اُٹھ نہین سکتے مگر لالہ رخسار نے برق گرائی کہ سر کیاد کا زخمی ہوا مبہوت نے دیکھا کہ کیاد
زخمی ہوا اور صاحبقران کے ہاتھ سے صمصام و قمقام مارے گئے اور کئی افسر مثل ابابیل
جادو و طیران بلند سرو از دقیران سخت آواز و قلیان و مبارز وغیرہ سولہ افسران نامی
صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور عمرو نے تو وہ حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ اہل
لشکر کے منہ جھلس دیے مبہوت نے کہا کہ اے کیاد نکل چلنا بہتر ہی ایسا نہ ہو کہ حمزہ سے
اور مجھسے مقابلہ پڑ جاے ہرچند کہ وہ تقدیر کرون کہ زمین اُلٹ جاے مگر قدرت کو یہ بڑا خیال
ہی کہ ایسا نہ ہو میرے بندے بیچارے مارے جاوین تو قدرت کو ملال ہوگا کیاد نے کہا کہ یا خداوند
آپ نے آنکھون سے دیکھ لیا کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اسکی تدبیر تو بتائیے مبہوت نے کہا
حمزہ کچھ پڑھتا ہی اس وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا مگر اسکی تدبیر کرونگا وہ تقدیر کردون کہ حمزہ
جو پڑھتا ہی وہ بھول جاے اب تو نکل چلو کیاد نے بڑھکر طبل بازگشت بجوایا [illegible] جدا ہوکر
پلٹے عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ غلام کا آپ کے بہت روپیہ صرف ہوا لاکھون روپیے
رشوت کے دے کر مبہوت کو لایا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ بلوہ ہوگا کیاد تیرہ درون ساحر
زبردست ہی مگر لالہ رخسار نے بڑا کام کیا کہ کیاد کو زخمی کر دیا لیکن کئی لاکھ روپیہ اور
خرچ کیجیے تو مین پھر فکر کرون صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ لاکھ روپیہ دونگا اگر ایکی مرتبہ
مبہوت کو گرفتار کر کے لاؤ یہ سنکر عمرو پھر چلا یہان مبہوت گھبرایا ہوا بارگاہ مین آیا دل
مین سوچ رہا ہی کہ مین نے بڑی حماقت کی جزیرے مین چین کرتا تھا بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھی کہ
کوچ کر کے اپنا آرام و چین کھویا حمزہ پر غالب ہونا دشوار ہی کون کون جادوگر اُسکے
ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا سحر مین مثل نہ تھا مین نے زبان سے سوزن نکالتے ہی آگ لگا دی مگر
جب حمزہ نے پڑھا تو آگ گل ہوگئی سحر میرا سامنے حمزہ کے نہ گیا صمصام و قمقام ایسے بہادر
دریاے سحر کے [illegible] وہ بیک ضرب شمشیر قتل ہوگئے ان رفیقون پر مجکو گمان تھا کہ ان کو
کوئی قتل نہین کر سکتا مگر سامنے حمزہ کے ایسے حیران ہوے کہ کوئی سحر کائنات کا نہ کیا شیران
صحرا و نہنگان دریا اُنکے قبضے مین تھے اُن کو بلاتے تو لشکر حمزہ کو پامال کر ڈالتے مگر خاموش
[illegible] کچھ اُنکے منہ سے نہ نکلا اگر کبھی دریا کو اشارہ کر [illegible] تو تمام صحرا عالم آب ہو جاتا لاکھون

آدمی ڈوب جاتے اگر شیران صحرا کو بلاتے وہ سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاتے لیکن اُنپر ایسا خوف
غالب ہوا کہ کسی کو بھی نہ بلایا سامنے حمزہ کے چلے گئے کوئی سحر معقول نہ کیا مشیروں نے عرض کی کہ
یا خداوند ہم کو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہی اسی وجہ سے حمزہ پر سحر تاثیر
نہین کرتا سحر کرنے والا خود مبہوت ہو جاتا ہی اسی سبب سے یہ ساحر مارے گئے سحر کامل نہ کیا سبب
سردار ہان مین ہان ملا رہے ہین مبہوت بلبلا رہا ہی اہل دربار درست کہ رہے ہین کہ آسمان
پھر سنا تا ہوا مبہوت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک خداوند تخت پر سوار ہین اور تخت بارگاہ پر
لہرا رہا ہی مبہوت اُٹھ کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے جمشید ثانی نے
منھ پھیر لیا کہا او بے حیا ایسا مغرور ہی کہ خداوند نہین کہتا بدولت کو بھائی بناتا ہی خداوند
کہ کے بُلا تو ہم آوین تیرے واسطے بڑے جھگڑے پڑے ہین سامری تو کہتے ہین کہ یہ ہماری ہمسری
کا دعویٰ کرتا ہی اسکو مٹا دو مگر مجکو بہت ناگوار ہوا کہ ہمارا بندہ ہی اگرچہ گندہ ہی سحر کے زور
مین مبہوت ہو رہا ہی ہم خطا اُسکی معاف کرین بدولت خود چلے آئے کہ جا کر اُسکو شراب حیات
پلا دین دو ہزار برس تک نہ مر سکے بین تو اس واسطے آیا ہون اور تو بھائی صاحب کہتا ہی
شرم نہین آتی یہ باتین سُن کر مبہوت منتین کرنے لگا کہتا تھا یا خداوند آئیے شراب حیات پلائیے
حقیقت مین سامری کے خلاف گذرا ہوگا مین حاضر ہون جو کہیے وہ عذر کرون خداوندی کا
دعویٰ نہ کرونگا اپنے کو بادشاہ کہواونگا جب مبہوت نے یہ عجز کلام کیے تب تخت اُترا آپ ہو
تخت سے ہٹا جمشید آ کے تخت پر بیٹھے کہا اے مبہوت منکے شراب کے منگوا اپنا القاب اُس پر
پڑھ دون پھر سامری لاکھ ارادہ کرین گے تو کچھ نہ ہوگا قضا تمھارے قریب نہ آئیگی مگر تجھ کو
بچاؤن کہ تیرے ساتھ والون کی حفاظت کرون سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے جمشید کو سجدہ
کیا اور سب کہنے لگے کہ یا خداوند جب میان مبہوت صاحب نے دعویٰ خدائی کیا ہی تو
ہم لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوند قدیم کے خلاف ہوگا مگر یہ ایسے مغرور تھے کہ
کسی کا کہنا نہ مانا اور دعویٰ خدائی شروع کیا اپنے جزیرے سے نکل آئے کل کتنی بڑی ذلت
ہوئی کہ قدرت باندھے گئے اور ہم لوگ جان دیے کر رہا کر لائے بڑی لڑائی پڑی قدرت کو
اپنے بچا لیا ہم حیران تھے کہ دیکھین انجام کیا ہو یہ نہین جانتے تھے کہ آپ مدد کر رہے ہین

جمشید نے کہا ہمین کچھ اسکا خیال نہین اکثر بندے مغرور ہو جاتے ہین آخر سزا پاتے ہین اس
عرصے مین کئی سو مٹکے شراب کے رکھے گئے جمشید نے کمرے ایک نقش نکالا مٹکون مین چپکا دیا
کچھ عبارت بھی پڑھا کیے کہا ایک ایک جام سب لیکر پیو مگر اے مہوت تم تو دو تین جام
پیو کہ تمہاری عمر سب سے زیادہ ہو کہ تم خدائی کرنا چاہتے ہو مہوت نے ایک بڑا جام
اُٹھایا سب فوج والے بھی آکر بیٹھے ہر ایک امیدوار ہے کہ جام پیوین انجام بخیر ہو قدرت
نے بڑی عنایت فرمائی کہ ہماری خطا معاف کی ورنہ لائق سزا تھے دیکھو ہمارا جمشید خدا ایسے
ہین کہ خطا معاف کر کے سرفراز فرمایا عمر بڑھائی جب قضا ہمارے قریب نہ آئیگی تو مسلمان کیا
کر سکین گے آخر ہمارے شہنشاہ مسلمانون کو مارلینگے جو ارادہ کر کے آئے ہین وہ پورا ہو
اپنے جزیرے مین خوشی خوشی جاوین جا کر رعایا کو سناوین کہ دیکھو کیا انجام ہوا کس ہلاکت
سے نام ہوا کہ مسلمانون کو مٹایا مہوت نے دو جام پیے اور سب ایک ایک پیکر خاموش
بیٹھے ہین کہ مہوت نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ بھائی جمشید دیکھو سامری آتے ہین مگر بڑے غصے
مین ہین جمشید نے کہا اُنکو بھی بلاؤ مین تمہارے اور اُن کے درمیان مین صفائی کرا دون
کہ آپس مین ملال نہ رہے یہ سنکر مہوت اپنے مقام سے اُٹھا آسمان کی طرف دیکھکر آواز دی
کہ اے سامری آؤ تجھسے خدا بھی غصہ نہ کرے یہ کہکر دوڑا اسپ سردار بھی اُٹھے یا سامری یا سامری
پکارتے ہین ہوا جو لگی مہوت بھی گرا اور سب ساتھ والے بھی بیہوش ہو کر گرے لاکھون
لشکر والے بھی گرے کہ جمشید نقلی نے نعرہ کیا نعرہ عمرو سے عمرو ہم کہ کلہ از سر قیصر برم +
رنگ از رخ شبرنگ بہ اختر برم + در مجلس خسروان چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر برم +
اب عمرو نے مہوت کو اُٹھا لیا اور کیا دیترہ درون کو اُلٹا لٹکا دیا بارگاہ کو خوب لوٹا
چند ساحر بھی قتل کیے جنکو افسر سمجھا اُنکو مٹا دیا پشتارہ لیکر بھاگے مگر خوف دل پر غالب ہے
پلٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے ہین چند ساحر کہ جنھون نے شراب نہ پی تھی اُنھون نے دور سے
دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بارگاہ سے نکلا ہوا جاتا ہے وہ ساحر دوڑے خواجہ عمرو
تیز ہوئے اُن جادوگرون نے غل مچایا کہ دیکھو یارو ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہے
اُن جادوگرون کے پکارنے سے اور چند ساحر دوڑے خواجہ نے پلٹ کر حقہ ہاے آتشبازی کا

مارے کئی ساحر جل کر گرے جو ساحر بچے تھے وہ پلٹ کر لشکر مین آے دیکھا کہ لشکر مین غریو ہی کوئی ناچ رہا ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی کنوئین مین پھاند پڑا کسی نے نہر مین گرکر اپنی جان دی کوئی سر ٹکراتا پھرتا ہی کوئی جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

محبت جان جان تمکو جو میری آزمانی ہی ۔ تو اُسکا امتحان کرلو جو تمنے دلمین ٹھانی ہی

قریب الموت ہون اور دور مجھسے یار جانی ہی ۔ کشش تیری مجھے اسوقت اے دل آزمانی ہی

شباب آئینہ دکھلا کر اُنھین کرتا ہی خود رفتہ ۔ بجا ہی یہ غرور حسن آغاز جوانی ہی

پھٹا پڑتا ہی جوبن ہوتی ہین جانین فدا صدہا ۔ ستم ہی حسن کا عالم قیامت نوجوانی ہی

عدم کے کوچ کرنے کا اجل فرمان لائیگی ۔ جو تحریر مقدر ہی وہ اک دن پیش آنی ہی

تڑپتا ہی کوئی دل تھام اپنا ہی کوئی تھکے ۔ حقیقت مین نہایت درد خیز اپنی کہانی ہی

ہمارے مرنے مٹنے کی نہین کرتے ہو کچھ پروا ۔ تمھین رحمت خدا کی واہ وا کیا قدردانی ہی

چلے ہین جان پر ہم کھیل کر پردہ اُلٹنے کو ۔ نہ ڈر برق تجلی کا نہ خوف لنترانی ہی

لہو مین تھوکتا ہون درد دل دم بھر نہین تھمتا ۔ جدائی مین یونہین گھٹ گھٹ کے اکدن جان جانی ہی

خزان مین کبھی قفس سے چھوٹنے کی تجکو حسرت ہی ۔ تری تقدیر مین خاک اے بلبل شیدا اُڑانی ہی

ہر شعر اب تو دُر خوش آب ہی ہر شعر ترا اپنا ۔ بحمد اللہ وہ بحر طبیعت کی روانی ہی

اسی طرح یہ ہزارہا جادوگر دوڑتے پھرتے ہین اور آپس مین دھینگا مشتی کرتے ہین آخر وہ سیاہ اندر بارگاہ کے آے دیکھا کہ کیاد تیرہ دروں لٹکا ہوا ہی ساحرون نے اُسکو کھولا پانی سرد چھڑک کر اُسکو ہوشیار کیا جیسے ہی کیاد کی آنکھ کھلی دیکھا سب ساحر رو رہے ہین اور افسر بیہوش پڑے ہین افسرون کو ہوشیار کرنا شروع کیا ہر ایک کو معلوم ہوا کہ خداوند کو کوئی لے گیا کیاد نے کہا کہ ظاہر امعلوم ہوتا ہی کہ قدرت اپنے ساتھ ہمارے بادشاہ کو آسمان پر لے گئے وہا نسے تعلیم کرکے بھیجینگے غرور جو دماغ مین بھر گیا ہی وہ نکال دینگے یقین ہی آ قدرت صاف ہوکر آوین یہ جھگڑا مذہب کا صاف ہو جاے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے بعد دعا کے عرض کی کہ عیار حمزہ کا یعنے عمرو قدرت کو گرفتار کرکے لے گیا اب دربار بھجا جارہا ہی یہ سُنکر کیاد بیقرار ہوگیا کہا یارو ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ قدرت کو عمرو

آگیا بڑی غضب کی بات ہی کہ شہنشاہ ہمارے سامنے مسلمانونکے یہان قید ہون اور دربار
سمجھا جاسکے جزیرہ کو ہر بار کا نام مٹتا ہی یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر قدرت کی زبان
سے سوزن نکال لے مین اب نہ جاؤنگا لالہ رخسار کے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون عیار جنہ
کا بیابان گرد بیٹھا ہی کیا دکی باتین سُنکر اُٹھا کہا اے وزیر اعظم مین جاکر زبان سے قدرت کی
سوزن نکالونگا آپ فوج لیکر آئیے کیا دنے آواز دی یارو تیار ہو کہ لشکر مسلمانان سے مقابلہ
ہی سب تیار ہوکر سامنے آئے اول بیابان گرد چلا بعد بیابان گرد کے کیا د تیرہ درون
کل فوج کو ساتھ لیکر چلا یہان صاحبقران زبان مبہوت کو سمجھا رہے ہین کہ اے مبہوت
مقام افسوس ہی کہ پیدا کرنیوالے سے نہین ڈرتے ہو روز حشر اس گستاخی کی پرسش ہوگی
کیا جواب دوگے اُس معبود حقیقی ورب تحقیقی نے ایک قطرۂ نجس سے تم کو پیدا کیا اور یہ
گمان کہ دعوی خدائی کر بیٹھے اب توبہ کرو بیابان گرد گوشے مین چھپا کھڑا تھا ان باتون کو
سُن رہا تھا چلا دکی شکل بن کر دوڑا کہا حضور کس مغرور کو آپ سمجھا رہے ہین دیکھیے کچھ جواب
نہین دیتا مبہوت کو سناٹا آگیا ہی دل مین کانپ رہا ہی کہ حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی
کہ بیابان گرد نے بڑھ کر زبان سے مبہوت کی سوزن نکالی کہا یا خداوند ہوشیار ہو جیسے
مبہوت کی قید ٹوٹ کر گری مگر عمرو نے جو دیکھا کہ عیار نے یہ کار نمایان کیا پیچھے آکر ایک
تیغ مارا کہ سر بیابان کا کٹ کر گرا مبہوت نے چاہا کہ بلند ہوکر نکل جاؤن مگر صاحبقران
جست کرکے قریب آئے مبہوت نے تلوارین برسائین مگر صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی قریب
مبہوت کے پہونچ گئے مبہوت نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی مبہوت کی تھام لی
مبہوت لاکھ لاکھ سحر کرتا ہی مگر ہاتھ نہین چھوٹتا اب مبہوت گھبرایا صاحبقران نے
ایک جھٹکا مارا کہ مبہوت جھکا امیر نے چاہا کہ تمانچہ ماردون مگر مبہوت پکار اُٹھا کہ اے
شہریار الامان امیر نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مبہوت نے کہا کہ دل وجان سے اطاعت
کرتا ہون صاحبقران مبہوت سے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کیا د تیرہ درون کل فوج کو لیکر آگیا صاحبقران نے فرمایا کہ
اے مبہوت ان سب کو منع کرو ایسا نہ ہو کہ بندگان خدا قتل ہوجائین ہاتھ سے دشمنان خدا

کے مہلت نہ پائی مگر لالہ رخسار قبل ہی نکل گئی تھی کیاد نے دور سے جو لالہ رخسار کو دیکھا جھلا کر
آگ برسائی مگر لالہ رخسار جھلائی ہوئی تھی کارد سحر پھینک ماری شانہ کیاد کا نشانہ ہوا کسی سردار
نے ہاتھ تلوار کا بھی مار دیا سر کیاد کا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی جھوم کر گرا لالہ رخسار نے اپنا
ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کیاد کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والے بھاگنے لگے کہ مبہوت
سامنے آیا اہل فوج کو پکار کر آواز دی خبردار جنگ نہ کرو جنہوں نے اطاعت کی صاحبقران زمان
ایسے خلیق ہیں کہ ایسا بندہ آج تک خالق نہیں ہوا جنہوں سے کہا وہ قبول کیا میں مطیع اسلام
ہو چکا جسکو میری اطاعت کرنا ہو وہ میرے پاس حاضر ہو اور جسکے خلاف ہو وہ نکل جاوے
خبردار میرے پاس نہ آوے چھ لاکھ کے افسر حاضر خدمت ہوئے اور اطاعت اسلام کی بلکہ مبہوت
کہتا ہے یا صاحبقران مجھے کلمہ پڑھائیے میں سحر سے توبہ کروں آپکے مذہب میں ساتھ آبرو کے
داخل ہوں صاحبقران نے فرمایا اے مبہوت ابھی ساحروں سے لڑائی درپیش ہے اور
اس طلسم کے فتاح بادشاہ جمجاہ ہیں بلکہ اگر بادشاہ کا نشان معلوم ہو تو میں تم کو اُنھیں کے
پاس روانہ کروں کہ طلسم کشا کے ساتھ رہو جمشید ثانی سے جس دن مقابلہ پڑیگا زمین ہلا دیگا اگر تم
موجود ہو گے تو اُسکے سحر کو روکو گے مبہوت نے عرض کی کہ یا صاحبقران جب موقع پڑیگا
تو ملاحظہ فرمائیگا کہ کیسی جانبازی کرتا ہوں آپکی عنایت سے جمشید ثانی بہت گھبراے گا
اور بھاگتا پھریگا صاحبقران زمان مبہوت کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آئے تخت پر
اُسکو جگہ دی تاج اپنے ہاتھ سے سر پر رکھا آپ دنگل پر بیٹھے حکم دیا کہ کل لشکر کا کوچ ہوگا
دوسرے دن کل لشکر نے کوچ کیا بعد اُسکے صاحبقران نے کوچ کیا ہر روز آب نو جاے
نو ملتا ہی صحراؤں کو تسخیر کرتے ہوئے چلے جو دیہات راستہ میں ملے اُن کو باسلام آباد کیا اس
زور و شور سے صاحبقران طرف جمشید ثانی کے جاتے ہیں ایک دشت میں آکر اُترے ہیں
پہر پھر دن باقی تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی بقیا سے گرگدن سوار چار لاکھ فوج سے مقابلہ اہیر
میں آیا اور راستہ روک کر اُترا جب بارگاہ میں آیا تو بیٹا اسکا گرگان تیرہ دروں کہ بڑا
پہلوان زبردست تھا اپنے باپ سے کہا کہ ایک نامہ واسطے صاحبقران کے لکھیے میں ایلچی ہو کے
جاؤں سمجھا کے اُن کو بُلا لاؤں آپکے قدموں پر گراؤں بقیا بہت خوش ہوا میر منشی کو حکم دیا

کہ نامہ تیار کرو میر منشی نے نامہ لکھا دربار مین لاکر رکھا گرگان نے اٹھا کر نامہ دو بغلے سے باندھا
بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر برسم سفارت روانہ ہوا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی
صاحبقران نے فرمایا جس طرح آتا ہی اسی طرح آنے دو گرگان آکر لشکر صاحبقران
مین داخل ہوا لشکر کو دیکھکر ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ یہ لشکر ظفر اثر بڑے جلیل کا ہی کیونکر اتنے
بڑے لشکر کو سنبھالا فی الحقیقت مین کیا لشکر ہی اور کیا قسمت ہی یہ کہتا ہوا جاتا تھا سامنے
بارگاہ لالہ رخسار کے پہونچا جمال بے مثال پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا کلیجہ پکڑ لیا ٹھٹھکتا
ہوا سامنے لالہ رخسار کے آیا کہا ای ملکہ عالم آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کیا عرض کرون
جو کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

ای روی زیبای ترا رشک گلستان در بغل ۔ وی قد رعنای ترا سرو خرامان در بغل
ہر چشم گریان مرا صد جوی خون در آستین ۔ ہر ناوک ناز ترا صد تیر مژگان در بغل
تا زمن بجنبم عاشقی کز گریہ در زندان عشق ۔ دارد ز رشک لالہ گون رشک گلستان در بغل
بلبل بود سیر چمن کز رشک خون آلود من ۔ در دیدہ دارم از صبا صد باغ بستان در بغل
گر یوسف وقت خودی غافل ز اخوانت مشو ۔ زیرا کہ دارند از حسد صد چاک کنعان در بغل
ہر شعلۂ آہ مرا صد گونہ شور اندر کمین ۔ ہر ناوک ابروی مرا سر تیز پیکان در بغل
مخفی بہ زندان جفا از دست بیداد غمت ۔ چون غنچہ دارد جیب گل صد چاک پنہان در بغل

لالہ رخسار نے سمجھا کر کہا کہ ای پہلوان دوران آپ بارگاہ مین تشریف لیجائیے وہان آپ کا
جواب باصواب ملیگا یہان آپ کیون ٹھہر گئے ایسا نہو کہ آپ کو تکلیف ہو گرگان جھوم رہا ہی
دم بدم اپنی صورت لالہ رخسار کو دکھاتا ہی چہرے پر ہاتھ پھیر رہا ہی لالہ رخسار بخوشامد
کہہ رہی ہی کہ ای گرگان اب جاؤ یہان تمہارا کیا کام ہی مین صاحبقران زمان کی کنیز ہون
ایسا نہو کہ صاحبقران کے خلاف گذرے گرگان نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای
سرو روان باغ محبوبی میری تم پر جان جاتی ہی لالہ رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین تمسے
کہہ چکی کہ مین صاحبقران کی کنیز ہون اور آپ ایسی باتین فرماتے ہین آپ برسم سفارت
آئے ہین ایسا نہو کہ مین کوئی سحر کر دون تو دیوانے ہو جاؤگے گرگان نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا

کہ ہماری پھولوں پہ نقل ملکہ لالہ رخسار کو بہت ناگوار ہوا غصہ سے کہا کیوں ای گرگان ہمین آقائے
نامدار سے خوف کرتی ہوں کہ وہ تالوں سے قدم نہین ہٹاتے دشمن کے ساتھ بہ نیکی پیش آتے
ہین ورنہ سزا دیتی اسکے ٹھہرنے سے بارہ ہزار جوان وہان پر جمع ہیں کہ رہے ہین ہماری آقائے
نامدار اچھے مقام پر آکر ٹھہرے ہین کوئی خیمے کی تعریف کرتا ہی کوئی کہتا ہی کیا جمال جہان آرا
ہی نام کیا موزون ہی لالہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار قمر عذار حقیقت مین کیا خدا نے حسن
وجمال دیا ہی ایسی ایسی باتین جو لالہ رخسار نے سُنین پھولون کا زیور پہنے ہوئے تھی گھبرا
اُتار کے سحر کیا کہ صحرا سے ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آئی نظم

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس — سایہ بن جاے ہمالوٹ کے دیوار کے پاس
کوچہ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون — در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
سیکڑون تشنہ دیدار ہین معلوم نہین — کسکی قسمت کا ہی پانی تری تلوار کے پاس
مجکو دربانی کی خدمت ہو تو ای خانہ خراب — سائے کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس
فکر مرغان چمن کی ہی بہار آئی ہی — جھونپڑا ڈالا ہی صیاد نے گلزار کے پاس
کار زنجیر جو اُن گیسوے پیچان سے ہوا — رو ئین کے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس
پھر گیا منھ تری ابرو کی طرف سے اُن کا — سینے کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس
ایڑیان شوق شہادت مین کہا تک رگڑون — اپنو جلاد کو بھجواؤ گنہگار کے پاس
حالت نزع ہی صورت کوئی بچنے کی نہین — اُٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس
باغ عالم مین جو رکھا ہی قدم ای آتش — خندہ زن گل کیطرح بیٹھ کے ہر خار کے پاس

اُس نازنین نے آتے ہی گرگان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا باغ عیش مین چلو گرگان کھڑا ہو گیا
اُس نازنین کے ساتھ چلا بارہ ہزار جوان پشت پر وہ نازنین باتین کرتی ہوئی گرگان کو لے چلی
لشکر سے نکل کر سامنے دیکھا کہ ایک باغ ہی وہ نازنین سب کو ساتھ لیکر اُس باغ مین داخل ہوئی
باغ کا دروازہ بند ہو گیا کنیزان لالہ رخسار نے آکر خبر دی کہ وہ نازنین گرگان کو ساتھ لے کر
ایک باغ مین داخل ہو گئی دروازہ باغ کا بند ہو گیا لالہ رخسار نے کہا اُسکی یہی سزا تھی
مگر جب عرصہ گذرا یہ خبر بلقیا کو پہونچی کہ فرزند آپ کا ایک باغ مین داخل ہوا دروازہ باغ کا

بند ہو گیا لقیا نے اور سوار کی معرفت نامہ صاحبقران کو روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ کیون
یا صاحبقران آپ کے یہان یہی دستور ہے کہ ایلچی کے ساتھ یون ہی پیش آتے ہین صاحبقران
نے فرمایا کہ کیون لالہ رخسار یہ تم نے کیا کیا ہمارے یہان ایلچی کے ستانے کا حکم نہین ہے ملکہ
لالہ رخسار نے تھرا کر عرض کی کہ ای شہریار اُسنے میرے ساتھ وہ حرکت کی کہ اگر حضور
ملاحظہ کرتے تو اس سے زیادہ پیش آتے صاحبقران نے فرمایا کہ جلد سحر اُتار و لالہ رخسار
نے پھر سحر اُتار کر پھینکا اور کچھ اسم پڑھا گرگان ایک باغ مین پھر رہا تھا بارہ ہزار ساتھی
سرگردان و حیران و پریشان باغ مین پھر رہے تھے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی وہ نازنین تو غائب
ہو گئی بعد آندھی دفع ہونے کے ایک صحراے ویران مین ایک درخت کے نیچے سب نے اپنے
تئین پایا گرگان حیران ہو گیا کہتا تھا کہ یارو ہم کہان جاتے تھے اور یہان کہان آ گئے
سب نے کہا کہ آپ راستہ بھولے اس طرف چلے آئے راستہ لشکر صاحبقران کا اور
ہے گرگان اُٹھ کر گینڈے پر سوار ہوا لشکر صاحبقران مین آ کر بد عتین کرنے لگا چاہتا ہے کہ بند
قلم کرون بارگاہون کو چھکڑون پر بار کرتا ہوا اُنکو مگر لوگ خاموش ہین مزاج سے امیر کے
واقف ہین کہ اگر اسکے ساتھ بدی پیش آوینگے تو آقا کے خلاف ہوگا گرگان اکڑتا ہوا
دربارگاہ پر پہونچا درگہ سالار نے للکارا کہ ذرا ٹھہر جائیے مین عرض کرتا ہون گرگان ٹھہرا مگر
درگہ سالار نے جا کر صاحبقران سے عرض کی صاحبقران نے کہا اُسکو تو روکو آنے دو
گرگان اندر آیا مثل کافرون کے سلام کیا صاحبقران نے کچھ نہ کہا خاموش ہو رہے گرگان
ایک ذنگل پر آ کر بیٹھا لالہ رخسار بھی ایک طرف بیٹھی ہین لالہ رخسار سے متوجہ ہو کر کہنے لگا
ای ملکہ ہمنے تم کو بڑی دیر کے بعد دیکھا آنکھین تمکو ڈھونڈھ رہی تھین شکر اللہ وممنات
کہ اب دیکھا ہمارے ساتھ چلو تمہاری خاطر کرینگے کنیزین واسطے خدمت کے دینگے یہ
سنکر لالہ رخسار تو آنکھون مین آنسو بھر کر خاموش ہو رہی مگر صاحبقران نے فرمایا کہ ای
پہلوان دوران تم ہمارے پاس آئے ہو خوبصورت سے کیا کلام کرتے ہو گرگان نے کہا کہ
یا صاحبقران یہ نازنین مجکو بہت پسند ہے اگر میرے ساتھ کر دیجیے تو صفائی کرا دون ورنہ میرا
آنا خالی نہ جائیگا آپکو ملال پہونچیگا صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا اے گرگان تجکو بڑا

غرور ہی ہم کو کیا رنج پہونچاینگا بس نامہ دے اور چلا جا گرگان نے کہا مین تو اس غرور سے تلک لیکر جاؤنگا میری جان پہ بنی ہی صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا بس اب اُٹھ جاؤ ہمسے کلام نہ کرو گرگان زور رون پر چڑھا ہوا ہی بلبلا کر کہا یا صاحبقران خاموش رہیے جو کہنا ہون وہ کہہ کرونگا ای نازنین اُٹھ اور میرے ساتھ چل یقین ہی والد قبول کرین بڑا تیرا اعزاز و اکرام ہوگا صاحبقران نے فرمایا او بیہودہ ہم منع کرتے ہین نہین مانتا گرگان نے تلوار کھینچ کر ہاتھ لگایا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ گرگان گر کر بیہوش ہوگیا امیر کو بہت غصہ تھا لیکن سرہانے گرگان کے ٹہل رہے ہین دمبدم فرماتے ہین کہ ای گرگان اُٹھو کہان تک آرام کروگے گرگان نے آنکھ کھول کر جو صاحبقران کو دیکھا جھاڑ پونچھ کر اُٹھا کہا لیجیے مین جاتا ہون میرا ٹھہرنا آپکو خلاف ہی صاحبقران نے فرمایا تم تو نہین خلاف ہو مگر تمھاری حرکتین خلاف ہین جس واسطے آے تھے وہ نامہ تو دو کہ ہم پڑھین گرگان نے نامہ دو ملفے سے کھولا ہاتھ پر رکھ کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے نامہ ملاحظہ فرما کے اتنا فرمایا کہ یہ نامہ اُسی کو پھیر دینا کہنا کہ میدان مین سمجھا جائیگا میر منشی سے کہا کہ جواب لکھدو منشی نے اوپر نامے کے لکھدیا کہ جواب نامہ جنگ گرگان نے نامہ لے لیا اور بارگاہ سے نکلا ساتھ والون سے کہا کہ تم کو معلوم ہی کہ ہم پر کیا گذری سب نے کہا کہ ہم کو کیا خبر کہا جسقدر قریب صاحبقران کے سردار بیٹھے تھے سب مجکو لپٹ گئے چاہتے تھے قتل کرین مگر حمزہ نے منع کیا کہ ہماری خرابی ہوگی اسکے ساتھ فساد نہ کرو تب میری نجات ہوئی مگر مین نے جواب نامے کا لیا اب چلو میدان مین سمجھ لونگا لیکن حمزہ نہایت صاحب طاقت ہی اس طرح کی باتین کرتا ہوا لشکر مین آیا سامنے باپ کے پہونچا باپ نے پوچھا ای فرزند یہ کیا معرکہ گذرا گرگان نے سب حال بیان کیا کہ راہ مین لالہ رخسار مل گئی مجھپر عاشق ہوئی کہتی تھی بیٹھو مین نے کہا کہ مین برسم سفارت آیا ہون مین نہین ٹھہر سکتا تب اُسنے سحر کر دیا باغ مین پھرتا تھا جب آپ نے حمزہ کو طعنہ دیا ہی تب لالہ رخسار نے سحر اُتارا اپنے کو مین نے ایک جنگل مین پایا ناچار ہو کر سامنے حمزہ کے پہونچا حمزہ نے سب سرداروں کو اشارہ کردیا سب سردار مجکو لپٹ گئے مگر مین مغلوب لڑا ہوا تھا اُن کے گرانے سے نہ گرا تب حمزہ نے

اُٹھکر یہ التماس کیا کہ ان کو چھوڑ دو اور نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھ دیا یہ حال سُن کر باپ
اسکا بہت جھلایا کہا طبل جنگی بجے اسطرف فورًا ہرکارون نے صاحبقران کو یہ خبر پہونچائی
کہ گرگان نے طبل جنگی بجایا ہے صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا گرگان واسطے شکار کے گیا
اتفاق سے صاحبقران بھی آئے شکارگاہ مین جو سامنا ہوا گرگان نے کہا کہ کیون حمزہ
اب کس طرح پیش آؤ گے یہی شرط کہ دبوچ کر مار ڈالون امیر نے کہا کہ ای گرگان خاموش رہو
گرگان نے چاہا کہ لپٹ پڑے امیر نے تمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا امیر نے پھر
ہوشیار کیا فرمایا اب تو جاؤ میدان مین سمجھ لینا گرگان اُٹھکر روانہ ہوا تیاریان جنگ
کی ہو رہی تھین کہ گرگان نے آکر باپ سے کہا کہ جنگل مین مین نے حمزہ کو خوب ڈرایا ایک تمانچہ
مار دیا حمزہ بیہوش ہوا جب ہوشیار ہوا تو منتین کرنے لگا مین خاموش ہو رہا مگر مجھسے
کہتا تھا کہ اسکا ذکر نہ کرنا مگر مین نے آپ سے کہدیا ہرکارے جو لشکر صاحبقران کے
حاضر تھے فورًا خبر لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے امیر چاہتے تھے ہتھیار کھولین
کہ ہرکارون نے پرچہ اخبار دیا امیر پرچہ پڑھتے ہی بہت جھلائے اشقر پر سوار ہو کے
چلے سردارون نے ارادہ کیا صاحبقران نے سب کو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی
نہ آئے سب سردار رُک گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوئے طرف لشکر دشمن کے چلے
بارگاہ مین آئے آتے ہی مثل اہل اسلام کے سلام کیا فرمایا کیون گرگان ہمنے تم سے صحرا مین
منتین کی تھین تمنے تمانچہ مارا تھا اسقدر مغرور نہ ہو جو گذرا ہو وہ بیان کرو گرگان نے
کہا کہ حمزہ بس اب چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا صاحبقران قریب گرگان کے
آئے گرگان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک تمانچہ مار دیا کہ
گرگان گرا امیر نے چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا فرمایا مین جاتا ہون جسکو دعوی ہو وہ بدلہ اسکا
مجھسے لے کوئی نہ بولا صاحبقران سوار ہوئے سر گرگان کا اپنے شکاربند سے باندھ
لیا جب وسط لشکر مین آئے تو بقیا نے افسرون سے کہا کہ یارو حمزہ بڑی گستاخی کر گیا ہے
تم مین کسی نے جواب نہ دیا اب اگر مناسب ہو تو جا کر گھیر لو گرفتار کر کے میرے سامنے لاؤ
مین سزا دون امیر بیچ لشکر مین پہونچے تھے کہ چہار طرف سے بلوہ ہوا لینا لینا کی آواز آئی

امیر نے اشقر کو پھیر انعرہ کر کے تلوار کھینچی امیر گھیرے ہوئے بیچ مین لڑ رہے ہین اور پچھے اور چھے زخم بھی کھا رہے ہین بیقرار ہو کر دعا مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے مجھکو بچا لے دشمنون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

ہر کجا اندر گلستان عندلیب زار دید — ہمسر گل در چمن استادہ نوک خار دید
فی الحقیقت اندرین دنیا چہ دنیادار دید — درد و داغ و حسرت و اندیشہ و آزار دید
بر رخ شمس و قمر اہل نظر ہر بار دید — جلوہ گر از چہرہ ہر دو جمال یار دید
در دیار معرفت سوداگری ہر کس کہ کرد — روز سودائے محبت گرم ہر بازار دید
نیک شد انجام آن مرد خدا روز جزا — ہر کہ اندر ابتدا بر انتہائے کار دید
عارف آن پردہ نشین گوشہ توحید را — گاہ اندر خلوت و گہ بر سر بازار دید
گفتگو ناگفتنی آورد ہر کس بر زبان — حالت نادیدنی از دیدہ آخر کار دید
گرد بر یاران گہر در نظم این دیوان نثار — سینہ خود را چہ ہشدی معدن اسرار دید

امیر نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سرداران تہمتن و جوانان صف شکن آکر پہونچے اور جنگ مین مصروف ہوئے اب صاحبقران نے مہلت پائی سردارون نے آکر گھیر لیا گرد آگئے صاحبقران باطمینان جنگ کرنے لگے لقیا سے سامنا پڑا بیٹے کے غم مین کلیجہ سے دھوان اٹھ رہا ہے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر روکا الجہاد سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا لقیا کا سر زخمی ہوا ساشہ سے بھاگا وزیرون سے کہا کہ جلدی سے طبل بازگشت بجوادو ہمراہیان حمزہ سب چلے آتے ہین لقیا طبل امان بجوا کر پلٹا امیر بفتح و فیروزی واپس ہوئے آکر داخل بارگاہ ہوئے سب سردارون سے حال بیان کیا سردارون نے عرض کی کہ آقا ہمارا جب آپ نے ہم کو ساتھ نہ لیا تو ہم نے ہرکارون کو بھیجا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران نے گرگان کا سر کھینچ لیا وسط لشکر مین آکر گھرے ہین ہم لوگ فورًا پہونچے شکر ہے کہ آپ کو خیر و عافیت پایا مگر لقیا کا گھمنڈ نکل گیا وہ جو اسکو گمان تھا کہ جس لڑائی پر جاتا ہون فتح کر لیتا ہون آخر اسکا بیٹا مارا گیا مگر لقیا جو پلٹ کر گیا بارگاہ مین بیٹھا ہوا ذکر اسی کا کر رہا ہے کہ صاحبو آج تو حمزہ نے غضب کیا کہ سر دربار آکر میرے بیٹے کو مارا حمزہ کو کیسا گھمنڈ

ہوگا کہ سامنے آکر میرے بیٹے کو مارا کوئی تم مین ایسا ہی کہ حمزہ کو جواب دے شہپال تیغزن
پہلوان زبردست بیٹھا تھا اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ اے شہنشاہ اگر حکم ہو تو کل حمزہ سے
مقابلہ کرون اگر سرِ میدان نہ قتل کرون تو میرا نام شہپال نہ رکھیے گا لقیا نے کہا کہ طبل جنگی بجواؤ
شہپال نے کہا کہ خدمت طلایہ داری بھی آج میرے نام ہو صبح کو مقابلہ کرونگا یہ کہکر طبل جنگی
بجوایا صاحبقران نے یہ خبر سُنکر نوازش طبل کا حکم دیا پھر صاحبقران کو خبر معلوم ہوئی کہ
شہپال آج شب کو طلایہ دیگا عمرو نے عرض کی کہ آج حضور کا طلایہ ہی صاحبقران نے فرمایا
کہ خواجہ تیاری کرو ہم خود لشکر کا طلایہ دینگے یہ فرماکر مقبل کو ساتھ لیا طلایے پر آئے
جابجا سوار و پیادے مقرر کیے آپ اُن کا انتظام کرکے کنارے پر آکر ٹھہرے اِدھر سے
شہپال طلایہ پھرتا ہوا سامنے آیا امیر کو دیکھ کر جل گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو تمنے
دیکھا حمزہ نے سرِ دربار آکر گرگان کو مارا اب سامنے کھڑا ہی مجکو بہت ناگوار گذرتا ہی اگر
تم لوگ کہو تو حمزہ کو مار لون سب نے کہا کہ آپ کو اختیار رہی ہم آپ کے ساتھ ہین شہپال
بڑھا پکار کر آواز دی کہ کیون حمزہ تو نے بڑی جرأت کی کہ باپ کے سامنے جاکر بیٹے کو مارا اگر
اب کیونکر بچوگے ہرچند کہ مین طبل جنگی بجوا چکا ہون مگر اسی وقت تم کو قتل کرونگا صاحبقران
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل تلوار کھینچ کر بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ او بے ادب یہ کیا کلمات
زبان سے نکالتا ہی منم غلام صاحبقران مجھسے تو مقابلہ کر آقا کو کیا غرض ہی کہ تجھ ایسون کو
جواب دین شہپال نے گینڈا بڑھاکر ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے تلوار کو تلوار پر روکا
اول تلوار گینڈے پر ماری گینڈے کا چہرہ کٹا شہپال زمین پر آیا اُترتے اُترتے مقبل
کو ہاتھ مار دیا مقبل کا سر زخمی ہوا شہپال نے چاہا سر کاٹ لون امیر نے اشقر کو بڑھا کے
آواز دی کہ او قابو پرست کیا کرتا ہی شہپال رُکا امیر جا پڑے شہپال نے ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے وار روک کر سر کو بچاکر کمر پر ہاتھ مار دیا شہپال کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون
کو اُسکے بھگایا ہتھیار شہپال کے کھول لیے مقبل نے تلوار اسکی نکال لی سپر پشت پر ڈالی
صاحبقران پلٹے ہرکارون نے یہ خبر لقیا کو پہونچائی کہ شہپال مارا گیا طلایے پر لاشہ
پڑا ہی کئی سو ہمراہی مارے گئے لقیا تلوار کو ٹیک کر اُٹھا مگر افسرون نے منع کیا کہ اب

رات کا وقت ہو چلا ہے بقیا ٹھہر گیا کہا صبح کو میدان مین تجھ سے سمجھونگا معاوضہ خون گرگان مین اسطرح
قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے کیا گرگان کا
خون بالا بالا جائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کر ہٹے بقیا نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ یا امیر میرے
مقابلے مین آئیے دو خون آپ کی گردن پر ہین یہ دونون خون رنگ لا دین گے روز سیہ دکھاوینگے
صاحبقران نے اشقر بڑھایا سامنے بقیا کے آئے بقیا نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا
بقیا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بقیا بھی امیر
سے لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو چار گھستے ایسے دیتے ہین
کہ بقیا گھبرا جاتا ہے اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہے چار پہر یونہی کشتی ہوئی شام کو بقیا چھوڑ کر الگ ہوا
کہا حمزہ تو مجھسے خوب لڑا مین تیری جرأت کی تعریف کرتا ہون اب کل مقابلہ کرونگا رات کو مین
نہین لڑتا ہرچند صاحبقران نے روکا اور ہدایت کی کہ روشنی کا حکم دو بعد زیر و زبر ہونیکے
واپس ہونگے مگر بقیا نے کچھ جواب نہ دیا گینڈے پر سوار ہو کے پلٹ گیا صاحبقران اپنے
لشکر مین آئے مگر بقیا جو بارگاہ مین پہونچا عیار اسکا سماک تیز رو بیٹھا ہوا تھا بقیا نے کہا
کہ ای سماک تجھسے کچھ نہین ہوسکتا سماک نے کہا کہ غلام سے کب ارشاد ہوا اگر حکم دیجیے تو
حمزہ کو پکڑ لاؤن گرگان مارا گیا مجھے بہت شاق ہوا سر میدان عیاری کرتا مگر یہی خیال مین
آیا کہ آپ کی جرأت کے خلاف ہوگا ورنہ سر میدان گرفتار کر لیتا اب آپ جلیل جنگی نہ بجوائیے
مین لڑائی فتح کرائے دیتا ہون یہ کہکر سماک اُٹھا بہانے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف
لشکر صاحبقران کے چلا لشکر مین آکر پوچھنے لگا کہ حمزہ کس بارگاہ مین رہتا ہے اُدھر سے
خواجہ عمرو آتے تھے دوکاندار نے بیان کیا کہ وہ جو مرد ضعیف سامنے جاتا ہے صاحبقران
کو پوچھتا تھا ہمنے نہین بتایا عمرو نے بڑھ کر آواز دی کہ بڑے بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے
سماک ٹھہرا عمرو نے قریب آکر کہا کہ کیون بڑے میان صاحب حمزہ سے کیا کام ہے سماک
گھبرایا کچھ جواب نہ دیا سوچنے لگا کہ کیا کہون عمرو نے کہا بڑے میان وہ دیکھو صاحبقران
کھڑے ہین جیسے ہی سماک پلٹا عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کر کے حلقون سے

نکلا عمرو نے پیچھا کیا مگر سماک بھاگا لشکر سے نکل کر پلٹ پڑا عمرو سے تیچھے چلنے لگا ایک مقام پر
سماک نے عمرو کو حباب مارا عمرو کے دماغ پر پڑا عمرو بیہوش ہو کر گرا سماک نے چاہا کہ اسکا
سر کاٹ لون پھر سوچا کہ اسکا قتل کرنا اچھا نہین اسکو یہان باندھ دون اسکی شکل بنکر جاؤن
یہی اسنے کیا کہ رنگ و روغن لگا کر بصورت عمرو بنا عمرو کو درخت سے باندھ دیا آپ بشکل
عمرو لشکر صاحبقران مین آیا مگر گھبرایا ہوا شاگرد جو راہ مین ملے اُنھون نے پوچھا اُستاد
مزاج کیسا ہی سماک نے کہا عیار دشمن آیا ہی اُسی کی فکر مین پھر رہا ہون بارگاہ امیر کہان ہی
شاگرد خاموش ہو رہے مگر ایک شاگرد جانتا تھا کہ چالاک سے ملاقات ہوئی شاگرد نے کہا
خلیفہ صاحب اس وقت اُستاد کو عجب حال مین دیکھا کہ مجھسے پوچھتے ہین کہ صاحبقران
کس بارگاہ مین رہتے ہین ہر چند مجکو کھٹکا ہوا مگر خاموش ہو رہا چالاک نے کہا کہ تو نے
غضب کیا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور شخص ہی وہ قبلہ و کعبہ کی شکل بنکر آیا ہی یہ کہکر چالاک
چلا دور سے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ جاتے ہین پکار کر آواز دی کہ خداوند نعمت ذرا ٹھہر جائیے مین
کچھ عرض کرونگا سماک چالاک کو نہین پہچانتا تھا اسنے کچھ جواب نہین دیا چالاک جھپٹکر قریب آیا
آنکھ جو ملائی پہچان گیا کہ یہ عمرو نہین ہین بیقرار ہو گیا کہا آپ کسکو ڈھونڈھ رہے ہین سماک
نے کہا مین حمزہ کی تلاش مین ہون پس چالاک نے دھوکا دے کر حلقہ ہاے کمند مارے
حلقے گلے مین پڑے ایک جھٹکا مارا اور حباب ماردیا کہ سماک بیہوش ہوا یہان خواجہ عمرو کو
کاہ فروشون نے کھولا اُس وقت آکر پہونچے کہ چالاک نے سماک کو بیہوش کیا ہی عمرو نے
آکر چالاک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای فرزند اسنے مجکو بیہوش کر کے ایک درخت سے باندھا
تھا اور میری صورت بنکر برا ے عیاری آیا تھا مگر تم نے بیٹا بڑا کام کیا کہ اسکو گرفتار کیا
اب مین اسکی شکل پہچانتا ہون تم تو اسکو لیجا کر قید کرو مین دو چار کوڑی پیسے کا روزگار
کرون قرضدارون نے بہت ستایا ہی کہین سے آج کل پیسہ نہین ملتا چالاک نے منہ پھیر کر
کہا کہ اس فکر سے کبھی آپ کو مہلت نہ ہوگی عمرو نے کہا کہ او نالائق تو ان باتون کو کیا جانے
کہ ایک سر ہزار سودے کس کسکا دیکھون کتنی بی بیان ہین اگر دس دس روپئے فی زوجہ
ماہواری خرچ رکھون تو کسقدر روپیہ چاہیے علاوہ اس خرچ کے دو تین ہزار روپئے روز کی

خیرات کرتا ہون اور تنخواہ جانتے ہو کہ کس مقدار کی ہی سوا اُسکے اور کوئی ملک اور جاگیر بھی
نہین مانتا اور مہاجن اب قرض بھی نہین دیتے چالاک نے کہا کہ جی بہت درست ہی لیکن آپ
فرماتے ہین بہت بجا ہی مگر خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت سماک بیچ لشکر دشمن
مین آئے شاگردون نے پوچھا کہ اُستاد کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا کہ برائے گرفتاری حمزہ
گیا تھا سب پتہ لگا لیا اب رات کو گرفتار کر لاؤنگا شاگرد کنارے ہوئے خواجہ بارگاہ مین
آئے لقیا سے بھی کہدیا کہ سب تدبیرین کر آیا ہون رات کو حمزہ کو گرفتار کر لونگا مگر عیار
اُن کا بلائے روزگار ہی مین نے گرفتار کر لیا تھا اُسی کی شکل بنکر سب حال دریافت کر آیا
لقیا نے خلعت دیا عمرو نے کہا کہ ای پہلوان مجھے اس خلعت کی ضرورت نہین آج تمام
دن اسی فکر مین گذرا لقیا نے کہا کہ ای سماک اگر حمزہ کو گرفتار کر لایا تو وہ مرتبہ تیرا کرون
کہ تمام عالم رشک کرے عمرو نے کہا کہ آج نیا ایک معرکہ گذرا جنگل مین آتا تھا ایک طائر نے
آواز دی کہ ای سماک کہان جاتا ہی مین نے بیان کیا کہ فکر مین حمزہ کی نکلا ہون تب طائر
نے گرد سر چرخ مارا اور کہا کہ ای سماک تم کو کمال علم موسیقی عطا ہوا مین فرستادہ خداوند
ہون جمشید ثانی نے حکم دیا کہ سماک کو جا کر کامل و اکمل کر دو ای شہنشاہ گانا تو سُنئیے
دیکھیے مجھکو کچھ کمال آیا یہ کہکر بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیک بجا کر یہ اشعار گانے لگا نظم

نہ راز دل بتائے وصف یہ ہی میرے نالے مین — کبھی مُنھ سے نہ پھوٹی بات یہ ہی مُنھ کے چھالے مین
سوائے اشک رنگین اور پھل ہرگز نہ آئیگا — بھرا ہی خون ای نخل تمنا تیرے تھالے مین
دکھائی صبح کسکو گریۂ شام جدائی نے — سفید آنسو ٹپکتا ہی تو مل جاتا ہی کالے مین
سُنتے یہ کون یارب غیر کا صدمہ سہا اُسنے — دُکھے دل جس سے دشمن کا نہو وہ درد نالے مین
چمک کر بخت تیرہ نے دکھایا ہی نیا عالم — اُجالا ہی اندھیرے مین اندھیرا ہی اُجالے مین
رقیبون سے گلے مل کر جو عاشق کو جلایا ہی — پھپھولے ہو گئے جتنے موتی اُنکے مالے مین
شب غم داغ ہی کوئی نصیب ایسا ہوا ہوتا — کہ پڑھ لیتے لکھا تقدیر کا اُسکے اُجالے مین
چلے ای باغبان ہم دیکھ لے تو اپنے گلشن کو — گلون کی بو گلون مین رنگ لالے کا ہی لالے مین
اگر سُنتے ہو دردِ دل تو پہلے دیکھ لو مُنھ کو — شکستِ رنگ کی آواز ہی عاشق کے نالے مین

خدا کا گھر جلال الدین نزا ہد دین ہی کو مبارک ہو	بتو لتے ہم جگہ تھوڑی سی لیتے ہین شوالے مین

لقیا بہت خوش ہوا کہا او صاحب میرا عیار نظر کردۂ خداوند جمشید ثانی ہو فخر کا مقام ہی یہ
سنکر سب نے کہا اب لڑائی فتح ہو گی جو قدرت کو منظور ہوا تو سب مشکلین آسان ہونگی سماک
نقلی نے عرض کی کہ ایک کمال اور ملا ہی عمرو کے گرفتار کرنے کی ایسی ساقی گری کرون کہ کوئی
باقی نہ رہے ساری محفل ایک حال مین ہو لقیا نے کہا کہ شراب پلانا کتنی بڑی بات ہی سماک
نے کہا مزہ تب ہی کہ ہاتھ سے بتاتا جاؤن پاؤن سے ناچون سر سے شراب پلاؤن تب آپکو
میرا کمال ظاہر ہو لقیا نے کہا کہ ای سماک سنا ہی یہ کام تو عمرو کرتا ہی سماک نقلی نے عرض کی
اسی واسطے قدرت نے یہ کمال مجکو بتایا ہی کہ عمرو ناچار ہو شراب پلاکر اسکو بیہوش کرون گا
کنجی میخانے کی عطا فرمایئے لقیا نے کنجی دی خواجہ عمرو میخانے مین آئے سب شراب کو خراب کیا
یعنی بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ یارو جسکو شراب کی خواہش ہو وہ لیجائے ہم ساقی ہونگے
کوئی باقی نہ رہے خادم یہ آواز سنکر دوڑے گلابیان اٹھا اٹھا کر لے چلے خواجہ کہتے جاتے ہین کہ
یارو شراب لیجاؤ آج جی بھر کے پیو ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے شراب لٹ رہی ہی
عمرو نے پچاس گلابیان آراستہ کرکے مے ارغوانی اسمین بھری گھڑے گلابیون کے تماشے
باندھے محفل مین لیکر آئے لقیا نے کہا کہ دیکھو کس طریقے سے شراب لایا ہی کہ دل رغبت
کرتا ہی خواجہ عمرو نے گھنگرو پاؤن مین باندھے سر پر جام رکھا بتاتے ہوے چلے سامنے
لقیا کے آئے سر جھکا کر کہا کہ ایسے پہلوانون کو سر سے شراب پلانا چاہئے لقیا جام لیکر
بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین خواجہ عمرو نے
سب کو شراب پلائی لقیا بیٹھے بیٹھے یہ کہتا ہوا اٹھا کہ یا خداوند آپ اٹھتے ہی گرا بیہوش
ہوا سب اہل دربار بھی بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو سے
عمرو ہون مین عیار عیار صاحبقران * مرے ملک کا نیتا ہی جہان * تراشندۂ ریش کفار ہون *
زمانے کا مکار و غدار ہون * ہرا تیز رفتار ہو گر قدم * صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم *
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو * شرپہ بچے مری گرد پاپوش کو * دوندہ جہانگرد طرار ہون *
جہانگیر عالم کا عیار ہون * عمرو نے بیٹھکر لقیا کی داڑھی مونچھین مونڈین ایک بال نہ رہنے دیا

اُس مین ایک رقعہ باندھا رقعے مین لکھ دیا کہ او بقیا منہم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
دعا دے صاحبقران کو کہ حکم قتل نہین ہی کہ بیہوشی مین کسی سردار کو قتل کرون اب بہتر یہ ہی کہ
جب بیدار ہو تو بدل آکر اطاعت کرنا ورنہ ایک مرتبہ تیرا سر کاٹ لیجاؤنگا تمام اسباب
محفل کا لیکر خواجہ اُدھر سے چلے اِدھر عیار کو جو قید کر آئے تھے وہ عیارونکے سامنے رونے لگا
عیارون نے پوچھا کیون روتے ہو عیار نے کہا مین نے اطاعت کی عمرو کا شاگرد ہوتا ہون تو
اب مجکو رہا کرو عیارون نے اُسکو چھوڑ دیا یہ جو نکلا در دولت صاحبقران پر آیا مقبل
پڑا سورہا تھا مقبل کو اسنے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا جی مین کہتا ہوا کہ کچھ تو
کام کرکے چلا راہ مین اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے اِدھر سے یہ عیار جاتا تھا عمرو نے پکار کر
پوچھا کہ کون جاتا ہی اور اپنے نام کا نعرہ کیا عیار نے اپنا نام بتایا عمرو نے کہا کہ مین اسباب
محفل لیے جاتا ہون عیار نے کہا کہ مین مقبل کو لیے جاتا ہون عمرو نے اسباب زمین پر رکھا
اور نیمچہ کھینچ کر سامنے آیا کہا مین تجکو نہ جانے دونگا بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے عیار
نے نہ مانا عمرو نے نیمچہ مارا آپس مین نیمچہ چلنے لگا دونون آپس مین لڑ رہے ہین صحرا کا
سناٹا عمرو چاہتا ہی کہ مین عیار کو مار کر پشتارہ لون مگر عیار یہ ہوشیاری لڑ رہا ہی کہین
پر چوکتا نہین قضاے کار نقابدار زرہ پوش اس صحرا مین اُترا ہوا تھا اسکے عیار نے
خبر دی کہ عمرو عیار ایک عیار سے لڑ رہا ہی نقابدار وقت پر آیا نیزہ سینے پر عیار کے
رکھدیا کہا کہ صاف بتا تو کون ہی عیار نے کہا کہ اے نقابدار بہادر انصاف کیجیے کہ
مین مقبل کو لیے جاتا ہون انھون نے میرے مالک کی بارگاہ کو لوٹا مین یہ چاہتا ہون کہ
اسباب چھین لون عمرو چاہتا ہی کہ پشتارہ بھی لون آپ انصاف کیجیے نقابدار نے عمرو
کو جھڑکا کہا خواجہ کھڑے رہو اسکو اسباب لیجانے دو انصاف یہی ہی ورنہ اُسے مقبل کو لیجانے دو
تم اپنا اسباب لیجاؤ پھر عیاری کرکے چھڑا لانا ہرچند عمرو لڑا مگر نقابدار نے نہ مانا عیار کو رخصت
کر دیا جب عیار چلا گیا تب نقابدار نے عمرو سے کہا کہ صاحبقران سے میرا پیغام دینا کہ مجھسے
مقابلہ نہ کیجیے اور بلانے عنایت فرمائیے ورنہ سر میدان مقابلہ ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مین
کہدونگا یہ کہکر نقابدار تو چلا گیا خواجہ عمرو طرف لشکر کے روانہ ہوے مگر مقبل کا بڑا خیال ہی

خواجہ لشکر میں آسے آکر صاحبقران کو سلام کیا سب حال نقابدار کا بیان کیا کہ کچھ تھوڑے سے گدڑ سے جیتھڑے بارگاہ لقیا سے لاتا تھا کہ راہ میں اُسکا عیار مقبل کا اشارہ لیے جاتا تھا میں نے اُسے روکا جس وقت پر نقابدار زرین پوش آگیا اُسنے کہا ہم بھی انصاف کرتے ہیں کہ مقبل کو اُسے لیجانے دو اور تم اسباب لیجاؤ اور یہ پیام کہنا صاحبقران نے فرمایا نقابدار کو شہریجا وہم کیا خیال ہوا اور میں بدون مقابلہ کیے بانہاے صاحبقرانی نہ دونگا خیر دیکھا جائیگا مگر خواجہ مقبل کی فکر کرو تو خواجہ نے عرض کی کہ حضور جانتے ہیں کہ بوجہ قرضداروں کے بمشکل راستہ چلتا ہوں اور میں واسطے ادا سے قرضہ کے بارگاہ لقیا میں گیا تھا کہ کچھ وہیں سے حاصل ہو جاے اصل ادا ہونا تو مشکل ہی کچھ سود ہی مہاجنوں کو پہونچ جائیگا وہاں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا ایسا کچھ اسباب مل ملا کہ آخر اُسکو میں نے جلا کر جنگل میں پھینک دیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمھارے فقرے نہیں جاتے عمرو نے کہا کہ اے شہریار پراگندہ روزی پراگندہ دل کچھ مرحمت فرمائیے تو میں براے رہائی مقبل جاؤں صاحبقران نے ہزار روپیہ منگوا کر پیش کیے عمرو نے کہا کہ اس رقم سے کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ زیادہ ممکن نہ ہوگا جی چاہے براے رہائی جاؤ اور جی چاہے نجاؤ عمرو نے کہا کہ میں تو نہ جاؤنگا امیر نے فرمایا لشکر تیار کرو لشکر تیار ہو کر آیا صاحبقران زنان سوار ہو کر چلے یہاں عیار نے لشکر میں آکر اہل فوج کا عجب رنگ دیکھا کہ دیوانہ وار کھڑے ہوے ہیں سب کو ہوشیار کرتا ہوا بارگاہ میں آیا لقیا کو ہوشیار کیا اُسنے جو رقعہ اور اپنا حال دیکھا اور دیکھا کہ سب سردار بیہوش پڑے ہیں منھ پر داڑھی مونچھ تدارد جھلا کر پوچھا کہ اوس کا ریہ کیا ہوا سب کیفیت عیار نے بیان کی لقیا نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ غلام تیغ کو اُن کے قتل کروں کہ ان لوگوں پر عمرو تو بڑا غضب کر گیا ساری بارگاہ کو لوٹ لے گیا کوئی تو کام میں بھی کروں کہ کچھ میری ذلت کا بدلہ لے جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا جلاد حاضر ہوا لقیا نے حکم دیا کہ اسکو قتل کر عیار نے کہا میں خود قتل کرونگا مقبل کو کھینچا مقبل ہوشیار ہوا اپنے کو زیر تیغ پایا بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا

کہ اے کریم کارساز و اے مالک بے نیاز دشمنوں سے بچا لے نظم

چو از پردہ جہالت چہرہ بنمود	شد از ایجاد پیدا شکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور	بگیرد پشہ جان از جسم نمرود

ہر مذہب ہر ملت ہر دین ⁂	تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
تو رحمانی تو منانی تو دیان ⁂	تو خلاقی تو رزاقی تو مودود ⁂
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار ⁂	نمی سازی تو باب رزق مسدود
درین جا عرہ گہ اہل نظارہ ⁂	گہے شاہد شدی و گاہ مشہود
قد فکر دی تو روشن نام ہندی	بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

مقبل دعا مانگ رہا ہے عیار خنجر کھینچے کھڑا ہے کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا لقبیا نے پوچھا کہ ارے کیا معرکہ ہے ہرکارے نے خبر دی کہ صاحبقران آتے ہیں درگہ سالار کو قتل کیا ملازم آپکے روک رہے ہیں یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا صاحبقران زمان تشریف لائے اپنے طور پر سلام کیا لقبیا صاحبقران کو دیکھکر خاموش ہو گیا امیر نے آکر جلاد کو قتل کیا مقبل کی زنجیر کاٹی کہا اٹھو چلو مقبل ساتھ ہوا صاحبقران زمان مقبل کو لیکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے مقبل نے رکاب تھام لی جب صاحبقران نکل گئے تو لقبیا نے کہا حمزہ بڑا بانکپن کر گیا کہ اپنے ملازم کو لے گیا یارو گھیر کر حمزہ کو مار لو افسروں نے کہا آپنے کچھ حکم ہی نہ دیا ورنہ ہم حمزہ کو قتل کرتے لقبیا نے کہا اب مار لو صاحبقران وسط لشکر میں پہونچے تھے کہ کل لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران نعرہ کرکے لڑنے لگے مقبل پشتی بانی کر رہا ہے کبھی کسی پر تیر مارتا ہے کبھی تلوار لیکر پشت پر آتا ہے صاحبقران کو بچاتا ہے کہ لقبیا سامنے آگیا فوج کو ترغیب دے رہا ہے ایک طرف نقیب ہلڑ کر رہے ہیں کہ اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کرد ⁂ کوشش نام و ننگ باید کرد ⁂ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ⁂	نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا ⁂
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے باہی ہوئے اس عشرت سے	گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا ⁂
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں بیٹھنے دیکھا	ٹھنڈی سانسیں نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس شہ بالا کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم ⁂	حیف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار		جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا
ہو رفاقت تو یہ اہل فنا سے پوچھین		ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری	رباعی	کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای گنج لحد کے رہنے والو افسوس		کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

تھوڑے عرصے مین صاحبقران کے ہاتھ سے کئی سو افسر مارے گئے مقبل بھی بزور و شور جنگ کر رہا ہی عین گرمی جنگ ہی کہ سرداران صاحبقران آپہونچے سرداروں نے آکر جنگ کی لشکر لقیا کو پامال کیا صاحبقران لڑتے ہوئے سامنے لقیا کے پہونچے فرمایا او نابود پرست مین خود تیرے سامنے موجود ہون جسطرح چاہے مقابلہ کر لقیا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا سر کو بچا کر گرز ہاتھ مار دیا لقیا کے دو ٹکڑے ہوئے فوج شکست کھا بھاگی مگر لاشہ لقیا کا لے گئی صاحبقران نے سب مال لوٹ لیا خیمہ تک اکھڑوا لیے لشکر مین تشریف لائے دو روز کے بعد یہان سے کوچ کیا طرف قصر ہفت رنگ کے چلے مگر خواجہ عمرو لشکر سے آگے بڑھے ہوئے سیر و شکار کرتے ہوئے جاتے ہین ادھر مقہور تیر جمشید ثانی جو سمن عذار کو لے گیا تھا اپنے باغ مین لایا جلسہ آراستہ کیا سمن عذار سے طالب وصل ہوا سمن عذار نے جواب دیا کہ ای مقہور مین اپنی جان دونگی میری عصمت کو ہاتھ نہ لگانا مقہور نے ملکہ کو ایک قفس آہنی مین بند کیا قفس کو اسی باغ مین لٹکا دیا کہ خواجہ پھرتے ہوئے پشت پر اس باغ کی پہونچے آواز گانے کی کان مین آئی کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ ایک ساحر بدنام و بدانجام مسند پر بیٹھا ہی اور سامنے قفس رکھا ہی اسمین ایک نازنین بند ہی اس سے منتین کر رہا ہی مگر وہ نازنین نہین مانتی انکار کیے جاتی ہی خواجہ سمجھے کہ یہ جادوگر اس مہ جبین پر عاشق ہی اور یہ انکار کر رہی ہی طور سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر وہ جبر کریگا تو یہ اپنی جان دیدیگی ایک کنیز کی شکل بنکر محفل مین آئے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اسکی آپ کیون منتین کرتے ہین مقہور نے کہا پھر کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ اگر تھوڑی دیر کے واسطے قفس مجکو ملے تو مین راضی کر دون مقہور خوش ہو گیا قفس اٹھا کر عمرو کو دیا عمرو قفس کو لیکر گوشے مین آیا کہا ای مہ جبین تو کون ہی کچھ تیرا حال نہین معلوم ہوتا سمن عذار نے سب حال اپنا بیان کیا

اور بیقرار ہوکر کہا کہ مین نام پر سلطانون کے جان دیتی ہون ایک دن عالم خواب مین ایک جوان
رعنا کو دیکھا کہ کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی نام پوچھا تو اُس شہریار نے نام اپنا قاسم نوجوان بتایا
اُس روز سے بیقرار ہون جس شب سے یہ خواب دیکھا ہی ہاتھ پانؤن مین رعشہ ہو گیا تدبیر کرو
اور کیونکر اس ظالم سے جان بچاؤن عمرو نے کہا کہ آپ نے مجکو بھی پہچانا سمن عذار نے کہا
کہ مین نہین جانتی عمرو نے سمن عذار سے کہا کہ مین عیار صاحبقران ہون اگر بن پڑتا ہی تو
تم کو رہا کرتا ہون یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت رنگ دور روغن عیاری کا نکالا سمن عذار کو قفس سے
نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر خود سمن عذار کی شکل بنے سمن عذار سے کہا تم اپنے کو
ایک گوشے مین چھپاؤ خواجہ ہنستے ہوے محفل مین آے پکار کر کہا کہ کیون صاحب ہمارے
قتل کے درپے ہو سر حاضر ہی کاٹ لو تمھاری تو خوشی ہو جاے مقہور نہال ہو گیا ہاتھ پکڑ کے
مسند پر بٹھایا کہا صاحب میری یہ مجال ہی کہ مین تم کو قتل کرونگا میری زبان سے نہین نکلتا
آج تین دن سے تمھاری محبت مین بیقرار ہون سمن عذار نقلی نے کہا کہ ای مقہور مین بدنصیب
ہون میرا زندہ رہنا بہتر نہین ایک تلوار کا ہاتھ مارو کہ میرا خاتمہ ہو مقہور نے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے اور کہا کہ ای جان جہان اسکا خیال رکھو تمھارے دشمنون کو قتل کرونگا میری
جان تم پر نثار ہی تمنے محبت سے بات کی مین شاد ہو گیا اُس نازنین نے اُٹھکر گلابی اُٹھائی
اور کہا صاحب مین کئی دن سے اس آفت مین مبتلا ہون آب و دانہ تک ممکن نہین ہوا اگر
ہو سکے تو کچھ کھانے کی چیز لاؤ سامنے میوے کا خوان رکھا تھا مقہور نے کھینچ کر ملکہ کے سامنے
کر دیا ملکہ نے ایک سیب اُٹھا کر تراشا دو پھانکین منھ مین مقہور کے دین دو آپ کھائین مقہور
کھاتے ہی بدحواس ہوا کہا ای شہنشاہ ملک حُسن و جمال سیب کھاتے ہی کچھ عجب میری کیفیت ہوئی
عمرو نے کہا کہ ایک جام بھی پی لو تو طبیعت درست ہو جاے یہ کہکر جام بھی لبریز کیا مقہور
کو پلایا مقہور گھبرا کر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے اسباب محفل لوٹ لیا مقہور کا سر کاٹ لیا
سمن عذار کو آواز دی کہ ای ملکہ عالم جلد آؤ دیکھو دشمن خدا کو مارا ملکہ نے آکر لاشہ
مقہور دیکھا بہت خوش ہوئین عمرو نے عطر بیہوشی سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا
وہانسے نکلے اور سر راہ ہوے راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ ایک لشکر گران اُترا ہوا ہی

جھنڈے بازارون کے فرار ہے ہین مگر اُن پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہی خواجہ کوہ سے اُترے لشکر مین آکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قاسم نوجوان کا یہ لشکر ظفر اثر ہی عمرو نے لشکر مین آکر سیارہ سے ملاقات کی سیارہ نے کہا کہ اس وقت کہان تشریف لائے خواجہ نے کہا کہ جاکر قاسم سے کہو کہ ایک نازنین کو بیچتا ہون اگر تمہارا دل چاہے لے لو سیارہ نے کہا کہ جس روز سے اس طلسم مین آئے ہین چین نہین پایا عمرو نے کہا تمہارے آقا ایسے ہی بد اقبال ہین لشکر صاحبقران آتا ہی امیر کے ہمراہ رہین سیارہ نے جاکے قاسم سے کہا قاسم نے کہا چھوٹے دادا جان کو بُلاؤ خواجہ عمرو سامنے قاسم کے آئے اُس نازنین کو قاسم نے بہت پسند کیا اور کہا کہ ای چھوٹے دادا جان مین نے اسکو کہین دیکھا ہی خواجہ نے کہا کہ کہین خواب مین دیکھا ہوگا قاسم ہنسنے لگے کہا ای دادا جان آپ سچ فرماتے ہین ایسا ہی ہوا قاسم نے کئی لاکھ روپیے دیکر خواجہ سے اُس مہ جبین کو لیا اور ساتھ اُس نازنین کے عقد کیا قاسم کو جو خبر معلوم ہوئی کہ لشکر دادا جان کا آتا ہی رات ہی کو کوچ کرکے روانہ ہوئے خیال یہ ہوا کہ اگر دادا جان دیکھین گے تو مجکو اپنے ساتھ لین گے اور مین الگ رہنا چاہتا ہون یہی چاہتا ہون کہ جمشید ثانی کو بذات خود شکست دون سردارون نے کہا ہی کہ آپ ہی کے نام فتح ہی قاسم کوچ کیے ہوئے جاتے ہین ایک دشت مین جاکر اُترے کہ وہ دشت ویران ہی سنسان میدان نہ جانور نہ انسان قاسم دشت کو دیکھکر بہت گھبرائے ایک بارگاہ مین آکر اُترے رات کو جاکر بارگاہ مین بیٹھے سیارہ سامنے بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

فدا دل تمہارا جو اُسیر ہوا
مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا
سماجت بہت یاس حسرت نے کی
جہان شور اللہ اکبر ہوا
ہزارون گلو سنگ و برق اُڑ گئے
تجھے ڈھونڈھتے مجکو دن بھر ہوا

کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا
نہ باقی رہا ضبط رونے لگے
موافق نہ ہمسے مقدر ہوا
بجھائی مری آب آہن نے پیاس
چمن کا پریشان جو دفتر ہوا
شب و روز ای غیرت مہر و ماہ

دل شیخ مائل صنم پر ہوا
تری بزم مین دل جو مضطر ہوا
گلے پر چھری چل گئی بس شب وصل
دم مرگ احسان خنجر ہوا
ہوئی صبح امید گردش مین شام
طلب مین تری مجکو چکر ہوا

پہ پیرو کو لکھا بھی نامہ اگر | تو عنقا جہان میں کبوتر ہوا | تمنا رہی کچھ سزا کبھی نہ دی
گنہگار حاضر تو اکثر ہوا + | ہوا لذت عشق سے برخلاف | کبھی درد دل کم جو دم بھر ہوا
یہ کس رشک لیلی کے غم میں ہیر پر | میں تصویر مجنون سراسر ہوا | کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی

قضائے کار زلفین کا کل دراز اس صحرا کی حاکم ہی پہاڑ پر بیٹھی رہی جو نہ سنے کی آواز کان میں آئی
اپنے مقام سے اُٹھی حیران تھی کہ یہ کون گا رہا ہی ہاتھ ملاسے آندھی سیاہ اُٹھی دربارگاہ قاسم
پر جا کر اُتری پردہ اُٹھا کر اندر آئی منظور تھا گانا سنو نگی مگر جمال قاسم دیکھ کر بیقرار ہو گئی کہا
صاحب آپ کون ہین قاسم نے قریب اپنے زلفین کو بٹھا لیا نام نامی پوچھا ملکہ نے بتایا
اور قاسم نے بھی صاف صاف نام بتا دیا زلفین نے کہا کہ ای شہریار میرے پاس نامہ
جمشید ثانی کا آچکا ہی یہی مضمون درج تھا کہ لشکر گران لیکر آؤ جو مسلمان جس مقام پہ ملے
اُسے روکو آپ میری سرحد مین آگئے آپ جیسا فرمائیے وہ بجا لاؤن قاسم نے کہا یہ سر حاضر
ہی اگر اسکے کاٹ لینے سے آپ کی نیکنامی ہوتی ہی تو بسم اللہ تامل نہ فرمائیے زلفین نے کہا جان
میری آپ کے نام پر نثار ہی مجھسے کوئی بے ادبی نہ ہوگی مین اپنی سرحد مین یہ نہین چاہتی کہ آپکو
ملال پہونچے زلفین نے اس طرح کی باتین کین کہ قاسم کو اور زیادہ محبت ہوئی فرمایا کہ ای
ملکہ زلفین میرا ارادہ یہ ہی کہ اپنے کو تا بہ جمشید پہونچاؤن جنگ آغاز کر دون کہ جمشید
کو بھی معلوم ہو کہ ایسے ایسے شیر طلسم مین آئے ہین زلفین نے کہا کہ ای شہریار آپکے بہت
عزیز و اقارب لڑ رہے ہین مین چاہتی ہون کہ آپ کا ساتھ دون مین نے کتاب سوانحات
مین دیکھا صاف صاف لکھا ہی کہ اس سال مین طلسم فتح ہو جائیگا سعد شہریار فتاح طلسم ہین
سعد شہریار سے آپکو کیا رشتہ ہی قاسم نے کہا کہ یہ سراسر بیکار ہی کہ سعد شہریار فتاح ہین
جو شمشیر زنی کرے اور لڑتا بھڑتا پہونچے حصول لوح طلسم جستجو پر موقوف ہی جب لوح طلسم ملجائیگی
تو ہم ہی طلسم کو فتح کر لین گے زلفین نے کہا کہ ای شہریار لوح کا ملنا تائید غیبی پر موقوف ہی
لوح سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین ملیگی قاسم نے کہا کہ تم پیروی کرو آئندہ حکم خدا
پر موقوف ہی سیارہ سامنے بیٹھا ہی یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ اد
گیسو پر یدہ ننگ خاندان تو نے غضب کیا کہ دشمن کے پہلو مین بیٹھی ہی کچھ خوف خدا و تدبیر

دل میں نہ آیا منم اسلم زمین کن زلفین نے جو اسلم کو آتے ہوئے دیکھا اتنی مہلت پائی کہ قاسم
سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای شہریار یہ اسلم جادو خادم جمشید ہے اسنے دیکھ لیا اب یہ ضرور جمشید
سے کہیگا یہ کہہ کر زلفین نے ارادہ کیا کہ اپنے مقام سے اٹھوں اسلم سے مقابلہ کروں کہ اسلم
نے گولہ پھینک مارا گولہ قریب سر زلفین آکر پھٹا دھواں گولے سے نکلا وہ دھواں جو آنکھوں
میں زلفین اور قاسم کی لگا دونوں بیہوش ہوئے سیارہ کو اسلم یہ سمجھا ہے کہ یہ تو گویا ہے
دونوں کو بیہوش کر کے زمین پر آیا سیارہ نے اٹھ کر سلام کیا ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ اعلے اعلے
مراتب رہیں اسلم نے پوچھا کہ ارے تجھے کہاں سے بلا لایا سیارہ نے جواب دیا کہ سامنے جو گانوں
ہے اسی میں رہتا ہوں جمشید ادھر جا کر بلا لایا کئی مجرے کر چکا ہوں ابھی تک ایک ٹکہ نہیں ملا آپ بھی
دو چار اشعار سنئیے یہ کہہ کر سیارہ نے بایاں کھینچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ
بتا بتا کر گانا شروع کیے نظم

آمد بہار داد بہ گلشن ندائے عشق ۔ بلبل ہزار نالہ بہ آواز دلنوائے عشق
نشو و نما جو سبزہ ام از خاک بر دمد ۔ یا بم اگر ترشح آب و ہوائے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ زخم طبیب چیست ۔ درمان درد را نکند جز دوائے عشق
خواہی بہ صبر خود کن و خواہی بہ آب چشم ۔ جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
در بے ستون بحسرت دیدار جان سپرد ۔ فرہاد نامراد تو از نالہ ہائے عشق
مجنون از آن بدیدن لیلی ز ہوش رفت ۔ کاید صدائے ورد زبانگ درائے عشق
کشتی اگر شکست ندارم بیم و غم ۔ بر سر ملازم است مرا ناخدائے عشق
یاران و بزم و بادہ و ہنگام عافیت ۔ مخفی و درد و محنت بے انتہائے عشق

سیارہ نے ایسی تانیں ماریں کہ اسلم جادو خوش ہو گیا تعریفیں کرنے لگا سیارہ نے کہا کہ
بیٹھ جائیے میں آپ کو گانا سناؤں اسلم بیٹھا سیارہ نے اور چند شعر گا کر جام لبریز کیا اسلم کے
سامنے کیا اس رنگ سے شعر گائے کہ اسلم نے جام لے لیا اور بے خوف انجام پیا پیتے ہی
بدحواس ہوا گھبرا کر اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا بیہوش ہوتے ہی سیارہ نے زباں میں
سوزن دی اسلم کو ستون سے باندھا ہوشیار کر کے کہا قاسم و زلفین کو ہوشیار کر اسلم نے

اشارون سے سحر اُتارا دونون ہوشیار ہوے زلفین نے کہا کہ ای اسلم تو خوب جانتا ہی کہ طلسم اب ٹوٹیگا جمشید ثانی مارا جائیگا قاتل جمشید ثانی طلسم توڑتا ہوا آتا ہی ای اسلم اطاعت انکی کرو ورنہ اب ہمارے قبضے مین ہو اگر نہ مانوگے تو ہم تمکو قتل کرین گے قاسم نے سمجھایا کہ ای اسلم آج تک ہم لوگون نے جس مقام کا قصد کیا اُسکو فتح کرلیا اب ہم لوگون نے ارادہ کیا ہی چار طرف سے صاحبان اقبال آتے ہین اور ایک طرف سے صاحبقران کوشش کررہے ہین مہوت کارگزار کہ جو مالک جزیرہ گوہر بار تھا اُسنے بھی اب اطاعت کی بصدق دل مطیع صاحبقران ہوا ہی اس طرح جو قاسم و زلفین نے اسلم کو سمجھایا تو زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اسلم نے اشارہ کیا کہ زبان سے میری سوزن نکالیے مین اطاعت اسلام کرتا ہون زلفین نے زبان سے اسلم کی سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی اسلم قدمون پر قاسم کے گرا عرض کی کہ مین ہمیشہ کے لیے مطیع ہوا زلفین نے عرض کی کہ مین بھی ساتھ رہون اور اسلم بھی ہمراہ رہین اسلم نے قاسم سے عرض کی کہ طرف قصر جمشید کے ابھی نہ جائیے قصر ہفت رنگ ایسا قصر ہی کہ جس مین جانا بہت دشوار ہی ایسا نہ ہو کہ آپ جاکر کسی بلا مین مبتلا ہو جائیے زلفین نے کہا کہ مین بھی یہی عرض کرتی ہون کہ اتنا تامل کیجیے کہ طلسم کشا کو لوح مل جاے امید ہو کہ طلسم فتح ہوگا جبتک مرحلہ جات نہ ٹوٹین گے تبتک کچھ نہ ہوگا جمشید بڑے بڑے فتور کریگا اُسکا سحر آفت ہی قاسم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم لوگ مدد پروردگار کے خواہان ہین اگر مین لوح پاگیا تو فورًا جمشید ثانی کو قتل کرونگا اسلم جادو قاسم سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ غلام اب جاتا ہی اپنی فوج لاوے اور اسباب سحر جمع کرکے لے آوے زلفین نے کہا کہ ای اسلم جلد آنا یہ سُنکر اسلم اُسیوقت قاسم سے رخصت ہوا اول قصر ہفت رنگ مین آیا جمشید کو سجدہ کیا دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہی مشیر و وزیر جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ لوح کی حفاظت کرو اکثر ساحرون کو روانہ کیا کہ جاؤ اور لوح کی حفاظت کرو چند ساحر روانہ ہوے مگر اسلم گھبرایا ہوا ہی چاہتا ہی کہ اسباب سحر جمع کرلون اور خدمت مین آقا کی پہونچون جمشید نے جو اسکو بدحواس دیکھا پوچھا ای اسلم جادو آج صبح سے کہان گیا تھا کس فکر مین ہی اسلم کے مُنھ سے نکلا کہ ہر اسے سیر گیا تھا اس فکر مین ہون

کہ کسی مسلمان کو گرفتار کر لون کیون یا خداوند یہ کیسی تقدیر کی کہ جسدن سے بادشاہ اسلام آئے
طلسم مین آئے ہزارہا جادوگر نامی وگرامی مارے گئے کوئی مسلمان آج تک قتل نہین ہوا مین
چاہتا ہون کہ کسی کو گرفتار کر لاؤن جمشید نے کہا کہ ذرا کتاب سوانحات تو اُٹھا لو چند باب
منسوخ کرون اول ٹوٹنا طلسم کا موقوف ہے لوح طلسمی نہ ملے مسلمان آپس مین لڑین ایک
کا ایک دشمن ہو جائے طلسم سے ہاتھ اُٹھائین سب مسلمان نکل جائین اسلم جا کر کتاب اُٹھا کے
لایا ہاتھ مین جمشید کے دی جمشید نے جو کھولا پہلے ہی یہ مضمون نکلا کہ ہر وزچہار شنبہ اسلم جادو
خدمتگار خداوند مطیع اسلام ہوگا جمشید نے ہاتھ اسلم کا تھام لیا کہا ای اسلم صاف بتاؤ
کہ تم پر کیا معرکہ گذرا اسلم نے عرض کی کہ مین تو کہہ چکا کہ ہیرا سے گرفتار ہی مسلمانان جاتا ہون
کسی پسر حمزہ کو گرفتار کرکے لاتا ہون جمشید نے کہا کہ مین یہ نہین پوچھتا مین یہ دریافت کرتا ہون
کہ تو آج صبح سے کہان گیا تھا اسلم نے عرض کی کہ صحرا مین پھر کر چلا آیا کسی کا لشکر نہین ملا مگر
ایک گاؤن مین جو پہونچا تو گنوارون نے نشان بتایا کہ برابر کوہ مقتنا طیس کے لشکر قائم
فروکش ہے وہان جاؤنگا اور گرفتار کرکے قاسم کو لاؤنگا جمشید نے اور عبارت پڑھی سحر
سے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ اسلم مطیع اسلام ہو گیا ہر چند اسلم نے عذر کیا مگر جمشید
نے نہ مانا زبان مین سوزن دے کر چند ساحرون کو حکم دیا کہ یہانسے بارہ کوس پر ایک
قلعہ ہی کہ قلعۂ آفتاب نما اُسکا نام ہی آفتاب جادو وہانکی حاکم ہی اسلم کی قید اُس کے
سپرد کرنا ہر چند اسلم چیخا پیٹا عذر بھی کیا مگر جمشید نے نہ مانا ساحر لیکر اسلم کو چلے قضاے کار
خواجہ عمرو لشکر صاحبقران سے ہیراسے بالا دوی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ بارہ جادوگر
مسلح و مکمل ایک ساحر کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتے ہین خواجہ عمرو نے آکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک سر موم کا بنایا سر اصلی پر اُس سر کو قائم کیا کئی ہاتھ شانون پر آراستہ
کیے ایک نخل پر چڑھے جب قید اسلم زیر نخل پہونچی تب خواجہ نخل سے کود پڑے اور پکار کر
آواز دی کہ منم ملک الموت قدرت خداوند جمشید ثانی ساحرون نے جو عمرو کو دیکھا سب
جھک کر سلام کرنے لگے پوچھا ای ملک الموت کسکی فکر مین نکلے ہو عمرو نے کہا کہ تم سب کی
روح قبض کرنے کا حکم ہی خداوند جمشید نے فرمایا ہی کہ سب کی روح قبض کرکے اسلم کو

رہا کردو اگر مین اسکے خلاف کرونگا تو خود سزا پاؤنگا یہ سنکر سب کانپنے لگے مشہور جادوگر سب کا
افسر تھا قدمون پر گر پڑا کہا اے ملک الموت ہم کو اتنی مہلت دو کہ والدین سے مل لیوین گھر کا
کچھ بند و بست کر دین عمرو نے کہا کہ حکم خداوند مین دم زدن ہو آئی منہ کھول کر بیٹھو مین تمہاری
روح قبض کرون یا اور بھی فرشتے میرے ساتھ ہین کچھ رشوت دو تو سو پچاس برس کی مہلت ملے
یہ مضمون سنکر سب جادوگر خوش ہوے اپنے پاس سے روپیہ نکال کر رکھا سو پچاس روپے
جمع ہو گئے عمرو نے کہا اس مین کیا ہونا ہے ٹکہ ٹکہ بانٹ لین گے ہمسے نہین ہو سکتا تم سب
منہ کھول کر بیٹھو ہم روح قبض کرین پھر یکدمی نکالی اور کہا دیکھو یہ آلہ روح قبض کرنے کا
ہے جادوگرون نے بخوف جان کپڑے چاندی کے ہاتھ سے اتار سے زنجیرین کرسے کھولین عمرو
نے ایک سیب نکالا اور اسکے بارہ ٹکڑے کیے کہا ایک ایک پھانک سب مل کر کھاؤ سو سو
برس کی عمر بڑھ جائیگی اسلم جادو دیکھ رہا ہے مگر دل مین کہتا ہے کہ یہ کون شخص ہے کہ جس کو
مارنے جلانے کا اختیار ہے سیب کی پھانکین سب نے خوشی خوشی کھائین پھانکین کھا کر سب
جادوگر بیہوش ہوے عمرو نے سب کو قتل کیا کپڑے بھی سب کے اتار لیے اسلم سے پوچھا
کہ کیون اے برادر تم کس جرم پر قید ہوے صاف صاف بتاؤ اسلم رونے لگا کہا ہم مین و
مددگار مین تھے قاسم کی اطاعت کی جمشید کو معلوم ہو گیا اُسنے مجکو قید کر کے طرف قلعۂ
آفتاب نما کے روانہ کیا تھا تم نے مہربانی فرمائی عمرو نے زبان سے سوزن نکالی اسلم کو
رہا کر کے حکم دیا کہ پاس قاسم کے جاؤ اسلم وہان سے رہائی پاکر اپنے باغ مین آیا دو ہزار
جادوگر وہان موجود تھے اُن کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہی آرزو ہے کہ خدمت مین قاسم کی پہونچون
اسلم تو اس طرف سے جاتا ہے مگر جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے ہنسا
مشیرون وزیرون نے پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہے جمشید نے کہا ساربان زادے نے عجب فقرہ
کیا بارہ جادوگرون کو قتل کر ڈالا اب میان اسلم خدمت قاسم مین روانہ ہوے ہین کوئی ایسا
ہے کہ قاسم کو جاکر گرفتار کر لاے زلفین و قاسم باغ مین بیٹھے ہین جام چل رہا ہے ہنگامۂ عیش
و نشاط گرم ہے قاسم نے باتون مین زلفین سے مذہب کا سوال کیا زلفین نے اطاعت اختیار
کی مگر جمشید ثانی نے جو آواز دی دیلم گرمحو اپنے دنگل سے اٹھا کہا یا خداوند مجکو حکم ہو تو مین

جاؤن اور قاسم کو گرفتار کر لاؤن جمشید نے حکم دیا دلیم جادو اُڑتا ہوا چلا اُس وقت پہونچا
کہ قاسم و زلفین مسند سے اُٹھے ہین روشون پر کھڑے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ ارے
او شوخ دیدہ و گیسو بریدہ تیرے لیے سرکار خداوند سے حکم ہوا ہی کہ گرفتار کرکے لاؤ زلفین نے
سر اُٹھایا دلیم کو دیکھ کر نعرہ کیا کہ او بیحیا مین کیا تیرے خداوند کی کنیز ہون جو تجھسے ہو سکے
اُس مین قصور نہ کر دلیم تڑپ کر گرا اس طرح کا سحر کیا کہ زلفین پریشان و خاموش ہو کر کھڑی
ہو گئی دلیم نے زلفین کو اُٹھا لیا اور کہا کہ او جوان اسکو قید کر آؤن تو آتا ہون تجھے بھی
لیجاؤنگا دونون کے سر خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا قاسم تڑپ کر رہگئے مگر دلیم روانہ ہوا
سیارہ نے عرض کی کہ غلام جاتا ہی جاکر ابھی خبر لاتا ہی یہ کہکر سیارہ چلا قاسم سے کہا کہ آپ
تشریف نہ لائیے گا مین جاکر تدبیر کرتا ہون مگر دلیم زلفین کو لیے ہوے قلعے مین آیا ایک گوشے
مین زلفین کو بٹھا دیا خود بالاے قلعہ ٹہل رہا ہی ارادہ ہی کہ براے گرفتاری قاسم جاؤن
کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہی دلیم نے پکار کر پوچھا کہ کیون او ساحر
کیا خبر ہی سیارہ نے پکار کر کہا کہ مین خبر لے کر آیا ہون قریب پہونچون تو عرض کرون یہ کہتا ہوا
بالاے قلعہ آیا پوچھا آپ نے ملکہ کو کیا کیا دلیم نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھی ہی اسقدر بیقرار ہی کہ
رو رہی ہی اپنے حال زار پر افسوس کر رہی ہی ہرکارے نے عرض کی کہ وہانسے عیار دعویٰ کرکے چلا ہی
کہ زلفین کو چھڑا لاؤنگا دلیم نے کہا مجال ہی کہ پرندہ یہان پر مار سکے اور درندہ کی تو کیا قیمت
ہی کہ میرے قلعے تک آسکے یا زبان ہلا سکے ہرکارے نے عرض کی کہ مین ذرا جاکر اُس سے
باتین کرون دیکھون تو کیا کہتی ہی دلیم نے ہنسکر کہا کہ بہت اچھا ہی اسکو راضی کرو تو مین خداوند
سے اسکی خطا معاف کرا دون ہرکارہ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون خوشخبری سناؤن کہ دلیم کو
قبول کرو تو قید سے رہائی ملے دلیم نے کہا کہ خوب محبت سے سمجھانا مین قید اسکی نہ لیجاؤنگا بلکہ
مرتبہ اسکا بڑھاؤنگا یقین ہی کہ بہت خوش ہوگی ہرکارہ دلیم سے حکم لیکر قریب زلفین آیا
ساحرون سے کہا کہ ہٹ جاؤ مین ملکہ سے کچھ باتین کرونگا جب نگہبان ہٹ گئے تو ہرکارے
نے کہا کہ اے ملکہ عالم غلام کو اپنے پہچانا مَین سیارہ بن عمرو ہون سوزن نکالتا ہون البیانہ ہو کہ
پھر تم پر کوئی افتاد پڑے زلفین نے کہا کہ اے سیارہ مین تڑپ کر نکل جاؤنگی اس بچانے کے

روکے سے نہ رکونگی سیارہ نے سوزن زبان سے نکالی آپ تو کود کر ایک جانب بھاگا زلفین جو کرگی چیند دانے ماش کے پھینکے کئی سو ساحر جل گئے ویلم نے پکار کر آواز دی کہ ہان یارو اسکو گرفتار کرلو اگر نکل جائیگی تو بڑا فتور برپا کریگی تماک ریز جادو کہ منتظم کل لشکر ہو کل فوج کو لیکر اُٹھا سب نے مل کر سحر کیے زلفین زمین پر آئی لڑتی بھڑتی چلی تماک ریز جادو سے سامنا ہوا اسنے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم اب کیا ارادہ ہو مین آپ کی خدمت کو حاضر ہون زلفین نے گولہ مارا تماک ریز نے کاٹا سحر کو دفع کر کے ایک دو پتھر زمین پر مارا ایسی گرد اُڑی کہ زلفین خاموش ہوگئی تماک ریز نے زلفین کو گرفتار کیا اور لیکر بھاگا پہلوے کوہ مین آیا ایک تختۂ سنگ پر بٹھادیا اور کہا کہ کیون ای زلفین اس وقت کی خبر نہ تھی اگر وصل دیلم کا قبول کرو تو صورت رہائی کی ہو زلفین نے کچھ جواب نہ دیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے دعائین مانگ رہی ہو عرض کر رہی ہو کہ ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اس آفت سے بچالے نظم

چرا نہ بندہ کند بر جبین عنایت ناز ۔ کہ حق قبول کند تا ز جبلہ را بہ نیاز
نوشت کاتب قدرت بخامۂ اعجاز ۔ جدید صورت و شکل جدید تازہ طراز
ز نور حسن بہر دیدہ میرسد جلوہ ۔ ز سوز عشق بہر گوش میرسد آواز
خبر ز وحدت حق بے خبر نمیدارد ۔ کہ ہست واقف این رمز نکتہ دان رماز
بہ بند بندگی حق نباشد آن بندہ ۔ کہ مبتلاے ہوا باشد و مقید آز
غریب و عاجز و مسکین بندۂ خاکی ۔ بدار و جبر کند بر کہ ام عزت ناز
ببلک ہند از پیا نظم فارسی ہندی ۔ نمود تازہ سخن را چو بلبل شیراز

تماک ریز چاہتا ہو کہ زلفین کو قتل کرون خنجر لیے ہوے ڈرا رہا ہو کہہ رہا ہو کہ ای زلفین وصل دیلم قبول کرو ورنہ تم کو قتل کرونگا خیال تو کرو کہ تم نے مسلمان سے میل کیا اور دیلم کے وصل پر قدرت بھی تم سے خوش ہونگے اور تمھاری خطا معاف کرین گے زلفین جواب دیتی ہو کہ جو کیا وہ کیا اُن کا قاتل بھی آتا ہی اگر ہم نہ ہونگے تو کیا ہوگا جو تیرے مزاج مین آے وہ کر مین دیلم کو نہ قبول کرونگی اسی وجہ مین مین جان دونگی تماک ریز نے خنجر کھینچا کہ زلفین کو قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی کہ او تماک ریز کیا کرتا ہی خبردار خنجر نہ مارنا مجھکو پیغام آچکا

کہ زلفین مجھسے راضی ہی یہ انکار ظاہر کا ہی کنیزون سے کہا آئی کہ مین زیر حکم دیلم ہون کسی امر سے
مجکو انکار نہین تمکاس ریز نے پلٹ کر دیکھا کہ دیلم خود دوڑا ہوا آتا ہی جھپٹ کر قریب تمکاس ریز کے
پہونچا کہا ای تمکاس ریز وہ دیکھو ابر تیرہ و تار اُٹھا ہی شاید خداوند آتے ہین جیسے ہی تمکاس ریز
پلٹا سیارہ نے خنجر مارا کہ تمکاس ریز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا زبان سے زلفین کی سوزن
نکالی زلفین تڑپ کر اُٹھی سیارہ کی تعریفین کرنے لگی کہا ای سیارہ کیا کہنا کیا وقت پر پہونچی
یہان دیلم نکل جانے سے زلفین کے کہ رہا ہی کہ تمکاس ریز زلفین کو کہان لے گیا کہ زلفین آکر آسمان
پر پہنچی ماش کے دانے لشکر پر مارے دیلم ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی اپنے ساحرون کو ہر چند بچاتا ہی
مگر جس پر دانہ ماش کا پڑا وہ جل کر رہ گیا کہ صحرا سے گرد اُڑی قاسم بھی آکر پہونچے نعرہ کرکے لشکر پر
گرے نعرہ قاسم سے ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ۰ از زخم تیغ سپر اسپر و نیزہ بہ ماہ ۰ از آب دم
تیغ شستہ زمین ۰ ہمہ باختر شد بہ زیر نگین ۰ اب جو قاسم آکر گرے فوج کو درہم و برہم کر دیا مگر
زلفین آنے سے قاسم کے گھبرا گئی حیران تھی کہ ایسا نہ ہو کہ قاسم کسی کے سحر مین پھنس جائین یہ
سوچ کر تڑپ کر گری قاسم کے گلے مین ایک موتیون کا مالا پہنا دیا اور کہا کہ اب آپ پر کسی کا
سحر تاثیر نہ کریگا لڑتے بھڑتے نکل چلیے قاسم نے جم کر دو حملے کیے اور زلفین کو ساتھ لیا طرف
صحرا کے نکل گئے دیلم نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی ہزار ساحر مارے گئے اور زلفین نکل گئی حیران
حیران دیکھ رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ قاسم زلفین کو نکال لے گئے دیلم نے کہا پھر
سمجھ لونگا پلٹ کر قلعے مین آیا فوج کا انتظام کیا مگر قاسم و زلفین جو چلے تھے اُسی باغ مین آکر
پہونچے کہ جس باغ کو رنگین حصار کہتے ہین رنگین جادو باپ زلفین کا باغ سے الگ ایک
قلعہ ہی اُس مین رہتا ہی ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ دختر آپ کی قاسم پر عاشق ہوئی
ہی دیلم جادو کو حکم خداوندی ملا تھا وہ گرفتار کرکے لے گیا تھا مگر قاسم اُسکو لڑ بھڑ کے
لاے ہین باغ مین بیٹھے ہین رنگین جادو یہ خبر سُن کر بہت جھلایا کہتا تھا کہ قدرت نے یہ کیا
کیا دیلم کو کیون حکم دیا وہ تو ہمیشہ سے میرا دشمن ہی بہت سمجھ لیتا اگر میرے نام حکم آتا تو مین
زلفین کو گرفتار کرکے روانہ کر دیتا قدرت کو تکلیف نہ ہوتی یہ کہ رہا ہی بالاے قلعہ
بیٹھا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ دیلم جادو مع فوج کہین جاتا ہی ہرکارون سے

کہا دریافت تو کرو کہ یہ کہان جاتا ہی ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے کہ بر سر باغ رنگین حصار جاتا
ہی رنگین جادو دس ہزار فوج لیکر قلعے سے نکلا راستہ روک کر کھڑا ہوا اپکار کر آواز دی
کہ ای دیلم آگے نہ بڑھنا ہرچند کہ اُس گیسو بریدہ نے حرکت خلاف کی مگر مین اُسکو سزا دے لونگا
دیلم نے پکار کر کہا کہ ای برادر ناحق برہم ہوتے ہو مجکو قدرت نے حکم دیا ہی رنگین جادو
نے کہا کہ میرے پاس کیون نہ خبر بھیجی مین سمجھ لیتا دیلم مقابلہ رنگین مین اُتر پڑا جانبین مین
طبل جنگی بجے جب دونون لشکرون مین طبل جنگی بج گئے تو تیاریان جنگ کی ہونے لگین ساحر
اپنے اپنے سحر تیار کر رہے ہین مگر ملازمان دیلم سحر درست کر رہے ہین تیر و کمان دوش پر
ڈالتے ہین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ کل لشکر رنگین کو لوٹ لین گے ایک کو زندہ نہ چھوڑین گے
کیا سمجھ کے قلعے سے نکلا ہی ہمارے مالک سے کب مقابلہ کر سکتا ہی دیلم کا وہ سحر ہی کہ زمین کو
ہلا دیگا قلعے مین گھس چلین گے قلعہ بھی لوٹ لین گے جانبین مین یہی ہنگامے ہین کہ چار پہر رات
گذر کر وہ وقت آیا لطف رخ شمع مائل بہ زردی ہوا۔ لباس فلک لاجوردی ہوا۔ مؤذن
اذان سے ہوئے بہرہ مند۔ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند۔ لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان
اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان۔ جب دونون لشکر میدان مین آئے دیلم نے گینڈا نکالا اور
پکار کر آواز دی کہ ای رنگین جادو اب ہم کو ثابت ہوا کہ تمھاری بیٹی نے جو قاسم سے میل کیا
ہی تو تم بھی اس فعل پر راضی ہو اب مقابلے مین آؤ رنگین جادو نے ایک ہزبر آتشین طلب کیا
اُسپر سوار ہو کر مقابلہ دیلم پر آیا آپس مین سحر چلنے لگے آخر دونون لشکر آپس مین مل گئے مقابلہ
ہوئی اگرچہ دیلم لڑتا بھڑتا ہر مرتبہ مقابلہ رنگین مین آتا ہی لیکن ساحر بیچ مین آجاتے ہین مقابلہ
نہین ہوتا دونون کو یہی ہوس ہی کہ کسی طرح مقابلہ ہو دیلم یہ جانتا ہی کہ مین رنگین کو مارونگا
اور رنگین کو یہ خواہش ہی کہ مین دیلم کو قتل کرونگا ہر مرتبہ دو دو سحر چلے اور پھر الگ ہو گئے
ایک مقام پر دیلم لڑ رہا ہی رنگین نے پشت پر سے آکر ہاتھ ہلایا برق تڑپ کر گری کہ خرمن
حیات دیلم کو جلا دیا جب لشکر بے سردار ہوا تو رنگین نے سب کو شکست دی کچھ ساحر قتل
ہوئے اور کچھ بھاگ گئے اور بعض نے اطاعت رنگین کی رنگین نے لاشے پڑے رہنے دیے
بفتح و فیروزی پلٹا قلعے مین آکر بیٹھا مصاحبون سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تم سب کی رائے کیا

راے ہی زلفین کو ایک نامہ لکہون اگر وہ چلی آے تو بہتر ہی سب نے کہا کہ وہ عشق مین قاسم کے
مبہوت ہو رہی ہین مناسب یہ ہی کہ چل کر گہیر لیجیے جب دباؤ پڑیگا تو ضرور اطاعت کرینگی اور
اگر نامہ لکہیے گا تو آپ کا قول ضایع ہوگا لشکر لیکر چلیے لشکر باغ کو گہیر لیگا آپ تنہا بیٹی کے پاس
جائیے گا اور سمجہائیے گا کیا تعجب ہی کہ آپ کی اطاعت کرین جب رنگین جادو نے مصاحبون
سے یہ سُنا فوج کو آراستہ کیا مگر پہلے نامہ بر کو بہی نامہ دیکر روانہ کیا اور اُس سے کہا کہ ای نامہ بر زبانی
بہی کہنا کہ باپ نے تمہارے دیلم کو قتل کیا اب مجہسے خوف نہ کرو میرے پاس چلی آؤ نامہ دار ادہر
چلا رنگین جادو نے لشکر تیار کیا اور تخت پر سوار ہوا ایہان زلفین جادو نہایت خوش اور
محظوظ ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ دیلم ہاتہ سے رنگین کے مارا گیا اب رنگین لشکر لیکر آتا
ہی زلفین نے قاسم سے کہا کہ آپ تو مخفی ہو جائین مین طریقے سے جنگ کرونگی قاسم نے کہا کہ
ای ملکۂ عالم مردی سے یہ بعید ہی کہ ہم تو کنارے بیٹہین اور تم ہر اسے مقابلہ جاؤ قاسم نے نہ
قبول کیا تلوار ٹیک کر اُٹہے چاہتے تہے باہر جاوین کہ آسمان سے ایک ساحر اُترا اُسنے آکر نامہ
زلفین کے ہاتہ مین دیا نامے کو پڑہا مضمون سے آگاہ ہوکر زلفین نے نامہ دار کو جواب دیا
کہ ہمارے والد نامدار سے کہدینا کہ بہتر اسی مین ہی کہ قاسم کی شرکت کیجیے کتاب سوانحات
کو ملاحظہ فرمائیے کہ خود قدرت صاف صاف لکہ چکے ہین کہ فلان سنہ مین زوال عملداری
قدرت ہی اور مین یہ ہرگز نہ مانونگی جو اُسنے ہو سکے وہ کرین نامہ دار نے دیر تک ملکہ
کو سمجہایا کہ ملکہ باپ سے سرکشی نہ کرو تمہاری حفاظت کے واسطے دیلم کو مارا زلفین نے کہا کہ
او نامہ دار زیادہ زبان درازی نہ کر جا کر جواب دے دے اگر ہماری موت اُن کے ہاتہ سے
ہی تو کیا چارہ اور اگر موت نہین ہی تو کون ہم کو قتل کر سکتا ہی نامہ دار پلٹ گیا قاسم گہوڑے
پر سوار ہوے زلفین دریاے سحر مین غوطہ مار کر مع کنیزون کے باغ سے نکلی صفین جما کے
کہڑی ہوئی کہ صحرا سے گرد اُڑی رنگین جادو آگے آگے پشت پر دس ہزار فوج آیا دور سے دیکہا
کہ قاسم مرکب پر سوار ہین زلفین جادو مع چند کنیزون کے سینہ سپر کیے ہوے کہڑی ہوئی ہی چاہتا تہا کہ
کہ جنگ شروع ہو تو سحر کرون قاسم قبضے پر ہاتہ ڈالے کہڑے ہین کہ زلفین نے باپ کے سامنے
موتیون کا مالا گلے سے اُتارا گلے مین قاسم کے پہنا دیا اور کہا ای شہریار کسی کا سحر آپ پر اثر

نکو ہنگا رنگین نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم نے دیکھا کہ اس گیسو بریدہ نے وہ مالا گلے مین قاسم کے پہنا دیا کہ سامری بنا کر ہمارے خاندان کے سپرد کر گئے تھے کہ جب اسکو گلے مین ڈالو تو کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا مگر چہار جانب سے گھیر کر ان دونو نکو گرفتار کر لو چہار طرف سے فوج لینا لینا کہکر چلی قاسم مرکب بڑھا کر آ پڑے پلارک افراسیابی سے قتل کرنے لگے زلفین نے وہ سحر کیا کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جل کر خاک ہوا تھوڑے عرصے مین لشکر رنگین نصف رہگیا کنیزون نے وہ سحر کیے کہ ہزارون قتل ہوے مگر قاسم لڑتے بھڑتے سامنے رنگین کے پہونچے رنگین نے کئی سحر کیے قاسم پر آگ برسائی مگر کوئی شعلہ انکے قریب نہین آیا یہ مرکب اڑاتے ہوے سامنے رنگین کے آے رنگین نے جو قریب دیکھا ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے پلارک پر روکا اور الجھا دے سے ہاتھ نکال کر تلوار لگائی برق تڑپ کر گری کہ رنگین کا سر زخمی ہوا قاسم نے چاہا سر کاٹ لون رنگین نے گھوڑا پھیکایا اہل فوج بیچ مین آپڑے کئی سو جوان ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے رنگین آخرکار شکست کھا کر بھاگا زلفین نے ایک کنیز کو نامہ دیکر بھیجا کہا جا کر باوا جان کو سمجھا نا کہ بہتر اسی مین ہے کہ ہماری شرکت کیجیے جو ساحر کہ جمشید کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا اور جو شریک مسلمانان ہوگا وہ عہدۂ جلیل پائیگا اگر مناسب ہو تو چلے آئیے بصدق دل اطاعت کیجیے کنیز کو روانہ کیا کنیز نامے کو چلی یہان رنگین جو شکست خوردہ آیا قلعے مین بیٹھا ہے مگر افسوس کر رہا ہے کہ یارو مین نے شکست کھائی بیٹی کے ہاتھ سے یہ ذلت اٹھائی اب کیا تدبیر کرون مصاحب کہ رہے ہین کہ بجز لشکر کشی کیجیے ایکے مرتبہ جان دینگے مگر قدم نہ ہٹائینگے اُن کو بھی معلوم ہووے کہ جنگ کرنے والے ایسے ہوتے ہین یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ عرض ہوئی گلبدن نامے ایک کنیز ملکہ کی بھیجی ہوئی آئی ہے رنگین نے کنیز کو سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر ساتھ والون سے کہا کہ یارو بڑی شرم کی بات ہے کہ بیٹی سمجھاتی ہے مین اُسکا کہا قبول نہ کرونگا اُسکو گرفتار کر کے لاؤنگا تب اُسکو اختیار ہے اگر اطاعت قبول کی تو فبہا ورنہ اُسے قتل کرونگا سب نے کہا سرکار کو اختیار ہے اُسنے کنیز سے کہا کہ کہدینا اے نور نظر جو تمنے کیا وہ بہت خوب کیا مین تمہاری اطاعت نہ کرونگا کنیز روانہ ہوگئی مگر رنگین جادو تمام

دن سوچا کیا شام کو اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ زلفین کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ قاسم مسند پر بیٹھے ہین کنیزین وغیرہ پشت پر بیٹھی ہین ایک کنیز گلرنگ نامے یہ اشعار بیٹھی گا رہی ہی نظم

دلے کہ بہر حسینان عدوے ما گردد — چسان بہر دم بیگانہ آشنا گردد
بہر دیار کہ گرد بلا بر انگیزد — مرا امید کہ امید توتیا گردد
مکن تکبر دولت منازبر حشمت — کہ از ادا سے مخالف غنی گدا گردد
ز داغ درد جدائی دل فلک سوزد — دران زمان کہ دلے از دلی جدا گردد
من و محبت و در سر ہواے سودایش — کہ سایہ اش بسرم سایۂ ہما گردد

قاسم نے موتیون کا مالا اُتار کر رکھدیا ہی زلفین تو غافل بیٹھی ہی کہ آسمان سے نعرے کی آواز آئی کہ منم رنگین جادو زلفین حیران ہو کر رہگئی قاسم کے پاؤن زمین نے تھام لیے سپاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ رنگین آسمان سے اُترا آکر بیٹھی کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ اُڑون کہ پہلو سے آواز آئی ہان ہان صاحب ذرا ٹھہر جاؤ میری بھی سُن لو خبردار پر پروا نہ پیدا نہ کرنا ورنہ بہت خلاف گذریگا یہ کہکر جست کرکے قریب آیا رنگین نے دیکھا ایک کنیز نوجوان ہنستی ہوئی آتی ہو کہتی ہوئی کہ ساحری کی عنایت خداوند جمشید ثانی ہر مقام پر مدد کرتے ہین اسوقت میرے ہوش و حواس مطلق درست نہین ہین ای رنگین مجکو بچا لے عیار نے آکر مجکو حیران کیا مگر مین نے اپنے کو بچایا تم میرے ساتھ چلو تو مین عیار کو گرفتار کرا دون رنگین ہنستا ہوا ہمراہ ہوا راہ مین کنیز نے کہا کہ ای رنگین جادو جب وہ عیار نگوڑا مجکو ملا تو ہنس ہنس کے باتین کرنے لگا مین نے انکار کیا تب اُسنے پنجہ مارا نشانہ میرا زخمی ہوا اب مین دل مین سوچی کہ چل کر رنگین جادو سے اطلاع کرون مین نے تم سے آکر فریاد کی ہی چلو بتادون تم اُسے گرفتار کر لو ایسا نہ ہو وہ بھاگ جاے رنگین کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کے قریب آکر کنیز نے کہا صاحب دیکھو وہ سامنے بیٹھا ہوا زنانے کپڑے پہن رہا ہی رنگین نے کہا کہ مین نے نہین دیکھا کنیز نے ہنسکر کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو تم سحر کرو زمین اُس کے پاؤن تھام لے گی پھر تم کو دکھا دون گے نگوڑے کو گرفتار کرکے قتل کرین پنجہ مارنے کا بدلہ لیتے ثابت ہو کہ انجام کیا ہوا رنگین نے گولہ کمر سے نکالا اسم سحر پڑھ کے پھینکا کنیز نے جلدی کمند

کے گلے مین ڈالدے جھٹکا مارا اور حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر محفل مین لایا قاسم اپنے مقام پر بیٹھے ہین زلفین جادو خاموش ہے سحر فراموش ہے سیارہ نے رنگین کو ایک تخلخل سے باندھا ہوشیار کیا کہا کیون ای رنگین قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تم کو گرفتار کرادیا اب بہتر یہی ہے کہ اطاعت اسلام کرو ورنہ اب نہ چھوٹو گے ابھی قتل کرونگا رنگین سوچا کہ بیٹی نے سچ کہا تھا کہ زمانہ انقلاب آگیا خداوند چولا تبدیل کرنے کو ہے انھین کی اطاعت کرو تو جان بچیگی ورنہ نہین معلوم فلک کیا رنگ دکھاے گا اپنا کیا ہوا آگے آئیگا اشارہ کیا کہ مین اطاعت کرتا ہون سیارہ نے اُسکو کھولا زبان سے سوزن نکالی رنگین قدمون پر قاسم کے گرا اطاعت اسلام قبول کی بیٹی سے کہا کہ اب قلعے مین چلو یہان رہنا کیا ضرور ہے بیٹی اور قاسم کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا سامان دعوت مہیّا کیا دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین ناچ گانا ہو رہا ہے ایک نازنین خوش آواز بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ بتا کر گا رہی ہے نظم

در دلم تا کی خیال خام دنیا بگذرد ۞ بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد
بگذرد ہر گہ خیال عافیت در خاطرم ۞ شعلۂ آہ دلم از سقف مینا بگذرد ۞
او محبت میفزاید در سر بازار عشق ۞ بر سر عاشق ز رسوائی چو غوغا بگذرد
شب بشود ہر روز بر امید فردا روز من ۞ حیف این عمرے کہ بر امید فردا بگذرد
بعد ازین مخفی من و پاس دل فارغ ز غم ۞ تا بکی عمر گرامی در تمنا بگذرد ۞

قاسم خوش بیٹھے ہین زلفین پہلو مین رنگین جادو تخت پر بیٹھا ہے کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا محفل کو دیکھکر بیٹھا گا رنگین نے گھبرا کر کہا کہ ای زلفین تمنے دیکھا یہ طائر واسطے خبر کے یہان آیا تھا زلفین نے کہا کہ سمجھا جائیگا مگر وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے جمشید ثانی کے پہونچا کچھ زمزمہ سرائی کی جمشید نے کہا لو غضب ہوا رنگین جادو بھی مطیع ہوا سب ساحر نمک حرامی اپنی ظاہر کر رہے ہین مگر جسدن بگڑونگا سب کو قتل کر ڈالونگا یہ کہکر حکم دیا کہ کوئی ساحر ہین ایسا جاے کہ زلفین و رنگین و قاسم کو گرفتار کرکے لاے حسام جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ابھی سبکو لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا اگرچہ پچاس ہزار فوج لیکر چلا یہان

رات بھر جلسہ رہا صبح کو سب سو گئے حسام آکر گرا فوج زنگین کو قتل کرنے لگا غل پڑ گیا ہوا قاسم اپنے مقام سے اُٹھے مرکب پر سوار ہوئے فوج سے لڑنے لگے مگر زلفین جو گھبرا کر اُٹھی دیکھا کہ موتیون کا مالا کھونٹی پر لٹکا ہی گھبرا کر کہا کہ ای شہریار آپ غضب کرتے ہین یہ تحفہ نایاب جسکو دستیاب ہو وہ اُسکی قدر نہ کرے جوش جرأت مین جا پڑے آکر باپ کو اُٹھایا زنگین جادو سحر کرتا ہوا نکلا زلفین نے دیکھا قاسم مجمع مین لڑ رہے ہین حسام نے سحر کیا گھوڑا چلتے چلتے رُکا ہاتھ بھی رُک گیا حسام نے دور سے دیکھا کہ قاسم لڑتے لڑتے رُک گئے زلفین جھپٹ کر بلند ہوئی اُترتے اُترتے مالا پھینکا یا قاسم کے گلے مین جو مالا آیا جوش جرأت زیادہ ہوا حسام نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا سمجھا تھا کہ میرے سحر مین مبتلا ہین قاسم نے تلوار کو تلوار سپر روکا الجھاو سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا تلوار چپک کر گری سپر کو کاٹ کر سر حسام زخمی کیا حسام نے پکار کر آواز دی کہ یارو ما بدولت زخمدار ہوئے تم سب مل کر اس جوان پر ٹوٹ پڑو گرفتار کر لو فوج نے بلوہ کیا ہر چند کہ قاسم شیرانہ لڑ رہے ہین مگر پچاس ہزار ساحرون نے بلوہ کیا ہی کس کس کو قتل کرین زلفین نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم گھرے ہوئے ہین مگر رستمانہ لڑ رہے ہین کئی سو لاشہ گرد مرکب کے پڑا ہی قاسم کس دھوم سے لڑ رہے ہین بقول شاعر فرد ترک خنجر دا گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین۔ اجی مین کہتی ہو ای زلفین جرأت ان لوگون پر ختم ہی کس دھوم سے لڑ رہے ہین وہ علمدار فوج کو مارا مگر فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی ہر طرف سے ساحر سمٹ کر آ گئے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ ای رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر نظم

ہر کہ کرد از مال دنیا احتراز ٭ بر رخش باب سعادت گشت باز
آدمی دارد بدنیاے دنی ٭ عمر خود کوتاہ و امید دراز
صاف دارند از کدورت آئنہ ٭ بندگان نیک سیرت پاک باز
زندگانی کُن بسر ای زندہ دل ٭ روز و شب در طاعت و عجز و نیاز
بندہ شو ای مالک ملک و منال ٭ سر بنہ در سجدہ ای گردن فراز

بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز بزرگ بے بدل

از پردۂ بیابان گرد ے برخاست زلفین دیکھنے لگی سمجھی کہ حسام کا کوئی معین اور آیا سامنے آکے
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر گھوڑے پر سوار بارہ ہزار ساحران غدار لشیت
پر بڑے کرو فر سے آتا ہی قاسم کو جو لڑتے ہوے دیکھا فوج سے اشارہ کیا کہ ان دشمنون کو
مارلو آقاے نامدار لڑ رہے ہین یہ کہکر اپنا گھوڑا بڑھایا نعرہ کیا کہ منم اسلم جادو ایک طرف
سے آکر حمہ کر جو سحر کیا آگ برسنے لگی حسام نے چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن ایک طرف سے زلفین
نے آگ برسادی ہی اور ایک طرف سے قاسم لڑ رہے ہین ایک طرف سے اسلم نے وہ
سحر کیا کہ کچھ طائر پیدا ہوے سر دن پر چرخ مارنے لگے کچھ شیران صحرا کچھ نہنگان دریا
پیدا ہوے اُنھون نے ساحرون کو کھا لیا چیر چیر کر پھینک دیا مگر اسلم لڑتا بھڑتا قریب
قاسم کے آیا آکے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس
کئی دن سے آپ کو تلاش کر رہا تھا شکر ہی کہ خیر و عافیت سے آپ کو پایا یہ ساحر کون ہی
جو آپ سے جنگ کر رہا ہی قاسم نے یہ سب حال بیان کیا اسلم جادو نے جو زلفین و رنگین
کو دیکھا کہا ای شہریار یہ ساحران زبردست آپ کو ملے ہین اب مین جاکر حسام کو مارون کہ
آپ کو مہلت ملے یہ کہہ کے جھپٹا سامنے حسام کے پہونچا سحر کرکے اُس کو ہٹایا اُدھر سے حسام
آتا تھا اِدھر سے قاسم پہونچے حسام نے جو قاسم کو دیکھا سحر کرنے لگا جب سحر کی تاثیر کچھ
نہ ہوئی تب اپنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے خالی دے کر جواب مین ہاتھ تیغے کا مارا تیغہ جو
تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کرتا جگرگاہ پہونچا حسام کے مرتے ہی فوج والے بھاگ گئے لاشہ حسام کا
اُٹھالے گئے دامن صحرا کو مثل دامن باد رجان کر درہ ہاے کوہ مین مخفی ہوے قاسم بفتح و
فیروزی پلٹے زلفین نے جو اسلم جادو کو ہمراہ دیکھا بڑھ کر پوچھا کہ ای شہریار یہ تو
اسلم جادو ہی یہ تو اس طریقے سے آیا کہ مین نے اسکو نہ پہچانا خوب وقت پر آیا قاسم نے کہا یہ دل
سے مطیع ہو چکا ہی زلفین نے کہا اب فوج مقتول آپ کو ممکن ہوئی اب کوچ فرمائیے اور طرف
قصر ہفت رنگ کے چلیے یقین ہی کہ لڑائی پڑے اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ کسی سے مقابلہ
پڑا اپنی جان سے عاجز ہوگا قاسم سب لشکر کو لیکر قلعے مین آے رنگین نے بڑی دھوم سے اسلم
کی دعوت کی جلسہ آراستہ ہوا تین دن لشکر اس مقام پر رہا تین دن کے بعد قاسم نے ان سب کو

ساتھ لیکر کوچ کیا باقی لشکر جو اور مقام پر تھا اُسکو بھی ساتھ لیا بشوکت تمام طرف قمر ہفت رنگ کے چلے کہ پہونچنا ان کا گزارش ہوگا قاسم نے اپنے لشکر کا یہ انتظام کیا ہی کہ تخت پر رنگین جادو کو سوار کیا ہی اور سپہ سالار اسلم جادو کو قرار دیا ہی اس شوکت و حشمت سے جاتے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام کہ بشوکت تمام طرف جزیرۂ بلاخیز کے جاتے ہین پہونچنا ان کا تا بہ جزیرۂ مذکور اور حالات راہ وغیرہ و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا وساقی نامہ تو تصنیف مصنف

پلا ساقیا اپنے خم سے وہ جام
کہ جاتی ہی بلبل بھی گلزار مین
کہ سب رند میخوار آباد ہون
کہ ہو میکدہ مین خوشی کا سمان
کہ آمد ہی ساقیِ میخوار کی
مری طبع کو صاف یہ کھل گیا
خوشی کا ہر اک سمت سامان ہی
صدائین خوشی کی نکلنے لگین
کیا غنچون نے بھی آکر ہجوم
ہر اک غنچۂ گل کی شوکت ہوئی
غرض رنگ محفل دگرگون ہوا

کہ ظاہر ہو میخوار پر یہ تمام
ہم میکدہ مین ہی اک شور و شر
یہین مرد و مسرور و دلشاد ہون
کسی سمت میخوارون کا ہی ہجوم
خوشی جا کے بلبل نے اظہار کی
کہ ساقی کی آمد ہی با صد خوشی
مگر زلف دشمن پریشان ہی
ہوا شور لو آگیا ساقیا
ہوئی میکدہ مین مبارک کی دھوم
ترانے یہ بلبل کے ظاہر ہوے
کہ ہی وقت تحریر عشرت فزا

کہ ساقی کی آمد ہی دربار مین
کہ ساقی کو ہوئے نہ غم کی خبر
کسی سمت ہی ابر گوہر فشان
کہ ہی میکدہ مین خوشی کی یہ دھوم
گلونکو خوشی کا ہی سامان ملا
کہ میخوار ملتے ہین آکر سبھی
ہوائین فرح خیز چلنے لگین
ہر اک رند میخوار بھی خوش ہوا
نہال گلستان کو فرحت ہوئی
کہ گلچین و صیاد حاضر ہوے

چہرہ گلچینان ذوجہ تحریر و تقریر و باغبانان گلستان جنت نظیر اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین مصنف مرصع نگار فصاحت ادا چنین مینگارد زرکلک وفا تحریر ہوتا ہی کہ بادشاہ با لشکر کثیر و جم غفیر زندان دیرگاہ سے رہائی پاکر طرف جزیرۂ بلاخیز کے جاتے ہین لشکر ساحران وغیر ساحران ہمراہ ہی بشوکت تمام صحراے رشک بہار مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا صحرا ہی ہر گوشے مین یہ ثابت ہوتا ہی کہ درخت سبز و شاداب ہین نہرین جا بجا لاجواب ہین طائران زمزمہ سرا بخوش الحانی

صحرا مین اُتر رہے ہین آہوان صحرائی گوشون سے نکل نکل کر جنگل مین جست وخیز کرتے پھرتے ہین ایک طرف کچھار ہی شیران فیلدر دھاڑو کے لگا رہے ہین کچھ پڑے سو رہے ہین پھولون کا زیر شجر انبار نکہت طور کی بہار طائرون کی زمزمون مین پکار صاف ثابت ہوتا ہی کہ مے خوار ٹہل رہے ہین کسی جانب نخل ہاے موزون سنبل پیچان مثل زلف مہوشان کسی جانب نرگس شہلا مثل دیدۂ مہ لقایان چمن مین مصروف ہی کسی جانب عشق پیچان کہ جسکا حال نہان و عیان ظاہر ہی کہ پیچ وخم اسکا رنگ زلف مہوشان مٹاتا ہی کبھی بلبلون کی زبان پر یہ ترانہ آتا ہی نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پاے عندلیب ٭ چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آے عندلیب
سامنے آنکھون کے گلچین نے اُجاڑا آشیان ٭ کس طرح غم سے نہ سر پر خاک اُڑاے عندلیب
سیر کرنے کو اگر جاے ہمارا نازنین ٭ توڑ کر گل صحن گلشن مین بچھاے عندلیب
قہر سے کر دے تباہ صیاد کو آجاے رحم ٭ داستان غم اگر دم بھر سُناے عندلیب
فصل گل آئی ہی مجھکو اے ستمگر چھوڑ دے ٭ رو رہی صیاد سے یہ التجاے عندلیب
دیکھ لے یہ قد جو بوٹا سا ترا او شمع رو ٭ بنکے پروانہ تری محفل مین آے عندلیب
صحن گلشن مین وہ رشک گل ہی محو خواب ناز ٭ کوئی یہ کہدے نہ اتنا غل مچاے عندلیب
روضۂ شبیر بھی سطوت ہی اک باغ بہشت ٭ نالہ ہر زائر کا ہی گویا صداے عندلیب

بادشاہ چھجاہ نے جو وہ صحراے جنت نشان دیکھا شگفتہ ہوگئے فرمایا کہ اے فیروزہ آج لشکر اسی مقام پر اُترے کیونکہ آج کئی دن کے بعد یہ صحراے پُر فضا ملا ہی یقین ہی کہ فرحت تازہ ملے سردارون کو فیروزہ نے روکا لشکر اُترنے لگا ایک طرف بارگاہ بادشاہ چھجاہ استادہ ہوئی بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے تاجداران عالی نژاد و سرداران والا نہاد گرد آکر بیٹھے ایک طرف میثاق کوہ گردان و خوش خوار بلند بالا وغیرہ ایک سمت شاہزادیان کہ سحر و ساحری مین بے نظیر ہین مثل ملکہ لالہ زار و ملکہ دریا نوش و قمر عذار وغیرہ و ملکہ بحرین کہ جو منظور نظر میثاق ہی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین گلچینی جمال بادشاہ چھجاہ کر رہے ہین مگر اس صحرا کی حاکم و ناظم ملکہ گلنوش نرگسی چشم دربار جمشید مین حاضر ہی کہ بیٹھے بیٹھے جمشید ثانی کو ملکہ یاسمن اور عنبر افشان یاد آئین کہا کیون صاحبو ہم نے یاسمن و عنبر افشان کو قید کیا اے گلنوش تم

جاکر سمجھاؤ گلنوش اُٹھی کمرے مین آکر دونون کو سمجھانے لگی دونون مبہوت ہو رہی ہین غصے سے
جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی جمشید سے کہہ کہ اپنی صورت بنوائے ہم سے پیغام نہ کرے گلنوش آکر
جمشید سے کہنے کو تھی کہ آسمان پر برق چمکی چند جادوگرنیان تخت لالہ خونریز حاکم زندان دیرگاہ
دوش پر اُٹھائے ہوئے آئین مگر ملکہ فراق مین بادشاہ کے تڑپ رہی ہی راتین ہجر کی کس مشکل سے
کاٹی ہین سامنے جمشید ثانی کے آئی اس ادا سے سجدہ کیا کہ جمشید بیقرار ہوگیا پوچھا کہ کیون ای
لالہ خونریز اس وقت کس مقام سے آنا ہوا لالہ خونریز نے عرض کی کہ زندان دیرگاہ ٹوٹ گیا
ہر ایک قیدی چھوٹ گیا مین عرض کرنے کو آئی ہون کہ وہ جو طریقہ تھا مثلاً کہ گلنوش نے آکے
خبر دی کہ یاسمن و عنبر افشان انکار کرتی ہین لالہ خونریز نے پوچھا کہ یا خداوند وہ شاہزادیان
کون ہین گلنوش نے کہا کہ عاشق جمال بادشاہ جمجاہ خداوند اُن کو گرفتار کر لائے ہین چاہتے
ہین کہ اپنے قبضے مین کرین وصل حاصل ہو لالہ خونریز کا یہ حال سُن کر دل کانپ گیا کہ خود مبتلائے
فراق ہی بادشاہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی کہا یا خداوند میرے ہمراہ اُن کو کر دیجیے مین اُنکو
سمجھا کر راضی کر دونگی اور تیور جو جمشید کے دیکھے کہ مجکو دیکھ کر بیقرار ہو رہا ہی اشارے سے
کہا کہ مین بھی حاضر ہونگی اور اُن کو بھی سمجھا کر لاؤنگی جمشید یہ سُنکر خوش ہوگیا کہا ای گلنوش اُن
دونون شاہزادیون کو اور لالہ خونریز کو اپنے کوہ پر لیجاؤ لالہ خونریز اقرار کرتی ہی کہ مین اُن کو
سمجھا کر حاضر خدمت ما بدولت کر دونگی تم بھی شرکت کرنا شاید وہ راہ پر آوین گلنوش نے
ایک تخت تیار کیا لالہ خونریز تخت پر سوار ہوئی دونون قفس بھی برابر رکھے بیے اشارے سے کہا
کہ لو انہ گھبرانا مین تمھاری اعانت کرونگی بادشاہ سے ملاؤنگی مگر میرا بھی خیال رہے دونون
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم جان و دل سے حاضر ہین کئی مہینے سے قید مین تڑپ رہے ہین دیدار
شاہ سے محروم ہین گلنوش تخت اُڑاتی ہوئی چلی جب گلنوش جا چکی تو چند طائر سامنے جمشید
کے آئے کچھ زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے برہم ہو کر کہا کہ لو غضب ہوا جس صحرا مین گلنوش
گئی ہین اُسی صحرا مین لشکر بادشاہ فروکش ہی کوئی جائے اور جاکر گلنوش سے کہے کہ اُس
صحرا سے چلی آؤ ایسا نہ ہو گلنوش بھی مبہوت ہو جائے جمال بادشاہ نمونہ سحر ہی چند کنیزین
چلین کہ جاکر گلنوش کو خبر کرین مگر گلنوش لالہ خونریز وغیرہ کو لیے ہوئے بر سر کوہ پہونچی دیکھا کہ

صحرا مین روشنی ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر سعد بن قباد فروکش ہی فرش بچھوایا لالہ خونریز آ کر بیٹھین دونون قفس سامنے رکھ لیے سمجھانے لگین سمجھاتے سمجھاتے دونون کی زبانون سے سوزن نکالی دونون تڑپ کر اٹھین سحر کرنے لگین ہنگامۂ جنگ گرم ہوا گلنوش بدحواس ہی کہ یہ کیسا ہنگامہ ہوا قضائے کار سعد شہریار بارگاہ مین اپنی بیٹھے تھے کہ دیکھا بالائے کوہ ہنگامہ ہوا شعلے بھڑکنے لگے آگ برس رہی ہی میثاق سے فرمایا ای میثاق ذرا خبر تو لو کہ بالائے کوہ یہ کیسا ہنگامہ ہی سب کے پہلے فیروزہ بن عمرو چلا بالائے کوہ پہونچا دیکھا کہ یاسمن اور عنبر افشان بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین چاہتی ہین کہ لالہ خونریز کو بھی لے اڑین مگر گلنوش بڑھنے نہین دیتی فیروزہ کو یاد آیا کہ یہ وہی شاہزادیان ہین کہ جنکو جمشید گرفتار کرکے لے گیا تھا فیروزہ وہانسے اترا خدمت شاہ مین آیا شاہ فورًا سوار ہوے میثاق کوہ گردان اسوقت پہونچا کہ آسمان سے دیکھا کہ یاسمن و عنبر افشان گھری ہوئی ہین گلنوش سحر کر رہی ہی لالہ خونریز سحر و ساحری سے ناواقف چہرہ اداس بحر عالم یاس ہی دعائین مانگ رہی ہی کہ ای مالک بے رحم اپنا شریک کر مجکو اس بلا سے نجات دے دیدار فرحت آثار بادشاہ اسلام دکھادے نظم

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست ‎‏ ‏ انتہا را انتہا غیر از تو نیست
دوستان ہنگام مطلب دوست اند ‎‏ ‏ صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست
وقت حاجت بندۂ محتاج را ‎‏ ‏ مالک و حاجت روا غیر از تو نیست
نیست جز تو رافع درد جگر ‎‏ ‏ چارہ ساز لادوا غیر از تو نیست
از کہ جویند مدعا اہل سوال ‎‏ ‏ صاحب جود و سخا غیر از تو نیست
در زمان حاکم بجز تو نیست کس ‎‏ ‏ در جہان فرمان روا غیر از تو نیست
خالق و رزاق و رب العالمین ‎‏ ‏ در خدائی ای خدا غیر از تو نیست
نیست غیر از تو بہ غربت آشنا ‎‏ ‏ دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست
ہست ہندی عاجز و زار و نزار ‎‏ ‏ بر کمال فضل تو امیدوار

اس بیقراری مین دعائین کر رہی تھی کہ نعرۂ سعد شہریار کی آواز آئی لالہ خونریز نے چشم اٹھا کر دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے آتے ہین کھڑی ہوگئی بیتابی و بیقراری جو حد سے زیادہ

چشم

بڑھی دور سے بلائیں لینے لگی مگر میثاق ہو چلا تھا اس وقت پہونچا کہ دونون شاہزادیان گھری
ہوئی ہین مگر ان پر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا ابتک لڑ بھڑکر نکل جاتین مگر چونکہ لالہ خونریز کا خیال
ہے کہ اگر ہم نکل گئے تو اس شاہزادی کے واسطے باعث خرابی ہے اگر سحر و ساحری جانتی ہوتی تو
لڑ بھڑکر نکل جاتی میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ آگ برسنے لگی مگر گلنوش نے جو نعرہ شاہ
کی صدا سنی اور لالہ خونریز نے گھبرا کر کہا کہ لو تمھارے مطلوب آگئے گلنوش نے سر اٹھا کر
دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال صف شکن تیغزن جری و بہادر صفون کو درہم برہم کرتا ہوا
آتا ہے اور ہو مقابلے مین پہونچا جلد شمشیر آبدار ہوا گلنوش نے بنگاہ غور چہرہ بے نظیر کو
دیکھا جی مین کہتی ہے کہ یاسمن و عنبر افشان کی بیقراری جاسے تھی ایسے آفتاب عالمتاب سے
کیونکر روگردانی کرین ای گلنوش انصاف شرط ہے مگر میثاق دو چار گولے پھینک کر قریب
عنبر افشان آیا کہا لڑتی بھڑتی نکل چلو عنبر افشان نے کہا کہ ای میثاق عجب مشکل کا مقام
ہے لالہ خونریز کہ مہتمم زندان و بیرگاہ کی تھین آخر وہ شہید ہو مٹا یا گیا اور یہ کوشش خونریز
ہم لوگون نے رہائی پائی چونکہ وہ سحر نہین جانتی ہین تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان کو دشمنون مین چھوڑ دین
کنیزان گلنوش بلوہ کر رہی ہین ہم کو یہی خوف ہے کہ ایسا نہ ہو انپر کوئی زوال آجائے انھین
کی مہربانی سے ہم نے رہائی پائی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے سرداران بادشاہ سپاہ لڑتے بھڑتے
پہاڑ پر چڑھ آئے میثاق نے لالہ خونریز کو بیچ مین دبا یا گلنوش نے ہر چند چاہا کہ میثاق کو
روکون مگر میثاق بلائے روزگار ہے ان ایسونکے سحر کو کب مانتا ہے دو گولے ایسے مارے
کہ زمین تھرا گئی گلنوش نے جو مجمع عظیم دیکھا گھبرا گئی اپنی جان کے خوف سے طبل بازگشت
بجوا دیا سرداران نامی نے جو صدائے طبل بازگشت سنی عنبر افشان و یاسمن کو بیچ مین لیا لڑتے
بھڑتے کوہ سے اترے بادشاہ تو اپنی بارگاہ مین آئے عنبر افشان و یاسمن کو جو شاہزادیون
نے دیکھا سب کی سب خوش ہو گئین شاہ نے پوچھا کہ ای عنبر افشان و ای یاسمن اس قید مین
بڑے صدمے اٹھائے دونون نے عرض کی کہ لونڈیان ہر وقت اسی خیال مین تھین کہ شہنشاہ
ہماری مدد کرینگے شکر کرتے ہین کہ آپ ہی کی مدد سے رہائی پائی کہ بادشاہ نے گھبرا کر کہا کیون
ای عنبر افشان لالہ خونریز پر کیا گذری شاہزادیون نے عرض کی کہ میثاق انکو اٹھا کر

لے گیا ہی جب تو ہم لوگ لڑتے بھڑتے نکل آے اُنھین کے سبب سے ہم لوگون نے رہائی پائی جسوقت
کہ میثاق نے اُن کو اُٹھا لیا تو ہم لوگ مطمئن ہوے یہ ذکر تھا کہ میثاق آکر پہونچا لالہ خونریز کو اپنے
ہاتھون پر اُٹھاے ہوے راہ مین جو ملکہ نے کہا کہ مین عاشق جمال شہریار ہون میثاق نے
کمال عزت و آبرو سے لالہ خونریز کو لیا خدمت مین پہونچا یا شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ بارگاہ مین
جا کر بیٹھو اور شاہزادیون کو حکم دیا کہ چند کنیزین براے خدمت ملکہ عالم روانہ کرو کئی کنیزین
کہ ہمراہ ہین براے خدمت گزاری خدمت لالہ خونریز مین آئین ملکہ بہ اطمینان فروکش ہوئین
مگر کنیزون سے کہا کہ جا کر شہریار سے عرض کرو کہ ذرا آپ بھی تشریف لائیے مین مدت سے فراق
دیدہ و ہجران کشیدہ ہون جمال جہان آرا سیر ہو کر دیکھون کنیزون نے جا کر سعد شہریار سے اطلاع
کی سعد شہریار تشریف لاے لالہ خونریز سے حکایت و شکایت ہوئی ملکہ نے بہت شکوہ کیا
کہ اے شہریار آپ نے ہماری خبر بھی نہ لی سعد نے فرمایا اُس روز سے آج تک ایک ساعت کی
مہلت نہین پائی تدبیر فتح طلسم مین مصروف ہون دشمنون کے زور فوجون کا آنا آٹھ پہر لڑائی
رہتی ہی ہمنے ایک لمحہ راحت نہین پائی مگر اکثر تمھارا خیال آتا تھا کئی مرتبہ فیروزہ سے کہا کہ
ملکہ عالم کا پتہ لگاؤ فیروزہ نے کہا کہ مین نے بہت جستجو کی مگر کہین نشان نہین ملا نب مین ناچار
ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی مگر گلنوش جو پلٹی آکر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ کئی ہزار کنیزین قتل ہوئین
مگر نہ پر مژگان بادشاہ دل مین پیوستہ ہین پریشان بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ کیون صاحبو
اب کیا ہوگا میرا تو عجب حال ہی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری ایسا نہ کیجیے شاید قدرت کو خبر ہو جاے
گلنوش نے کہا کہ قدرت کے اختیارات دیکھیے آٹھ پہر خوف کرتے رہتے ہین اگر ایسا نہوتا
کچھ اختیار رکھتے ہوتے تو معشوقون کو اپنی میوے ہمراہ کیون کرتے مگر لالہ خونریز نے خوب ہی
کمال کیا یہ کہکر ایک کنیز کو حکم دیا جا کر دریافت تو کرو کہ ملکہ کیا کر رہی ہین کنیز گئی تھوڑی دیر مین پلٹکر
آئی خبر دی کہ ملکہ لالہ خونریز نے سعد شہریار کو بلوا یا ہی اُنسے حکایت و شکایت ہو رہی ہی
یہ سنکر ملکہ گلنوش اُٹھین کہا مین جاتی ہون عرض کرونگی کہ مجھ کشتۂ تیغ حسرت کا علاج آپ نے
نہ کیا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا قصر مین پھرا تمام کوہ پر گشت کی اور پلٹ گیا گلنوش نے کہا کہ خدا
خیر کرے طائر نے چرخ مار کر ہوش اُڑا دیے مگر وہ طائر اُڑتا ہوا قصر ہفت رنگ مین آیا اور

زمزمہ سرائی کرنے لگا جمشید نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہوا وہ جو مین سمجھا تھا کہ افتاد پڑ گئی وہ ہی ہوا لڑائی بڑی گلنوش کو شکست حاصل ہوئی اب تدبیر یہ ہی ہو کہ مین بھی نکل جاؤن کوئی ایسا ہو کہ جا کر اُسکو روکے اور گرفتار کرکے یہان لاوے یہ جو کہا مشیرون مین سے اسکے ایک پہلوان اُٹھا کہ ساحر بھی بے نظیر ہی اور زور مین بھی زبردست ہی نام اسکا طولاب جبار ہ شکن ہی ہاتھ دست بستہ عرض کی کہ یا خداوندا اگر حکم ہو تو گلنوش کو کشان کشان لاؤن جمشید ثانی نے حکم دیا کہ طولاب جلدی کرنا لشکر بادشاہ زیر کوہ اُترا ہی طولاب نے عرض کی کہ جاتے ہی اُسکو گرفتار کر لاونگا اور لشکر سے بادشاہ کے لیکر آؤنگا ایسے ایسے لاف و گزاف کر کے طولاب روانہ ہوا یہان گلنوش مکدر بیٹھی ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ خدمت مین شاہ کی جاے اور میرا حال عرض کرے چند کنیزین عرض کر رہی ہین کہ واری ہم جائین بادشاہ کو جا کر سمجھا دین یقین ہی کہ خود تشریف لا دین آپ کو بہ اعزاز لیجا دین یہ ذکر تھا کہ طولاب آکر پہونچا پہاڑ پر چڑھ آیا کنیزون سے دریافت کیا کہ ملکہ عالم کہان ہین کنیزون نے عرض کی کہ سامنے جو قصر ہی اُسمین تشریف رکھتی ہین طولاب اندر آیا آتے ہی گلنوش کا ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکہ چلو تم کو خداوند نے بلایا ہی گلنوش کا چہرہ زرد ہو گیا کنیز جو سامنے کھڑی ہوئی تھی اُسکو اشارہ کیا کہ خدمت شاہ مین جا کر حاضر ہو اس معاملے کو بیان کر وہ کنیز بھاگی لیکن طولاب ہاتھ ملکہ کا نہین چھوڑتا دمبدم یہی کہتا ہی کہ بہتر اسی مین ہی کہ چلی چلیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے گلنوش کہتی ہی کہ مین نے خطا کیا کی کہ جو مجھپر یہ بدعت ہی طولاب نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہم کو حکم خداوند ملا ہی کہ گلنوش کو گرفتار کر لاؤ گلنوش نے کہا کہ ہاتھ چھوڑ دو مین درباری کپڑے پہن لون تب تمھارے ساتھ چلون طولاب کہتا ہی مین ہاتھ نہ چھوڑونگا تخت سحر میرے ساتھ ہی اُسپر سوار ہو جب ہاتھ چھوڑونگا سامنے خداوند کے پہونچکر عذر کر لینا اُنکو اختیار ہی جو مناسب جانینگے وہ کرینگے طولاب نہین مانتا مگر کنیز گلنوش خدمت سعد شہریار مین پہونچی بادشاہ لالہ خونریز سے باتین کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اے ملکہ عالم ایک سر ہزار سودے ہین کہ اُس کنیز نے آکر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا تو کون ہی کنیز نے عرض کی کہ مجھکو ملکہ گلنوش نے بھیجا ہی اور آپ کی خدمت مین عرض کی ہی کہ ایک پہلوان

از جانب جمشید ثانی میری گرفتاری کو آیا ہی مجکو اسکی بدعت سے بچائیے یہ سنکر بادشاہ اپنے مقام
سے اٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ مرکب تیار کر و فیروزہ فوراً مرکب لیکر حاضر ہوا بادشاہ سوار ہوے
اکیلے طرف پہاڑ کے چلے میثاق کوہ گردان کو ہرکاروں نے خبر دی کہ بادشاہ اکیلے جاتے ہین
میثاق اپنی بارگاہ سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ
ٹھہرو مین آتا ہون میثاق نے کہا مین نہ مانونگا مین ہمراہ رکاب فیض انتساب رہونگا غلام کی
یہ مجال ہی کہ حضور کو اکیلا جانے دے اس عرصے مین اور شاہزادیان بھی آئین عنبر افشان نے
آکر قدمون کو بوسہ دیا بجبر بت گرد پھرنے لگی عرض کی ہم ساتھ چلین گے بادشاہ مجبور ہوے فرمایا
مین ناچار ہون تم لوگ فرداً فرداً آنا سب سردار الگ ہوے مگر میثاق سب کے آگے چلا
گلنوش عذر کر رہی ہی طولاب ہر مرتبہ ساتھ والون سے کہتا ہی کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ
گلنوش کہتی ہی کہ ای طولاب ناحق مجکو قدرت ذلیل کرتے ہین مین باغی نہین ہون قدرت
سے بغاوت کرکے کہان جاؤنگی جیسا حکم دو وہ بجا لاؤن کہ میثاق آکر سہو بچا برابر طولاب کے
بیٹھ گیا کہا ای طولاب ہاتھ گلنوش کا چھوڑ دو زبانی کلام کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ ذہن مین
نہ سمجھو کہ ہمین کو سحر آتا ہی اور بھی کسی نے سحر سیکھا ہی طولاب شرماگیا ہاتھ چھوڑ دیا کہا ای میثاق تمسے
یہ امید نہ تھی کہ تمسے ایسے کلام کرو گے میثاق نے کہا کہ ہم غلام بادشاہ جمجاہ ہین ممکن نہین کہ
تم ان کو بہانے سے لیجاؤ ہم نہ جانے دین گے یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای
ملکہ عالم بادشاہ آگئے گلنوش کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا کہ بادشاہ پردہ اٹھا کر اندر آئے قریب
طولاب کے آکر کہا کہ ای طولاب تم کس وجہ سے آئے ہو طولاب نے کہا کہ حکم خداوند ہی
کہ ملکہ گلنوش کو گرفتار کر لاؤ مین اسکے خلاف نہ کرونگا میثاق ٹہلتا ہوا قریب طولاب کے
آیا گلنوش سے اشارہ کیا کہ اٹھ آؤ ایک بات سن لو گلنوش اٹھی طولاب نے کہا کہ ای ملکہ
کہان چلین بادشاہ نے طولاب کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرمایا ای طولاب ہم کورو کو عورت
پر کیا دست انداز ہوتے ہو یہ بات مردی سے بعید ہی طولاب نے جھلا کر کہا کہ ای بادشاہ
جمجاہ آپ مجکو کیا سمجھے ہین اگر بگڑ جاؤنگا تو سنبھالنا مشکل ہوگا بادشاہ نے فرمایا آپ بگڑ جائیے
ہم سنبھال لین گے طولاب اپنے مقام سے ہٹا بادشاہ سے زور کرنے لگا بادشاہ نے کمر مین

ہاتھ ڈالا آپس مین کشتی ہونے لگی طولاب ہرچند چاہتا ہی کہ بزور قوت بادشاہ کو پکڑلاؤن مگر
پنجہ قابض نہین ہوتا بادشاہ کئی مرتبہ طولاب کو پکڑلاے مگر جیت کرنے کا ارادہ نہین کیا گردن
پر ہاتھ رکھکے دو تین ہتّھے ایسے مارے کہ طولاب اپنی جان سے بیزار ہوگیا بمشکل نکلا دو چار
مرتبہ بادشاہ جو طولاب کو پکڑلاے میثاق وغیرہ کھڑے ہین طولاب نے بدحواس ہوکے
کہا کہ ای شہریار ٹھہر جائیے مین باہر سے ہوکر آتا ہون ذرا ہوا کھا آؤن بادشاہ نے چھوڑ دیا
طولاب باہر نکلا دیکھا لشکر سے بادشاہ کے سرداروں کا تانتا بندھا ہوا ہی طولاب گھبرایا
افسران فوج سے کہا کہ اگر ہوسکے تو پہاڑ پر تم بلوہ کرو صرف بادشاہ کو بلوہ کرکے گرفتار کرلو باقی
مین سب سے سمجھ لونگا بادشاہ کے لشکر مین دو ساحر زبردست ہین تو تنخوار و میثاق ان کو
ہم ملکر گرفتار کرلونگا اور سب کو بجرأت زیر کرونگا یہ سنکر فوج نے بلوہ کیا بادشاہ نے جو لڑنا
فرمایا کہ ای میثاق دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہی میثاق نے باہر آکر دیکھا کہ طولاب نے بلوہ
کرادیا ہی پہاڑ پر سرداران نامی سے تلوار چل رہی ہی میثاق آکر پہونچا اور آواز دی کہ
ای طولاب یہ تم نے کیا حرکت کی کہ فقرے سے باہر آئے اور یہان آکر بلوہ کرادیا معلوم ہوتا
ہی کہ تم اپنی جان مفت دوگے طولاب نے میثاق کو للکارا کہ او میثاق تجکو ہمارے فعل
مین کیا دخل ہی ہم کو جو قدرت نے حکم دیا ہی وہ بجالاوینگے جس طرح ہوسکیگا کرو کوشش
کرینگے کیا تو مجکو صرف پہلوان جانتا ہی مین پہلوان بھی ہون اور سحر و ساحری مین بھی بعدیل و
بے نظیر ہون میثاق نے کہا کہ کوئی سحر کرو ہم بھی ذرا عجائب و غرائب دیکھین جس کام کو تم آئے
وہ کام تو تمھارا نہ نکلا گلنوش کو نہ لے جا سکے اب گلنوش بخدمت شاہ حاضر ہی اگر خود جمشید
بھی اپنے مقام سے آئے تو اُسپر قابض نہو طولاب نے میثاق پر گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹا
اور ایک دو پتھر زمین پر مارے دیا نہ مین تھرائی ایک آواز آئی کہ ای میثاق مین حاضر ہون
میثاق نے جواب دیا یہ تمھارا ہی کام ہی انھین شعبدون مین نام ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
اور ایک آواز معقول آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جبکہ رسوا ہوئے انکا سبھی بات مین کیا	ای صنم لطف تہ پردے کی ملاقات مین کیا
یار نے وعدۂ فردائے قیامت تو کیا	شک ہی ای نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بتخانے کو جاتا ہی کوئی کعبے کو ٭٭ پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر ٭ بوسہ یا گالی ملیگی تری خیرات مین کیا ٭

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف ٭ ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

پڑھ کے خط اور بھی مایوس ہوے وصل سے ہم ٭ یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو مل جاے تو پوچھون اُس سے ٭ تو نے کیفیت اُٹھائی ہی خرابات مین کیا

اُس نازنین نے آکر طولاب کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب باغ فرح افزا مین چلو وہان کے گل بوٹے تمھارے مشتاق ہین ذرا تمکو بھی تو معلوم ہو کہ مین کیا تکلیف اُٹھا کر آئی سُنا کہ طولاب بگڑا ہوا ہی مین نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو دشمنون سے جنگ ہو جاے تو باعثِ خرابی ہی عاشق کو سب طرح مشکل ہی طولاب اُس نازنین کے ساتھ روانہ ہوا میثاق نے آکر گلنوش سے کہا کہ ملکہ تم کوہ سے ہمراہ شہریار اُتر چلو بعد تھوڑی دیر کے وہ پلٹیگا اب جو آئیگا تو اور رنگ مین ہوگا ملکہ گلنوش نے اُسی وقت کنیزون کو ساتھ لیا اسباب وغیرہ بار کرا کے ہمراہ بادشاہ کے کوہ سے اُتر آئی لشکر مین بادشاہ کے بعیش و فرحت رہنے لگی مگر وہ نازنین طولاب کو ساتھ لے کر صحرا مین آئی کہا آگے جاؤ دروازہ باغ فرح افزا کا ملیگا وہان ٹھہرو مین بھی آتی ہون یہ کہکے وہ نازنین رخصت ہوئی طولاب حیران و پریشان و سرگردان اُس صحرا سے نکلا سامنے سے دروازہ باغ کا دکھائی دیا چاہا کہ باغ مین جاؤن دروازہ باغ کا بند ہو گیا طولاب دروازے پر کھڑا ہوا سر ٹکرا رہا ہی اور دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تم کہان چلی گئین دروازہ باغ کا کھولو تو مین باغ مین داخل ہون کہ ایک طائر زقفلین مارتا ہوا آیا گرد سر طولاب چرخ مارا اور چلا گیا طولاب کو ہوش آیا حیران تھا کہ مین یہان کیون کر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر اِسکا شدت تشنگی سے بیقرار و پریشان و حیران آکر پہونچا طولاب نے لشکر کو ساتھ لیا بغیظ و غضب تمام پلٹا بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ طولاب با فوج گران مقابلے مین آکر اُترا پہاڑ کو ویران پایا خبر سُنی کہ ملکہ گلنوش داخل لشکر بادشاہ ہین ایک نامہ لکھا کہ ای بادشاہ جمجاہ مین گلنوش کو لینے آیا تھا گلنوش آپ کے لشکر مین چلی آئین اُن کو روانہ کر دیجیے ورنہ قیامت برپا کرونگا بادشاہ نے ایلچی کو جواب دیا کہ جا کر اپنے مالک سے

دیکھو کہ جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو طولاب نے جو یہ خبر سُنی طبل جنگی بجوا دیا تیاریاں ہونے لگین چار پہر
رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ظلمِ یکایک ہوا دان سحر کا ظہور ہوا اُڑا آشیانے سے طاؤس نور وہ طاؤس
مشرق کا تھا بادشاہ بہت کر مخوار روشن نگاہ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا نشان آگے
آگے خطِ صبح کا کیا دبدبہ خلق پر آشکار کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے بادشاہ کے ساتھ ساحرون کا جماو ہی شاہزادیان طاؤسان زرین بال پرسوار
گلنوش سب کے ساتھ ساتھ ہی کبھی رکاب بادشاہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہی مگر میثاق کو وہ گردان سبکے
آگے بڑھا ہوا کل لشکر کا انتظام کرتا ہوا آتا ہی اُدھر سے طولاب آکر پہونچا کھینٹا میدان مین کالا
پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور آکر مقابلہ کرے میثاق
گھوڑے کو بڑھا کر خدمت شاہ مین آیا عرض کی غلام کو رخصت ملے کہ جا کر اس مغرور کو سمجھا دون
ایکے ایسے کے ساتھ کرون کہ اپنی جان دے مین جانتا تھا کہ یہ پلٹ کر نہ آئیگا مگر جمشید کو معلوم ہوا
اُسنے طائر سحر کو روانہ کیا اُسنے جا کر سحر اُتار دیا تب یہ یہانتک سحر آیا میثاق یہ کہہ کر مقابلہ طولاب
مین پہونچا طولاب نے دیکھتے ہی گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹ دیا جو سحر طولاب نے کیا میثاق
نے اُسکو بہ آسانی دفع کر دیا مگر طولاب نے جب پانچ چار سحر کیے تو میثاق نے طرف صحرا کے
دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ ای نگہبان ظلمات جلد آؤ اس مغرور سے آکر مقابلہ کرو یہ جو پکار کر
میثاق نے کہا دیکھا جنگل سے ایک زنگی قوی تن و قوی من سلاح جسم پر آراستہ اکڑتا ہوا
آتا ہی آتے ہی پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم کیا حکم ہوتا ہی میثاق نے پکار کر آواز دی تمکو
تکلیف دی ہی کہ طولاب سے مقابلہ کرو مگر خوب سمجھ کر لڑنا یہ ساحر مغرور ہی عقل و فراست سے
بہت دور ہی کسی فن مین کمی نہ کرنا زنگی نے عرض کی اس طور سے مقابلہ کرون کہ اُسکو یہی گمان ہو
کہ پہلوان سے لڑ رہا ہون یہ کہکر وہ زنگی ٹہلتا ہوا سامنے طولاب کے آیا پکار کر آواز دی کہ
او نامرد فرد بیار انچہ داری زمردی نشان کمان کیانی و گرز گران طولاب نے نیزہ مارا
زنگی نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی زنگی لطف سے لڑ رہا ہی
بعد تھوڑی دیر کے زنگی نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ طولاب کا توڑ کر پھینکا طولاب نے
دیکھا کہ نیزہ ٹوٹا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے سپر پر لیا تھا

اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا طولاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹا سر پر گرا جگر گاہ تک تلوار پہونچی صندوق سینہ کھل گیا طولاب گینڈے سے گرا مگر صندوق سینہ سے ایک طائر نکلا اُڑتا ہوا طرف جمشید کے چلا میثاق میدان کارزار مین جھوم رہا تھا کہ پکار کر آواز دی ای جمشید پرستان اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آے بھائی طولاب کا بیتاب جادو کہ صف پر کھڑا تھا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران سحر کیجے میثاق نے کہا کہ یہی زنگی تمھارے مقابلے کو کافی ہی بیتاب نے پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیکر زنگی پر کھینچ مارا زنگی کے بدن سے آگ نکلی جل جل کر خاک ہوا باقی خون لیکر میثاق پر پھینکا میثاق نے کچھ اسم سحر پڑھ کر خون کو پلٹایا وہ خون پلٹ کر جسم بیتاب پر پڑا کہ چند آبلے پڑ گئے بیتاب بہت بیقرار ہوا کہ سارے جسم مین ایک آگ لگی ہوئی ہی میثاق نے اشارہ کیا کہ کیون بیتاب اسی سحر پر خاتمہ ہی بیتاب نے کہا کہ ای وزیر اعظم تمنے بڑی نمکحرامی کی کہ قدرت سے جدا ہوکر شریک مسلمانان ہوے اب تم ہی سوچو کہ اگر تم نہ شریک ہوتے تو رتبہ ہاے جلیل ملتے میثاق نے جواب دیا او نابینا آنکھین اپنی کھول کر خیال تو کر کہ جمشید ثانی کنندہ جہنم ہی کونسا فخر اُس مین پایا جاتا ہی اپنے سحر پر اُسکو دعویٰ ہی تم بھی سحر جانتے ہو مین بھی سحر جانتا ہون خدا وہ ہی کہ جسکا کوئی شریک نہین بقول شاعر فرد ہر گیاہے کہ بر زمین روید۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید۔ ای بیتاب مین سب کو ہٹا دون صرف میرے تیرے مقابلہ ہو تو جمشید کو پکارے مین وحدہٗ لاشریک سے عرض کرون دیکھ تو کسکی مراد حاصل ہوتی ہی سب حال کھل جائیگا یہ سن کر طولاب نے ایک کوزہ اگھڑا اُٹھا لیا اُسکو چرخ دیکر طرف میثاق کے پھینکا میثاق نے یارحیم و یاکریم کہکر اُسی گھڑے پر گولہ مارا کہ گھڑا الٹ ٹوٹ گیا گھڑے کے ٹوٹنے سے بیتاب کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا میثاق نے وہ گھڑا توڑ کر آواز دی کہ ای طاؤس ساحری اپنا رنگ دکھا گھڑے کے ٹکڑے جو پڑے تھے اُنکو جنبش ہوئی ایک طاؤس نکلا گرد بیتاب چرخ مار کر اُڑتا ہوا طرف صحرا کے چلا بیتاب نے گھوڑا مہمیز کیا طرف اُس طاؤس کے چلا تیر و کمان ہاتھ مین ہی جستجو مین طاؤس کی جاتا ہی میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای بیتاب اب نہ آنا مگر طاؤس جا کر ایک نخل پر بیٹھا بیتاب نے تیر مارا رادہ

تیر پشت کو طاؤس کی توڑ کر پار گذرا طاؤس زمین پہ گرا جل جل کر خاک ہوا بعد اُس طاؤس کے دوسرا
طائر آکر نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا بیتاب کو بہت ناگوار ہوا پھر تیر ترکش سے نکالا پھر کمان
مین پیوست کر کے اُس طائر کو جو مارا طائر کے گرتے ہی بیتاب نے اُسکو ذبح کیا کباب لگا کے
بیٹھ کر زیر نخل کھانے کباب کھا کر ایک جوش و خروش ہوا طرف صحرا کے چلا اکڑتا ہوا مونچھون پر
تاؤ پھیرتا ہوا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا جیسے ہی قریب پہونچا دروازہ باغ کا
بند ہو گیا بیتاب پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھا دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی وسط باغ مین فرش بچھا
ہی اُسپر ایک مہ جبین دوازدہ سالہ بیٹھی ہی صدہا کنیزین عہدہ ہاتھون مین لیے گرد اُس نازنین کے
بیٹھی ہین مگر بیتاب نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا پسینے پسینے ہو گیا چاہتا ہی کہ جا کر قدمون پر گر پڑے
گرد پھرون دیوار سے اُترا سامنے اُس نازنین کے آیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اُس مہ جبین
نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہی اے شخص کیا چاہتا ہی بیتاب نے کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل
مشتاقان میری جان تم پر جاتی ہی اُس نازنین نے کہا آؤ بیٹھو بیتاب پہلو مین بیٹھا چاہا گلے مین
ہاتھ ڈالدون اُس نازنین نے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ او بیتاب کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی
اول تو کئی شرطین باقی ہین ایک شرط کو بھی اُن مین سے پورا کر تو وصل تیرا اختیار کرون بیتاب
نے کہا کہ آپ شرط بتائیے اگر کہیے تو آسمان سے تارے توڑ لاؤن پلکون سے جاروب کشی کرون
تم کو سر پر بٹھاؤن اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اے بیتاب ہم تو تم سے راضی ہین مگر جمشید ثانی
منع کرتا ہی اگر تم سے ہو سکے تو قصر ہفت رنگ مین جاؤ اور جمشید کا سر لاؤ تو میری تمھاری
شادی ہو جاے بیتاب نے کہا ابھی جا کر اُسکا سر لاتا ہون مگر کیون صاحب وہ کیون منع کرتا
ہی اُس نازنین نے مسکرا کر کہا وہ بھی مجھکو چاہتے ہین اکثر پیغام بھیجا کہ ہم بھی تم پر مرتے ہین مگر تم ایسا
چاہنے والا جب مجھکو ملے تو مین اُس نگوڑے کو کب قبول کرونگی تم ایسا عاشق مجھکو کاہے کو ملیگا
مین ہر وقت خدمت مین رہونگی جفائین تمھاری سہونگی بیتاب بیقرار ہو کر چہار جانب دیکھتا
ہی کبھی پکار اُٹھتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی کیا کیا رنگ دکھاتا ہی کس کس
صورت مین سامنے آتا ہی دل بیقرار ہوا جاتا ہی یہی جی چاہتا ہی کہ خاک پا لیکر توتیاے چشم بناؤن
گرد پھرون تصدق و نثار ہون یہ کہتا ہوا نخل کے سایے سے نکلا ایک طائر حقیر شاخ نخل پر بیٹھا تھا

پکارا اُٹھا کہ ای بادیہ پیمائے یاس و حسرت و ای رہ روی جادۂ اندوہ و مصیبت تم کو مناسب ہے
ہو کہ یہاں کی سیر کر کے قصر ہفت رنگ میں جاؤ اور جا کر جمشید ثانی کا سر کاٹ لاؤ یہ آواز
کان میں بیتاب کے آئی اب تو تیغہ تولتا ہوا دوڑا اینٹھتا ہوا جاتا ہے اور سحر اپنا خوب یاد کر کے
ایک ابر بنایا اور اُس میں ہزارہا تیر و خنجر و سنان ہائے نیزہ و پیکان تیر و گرز وغیرہ انسان
کے ہلاک کرنے والے آلے بھر کر آسمان پر اُڑا دیا اور پکار کر آواز دی کہ وقت کا انتظار رہے
ابر سے جواب میں صدا آئی کہ بہت بہتر میں ہر وقت حاضر ہوں یہ سُنکر اور زیادہ جوش ہوا
طرف قصر ہفت رنگ کے چلا اور یہاں کئی سو شاہان جلیل دربار میں جمشید ثانی کے حاضر
ہیں اور جمشید تخت پر بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے جمشید کہتا ہے کہ بیتاب کی فکر نے بیقرار کیا ہے
اول اُسکے بھائی کی اُلٹ پھیر میں رہا چونکہ وہ مارا گیا اب اسکی فکر دامنگیر ہوئی ہے دیکھیے
کیا رنگ لاتا ہے لیکن ساحر ہوشیار ہے مگر بیثاق بڑا کارگزار ہے سحر مضبوط کرے گا وزرا
چاہتے تھے کہ کچھ جواب میں عرض کریں کہ یکایک لشکر میں ہلڑ ہوا تلوار و تیر و خنجر سبھوں پر
برسنے لگے جسکے سر پر پڑا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے ساحران نامی کا قصہ پاک ہوا کہ
چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ بیتاب جو ہمراہ طولاب کے برائے گرفتاری گلنوش گیا
تھا طولاب تو مارا گیا اب بیتاب بھائی اُسکا مسرور ہو کر آیا ہے کئی سو جادوگر اُس کے
ہاتھ سے مارے گئے اب وہ آپ کے لشکر پر آپڑا ہے اور ایک ابر اُسکے ساتھ ہے اُسمیں سے
تیر و خنجر و تیر و نیزے برستے ہیں جسکے سبب سے بہت سے آدمی ہلاک ہوئے اور تمام لشکر
خداوندی تباہ ہو رہا ہے جمشید نے جھولی سے ایک کاغذ نکالا اُسکو چاک کیا یہاں
بیتاب کے سر پر جو ابر سیاہ تھا وہ غائب ہوا چند روئی کے گالے سیاہ بنے پھر وہ گالے
آسمان سے زمین پر گرے بیتاب بہت گھبرایا پکار پکار کر جمشید ثانی کو گالیاں دینے لگا الفاظ خلاف
شان خداوندی کہے جمشید نے جو یہ آواز سُنی اور اُسنے جو جمشید کو دیکھا تیغہ کھینچ کر دوڑا کہتا تھا
کہ او جمشید کافر ابھی میں تیرا سر کاٹ کر خدمت معشوق میں لیجاؤں جمشید ثانی نے کہا بچہ آؤ تو بیتاب
نے قریب آکر تلوار کا ہاتھ مارا جمشید ثانی نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور اپنے ہاتھ
سے تمانچہ مارا کہ سر بیتاب کا اُڑ گیا اندھیرا ہوا صدائیں مہیب آنے لگیں یہ آواز آئی کشتی مرا

تمام من بیتاب جادو بود جمشید تو خاموش ہو کر بیٹھا لیکن میثاق کوہ گردان کہ خدمت شاہ مین
حاضر ہو وہان جسوقت بیتاب مرا اور رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا میثاق ہنسا
سرداران نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم بے وجہ کس لیے ہنستے ہو کوئی وجہ ہوگی میثاق نے کہا باعث
یہ ہوا کہ بیتاب کو جمشید ثانی نے مارا اور پھر بیتاب کی لاش پر بیتاب ہوتا تھا ڈاڑھین
مار مار کر روتا تھا سب خاموش ہو رہے مگر یہان فوج پر طولاب کے یہ معرکہ گذرا کہ جب
طولاب مارا گیا اور بیتاب اسکا بھائی مسحور ہو کر طرف جنگل کے روانہ ہوا تو افسران
فوج نے طبل بازگشت بجوا دیا اپنی اپنی بارگاہون مین داخل ہوے دونون لشکر جانبین
کے اُترے ہوے ہین جمشید نے بعد مارے جانے بیتاب کے حکم دیا کہ آیا کوئی تم مین سے
ایسا ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے اور خون طولاب و بیتاب کا بدلہ لے شمیم جادو
زمرۂ مصاحبون سے اُٹھا سامنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو مین طلسم کشا
کو گرفتار کرکے لاؤن یہ کہکر شمیم جادو تخت پر سوار ہوا تخت اُڑاتا ہوا باہر نکلا کئی بادشاہ طبل
با فوج قاہرہ آئے ہین اور گرد قصر ہفت رنگ اُترے ہوے ہین طلایہ دے رہے ہین لیکن
کاؤس تاجدار کہ بڑا بہادر شاہ ہے مرکب عربی پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے بازارون کا
انتظام کرتا پھرتا ہے کاؤس تاجدار انتظام کرکے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا اسنے
دیکھا کہ جانب قصر ہفت رنگ سے گرد اُڑی کاؤس نے حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ فوج
ساحران کیون آتی ہے اور کہان جائیگی عیار اس کا طاؤس تیز رو برائے خبر گیا اور
تھوڑی دیر مین واپس آیا اُسنے عرض کی کہ شمیم جادو مصاحب خداوند جمشید ثانی ہے قصر
ہفت رنگ سے برائے گرفتاری طلسم کشا نکلا ہے کاؤس کھڑا دیکھا کیا جب وہ لشکر سامنے
سے گذرا تو سوچا کہ ان کو قتل کرون قدرت نے میرے آنے کو کیا سمجھا کہ اور ساحرون کو
روانہ کیا مجھسے کیون نہ اطلاع کی کہ مین جاکر سب کو ایک آن واحد مین گرفتار کر لاتا یہ سوچکر
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک سیاہ کپڑا نکالا اُس کو سحر کرکے اُڑایا پھر کچھ سحر کیا وہ لکہ ابر بن کر
تیار ہوا ابر دھوان دھار رعد کی گرج برق کی چمک وہ آکر لشکر شمیم پر چھایا اور اُسمین سے
بوندیان پڑنے لگین جسپر قطرہ پڑا وہ مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گیا اسی طرح یہ

ہزارہا جادوگر لشکر شجیم کے مارے گئے جب شجیم نے دیکھا کہ آسمان سے پانی برس رہا ہی اور ایک
ابر تیرہ و تار لشکر پر چھایا ہوا ہی گولہ اُٹھا کر ابر پر مارا کہ ابر کو توڑ کر گولہ پار گذرا پھر گولے نے قصد
کیا تھا کہ تڑپکر گردن کہ ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا گولے کو پکڑ کر لے گیا اور آواز دے گیا کہ دیکھ
سمجھ کر سحر کر سب سحر ہمارے دیکھے ہوے ہین شجیم جادو نے دیکھا کہ گولہ میرا غائب ہو گیا قصد
کیا کہ اور گولہ نکالون کہ یکایک آواز آئی کہ ای حریق آتش اشتیاق فدای غریق بحر فراق
کیون کد و کاوش کرتا ہی سحر تیرا اثر نہ کریگا شجیم رُکا اور یہ آواز سُن کر بہت گھبرایا جھولی سے
ایک پتلی سنہری نکالی اُس سے پوچھا کہ مجھے کون روک رہا ہی پتلی نے کہا مہر طلا بیکا کاؤس نام اِک
کہ بادشاہ جلیل ہی وہ تمہارے لشکر پر سحر کر رہا ہی اُسکو ناگوار گذرا کہ شجیم کیون جاتا ہی خداوند
نے مجکو کیون نہ روانہ کیا شجیم نے اُسی پتلی کو اُٹھایا وہ جاکر ابر مین ڈوبی ابر کے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیے ابر کو توڑ کر شجیم جادو طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ لشکر
بادشاہ جمجاہ آگے بڑھ کر یلغار روا روی کرتا ہوا جاتا ہی مگر ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ مین
قدرت سے کاؤس کی شکایت کرونگا کہ اُسنے مجکو بے وجہ روکا راستے کو طی و پی کرتا ہوا رات ہی
کو قریب لشکر بادشاہ جمجاہ پہونچا افسران لشکر طولاب نے جو اس لشکر کو دیکھا سب کے سب
دوڑے اور آکر شجیم سے ملے اور سب احوال شکست بیان کیا کہ ہمارا افسر مارا گیا اور اُسکا
بھائی بیتاب مسحور ہو کر طرف صحرا کے نکل گیا نہین معلوم اُسپر کیا گذری شجیم نے کہا وہ قدرت
کے ہاتھ سے مارا گیا کلمات ناشائستہ شان مین قدرت کے کہتا تھا اب قدرت نے واسطے
مدد تم لوگون کے مجکو روانہ کیا ہی شجیم نے جو اُن سب کو تسکین دی وہ سب اِسی کے ساتھ ہوے
چاہا کہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑون مگر میثاق کوہ گردان کہ لشکر شاہ کا طلایہ دار ہی اِسنے جو
دیکھا کہ ایک لشکر گران سامنے آکر کھڑا ہوا اور ارادہ یہ رکھتے ہین کہ لشکر پر آپڑین میثاق نے
ہرکارے کو روانہ کیا کہ دیکھو یہ لشکر کسکا ہی ہرکارے نے آکر خبر دی کہ شجیم جادو طرف سے
جمشید کے آیا ہی اور لشکر طولاب نے اُسکا ساتھ دیا اب جمعیت بڑھ گئی اُسکا ارادہ ہی کہ
آپ کے لشکر پر آپڑے میثاق آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شجیم نے فوج کو اشارہ کیا فوج والون
نے پیکا گولے کچھ ماش کے دانے طرف لشکر اسلام کے پھینکے دو چار سی جوان قتل ہوے

کچھ تلوارین گرین کسی کے سحر سے مینھ برسا میثاق نے ہاتھ ہلا دیا کہ آگ برسنا موقوف ہوا اور
بڑھکر للکارا کہ او شخیم جادو میرے مقابلے مین آ کیا چھپ چھپ کر سحر کرتا ہی شخیم گھوڑا بڑھا کے
سامنے میثاق کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای میثاق مین تمھارا حال سُن چکا تمنے نمک حرامی پر
کمر باندھی ہی بہتر یہ ہی کہ ہاتھ باندھ کر میرے سامنے چلے آؤ مین قدرت سے تمھاری خطا معاف
کرا دونگا میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شخیم مین آتا ہون خبردار رہنا میثاق نے
چند دانے ماش کے طرف صحرا کے پھینکے کہ ایک آواز ہیبتناک آئی شخیم نے دیکھا کہ صحرا سے
چند شیر و کرگدن سوار نیزے ہاتھون مین لیے ہوے آتے ہین شخیم نے چاہا کہ ان سبکو فتح کرو
ہرچند گولے مارے اور سحر بھی کیا مگر وہ آنے والے نہ رُکے آکر لشکر شخیم پر گرے لشکر شخیم
قتل ہونے لگا ہمراہیان طولاب نے بڑھ کر کہا کہ ای شہنشاہ ساحران یہ سحر میثاق کا ہی
یون نہ رُکیگا لشکر کو تمھارے تباہ کر دیگا شخیم نے بڑھکر ایک نیزہ دار سے مقابلہ کیا اُسنے
نیزہ مارا شخیم نے نیزہ توڑ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا جیسے ہی تلوار پڑی اُس جوان نے سر آگے
کر دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے شخیم پلٹا کہ دوسرے پر جا پڑون کہ دیکھا وہ ایک جوان
کے دو جوان بن کر تیار ہوے اور فوج سے لڑنے لگے یہان تک تلوار چلی کہ کئی ہزار ساحر
لشکر شخیم کے مارے گئے شخیم نے عاجز ہوکر گھوڑا اپنا بڑھایا اور للکار کر آواز دی کہ ای میثاق
یہ غریب ناحق قتل ہو رہے ہین میرے تمھارے سامنا ہو تو احوال کھلے میثاق نے پکار کر کہا
کہ ای دلفریب شخیم کو آکر لیجا باغ پر بہار کی سیر کرا اسکو بڑا گھمنڈ ہی یہ بھی آگاہ ہو کہ سحر کیا
چیز ہی یہ جو پکار کر کہا صحرا سے ایک آواز آئی شخیم نے کان لگائے تو طریقے سے معلوم ہوا کہ
جیسے کوئی خوش آواز لحبہ خوش الحانی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی دل کو لبھا رہا ہی نظم

گو کہ ہین اور بھی معشوقونکے پیارے انداز　　نہ تمھاری سی ادائین نہ تمھارے انداز
دیکھتے ہو بہت آئینے مین سارے انداز　　تمکو دیوانہ بنادین نہ تمھارے انداز
عکس سے پوچھتے ہین اپنے وہ آئینے مین　　آ گئے تجھ مین کہانسے یہ ہمارے انداز
ایک دل چھینکے یہ سب تیری طرف سے خواہان　　ناز اغماز ادا غمزے اشارے انداز
رات کو زیر فلک بیٹھ کے افشان نہ چنو　　سیکھ جائین گے چمکنے کا ستارے انداز

راز الفت نہ کسی طرح چھپا یارون مین ۔ میری خاموشیون کے آپ پکارے انداز
گر میان اپنی نہ ای برق تجلی دکھلا ۔ یہی پیدا نہ کرین دل کے شرارے انداز
وہی شوخی وہی دل النسنہ شرارت وہی چھیڑ ۔ میرے دل مین کبھی ہین دلبری کے سارے انداز
ناز اُس شوخ کے دشمن بھی اُٹھاتا ہی جلال ۔ اُسنے کمبخت نے سیکھے ہین ہمارے انداز

دیکھا غول کے غول نازنینان مہجبین و مہجبینان مہر تمکین جوڑے بہاری پہنے ہوے گاتی بجاتی آتی ہین شمیم نے جو اُن معشوقون کو دیکھا سب کے آگے بڑھی ہوئی ایک جان نہایت شوخ و شنگ ناز و کرشمے سے معمور مسکراتی ہوئی سامنے شمیم کے آئی اور ہاتھ تھام کر کہا کہ کیون صاحب ہم تو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور تم یہان آکر ٹھہرے ہو آج کل باغ پر بہار ہی وہان چل کر ٹھہرو کہ تم کو ثابت ہو کہ ہمین کس درجہ تم سے عشق ہی شمیم نہال ہو گیا اُس نازنین سے لپٹنے لگا اُس نازنین نے جھلا کر جواب دیا کہ ارے دیوانے مین تو تیرے پاس آئی ہون کیون جلدی کرتا ہی باغ مین چل وہان تنہائی بھی ہی ہم تم موصول ہونگے یہ سُنکر شمیم گرد اُسکے پھرنے لگا کہا مین تو تابعدار ہون جہان کہو وہان چلون اُس نازنین نے کہا چلو یہ کہکر اور شمیم کو ساتھ لیکر چلی جیسے ہی یہ ساتھ ہوا الازمان طولاب نے سامنے آکر کہا کہ ای شمیم اس ظالم کے ساتھ نہ جاؤ اسی نے بیتاب کو بیتاب کیا تھا اسی کی محبت مین وہ قتل ہوا شمیم نے جھڑک دیا کہا صاحب تمھین کیا دخل ہی میرے اشتیاق مین وہ لوگو سون سے آئی اور مین بے اعتدالی کرون تم لوگ ٹھہرو مین ابھی آتا ہون یہ کہکر اُس نازنین کے ساتھ چلا وہ نازنین ناز و غمزہ کرتی ہوئی شمیم کو لے چلی شمیم نے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی اُس نازنین نے کہا صاحب اسے شکار کرو شمیم نے تیر مارا کہ وہ آہو گرا قریب اُسکے آکر آہو کو ذبح کیا کباب لگا چند کباب اس نازنین کو دیے اُسنے کہا تم نوش کرو خاص تمھارے ہی واسطے کہا تھا شمیم نے وہ کباب کھائے کباب کا کھا کر اور زیادہ بیقرار ہوا نازنین نے کہا صاحب گھبراؤ نہین باغ قریب ہی وہ باغ خاص اسی واسطے بنایا ہی کہ ہم تم وہان بیٹھین ہم تم گلچینی گلشن جمال کی کرنا اور مین باغ کا تماشا دیکھونگی تب تمکو کیفیت ملیگی خبردار شہر دار ابید را ۵ مین تھا وہان ٹھہر نہ سکا تا اس صحرا مین سب میرے عزیز رہتے ہین اگر اُن کو خبر ہوگی تو

وہ آکر تمھین آزار پہونچاوینگے شخیم خاموش ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ باغ دکھائی دیا نازنین
نے کہا کہ لو صاحب ناحق کی گھبراہٹ تھی باغ کے قریب آگئے اب تمھین اختیار ہے مین انکار نکرونگی
مگر میرے طالب بہت ہین یہی چاہتے ہین کہ مین تم سے نہ ملون اور مجھے تمپر توجہ ہے کبھی ایسا نہوگا
کہ مین تمھارا ساتھ چھوڑدون یا تمھارے حکم سے انکار کرون یہ کہکر اُس نازنین نے شخیم کا ہاتھ
تھام لیا اور باغ مین داخل ہوئی جیسے ہی یہ دونون باغ مین پہونچے ایک آواز آئی کہ کیون او گیسو بریدہ
و شوخ دیدہ تو پھر اسکو لائی اُس نازنین نے ستر اکر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا کہ میرا طالب آگیا
شخیم نے کہا کہ مین کیا کسی سے باہر ہون کہ گوشۂ باغ سے ایک زنگی سیہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوے
آیا شخیم سے تلوار چلنے لگی وہ نازنین کہتی جاتی ہے کہ او زنگی کیون بدعت کرتا ہے تیرے وقت پر تیرے
پاس آؤنگی تو کیون اسقدر بگڑتا ہے یہ ایسا طالب ہے کہ تیرے سامنے کچھ نہ کہیگا مین اسکو لشکر سے
لائی ہون اسنے بڑا کام کیا کہ آہو کو میرے واسطے شکار کیا اور اُسکے کباب مجکو کھلاے اور
آپ بھی کھاے اب کوئی بات باقی نہین ہے زنگی کہتا جاتا ہے کہ او گیسو بریدہ اسکو سمجھا دون تو تجھے
سمجھونگا ارے یار دکیون تامل کرتے ہو یہ جو کہا گوشۂ باغ سے چند زنگی اور پیدا ہوے شخیم پر
جھکے ایسا اسکو پراگندہ کیا کہ چار طرف سے تلوارین پڑ رہی ہین اور یہ بیچ مین کھڑا ہوا ہر
تلوارین روک رہا ہے کہتا جاتا ہے کہ ای جان جہان دیکھو یہ لوگ ناحق مجکو ذلیل کرتے ہین مین نے
ابھی تک حکم کے خلاف نہین کیا ایک سحر مین ان سب کو قتل کرونگا ایک زنگی نے سر کو بنا کر
کمر پر ہاتھ مارا کہ شخیم کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی شخیم کے اُس زنگی نے اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا
کہا گوشے مین چلو یہان لشکر شخیم حیران و پریشان کھڑا تھا سب کہتے تھے کہ یارو کیا غضب کی بات
ہے کہ وہ ہی نازنین جو آکر بیتاب کو لے گئی تھی وہ ہی شخیم کو بھی لے گئی اب اُن کا زندہ رہنا
دشوار ہے نہین معلوم جا کر کس بلا مین پھنسے ہون ایسا نہو کہ کسی آفت مین مبتلا ہو جاوین کہ کان
مین آواز آئی کشتی مرا نام من شخیم جادو مصاحب خداوند جمشید ثانی بود فوج والون نے جو یہ
آواز سُنی کہا لو صاحبو غضب ہوا شخیم بھی مارا گیا ادھر میثاق نے جو صدا سُنی کہ شخیم کا خاتمہ ہوا
دو چار سحر فوج پر کیے آگ برسائی تلوارین گرائین چند لوگ قتل ہوے آخر کو سب ملکر بھاگے یہ
صلاح ہوئی کہ چلکر خداوند سے اطلاع کرین کہ شخیم بھی مارا گیا کچھ حال نہ کھلا کہ کیونکر قتل ہوا

اتنا تو ہم لوگون نے دیکھا تھا کہ وہ نازنین اُسکو لے گئی اُسی کی ذات سے کچھ فتور برپا ہوا وہ سحر
میثاق کوہ گردان کا تھا وہ بھلا کب کمی کرتا ہی یہ کہتے ہوئے طرف قصر ہفت رنگ کے چلے
یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم شہنشہ جادو پر کیا
گذری سرداران عرض کر رہے ہین کہ خداوندا اگرچہ یہ بہت بڑے ساحر ہین مگر وزیر اعظم خداوند
کا میثاق کوہ گردان بلائے روزگار وشعبدہ باز وسحر ساز ہی کیونکر ہم کہین کہ اُسپر فتح پا دینگے
شرمندہ ہو کر پلٹ آوینگے یہ ذکر تھا کہ شور وفریاد وزاری بلند ہوا جمشید نے کہا دریافت
توکرو یہ کون روتا ہی ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ بلا زبان طولانیہ شہنشہ گریان ونالان
آئے ہین یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ کل افسران فوج آکر قدمون پر گرے جمشید کو سجدہ کیا عرض کی
کہ یا خداوند آپ نے بمقدمہ شہنشہ تقدیر کی تھی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تیری فضا انہین ہی
تجکو ہاتھون ہاتھ بلکہ بکھیجین گے لیکن میثاق نے وہ سحر کیا کہ ایک نازنین پیدا ہوئی شہنشہ
کو لگا کر لے گئی ہم لوگ حیران وپریشان کھڑے رہے کہ میثاق نے آگ برسائی آخر ہم لوگ
تاب نلاسکے فرار بر قرار اختیار کیا خدمت مین آکر پہونچے جمشید یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہا
یارو مقام افسوس ہی کہ کوئی ایسا نہین کہ جاکر میثاق کو ٹوکے اور اُسکو گرفتار کرکے
لاسے وعدہ کرتا ہون کہ فوراً قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ آسمان پر لکہ ابر گلنار نظر آیا اور
ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے یہ اشعار عاشقانہ زبان پر چلے آتے ہین نظم

حکمرانی پر ہوا میل سلیمان بہار ٭ عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے ٭ نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار ٭
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا ٭ نی سواران چمن سے مرد میدان بہار
چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہی ٭ کھینچتے ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار
روشنی ہوسے جو آنکھونمین تو سیر باغ کر ٭ لالہ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار
جان تازہ آتی ہی آتے ہی تیرے باغ مین ٭ جانے سے تیرے نکل سی جاتی ہی جان بہار ٭
نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین ٭ ہی سزاوار خزان آتش نشایان بہار

کچھ کنیزین حسین وجمیل گلدستہ ہائے گل ہاتھ مین لیے ہوسے آسکے آگے ابر کے آتی ہین کہ وہ

ابر قریب آکر پھٹا ایک ضعیفہ جادوگرنی کو دیکھا کہ جھریان چہرے پر پڑی ہوئی ہین سوکے سر لبلبیا
کبر سنی سے گر گئے ہین اوسپر نیل ملا ہوا نیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک جھولی بائین ہاتھ مین ڈالے ہوے
جیسے ہی جمشید نے اسکو دیکھا بے اختیار ہنسنے لگا ساحرہ اونسے کہا کہ قدرت سوچ رہے
تھے کہ کیا تدبیر کرون مگر خود بخود تدبیر ہو گئی ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین آپہونچین ان کے سامنے
میثاق کی کیا حقیقت ہی کہ سحر کرے اسی کے سامنے پیدا ہوا کچھ کچھ اسنے بھی سیکھا پھر جوان
ہوکر ملکون مین گیا اور وہان سے سحر سیکھ کر آیا قدرت نے اپنا وزیر کیا اب اسکو یہ غرور ہی
کہ مجھسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ ظلمانہ جادو وہ ساحرہ ہی کہ خدمت سامری مین رہی
قدرت کو پانی پلاتی تھی روز گنگا جلی لاتی تھی اُسنے سحر اسنے سیکھے ہین سامری اسپر مہربان
تھے ہُوا کہ پھٹکار سے تھے ایجاد کرنا سحر کا اسکو بتایا ہی اتنے سحر سے ہین وہ ابر پورا پھٹا پشت
پر تخت ظلمانہ کے ایک اور تخت یاقوت احمر کا نمایان ہوا ایک نازنین سمن بر غنچہ دہن مہ
سیمین بدن جسیم انور رشک نسرین و نسترن ایک تاج بے بہا پہنے ہوئے وہ کنیزان حسین و
جمیل جنکے ہاتھ مین گلدستے ہین وہ سب اسکو گھیرے ہوئے گڑیان سامنے رکھی ہین دولہا
دلہن بنے بیٹھے ہین اور وہ نازنین گڑیان کھیل رہی ہی ایک عالم ہی کہ سبحان اللہ ہر مرتبہ کنیزین
پھول نثار کرتی ہین وہ نازنین ہنس دیتی ہی جہان غنچہ دہن وا ہوا غنچہ دہن سے پھول گرتے
ہین آنکھین نرگس شہلا گیسو سنبل پیچان بھاری اوڑھنی اوڑھے ہوئے تخت پر بیٹھی ہی ظلمانہ
کا تخت زمین پر آیا ظلمانہ نے آتے ہی سجدہ کیا جمشید نے سر سینے سے لگا لیا دست شفقت
پشت پر رکھا پوچھا کہ ای ظلمانہ کہان سے آتی ہو اور یہ نازنین کون ہی ظلمانہ نے کہا بیٹا
سجدہ کرو اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ مین تو بوڑھے بیچ کو سجدہ نہ کرونگی جمشید نے
کہا کہ ای ظلمانہ زیادہ نہ کہو کمسن ہی ایسا نہو رنجیدہ ہو جائے ظلمانہ کو منع کر کے جمشید
نے ہنس کر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم و ای فخر معشوقان جہان و ای آفتاب تابان تمہارا نام
کیا ہی اُس نازنین نے تو سر جھکا لیا ظلمانہ نے کہا بہار اعجاز ان کا نام ہی بہت خوب
سحر کرتی ہین جمشید ظلمانہ و بہار اعجاز کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا خود تخت پر
بیٹھا پہلو مین دنگل تھا اُسپر ظلمانہ کو جگہ دی بہار اعجاز کو پہلو مین بٹھا لیا مگر بہار

جمشید کو دیکھ کر ایسا شرمائی ہی کہ سر نہین اُٹھاتی سر جھکائے بیٹھی ہی جمشید نے کہا کہ اى بہار کچھ باتین کرو بہار نے جھلا کر گڑیان کبھی اُٹھا ڈالین ایک پٹاری تخت پر رکھی تھی اُس مین سب گڑیون کو رکھ دیا جب جمشید نے بہت سا چھیڑا تب بہار نے ہنس کر کہا کہ کیون یا خداوند آپ نے سب کو پیدا کیا کیسے کیسے خوبصورت بنائے اپنی صورت ایسی بھونڈی بنائی یہ ریش فش ہی کہ جیسے چھپر کے تنکے آنکھین زرد کہ جسکو دیکھ عارضۂ یرقان یاد آئے قد ہی کہ سا کھو کا لٹھا ہاتھ پانون ٹھنٹے درخت کے مونچھین کہ بالون کی چونری بعضون نے پھبتی کہی کہ کوئی جانور نگل گیا ہی اُسکی دُم باہر نکلی ہوئی ہی میری مجال نہین کہ سراپائے خداوند مین کلام کرون مگر یہ اعتراض البتہ ذہن مین آیا ہی کہ اپنی صورت سب سے بہتر بنائی ہوتی کہ جو کوئی دیکھتا بے ساختہ تعریف کرتا نہ کہ صورت دیکھ کر خوف آتا ہی کہ قدرت کاٹ نہ کھائے مین جمشید ان باتون پر ہنستا ہی کہا اى ظلمانہ میثاق کو وہ گردان کا تم کو بچپن یاد ہی ظلمانہ نے کہا کہ کمسنی تو نہین مجکو اسکی مان کا بیقرار ہونا یاد آتا ہی جب شادی کے بعد کئی سال لڑکا نہ ہوا تو روتی ہوئی مان اسکی سامری کے پاس آئی سامری اُسوقت خوش بیٹھے تھے پوچھا کہ کیون کیا مطلب ہی وہ قدمون سے لپٹ گئی اور عرض کی کہ یا خداوند مین بدنام ہوتی ہون آرزو یہ ہی کہ مجکو فرزند عطا فرمائیے سامری نے پیٹ پر ہاتھ رکھدیا اور فرمایا کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی غرض اُسی مہینے مین وہ حاملہ ہوئی سات دن برابر اُسنے دردزہ اُٹھائے بہزار خرابی یہ لنگوڑا پیدا ہوا اسکے پیدا ہوتے ہی وہ مرگئی یہ بدنصیب پرورش پانے لگا مین نے بہت سحر اسکو سکھائے اس وجہ سے کہ بے مان کا بچہ تھا اگر نہ سکھاتی تو لوگ کہتے کہ اگر اپنی اولاد ہوتی تو اُسکو ظلمانہ خوب سکھاتی اس وجہ سے مین نے تعلیم سحر اس مردے کو خوب کی جب جوان ہوا تو یہ غار افراسیاب مین گیا وہان سے جاکر سند لایا اب اُسکو غرور ہی کہ میرا ہمسر کون ہی جمشید نے کہا کہ قدرت کو بڑے ملال پہونچائے چین جاکر شریک مسلمانان ہوا کئی ساحرون کو دیوانہ کرکے مارا جمشید نے کہا کہ اى ظلمانہ اگر مناسب ہو تو تم جاؤ جس طرح ہوسکے میثاق کو گرفتار کرکے لاؤ ظلمانہ نے کہا کہ اى شہریار مین ابھی جاتی ہون کہ اُس معشوقہ نے ہنس کر کہا کہ نانی امان ہم بھی چلینگے

جنگ کا تماشا کرین طلمانہ نے کہا کہ ای نور نظر جو سحر جنگ مین ہوتے ہین وہ تمنے ابھی تک نہین دیکھے ہین جا کر میثاق کو کان پکڑ کے لے آؤنگی قدرت سے کہونگی اسکی خطا معاف کیجیے اور قدرت گلے سے لگا لین گے میثاق مجھی سے اشارہ کریگا کہ صفائی کرا دیجیے مین ضرور ضرور صفائی کرا دونگی اور وہ ہی عہدۂ قدیم دلا دونگی اسلیے کہ مجھے بھی اُس سے ایک محبت ہی کہ بچپن سے گودیون مین پالا ہمیشہ نذر سامری دلائی تب اُسکو نئی چیز کھلائی آم کی فصل مین اگر ضد کرتا تھا مین باغ سے منگا دیتی تھی اُسکی کیا حقیقت ہی کہ میرے سامنے سحر کرے جمشید نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ تم سے مقابلہ نہین کر سکتا اسی لیے تم کو تجویز کیا ہی طلمانہ نے کہا کہ ای بہا تم تو یہان خدمت خداوندی مین رہو مین جا کر میثاق کو لاؤن اُسی کے ہاتھ سے کل کام کرا دونگی طلسم کشا کو پکڑ لائیگا لوح کو چھپا دیگا کسکی مجال ہی کہ میرے سحر کو دور کرے جمشید نے کہا کہ ای طلمانہ تمھارے آنے سے دل کو قوت ہوگئی روح کو راحت ہوئی اب اگر تم تدبیر کرو گی تو مقدمہ بن پڑیگا آجتک تو یہی تانتا رہا کہ جو ساحر گیا وہ ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہوا پھر پلٹ کر زندہ نہ آیا طلمانہ نے کہا کہ جن ساحرون کو تمنے بھیجا وہ سحر نہ جانتے تھے ورنہ اسطرح ذلیل و زبون نہ ہوتے سحر وہ چیز ہی کہ انسان اپنے ہوش مین نہین رہتا میثاق کی کیا لیاقت ہی کہ قدرت کے ساتھ برائی کرے بہار نے جو یہ سُنا آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ آپ ہم کو صدمہ دینے کو لائی ہین ہم بدون آپ کے یہان کیونکر رہ سکینگے خدمت خداوندی مین ہر چند کہ صدہا شہزادیان ہین مگر میری بسر نہ ہوگی طلمانہ نے کہا اچھا ای نور نظر مین اپنے ساتھ تو تمکو نہ لیجاؤنگی خدمت خداوندی مین رہنے سے انکار کرتی ہو تو ایک باغ تمکو ایسا بتا دون کہ اُسمین ہر وقت تمھارا دل بہلے وہان ہر وقت طائران چمن نغمہ زن رہینگے نہرین آب صاف و شفاف سے مملو ہونگی بلبل کو وصل گل کا لطف اُٹھانا زاغ و زغن کی مجال نہین کہ اُس باغ مین قدم رکھسکین سیکڑون کلفت ایسے بنا دون کہ تمھارا دل لگے بہار اٹھہا ر نے ہنس کر کہا نانی امان جان رکھوگی وہان رہونگی مگر یہان قدرت کے پاس نہ رہونگی یہ سُن کر طلمانہ کے سامنے ایک صحراے سبزہ زار نظر آیا سبزہ نگاہ ڈالنے لگی کبھی ہنستی ہی کبھی ہاتھ سے اشارہ کرتی ہی کبھی مثل لڑکون کے دوڑی دوڑی پھرتی ہی کہ ایک آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر آشوب ہو گیا

گرد اُڑنے لگی تمام صحرا نگاہون سے چھپ گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ گرد و غبار ہٹا جمشید نے
دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی ظلمانہ نے بہار کو اشارہ کیا کہ بوبی لو
تمھارے رہنے کا یہ مقام ہی اور ہاتھ پکڑ کر باغ مین لائی بہار نے دیکھا کہ تمام باغ سرسبز و
شاداب ہی عمارتین لاجواب نہرین پر از آب پھولون مین بھینی بھینی خوشبو ہی عندلیبان
چمن کو پہلو ے گل مین پھول کے بیٹھنے کی آرزو ہی ہواے سرد چل رہی ہی طائران زمزمہ سرا
مصروف زمزمہ سرائی ہین بہار باغ کو دیکھکر خوش ہوگئی بارہ دری مین آکر دیکھا جابجا سامان
دل لگی مہیا ہی ایک طرف ایک تخت پر فرش بچھا ہوا ہی گڑیان رکھی ہین ایک طرف گنجیفہ وغیرہ
رکھا ہی ایک طرف چند کتابین علم تاریخ کی الماریون مین رکھی ہوئی ہین تمام بارہ دری
اسباب عیش و نشاط سے مملو ہی بہار ہنسنے لگی کہ نانی امان آپ نے کوئی شی نہین چھوڑی کہا
ای نور نظر یہ سحر دست بردا شتہ ہین اگر جم کر سحر کرون تو آسمان کو زمین پر پہونچا دون ماہ تابان
و مہر درخشان و ثوابت و سیارگان سب اُسمین موجود ہون یہ مقام تو تمھاری دل لگی کے
واسطے بنا دیا یہ کہکے گلے سے ایک موتیون کا مالا اُتار ا کہا بیٹا کسکی مجال ہی کہ مجھسے نگاہ
ملا سکے مگر تمھارے اطمینان کے لیے یہ سامان بھی بنا دیا اس مالے مین جو مروارید کلان
ہی جب اسپر کوئی زوال آئے اور یہ موتی ٹوٹ جاے تو جان لینا کہ ظلمانہ قتل ہوئی
پھر تمھین اختیار ہی بہار نے کہا کہ نانی امان ایسا کلمہ نہ فرمائیے آپ نہ ہون اور مین زندہ
رہون مجکو دنیا اندھیر ہوجائیگی طبیعت کیونکر تسکین پائیگی ظلمانہ نے گلے سے لگا لیا کہا کہ
ای نور نظر طائر بھی آیا کریگا وہ دمبدم میری خبر پہونچائیگا جب تم بہت گھبرانا تو میرے پاس
چلی آنا مین اپنا حال تمسے کہونگی دیکھون تو کیا ستم ہی کہ جو جاتا ہی وہ پلٹ کر نہین آتا کیا
شہر خموشان ہی کہ ساحر جا کر سحر بھول جاتا ہی مسلمان اُسکو مار لیتے ہین یہ کہکر کنیزون سے
کہا کہ دیکھو صاحبو خبردار کھیل کود مین اس کا دل بہلانا کسی وقت اکیلا نہ چھوڑنا اگر میرے
لیے روئے تو آکر خبر لیجانا بخوبی سمجھا کر سمجھا کر بہار کو تو اس باغ مین ساکن کیا جس باغ مین
بہار ہو اُسکی رعنائی کا کیا ذکر بہار تخت پر آکر بیٹھی مگر ظلمات گوشہ نشین باغ سے نکلی سامنے
جمشید کے آئی کہا یا خداوند جاتی ہون خالی میثاق کو لاؤن یا طلسم کشا کو بھی گرفتار کرلون

جاتے ہی میثاق کو للکاروں گی دیکھون تو کیسا سحر سیکھا ہے اب تو سحر اُسکا کمال پر ہے مگر دیکھو لا
تو مجھسے کیونکر مقابلہ کرتا ہے گریا خداوند دلہ ہی کا اپنی کنیز کے خیال رہے جب گھبرایئے گا باغ
مین چلے جائیے گا بہار سے ملاقات ہوگی وہ آپ کی بڑی خاطر کریگی اور یہ کلات جو سُنے کہ
کہ بوڑھے ریچھ کو کیا سجدہ کرون یہ باعث بچپن ہے اسکی نگوڑی روکر روٹی مانگتی ہے جسدن سے
اسکی مان مری ہے مین نے سینے پر لٹا کے پرورش کیا دم بھر اس سے جدا نہین ہوتی اب اُس سے
جدا ہوتی ہون آٹھ پہر مجھی کو ڈھونڈھے گی مین بھی اسکے واسطے تڑپونگی مگر تین دن کا اقرار
کرتی ہون کہ تین دن مین خاتمہ کردونگی جو دربند تسخیر ہوگئے ہین اُن سب کو آباد کردونگی اور
مسلمانون کو جا بجا سے گرفتار کرلونگی جمشید نے کہا کہ اپنے پدر قدرت کے تم کو سپرد کیا ای
طلمانہ بہت ہوشیار رہنا عیار وہان بلا کے ہین عمرو میرے قصر مین آکر عیاری کر گیا اور
کسی سے کچھ نہ ہوسکا جمشید کو سمجھا بجھا کر طلمانہ چلی یہان لشکر بادشاہ صحرائے سبزہ زار
مین فروکش ہے میثاق کوہ گردان منتظم لشکر ہے اور شاہزادیان بھی انتظام مین مصروف
رہتی ہین میثاق کوہ گردان کنارے پر لشکر کے کھڑا ہے شاہزادیان بھی گرد جمع ہین
رات کا ذکر کر رہا ہے کہ صاحبو مین ملا یہ پھرتے پھرتے ایک جنگل کے سامنے مین آکر ٹھہرا ہوا
جو ٹھنڈھی چلی آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا کہ مجکو کوئی گرفتار کرکے لے چلا ایک
قفس مین بند ہوکے سامنے جمشید کے پہونچا جمشید نے حکم دیا کہ اس قفس کو لٹکا دو پھر مین
کیا بیان کرون کہ جو کچھ ہنگامے دیکھے بعد مشکل بسیار قید سے رہائی پائی بلا کی لڑائی پڑی
شاہزادیان کہ رہی ہین ای وزیر اعظم کسکی مجال ہے کہ تم کو قید کرسکے میثاق کہتا ہے صاحبو
تم کیا جانو اس طلسم مین بڑے بڑے مقام ہین بڑی بڑی جادوگرنیان ہین کہ ابھی وہ اپنے
مقام سے نہین نکلین میری کیا حقیقت ہے جمشید ثانی سے مقابلے کا ارادہ رکھتی ہین اگر
وہ جادوگرنیان مقابلۂ جمشید مین آجاوین تو قدرت کو مشکل پڑے اُنکے سحر نہ سحر سامری
ہین شاہزادیان ہنس رہی ہین مگر میثاق خاموش کھڑا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک
ابر تیرہ و تار کڑکتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا میثاق نے ہرکارون کو اشارہ کیا کہ جاکر
دریافت تو کرو یہ کون آیا ہے ہرکارے دوڑ کر گئے تھوڑے عرصے مین پلٹ کر آئے عرض کی

کہ ای وزیر اعظم ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین آپ کی فکر مین آئی ہین نام ظلمانہ سُن کر میثاق کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا لو صاحبو جنکا ذکر کر رہا تھا اُن مین سے یہ ایک آئی ہی آپ لوگ ہوشیار رہین وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ظلمانہ تخت پر سوار بال سر کے کھُلے ہوے مُنھ سے رال ٹپک رہی ہی جب چنگھاڑتی ہی تو صحرا ہل جاتا ہی نخل کانپ رہے ہین طائر اُڑے ہوے جاتے ہین ظلمانہ تخت سے کودی سامنے جو میثاق کو دیکھا پُکار کر آواز دی کہ او چھوکرے تونے قدرت کو بڑے رنج پہونچائے اب انتظام کر کے کھڑا ہوا ہی میرے پاس آ کہ مین تجکو خدمت خداوند مین روانہ کرون یہ سُنتے ہی میثاق نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر طرف ظلمانہ کے پھینکا ظلمانہ نے گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پھٹا صحرا مین جا کر گرا صحرا سے آواز آئی کہ ای ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین مین حاضر ہوتی ہون دشمن کی تدبیر کر لونگی ظلمانہ تو خاموش ہوئی مگر میثاق سامنے کھڑا ہوا اسماے سحر پڑھ رہا ہی مگر دمبدم کہتا ہی کہ یہ سحر کچھ تاثیر نہ کرینگے کہ ظلمانہ نے طرف صحرا کے دیکھا اور پُکار کر آواز دی کہ کیون ای گلشن آرا دیر کیون لگائی جلد آؤ میثاق کو میرے پاس لاؤ حقیقت مین مشکل ہی اب دیر نہ کرو یہ جو ظلمانہ نے کہا ہر چند کہ میثاق نے بہت سحر کیے ہین اپنے گرد حصار کھینچ کیا ہی مگر شاہزادیان دیکھتی ہین کہ رنگ رو متغیر و متردد و متحیر ہی دمبدم سحر پڑھتا ہی اور ظلمانہ کو دیکھ کر کانپ رہا ہی کہ صحرا سے ایک آواز آئی مگر خوش آواز تھوڑی دیر مین صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہی

نظم

فرق دوری سے تری دوست مین دشمن مین نہین
تیغ جلاد تہ شہ رگ مری گردن مین نہین

لیگئی ہوش یہ موسی کی تجلی تیری
سیکڑون کوس پتا وادیِ ایمن مین نہین

جب زمانے نے کجی کی یہ نکل جاوینگے
میری تقدیر کے سے بل تری چتون مین نہین

آنکھ خورشید قیامت سے کبھی جھپکے اُنکی
ایسے ذرے تری دیوار کے روزن مین نہین

دیکھ لو داغ کبود آکے مرے سینے پر
کہ یہ وہ تختہ سوسن ہی جو گلشن مین نہین

خون ناحق سے بچا یا تجھے کیسا دم ذبح
چھینٹ تک میرے لہو کی ترے دامن مین نہین

اشک خونی نہ موثر ہوے الفت مین کبھی
رنگ تاثیر ازل سے مرے گلشن مین نہین

کیا اگر دل سے نکالا کبھی اشکون نے غبار | خاک اُڑنے کا تکلف کوئی ساون مین نہین
تیغ قاتل نے کیا فیصلہ کیا خوب جلال | ایک جھگڑا ابھی بیس قتل سر و تن مین نہین

وہ نازنین گاتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی لفظون کو بتاتی ہوئی سامنے میثاق کے پہونچی میثاق نے اپنا مُنھ پھیر لیا اُس نازنین نے قریب آکر ہاتھ بڑھا کر کہا کہ کیون ای وزیر اعظم ہمنے تمھاری کیا خطا کی جو ہم سے روگردانی کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ باغ رنگین حصار مین چلو وہان ہم تم تنہا ہونگے راز و نیاز کی باتین ہونگی وصل کی گھاتین ہونگی ہمیشہ تمھاری دلدہی کرتی رہونگی آٹھ پہر تمھاری خوشی کا خیال رہیگا جس وقت جو چاہو وہ کرو کوئی عذر نہ کرونگی میثاق نے سر جھکا لیا اور ساتھ ساتھ اُس نازنین کے چلے وہ نازنین میثاق کو لیے ہوے سامنے ظلمانہ کے آئی ظلمانہ نے اُس نازنین سے اشارہ کیا کہ اسکی زبان مین سوزن دے کہ سحر نہ کر سکے اُس نازنین نے میثاق سے کہا کہ ذرا زبان تو نکالو میثاق چونکہ مبہوت ہو رہا ہی زبان نکال دی اُس نازنین نے سوزن دی جب زبان مین سوزن آچکی تب میثاق کو ہوش آیا طرف نازنین کے متوجہ ہوا کہا کہ ای نازنین یہ کیا ظلم کیا کہ مین سحر سے ناچار ہوا ظلمانہ نے حکم دیا کہ قفس آہنی لاؤ کنیزین قفس لائین قفس مین میثاق کو بند کیا قفل لگا کر ایک کنیز کو پکارا کہ اری گل پیرہن لے اُس کو تو خدمت خداوند مین لیجا اور عرض کرنا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہی اور سبھون کی بھی تدبیر کرتی ہون سبکو گرفتار کر لاؤن طلسم کشا کو بھی لے لون آج کے تیسرے دن حاضر ہونگی وہ کنیز قفس لیکر چلی گلگونہ نے دیکھا کہ میثاق گرفتار ہوے قفس مین بند ہو کر جاتے ہین بیقرار ہو گئی اور یہ بھی دیکھا کہ ایک کنیز قفس لیے جاتی ہی لشکر سے نکلی تلاش مین اُس کنیز کے چلی اُدھر بادشاہ جمجاہ نے جو یہ خبر سنی اُسی وقت فیروزہ کو حکم دیا کہ جس طرح بنے میثاق کو رہا کرو فیروزہ بھی چلا گگر گلگونہ نے صحرا مین آکر اُس کنیز کو گھیرا وہ کنیز گھبرا گئی گلگونہ سحر کرتی ہوئی قریب آئی اُس نازنین نے قفس رکھدیا اور پکار کر کہا کہ یہ قیدی حاضر ہی مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتی گلگونہ نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اب گلگونہ نے چاہا کہ میثاق کو رہا کرو پہلو سے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ دشوخ دیدہ خبردار قیدی کو ہاتھ نہ لگانا ہم ظلمانہ جادو مین جانتی تھی کہ تو پیچھا کریگی اسی وجہ سے مخفی ہو کر آئی تو جانتی ہی کہ مین نے گل پیرہن کو مارا

سے یہ زندہ ہی یہ کہکر کہا کہ ای گل پیرہن اُٹھ بیٹھ کہا تک سوئیگی گل پیرہن ہنستی ہوئی اُٹھی کہا واری
مین سو گئی تھی عجب عجب خواب پریشان دیکھے ظلمانہ نے پکار کر کہا کہ ای گلگونہ تمھین میثاق سے
بڑی محبت ہی اسی کے ساتھ جاؤ گی ای گل پیرہن زبان مین اسکے بھی سوزن دے دے گل پیرہن نے
قریب گلگونہ کے آکر کہا کہ بی بی منھ کھولو زبان نکالو گلگونہ نے زبان نکال دی گل پیرہن نے
زبان مین گلگونہ کے سوزن دی تب گلگونہ کو ہوش آیا گھبرا گئی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے
یہ کیا معرکہ ہی میرے سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ دو شخص تلاش مین گل پیرہن کے نکلے ہین ایک حسب
تو ظاہر ہوئین دوسرے کا ابھی پتہ نہین لگا ہی ای اسرار جادو مجکو خبر دے کہ دوسرا کون شخص
ہی سامنے سے ایک زاغ سیاہ آیا اُس نے کچھ کان کان کی ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ اب تم
جاؤ مین سمجھ گئی یہ کہکر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای فیروزہ جلد حاضر ہو اسی تین
بہتری ہی فیروزہ جو ایک گوشے مین چھپا کھڑا تھا اُسکو یہ معلوم ہوا کہ تین طرف سے شہر آتے ہین
جس طرف ظلمانہ کھڑی ہی وہ ہی راستہ کھلا ہی اُسی طرف بھاگا جیسے ہی ظلمانہ کے سامنے
پہونچا ظلمانہ نے آواز دی کہ ای فیروزہ کیون بھاگا جاتا ہی مجھے تجھسے کچھ کہنا ہی فیروزہ یہ
آواز سنکر ٹھہر گیا کہا ملکۂ عالم فرمائیے جو ارشاد کیجیے وہ بجا لاؤن ظلمانہ نے آواز دی کہ اے
گل پیرہن ان کو بھی تو فیروزہ ایسا طرار و فرار تھا مگر خاموش کھڑا ہی گل پیرہن نے آکے ہاتھ
تھام لیا گلگونہ و فیروزہ کو بھی اُسی قفس مین بند کیا ظلمانہ نے کہا کہ اب یہ قفس لیجاؤ
قدرت سے کہنا کہ یہ تینون گنہگار تو حاضر ہین اب طلسم کشا کو بھی روانہ کرونگی گل پیرہن قفس
کو لیکر روانہ ہو گئی فیروزہ گلگونہ سے کہہ رہا ہی کہ مین اپنی عقل پر حیران ہون کہ جست و خیز
کرتا ہوا جاتا تھا اُسکے کہنے سے کیون ٹھہر گیا ایک عورت نے ہاتھ تھاما تھا ایک خنجر مار کے
نکل جاتا گلگونہ نے کہا کہ ای فیروزہ یہ باعث سحر ظلمانہ تھا فیروزہ نے کہا یہ تو ظاہر ہی تین
طرف سے تین شہرون نے گھیرا آخر اُس طرف بھاگا ظلمانہ نے گرفتار کیا میثاق اشارہ کرتا ہی
کہ اگر مین ایسا سمجھتا تو اس بے حیا کا سامنا نہ کرتا خدا اسکے شر سے اہل اسلام کو بچائے یہ وہ
ساحرہ ہی کہ آنکھین سامری کی دیکھین اُنکی خدمت مین حاضر رہتی تھی آخر اس مرتبے کو پہونچی
آج اُسکا کیا کوئی مثل و نظیر ہی افسوس یہ کرتا ہون کہ اگر اسکے دام مکر مین نہ پھنستا تو بادشاہ

جمجاہ کو ہر آفت سے بچاتا اب دیکھیے اُن کے ساتھ کیا فتور کرتی ہی کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون
افسوس ہی کہ مین اس آفت مین پھنس گیا اب پروردگار شاہ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے ہر چند کہ کتاب
سوانحات مین مرقوم ہی کہ طلسم کشا کا کوئی کچھ کر نہین سکتا ہر مقام سے مدد پیدا ہوگی اُنکی جان بچیگی
قیدی آپس مین یہ باتین کر رہے ہین اور گل پیرہن یہ قفس لیے جاتی ہی مگر جمشید ثانی اپنے
دربار مین بیٹھا ہوا ظلمانہ کا ذکر کر رہا ہی کہ میری قوت بازو و زینت پہلو گئی ہی ابھی تک اُسنے
کوئی قیدی نہین روانہ کیا مین یقین کرتا ہون کہ پہلے وہ میثاق کی گردن لیگی اور جو سامنے
آجائیگا وہ گرفتار بلا ہوگا ارے یار وخبر تو منگاؤ کہ ظلمانہ نے کیا کیا یہ ذکر تھا کہ گل پیرہن آکر
پہونچی جمشید کو سجدہ کیا قفس آگے رکھدیا کہا لیجیے میثاق و بی گلگونہ اور یہ عیار تو حاضر ہین
اور ملکہ عالم طلسم کشا کی فکر مین تشریف لے گئی ہین جمشید یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہا کیون اے
میثاق مجکو سجدہ نہ کروگے ایسے بیزار ہو کیون بی گلگونہ تم کیا کہتی ہو جس وقت لالہ خونریز
آئی ہی اور اُسنے یہ کہا کہ قدرت ان دونون حسینون کو میرے سپرد کر دیجیے تو مین باغ گلگونہ
مین جاکر ان دونون کو آپ کے وصل پر راضی کر دون تب مین نے قفس یاسمن و عنبر افشان
تمہارے سپرد کیا مگر اے گلگونہ تم بھی جاکر پائل طلسم کشا ہوئین اب تمکو کیا سزا دون خیر جو کچھ ہوا
سو ہوا اب بہتر یہ ہی کہ مابدولت کو سجدہ کرو ورنہ اس ذلت سے قتل کرونگا کہ تمام اہل طلسم دیکھین
اور افسوس کرین اور مجکو ترس نہ آئے گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا میثاق بھی سر جھکائے بیٹھا ہی
کچھ جواب نہین دیتا جمشید نے حکم دیا کہ اس قفس کو لیجاکر لٹکا دو ان گنہگارون سے سمجھا جائیگا
یہ تو تینون قید ہوئے اُدھر ظلمانہ جادو مقابلۂ شاہ مین آکر اُتری اور سعد شہریار کو ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ میثاق وگلگونہ وفیروزہ قید ہوگئے شاہ کو نہایت افسوس ہوا مگر کچھ جواب
نہ دیا کہ شام کو ظلمانہ نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ ظلمانہ نے طبل جنگی
بجوایا ہی بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین
لشکر مین شاہ کے ہنگامہ ہی کہ ظلمانہ کو کون جواب دیگا میثاق ایسے ساحر کو ایک اشارے
مین گرفتار کرکے لے گئی اب کون سامنا کریگا چار پہر رات تیاری ہوئی اب وہ وقت آیا کہ شاہ
خورشید زرین خلعت سرا پردۂ مشرق سے بصد آب و تاب نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیے تیغہ جو

حمائل کرکے توسن فلک سیر پر جلوہ فرما ہوا ادھر ظلمانہ جادو با فوج گران میدان مین آکر پہونچی سب کے
آگے کھڑی ہوئی مثل فیل مست جھوم رہی ہی دوسری طرف سے گرد اُڑی بادشاہ جمجاہ با نوبت و نقارہ
آکر پہونچے سب سے زیادہ گلگونہ کے واسطے بحرین بیقرار ہی کہتی ہوئی آتی ہی کہ مقام افسوس
ہی کہ گلگونہ گرفتار ہوگئی ہین آج میدان مین ظلمانہ سے سمجھونگی بادشاہ فرماتے ہین کہ ای بحرین
تم نہ نکلنا مین جاکر اس بیحیا سے مقابلہ کرونگا یہ فرماتے ہوے لشکر کو لیکر میدان مین آئے کہ
ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اپنے کو مجھسے بچاؤ ورنہ سب کا خاتمہ کردونگی
کوئی زندہ نہ بچیگا بادشاہ نے جواب دیا کہ او ظلمانہ اسقدر غرور نہ کر پروردگار مالک ہی اگر
اسنے چاہا تو تو ابھی قتل ہوگی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ کسی کو میرے مقابلے مین بھیجیے بحرین نے
طاؤس بڑھایا بادشاہ سے رخصت ہوکر طرف میدان کے چلی جیسے ہی سامنے ظلمانہ کے
پہونچی ظلمانہ قہقہہ مار کر ہنسی اور پکار کر آواز دی کہ واہ خداوند سامری میرے مقابلے
مین بی بحرین آتی ہین اگر سحر کرون تو زمین تھرا جاے مہر فلک کے جسم مین تھرتھری پڑے بیگم
بحرین نے آواز دی کہ او مغرور سحر تو کر ہم تیرا سحر تو دیکھین ظلمانہ نے ہاتھ ہلایا کہ بحرین پر آگ
برسنے لگی بحرین نے ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ ایک دریاے قہار پیدا ہوا موجہ بلند ہوا
صدہا مچھلیان تڑپ رہی ہین اُن کی ماہیت سے کون آگاہ ہی کیا ہی حال ہی کہ سب اسکے
سحر کے سیر ہین یہی چاہتے ہین کہ جو دریا مین قدم رکھے اُسکو ہلاک کرین مگر ظلمانہ نے جو دیکھا
کہ دریاے موج خیز و آفت انگیز جوش مارتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہی چند دانے ماش کے
پھینکے سب مچھلیان مرگئین نہنگان خون آشام اُلٹے پڑے ہوے بہے جاتے ہین کسی مین دم
نہین یہ سحر کرکے ظلمانہ نے چند دانے ماش کے اور مارے اب دریا خشک ہونے لگا تھوڑی
دیر مین دریا خشک ہوگیا وہان خاک اُڑنے لگی تھوڑے عرصے مین سب زمین صاف و
شفاف ہوگئی ظلمانہ نے آواز دی کہ ای قمر عذار جلد آ بحرین کو لیجاؤ دریا کی سیر کراؤ کہ صحرا
سے ایک آواز آئی دیکھا کہ ایک نازنین بصد ناز و ادا یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی قطعہ

مستی مین ہین جو شکل قدح خندہ زن ہوا	زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا
زاہد بہ بت پرست پہ کیا طعنہ زن ہوا	کہتا ہی شیخ آج سے مین برہمن ہوا

مجھ پر نیا ستم تو چرخِ کہن ہوا
گردش مین آ کے بخت غریب الوطن ہوا

صحرا نورد کون ہو آئی بہار گل
صدقے غبار دشت پہ رنگ چمن ہوا

جو ہر وہ دیکھتا ہی مجھے بزم مین تری
مین دنگ ہو کے آئینۂ انجمن ہوا

جسمین خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل
کچھ حسرتین غریب تھین اُن کا وطن ہوا

بختِ سیہ کا سایہ غنیمت تھا بعد مرگ
کچھ سائبان گور ہوا کچھ کفن ہوا

الله ان بتون کی یہ کچھ بدگمانیان
کعبے چلا تو ساتھ مرے برہمن ہوا

اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی
مطبوعِ اہلِ بزم یہ رنگِ سخن ہوا

اُس نازنین نے آتے ہی طلمانہ کو سلام کیا پوچھا کہ واری کیا حکم ہوتا ہی طلمانہ نے کہا کہ جلد بحرین کو لیجاؤ ان کو صحرا نورد کر کے طلمانہ نے جو اشارہ کیا وہ نازنین قریب بحرین آئی ہاتھ تھام کہا کہ بُوا کیون رد و قدح کر رہی ہو تم صحراے مشک فام مین چلو وہان بہت آرام ملیگا تمام دن سیر کرو شب کو آرام کرو دمبدم راحت ملیگی کلی آرزو کی کھلے گی بحرین نے اُس نازنین کا ساتھ دیا نازنین جب لیکر چلی تو بحرین بیا حیران حیران چار جانب دیکھ رہی تھی عنبر افشان نے جو بحرین کا یہ حال دیکھا کلیجہ تھرا گیا بادشاہ سے عرض کی کہ مقام تاسف ہی کہ بحرین گرفتار ہو کر جاتی ہی اگر حکم ہو تو رہا کر لون بادشاہ خاموش کھڑے تھے کچھ جواب نہ دیا عنبر افشان نے اسباب سحر جھولی سے نکالا کچھ سحر کر کے کڑکی اور گری اُس نازنین پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُسکو مار کے بحرین کا ہاتھ تھام لیا کہا ای بحرین کہان جاتی ہو گرفتار ہو جاؤ گی بدعت سے اس ملعونہ کی مہلت نہ پاؤ گی بحرین ہوش مین نہین ہی کہا ای عنبر افشان تم ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو تمنے اسکو کیون مارا ہم اسکے خون کا بدلہ لین گے عنبر افشان نے کہا واہ بُوا ہمنے تو خیر خواہی کی تم اُس خیراہی کو بُرا بتاتی ہو عنبر افشان و بحرین سے تکرار ہونے لگی طلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای قمر عذار اُٹھو کہان تک سوؤ گی یہ جو آواز دی وہ نازنین اُٹھی بحرین سے کہا بُوا چلو عنبر افشان نے کہا کہ مین تو نہ جانے دونگی بحرین نے کہا کہ مجھکو کوئی نہین روک سکتا مین کسی کی لونڈی نہین ہون ہر چند عنبر افشان سمجھاتی ہی مگر بحرین کو جوش و خروش ہی یہی چاہتی ہی کہ مین قمر عذار کے ساتھ جاؤن جو یہ کہے وہ ہی کرون شاید کوئی مطلب حاصل ہو کر

ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای قمر عذار دونون کو لیجاؤ اور قید کر کے بھیجو کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ
سحر اسکا نام ہی قمر عذار نے کہا کہ ای عنبر افشان تمہاری پشت پر کون کھڑا ہی عنبر افشان
جیسے ہی پلٹی اُس نازنین نے حلقہ ہاے کمند گلے مین عنبر افشان کے ڈال دیے بحرین نے زبان
مین عنبر افشان کی سوزن دی قمر عذار نے کہا کہ ای بحرین تم بھی زبان کھولو کہ ہم تمہاری
بھی زبان مین سوزن دین بحرین نے منھ آگے کر دیا اُسنے سوزن دیکے دونونکو اپنے ساتھ لیا
اور طرف صحرا کے روانہ ہو گئی تھوڑی دیر مین دیکھا کہ ایک زنگی سیہ رو و تیرہ دروں تیغہ
کھینچے ہوے آیا بحرین و عنبر افشان کو کھینچتا ہوا سامنے ظلمانہ کے لایا ظلمانہ نے کہا کہ
ان دونون کو بھی دربار خداوندی مین لیجاؤ ایک کنیز عنبر افشان و بحرین کو ساتھ لیکر
طرف دربار جمشید کے روانہ ہوئی اسنے پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اب آج پلٹ جاؤ تھوڑے
دن اور چین کر لو سب کو اسی طرح مٹاؤنگی اور گرفتار کر کے لیجاؤنگی مگر عنبر افشان و بحرین
کو وہ کنیز لیے ہوے مقام قصر ہفت رنگ پر آئی اندر داخل ہوئی جمشید کو سجدہ کیا کہا
یا خداوند یہ دونون قیدی حاضر ہین ظلمانہ نے عرض کی ہی کہ دو چار دن مین بادشاہ کو بھی
روانہ کرتی ہون ترددنہ فرمائیے گا جمشید ظلمانہ کی تعریفین کرنے لگا کہا صاحبو تمنے دیکھا
کہ ظلمانہ نے جا کر کیا کیا بڑا قیدی تو اسمین میثاق کوہ گردان ہی کہ جسکے سحر پر طلسم کشا
کو بھی ناز تھا آخر سب ناز نکل گیا دربار شاہی مین تو غم ہو رہا ہی مگر جمشید ثانی مونچھون
پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی یارو یہ وہ شاہزادیان ہین کہ مین نے انکے ہمیشہ ناز اُٹھائے اب
یہ قید ہوئی ہین تو مجکو ملال ہی ہر وقت یہی خیال ہی کہ ان کو قید سے رہا کرون اور عہدہ ہاے
جلیل پر سپہر ممتاز و سرفراز کرون مگر یہ شاہزادیان کب مانینگی عاشق جمال بادشاہ جمجاہ ہین
آخر جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ان کو لیجا کر کوئی سمجھاے اور راہ پر لاے ایسا نہو کہ قدرت
کو غصہ آجاے تو پھر یہ جانبر نہ ہونگی جس کمرے مین میثاق قید تھا اُسی کمرے مین انکو بھی
قید کیا یہان بادشاہ جمجاہ دربار مین جلوہ فرما ہین ذکر بدعت ظلمانہ ہو رہا ہی بادشاہ جمجاہ
فرماتے ہین پروردگار اسکی بدعت سے بچاے رحم اپنا شریک کرے وہ کریم و رحیم ہی بادشاہ
یہ فرما رہے ہین سب ہمہ دار عرض کرتے ہین کہ پروردگار مالک و حاکم ہی کوئی سبب ضرور

پیدا کریگا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی بادشاہ نے دیکھا کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار لشکر شاہ مین آئے پردہ اُٹھا کر اندر پہونچے بادشاہ برائے
تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے بادشاہ کو عمرو نے سلام کیا بادشاہ نے خواجہ عمرو کو گلے لگا لیا عمرو
نے کہا کہ یہ خالی خالی اعزاز و اکرام مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا ای شہنشاہ اتنے تابعدار
ساتھ ہین اگر دس دس روپیے دین تو کئی ہزار ہو جائین آپ آگاہ ہونگے اور خبر سُنی ہو گی
کہ مہاجنون کا آج کل یورش ہوا یک مہینے مین سود بھی نہین پہونچا بادشاہ نے فرمایا کہ ای خواجہ
تمنے سُنا کہ ظلمانہ گوشہ نشین آئی ہوئی ہو اُسنے بڑی بدعت کر رکھی ہو اول میثاق کو وہ گردان
گرفتار ہوا بعد اُسکے گلگونہ اسیر ہوئی پھر فیروزہ واسطے عیاری کے گیا وہ بھی مبتلا سے
آفت ہوا بعد ازان اُسنے طبل جنگی بجوایا دونون لشکر میدان مین آے بحرین فراق مین میثاق
کے بیقرار ہو رہی تھین وہ ظلمانہ پر جا پڑین چند تیر آپس مین رد و قدح کے ہوے تھے کہ ظلما
تو بلاے روزگار ہی بحرین کو بھی گرفتار کر لیا پھر عنبر افشان نے جو بحرین کا یہ حال دیکھا اُسنے
بھی سحر کیا یہ بیچاری بھی گرفتار نتیجہ مصیبت ہوئی پانچ آدمی گرفتار ہو کے دربار جمشید ثانی مین
جا چکے ہین نہین معلوم اُن بیچارون پر کیا آفت گذری اور اُس مردود نے کیا بدعت کی ہو
خداوند عالم اُن بیچارون کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے ای عمرو نامدار کوئی تدبیر ایسی فرمایئے
کہ ظلمانہ خواہ گرفتار ہو کر اطاعت کرے یا قتل ہو اور یہ پانچون آدمی رہائی پاوین تو بیشک
آپ کا بھی فائدہ ہو خواجہ نے کہا کہ ای فرزند تم میرے افلاس سے بخوبی واقف ہو اسقدر
خرچ ہی کہ جسکا بیان نہین ہی اور جو کچھ کہ تمھارے دادا جان دیتے ہین اُس سے بھی آگاہ ہو
بظاہر اور کوئی آمدنی نہین اب یہ نوبت ہی کہ مہاجنون نے قرض دینا موقوف کر دیا ہی بہرا
باہر نکلنا مشکل ہی اُن کے ملازم لوگ میری فکر مین رہتے ہین کہ جہان کہین مین ملجاؤن مجکو
گرفتار کر کے اپنے مالک کے پاس لیجاوین تو ای نور نظر مین نے باہر نکلنا بالکل چھوڑ دیا اور
ایسے ایسے گلی کوچون سے راستہ چلتا ہون کہ انسان کا تو کیا ذکر جانور تک اُس راہ سے
نہین گذرتے البتہ کوئی ایسی فکر کرو کہ اصل کا ادا ہونا تو درکنار صرف ایک یا دو مہینے
کا سود مہاجنون کو پہونچ جاے تو ایک آدھ مہینے کی فرصت ہو جاے شاید کوئی ترکیب

ہیں پڑے بادشاہ اگرچہ شکستہ دل ہو رہے تھے مگر خواجہ کی اس تقریر سے مسکرائے اور کہا
ای عمر نامدار ہمیشہ آپ کی یہی حالت رہتی ہے کبھی آپ کو خوش نہ دیکھا خواجہ نے کہا کہ ہان ٹھیک
کہتے ہو جسپر پڑتی ہے وہ ہی خوب جانتا ہے بادشاہ نے پچیس توڑے منگوا کر سامنے رکھے عمرو
نے کہا کہ ای فرزند یہ تو اُسکے ایک ملازم کی رشوت ہے جب اُسکے مصاحبون کو ملاؤنگا تب
کہین مطلب نکلیگا بادشاہ نے مسکرا کر اور دو توڑے منگوا دیے عمرو نے وہ سب روپیہ لیکر
نذر زنبیل کیا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران اس زمانے مین صحرا سے جہان پیما مین اُترے
ہوے ہین اُنھون نے مجکو واسطے تمھاری خیر و عافیت کے روانہ کیا تھا تمکو مناسب ہے کہ
ایک عرضی بنام صاحبقران اس واقعہ کی لکھو وہ بھی ضرور تشریف لاوینگے اور ایک
ساحر زبردست مطیع ہوا ہے بہوت کاسہ گزار نامے کہ جو جمشید ثانی کے مقابلے کے لائق
ہے اور یہ ساحرہ بھلا اُس سے کیا مقابلہ کر سکتی ہے بادشاہ نے اُسی وقت ایک عرضی بنام
صاحبقران روانہ کی مضمون جسکا یہ تھا کہ ای ولی نعمت جمشید ثانی سے ظلمانہ گوشہ نشین
کو طلب کیا ہے اور وہ میرے مقابلے مین آئی ہوئی ہے کہ جسکی بدعت سے اس وقت تک پانچ آدمی
گرفتار ہو چکے ہین اور اب خواجہ نامدار بھی تشریف لائے ہین حضور کو مناسب ہے کہ بملاحظۂ
عرضی ہذا بہت جلد تشریف لائیے تاکہ قوت فدوی کی زیادہ ہو واجب جانکر عرض کیا۔
اور اُسکو ملفوف کر کے طرف خونخوار بلند بالا کے متوجہ ہوے اور کہا کہ ای خونخوار
کسی طرح اس عرضی کو صاحبقران کے پاس بھجوا دو خونخوار نے اُسی وقت ایک طائر
سفید رنگ جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر وہ عرضی گلے مین اُس طائر کے ڈال دی
وہ طائر زفیل مار کر طرف صاحبقران کے روانہ ہوا کہ پہونچنا طائر کا اور آنا صاحبقران
کا مین وقت پر آئندہ لکھونگا یہان خواجہ عمرو اُسی وقت بانہا سے عیاری سے آراستہ
ہو کر طرف لشکر ظلمانہ کے روانہ ہوے لشکر مین ایک فقیر بنکر دریافت کیا کہ ملکہ عالم کیا
کر رہی ہین جادوگرون نے بیان کیا کہ بادشاہ جہجاہ سے مقابلہ ہے دیکھین کیا ہے سپر ہو ظلمانہ
جادو سحر تیار کر رہی ہین خواجہ نے پشت پر اُس خیمے کے آکر نقب لگائی مہرہ نقب کا سامنے
ظلمانہ کے ٹوٹا ظلمانہ نے دیکھا کہ زمین سے کوئی شخص نکلتا ہے اس طرح جست کر کے خواجہ نکلے

کہ ظلمانہ سمجھی کوئی ساحر زبردست ہے خواجہ نے پکار کر آواز دی کہ ہم فرستادہ خداوند جمشید ثانی
ظلمانہ نے جو اُس ساحر کو دیکھا اور نام جمشید کا سُنکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا اے ساحر زبردست تیرا
کیا نام ہے اور اس طرح کیوں آئے خواجہ نے دست بستہ عرض کی کہ قدرت نے فرمایا تھا
کہ ساحران جلیل لشکر اسلام کے گرفتار ہو چکے ہیں عیار بھی بادشاہ کا گرفتار ہو گیا شاگرد
وغیرہ اُسکے پھر رہے ہیں کہ جہاں جادوگر کو پاویں مار ڈالیں مجکو حکم ہوا کہ زمین کے اندر سے
جاؤ اور اس خیمے کا پتہ دیا تھا کہ ملکہ وہاں ملیں گی ظلمانہ نے کہا خیر تو ہے ساحر نے عرض کی کہ
اے ملکۂ عالم ظاہر میں تو خیر و عافیت ہے باطن کا حال نہیں معلوم نامے میں سب کچھ لکھا ہے ملاحظہ
فرمایئے آپ پر سب ظاہر ہو جائیگا ظلمانہ نے نامہ ہاتھ میں لیا چاہتی ہے کہ پڑھے دن کہ آسمان پہ
تارہ چمکا ظلمانہ حیران ہو گئی کہ دن دہاڑے تارہ کہاں سے آیا پکار کر آواز دی کہ اے سیارہ
جادو خیر تو ہے وہ ستارہ ٹوٹ کر گرا ایک ساحر حبیب ظاہر ہوا کہا کہ اے ملکۂ عالم اپنے کو بچائیے
یہ عیار مسلمانان ہے ظلمانہ نے ہاتھ بڑھایا اور قصد کیا کہ عمرو کو گرفتار کروں خواجہ نے خنجر اُسکے
ہاتھ پر مارا کہ ظلمانہ کا ہاتھ زخمی ہوا چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤں ظلمانہ نے آواز دی کہ ارے
لینا یہ جانے نہ پائے گوشہ ہائے باغ سے چند زنگی پیدا ہوئے راستہ عمرو کا روک دیا ایک
زنگی نے عمرو کو پکڑ لیا اور کشاں کشاں سامنے ظلمانہ کے لایا عمرو نے جھک کر ظلمانہ کو سلام کیا
اور کہا اے ملکۂ عالم میں مدت سے ملاقات کا طالب تھا کوئی ذریعہ نہ نکلتا تھا لہذا حاضر ہوا کہ
آپکا امتحان کروں ظلمانہ نے کہا کہ او مکار تو نے ملک کے ملک ساحروں کے تباہ کر دیے
میں بھلا تیری بات کا یقین مانوں گی اے شمشیر جادو جلد حاضر ہو ایک کنیز بڑی سو رہی تھی
آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ اے شمشیر تو نے سُنا نگوڑا ساربان زادہ میری
فکر میں آیا تھا مگر میں نے گرفتار کیا اسکو لیجا کر خداوند کے جا کر سپرد کرو کہنا اور دن کا تو
آپ کو اختیار ہے اگر آپ نے اسکو قتل کیا تو لشکر اسلام کا خاتمہ ہے یہ کلید قتل مسلمانان ہے
شمشیر نے یہ سُنکر عمرو کو باندھ لیا فوراً روانہ ہوئی گر ظلمانہ عمرو کو روانہ کر کے لیٹ رہی
سو گئی عالم خواب میں ایک خواب عجیب پریشان دیکھا کہ آسمان [illegible] شمشیر جادو
بود ایک ساحر سامنے کھڑا کہہ رہا ہے کہ اے ظلمانہ ہوشیار ہو ایسا نہ ہو کہ اب آ کر وہ عیار

تمیر حملہ کرے طلمانہ گھبرا کر اُٹھی مگر شمشیر جادو جو خواجہ عمرو کو لیکر چلی راہ میں خواجہ رونے لگے شمشیر نے پوچھا کہ خواجہ کیون روتے ہو پہلے نہ سمجھے کہ یہ ساحرہ بلاسے روزگار ہے ہم اس پہ عیاری کرتے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکہ عالم اُس بدنصیب کی تقدیر کو روتا ہون کہ کیا کم نصیبہ ہو کہ جب سامان ہوا کوئی نہ کوئی فتور پڑ گیا آج روپیہ لیکر نکلا کہ اسباب شادی خریدون کہ یہ اتفاق ہوا مین گرفتار ہو گیا شمشیر نے پوچھا کہ وہ کون ہو عمرو نے کہا کہ وہ نواسی میری ہو اُسکا کوئی والی وارث نہین ہو مین نے اُسے پرورش کیا جا بجا سے بھیک مانگ کر کچھ روپیہ جمع کیا کہ اُسکی شادی کر دون وہ روپیہ لے لیجیے مگر میری سفارش خداوند سے کیجیے شمشیر سوچی کہ قیدی کے کہنے کا کون اعتبار کریگا روپیہ لیلو عمرو سے کہا کہ کسقدر روپیہ ہو عمرو نے کہا کہ بہت کچھ ہو ایک رومال نکال کر دیا کہا دیکھیے اسقدر تو یہ ہو شمشیر نے رومال کو کھولا جیسے ہی رومال کھولا دیکھا اُسمین اشرفیان اور روپیے بندھے ہوئے ہین شمشیر خوش ہو گئی دو تین بوٹلے خواجہ نے دیکر ایک ڈبیا نکالی کہا ای ملکہ عالم اس مین میری روح ہو یہی ڈبیا باعث زندگی ہو مگر تم کو دیتا ہون کہ میری چلکر خداوند سے سفارش کرنا شمشیر نے کہا کہ کیون شامتین آئی ہین فوراً قتل کیے جاؤ گے ملکہ طلمانہ نے نامے مین لکھ دیا ہو بھلا میری سفارش کیا کارگر ہوگی اسلیے کہ اُنھون نے نامے مین یہ لکھ دیا ہو کہ اُن قیدیون کو تو قید رکھنا مگر خواجہ کو بہت جلد قتل کرنا ای عمرو یہ بتا دے کہ اس ڈبیا مین کیا ہو عمرو نے کہا کہ تم کھول کر دیکھ لو مین زبان سے نام نہ لونگا خداوند لقا جو ہین اُن کے یہان لوٹ مین یہ ڈبیا بھی پائی تھی اسپر نوشتہ لگا تھا اُس مین لکھا تھا کہ ای باشندگان باختر اس ڈبیا مین وہ شی رکھی ہو کہ چشم فلک نے نہ دیکھی ہوگی مین نے کھول کر نہین دیکھا سمجھ لیا کہ اس مین جواہرات ہو اب تمھاری تقدیر کا جو کچھ ہو شمشیر نے ڈبیا کو کھولا ڈبیا سے دھوان نکلا دماغ پہ پہونچا اگر کر بیہوش ہوئی خواجہ نے خنجر سے اُسکو قتل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شمشیر کی شکل بنے اور طرف لشکر طلمانہ کے روانہ ہوے روپیہ اپنا لیکر زنبیل مین رکھ لیا جب لشکر مین آے کنارے پر لشکر کے خیمہ ملا کہ اُسمین سے گانے کی آواز آ رہی ہو کہ جیسے کوئی خوش آواز لحن داودی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہو نظم

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا		رنگ حیرت سے زمانے کو بدلنے نہ دیا
لاکھ احسان جنازے پہ گران باری کے		دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے نہ دیا

کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو — نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے نہ دیا
کبک و طاؤس مین تلوار مقرر چلتی ہے — نازکی نے اُسے گلشن مین ٹہلنے نہ دیا
کبھی نالے نے دکھائی نہ بہار تاثیر — شجر ای عشق دیا پھولنے پھلنے نہ دیا
تھی جدھر بزم مین آنکھ اُسکی اُدھر سے پھیر کی — بخت نے گردش ساغر کو بدلنے نہ دیا
دل گرے خاک مین ہر چند اُٹھے اُٹھ نہ سکے — تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے نہ دیا
بام پر آ سکے نہ وہ ہم بھی وہین ہوتے جلا — رنگ کی کچھ تپش شوق اُچھلنے نہ دیا ۔۔۔

خواجہ یہ آواز سن کر اُس خیمے مین آئے دیکھا چند کنیزین خوشیان کر رہی ہین خواجہ سلام کرکے بیٹھے ایک کنیز سے کہا کہ تو بھی مین کچھ گاؤن یہ کہکر عمرو نے ڈھول لیکر بجایا اور چند اشعار گائے کنیزین خوش ہوگئین کہا کہ ای شمشیر تم تو بڑی خوش آواز ہو راگ و راگنی مین بھی دخل رکھتی ہو عمرو نے کہا کہ مین ساربان زادے کو لیکر گئی تھی راہ مین اُسنے فیل کیے جھلا کر مین نے ایک ٹھوکر ماردی کہ منہ کے بھل زمین پر گرا اور اسقدر منہ سے خون جاری ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس مقام پر ڈھیرے بھرے ہوئے ہین تڑپ کر اُسکا دم نکل گیا مین نے لاشہ اُسکا جنگل مین پھینکدیا مین ادھر پلٹی اور وہ اُٹھ کر بھاگا ہر چند دوڑی پھر اُسکو نہ پایا آواز جو سُنی کہ ہماری بہن گا رہی ہین مین بھی شریک ہوگئی یہ کہکر ایک کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا تو اکنارے چلو تو اور ایک معاملہ بیان کرون محمودہ کو ساتھ لیکر ایک گوشے مین آئے کہا دیکھو وہ سامنے مقام تک کہ جہان لاشہ عمرو کا مین نے پھینکا تھا محمودہ پلٹی کہ اُس طرف دیکھے خواجہ نے کمند مار کر جلدی سے حباب ماردیا کہ محمودہ بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو کنارے ڈالدیا اب اُسکی شکل بنکر کنیزون مین آملے اور پھر کنیزون سے رخصت ہوکر طرف ظلمانہ کے چلے یہان ظلمانہ کہہ رہی ہے کہ نہین معلوم شمشیر جادو پر کیا گذری کہ محمودہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ حضور نے سُنا شمشیر کو عمرو قتل کرکے نکل گیا مین نے پیچھا کیا آخر نہ پایا بھاگ کر وہ نکل گیا ظلمانہ نے کہا کہ ای محمودہ مین نے ابھی خواب مین بھی دیکھا کہ شمشیر قتل ہوگئی مگر تم وہان کہان گئی تھین عمرو نے کہا کہ اتفاق سے نکل گئی وہان جاکر یہ معاملہ دیکھا حضور بخوبی آگاہ ہین کہ مجھے شمشیر سے بڑی محبت تھی ظلمانہ نے کہا کہ جاؤ جاکر بیٹھو اس مقدمے مین دخل نہ دو مین تدبیر کر لونگی عمرو نے کہا کہ ای ملکہ عالم

مین دیکھتی ہون کہ آپ اُداس بیٹھی ہین شراب پلاؤن کوئی ساز بجاؤن ابھی آپ کو خوش مزاج کردونگی
ظلمانہ نے کہا کہ ارے کیا شراب پیئیگی محمودہ نقلی نے سر ہلاکر کہا کہ اگر آپ کی خوشی ہو یہ کہکر
جام لبریز کیا کہا نوش فرمائیے ظلمانہ نے جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی ظلمانہ نے
کہا کہ یہ کیا ہوا مگر مین ابھی دریافت کرتی ہون یہ کہکر ایک دستک دی گوشۂ خیمہ سے ایک ساحر
پیدا ہوا ظلمانہ سے آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ عمرو عیار ہے اسکو گرفتار کرلیجیے ظلمانہ نے کہا کہ پکڑ لے
خواجہ عمرو نے قصد کیا تھا کہ نکل جاؤن مگر اُس ساحر نے آکر ہاتھ پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ کیون
مین نے کیا کیا اُس ساحر نے کہا کہ ملکہ ظلمانہ کامل و اکمل ہین مین اُنکا بیر ہون تجکو گرفتار کرکے
بیچلونگا محمودہ نقلی نے کہا کہ مین حاضر ہون مگر پشت پر آپ کی کون کھڑا ہے جیسے ہی وہ بیر لیٹا
عمرو نے لپٹ کر ایک خنجر مار دیا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا اور آپ جست کرکے بھاگے ظلمانہ نے
دیکھا کہ عمرو عیار نکل گیا اور بیر میرا مارا گیا اپنے مقام سے اُٹھی جھومتی ہوئی باہر آئی پکار کر
آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے کنیزین حاضر حاضر کہکر دوڑین ایک کنیز سے کہا کہ جھپٹ کر
صحرا مین جا عمرو عیار جاتا ہے اُسے گرفتار کرلا مگر خبردار زبان سے کچھ نہ نکالنا کہ مین نے عمرو
عیار کو پکڑا ہے وہ بڑا حیلساز ہے وہ کنیز موسوم بہ گلچہرہ صحرا کی طرف روانہ ہوئی جنگل مین آکر
دیکھنے لگی چہار جانب دیکھا جب کہین عمرو کا پتہ نہ ملا تو دیکھا ایک جھاڑی ہل رہی ہے چھپ کر
دور سے دیکھا کہ عمرو جھاڑی مین چھپا بیٹھا ہے مگر لباس بدل رہا ہے اُس کنیز نے جھولی سے ایک
گولہ فولادی نکالا چاہا کہ پھینک کر گولہ مارون کہ پشت پر سے آواز آئی کہ ای گلچہرہ خبردار بے ادبی
نہ کرنا یہ مقدمہ عمرو عیار ہے گلچہرہ نے چاہا کہ پلٹ کر دیکھے کسی نے حلقہ کمند کا گلے مین ڈالدیا اور
جھٹکا مارکر حباب مار دیا بیہوش کرکے ایک غار مین پھینکدیا اور گلچہرہ کی شکل بن کر چلے لشکر مین
جو آئے جسنے پوچھا کہا تو اوہ چھلاوہ میرے ہاتھ سے بھی آگے چلتا ہے اسی وجہ سے مین نے اُسکا پیچھا
نہین کیا کہ بھاگتے کا زیادہ پیچھا نہ کرنا چاہیے آخر اُسی کی شکل بنے ہوئے روبرو ظلمانہ کے آئے
کہا ای ملکہ مین اپنی جان کے خوف سے بھاگ آئی ظلمانہ نے کہا کہ جاؤ جاکر بیٹھو جب ہم بلائین
تب آنا اگر نہ بلائین تو نہ آنا خواجہ ناچار ہو کر لپٹ آئے ظلمانہ گرد خیمہ کے حصار کرکے بیٹھی
اور پکار کر آواز دی کہ ای بی گلچہرہ آؤ گلچہرہ اُٹھکر سامنے آئی ظلمانہ نے کہا کہ ای گلچہرہ مجھے تجھپر

شاک ہوتا ہی خواجہ نے گھبرا کر کہا مین تو مجبور و ناچار ہون ظلمانہ نے کہا کہ ای گلچہرہ شمشیر ایسی
ساحرہ کا قتل ہونا میرے کلیجے پر تلوار پھر گئی مدت کی ملازم سحر مین طاق شہرۂ آفاق تھی آج اُسکو
ساربان زادے نے مارا اُسکے عزیز و اقارب جو پوچھین گے تو مین اُنکو کیا جواب دونگی جب سے مجکو
بڑا افسوس ہی مین نے خواب مین بھی دیکھا تھا کہ ایک شخص کھڑا کہہ رہا ہی کہ عمرو نے شمشیر جادو
کو مار ڈالا وہ خواب سچا ہوا گلچہرہ نقلی نے کہا کہ حقیقت مین عمرو کا گرفتار ہونا دشوار ہی وہ بلا کا عیار
ہی مین جا کر پھر تلاش کرتی ہون ظلمانہ نے سر ہلا دیا خواجہ یہ فقرے بنا کر بہ ہزار خرابی سامنے
سے ظلمانہ کے ہٹے عمرو بشکل گلچہرہ بھاگ کر نکل گیا جب ظلمانہ نے دیکھا کہ گلچہرہ نکل گئی جھولی سے
کاغذ نکالا اُس مین دیکھ کر زانو پر ہاتھ مارا دوسری کنیز جو کھڑی تھی اُسنے پوچھا کہ واری کیا ہوا
ظلمانہ نے کہا کہ بشکل گلچہرہ عمرو عیار آیا تھا مین نے دھوکا کھایا اُس ظالم کو نہ پہچانا سامنے سے
آ کر نکل گیا سب نے کہا کہ جب آپ سے عمرو کا یہ حال ہی تو ہمارا کیا ذکر سو دھوکے عمرو کے ہاتھ
سے کھاوین گے ظلمانہ نے کہا کہ جسدن قصد کرونگی اگر سو پردے مین ہوگا فوراً گرفتار کر لاؤنگی
یہ کہہ کر حکم دیا کہ چند کنیزین واسطے گرفتاری عمرو کے جاوین اور ڈھونڈھ کر ساربان زادے کو
لاوین کنیزین براے تلاش عمرو نکلین اُنہین سے ایک کنیز شمعون بلاخوار نامے کا ایک صحرا مین گذر
ہوا خواجہ سے سامنا ہوا شمعون نے پکار کر کہا کہ خواجہ ٹھہر جاؤ اب آگے نہ بڑھنا اسی مین
خیر ہی مین آ پہونچی عمرو نے جو شمعون کی آواز سُنی بے خوف ٹھہر گئے شمعون دوڑ کر قریب آئی
اور کہا کہ کیون خواجہ اب کہو تمہارا کیا حال کرون خواجہ نے کہا وہ عمرو سامنے چھپا ہوا
بیٹھا ہی دیکھو کپڑے بدل رہا ہی شمعون تو اُدھر پلٹی عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے
خواجہ نے قصد کیا کہ اسکو بیہوش کرون کہ درخت پر ایک طائر ظاہر ہوا آواز دی کہ ای
شمعون عمرو کو پا گئین اب نہ چھوڑنا خطا کرنے جو یہ آواز دی شمعون نے چاہا کلائی پر
ہاتھ ڈالدون عمرو نے خنجر مارا کہ ہاتھ شمعون کا اُڑ گیا شمعون کا ہاتھ کاٹ کر خواجہ عمرو
بھاگے شمعون ہاتھ کو پکڑے تڑپ رہی ہی کہ ظلمانہ مع چند کنیزون کے آ کر پہونچی ظلمانہ
نے کہا کہ ای شمعون کیا معرکہ ہوا شمعون نے کہا عجب اتفاق ہوا مین نے چاہا اُسکو پکڑ لون
اُسنے خنجر مار دیا کہ میرا داہنا ہاتھ اُڑ گیا ظلمانہ نے جھلا کر کہا کہ ای شمعون تم جا کر بیٹھو

اب مین خود ساربان زادے کو لاتی ہون اس ہاتھ کاٹنے کی وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ کہکر
اُڑتی ہوئی چلی لیکن خواجہ ایک نخل کے سایے مین آکر پہونچے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھے گرد و
آنکھین کھول دی ہین کہ دیکھا صحرا کی طرف سے گرد اُڑی کئی لاکھ جادوگر نمایان ہوے طلمانہ کا
بھی اتفاقاً اسی طرف گذر ہوا اِسنے دیکھا کہ سرسام جادو وشیر جمشید مع کئی لاکھ جادوگرون کے
آکر پہونچا طلمانہ اُتر کر نیچے آئی کہا بھائی صاحب عجب بات ہی ساربان زادے نے مجکو حیران
کر رکھا ہی کہین اُسکا پتہ نہین ملتا مین نے بڑی بڑی کوشش کی سرسام نے کہا کہ آپ چلکر خیمے
مین تشریف رکھیے مین اُسکو ابھی لاتا ہون یہ کہکر طلمانہ کو واپس کیا اور آپ تلاش مین عمرو
کی روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو جابجا چھپتے پھرتے ہین اور اسی خیال مین ہین کہ جس طرح بنے طلمانہ
کو قتل کرون لیکن سرسام خواجہ کو ڈھونڈھتا ہوا ایک صحرا مین گذرا دیکھا کہ ایک نازنین تنہا
کمر چالاک وحشت جنگل مین پھر رہی ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

وہ پھر کے آپ تو آتا اگر جواب نہ تھا	پیامبر تھا الٰہی مرا شتاب نہ تھا
ارادہ کرتی تو جان جسد مین نکلجاتی	ہجوم غم شب فرقت مین سد باب نہ تھا
یہ کم ہوا تھا سیاہی مین شام فرقت کی	کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ تھا
اُٹھا سکے ہیچ پکارا یہ کوے یار مین دل	بہشت مین تو الٰہی کوئی عذاب نہ تھا
تمہارے عشق کا شوخی نے پردہ فاش کیا	یہ رنگت پہنچے ہی والا تہ نقاب نہ تھا
اُٹھا دیا جو خراباتون نے محفل سے	خدا انجوز اسے مین تارک شراب نہ تھا
گناہ بوسے جو گھبرا گیا مین روز حساب	ابھی تو پرسش اعمال تھی حساب نہ تھا
تمھارہ یار مین سہنا تھا تو مشکل ہی	جلال لطف سے خالی کبھی عتاب نہ تھا

سرسام نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا گھبرا گیا دل سے کہتا تھا کہ یہ مہ جبین اور یہ مقام ہولناک
معلوم ہوتا ہی دیوانی ہو گئی اپنے گھر سے نکل آئی اسکو سمجھا کر قبضہ مین کرون یہ سوچکر آسمان پر سے
اُتر آیا قریب آکر کہا کہ اے مہ جبین یہ کیا معرکہ ہی کیون پریشان پھر رہی ہی اُس نازنین نے صورت
سرسام کی دیکھی اور ایک چیخ مار کے گری دانت وغیرہ بیٹھ گئے اور بیہوش ہو گئی آثار موت
چہرے سے نمایان ہوے سرسام رونے لگا جی مین کہتا ہی کہ کیا غضب ہوا میری شکل مین کیا تھا

کہ مجکو دیکھکر بیہوش ہوگئی یا خدا وند جمشید ثانی اسکی جان بچائیو یہ کہکر قریب آکر دیکھا کہ بغل میں ایک
کاغذ تھا وہ زمین پر پڑا ہی سرسام نے جو اُسے اُٹھاکر دیکھا اُس کاغذ میں اپنی تصویر پائی جو یہ
کہتا ہی کہ میری تصویر پر یہ عاشق ہوئی اب راضی کرنا کتنی بڑی بات ہی قریب بیٹھ گیا سر اُس
نازنین کا سینے سے لگایا پانی چھڑکا اُس نازنین کو ہوش آیا سر اپنا زانو پر سرسام کے پایا بیتاب
و بیقرار ہوکر آواز دی کہ او ظالم آج میرے ہون پھرے کہ تو نے میرا سر زانو پر رکھا مجکو یقین ہوا
کہ عشق نے اپنا رنگ دکھایا سُناکرتے تھے کہ عشق میں بڑے شور ہین اب آج یقین ہوا کہ عشق
تاثیر دار چیز ہی کہ مین بیقرار ہوکر گھر سے نکلی اُس کا انجام بخیر ہوا کہ تجھ تک پہونچی تیری تصویر
ایک سوداگر فروخت کرتا تھا ایک صندوقچے مین رکھی تھی مین نے اِس تصویر کو دو سو روپئے
کو خرید کیا جس وقت سے تصویر دیکھی اپنے آپ مین نہین رہی آخر گھر سے نکل آئی یاد آیا کہ
مجنون دلریش عشق لیلی مین کیسا بیقرار تھا ایک دن لیلی جو اونٹ پر سوار ہوئی ہانکنے والا
سو رہا اونٹ پھرتا ہوا دشت نجد مین لایا لیلی سے مجنون ملے اپنی جفائین بیان کین لیلی نے کہا کہ
مین موجود ہون جو تیری خواہش ہو وہ پوری کر مگر مجنون تو پاک اعتقاد تھا اُسنے کہا کہ اب تو
سوار ہو جا پھر جب ملوگی اُس وقت مطلب دلی حاصل ہوگا وہ اُسی وقت سوار ہوگئی شاید
مجکو بھی عشق تاثیر دکھائے معشوق کسی مقام پر مل جائے تو وہ امید اب پوری ہوئی اب مجھے
لیچلو جہان کہو وہان رہون مگر تم سے جدا نہ ہون یہ کہکر اپنا سر پیٹنے لگی سرسام نے ہاتھ تھام لیا
کہا کیون ملکۂ عالم کا ہے کو سر پیٹتی ہو مجھسے کبھی خطا نہ ہوگی ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا کوئی دقیقہ
خدمت کا اُٹھا نہ رکھونگا اُس نازنین نے پٹکے پکڑکے دو تمانچے مارے کہا او ظالم ہمارا خیال تجکو
بالکل نہین اگر محتاج ہی تو زیور حاضر ہی اسکو فروخت کر اپنا مطلب نکال کہ میری آرزوے دل
پوری ہو اور اگر صاحب مال ہی تو خیر زیور رہنے دے جس وقت تجکو خواہش ہوگی سب
اسباب لے لینا مین ہرگز عذر نہ کرونگی یہ سُنکر سرسام ہنسنے لگا کہتا تھا کہ اے ملکۂ عالم مین کسطرح
خدمت سے باہر نہین ہون اُس مہ جبین نے جیب مین سرسام کی ہاتھ ڈالا ڈبیا گلوریونکی
نکال لی ایک گلوری آپ کھائی اور ایک سرسام کو دی سرسام خوشی خوشی کھا گیا نازنین نے
ہاتھ تھام لیا کہا کیون صاحب یہ بدعت کیا ضرور ہی مجکو اسی جنگل مین رہنے دو مجھے یہ ویرانہ

پسند ہی دل بہت دردمند ہی علاوہ اسکے میرا باپ صاحب مال و دولت ہی جو مانگوگے وہ پیش
کرونگی مین محتاج کے گھر کی نہین ہون سرسام کو وہ گلوری کھاکر بیقراری ہوئی کہا صاحب
میرے کلیجے مین آگ لگ گئی ہڈیان جل رہی ہین نازنین نے کہا معلوم ہوتا ہی تمباکو زیادہ تھا اُسی
کی وجہ سے یہ بیقراری ہی ذرا اُٹھ کر ٹہلو کہ تاثیر تمباکو کی موقوف ہو یہ سُنکر سرسام اُٹھا چاہا ٹہلے
بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا اُس نازنین نے خنجر کھینچا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو ست
عمر وم که کلاه از سر قیصر ببرم ۔ رنگ از رخ مہتاب ید اخضر ببرم ۔ در مجلس خسروان چو گردم
ساقی ۔ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ۔ نعرہ کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک و قصہ پاک ہوا عمرو نے کپڑے
اسکے اُتار لیے چاہا کہ بھاگون کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ آیا سامنے ایک غار تھا خواجہ اُس مین
کود پڑے بہ نگاہ غور دیکھا کہ وہ ابر آکر پھٹا طلمانہ جادو لاش پر سرسام کی آئی بھائی بھائی
کہکر پیٹنے لگی چند کنیزین جو ساتھ تھین اُنھون نے لاشہ اُٹھایا طلمانہ نے لاشہ سرسام کا لیجاکر صحرا
مین جلایا لیکن خواجہ عمرو حیران ہین کہ مین کیا کرون کیونکر اسکو لون کسی طرح طلمانہ پر پنجہ
قابض ہو تو مزہ ہو مین اگر غار مین نہ کود پڑتا تو یہ گرفتار کرلیتی ایسی چست و چالاک ہی کہ ہر وقت
خیال رکھتی ہی یہ سوچ کر غار سے نکلے صورت ایک طفل کی بنائی دوڑ کر طلمانہ سے لپٹ گئے کہا
کیون نانی امان آپنے مجکو یون فراموش کیا کہ جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون اگر کوئی سُن پائے کہ صاحبزادے
اس جنگل مین پھر رہے ہین تو آپ پر کیا طعن و تشنیع کرے میری اچھی نانی امان مجھے ساتھ لیچلو طلمانہ
نے اُسی وقت عمرو کو ہاتھ پکڑ کے ابر پر بٹھا لیا چاہا اپنے ساتھ لیچلون اُس طفل نے اپنے تئین ابر
سے گرادیا اور زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا کہتا تھا کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کہانتک
میرے ساتھ کجروی کریگا مین یہان سے نہ جاؤنگا اسی جنگل مین پھرونگا طلمانہ نے ہاتھ تھام کر کہا
کہ اے نور نظر مین نہین چاہتی کہ تمکو ملال پہونچے ایسے مقام پر تمکو رکھون کہ سب کو رشک ہو عمرو نے
کہا کہ بٹھیر جائیے جو میرے حق مین بہتر ہو وہ فرمائیے طلمانہ نے کہا کہ اے فرزند مین نہین چاہتی
کہ تمکو رنج پہونچے باغ مین لیجاکر رکھونگی کنیزین براے خدمتگزاری مقرر کرونگی ہر وقت اُنسے
کھیلا کرنا اب خواجہ حیران ہین کہ کس طرح اسکو مارون ناگاہ ایک طائر ایک نخل پر آکر بیٹھا کچھ
زمزمہ سرائی کرکے چلا گیا طلمانہ تو پاس کھڑی تھی ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا اے سارہ بان زادے

میرے سحر نے مجکو خبر دی ورنہ تو نے تو دام مکر مین پھنسا یا تھا اب بھلا میرے قبضے سے کہان جائیگا
عمرو نے چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر بھاگون خیال کیا کہ زمین پانون پکڑے ہوے ہی مگر ظلمانہ نے عمرو کو
گرفتار کیا اور کشان کشان لے چلی خواجہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ ای ملکہ عالم مین عمرو عیار
نہین ہون ایک صحرا نورد ہون مجکو مصیبت مین نہ پھنساؤ ورنہ میری جان جائیگی آپ [illegible]
آئیگا ظلمانہ نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا صورت اصلی
نکل آئی ظلمانہ نے کہا کہ او ظالم اب تو مفصل معلوم ہو گیا کہ تو وہی ساربان زادہ ہی کہ
کیا تجھے زندہ چھوڑ دونگی ابھی چل کر قتل کرونگی خواجہ ناچار ہوے کہا ای ملکہ عالم مین تمہاری
ملازمت چاہتا ہون حمزہ کی نوکری سے بیزار ہون صرف تین روپئے مہینہ ملتا ہی اُسمین بھی
غیر حاضریان کاٹ لیتے ہین اگر تم مجکو ملازم کرو تو مین سب کو مار کر تم کو بادشاہ کرون اور
جمشید ثانی کو بھی قتل کر ڈالون ظلمانہ نے کہا کہ او عمرو تو نے بڑی خلافت و ہرزہ یان کہین اب
تیری بات کا اعتبار نہین آتا عمرو نے کہا کہ آپ بھی ایک مرتبہ امتحان کر لیجیے اگر خلاف مرضی کچھ
کام کرون تو جو دل چاہے سزا دیجیے گا عمرو ہر چند تڑپا پھڑکا مگر ظلمانہ نے کچھ اسکا کہنا نہ
قبول کیا اور گرفتار کر کے لے چلی اول اپنے لشکر مین آئی سردارون سے کہا کہ صاحبو سام
بھائی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا مگر مین نے کہ رکھا تھا مین وقت پر پہونچگئی اب اس ظالم کو
گرفتار کیا ہی بخدمت خداوند جمشید لیے جاتی ہون تم لوگ گھبرانا نہین مین پلٹ کر آتی ہون
لشکر والون کو سمجھا کر روانہ ہوئی جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی یہی ذکر کر رہا
ہی کہ نہین معلوم ظلمانہ پر کیا گذری کہ لوگون نے عرض کی کہ ملکہ ظلمانہ آتی ہین جمشید نے
سردارون کو اشارہ کیا کہ استقبال کر کے لاؤ ظلمانہ سامنے آئی کہا یا خداوند آج مین نے
بڑا کار نمایان کیا ہی ہر چند کہ بھائی قتل ہو گیا مگر خیر کیا نقصان ہی اُسکا جام عمر لبریز ہو گیا تھا
مگر یہ ساربان زادہ تو میرے ہاتھ سے گرفتار ہوا جسنے ملک کے ملک مٹا دیے دمامہ ایسی
ساحرہ کو مارا ساحر ہشمش کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا اُسکو دریاے قلزم مین جا کر مارا
جمشید عمرو کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہا ای ظلمانہ تم جا کر طلسم کشا کے لانے کی تدبیر کرو مین
کل میدان خونی کی تدبیر کرونگا سر میدان اِسکو قتل کرونگا ظلمانہ نے عمرو کو دیکر جمشید سے

کہا یا خداوند قتل مین عمرو کے زیادہ دیر نہ کیجیے گا جمشید ثانی نے کہا کہ آج نامے ہر طرف روانہ کرتا ہون رات بھر تیاری ہوگی صبح کو اسکو قتل کرونگا بس رات بھر کا یہ مہمان ہے اسکو قتل کر کے سر اسکا خدمت حمزہ مین روانہ کرونگا اسکے قتل ہوتے ہی مسلمان بھاگ جاوینگے کبھی نہ ٹھہرینگے جو بڑے بڑے جادوگر تھے وہ اسی کے ہاتھ سے مارے گئے یہ کہکر ایک قفس مین عمرو کو بند کیا کہا اُسی کمرے مین جاکر قید کرو جہان میثاق وغیرہ قید ہین وہان سبھون نے عمرو کو لیجا کر قید کیا سیلاب جادو ایک جادوگرنی ہے اُسکو نگہبانی کا حکم ہوا سیلاب نے باہر کمرے کے چند جادوگرنیان مقرر کین کہ نگہبانی کرو مگر میثاق وغیرہ نے جو عمرو کو دیکھا سب کے جی چھوٹ گئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اب تک تو امید تھی کہ خواجہ تم طلمانہ کو قتل کرو گے مگر خواجہ تمھارے گرفتار ہونے سے بڑا انتشار ہوا یہ تو بتاؤ کہ تم کیونکر آگئے عمرو نے کہا کہ مین براسے سیر نکلا تھا لشکر سعد مین آیا سعد نے حکم دیا کہ طلمانہ آئی ہوئی ہے اگر اُسکو قتل کرو تو ہم تمھین کچھ دینگے آپ لوگ جانتے ہین کہ مین قرضدار ہون لالچ مین آکر اس بلا مین پھنس گیا آخر گرفتار ہوا مگر لوگون کی رہائی کا وقت قریب آیا کہ مجکو فلک نے یہان بھیجا اب انشاء اللہ تم سب کو رہا کرونگا خون مین جادوگرون کے ہاتھ بھرونگا سب عمرو کو دعائین دینے لگے مگر عرض کرتے ہین کہ اے کریم کارساز و اے ربّ بے نیاز اس مشکل کو آسان کر کہ خواجہ رہائی پاوین تا کہ ہم لوگ بھی اس قید مصیبت سے نجات پاوین نظم

بکن بدرگہ سلطان جان و دل فریاد + کہ وقت رنج و غم آن داد گر بہ بخشد داد
خدا بوقت مدد بندہ را دہد امداد + خدا مراد بہ بخشد بطالبان مراد +
بچار سو سے زمانہ بکار سرگرم اند | بحکم حضرت حق آب و خاک و آتش و باد
صدا ز عرش بر آید کہ مرحبا عیدے | کند چو بندہ بشام و سحر خدا را یاد
متاب گردن تسلیم از اطاعت حق | مطیع حکم شو و سر مپیچ از ارشاد ++
بگل مراد تعلق ز خار دامن کش | ببوستان جہان مثل سرو باش آزاد
چو ہست طینت تو مشت خاک ای خاکی | چرا تو آبرو خاک میکنی برباد +

پانچون آدمی بلک رہے ہین دعائین پروردگار سے کر رہے ہین عمرو نے سب سے کہا کہ اب

خاموش رہو کیون تڑپتے ہو مگر سیلاب جادو کنیزون کو باہر بٹھا کر اندر آئی کہا کیون خواجہ
کس فکر مین بیٹھے ہو تمھارے قتل کی تدبیرین ہو رہی ہین نامے گئے ہین سب سردار کل جمع ہونگے
تم دار پر کھینچے جاؤ گے خواجہ رونے لگے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو کسی طور سے بچالو تو مین کچھ
خدمت مین حاضر کرون سیلاب نے کہا کہ خواجہ سفارش کرنا تو میرا کام ہی آئندہ قبول
وعدم قبول کا خداوند کو اختیار ہی عمرو نے کہا کہ ذرا بیٹھ جاؤ مجکو قفس سے نکالو تو مین سب
حال اپنا بیان کرون سیلاب نے لالچ مین روپئے کی عمرو کو قفس سے نکالا عمرو نے قدمون
کو بوسہ دیا اور جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک پوٹلہ روپیون کا نکالا سیلاب کو دیا کہا کہ ای
ملکۂ عالم اور بھی کچھ حاضر کرونگا سیلاب نے کہا کہ خواجہ جو دینا ہو وہ دیدو مین اور بھی
سردارون کو ملاؤنگی کیا مجھ اکیلی کو ہضم ہوگا اور مصاحب بھی میری بات مین دخل دینگے
عمرو نے ایک ڈبا نکالا کہا لو ملکۂ عالم اس مین اسقدر جواہر ہی کہ مصاحبون کو بھی ملالو جسکو
دوگی وہ خوش ہو جائیگا سیلاب نے کہا کہ مین اسے کھول کر دیکھون عمرو نے کہا کہ میرے
سامنے نہ کھولو دل کو قلق ہوگا کہ ہم نے کس مشقت سے جمع کیا اور تم اسکو لیے جاتی ہو دل
کانپ رہا ہی سیلاب نے کہا کہ مین تو ضرور دیکھونگی خواجہ ہان ہان کرتے رہے مگر سیلاب نے
وہ ڈبا کھولا اس مین سے بیہوشی اُڑی سیلاب بیہوش ہوئی خواجہ نے سیلاب کو اپنی صورت
بنایا اور زبان مین سوزن دے دی گلے مین ایک گبند ٹھونس دیا سیلاب کو قفس مین بند کیا
آپ سیلاب کی شکل بن کر باہر نکلے کنیزون سے کہا کہ ہوشیار رہنا مین جا کر آرام کرتی ہون
خواجہ دربار مین آئے ہر مقام پر پہونچے کل خیمون مین گشت کی مال بھی وہان کا اُٹھا لیا اپنی
صحنچی مین آکر آرام کیا رات بھر نوبت و نقارے بجے ہین بڑے بڑے شاہان و حاکمان دربند
مع فوج آکر پہونچے ہین اُترتے جاتے ہین اسقدر رات بھر جماؤ ہوا کہ تمام صحرا فوج سے مملو
ہوگیا صبح کو خواجہ اُٹھے سامنے جمشید کے آئے کہا یا خداوند رات بھر جاگی ہون حفاظت
کرتی رہی مگر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہون کہ خیر و عافیت سے رات گذری ابھی تک تو سب
قیدی موجود ہین جمشید نے حکم دیا فقط عمرو کو لاؤ وہ تو سب میرے ملازم ہین ایک فیروزہ
عیار غیر ہو بعد قتل عمرو وہ سب اطاعت کرینگے سیلاب نقلی نے کہا کہ یا خداوند خوب

تجویز کیا حقیقت مین یہی ہوگا خواجہ جا کر قفس سیلاب اُٹھا لاے سامنے جمشید کے آے عرض
کی کہ اسکو دار پر کھینچ دون کئی سو تاجدار کھڑے ہین اہالی دربند مشتاق قتل عمرو ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ وہ کارنمایان کرو کہ قدرت خوش ہون نوبت و نقارے تیار ہین کہ جب عمرو مارا جاے
تو کل نقارون پر چوب پڑے خواجہ نے قیدخانے مین آکر سب کی زبانون سے سوزن نکالدی
فیروزہ سے کہا کہ تم تو نکل جاؤ الگ سے تماشا دیکھو کہ کیا معاملہ ہوتا ہی فیروزہ ایک جادوگر
کی شکل بنا کنارے کھڑا دیکھ رہا ہی کہ عمرو نے سیلاب کے پانون مین زنجیر باندھی سیلاب کی
آنکھ کھلی دیکھا کہ میری شکل کی ایک عورت مجکو دار پر کھینچ رہی ہی غین غین کرنے لگی کبھی کنیزون کی
طرف دیکھتی ہی کبھی جمشید کو اشارے کرتی ہی عمرو نے بڑھکر ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان زادے
اب تیرا وقت رحلت قریب ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہان کی خدائی خداوند جمشید ثانی کے سپرد کی
اب امروز فردا مین بادشاہ اسلام بھی گرفتار ہوکر آدینگے وہ بھی اسی طرح سے دار پر
کھینچے جاوینگے اور جو بھاگ گئے تو طلایہ وہ ساحرہ ہی کہ کسی کو جانے نہ دیگی سبکو روک لیگی
سیلاب خاموش ہو رہی عمرو نے جلاد کو اشارہ کیا اور جمشید سے کہا کہ تیر و کمان ہاتھون مین
لیجیے سب سردار ایک ایک تیر لگائین کہ اس ساربان زادے کو بھی معلوم ہو کہ کوئی صدمہ
پہونچا سب تاجدارون نے کمانین کاندھے سے اُتارین جمشید نے بھی کمان کیانی ہاتھ مین لی
تین بھال کا تیر اُسمین پیوست کیا جس وقت جمشید نے تیر کو رہا کیا کئی ہزار تیر عمرو پر چلے
نوبت و نقارے بجنے لگے وہ ہنگامہ بلند ہوا کہ گوش گردون کر ہو گیا مگر کئی ہزار تیر جو سیلاب پر
پڑے جسم تمام غربال ہو گیا چونکہ نوبت و نقارے بج رہے ہین ہرچند کہ صدا بلند ہوئی کہ کشتی مرا
نام من سیلاب جادو بود مگر نوبت و نقارے کے ہنگامے مین کسی نے آواز نہ سنی سب آپس مین
بغلگیر ہو رہے ہین جمشید ثانی بہت خوش ہی سردارون کو گلے سے لگا رہا ہی کہتا ہی آج وہ شخص
مرا کہ جسکا مکاری مین مثل نہ تھا جمشید تخت پر سوار ہی کل سردار گھیرے ہوے کھڑے ہین کہ میثاق
قیدخانے سے نکلا پشت پر تینون شاہزادیان اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے میثاق آگر آسمان پر چمکا
تینون شاہزادیان آمادہ سحر ہین میثاق نے نعرہ کیا کہ او جمشید منم میثاق کوہ گردان یہ کہکر
گولہ مارا تینون شاہزادیون نے ماش کے دانے پھینکے آگ برسنے لگی کسی کے سر سے تلوارین برسین

ہر طرف کے لشکر تباہ ہونے لگے تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوے جمشید نے
قصد کیا کہ میثاق پر جا پڑون عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا کہ جمشید کے سینے پر پڑا تمام لباس جلنے لگا
ایک طرف سے فیروزہ نے چند حقے مارے کہ تمام میدان دھوان دھار ہو گیا جمشید ثانی سر
پیٹ رہا ہی اور کہتا ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا سر دھڑا دھڑ گر رہے ہین دریا کی طغیانی ایک
طرف آگ برس رہی ہی ایک طرف موج زن پانی بحرین نے دریاے سحر جاری کیا میثاق نے
زمین ہلا دی عمرو نے آواز دی کہ ارے اب نکل جاؤ ایسا نہو کہ جمشید آپڑے وہ عاجز ہو رہا
ہی یہ نہو کہ کسی کو گرفتار کر لے میثاق خود آمادہ تھا یہی اسکو خیال تھا کہ کہین کوئی شاہزادی
نہ پھنس جاے تو مین شہریار کو کیا منھ دکھاؤنگا ادھر عمرو کی آواز جو کان مین آئی کہ اب نکل چلو
میثاق نے شاہزادیون کو اشارہ کیا شاہزادیون نے چلتے چلتے موتیون کے دانے پھینکے کسی
نے کان سے بجلی نکال کر پھینکی کسی نے انگوٹھی پھینک ماری اُستادان سخنور تحریر فرماتے ہین
کہ ان ساحرون کے سحر سے لاکھ ساحران نامی فوج جمشید کے مارے گئے مگر تاجداران جلیل
بھی زخمی ہوے تھے چاہتے تھے بھاگ کر نکلجائین ادھر تھوڑے ہی عرصے مین جمشید نے وہ ابر مٹا کے
پانی کو خشک کیا آگ کو بجھایا دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے کہا صاحبو دیکھو مین نے کیسے قتل کیا کسکو
دار پر کھینچا عین گرمی جنگ مین عمرو کے نعرے کی آواز آتی تھی صاف ظاہر ہی کہ عمرو نہین
مارا گیا کسی طرف نکل گیا مگر ان سب کی زبان سے سوزن کستے نکالی سب نے عرض کی یا خداوند
یہ کیا مشکل تھا جب عمرو چھوٹا تو اُسنے سب کی زبان سے سوزن نکالی بعد اُسکے جانے کے اُن
سب نے آکر سحر کیا جمشید نے کہا کہ سیلاب کو تو دیکھو کہ وہ کہان ہی جب سب جگہ ڈھونڈھا
اور کہین نہ پایا جا کر دیکھا کہ دار پر لاشہ لٹکا ہی لاکر جمشید کو دکھایا جمشید نے کہا کہ یارو مقام
افسوس ہی کہ اتنی بڑی جادوگرنی قتل ہوا اور پہرون نے آواز نہ دی سب نے کہا کہ بروقت
قتل نوبت و نقارے اسقدر بجے کہ اُس ہلڑ مین آواز نہ سُنی اسمین مقام تردد کیا ہی جمشید
ہر وجہ کو قبول کرتا جاتا ہی مگر پریشان ہی کہتا ہی کہ ظلمانہ کو ایک نامہ لکھو اُسکا مضمون یہ ہو
کہ عمرو قید سے چھوٹ گیا اب جو عمرو کو پانا تو یہان نہ لانا سر ہی روانہ کرنا سب نے عرض کی
ابھی نامہ روانہ کرتے ہین یہان تو یہ پریشانیان ہو رہی ہین مگر راہ مین خواجہ عمرو نے جاکے

فیروزہ سے ملاقات کی میثاق وغیرہ سے کہا کہ آپ لوگ لشکر مین چلین ہم آتے ہین تینون شاہزادیان و میثاق کوہ گردان طرف لشکر کے روانہ ہوے اور خواجہ نے کچھ باتین فیروزہ کو سکھائین اور کان پکڑ کے! انکو سچہ ہی دیکھیو یون کام کرتے ہین او نالائق ہین سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہوگیا فیروزہ بہت خوب کہکے پیچھے رہگیا خواجہ آگے چلے مگر طلمانہ جو عمرو کو روانہ کرکے آئی سحر کیا کہ گرد لشکر اسلام آگ روشن ہوگئی آسمان پر ابر چھایا ہوا ہے رعد گرج رہا ہے برق چمک رہی ہے طلمانہ آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی جشن کر رہی ہے سب سردارون کو جمع کیا ہے شراب چل رہی ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز مصروف نغمہ سرائی ہین طلمانہ مست بیٹھی ہے کہہ رہی ہے کہ مین نے خدائی خداوند کی بچالی ورنہ مسلمانون نے خاتمہ کر دیا تھا اب مجکو خداوند خلعت نیابت عطا کرینگے تب مین راضی ہونگی ورنہ خداوند سے ناراض رہونگی ہمیشہ مقدمات خدائی مین رخنے ڈالونگی کہ خبر پہونچی سیلاب جادو نامہ لیکر آئی ہے مگر بہت خوش ہے طلمانہ نے کہا کہ ارے اُسے بُلالو خواجہ بصورت سیلاب سامنے آئے ایک کشتی ہاتھ مین اُسمین پھولون کے ہار رکھے ہوے چند گلوریان بھی رکھی ہوئین سامنے آتے ہی سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم قدرت نے تم کو طرۂ پیغمبری دیا ہے یہ کہکر ہار گلے مین پہنا دیا ایک دو گلوریان اُٹھا منھ مین دیدین اور کان مین طرہ لگا دیا کہا یہ طرۂ پیغمبری ہے قدرت نے عمرو کو قتل کیا جو خوشی ہو سکے وہ کرو اب کل میثاق کو بھی قتل کرینگے یہ کہکے عرض کی کہ مجھے بھی بڑی خوشی ہے گھرون مین سب خوشیان کر رہے ہین تمھین سب دعائین دے رہے ہین اگر حکم ہو تو مین سب کو شراب پلاؤن طلمانہ نے کہا کہ اے سیلاب تین دن یہان رہو بعد تین دن کے مژدہ لیکر جاؤ کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ ہوا تین دن مین سب جگہ پھر آؤنگی ان سامنے والون کا تو مین نے خاتمہ کر دیا سب لشکر محاصرۂ سحر مین محصور ہے آسمان سے آگ برس رہی ہے فریاد کی آواز آتی ہے مگر حصار سے نکل نہین سکتے اے سیلاب سب کو شراب پلاؤ تم بھی خوشی کرو یہ مجال ہے کہ جس بات کا ارادہ کرون وہ رہ جاے سیلاب نقلی نے جام لبریز کیا اور سر پر رکھا ٹھوکرین لیتی ہوئی سامنے طلمانہ کے آئی کہا ایسون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اور یہ اشعار گاتی تھی نظم

تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے	تم رہو آکے یہ مہمان رہے یا نہ رہے

ڈھونڈھنا تھا دلِ گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے ۔ اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے
بندۂ عشق ہون اسد سے کہتا ہون یہی ۔ بت سلامت رہین ایمان رہے یا نہ رہے
میری حیرت کو نہ پہونچیگا تمھارے آگے ۔ آئنہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے
کنگھی زلفون مین کرو کیا دلِ عشاق سے کام ۔ ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے
سجدہ جسدون سے کیا اک بتِ کافر کو جلال ۔ شک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

طلمانہ کو جام پلاکر سب کو شراب پلا رہی ہی محفل طلمانہ مین ایک ہنگامہ ہی دست درازیان ہو رہی ہین کوئی کہتا ہی خدا وند آتے ہین کوئی اُچھلتا ہی کوئی کودتا ہی کوئی گانے والی سے لپٹا جاتا ہی کوئی گانے والی کی ناک پر نگاہ ڈالتا ہی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان خوب تو جی تیار کی ہی کیا رنگ بندھا ہوا ہی دیکھو تو ہم نے دوسری خداوند آئے ہین کہ طلمانہ اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ صاحبو کیا محفل کو بازار مقرر کیا ہی اسقدر ہلڑ نہ کرو اُٹھتے ہی گری سب لینا لینا کہکر اُٹھے جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا سب بر لب فرش ہو خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو ۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران ۔ مرے مکر سے کانپتا ہی جہان ۔ تراشیدہ ریش کفار ہون ۔ زمانے کا مکار و غدار ہون ۔ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ۔ صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم ۔ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ۔ نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو ۔ دوندہ جہانگرد طرار ہون ۔ جہانگیر عالم کا عیار ہون ۔ نیمچہ پکڑ کے طرف طلمانہ کے چلا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور طلمانہ غرق زمین ہو گئی اب تو عمرو گھبرایا اور وہان کو قتل کرنے لگا سب کو برہنہ کر ڈالا کپڑے سب کے لیکر داخل زنبیل کیے مگر جب طلمانہ غرق زمین ہوئی اور طبقے کی تہ پر پہونچی تو ایک پتلہ فولادی بیٹھا ہوا اُسنے طلمانہ کو ہوشیار کیا کہا ای طلمانہ جلد جاؤ سب سرداروں کا خاتمہ ہوتا ہی خواجہ عمرو ہر چند کہ لوٹ رہے ہین مگر چہار جانب نگاہ ہی کہ ایک گوشے سے دھوان نکلا عمرو حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یکایک طلمانہ نے سر نکالا عمرو کود کر بھاگا ادھر طلمانہ نے نکلتے ہی دیکھا کہ تمام بارگاہ منزلہ قصاب بنی ہوئی ہی باہر بڑے بڑے جادوگر برہنہ دوڑے دوڑے پھر رہے ہین چوبدار وغیرہ جو دروازے پر بیٹھے ہین وہ اس حال سے ہین کہ عصے وغیرہ ندارد سر برہنہ چوب نیب کے عصے بنے ہوے

ہاتھوں مین پیشانی پر سب کی یہ شعر لکھا ہی فرد اگر شیطان بر روے زمین ست ؛ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ؛ طلمانہ نے مُنھ پیٹ لیا اور سب پر یاران سحر برسایا جسپر قطرہ گرا وہ ہوشیار ہوا سب کو ہوشیار کرکے بیرون بارگاہ آئی مگر میثاق کوہ گردان جب قریب لشکر اسلام پہونچا تو دیکھا کہ آگ برس رہی ہی کہا اے عنبر افشان بڑا غضب ہوا لشکر پر اُسنے سحر کر دیا تمام لشکر بلا مین مبتلا ہی مین اب جاکر ابر کو توڑتا ہون تم لوگ سحر کرکے دھوان وغیرہ مٹاؤ عنبر افشان وگلگونہ وبحرین بڑھکر حصار شکست کرنے لگین مگر میثاق جو ابر پر گرا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جو لوگ بیہوش پڑے تھے اُن کو ہوشیار کیا بارگاہ شاہ مین آیا دیکھا کہ بادشاہ مبہوت بیٹھے ہین سب سردار خاموش جھوم رہے ہین میثاق نے آکر ایک اسم سحر پڑھا سب پر پانی برسایا سب اس آفت سے نکلے جسپر قطرہ گرا وہ ہوش مین آیا مگر بادشاہ جہجاہ خاموش بیٹھے ہین میثاق نے بادشاہ کا بھی مُنھ دھلا یا لوح محفوظ کو چمکایا بادشاہ کے ہوش درست ہوے عنبر افشان وگلگونہ وبحرین نے سحر کرکے حصار توڑا سب سحر مٹایا اب لشکر مین چہل پہل ہونے لگی سب اہل اسلام خوشیان کرنے لگے ہلڑ ہو گیا کہ میثاق کوہ گردان وعنبر افشان وبحرین وگلگونہ قید سے رہا ہو کر آگئے میثاق سب سے مل رہا ہی کہ خواجہ آکر پہونچے کہا اے میثاق ایک بڑے غضب کی بات ہی کہ جب طلمانہ بیہوش ہوئی مین نے چاہا قتل کرون کہ غرق زمین ہو گئی مین ناچار ہوا خیال یہ تھا کہ دو چار کوڑی کا روزگار تو کر لون مین لوٹ رہا تھا کہ اُسنے سر نکالا مین اُسکو دیکھ کر بھاگا باہر آکے اپنے کو درست کیا بھاگ کر نکل آیا مگر طلمانہ کو بڑا قلق ہوا میری تلاش مین ہی میثاق نے کہا کہ خواجہ یہ خیال رہے کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو تراب آباد کہتے ہین تراب جادو وہان رہتی ہی اور وہ اُس قلعے کی حاکم ہی اُسکو لاکر قتل کیجیے تو یہ بات موقوف ہو اگر آپنے اُسکو مار لیا تو گویا نصف طلسم فتح ہو گیا مین پہلے جو اُسکے سحر مین پھنس گیا وہ باعث غفلت تھا اب مجھپر ہاتھ نہین ڈال سکتی مین جب قید سے چھوٹا تو راہ مین دیر عنبر فام ملا مین اُسمین گیا اندر جاکے یہ تماشا دیکھا کہ ایک پتلہ رکھا ہی گرد برہمن بیٹھے ہین پوجا پاٹ کر رہے ہین مین نے سحر کو مضبوط کیا برہمنون کو مار ادیر کو گرا دیا اب طلمانہ کی مجال نہین ہی کہ مجھپر یون ہاتھ ڈالے

اور بڑے بڑے تحفے میرے پاس ہین اب یہ مجال نہین ہی کہ مجھکو یکایک گرفتار کرے بڑی مشکل پڑ گئی
خدا چاہے تو یاد کرے آپ تو قلعۂ شراب کی طرف جائیے مین لشکر کی نگہبانی کر رہا ہون خواجہ
تو طرف قلعۂ شراب کے چلے یہان میثاق گردلشکر پھر رہا ہی اور وہ سحر کیے ہین کہ لکہ ہاے ابر آسمان
پر چھاے ہوے ہین ایک ابر گلنار اس طور سے چھایا ہی کہ اُس سے پھول برس رہے ہین جیسے ہی
اہل اسلام نے ملال اُٹھاے تھے ویسے ہی خوش ہو رہے ہین ہر خیمے کے سامنے پھولون کے انبار
لگے ہوے ہین طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سب اہل اسلام خوش بیٹھے ہین ظلمانہ
جو باہر نکلی اِس نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ابر کا تو نشان نہین دھوان وغیرہ سب غائب ہوا کل لشکر
اسلام ایک باغ پُر بہار مین اُترا ہوا ہی طائرون کی زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی پلٹ کے
ہرکارون سے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ ہرکارے گئے اور پلٹ کر آے بعد دعا کے عرض کرنے لگے
کہ میثاق کوہ گردان و عنبر افشان و بحرین و گلگونہ نے اس طرح کا سحر کیا کہ جسکا نمونہ
یہ ہی ظلمانہ یہ کہہ کر بیٹھی کہ کل سب کو مٹا دونگی مگر خواجہ رہروی کرتے ہوے سامنے قلعۂ شراب
کے پہونچے دیکھا کہ پھاٹک کھلا ہوا ہی آمد و رفت کا کوئی روکنے والا نہین ہی کاہ فروش اور
ہیزم فروش اندر قلعے کے جاتے ہین بعض اندر سے نکل رہے ہین خواجہ نے رنگ و روغن عیاری
کا لگایا اور بیرون قلعہ سے اندر قلعے کے داخل ہوے ایک بڈھے گوئیے کی شکل بنکر بازار مین
پہونچے وہان بیٹھ کے طنبورہ چھیڑا اور پھر چند اشعار عاشقانہ گانے قضاے کار شراب جادو
بارگاہ سے اپنی نکل کر طرف اپنے مکان کے جاتی ہی بازار مین جو آئی تو دیکھا کہ ایک ہنگامہ ہی
ہزارہا آدمی جمع ہو گئے ہین اور بڈھے کا گانا سُن رہے ہین شراب بھی ٹہلتی ہوئی آئی اور
گانا سننے لگی جب دو چار اشعار سُنے تو پلٹ کر چوبدار سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو بڈھے
کو سمجھا کر میرے سامنے لے آنا یہ سمجھا کر شراب جادو چلی گئی چوبدار نے آکر خواجہ سے کہا
کہ بڑے میان صاحب تمھاری تقدیر نے رسائی کی کہ بادشاہ قلعہ نے یاد کیا ہی خواجہ
چوبدار کے ساتھ ہوے جب بارگاہ مین شراب کی آے دیکھا کہ مکان وسیع ہی شراب
جادو تخت پر بیٹھی ہی گرد سب سردار و مصاحب وغیرہ بیٹھے ہین اور یہی ذکر ہو رہا ہی کہ آج
آج کل ہماری مالک ملکہ ظلمانہ جادو اہل اسلام سے لڑ رہی ہین شراب جادو نے

خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ بڑے میاں بیٹھ جاؤ خواجہ دعائین دینے لگے سلام کر کے
بیٹھ گئے طنبورہ چھیڑ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

در خون نشستہ ام ہمہ از آرزوے دل … دارم بآب دیدہ ہمہ شست وشوے دل
از بس ز درد و محنت ہجران گریستم … یک قطرہ خون نماند مرا در سبوے دل
گشتم چنان ضعیف کہ در تن نشان نیافت … چندانکہ کرد ہیک غمت جستجوے دل
بس مرغ دل بگریۂ ہجر تو خو گرفت … خواہم کہ روے دیدہ گزارم بروے دل
جانان بہ بزم بادہ دہ ہنگامہ با رقیب … مخفی و درد عشق و ہمان گفتگوے دل

کہ یکایک سامنے سے ایک گائن آئی پکار کر آواز دی کہ میان گوّیے صاحب آپ خوب گا رہے ہین
اور کیا خوب بتا رہے ہین خواجہ نے سلام کر کے سر جھکا لیا شراب جادو نے کہا بڑے میان
حقیقت مین روح سامری کو شاد کرتے ہو کیا خوب گاتے ہو اور کس حُسن سے بتاتے ہو عمرو
نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک کمال اور رکھتا ہون کہ آپ کو بڑی حیرت ہو شراب جادو نے
کہا کہ بڑے میان وہ کیا بات ہے عمرو نے کہا کہ مین ساقی گری خوب کرتا ہون سرسے شراب پلاؤن
محفل کا رنگ دگرگون ہو بقول آپ کے روح سامری و جمشید رضامند ہو اور آپکو بھی یقین ہو
کہ ایسا کمال ہر کس و ناکس نہین کر سکتا یہ کہکر خواجہ نے کنجی میخانے کی لی اور میخانے مین پہونچے
پکار کر آواز دی کہ ہان یارو آؤ آج جہان تک دل چاہے شراب پیو ہم ساقی ہوتے ہین
کوئی باقی نہ رہیگا خادم وغیرہ یہ صدائین سنکر دوڑے شراب اُٹھا اُٹھا کر بیجانے لگے خواجہ
نے چند گلابیان آراستہ کین ایک کشتی مین لگا کر بارگاہ مین لائے سرداروں نے شراب جادو
سے کہا کہ کس سلیقے سے شراب لایا ہے کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ عمرو نے
آکر گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے تو گت ناچے جُھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا گاتے ہوے
اور منافع شراب بتاتے ہوے سامنے شراب جادو کے پہونچے سر جُھکا کے کہا کہ ایسی ایسی
شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے کہ معلوم ہو کامل ایسے ہوتے ہین شراب جادو نے
دونون ہاتھ بڑھا دیے اور جام پیا اب تو عمرو نے دورہ باندھ دیا تھوڑے ہی عرصے مین سبکو
شراب پلائی دست درازیان ہونے لگین شراب جادو خاموش بیٹھی ہے رنگ محفل دیکھ رہی ہے

کچھ سمجھ مین نہین آتا پہلو مین وزرا بیٹھے ہین اُن سے چپکے چپکے کہتی جاتی ہو کہ صاحبو عجب رنگ محفل
ہو کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا آخر تراب جادو نے حکم دیا کہ ارے دوشالہ لاؤ جیسے ہی دوشالہ
آیا اور تراب جادو اُٹھی کہ ساقی کو خلعت دون بے ہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری اور
بیہوش ہوئی لینا لینا کہکر سب اُٹھے وہ بھی مثل اسکے بیہوش ہوے ساری محفل کی محفل درہم و
برہم ہوئی سب بیہوش پڑے ہوے ہین کہ خواجہ نے خنجر کھینچا جب قریب تراب جادو پہونچے
تو زمین کانپنے لگی اور آواز آئی کہ او ساربان زادے کیا کرتا ہو ابھی تراب کا کیا سن ہو فقط
سات سو برس کا سن ہو اسنے دنیا کا کیا حال دیکھا خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا خواجہ کب سُنتے ہین اپنے
دل مین سمجھ گئے کہ نگہبان اِسنے مقرر کیے ہین وہ ہی غل مچا رہے ہین ایسا کچھ سوچ کر خنجر مار دیا
کہ تراب جادو کا شکم چاک وقصہ پاک ہوا اب اور جادوگرون کی طرف عمرو متوجہ ہوا
کسی کو خنجر مار دیا کوئی جادوگر چاہتا ہو کہ اُٹھون مگر بیہوشی اُٹھنے نہین دیتی زمین پر پڑے
تڑپ رہے ہین خواجہ عمرو سب کے سر کاٹ کر طرف بادشاہ سعد کے روانہ ہوے اور آکر
کل حال کہا بادشاہ نے فرمایا خواجہ یہ تم نے بڑا کار نمایان کیا عمرو نے کہا کیسی ہی جانبازی
کرو مگر سواے تعریف کے کچھ اصل مطلب نہین نکلتا کیا میرا تعریف سے پیٹ بھرتا ہو بادشاہ
نے فرمایا کہ ای مہر سپہر عیاری و ای قطب فلک خنجر گزاری ابھی پچیس ہزار روپئے لے چکے ہو
اب انشاء اللہ جس وقت طلسمانہ کو قتل کروگے یا گرفتار کرکے لاؤگے اُس وقت زر کثیر دونگا
خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر سچ کہتے ہو تم دوگے مجکو یقین ہو مگر اس وقت مین خرچ کہان سے
کرون تم نے جو پچیس ہزار روپیہ دیا تھا وہ مین نے مہاجنون کو دے دیا پچاس ہزار روپیہ
اُن سے اور قرض لیا جسکا تمسک اُن کو لکھدیا ہو وہ سب روپیہ میان میثاق کی رہائی
وغیرہ مین صرف ہوا کہ پانچ آدمیون کو رہا کیا اور اب جاکر تراب جادو کو مارا آخر یہان
بھی کچھ صرف ہوا میثاق نے جو یہ کلمہ خواجہ سے سُنا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا ای خواجہ
مین آپ کی خدمت کو بدل موجود ہون خواجہ نے کہا کہ بس مُنھ سے کہدیا میثاق ہنسنے لگا
بحرین کی طرف متوجہ ہوا کہا صاحب خواجہ کو کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہیے ملکہ بحرین اور
میثاق نے پانچ پانچ ہزار روپیہ دیا ملکہ گلگونہ وعنبر افشان نے آٹھ ہزار روپیہ دیا

اب خواجہ عمرو اور سرداروں کی طرف متوجہ ہوئے سب سرداروں نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے خواجہ کو دیا کہ عمرو کے آگے زرکثیر جمع ہوگیا خواجہ نے سب روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور طرف سعد کے متوجہ ہوکر کہا کہ اب مین فکر مین طلمانہ کی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ تو تلاش مین طلمانہ کی نکلے مگر طلمانہ بارگاہ مین بیٹھی تھی تمام افسر گرد بیٹھے ہین اُن سے صلاح کر رہی ہو کہ مجھے تو کوئی نہین مار سکتا کوئی ساحر ایسا ہو کہ جاکر عمرو کو گرفتار کرلائے، مین پختہ وعدہ کرتی ہون کہ ابکی مرتبہ جو عمرو گرفتار ہوکر آیا فوراً قتل کرونگی اب زندہ نہ چھوڑونگی مگر بادشاہ جمجاہ نے جو صاحبقران زمان کو نامہ لکھا تھا وہ طائر نامہ لیکر بخدمت صاحبقران پہونچا قریب آکر وہ نامہ ڈالدیا صاحبقران زمان نے وہ نامہ پڑھا مضمون سے ماہر ہوکر پشت پر جواب لکھا کہ ای نور نظر قبلاب خارہ شکن نامے پہلوان میرے مقابلے مین ہو مین نہین آسکتا انشاء اللہ بعد فتح مقدمۃ جنگ قبلاب ضرور آپکا قصد کرونگا آپ ودا نے پر اختیار رہو یہ جواب لکھ کر طائر کے گلے مین ڈالدیا وہ طائر نامہ لیکر روانہ ہوگیا مگر صاحبقران کو بڑا تردد ہوا ابھی انتشار ہی کہ مقام افسوس ہی کہ خواجہ عمرو کئی دن سے وہان موجود ہین لیکن اُنھون نے کچھ انتظام نہ کیا چالاک سامنے کھڑا تھا فرمایا کہ ای چالاک اگر بن پڑے اور موقع ہو تو تا بہ لشکر بادشاہ جاؤ اور اپنے قبلہ وکعبہ کی خبر لاؤ سعد شہریار کو نہایت انتشار ہی جاکر اُن کا انتشار دفع کرو برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی کہ یا صاحبقران زمان اگر حکم ہو تو جاکر تہلکہ ڈالدون اور اُستاد کو بُلا کر لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ ای برق فرنگی اگر اسوقت مین خواجہ کی کمک کرو اور طلمانہ جادو کو مار لو تو بڑا کمال کرو مجکو بڑا انتشار ہی طلمانہ بڑی بے مثل ساحرہ ہی پروردگار بہتری کرے انجام بخیر ہو کہ بادشاہ کا انتشار دفع ہوجائے برق تڑپتا ہوا چلا جب سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچا ایک طرف لشکر طلمانہ کو دیکھا کہ بڑے بڑے ساحر انتظام کر رہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہو کہ بادشاہ جمجاہ سے مقابلہ ہی دیکھین کیا انجام ہو طلمانہ نے کہا کہ مین ابھی جاکر عمرو کو لاتی ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی یہان برق ایک ساحرہ کی شکل بنا ہوا زیر نخل کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی حیران تھا کہ کس تدبیر سے جاؤن اور کیونکر طلمانہ سے ملاقات کرون کہ طلمانہ اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ ایک نخل کے سایہ مین

ایک ساحرہ کھڑی ہی شاخ پر آکر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ کیون ساحرہ کہانسے آتی ہی اور کہانتک
جائیگی ساحرہ نے کہا کہ حضور میرا پوتا لشکر اسلام مین ملازم ہی مین اُسکو دیکھنے گئی تھی وہین سے
پلٹی ہون ظلمانہ نے کہا کہ کیون بڑی بی صاحب جب لشکر مین گئی ہوگی تو سب کو دیکھا ہوگا کچھ یہ
بھی ظاہر ہوا کہ عمرو عیار کہان ہی ساحرہ نے جواب دیا کہ جب مین اپنے پوتے سے باتین کر رہی
تھی تو عمرو گھبرایا ہوا آیا مجھسے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو اور ملازم سے اپنے کہا کہ کسی غیر کو نہ آنے دینا
مین ظلمانہ کی فکر مین جاتا ہون میرے سامنے وہ اس جنگل مین آیا سامنے جو جھاڑی ہی اُسمین چھپا
بیٹھا ہی جی چاہتے تو اُسے گرفتار کر لو مجھے بھی کچھ دینا کہ میرے پوتے نے یہ جواب دیا کہ ابھی تنخواہ نہین
بٹی ہین خالی ہاتھ گھر جاتی ہون جب آتی تھی روپیہ دو روپیہ دے دیتا تھا بلا سے مخبری کرون وہ
گرفتار ہوگا تو میرا کیا نقصان ہوگا ظلمانہ یہ مژدہ سنکر نخل سے اُتر آئی مگر برق ظلمانہ کو لگا کر لیجانا
کہتا جاتا ہی کہ عمرو کو آگاہ کر دون کہ بھاگ جا ظلمانہ کہتی ہی کہ خبردار یہ ارادہ نہ کرنا مین دس
بیس روپیے تجکو دونگی برق پیچھے ہٹا کہا لو بلکہ قریب آگئین وہ سامنے عمرو بیٹھا ہی ظلمانہ نے
کہا کہ مجکو تو نہین معلوم ہوتا برق نے ہنس کر کہا کہ ایک گولہ اسم سحر پڑھکر پھینکیے کہ پانون
اُسکے زمین تھام لے بس پھر گرفتار کر لیجیے گا مگر مجکو نہ دیکھیے ورنہ میرے پوتے پہ دباؤ ڈالیگا مین
بھی چاہتی ہون کہ عمرو گرفتار ہو جاے میرا پوتا جب تنخواہ لاتا تھا تو یہ ظالم روپیہ چھین لیتا تھا مجھے
بھی اُس سے دشمنی ہی ظلمانہ نے گولہ جھولی سے نکالا چاہا پھینکون برق نے حلقہ ہاے کمند گلے
مین ظلمانہ کے ڈالدیے جھٹکا مارا کہ ظلمانہ گری گرتے ہی حباب مار کر بیہوش کیا خنجر لیکر چاہا کہ سر
ظلمانہ کا کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی کہ او بیشعور یہ کیا کرتا ہی خبردار اسکو قتل نہ کرنا برق
نے پلٹ کر دیکھا کہ اُستاد آتے ہین کہا اُستاد دیکھیے مین نے جھٹ پٹ اسکو گرفتار کر لیا اب جو
مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے قریب آکر اول سوزن زبان مین ظلمانہ کی دی اور پشتارہ
باندھا زیور اُسکا اُتارنے لگے برق نے چند انگوٹھیان اُسکی اُتار لین اور منہ مین رکھ لین عمرو
نے ایک طمانچہ مارا برق کے منہ سے انگوٹھیان گر پڑین مگر برق نے پھر اُٹھا لین ہرچند کہ مار بھی
کھائی مگر انگوٹھیان نہ چھوڑین برق تو سامنے سے بھاگ گیا خواجہ چیختے رہے کہ ارے انگوٹھیان
دیتا جا برق نے کہا کہ اُستاد کچھ میرا بھی حق ہی خواجہ نے کہا کہ ارے احمق مین خود پریشان ہون

اسکے جیتے ہین مہاجنون کا سود بھی نہین پہونچا سب میری تلاش مین پھر رہے ہین مگر برق فرنگی
بھاگ کر نکل گیا خواجہ نے ظلمانہ کا پشتارہ باندھا سوچے کہ مین سُراب جادو کو قتل کر آیا اسی
وجہ سے پتلا نہین آیا وہ جو میثاق نے کہا تھا پیش آیا پشتارہ لیے ہوے خواجہ چلتے ہین
کہ سامنے سے ایک ساحر آیا اُسنے پُکار کر کہا کہ او ساربان زادے کہان جاتا ہی اور یہ
پشتارہ کسکا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر اُسنے سحر کیا خواجہ گرے وہ ساحر قریب آیا چاہا
کہ ظلمانہ کو اُٹھا لون خواجہ نے کہا کہ ای بھائی یہ کیا کرتے ہو پشت پر تمھاری کون کھڑا ہی
جیسے ہی وہ ساحر پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے ارسے حساب مار دیا کہ وہ ساحر گرا گرتے ہی
بیہوش ہوا عمرو نے کھینک کر سر کاٹا اور پشتارہ لیکر بھاگے لشکر مین آے بارگاہ سعد مین
پہونچے سعد شہریار تخت پر بیٹھے تھے کُل سردار جمع ہین میثاق وغیرہ بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا
ہی کہ دیکھین خواجہ کیا کرتے ہین میثاق کہتا ہی کہ ظلمانہ وہ بلاے روزگار ہی کہ جس کا
گرفتار ہونا دشوار ہی کہ خواجہ پشتارہ لیے ہوے آے میثاق نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو
پشتارہ لاے اور پُکار کر کہا کہ مین ظلمانہ کو لایا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری
یہ ظلمانہ جادو ہی بہت سمجھ بوجھ کر اس سے کلام کرنا مجکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو آپ کو لے جاے
عمرو نے کہا کہ زبان مین سوزن تو مین نے دے دی ہی آیندہ خدا کو اختیار ہی بادشاہ نے
اشارہ جو کیا ایک ستون سے ظلمانہ کو باندھ دیا ہوشیار کیا ظلمانہ کی جو آنکھ کھُلی اپنے
کو دربار شاہ مین پایا اور زبان مین سوزن دی ہوئی ہی حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ نے
پُکار کر کہا کہ ای ظلمانہ جادو خدا کی قدرت کو تُمنے دیکھا کہ ایک شاگرد میرا جو برق فرنگی
اُسنے کیسا فقرہ دیا کہ تم پھنس گئین اب بہتر یہ ہی کہ جمشید ثانی پر لعنت کرو ظلمانہ کچھ جواب
نہین دیتی ہاتھ بندھے ہین زبان مین سوزن ہی کچھ بول نہین سکتی کہ زمین شق ہوئی اور ایک
عقاب زمین سے نکلا تڑپ کر ظلمانہ پر گرا اس طرح منقار ماری کہ کمندین کٹ گئین کمر مین پنجہ
دے کر لے اُڑا نعرہ کرتا ہوا چلا کہ منم عقاب جادو نگہبان ظلمانہ ای مسلمانو تمھاری کیا مجال
ہی کہ ظلمانہ کو قتل کرو میثاق نے چاہا کہ عقاب جادو کو روکون مگر وہ تیز پر تھا سناٹا بھر کے
نکل گیا خواجہ بھی جھپٹے ایک صحرا مین عقاب نے ظلمانہ کو اُتارا زبان سے سوزن نکالی

ظلمانہ نے عقاب کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ای فرزند خوب وقت پر پہونچے مجکو بتاؤ
یہ ہی کہ فولادی پتلہ کیون نہین آیا عقاب جادو نے کہا کہ پتلے کا سرپرست زندہ نہین رہی
عمرو نے جا کر تراب جادو کو مارا ہین اُس جلسے مین نہ تھا پراسے شکار گیا تھا جب پلٹ کر
آیا تو دیکھا کہ تراب جادو کا لاشہ بے سر پڑا ہی محفل ساری درہم و برہم ہی گھبرا کے نکلا کہ
آپ سے اطلاع کرون لشکر مین آیا آپ کو نہ پایا جنگل مین آکر خبر سُنی کہ ظلمانہ کو عمرو آکر
گرفتار کر لے گیا یہ خبر وحشت اثر سُن کر مین دربار بادشاہ اسلام مین پہونچا آپ کو گرفتار پایا
گو کہ جانتا تھا کہ میثاق وغیرہ بیٹھے ہین نگرچی داری کر کے آپ کو لے بھاگا بارے مجکو کسی نے
نہ پایا میثاق نے کئی سحر کیے مگر مجھ تک نہ پہونچے یہ کہہ کر عقاب جادو تو رخصت ہوا مگر
ظلمانہ جادو ایک بیخ نخل پر بیٹھی ہی سوچ رہی ہی کہ گرفتاری عمرو کی کیا تدبیر کرون کہ پہلو
سے رونے کی آواز آئی ظلمانہ کے کان کھڑے ہوے جی مین کہنی ہی کہ معلوم ہوتا ہی پھر
عمرو آگیا مُنھ پھیر کر دیکھا کہ زرغۂ نخلستان مین ایک جوان نہایت شکیل بیٹھا ہوا رو رہا ہی
ظلمانہ سوچی کہ عیار کی یہ صورت کہان یہ تو کوئی شاہزادہ ہی اگر سامری و جمشید اپنا
فضل کرین تو اس سے وصل حاصل کرون یہ سوچ کر قریب آئی کہا ای جوان کیون روتا
ہی اُس جوان نے جو صورت ظلمانہ کی دیکھی اور زیادہ خوف سے کانپنے لگا ظلمانہ نے
قریب آکر پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی اور کیا سانحہ تجھپر گذرا جوان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
ہم پر مشکل ہی ظلمانہ نے کہا کہ مین نام و نشان پوچھتی ہون اُس جوان نے کہا کہ مجھ بدنصیب
کا رفیق تاجدار نام ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم ہون قدرت
سامری و جمشید کہ اس صحرا سے نکلا قزاقون نے کُل مال لوٹ لیا مین نکل کر بھاگا اُنھین
قزاقون کے خوف سے یہان چھپا ہوا بیٹھا ہون اب اتنی مہربانی کرو کہ مجکو تا بہ قلعہ پہونچا دو
عمر بھر احسان مانونگا ظلمانہ سوچی کہ ابھی یہ نوجوان ہی اگر اسکو صورت اچھی بنا کر دکھاؤنگی
تو یہ تابعدار ہو جائیگا لطف دنیا اُٹھیگا یہ سوچ کر کہا کہ ای رفیق تاجدار میرے ساتھ چل
مین تیرا وہ مرتبہ کرونگی کہ دیکھنے والے رشک کرین وہ جوان اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور
چلیے ہر چند کہ آپ کو تکلیف ہوگی لیکن جو کچھ کہ حچہ آتش اس ذرۂ بے مقدار کو میسر ہی اول

اُسکو نوش فرمائیے پھر یہ فدوی آپکے ہمراہ رہیگا طلمانہ راضی ہوئی اُس جوان کا ہاتھ تھامے
ہوئے ہے اور وہ جوان بھی لگاوٹ کی باتین کر رہا ہے طلمانہ کو ہمراہ لیکر چلا تھا کہ ایک مقام پر وہ
جوان آکر رُکا کہا لو ملکہ اور غضب دیکھو کہ ایک شخص دُبلا پتلا تا نبیا زرغہ نخلستان مین بیٹھا ہے تلوار
صاف کر رہا ہے مجھسے آنکھ ملاتا ہے ای ملکہ عالم یہ کون شخص ہے طلمانہ نے کہا کہ خاموش رہو
عمرو عیار ہوگا جوان نے کہا کہ عمرو عیار کون شخص ہے طلمانہ نے کہا کہ وہ میرا دشمن ہے مین اُسکی
دشمن ہون وہ میری فکر مین ہے اور مین اُسکی فکر مین رہتی ہون اگر مین نے عمرو کو مارا تو میرا
نام ہوگا اگر میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہے تو حکم سامری و جمشید مگر مجکو معلوم نہین ہوتا
جوان نے کہا کہ جھاڑی گنجان ہے تپے بڑے بڑے ہین آپ گولہ پھینک ماریے اور آواز کیجئے
کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر طلمانہ سے اشارہ کیا کہ
وہ سامنے بیٹھا ہے طلمانہ نے گولہ مارا خواجہ عمرو تو بصورت رفیق پشت پر تھے حلقۂ کمند
سکے گلے مین ڈالدیا حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ لے بھاگے دربار سعد مین آئے سعد نے
کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری بہت جلد کام کیا اب یہ پشتارہ آیا میثاق کھڑا ہوکے
ٹہلنے لگا جادوگر نیون نے کچھ ماش کے دانے اسم سحر پڑھکر پھینک مارے کہ زمین کا بھی
انتظام ہوگیا میثاق نے کہا کہ اب اسکو ہوشیار کیجئے خواجہ نے ستون سے باندھ کے
طلمانہ کو ہوشیار کیا طلمانہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین سعد کے پایا شاہزادیان اُٹھا
سحر پڑھ رہی ہین زمین کو بھی سنگ لاخ کردیا ہے بادشاہ نے تیغ کھینچا فرمایا کہ ای طلمانہ اب
بہتر اسی مین ہے کہ خداے حقیقی کو سجدہ کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو اگر اسکے خلاف
کروگی تو ابھی قتل کرونگا اور سمجھو بی جانتی ہو کہ عمر طلسم تمام ہوچکی بعنایت پروردگار لوح
طلسم بھی ملیگی جزیرۂ بلاخیز کو جاتے ہین لوح کی تدبیر ہوجائیگی جو ہماری اطاعت کریگا وہ
عہدۂ جلیل پائیگا ورنہ مین تو جمشید کی محبت مین جان جائیگی طلمانہ سوچی کہ میثاق نے
انتظام کردیا شاہزادیون نے زمین کا راستہ روکا تو اب جادو زندہ نہین اب کرکے
اپنی جان بچاؤ یہ سوچ کر جواب دیا کہ ای شہریار مین اطاعت کو موجود ہون مثل میثاق کے
خدمت مین رہونگی جزیرۂ بلاخیز تک چل کر لوح دلوا دونگی جمشید سے مقابلے پڑینگے کیا ہین

اُس سے مُنھ پھیرونگی بادشاہ نے تو پسند کیا مگر عمرو نے جواب دیا کہ ای طلما ابھی تمھارا
قلب صاف نہین ہوا ظاہر مین کہتی ہو طلما نہ کے ہوش اُڑ گئے کہ جو میرے دل مین ہی وہ ہی
ظالم بیان کرتا ہی کہا ای شاہ عیاران عیار تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین نے دل سے اطاعت
نہین کی طلسم کشا کے خلق نے بندہ بے زر بنایا ہی ان کی اطاعت سے انکار نہین کرونگی
بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے اشارہ کیا کہ نہین مگر میثاق نے قریب آکر
کہا کہ ای طلما نہ سوچ تو اپنی جان کا بچنا مقدم ہی اسی وجہ سے مین نے اطاعت کی ورنہ
مین جانتا تھا کہ سحر مین سوائے جمشید ثانی کے اور کسی سے نہ دبونگا لیکن تمھارے مقابلے
مین ایسا مبہوت ہوا کہ گرفتار ہو گیا مگر خدا خواجہ کو سلامت رکھے کہ انھون نے جا کے
کس لطف سے رہا کیا طلما نہ سوچی کہ دل کو صاف کرو اطاعت کر کے رہو پھر سمجھا جائے گا
اسنے کہا کہ ای شہنشاہ مین بصدق دل اطاعت کرتی ہون چاہتی ہون کہ خدمت مین
رہون بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے پھر منع کیا بادشاہ نے زبان سے طلما نہ کی
سوزن نکالی طلما نہ نے بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا اور قدمون پہ گری بادشاہ نے سر
اسکا سینے سے لگا لیا خلعت بہت بھاری منگا کر دیا مگر طلما نہ سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون
عمرو کو لے بھاگون یا طلسم کشا کو لون آخر ایک کرسی پر آکر بیٹھی خواجہ نے بادشاہ سے
کہا کہ اب غلام کو کچھ عنایت ہو کہ مین رخصت ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اور ایک دو
روز توقف فرمائیے ضرور خدمتگزاری کرونگا مجھے کیا آپ سے انکار ہی مگر طلما نہ جادو
شاہزادیون سے گھل مل کر بیٹھی سب سے باتین خلق و محبت کی کر رہی ہی دن تمام ہوا شام
کو میثاق تو طلا سے پر آیا بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے رہے دس گیارہ بجے دربار برخاست
کیا آکر آرام فرمایا مگر طلما نہ شب کو اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر آئی کہ جہان بادشاہ
آرام فرما رہے ہین دیکھا کہ لوح محفوظ مثل جرم قمر کے چمک رہی ہی گلے مین بادشاہ کے
پڑی ہی سرھانے مونڈھا رکھا ہی اُسپر تمام سلاح جنگی رکھے ہین ہر چند کہ طلما نہ جادو
کانپنے لگی مگر قریب آکر اول لوح محفوظ کو ڈورا کاٹ کر اُتار لیا اب بادشاہ جمجاہ پر
سحر کیا ہاتھ پاؤن بادشاہ کے بیکار ہوئے نیند کا جو زیادہ غلبہ ہوا اور غافل ہو گئے

سو گئے ظلمانہ نے کمر مین نیچہ دیا لوح محفوظ کو جھولی مین رکھا اور لے بھاگی یہ تو ادھر سے جاتی ہی مگر دل پر خوف طاری ہی کہ جہان کہین پتا لگو لگا اور یہ وہان سے سرکی کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہری سوچ رہی ہی کہ دربار جمشید ثانی مین لیجاؤن یا اپنے لشکر مین لیجا کر قید کرون کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی ابرہاے تیرہ و تار چھاے ہوے ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے اور بوے خوش اُس ابر سے آتی ہوئی ظلمانہ اُس ابر کا تماشا دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کسکی آمد ہی وہ ابر سامنے آکر پھٹا دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل تخت یاقوت احمر پر سوار تاج شاہی برسر چار قب شہنشاہی دربر اس عظم و شان سے یہ ابر آتا ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کسکی آمد ہی اور یہ کون شخص ہی مگر اُس تاجدار نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی ایک نوجوان کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتی ہی ملازم جو ہمراہ تخت کے تھا اُس سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ جادوگرنی کون ہی اور کسکو لیے جاتی ہی ظلمانہ تو حیران ہو کر دیکھ رہی ہی کہ ملازم نے آکر سلام کیا کہا اے ملکہ عالم آپ کا نام نامی کیا ہی اور اس گنہگار نے کیا خطا کی کہ اسکو گرفتار کیا ہی ظلمانہ سوچی کہ جمشید کا کوئی دوست ہوگا اکثر ساحر ایسے ایسے ہین کہ ہمنے نہین دیکھے حقیقت مین طلسم نوخیز جمشیدی بہت وسیع ہی سات سو ملک قبضے مین ہین ہوس کر جواب دیا کہ ظلمانہ جادو میرا نام ہی بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کرکے لیے جاتی ہون ملازم نے جا کر اُس تاجدار سے حال بیان کیا اُس تاجدار نے ظلمانہ کو قریب بلایا کہا اے ظلمانہ تم نہین تم مبہوت کار گزار مطیع پروردگار کب گوارا کرونگا کہ تم روح روان صاحبقران کو لیجاؤ مین واسطے شکار کے نکلا تھا پروردگار نے خوب میرا تمھارا سامنا کیا ظلمانہ نے کہا کہ اے مبہوت مین وہ بلاے روزگار ہون کہ کسی سحر مین بند نہین ہوتی مبہوت نے تیغے پر ہاتھ ڈالا کہا پشتارہ تو رکھدو ظلمانہ سوچی کہ اگر پشتارہ نہ رکھونگی تو یہ ہاتھ تلوار کا ماریگا پشتارہ پھر چھین لونگی وہ وہ سحر کرونگی کہ اسکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا پشتارہ رکھکر تڑپی ایک گولہ مارا کہ تخت مبہوت ٹکڑے ٹکڑے ہوا قریب تھا کہ مبہوت تخت سے گرے مبہوت نے اپنے کو سنبھالا ملازمون سے کہا کہ اس شہر بار کو تو لیجاؤ مین اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر تخت سے الگ ہوا کہا او ظلمانہ خراب تو سحر کر دیکھ تیرا اثر

تیرے ہی گلے میں پڑیگا ظلمانہ نے کارد سحر کھینچ ماری مبہوت کے شانے پر پڑی مگر تاثیر
کی مبہوت نے وہی کارد اُٹھا کر اسم سحر پڑھا کہا او ظلمانہ لے اس زور سے پھینکا کہ وہ
کارد تڑپتی ہوئی قریب ظلمانہ پہونچی ظلمانہ نے چند قطرے خون کے اُس کارد کے سامنے
پیش کیے کارد گر کر غرق زمین ہوئی دونون میں سحر چل رہے ہین دس بیس ملازم بھی مبہوت
کے قتل ہوے مبہوت نے زمین ہلا دی ظلمانہ عاجز ہو رہی ہی مگر سحر کر رہی ہی قضا نے کار
دوسپہر عیاری جو صبح کو سو کر اُٹھے اور خبر سُنی کہ ظلمانہ بادشاہ کو لیگئی تلاش مین نکلے صحرا مین آکر
دیکھا کہ آگ برس رہی ہی دریاے سحر جاری ہی مبہوت سے اور ظلمانہ سے سحر چل رہا ہی بس عمرو
نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنائی اور گولہ ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی
کہ اے ظلمانہ نہ گھبرا نا مجھے دشت نورد قدرت نے بھیجا ہی کہ جا کر ظلمانہ کی مدد کرو ہاتھ سے
مبہوت کے بچالو ظلمانہ خوش ہو گئی وہ ساحر جست کر کے قریب آیا اور وہ گولہ ظلمانہ کی طرف
پھینکا مراد یہ تھی کہ یہ گولہ لیکر سحر کرو مبہوت بیہوش ہو جائیگا ظلمانہ نے اُسے روکا گولہ ہاتھ
مین آتے ہی پھٹا گولے سے دھوان نکلا ظلمانہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرہ عمرو — کزان اُستاد عیاران عالم ❊ سراپا دانش و عقل مجسم ❊ بباغ دین زرکش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری ❊ بہر کشور بلاے جان کفار ❊ عمرو آن شاہ عیاران عیار ❊
مبہوت نے جو خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ عیاران اس وقت تو آپ نے
کار نمایان کیا مین ناچار ہو رہا تھا جو سحر کیا اُسکا اس ملعونہ نے توڑ کیا آپ نے خوب گرفتار کیا
لیجا ئیے خدا حافظ اگر حکم ہو تو مین حاضر ہون عمرو نے کہا کہ تمھاری کوئی ضرورت نہین ہی بخدمت
صاحبقران جاؤ مین اسکو پہونچا کر آتا ہون خواجہ پشتارہ باندھ کر لے چلے مبہوت طرف
لشکر صاحبقران کے گیا یہان دربار شاہ جمع ہو رہا ہی میثاق کہ رہا ہی خدا اپنا فضل کرے
کہ ظلمانہ بادشاہ جمجاہ کو لے گئی دیکھیے کیا ہو خواجہ نے کہا تھا کہ یہ بصدق دل مسلمان
نہین ہوئی اسکا دھوکا تہ کھاؤ بادشاہ نے نہ مانا اب دربار مین جمشید کے تلوار چلیگی ایسا
ہو سکتا ہی کہ ہم لوگ بیٹھے رہجاوین اور بادشاہ گرفتار رہون ہمارا قلب نہ گوارا کریگا
اتنے مین خبر پہونچی کہ بادشاہ آتے ہین سب سردار خوش ہو گئے برائے استقبال دوڑے راہ

مین حال پوچھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ صاحبقران عالیشان کے ساتھ
بھبوت کارگزار رہنے والا جزیرۂ گوہربار کا ہو راہ مین آگیا اپشتارہ ظلمانہ سے چھین لیا
اب دونون لڑرہے ہین دیکھین کون غالب ہو میثاق نے کہا مین ابھی جاتا ہون جاکر
اُسکو گرفتار کرا دیتا ہون یکایک زنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا کہ خواجہ عمرو اپشتارہ
بیہوش آتے ہین میثاق نے بڑھکر خواجہ کو سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری خدا
نے بڑا فضل کیا کہ بادشاہ رہا ہو گئے ورنہ ظلمانہ بڑا مکر کرکے لے چلی تھی خدا نے وقت پر
بھبوت کو پہونچایا کہ بادشاہ کو اُسنے رہا کیا عمرو نے کہا کہ مین ظلمانہ کو بھی لایا میثاق
نے کہا کہ یہ کبھی بصدق دل مسلمان نہوگی اسکو قتل کرڈالو عمرو نے کہا کہ یہ راے پر بادشاہ کی
موقوف ہی غرض اپشتارہ لیے ہوے خواجہ دربار مین آے ظلمانہ کو زبان مین سوزن دیکر ستون
سے باندھ دیا سب سردار بیٹھے ہین بادشاہ سمجھا رہے ہین مگر ظلمانہ کچھ جواب نہین دیتی
خاموش کھڑی ہی مگر حال جمشید ثانی سُنیے کہ جس دن سے ظلمانہ اس طرف آئی ہو اور نازنین
نواسی کو باغ سحر مین چھوڑ آئی ہی جمشید ثانی دونون وقت جاتا ہی چاہتا ہی کہ اسکو تسخیر کرون
ایکدن ہنس ہنس کر باتین کر رہا ہی لیکن بہار خاموش بیٹھی ہی کچھ جواب نہین دیتی جب بہت کہا
تو بہار رونے لگی کہا یا خداوند آپ جب آتے ہین نیا جھگڑا پھیلاتے ہین یہ تو بتائیے کہ
نانی امان پر کیا گذری کوئی تو باعث ایسا ہوا کہ وہ پلٹ کر نہین آئین تین دن کا وعدہ وہ
کر گئی تھین جبکے پانچ چھ روز گذر چکے جمشید نے پکار کر آواز دی کہ ای طائر اسرار
آکر حاضر ہو ایک طائر اُڑتا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ ظلمانہ کیا کر رہی ہی اُس طائر نے
مثل انسان کے آواز دی کہ ظلمانہ گرفتار ہو گئی دربار بادشاہ اسلام مین بندھی ہی
بادشاہ سمجھا رہے ہین مگر ظلمانہ آپ کی دوست ہی یہی چاہتی ہی کہ خدمت خداوندی مین پہونچون
جمشید نے سب حال بہار سے بیان کیا بہار روتی ہوئی اُٹھی ہر چند کہ جمشید نے کہا
کہ صاحب تم نہ جاؤ مین خود جاتا ہون اور ظلمانہ کو رہا کرکے ابھی لاتا ہون مگر بہار نے
نہ مانا یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ نانی امان نے ہمین کس دن کے لیے یہ سحر سکھایا ہی ایسے وقت مین
مدد نہ کرون تڑپ کر بلند ہوئی جمشید بھی پیچھے پیچھے چلا یہان جب بادشاہ نے بہت سمجھایا

اور ظلمانہ کچھ نہ بولی تب جھلا کر فرمایا کہ ای ظلمانہ تمھارے قتل کا اب ہم حکم دیتے ہین ظلمانہ
اسپر بھی نہ بولی بادشاہ نے فرمایا جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے
ٹہلنے لگا ہوا آواز دیتا ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را
دانہ بلا شد بلند بر صیاد چیست * ای شہنشاہ گیتی ستان خنجر آبدار و بازو پر قوت رکھتا ہون
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون لیکن یہ بلا کی ساحرہ ہی حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا
قتل کرنا میرا کام ہی جلاد نہین سکتا بادشاہ نے فرمایا تجھکو کیا دخل ہی ہزار حکم کا ایک حکم
دیتا ہون کہ سر اسکا قلم کر جلاد ظلمانہ کو کھینچ کر وسط بارگاہ مین لایا گردن پر کونٹے کا
خط دیا بادشاہ سے آنکھین ملاے ہوے کہہ رہا ہی کہ حضور حکم ثانی دین بادشاہ نے فرمایا جلد
قتل کر کہ آسمان سے ایک گلدستہ گرا زمین پر گر کر پھٹا وہ بو سے خوش آئی کہ سب جھومنے لگے
میثاق ایسا کامل و اکمل پھول اٹھا اٹھا کر سونگھ رہا ہی کہ لڑکا کر بہار گری میثاق نے
سحر کیا اسکو دو گھڑی بہار نے کھڑے ہو کر ظلمانہ کی زبان سے سوزن نکالی ظلمانہ کی زبان
سے جو سوزن نکلی تڑپ کر اٹھی ایک گولہ مارا کہ بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا بہار نے کہا
کہ نانی امان اب نکل چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی مگر جمال بادشاہ دیکھ کر بہار کو پسینہ
آگیا بہ نگاہ غور دیکھا کہ تاج کی خوشنمائی لوح محفوظ کی زیبائی سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی
ہی سرداروں سے باتین کر رہے ہین بہار نے اس طرح بادشاہ سے نگاہ لڑائی کہ تیر مژگان
نے دل بادشاہ کو بھی مشبک کیا آخر بہار نے کہا کہ سامری و جمشید کی کیا قدرت ہی کہ دلن
نانی امان تمنے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کیا حسین و جمیل ہین ظلمانہ نے کہا کہ ای نور نظر
وای پارہ جگر اس جمال کو نہ دیکھو سمجھ لو کہ یہ عابد کش و زاہد فریب ہی کون ایسا ہی کہ اس
جمال کو دیکھ کر اپنے آپ مین رہے دیکھو یہ شاہزادیان اپنے اپنے گھر ویران کر کے آئی ہین
جفائین اٹھا رہی ہین بہار نے کہا کہ آج تو تکلیف ہی کل ان کے واسطے راحت ہو گی
یہ شاہزادیان عہدہ ہاے جلیل پر قابض ہونگی سحر مین طاق حسن و جمال مین شہرہ آفاق
ہین بادشاہ بھی انکو بہ نگاہ محبت دیکھتے ہین دیکھو عنبر افشان کی کرسی قریب تخت بچھی ہی
ہاتھ شہریار کے زانو پر رکھے ہوے ہی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی نانی امان عصمت کا

یہی مزہ ہی کہ مثل جمشید ثانی جسدن سے تم اس طرف آئین دونون وقت آتا تھا اپنی ہی
کہتا تھا اس وقت بھی اپنی خواہش بیان کر رہا تھا کہ مین نے تمھارا حال دریافت کیا اُسنے
طائر سحر کو بُلا کر حال بتا دیا کہ ظلمانہ دربار مین بادشاہ اسلام کے قتل ہوا چاہتی ہی مین
فوراً اُسکو کر یہان آئی سنکر کہتی ہون ساحری وجمشید کا کہ آپ کو زندہ پایا مگر ظلمانہ نے
قصد کیا ہی کہ میثاق کو لیتی چلون کوئی تو ساحر کم ہو میرے لڑائی مین کون کون سے ساحر
مارے گئے ہم نے آج تک کسی کو قتل نہین کیا ایک شخص کو تو ہم بھی قتل کرین جبھی کہ میثاق
پر جا پڑون میثاق نے ایک گولہ مارا وہ گولہ قریب ظلمانہ آکر پھٹا ظلمانہ نے کچھ اسم سحر
پڑھا گولہ بلند ہو کے پھٹا ایک گنبد شیشہ کا آسمان سے اُترا ظلمانہ اُسمین بند ہو گئی لاکھ
لاکھ تڑپتی ہی مگر نکل نہین سکتی میثاق نے چاہا اسکو بیہوش کرکے پکڑ لون کہ بہار نے ایک
دستک دی ہار جو گلے مین پڑے ہوئے تھے وہ توڑ کر پھینکے جیسے ہی وہ ہار پھینکے پھولون کا
بارگاہ مین انبار ہو گیا وہ خوشبو مست ودلفریب آئی کہ جادوگر جھومنے لگے بادشاہ جمجاہ
قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھنے لگے بہار نے وہ گنبد توڑا بادشاہ نے جو قصد کیا بہار نے
مسکرا کے کہا کہ اے شہریار آپ نہ اُٹھیے آپ کو تکلیف ہوگی یہ جو مسکرا کر کہا سپیدی وبراقی
دانتون کی مثل گوہر آبدار کے جو چمکی خرمن ہوش وحواس بادشاہ کو جلا دیا بادشاہ بھی
بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے دونون جانب سے تیر مژگان چل رہے ہین لیکن ملکہ بہار جمال
بادشاہ دیکھ کر اس طرح مبہوت ہوئی کہ نگاہ آئینہ جمال سے نہین پھرتی مگر ظلمانہ جو
رہا ہوئی کہا بیٹا تم نے کیون تکلیف فرمائی مجھے کون قتل کر سکتا ہی یہ سنکر بہار نے کہا
نانی امان بڑی مشکل کی بات ہی کہ جسدن سے آپ تشریف لائین قدرت برائے تشریف
لاتے ہین جب آتے ہین تو اپنی ہی کہتے ہین مگر آج تک اس کنیز نے ارشاد اُنکا قبول
نہین کیا آج نیا سامان تقدیر نے دکھایا مگر نانی امان اب نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ دشمن روکین
تو کس کس کو جواب دیا جائیگا میثاق جادو عقب تخت بادشاہ کھڑا ہی دمبدم سحر کرتا ہی
بہار ہنس دیتی ہی وہ سحر دفع ہو جاتا ہی تھوڑے عرصے مین بہار نے سب سحر مٹا کے
بادشاہ سے آنکھین ملا کر کہا کہ ظاہر ہوا آپ صاحب اقبال ہین ورنہ آپکی تدبیر ہو جاتی

یہ کہکر ظلماشہ کا ہاتھ تھاما ظلماشہ جاتی تھی کہتی تھی بی بی تم جاؤ دیکھون تو مجھے کون روکتا ہی میثاق
کے دل مین حوصلہ نہ رہے سب کمال اپنے صرف کرلے مگر بہار نے نہ مانا کہا نانی امان چلو یہ کہکر
کچھ اشارہ کیا زمین سے پاؤن بلند ہوے جس طرح پر کوئی راستہ چلتا ہی اُس طرح یہ دونون
اُڑتی ہوئین روانہ ہوئین میثاق نے بڑھکر گولہ مارا چاہا وے آواز آئی کہ ہم جمشید ثانی
اور گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پھٹ کر گرا ظلماشہ نے کہا کہ یا خداوند آپ نے کیون تکلیف
فرمائی یہ چھوکری بلاے روزگار ہی اسکو کون روک سکتا ہی میثاق وہ ہی شخص ہی کہ اسکو
ہم تعلیم کیا کرتے تھے آج ہم سے مقابلہ کرتا ہی اسکا سحر کیا ہم سے دفع نہ ہوگا اے میثاق
اب گوشے مین جاکر بیٹھو جمشید کو دیکھکر میثاق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر بادشاہ مثل
تصویر کے خاموش بیٹھے ہین جمال بہار کو دیکھ رہے ہین اشارون سے کچھ باتین کہی ہوئین
اُنھین اشارون سے وعدہ کرگئی کہ اگر ضبط نہ ہوسکیگا تو ہم آوینگے ایسا نہ ہو کہ آپکو
انتشار رہے بادشاہ نے بھی آنکھ کے اشارون سے جواب دیا کہ ہم مشتاق رہینگے اور
انتظار کرینگے جمشید دونون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا جمشید نے جو لشکر بادشاہ جمجاہ
دیکھا منظور ہوا کہ آگ برسا دون بہار نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا کہا یا خداوندان
غربا کے قتل کرنے سے کیا نفع بس اب چلیے جمشید نے سر تھونکا لیا اسباب سحر ہاتھ سے
پھینک دیا بہار ہاتھ نہین چھوڑتی جمشید نے کہا کہ بی بی مین سحر کرنے سے باز آیا بقول
تمھارے ان غربا پر سحر کرنے سے کیا نفع مین نے قبول کیا اگر کہو تو بادشاہ کو گرفتار کرلون
گراملکہ مجھے رہ رہ کے یہی خیال آتا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی خرابی پڑجاے بہار نے کہا کہ
بادشاہ صاحب لوح محفوظ ہین اگر اُنکی گرفتاری کا ارادہ کیجیے گا تو خوف ہی تیور سے اُنکے
ثابت ہوتا ہی کہ کسی امر مین عاجز نہین ہین اگر رستم ہو تو اُسپر بھی جا پڑین بس اب چلیے ہرچند
کہ پانچ چھ لاکھ ساحر مقابلے مین اُترے ہین لیکن بادشاہ کو وہ ہی اطمینان ہی نانی امان
سے وہ فراغت پائین تو جہزیدہ بلا خیر مین جائین اگرچہ مین سُن چکی ہون کہ لوح طلسمی ایسے
مقام پر ہی کہ کوئی ہاتھ نہین ڈال سکیگا مگر طلسم کشا کہ جسکے نام پر فتاحی طلسم مرقوم ہی اُسکے
خون ہی جمشید درست درست کہتا ہوا چلا جاتا ہی جی مین کہہ رہا ہی کہ سبحان اللہ کس،

زور و شور سے بہار نے آکر طلانہ کو رہا کر لیا بس مناسب یہی ہے کہ اب نہ ٹھہرین جمشید آتے
آتے ایک مقام پر رکا بہار نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہے یا خداوند کیون رک گئے جمشید ثانی نے
جواب دیا سامنے کوہ زنگار رنگ ہے ملکہ رنگین ادا اس کوہ پر بیٹھی ہین ذرا یہان بھی ٹھہر جانا
مطمئن ہو کر چلین گے بہار نے کہا بہتر ہے مگر رنگین ادا نے جو جمشید ثانی کو آتے ہوئے دیکھا
اپنے مقام سے اٹھی واسطے تعظیم کے جھکی اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کہاں تشریف
لاتے ہین مگر بہار جو سامنے آئی رنگین ادا نے شرما کر سر جھکا لیا جی مین کہتی ہے کیا حسن و جمال
ہے کہ نگاہ نہین ٹھہرتی معلوم ہوتا ہے قدرت اسپر عاشق ہوئے اس طرح ساتھ ہین کہ جیسے
ملازم ساتھ ہوتا ہے آخر جمشید کو لا کر تخت پر بٹھایا طلانہ پشت پر کھڑی ہوئی بہار آکر پہلو
تخت پر بیٹھی مگر رنگین ادا نے گلابی اپنے ہاتھ سے اٹھائی جام لبریز کر کے اول جمشید کو
دیا جمشید پی گیا دوسرا جام طلانہ کو دیا یہ بھی پی گئی تیسرا جام لبریز کر کے سامنے بہار کے
آئی بہار نے انکار کیا رنگین ادا نے دست بستہ عرض کی کہ اے بہار حقیقت مین تمہارا حسن
عابد کش و زاہد فریب ہے لیکن اب ہم کو سرفراز کیا ہے تو جام بھی نوش کرو اتفاق کی بات ہے کہ
تمہارا آنا ایسے وقت پر ہوا کہ قدرت بھی ہمراہ ہین اب مہربانی کرو جام نوش کرنے سے
انکار نہ کرو بہار نے جام کو اٹھا لیا چند قطرے پیئے اور جام واپس دیا جمشید ثانی بیٹھا
دیکھ رہا ہے اگرچہ حسن پر رنگین ادا کے ہمیشہ سے مائل تھا مگر آج سامنے آفتاب حسن بہار کے
حسن اسکا ذرہ معلوم ہوتا ہے جب ایک ایک جام یہ لوگ پی چکے تو رنگین ادا نے اشارہ
کیا ایک نازنین مہ جبین با ناز و کرشمہ آکر بیٹھی اور یہ اشعار [illegible] گانے لگی نظم

مل گئے کیا حضرت ناصح مرے دلبر سے آپ
آج کچھ کچھ [illegible] سے آپ

زندہ کرتے ہین دل مردہ کو اک ٹھوکر سے آپ
داد اسکی ہم سے لین یا داور محشر سے آپ

آرزو ہی اسکی ہمکو کسی شب کی ہو صبح
دیکھیے دشمن [illegible] گھر سے آپ

آنکھ دشمن نے تو دکھلائی نہین [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

کام از خود رفتگی نے اپنی قاصد کا کیا ‌‌ ‌ ہم کو کہنا تھا جو کچھ کہہ آئی وہ دلبر سے آپ
وہ نہ جاگ اُٹھے جو اک شب عمر بھر سویا نہیں ‌ ‌ ‌ یہ ذرا کہہ دیجیے گا فتنۂ محشر سے آپ
وصل میں بھی جب نہ نکلے اپنے ارمان ای جاں ‌ ‌ ‌ تنگ ہو کر سب نکل آئے دل مضطر سے آپ

اُس وقت کوہ رنگین پر ہنگامۂ عیش و نشاط بپا ہی جمشید مبہوت بیٹھا ہی اور بہار نے جو یہ
اشعار گائین سنے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تصویر خیالی بادشاہ جمجاہ آنکھون کے نیچے پھر
رہی ہی مگر رنگین ادا کام کاج مین مصروف ہی جب سامنے جمشید کے آتی ہی جمشید کہتا ہی آؤ
بیٹھ جاؤ مگر خواجہ نے چاہا تھا کہ اپنے کوتا بہ رنگین ادا پہونچاؤن مگر نہ ہو سکا زیر کوہ آکے
ٹھہرے دیکھا کہ جمشید خوش و خرم بیٹھا ہی وجد کر رہا ہی آخر خواجہ نے دیکھا کہ موقع نہین
بن پڑیگا اب ان کو جانے دو خواجہ تو پلٹ آئے مگر برق فرنگی کہ بلاے روزگار ہی ایک کنیز
کی شکل بن کر بر سر کوہ آیا رنگین ادا نے اسکو چنچل کنیز بہار جانکر بٹھایا برق نے بیٹھتے ہی
ملکہ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی کچھ گاؤن کل سے میرا حوصلہ کھلا ہی حقیقت مین علم موسیقی
عجب علم ہی بقول اُن صاحبون کے جو یہ پیشہ کرتے ہین ہر چند کہ مین نے اسکو سیکھا نہین مگر مجکو
یہ کمال قدرت نے عطا فرمایا ہی رنگین ادا نے کہا کہ لو چنچل چین سے بیٹھو اپنی صورت پر
گھمنڈ نہ کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت پسند فرمالین تو مشکل ہو گی مگر تمھاری خوشی چند اشعار گا لو
یہ سن کر برق نے پایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر چند اشعار گائے اس طور سے برق نے
تانین مارین کہ رنگین ادا نے بہت تعریفین کین کہا لو چنچل کیا کہنا ہم تو تمھارے گانے
پر بہت خوش ہوے برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکۂ عالم بہتر یہ ہی کہ ساقی گری کروں تو
اور زیادہ لطف ملے جمشید نے جو نام ساقی گری کا سُنا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای رنگین ادا
جاتے ہین رنگین ادا نے عرض کی بعد مدت کے آج آپ تشریف لاے ہین پہر چار گھڑی تو
تشریف رکھیے جمشید نے کہا کہ ای رنگین ادا چنچل نے ایسا فقرہ کہا کہ دل پر چوٹ لگی یہ سُنکر
رنگین ادا نے کہا کہ اسکا گانا موقوف ہو جاے جمشید نے کہا نام جو اسنے ساقی گری کا لیا مجکو
ساربان زادہ یاد آگیا اسی فقرے پر اُسنے تمام محفل کو بیہوش کیا جب تک زندہ رہونگا
اور چولہ نہ تبدیل کرونگا جب تک یہ فقرہ یاد رہیگا برق نے بہت باتون مین اُلجھایا رنگین

نے بھی بہت کہا مگر جمشید نہ ٹھہرا چنچل کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی برق نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ
پہچان لے روغن چہرے کا اُڑا دے اور صورت اصلی نکل آے پیچھے ہٹ گیا جمشید ثانی نے
بہار سے کہا کہ چلو بہار جو اُٹھی طلمانہ جادو بھی ساتھ اُٹھی اور طرف باغ بہار کے چلی
تھوڑے عرصے مین باغ سامنے سے معلوم ہوا بہار نے کہا کہ یا خداوندا اب جائیے
ہم اپنے باغ مین جاکر ٹھہرینگے جمشید نے کہا کہ کیون صاحب ہمارا چلنا تمکو ناگوار
ہی بہار خاموش ہو رہی باغ مین آکر بیٹھی جمشید کو تخت پر جگہ دی جمشید نے بیٹھتے ہی کہا
کہ اے طلمانہ جادو جو تم کہو وہ ہم تمکو دین مگر بہار کا وصل حاصل ہو ایک ہفتہ گذرا ہی کہ
آٹھو پہر تڑپتا ہون بیقرار رہتا ہون مین نے اپنے کو بمشکل سنبھالا طلمانہ نے سر جھکا لیا
کہا اے بہار سنتی ہو قدرت کیا ارشاد فرماتے ہین بہار نے کہا کہ قدرت کو ناحق کا ملال
ہی یہان اور ہی کچھ میرے دل مین خیال ہی اب مناسب یہ ہی کہ قدرت اس خیال کو دل سے
دور کرین ایسا نہ ہو کہ قدرت کو ملال ہو پہنچے جمشید خاموش ہو رہا اور کہا کہ اب مین
جاتا ہون مگر تڑپتا ہی باعث یہ ہوا کہ رنگین ادا کو سمجھتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ خوبصورت
ہی مگر بہار کے سامنے جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب کے سامنے چراغ جلایا دل سے
وہ اُتر گئی جمشید تو چلا گیا مگر بہار نے طلمانہ سے کہا کہ نانی امان آپ سمجھین کہ قدرت کا
کیا منشا ہی طلمانہ نے کہا کہ بیٹیا وہ تمپر عاشق ہین بہار نے کہا کہ پھر مین کیا کرون ہرگز اس
امر کو قبول نہ کرونگی قدرت بیجا فرماتے ہین طلمانہ نے کہا کہ بیٹی یہ مقام فخر ہی کہ خدا تمہی سب
کہین گے اور تمکو سجدہ کرین گے طلمانہ نے ہر چند سمجھایا مگر بہار اپنی ہی کہے گئی تصویر
بادشاہ سمجھا وہ اسکی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اور بادشاہ کا ناچاری سے دیکھنا بخوبی
یاد ہی یہی باعث فریاد ہی طلمانہ نے کہا کہ تیرا سے مقابلہ بادشاہ جاتی ہون بہار نے کہا
کہ نانی امان اب آٹھ پہر تمہارا خیال رکھونگی ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جاؤ ابھی طبل جنگی نہ
بجوانا سب مین کہون تب مقابلہ کرنا ہم اور تم شریک ہو کر سحر کرینگے مگر طلمانہ جو اپنے لشکر
مین آئی سرداروں سے اپنے صلاح کی کہ میری نواسی نے آج منع کیا ہی مین طبل جنگی نہ
بجواؤنگی سرداروں نے عرض کی کہ کوئی سبب بھی بتایا ہی طلمانہ نے کہا کہ شام کو کوئی سحر

تیار کر رکھی اس وجہ سے منع کیا ہی کہ طبل جنگی ابھی نہ بجوانا آج رات کو ایسا سحر تیار کریگی کہ بادشاہ
بیکار ہو جاوین طلمانہ جادو تو اپنی محفل مین یہ ذکر کر رہی ہی مگر بادشاہ نے شام کو بارگاہ کنارے
پر لشکر کے استادہ کرائی اُس مین آکر بیٹھے فقط فیروزہ پاس ہی مگر ملکہ بہار شام کو بیٹھے بیٹھے
گھبرائی لاکھ لاکھ ضبط کیا مگر نہ ہو سکا آخر اپنے مقام سے اُٹھی گلدستہ ہاتھ مین لیکر اُچھالا ایک
مادیان مشکین پرند پیدا ہوئی اُسپر سوار ہو کر چلی آتے آتے طلمانہ کے لشکر کی طرف سے
گذری طلمانہ نے دور سے دیکھا کہ بہار جاتی ہی خاموش ہو رہی بعد تھوڑی دیر کے خود
بھی چلی یہان بہار بخدمت بادشاہ آئی پردہ اُٹھا کر اندر گئی بادشاہ ملکہ بہار کو دیکھکر
اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا کہ آؤ ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی تمھارے
انتظار مین بیٹھا ہوا تھا بہار نے عرض کی کہ ای شہریار والا قدر آپ آفتاب عالمتاب ہین
آپ کا اشتیاق ایسا نہین ہی کہ کوئی فراموش کرے بادشاہ نے کہا جیسے تم گئین تمھاری تصویر
آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی بہار نے کہا کہ یہی کیفیت میری بھی تھی چند باتین ہونے پائی ہین
کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی بہار نے گھبرا کر کہا کہ لو شہریار غضب ہوا ملکہ طلمانہ آتی ہین یہ
سنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اب کیا ہوگا بہار نے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو اُسکو بھی آپکے
قدمون پر گراؤنگی بادشاہ جمجاہ نے لوح محفوظ پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ
رکھا کہ آندھی شق ہوئی طلمانہ جادو دربارگاہ پر آکر کودی پکار کر آواز دی کہ او
بہار یہ تو نے کیا ستم کیا کہ دشمن کے پہلو مین آکر بیٹھی مین تجھے قتل کر ڈالونگی ہاے
کیا ستم ہوا قدرت تیرے وصل کی خواہش کرتے تھے کیا تو نے اسی وجہ سے انکار کیا تھا
افسوس مین یہ سوچی تھی کہ اگر قدرت سے یہ پیوند قرار پا جاے تو باعث خوشی کا ہی تو نے سراسر
خلاف کیا ہی شرط تجکو ابھی قتل کرون ہر چند کہ تو سحر مین ہمسر ہو گئی ہی وہ وہ نازک سحر کرتی
ہی کہ ہم عاجز ہوتے ہین مگر خیر سمجھا جائیگا بہار نے پیچھے ہٹ کر اشارہ کیا کہ ای شہریار نہ
گھبرائیے گا مگر طلمانہ دیر تک سامنے کھڑی رہی اور قصد کیا کہ سحر کرون مگر حوصلہ نہ پڑا
یہی خیال تھا کہ جو سحر کرونگی یہ اُسکا دفعیہ کر دیگی آخر ناچار ہو کر چلی گئی بعد جانے
طلمانہ کے بہار نے کہا کہ ای شہریار اب آفت برپا ہوگی ہر چند کہ طلمانہ مجکو بہت چاہتی

ہو گر اس مقدمۂ خاص کو صاف صاف سامنے خداوند کے بیان کرگئی اب اسکی تدبیر واجب
و لازم ہو چند ساعت بیٹھ کر بہار رخصت ہوئی ایک ابر آتش فشان پر بیٹھ کر چلی مگر ظلمانہ غائب
ہو چلی گئی تھی باطن مین یہ فتور کیا کہ ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھی جب دیکھا کہ بہار ابر پر سوار
جاتی ہی پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے بہار غافل تھی گلا پھنس گیا ظلمانہ نے سحر کیا
کہ بہار بیہوش ہو گئی زبان مین سوزن دے کر لے چلی ہر قدم پر یہی کہتی تھی کہ او شوخ دیدہ و
گیسو بریدہ و بدنصیب و ننگ خاندان تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند سے میل کرلیا اور
قدرت سے انکار کل شہزادیون نے اپنے اپنے گھر مٹائے پہلو سے غیر کو آباد کیا اپنے کو برباد کیا
ہر چند کہ محبت میری تجھسے از حد ہی مگر اب تیرے قتل کی کد ہی اس طرح تجھکو قتل کرون اور نام
تیرا مٹاؤن کہ جو سُنے اُسکو افسوس آئے اور مجکو خیال بھی نہ ہوا ایسے کلمات کہتی ہوئی بہار
کو لیے جاتی ہو مگر جب بہار بادشاہ سے رخصت ہوئی تھی بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا تھا
کہ ذرا بڑھ کر خبر تو لو فیروزہ بھاگا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ظلمانہ نے بہار کو گرفتار کرلیا
اور لیکر چلی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگا یا رنگین ادا کی شکل بنا باعث یہ ہوا تھا
کہ برق فرنگی نے فیروزہ سے رنگین ادا کا بخوبی حلیہ بیان کر دیا تھا اُس خیال سے
فیروزہ بصورت رنگین ادا اپنا جنگل مین کھڑے ہو کر پکارنا شروع کیا کہ ای ظلمانہ اس
گیسو بریدہ نے بڑا ستم کیا حقیقت مین تم کو بڑا صدمہ ہوا مگر ٹھہر جاؤ اسکو سمجھا بجھا کر تمھاری اطاعت
کراؤنگی مجکو یہ بہت مانتی ہی بیٹھے بیٹھے مجکو معلوم ہوا کہ ظلمانہ نے بہار کو گرفتار کرلیا
جب آگے مین نے دیکھا تو مجکو خیال ہوا کہ سحر نے مجکو معقول خبر دی ظلمانہ جادو
رنگین ادا کو دیکھ کر اُتر آئی کہا ای رنگین ادا مین اس حال کو نہ جانتی تھی آپس مین ردوقدح
ہونے لگی رنگین ادا تو کہتی ہی کہ اسکی قید میرے حوالے کرو ظلمانہ کہتی ہی کہ مین قیدی کو نہین
دونگی دونون مین یہ باتین ہو رہی ہین کہ رنگین ادا نے کہا وہ سامنے دیکھو جھاڑی
مین کون بیٹھا ہو جیسے ہی ظلمانہ پلٹی فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈال کر جھٹکا دے
مار دیا ظلمانہ بیہوش ہوئی فیروزہ نے بہار کی زبان سے سوزن نکالی بہار جو ہوشیار ہوئی
یہ نہ سمجھی کہ عیاری ہوئی ہی رنگین ادا کو دیکھ کر پوچھا کہ کیون تو تمھارے آنے کا کیا باعث ہوا

فیروزہ نے کہا کہ حضور نے مجکو نہین پہچانا شہریار نے مجکو بھیجا تھا کہ ذرا جاکر خبر تو لو مین عین وقت
پر آیا شکر ہی خدا کا کہ آپ کو اس ظالم کے پنجے سے رہا کیا اب جیسا کہیے وہ بجا لاؤن ظلمانہ کو لیے
جاتا ہون خدمت مین شاہ کی پہونچاؤن بہار نے کہا کہ ای فیروزہ کہدینا مین بھی حاضر خدمت
ہوتی ہون فیروزہ نے ظلمانہ کا پشتارہ باندھا بہار طرف باغ کے گئی مگر فیروزہ ظلمانہ جادو
کا پشتارہ لیے ہوے جب لشکر مین پہونچا شاگردون نے پوچھا کہ استاد والا نژاد کہانسے آتے ہو
پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین ظلمانہ کو لایا ہون ایک شاگرد نے کہا کہ پشتارہ ہمین
دیجیے آپ پسینے پسینے ہو رہے ہین فیروزہ نے پشتارہ دے دیا پشتارہ پاتے ہی وہ شاگرد
بھاگا فیروزہ نے پکار کر کہا کہ او مردود کہان جاتا ہی شاگرد نے جواب دیا کہ او ناعیار
غنیمت جان کہ تجکو چھوڑے جاتا ہون مین طاؤس رازدان فیروزہ حیران ہوکر ٹھہر گیا دلمین
کچھ سوچ کر پھر جھپٹا کہ جانے نہ دونگا طاؤس رازدان نے اسی وقت ظلمانہ کو ہوشیار کیا
اور پکار کر کہا کہ ای ملکہ سنبھل کر اٹھنا ظلمانہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ فیروزہ بھاگا ہوا چلا آتا
ہی اور مین اپنے ہوش مین ہون چاہا فیروزہ کو پکڑ لون فیروزہ نے اپنے تئین ایک غار مین
گرا دیا اس طرح مخفی ہوا کہ کوئی دیکھ نہ سکے ناچار ہوکر ظلمانہ رہگئی مگر طاؤس کی بڑی تعریف
کی اور جھولی سے کچھ نکال کر دیا اور کہا کہ ای طاؤس تو نے بڑا احسان کیا اگر تو نہ پہونچتا
تو قید میری سامنے بادشاہ جمجاہ کے پہونچ جاتی طاؤس کو رخصت کرکے ظلمانہ غصہ مین
جلی قصر ہفت رنگ مین آئی یہان جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی اور ہنگامہ عیش و نشاط
برپا ہی ذکر ہو رہا ہی دیکھیے اب ظلمانہ کیا کرتی ہی کہ ظلمانہ آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا اور
سامنے جمشید کے رونے لگی کہتی تھی فرد شعلے بھڑک کے اٹھنے لگے دل کے داغ سے ۔ آخر کو
آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ۔ جمشید ثانی نے کہا کہ ای ظلمانہ خیر تو ہی ظلمانہ نے عرض کی کہ
خداوند کیا کہون مجھپر فلک پھٹ پڑا کہ بہار ایسی ساحرہ کیسی نازک مزاج ہی لیکن طلسم کشا
کے پہلو مین جاکر بیٹھی مجھپر ایسی افتادین پڑین کہ امید زندگی کی نہ تھی مگر آج تقدیر نے بچا لیا
کہ وقت پر طاؤس رازدان پہونچ گیا اگر دس پانچ منٹ اور نہ آتا تو فیروزہ مجکو لے کر
دربار شاہی مین پہونچ جاتا یا خداوند خیال کرتی ہون کہ طلسم کشا کے ساتھ کیا کیا سامان مہیا

ہوتے جاتے ہین جن ساحرون کا عدیل و نظیر نہین وہ جا کر شریک ہوتے ہین میثاق گوہ گردان
ایسا وزیر اعظم یون شریک ہوا کہ برابر کا سحر اُس سے نہو تا ہی مگر بہار کی شرکت سے سب
ساحر اور زور بگڑین گے جمشید نے یہ خبر وحشت اثر سُن کر بڑا افسوس کیا کہا ای ظلمانہ یہ
ہمین امید نہ تھی ہر چند کہ تقدیر کرکے مین نے بہت سی تیری بُرائیان مٹائین لیکن وہ رنج
جو تقدیر مین لکھے ہین وہ ضرور ادا ہوتے ہین ہر چند تدبیر کر رہا ہون مگر تقدیر سے ناچار ہون
ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند گرفتار کرکے بہار کو لاؤنگی آپکے ہاتھ سے قتل کراؤنگی جمشید
نے کہا کہ ای ظلمانہ مین ایسا دل کہا سے لاؤن کہ جو بہار کے قتل کا حکم دون مجھسے ہرگز نہ دیکھا
جائیگا کہ بہار کا لاشہ خاک و خون مین غلطان ہو ای ظلمانہ بہار پر میری جان جاتی ہی آخر کو
ناچار ہو کر یہ قصد کرونگا کہ بہار کو بُلا کر وہ تقدیر برجستہ کرون کہ بادشاہ جمجاہ کو بھول جاے
میری محبت اُسکے دل مین جگہ پاے ظلمانہ نے عرض کی کہ اب مجکو کیا حکم ہوتا ہی اُسکے سر پر
تو سودا سوار ہی میرا کہنا نہ مانیگی سحر مین بے مثل و بے نظیر ہی مین نے سب کمال اُسکو بتا دیا
ہی جو سحر کرونگی اُسکا دفعیہ کر دیگی اسی سے حیران ہون جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ تم تو اب
فکر گرفتاری بادشاہ کرو مین بہار سے سمجھ لونگا ظلمانہ نے کہا کہ آپکو اختیار ہی مین جاکے
بادشاہ کو لاتی ہون ایسا سحر کرون کہ سب شاہزادیان اور میثاق مبہوت ہو کر میرے پاس
چلے آوین ظلمانہ جمشید سے رد و قدح کرکے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئی جمشید فکر مین
بہار کی بیٹھا ہی مگر بہار جادو نے دن تو تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو صبر نہ ہو سکا دامن صبر و
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا تخت پر سوار ہو کر چلی قریب بارگاہ
بادشاہ آئی آواز سُنی کہ فیروزہ بن عمرو یہ اشعار گا رہا ہی نظم

رشک کے مارے زمرد خاک مین مل جائیگا — سبزہ پر اُس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا
حُسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین — چشم موسیٰ سے جو دیکھے گا اُسے غش آئیگا
ایک عالم سے رسا سُنتا ہون مین مجنون اُسے — میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا
چار دیوار عناصر کی ہی وسعت کسقدر — وحشت کو تنگ کر دیگا جو دل گھبرائیگا
بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال — گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

اپنی زلفون کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہی — جسنے سیدھی بات کی اُلٹا اُسے لٹکائیگا
یہ صدا آتی ہی مجھ دیوانے کی زنجیر سے — امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائیگا
آستانِ یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نہ کر — چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

یہ اشعار سُن کر بہار اندر آئی بادشاہ جمجاہ نے جو بہار کو آتے ہوے دیکھا بے اختیار ہوکر کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم آؤ بقول شاعر فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؛ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؛ بہار آکر بیٹھی بادشاہ سے باتین ہونے لگین بہار نے کہا کہ ای شہریار ظل اللہ آپ کی فکر مین ہی ایسا نہ ہو کہ کسی دن گرفتار کر لیجاے تضاے کار گلعذار جادو ایک شاہزادہ ہی کہ وہ مدت مدید سے بہار پر عاشق ہی تخت اُڑاے ہوے جاتا تھا ناگاہ جو نظر پڑی دیکھا کہ بہار پہلو مین بادشاہ کے بیٹھی ہی تخت اُتار کے لایا کہا کہ کیون ای بہار یہان کہان آئین اُٹھو میرے ساتھ چلو بہار نے کہا کہ ای گلعذار تو کہان سے گھبرایا ہوا آتا ہی گلعذار نے کہا کہ تمھین کو دیکھنے آیا تھا اگر تمکو یہان بادشاہ کے پہلو مین بیٹھے پایا خیر اب اسی مین بہتری ہی کہ میرے ساتھ چلو بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ای شخص تو کون ہی بادشاہ نے فرمایا کہ او بے حیا تو ہمارے گھر پر آیا ہی بس اب چلا جا اسی مین بہتر ہی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے مارا جاے گلعذار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر رُوک کا اُچھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا ہر چند کہ گلعذار نے سحر بھی کیا تلوارین برسین خنجر گرے پیکان تیر چلے مگر بادشاہ پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی جب گلعذار مارا گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ لاشہ اسکا پھینکدو کسقدر بہار کو سمجھایا مگر اُسنے کہنا نہ مانا آخر مارا گیا فیروزہ نے چاہا کہ لاشہ اسکا اُٹھاؤن کہ رونے کی آواز آئی گلچہرہ اسکی بہن آسمان سے اُتری بھائی کا لاشہ دیکھ کر بہت روئی پکار کر آواز دی کہ کیون او نازنین تو کون ہی کہ میرے بھائی کو قتل کرایا اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیون او جوان میرے بھائی کو کسنے قتل کیا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ایسا گستاخ تھا کہ ہمارے سامنے آکر کلام سخت کیا ایسے شخص کا یہی جواب تھا ساحرہ جھلا کر بڑھی کہ بادشاہ جمجاہ کو بغل مین دبا کر اُٹھالون بہار نے للکارا کہ او ملعونہ خبردار قریب بادشاہ کے نہ آنا وررہ یہ کہہ کر گورے گورے ہاتھ جو ہلاے تلوارین برسنے لگین مگر

گلچہرہ بہار کا سحر دفع کر کے پیچھے ہٹی بال کھول دیے سر ہلانے لگی صاف معلوم ہوتا تھا کہ گنوار عورتین
جسطرح پیر آتے ہین اُسطرح کھیلنے لگی مگر دور کھڑی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ای بہار اسکو قریب
آنے دو ایک ہاتھ اِسپر بھی چھوڑ دون بھائی سے اپنے مل جاوے بہار نے کہا کہ حضور بیسے ادب ہے
قریب شہریار آنا اسکا بہتر نہین دیکھیے مین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر پھولونکے گلدستے جو پہنے تھی
چند پھول توڑے اور پھینک مارے اُن پھولون کے پھینکتے ہی اسقدر پھول برسے کہ گلچہرہ
اُسمین مخفی ہوگئی بہار نے پکار کر آواز دی کہ او گستاخ تو باغ بہار مین جا وہان تیرا انجام ہوجائیگا
یہ سُنتے ہی گلچہرہ سنبھل کر بھاگی طرف باغ بہار کے روانہ ہوئی سب نے دیکھا کہ گلچہرہ بدحواس
دوڑی ہوئی جاتی ہے اسقدر جوش وخروش ہے کہ کسی کے ٹھہرائے نہین ٹھہرتی دو تین کوس راہ
طے کر کے ایک باغ ملا اُسمین داخل ہوئی ایک زنگی سامنے سے آیا اُسنے پکار کر کہا کہ صاحب
ادھر آؤ گلچہرہ اُدھر متوجہ ہوئی تھی کہ دوسری طرف سے دوسرا زنگی پیدا ہوا پکارتا ہوا آیا
کہ خبردار آگے نہ جانا او زنگی سیہ رو میری معشوقہ کو بلاتا ہے دونون زنگیون مین تلوار چلنے لگی
اول والا زنگی مارا گیا دوسرا زنگی اُسکو مار کر قریب گلچہرہ کے آیا تلوار چمکا کر کہا کہ ارے تو میری
زوجہ ہو کر یون بازار مین پھرتی ہے گلچہرہ نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہے ہم لوگون کا شوہر نہین
ہوتا جسنے طلب کیا اُسکے پاس گئے اُس زنگی نے تلوار چمکا کر ہاتھ مارا گلچہرہ نے سر آگے کردیا
دھڑ سے سر کٹ کر گرا گلچہرہ کو مار کر وہ زنگی تلوار پونچھتا ہوا گوشہ باغ مین جا کر غائب ہوا یہان
فیروزہ نے گلعذار کا لاشہ اٹھا ٹانگ پکڑ کر باہر پھینک دیا بہار نے عرض کی کہ وہ ساحرہ کیسی
قتل ہوگئی کیون شہریار دیکھیے کیا کیا افتادین پڑتی ہین بس اب مین رخصت ہوتی ہون
بہار بادشاہ سے رخصت ہو کر جیسے ہی باہر نکلی جمشید ثانی کا نعرہ ہوا کہ خبردار او کسبی ہرگز
آگے نہ بڑھنا تو نے غضب کیا کہ بھائی بہن کو قتل کرایا او رنڈی دیکھا کی تو نے منع نہ کیا اور
بہن کو تو آپ قتل کیا نہین معلوم تو کیا سمجھی ہے دیکھ اب تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکے ارادہ کیا
کہ سحر کرون بہار نے گلدستہ کھینچ مارا جمشید کے سینے پر پڑا سینے پر پڑتے ہی وہ گلدستہ پھٹا
اسقدر پھول برسے کہ جمشید جھومنے لگا بہار نے گلے سے ہار اُتارا اُسمین سب قسم کے پھول
گندھے ہوئے تھے چاہا کہ اسکو بھی پھینک مارون جمشید خاموش کھڑا ہے گلدستے کے پھولونکی

سونگھ رہا ہی کہ ایک طائر نے گرد سر جمشید آکر چرخ مارا جمشید ہوش مین آیا للکارا کہ او شوخ دیدہ
تونے ماہ دولت پر سحر کیا ہی شرط یہ کہ وہ تنفر سر کرون کہ تو در بدر ماری ماری پھرے بہار نے
وہ ہار بھی پھینک مارا اور پھول برسنے لگے اب جمشید دیکھ رہا ہی پھولون کو لے کر سونگھ رہا ہی
کہ زمین شق ہوئی ایک جوان سیہ فام زمین سے پیدا ہوا جمشید کو اٹھا کر بھاگا یہ ہاؤ ہو سنکر بادشاہ
بھی بارگاہ سے باہر نکل آئے جب وہ جوان سیہ رو جمشید کو لیچلا تو بادشاہ نے تیر مارا پاؤن
جمشید کا زخمی ہوا مگر وہ جوان نہ رکا جمشید کو لے گیا لاکر قصر ہفت رنگ مین اتار اُتار کر
غائب ہوا شاہزادیان دوڑ پڑین عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہوا پاے قدرت کیسے زخمی
کیا جمشید نے کہا کہ مین تو طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر افسوس یہ ہی کہ بہار نے بیرا کچھ
خوف نہ کیا ایکی مرتبہ جو جاؤنگا پہلے سے تدبیر کرونگا بہار کو پکڑ لاؤنگا سب شاہزادیون نے
جمشید کا علاج کیا پاؤن مین جمشید کے ٹانکے لگے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی جمشید خاموش
بیٹھا ہی مگر غصہ مین جھلا جھلا کر کہہ رہا ہی کہ ایک ساحرہ کے مقدمے مین ماہ دولت زخمی ہوے
افسوس ہی کہ بہار کا کچھ نہ کر سکے یہ ذکر تھا کہ ظلمانہ جادو آکر پہونچی ظلمانہ نے آکر جمشید
کا جو یہ حال دیکھا رونے لگی کہا یا خداوند یہی مجکو خوف ہی کہ وہ گیسو بریدہ بلاے روزگار
کہ قدرت کو زخمی کرایا اب آپ نہ ارادہ کرین مین سمجھ لونگی بہار کو پکڑ لاؤنگی جمشید خاموش
ہو رہا ظلمانہ جمشید کو بخوبی سمجھا کر اپنے لشکر مین آئی سردارون نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم
کیا ہوا ظلمانہ نے بیان کیا کہ قدرت کا پاؤن زخمی ہوا ہی بادشاہ پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا
لوح محفوظ اُن کے گلے مین ہی جب لوح طلسمی ملیگی تب مرحلہ جات پر جاوینگے جب تک کہ
لوح نہین ملتی ہی تب تک اُن کو مشکل ہی اب وہ تدبیر ہو کہ لوح کی حفاظت کیجاے اور کوئی
ایسا ہو کہ بادشاہ کو پکڑ لاے ایک سردار اسکا بہمن سیہ رو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ
اگر غلام کو حکم ہو تو مع بہار بادشاہ کو پکڑ لاؤن ظلمانہ نے کہا کہ ای بہمن تم نے بہت بڑا
دعویٰ کیا بادشاہ کا لانا بہت دشوار ہی اسنے کہا حضور حکم تو دین پھر میری کارگزاری دیکھین
کہ دونون کو کیونکر لاتا ہون ظلمانہ نے حکم دیا کہ ای بہمن خوشی تمھاری مگر پہلے بہار کو لاؤ
غفلت مین جاکر سحر کرو مگر اُسکے سحر سے اپنے کو بچانا مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو بادشاہ اُس

مقام پر آجائین تو پھر کچھ بن نہ پڑیگا بہمن سیہ رو طرف باغ بہار کے چلا قریب باغ جو پہونچا دروازہ باغ کا بند پایا پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھا دور سے دیکھا کہ ملکہ بہار باغ مین ٹہل رہی ہین بہمن نے پہلو پر سے آکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ ملکہ دھوئین مین چھپ گئین مگر ہاتھ ہلایا کچھ پانی برسا کہ وہ دھوان برطرف ہوا اور چند قطرات آب جو بہمن پر گرے بہمن حیران ہو گیا ہوش و حواس پراگندہ ہوے چہرہ سیاہ حال تباہ ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہنا تھا جو فرمایئے وہ بجالاؤن بہار نے کہا کہ ای بہمن تم ایسے مقام پر جا کر رہے ہو کہ وہان کوئی جا نہین سکتا قصر ہفت رنگ مین جاؤ جمشید ثانی کا سر لاؤ اسی مین تمھارا عشق پورا ہوگا مین تمھاری بدل و جان اطاعت کرونگی میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا پھر بہار نے کہا اچھا جاؤ جو دل مین ہے وہ ہی کرنا بہمن جھومتا ہوا چلا بیرون بارگاہ آکر گینڈے پر سوار ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ آج کئی دن گذرے کہ بہمن ظلمانہ سے وعدہ کر کے گیا ہے پلٹ کر نہین آیا ظلمانہ بھی برائے صلاح آئی ہے بیٹھی ہوئی ہے جمشید سے صلاح کر رہی ہے کہتی ہے کہ یا خداوند کیا تدبیر کرون کہ بہار میرے قبضے مین آئے راتون کو روتی ہون کہ جسکو چھ مہینے کے سن سے پرورش کیا ہو وہ اس طرح سے باغی ہو جائے کہ اسکو میری صورت سے نفرت ہو گئی حسن سلطان کیا ہے کہ سب سحرون پر غالب آتا ہے کئی شاہزادیان خدمت مین حاضر ہین کبھی ہم لوگون کا نام نہین لیتین یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا جمشید نے پوچھا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہے کہ ہرکارے نے آکر عرض کی کہ بہمن سیہ رو دیوانہ دار وحشی مثال آپ کے لشکر پر آکر گرا آگ برسا رہا ہے کئی سو افسر قتل ہوے چاہتا ہے کہ لڑ بھڑ کر بارگاہ مین آوے ساحر اسکو روک رہے ہین جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ دیکھو تو کہ بہمن کس حال مین ہے ظلمانہ باہر گئی دیکھا لڑ رہا ہے جیسے گراتا پھرتا ہے ہاتھ مین چند پھول ہین اون کو سونگھے جاتا ہے ظلمانہ روتی ہوئی سامنے جمشید کے آئی کہا یا خداوند یہ سحر مین بہار کے مبتلا ہے اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن یا قتل کرون جمشید نے کہا کہ تمکو اختیار ہے یہ سنکر ظلمانہ نکلی مگر چلتے وقت جمشید نے یہ بھی کہہ دیا کہ ای ظلمانہ جہان تک ہو سکے اسے گرفتار کر لینا کیونکہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہے مین اسکو ہوش مین کر لونگا ظلمانہ

بہت خوب کہکر باہر نکلی جیسے ہی بہمن پر نگاہ پڑی ظلمانہ جادو نے پکار کر آواز دی کہ او سیہ رو
تیرہ درون پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر جان دے یہان نہ آنا قدرت تجھسے ناراض ہین بہمن نے کہا
کہ او بیحیا مین تیری بات کو سمجھا اب ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جمشید کا اور تیرا سر لیکر جاؤنگا
ظلمانہ اور بہمن سے سحر چلنے لگا ہرچند ظلمانہ قصد کرتی ہی کہ مین اسکا سر کاٹ لون مگر بہمن سیہ رو
سحر دفع کر دیتا ہی اُنھین پھولون کو سونگھتا جاتا ہی ظلمانہ وہ سحر کر رہی ہی کہ جنکا مثل نہین مراد
یہ ہی کہ پھول جو ہاتھہ مین لیے ہی اُنکو پھینک دے تو مین اسکو مار لون مگر بہمن پھول نہین پھینکتا
دمبدم سونگھتا جاتا ہی جب پھول سونگھ کر پڑھتا ہی ظلمانہ کا سحر دفع کر دیتا ہی جب دو چار مرتبہ
ایسا ہی اتفاق ہوا تو ظلمانہ نے آواز دی کہ ای زاغ سیہ رو جلد آکر حاضر ہو پھول اس کے
ہاتھ سے گرا دے کہ پہلوے نخل سے ایک جوان سیہ رو قوی تن و قوی من یہ پکارتا ہوا پیدا ہوا
کہ او بہمن خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ قیامت برپا کردونگا مگر بہمن کب سُنتا ہی مبہوت ہو رہا ہی
اُس جوان نے قریب آکر ہاتھ پر ایک تھپکی ماری کہ پھول ہاتھ سے گرے بہمن نے چاہا کہ پھول
پھر اُٹھاؤن مگر اُس جوان نے پاؤن سے پھول مل ڈالے اور غائب ہوگیا اُس وقت بہمن
بیقرار ہوگیا اُس جوان کو ڈھونڈھتا پھرتا ہی اور پکار رہا ہی کہ او زاغ سیہ رو تو نے غضب کیا
کہ میرا تحفہ مٹا یا معشوق کی نشانی تھی ظلمانہ نے جو دیکھا کہ بہمن کو اور زیادہ وحشت ہوئی
ہاتھ ہلا دیا تلوارین بہمن پر برسنے لگین دو چار تلوارین توڑین ایک تلوار ایسے زور سے
گری کہ بہمن کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی بہمن کے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من بہمن جادو بود جمشید نے جو یہ آواز سُنی گھبرا کر باہر نکل آیا کہا ای ظلمانہ
تم نے غضب کیا بے خطا کو مارا کچھ نیک و بد نہ سمجھا ظلمانہ نے عرض کی کہ یا خداوند بہت بہت
تدبیرین کین اور منتین کرتی رہی کہ ای بہمن سرکشی نہ کرو ورنہ مین قیامت برپا کرونگی مگر اُسنے
نہ مانا آخر میرا سحر چل گیا نگوڑا قتل ہوا سرکشی کا یہی انجام تھا کہ جو ہوا یا خداوند اب چلکر
صلاح کیجیے کہ لوح کسی طرح بچے اور بادشاہ وہان تک نہ جا سکین جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ
مین سب تدبیرین کر چکا ہون اور سب خبرین مجکو ملتی ہین جمشید و ظلمانہ برائے صلاح ایک
قصر مین داخل ہوے کہ ذکر ان کا وقت پر ہوگا ادھر سعد بن قباد اپنی بارگاہ مین رہتے ہین

بہار برابر آتی جاتی ہی لیکن کوئی خیال نہین کرتا کہ لشکر کا کیا رنگ ہی میثاق کوہ گردان کیسا
سردار نامی ہی شاہزادیان اپنے مقام پر بیٹھی ہین صلاحین ہو رہی ہین میثاق کہتا ہی کہ
بادشاہ جمجاہ کو نابہ جزیرہ بلا خبر لے چلو وہان چل کر لوح کی فکر کرو سب نے قبول کیا قضاے کا
ایک طائر اُڑتا ہوا آیا سب کے سرون پر چرخ مارا عنبر افشان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہ طائر
چرخ مار کر چلا گیا عنبر افشان نے کہا کہ ای ملکہ گلگونہ اگر تمھاری خوشی ہو تو تم بھی چلو ہم لشکر
کی سیر کرنے جاتے ہین گلگونہ نے کہا کہ مین خود تمسے کہنے کو تھی کہ صبح کا وقت ہی سیر سے فرحت
ہو گی ملکہ یاسمن نے کہا کہ مین بھی چلتی ہون تینون شاہزادیان اُٹھین بارگاہ سے باہر نکلین کنیزون
سے کہا کہ ہم تو جاتے ہین تمکو بلوا لین گے تم بھی آنا اس بارگاہ مین رہنے سے کیا فائدہ کنیزونکی
مجال تھی کہ جواب دیتین عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی جہان حضور بلائین گی وہان آوینگے
تینون شاہزادیان باتین کرتی ہوئی چلین کنیزین بھاگی ہوئی بارگاہ مین آئین میثاق سے عرض کی
کہ تینون شاہزادیان طرف قصر ہفت رنگ کے جاتی ہین میثاق یہ کہہ کر اُٹھا کہ مین ابھی جا کے
پھیرے لاتا ہون طائر کو دیکھ کر سب کے ہوش اُڑے مگر کچھ کہہ نہ سکا دم بھر مین ان تینون کا قلب
اُلٹ گیا یہ کہہ کر میثاق بھی چلا لشکر مقابلے مین ظلمانہ کا اُترا ہوا ہی ظلمانہ بیرون بارگاہ کھڑی
ہوئی کچھ اشارے کر رہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا آیا اُس طائر کو دیکھ کر ظلمانہ نے کہا کہ ارے سبکو
لایا طائر نے سر ہلا دیا یہ اشارہ تھا کہ مطلب ہو گیا ظلمانہ نے سردارون سے کہا کہ جا کر کنارے
پر لشکر کے ٹھہرو جو کوئی آتا ہو اُسکا استقبال کرو بہ اعزاز لاؤ سردار جا کر کنارے پر لشکر کے
کھڑے ہوے دیکھا تینون شاہزادیان باتین کرتی ہوئی آتی ہین ایک سے ایک کہتی ہی کہ بُوا
سمجھو تو ظلمانہ ہم سب کی بزرگ ہی اُسکے پاس چلین گے تو کیا حرج ہو گا اُسکی بات کا ماننا ہمارے
واسطے بہتر ہی کہان تک خلاف اُسکے کرین کہ سردارون نے بڑھ کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم
آئیے ملکہ ظلمانہ آپ کو یاد کر رہی ہین میثاق کوہ گردان سب کے پیچھے آواز دیتا ہوا آتا
ہی کہ ای عنبر افشان ٹھہر جاؤ ہم آلین تو چلو مگر سرداران ظلمانہ نے بڑھ کر سب کو اپنے بیچ
مین لیا میثاق نے جھلا کر کہا کہ کیون ای عنبر افشان ہمارا کہنا نہ مانا ان سب کے ساتھ ہو گئین
دیکھو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کے خلاف ہو بڑی تلوار چلیگی مگر بادشاہ اسلام یعنی سعد شہریار کو اگر

ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ عنبر افشان و گلگونہ و ملکہ یاسمن و میثاق قریب بارگاہ ظلمانہ
پہونچ چکے ہین اور وہ ہی طائر ان سب کے سر پر سایہ فگن ہے گویا سبکو لیے جاتا ہے اور سرداران ظلمانہ
ہنس ہنس کر باتین کر رہے ہین ظلمانہ بھی بارگاہ سے نکلی ہے ان کو اشارون سے بلا رہی ہے بادشاہ
اپنے مقام سے اٹھے فرمایا ہم تو سمجھے گئے تھے کہ یہ سحر ظلمانہ کا ہے چارون کو مبہوت کیا طائر لگا کر لیگیا
یہ فرماتے ہوئے چلے سامنے پہونچے ادھر قریب بارگاہ ظلمانہ چارون پہونچ چکے ہین کہ اپرگلنا
سامنے سے اٹھا ملکہ بہار جادو تخت پر سوار ظاہر ہوئی پکار کر آواز دی کہ او طائر ان کے
سر پر سے ہٹ جا یا تیری شامت آئی ہے عنبر افشان نے پلٹ کر آواز دی کہ اے ملکہ بہار تم
اس مقدمے مین دخل نہ دو کنارے رہو مگر بہار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ
طائر کے دو ٹکڑے ہوگئے خون اسکا ان سب پر گرا جیسے قطرہ ٹپکا اسکو ہوش آگیا سامنے
سے ظلمانہ کو دیکھ کر کہا اے میثاق ہم کہان جاتے ہین ہم کو پلٹا لیچلو میثاق نے کہا کہ آپ
پلٹ آئیے وہان جانا بہتر نہین ہے دیکھو طلسم کشا بھی آتے ہین سحر ہم پر سے اتر گیا ملکہ بہار
نے وقت پر آکر مدد کی ہم سبھون کی آبرو بچالی نہین معلوم ظلمانہ کس بدعت سے قید کرتی کیا
ظلم کرتی ظلمانہ نے جو دیکھا کہ یہ لوگ آکر پلٹ چلے پکار کر آواز دی کہ اے بہار مین تیرا بڑا
پاس کرتی ہون ایسا نہ ہو کہ میرا سحر چل جائے بہار نے نگاہ سے نگاہ ملا کر آواز دی کہ نانی اماں
اب ہمارے تمہارے بھی سحر ہوگا یا تم مجھکو قتل کرو یا مین تم کو قتل کرون تب یہ جھگڑا مٹے گا مجھسے
یہ امر نہ دیکھا جائیگا کہ تم لشکر طلسم کشا کو برباد کرو اور جمشید کا لشکر آباد کرو ظلمانہ نے ٹھنڈی
سانس بھر کر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے اور بحسرت جواب دیا کہ کیون بہار ہمنے تم کو
اسی لیے پرورش کیا تھا کہ دشمنون سے میل کرو اور ہمارے سحر کا دفعیہ ہو مین کیا جانتی تھی ورنہ
اسقدر نہ بتاتی بہار نے ہنس کر کہا کہ بڑی بی جاؤ بیٹھو قہر درویش بجان درویش اپنا غصہ
اپنے ہی اوپر اتارو یہان یہ چارون پلٹ کر چلے طلسم کشا کو جو آتے ہوئے دیکھا سب نے
جھک کر سلام کیا میثاق نے بڑھ کر عرض کی کہ آپ نے کیون تکلیف فرمائی بہار نے عین
وقت پر آکر مدد کی آج ظلمانہ سے بڑی گفتگو ہوئی ملکہ بہار نے آج صاف صاف کہہ دیا
کہ بدون تمہارے مرے یہ جھگڑا پاک نہ ہوگا تب ظلمانہ جھلا کر پلٹی بادشاہ جمجاہ نے سب پر آکر

لوح محفوظ کا عکس تڑالا سب ہوشیار ہوے رکاب بادشاہ جمجاہ پر ہاتھ رکھدیا پلٹ کر لشکر مین
آے بادشاہ سب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آے اور سب سے پوچھا کہ تمھارے قلب
کا کیا حال تھا سب نے کہا کہ یہی دل چاہتا تھا کہ جا کر ظلمانہ کے قدمون پر گرین جو وہ کہے
وہ ہی کرین جس وقت طائر مارا گیا اُس وقت ہمارے ہوش درست ہوے بادشاہ نے
کہا کہ آج اگر تم لوگ نہ پلٹ آتے تو وہ تلوار چلتی کہ ظلمانہ کو بھی معلوم ہوتا کہ جنگ اسکا نام
ہے مین جو پہونچا تو تم لوگ پلٹے ہوے آتے تھے اور مین نے جلتے ہوے ابر بہار کو دیکھا اُسنے
پلٹ کر اشارہ کیا کہ اپنے سردارون کو لیجائیے آج ظلمانہ بہت بگڑی سامنے بہار کے روتی تھی
میثاق نے عرض کی کہ جی ہان بہت رنجیدہ ہوئی کہتی تھی کہ ای بہار ہم نے تم کو اسی دن کے لیے
پرورش کیا تھا یہان تو یہ ذکر ہو وہان ظلمانہ جو پلٹ کر بارگاہ مین آئی سب سردارون کو جمع کیا
کہا صاحبو تم نے دیکھا کہ آج بہار نے وقت پر آکر سردارون کو روک لیا طائر قتل ہوا مین کیا
سحر سے عاجز تھی اگر سحر کرتی تو بی بہار بھی عاجز ہوتین لیکن تم سب آمادہ رہو آج رات کو وہ سحر
کرون کہ ملازمان بادشاہ اسلام سب اُن کے دشمن ہو جائین آخر کس سے لڑینگے سب سردار
مل کر اُن کو مار لینگے ایک جوان ایسا مقرر کرون کہ وہ طلسم کشا پر غالب آے گرفتار کر کے
لیجاے اور لیجا کر باغ سنسان مین قید کرے مین کہلا بھیجونگی کہ سر بادشاہ لیکر آؤ کوئی آگاہ
بھی نہ ہوگا کہ کہان مارے گئے کون مدد کو اُن کی جائیگا باغ سنسان وہ مقام ہے کہ جہان
کوئی پہونچ نہ سکے بڑے بڑے ساحرون کو مین نے اُسمین پھنسایا اور پھر مار لیا کسی کو خبر بھی نہ
ہوئی اس سحر کا توڑ بی بہار کو نہین بتایا دیکھون کیا کرتی ہین یہ کہکر ایک خیمہ ہو تنہا رہنے کا قرار دیا
اور سب افسر بیرون بارگاہ آے سب کو ظلمانہ نے حکم دیا کہ تیار رہو اگر لڑائی پڑے تو سحر کرنا
کسی سے مُنھ نہ پھیرنا سب نے کہا کہ حضور ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے گا اُسے آنکھون سے
بجا لائینگے لڑائی سے مُنھ نہ پھیرینگے سب افسرون نے چپکے چپکے جا کر لشکر تیار کیا اور ظلمانہ نے تنہا
بیٹھی سحر کر رہی تھی ایک پُتلہ ماش کے آٹے کا بنایا قطرے خون کے اپنے جسم سے لیکر اُسکے مُنھ
مین ڈالے وہ زنگی بنکر اُٹھا ظلمانہ نے کہا کہ ای زنگی قوی ترکیب تجھسے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا
ذرا سمجھ کر لڑنا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے زنگی اُس خیمے سے نکلا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا یہان

بادشاہ جمجاہ کو خبر پہونچی اُنھون نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب وقت خبر ہوئی کہ فراش ماہتاب نے فرش چاندنی
لپیٹا اور خورشید خاوری بہ رونق تمام چرخ زبرجدی پر آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے
نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ ہٹے طلمانہ نے طرف صحرا کے کچھ ماش کے دانے پھینکے اور
پکار کر آواز دی کہ ای قاتل طلسم کشا جلد آؤ وقت میدان داری ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک
زنگی کرگدن مست پر سوار تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے گینڈے کو اُڑاتا ہوا سامنے طلمانہ کے
آیا طلمانہ نے کہا کہ میدان کارزار مین جا اور طلسم کشا کو للکار لے وہ زنگی جوشان و خروشان
میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہین میرے مقابلے مین آوین تو حال معلوم ہو
میثاق نے قصد کیا تھا کہ مین مقابلے مین جاؤن مگر بادشاہ نے منع کیا فرمایا کہ ای میثاق
مین تم کو کیونکر رخصت دون وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی دشمن ذکر کرین گے کہ ساحر کے مقابلے مین
بھیجا میثاق نے ہرچند کہا کہ حضور یہ سحر کا بنا ہوا ہی مگر بادشاہ نے نہ مانا مقابلے مین اُس
زنگی کے پہونچے اُس زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا
وہ زنگی لپٹ پڑا بادشاہ گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی ہرچند بادشاہ چاہتے ہین کہ
اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا جب لوح محفوظ ہل جاتی ہی تو جسم مین طاقت آتی ہی تمام دن
اسی کشاکش مین گذرا طلمانہ نے افسرون سے کہا کہ ہائے مین کیا کرون اگر طلسم کشا کے گلے
مین لوح محفوظ نہ ہوتی تو اب تک یہ ایسے ایسے چار کو گرفتار کرکے لیجاتا مگر لوح محفوظ بچا رہی ہی
اب وہ تدبیر کرون کہ لوح محفوظ سے کچھ مطلب نہ نکلے اور زنگی غالب آجائے ایک چوکی لاؤ
اُسپر ہار پھول رکھو تو مین سحر تیار کرون ملازمون نے چوکی لاکر رکھی اُسپر پھول وغیرہ رکھے طلمانہ
اُچک کر بیٹھی مگر بادشاہ عاجز ہو رہے ہین خوف ہی کہ ایسا نہ ہو یہ مجھپر غالب آجائے بیقرار
ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای کریم کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

ابر گریان یافتیم و برق خندان یافتیم ۔۔۔ در دو رنگی رنگ آن یکرنگ پنہان یافتیم
نقد جان از دست خود دادیم جانان یافتیم ۔۔۔ جنس مطلوب درین بازار ارزان یافتیم
در دل تاریک مدفون گنج عرفان یافتیم ۔۔۔ ما درین ظلمت نشان آب حیوان یافتیم

قطرہ از فیضان جودش ابر نیسان یافتیم ذرہ ز انوار رخش مہر درخشان یافتیم

گنج گوہر در فیوض چشم گریان یافتیم سینہ را روشن ز نور آہ سوزان یافتیم

مسکن محبوب نزدیک از رگ جان یافتیم در میان جسم و جان انوار جانان یافتیم

علم و فضل و مال و جاہ و دین و ایمان یافتیم آنچہ حق بخشید در دنیا فراوان یافتیم

یافتیم اندر عبادت مشتغل وحش و طیور ہم بگر اسپ عبادت جن و انسان یافتیم

شکر حق جمشید ہی کہ در حمد خدا و نعت کریم در زبان پارسی این عمدہ دیوان یافتیم

بادشاہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین اب وہ نقشہ ہی کہ طلمانہ دوسرا سحر کیا چاہتی ہی کہ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا پھولون کی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا ابر آکے پھٹا طلمانہ نے دیکھا کہ بہار جادو ایک طاؤس پر سوار تاج سر پہ رکھے ہوے حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہی جس طرف سے نکلتی ہی اُس طرف روشنی ہو جاتی ہی چہرے پر گمان ہی کہ آفتاب یا ماہتاب ہی یا ستارہ سحری چمک رہا ہی آتے ہی آواز دی کہ ای شہریار گھبرائیے ایسے شعبدے بہت سے دیکھے ہین ہمارے سامنے کیا آ سکتے ہین یہ کہکر بہار نے طاؤس بڑھایا چند پھول سر پر زنگی کے پھینکے جیسے ہی پھول سر پر زنگی کے پڑے زنگی کمزور ہونے لگا بادشاہ سمجھا نے جو زنگی کو اپنے سے کمتر پایا مونڈھے سنبھال کر لے دوڑے چند قدم پر آکر ہکہ مارا مگر بہار سحر کر رہی ہی پھول پھینکے جاتی ہی گویا رنگ سحر دکھاتی ہی بادشاہ نے جو ہکہ مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنا بہ زمین ہوے بہار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اب نہ پناہ دیجیے گا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیجیے بادشاہ نے دست زبر دست بڑھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا ذرا فرق نہ ہوا چرخ دے کر زمین پر مارا عکس لوح محفوظ بھی پڑا دیکھا تو ماش کے آٹے کا پتلہ ہی ایک لات ماری کہ سر اُسکا پاش پاش ہوگیا بہار ہنسی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار سبحان اللہ اب طلمانہ کو خبر دو کہ اُس زنگی سیہ رو کو طلسم کشا نے مار لیا اور کسی کو بھیجے کہ وہ مقابلہ کرے طلمانہ اپنے خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی اُسکے کان مین جو یہ آواز پہونچی جھلا کر نکل آئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ کہان تک گستاخی کریگی ایسا نہ ہو مجکو خیال جو تیرا ہی

وہ دل سے نکل جاوے تو دم بھر مین پامال کرونگی بہار نے ہنس کر جواب دیا کہ نانی امان غصہ نکرو
اب شام ہوئی پلٹ جاؤ کل پھر میدان داری کرنا تمھارا سحر ایسا ہی کہ تاثیر نہ کرے کوئی بچ سکتا ہی
مگر مین تو جمشید پر لعنت کر چکی وہ ہی کریم کارساز ہر وقت مدد کرتا ہی یہ سُن کر ظلمانہ جادو نے
طبل بازگشت بجوایا افسرون کو ساتھ لیکر پلٹی مگر کہتی ہوئی کہ صاحبو بڑی شوخ دیدہ سے
سامنا ہی اسپر غالب ہونا دشوار ہی دیکھیے اس سے کیسی جنگ پڑے کل سحر میرے اسکو یاد
ہین سب کا توڑ بھی یاد ہی وقت فریاد ہی او بہار اب راہ پر آ ورنہ تیرا شباب خاک ہی مین
ملا دونگی سر میدان قتل کرونگی میرا سات سو برس کا سن ہی ہزارون معرکے دیکھے خیال تو کر لے کہ
دمامہ جادو زبرجد نگار مین قتل ہوئی مین اپنی جان بچا کر نکل آئی کشمشش مارا گیا دریائے قلزم
مین اُسپر آفت آئی یہان بھی ہزار طرح کی آفت آئیگی مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤنگی کوئی مجھ کو نہ
پائیگا ای بہار اپنی بہار نہ مٹاؤ اپنے ہوش درست کرو ایسا نہ ہو کہ مین تمکو قتل کر ڈالون
یہ کہکر بال سر کے کھول دیے اور ایک دہ پتھر زمین پر مارا کہ ابر گلنار ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
اور بہار کے طاؤس کے بھی دو ٹکڑے ہوے بہار زمین پر بیہوش ہو کے گری ظلمانہ تیغ کھینچکر
بڑھی کہ بہار کو قتل کرون بادشاہ مرکب جھپکا کر بڑھے اور نعرہ شیرانہ کیا میثاق وغیرہ نے
آگ برسا دی مگر عنبر افشان نے جھپٹ کر بہار کو ہوشیار کر دیا بہار جو اُٹھی تو غصے مین کف
مُنھ سے جاری چہرہ سُرخ ہو رہا ہی اُٹھتے ہی سحر کیا کہ پھول برسنے لگے ایک آندھی اُٹھی کہ تمام
صحرا تاریک ہو گیا ظلمانہ نے دیکھا کہ مین ایک باغ مین کھڑی ہون ایک نازنین حسین و جمیل
ایک گلدستہ لیے قریب کھڑی ہی ظلمانہ کو سنگھا رہی ہی ظلمانہ گھبرا گھبرا کر مُنھ پھیرتی ہی مگر وہ نازنین
ہر طرف پھر رہی ہی اور گلدستہ نتھنون سے لگائے دیتی ہی کہ سامنے سے ملکہ بہار آئی اور پکار کے
آواز دی کہ کیون نانی امان اب آپ کا کیا حال کرون آپ نے دیکھا کہ کیسا باغ تیار ہو گیا
اب آپ کو طرف باغ ویران کے روانہ کرون او گلرنگ یہان اِن کو کہان دوڑاتی پھرتی ہی
یہ تو باغ پر فضا ہی اگر یہان رہیگی تو آرام پائیگی باغ ویران مین اِسکو جلد لیجا اُس نازنین
نے ہاتھ ظلمانہ کا تھام لیا اور کشان کشان لیچلی اُس وقت ظلمانہ کی ناچاری بال سر کے
کھلے ہوے نیلی چدر یا سر سے ڈھلکی ہوئی لنہگا گھٹنون سے اونچا پہنے ہوئے پکار رہی ہی

کہ یا خداوند جمشید ثانی میری مدد کو آئیے جیسے ہی ظلمانہ نے یہ کہکر پکارا جمشید ثانی گوشۂ باغ
سے پیدا ہوا بہار جمشید کو دیکھکر بھاگی جمشید نے اُس نازنین کو آواز دی کہ او گیسو بریدہ و
شوخ دیدہ ظلمانہ کا ہاتھ چھوڑدے اپنی جان کو غنیمت جان دیکھ اس باغ کو ابھی مٹاتا ہون
یہ کہکر دیوار پر ایک لات ماری دیوار باغ گری دیوار گرا کر ظلمانہ کو نکال دیا کہا اپنے لشکر
مین جاؤ ای ظلمانہ سمجھ کر سحر کیا کرو تم نے بہار کو سب کچھ بتادیا کچھ اپنے لیے نہ رکھا اگر مین اسوقت
نہ آتا تو تم گرفتار ہوجاتین یہ کہکر ہاتھ ہلایا آگ برسنے لگی تمام چمنستان کو جلادیا مگر ظلمانہ
جو باغ سے نکلی سیدھی اپنے لشکر کی طرف بھاگی بارگاہ مین جاکر چھپی پھر جمشید نے چند ساعت
مین باغ کو جلادیا دیوارین گرادین اور پکار کر آواز دی کہ ای بہار اس وقت تو تم بھاگ گئین
ابکی جو سامنا پڑیگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا تمھارے قتل سے مُنھ نہ موڑونگا آواز آئی کہ او بھڑوے
دروغ گو کس بات پر گھمنڈ کرتا ہی مین تجھسے بھی باہر نہین جب سحر چلیگا تو حال کُھلیگا جمشید ثانی
چہار جانب دیکھنے لگا کہ یہ کدھر سے آواز آئی دیکھا کہ اُن گری ہوئی اینٹون پر ایک زاغ سیاہ
بیٹھا ہوا سخنہاے مذکور کہہ رہا ہی جمشید نے ہاتھ ہلادیا کہ اُس زاغ کا سر اُڑگیا آواز آئی کہ
او بے حیا میرے قتل سے تجھکو کیا نفع ملا جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لشکر بادشاہ کو دیکھتا ہوا
طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ ہوگیا یہان تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین جب
جمشید قصر مین داخل ہوا تو شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہی کس حال مین ہو جمشید نے
جواب دیا کہ مین نے اس وقت جاکر تقدیر کر کے باغ سحر بہار کو مٹایا اس وجہ سے بڑی تکلیف
پہونچی تمام شاہزادیان جمشید کی تسکین کرنے لگین شراب وغیرہ پلائی جمشید مطمئن ہوا مگر
ظلمانہ گوشہ نشین جو پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آئی آتے ہی سردارون سے کہا کہ صاحبو یہ سحر تو
میرا خالی گیا اب مین دوسرا سحر تیار کرون کسی طور سے سعد شہریار گرفتار ہون سب نے عرض کی
جو حکم دیجیے وہ بجالاوین ایک پہلوان بیٹھا ہی کہ فولاد خارہ شکن اُسکا نام ہی ظلمانہ نے کہا
کہ ای فولاد مین تجھپر سحر کرتی ہون کل تو طلسم کشا سے مقابلہ کر لوح محفوظ کی تاثیر مٹاؤن کہ
تجھکو ضرر نہ ہو اور سعد تجھپر غالب نہ آوین تو بھی دل مضبوط رکھنا بس آٹھ پہر کشتی رہیگی بعد
آٹھ پہر کے اُن کا زور کم ہوگا تمھارا زور زیادہ ہوگا تب سعد شہریار پر غالب آؤگے یہ سنکر

فولاد نے کہا کہ مین آپ کا حکم جان و دل سے مانونگا بادشاہ کی توکیا حقیقت ہے اگر آپ حکم دین تو
صاحبقران سے لڑون اور گرفتار کر لاؤن ظلمانہ نے اپنی کرتی اُتار کر فولاد کو پہنا دی اور
بیٹھ کر سحر کیا معلوم ہوتا تھا کہ زرہ پہنے ہے اُسکے بعد ایک ہیکل سحر کی بنائی وہ بھی فولاد کو پہنا دی
ظلمانہ نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے یہان بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ صدا سے طبل جنگی
کان مین آئی ہرکارون نے عرض کی کہ ظلمانہ نے پھر طبل جنگی بجوایا ہے کوئی پہلوان زبردست
فولاد خارہ شکن نامے ہے وہ کل حضور سے مقابلہ کریگا سعد شہریار نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے گڑگڑائے
تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری بوقت سحر دونون لشکر میدان مین
آئے صفین جمین نقیب نقابت کر کے ہٹے گرد کیت کڑکا کہ چکے ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ اے
فولاد خارہ شکن اپنی فولادی ظاہر کر واب وہ وقت ہے کہ میدان مین جاؤ طلسم کشا کو لوکو
اُنھین سے مقابلہ کرو فولاد خارہ شکن نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی
کہ اے فرقۂ خدا پرستان و اے قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر سوائے
بادشاہ اسلام کے کوئی میرے مقابلے مین نہ آئے یہ سنتے ہی بادشاہ اسلام نے مرکب بادرفتار
نکالا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا میدان مین آیا فولاد نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا گینڈے کو
بڑھا کر تنگاورزن ہوا بعد تنگاور کے نیزہ مارا بادشاہ سے نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کامل
فولاد سے نیزہ چلا بادشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اُسکا گانٹھ کر جھپیٹا جو مارا نیزہ ہاتھ سے فولاد
کے نکل گیا فولاد نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
فولاد لپٹ پڑا دونون جوان گینڈے اور گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی مگر سب دیکھ رہے ہین
کہ بادشاہ ہر مقام پر زیادتیان کرتے ہین جب فولاد کو پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار گھسے مارتے ہین
کہ فولاد اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہے بمشکل نکلتا ہے دن بھر اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب دیکھا شام ہوتی ہے
تو کہا اے شہریار آپ مجھسے خوب لڑے اب جا کر آرام فرمائیے کل پھر مقابلہ ہوگا بادشاہ نے فرمایا
کہ یہ ہمارا دستور نہین فولاد نے کہا کہ اے سعد شہریار اگر ہم اور آپ رات کو جنگ کرینگے تو
کون دیکھیگا بادشاہ نے فرمایا روشنی کو حکم دو رات دن سے بہتر ہو جائیگا ہر چند فولاد نے کہا اگر بادشاہ

نے نہ مانا یہی فرما رہے ہین کہ ای فولاد جنگ کا انتظام کرو جب جنگ خاتمے پر ہی تب میدان سے پلٹے جاتے ہو کسی فن مین تم مجھپر غالب نہین ہو سکہ کرہاتھ پکڑ کے کھینچا فرمایا کہ ای فولاد مقابلہ کیے جاؤ حال زبر و زبر کا معلوم ہو جائیگا بس اب طول کلام ہوچکا پھر فولاد اور بادشاہ سے کشتی ہونے لگی فولاد کیسے کیسے زور کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ پر غالب ہون مگر لوح محفوظ گلے مین بادشاہ کے پڑی ہی جب اُسکا عکس پڑتا ہی چوندھیا جاتا ہی رات پھر اسی ہنگامے مین گذری مگر بادشاہ نے وہ گھسے مارے ایسا اُٹھا اُٹھا کے پٹکا کہ ہڈیون مین اسکی درد ہو رہا ہی چاہتا ہی جان بچا کے بھاگون پھر کبھی ان کے مقابلے مین نہ آؤن بمشکل رو رو کر رات کٹی اب صبح کو زور اس کا زیادہ ہونے لگا بادشاہ کے ہاتھ پاؤن مین سنسناہٹ پیدا ہوئی فولاد بادشاہ کو پکڑ لایا چاہتا ہی گھسے دو ن مگر یہ پیچ ہین اپنے کو بچا کر نکل آتے ہین فولاد دنگ ہو جاتا ہی بادشاہ جمجاہ بیقرار ہو کر پروردگار سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار اس بلاے ناگہانی سے بچا لے اور مجھے اس پہلوان پر غالب کر میری آبرو رکھ اور اس دشمن خدا کے ہاتھ سے نجات دے لظم

الٰہی بر غریبان لطف فرما ؛ کرم بر بندگان کن پادشاہا ؛
الٰہی چہرۂ مقصود بنما ؛ بر دے مادری از فیض بکشا
الٰہی مرحمت کن بر گنہگار ؛ الٰہی بر من عاصی بہ بخشا
الٰہی دارم اندر ہر دو عالم ؛ من بیکس بذات تو تولا ؛
تو ستاری تو غفاری تو داور ؛ تو رزاقی تو خلاقی تو مولا ؛

بادشاہ جمجاہ نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ بہار جادو باغ مین اپنے بیٹھی ہی صبح کا وقت ہی باغ کی رعنائی و زیبائی قطرات شبنم برگ ہاے درختان سے ٹپک رہے ہین طائر نکل نکل کر آشیانون سے شاخہاے نخل پر بیٹھے مصروف زمزمہ سرائی ہین کہ اسکا دل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کنیزون سے دیکھ کر آواز دی کہ خدا خیر کرے معلوم ہوتا ہی کہ ظالمانہ نے پھر کوئی مکر کیا ورنہ مجھے رنج و غم سے کیا کام کنیزون نے عرض کی کہ واری خدا رنج و غم آپ کو نہ دکھائے اگر فرمایئے خبر لادین ملکہ نے اشارہ کیا کہ جھپٹ کر جاؤ اور جلد خبر لیکر آؤ دیر نہ کرنا وہ کنیز دوڑ کر چلی دونون لشکرون کے درمیان مین آئی دیکھا کہ ایک ہنگامہ ہو رہا ہی کہ بادشاہ اسلام اور فولاد

سے مقابلہ ہی اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ فولاد خارہ شکن زیادتیان کرنے لگا ہی جب پکڑلاتا ہی نکلنے نہین
دیتا بادشاہ چونکہ چھپے ہین بہزار مشکل نکلتے ہین لشکر مین ظلمانہ کے ایک غریو بلند ہی ظلمانہ خیمے مین
بیٹھی سحر کر رہی ہی کنیزین اُسکو برابر خبرین دے رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم اب وہ جوان طلسم کشا پر
غالب آیا گھڑیون ایک مقام پر لڑ رہا ہی جب طلسم کشا کو پکڑلاتا ہی تو طلسم کشا بمشکل نکلتے ہین ہر چند
چاہتے ہین کہ ہین فولاد کو زیر کرون مگر ممکن نہین دو چار پہر مین یہ بات بھی موقوف ہو جائیگی ہمکو
یقین ہی کہ وہ زیر کر لے یہ آوازین سُن کر وہ کنیز پلٹی باغ مین بہار کے پہونچی بہار نے پوچھا خیر تو
ہی کنیز نے عرض کی کہ واری بڑی سختی ہی آٹھ پہر سے ایک پہلوان لڑ رہا ہی اب وہ زیادتیان
کر رہا ہی روح پر اُن کی صدمہ ہی ایسے بہادر کا ناچار ہونا مقام غیرت ہی بہار نے جو یہ سُنا
زانو پر ہاتھ مارا کہا صاحبو غضب ہوا ایسا اثر ظلمانہ نے تیار کیا فوراً اُٹھی کہا طاؤس لاؤ ایک
طاؤس آیا اُسپر سوار ہو کر چلی اُس وقت پہونچی کہ دیکھا بادشاہ کے ساتھ فولاد زیادتیان
کر رہا ہی اور ظلمانہ بارگاہ کے اندر بیٹھی دستکین دے رہی ہی یہی چاہتی ہی کہ فولاد بادشاہ
کو زیر کرے بہار نے آتے ہی کچھ پھول پھینکے وہ پھول جو فولاد پر گرے زرہ کی صورت تبدیل
ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک کرتی پہنے ہوے ہی بادشاہ تڑپ کر نیچے سے نکلے فولاد بدحواس ہو گھبرا
بہار نے اور پھول پھینکے ایک سناٹا ہوا بادشاہ بشوکت تمام لڑنے لگے فولاد کو ریل کر
پندرہ قدم پر لائے وہان پر لا کر ایسا مارا کہ دونون گھٹنے فولاد کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین
ہاتھ ڈال کر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس حشم
منم شیر دل صف شکن نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + زور جو کیا فولاد کو اُٹھا لیا چرخ
دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ او بےحیا شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ جان میری نام پر جمشید ثانی کے نثار ہو بادشاہ
نے سر فولاد کا کھینچ لیا لشکر مین ظلمانہ کے ایک غریو ہوا سب سردار لینا لینا کہکر بادشاہ پر آ پڑے
لڑنے لگے اِدھر سے میثاق وغیرہ بھی پہونچے اِن سب نے آگ برسا دی غریو جو ہوا ظلمانہ جادو
نکل آئی بہار کو دیکھا کہ آسمان پر سے سحر کر رہی ہی پکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ تو نے یہ سحر بھی
میرا مٹایا اب کہہ کہ تیرا کیا حال کرون بہار نے جواب دیا کہ جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے

میں بھی اسی کی مشتاق ہوں کہ آپ سے فیصلہ ہو جاے روز کا جھگڑا مٹے آپ پیچھا نہ چھوڑینگی
ہر روز ایک نیا ڈھکوسلا نکالتی ہیں طلماشہ نے گولہ مارا کہ طاؤس کا سر اڑ گیا بہار تھرائی
میثاق نے بہار کو روکا اور پکار کر آواز دی کہ اری ملکہ ہوشیار رہیو جیسے حریف کا سحر چل گیا
بس پھر تو بہار سنبھلی تڑپ تڑپ کر گرنے لگی جس غول پر گری اسکو تہ و بالا کر دیا بادشاہ جمجاہ
شیرانہ و مستانہ لڑ رہے ہیں جس افسر کے سامنے ہو پہنچے اسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
وار اسکا روک کر ہاتھ مار دیا اس افسر کے دو ٹکڑے ہوے علمدار لشکر نے جو دور سے یہ
معرکہ دیکھا ہاتھی بڑھا کر طرف بادشاہ کے چلا بادشاہ نے بڑھ کر علمدار کو مارا علم سرنگون ہوا
کفار پر علم ماتم گرا فوج طلماشہ کو شکست ہونے لگی لاکھ لاکھ کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا آخر
طبل بازگشت ہوا کر طلماشہ پلٹی مگر ملول و حزین کہتی ہوئی صاحبو تمنے دیکھا آج لڑائی کا کیا
انجام ہوا اس شوخ دیدہ نے شکست دلوائی بڑا رونا یہ ہے کہ قدرت بھی اسیر جان دیتے ہیں یہی
فکر ہے کہ وہ گرفتار ہو کر آے تو اسکو قبضے میں کر و تھا مگر اس کمبخت کی ضد میں بلا کی ہیں جو کہتی ہے
وہ ہی کرتی ہے ہر چند کہ اسکے عاشق بہت ہیں مگر قدرت کا عشق سب پر غالب ہے صاف صاف
کہتی تھی کہ میں نے جمشید ثانی پر لعنت کی اب جیتا اس مذہب میں نہ آؤنگی میں نے یہ افتادیں
کبھی نہیں دیکھی تھیں اگر ایک دو پہر اور نہ آتی تو فولاد بادشاہ کو زیر کر لیتا ایسی میرے
سحر کی تاثیر ہوئی تھی کہ لوح محفوظ کچھ نہ کر سکی سحر بہار نے اسکی تاثیر کو مٹایا صاحبو مجکو ہنسی آتی ہے
کہ اسی فتا لے کے آتے ہی چند پھول پھینک دیے فوراً بادشاہ میں طاقت آ گئی پھر فولاد کا زیر
ہو جانا کتنی بڑی بات تھی لوح محفوظ بھی چپکی آخر یہ انجام ہوا کہ علمدار تک مارا گیا میں نے
جلدی کر کے طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ آج یہی یقین تھا کہ کل لشکر قرار بیتا یہ باتیں
کر رہی تھی کہ آسمان پر ایک ابر سفید نمایاں ہوا وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر ایک
شاہزادی نہایت حسین و جمیل لباس سفید پہنے ہوے دریاے مرصع سر پر میں انڈے سر تا پا غرق
ہو کر آتے ہی طلماشہ کو سلام کیا ایک کاغذ ہاتھ میں دیا طلماشہ نے دیکھا کہ وہ کاغذ فرستادہ جمشید
ہے پڑھا تو اسمیں لکھا تھا کہ اری طلماشہ آج کی بھی جنگ کا حال ہم پر ظاہر ہوا تمنے سحر کا حل کیا تھا
لیکن معشوقہ قدرت نے بوجہ انتہاے محبت قدرت آکر سحر کو مٹایا فولاد کو قتل کرایا تم طبل بازگشت

بجا کر پلٹین وہ لوگ بخیر و عافیت پلٹ گئے ادھر بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین فیروزہ سے فرمایا کہ دریافت
تو کرو اب ظلمانہ نے کیا کیا دیکھیے اس بڑھیا سے کیونکر نجات ملے فیروزہ ایک ضعیفہ کی صورت
بنکر طرف بارگاہ ظلمانہ کے چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ ظلمانہ وہ کاغذ پڑھ رہی ہی اس مقام
تک پہونچی ہی کہ کاغذ مین مرقوم ہی کہ ای ظلمانہ مروارید سفید پوش کہ ساحرۂ بے نظیر ہی
وعدہ کرتی ہی کہ مین بہار کو پکڑ لاؤنگی اور ظلمانہ کے پاس قید کرونگی لہذا ملکہ مروارید آتی ہین
ظلمانہ یہ نامہ پڑھ کر طرف مروارید کے متوجہ ہوئی کہا کیون بی بی اُس شوخ دیدہ کو کیونکر
گرفتار کرو گی بہار وہ بلاے روزگار ہی کہ تم کو دیوانہ کر دیگی مروارید نے جواب دیا کہ وقت
پر میرے سحر کا حال کھلیگا مین بالاعلان اُسکی بارگاہ مین جاؤنگی اور لڑ کر گرفتار کرونگی
ظلمانہ نے کہا کہ ای مروارید وہ تمھارے سحر کو نہ مانیگی مجھکو ڈر یہ ہی کہ تم بھی میری دشمن نہ ہو جاؤ
جو جو شاہزادیان اس طلسم مین حسین و جمیل ہین اُن کو قدرت کا حکم ہو جاے کہ وہ فرزندان
حمزہ کو نہ دیکھین جسنے اُن کا جمال دیکھا وہ یون مبتلا ہوئی کہ اپنا گھربار مٹایا اُن کا گھر آباد کیا۔ جب
اِسکی مان مری ہی تو یہ بدنصیب چھ مہینے کی تھی مین نے بمشکل اِسکو دودھ پلوا کر پالا کل سحر سکھایا
کوئی حملہ اُٹھا نہین رکھا یہ نہ جانتی تھی کہ میری ہی دشمن ہوگی اُسنے تو وہ قیامت برپا کی کہ
مجھے زندگی دشوار ہوگئی آج وہ سحر مٹایا ہی کہ کلیجے پر سانپ لوٹ رہے ہین اگر وہ بہار ادھر
وہ کمبخت نہ آتی تو فولاد بادشاہ کو زیر کر لیتا لیکن ای مروارید اب تم اپنا انتظام کرو مروارید
نے ایک ترنج ہاتھ مین لیا اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی بہار جادو اپنے مقام پر بیٹھی ہی ناچ
ہو رہا ہی خادم و خدمتگار و کنیزین پشت پر کھڑی ہین رومال ہلا رہی ہین بہار کہہ رہی ہی
کہ صاحبو مین نے تو نانی امان سے صاف صاف کہہ دیا کہ جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے میری
بادشاہ پر جان جاتی ہی میرا دل نہ پھریگا اور آٹھ پہر یہی خواہش ہی کہ بادشاہ ہر امر مین غالب
رہین اور ظلمانہ گرفتار ہو کر سزا پاے یا اگر اطاعت بادشاہ کرے تو پھر مین اُسی طرح اُنکی
بزرگ تصور کرونگی خیر سمجھا جائیگا اب تو فساد پڑ گیا مگر مروارید سفید پوش ترنج ہاتھ
مین لیکر ظلمانہ سے رخصت ہوئی اُس وقت پہونچی کہ بہار بیکار بیٹھی تھی سامنے آکر مروارید
نے نعرہ کیا کہ ای ملکہ بہار تمھاری بدعت کا شہرہ تا بہ خداوند پہونچا مجھکو حکم ہی کہ تم کو

گرفتار کرنے لیجاؤن بہتر یہ ہی کہ اُٹھو مین سامنے قدرت کے سلے چلون تم سجدہ کرکے فوراً چلی آنا جو فرمائین وہ بجالانا ای بہار سمجھو تو کہ سب بزرگ تمھارے جمشید ثانی کے پرستار اور زیردست تھے اور ترقیان عہدون کی پاتے تھے تمنے یکایک یون منہ پھیرا یہ تمھارے واسطے بہتر نہوگا بہار رنجیدہ بیٹھی تھی جواب دیا کہ او بیہودہ کیا بکتی ہی مین جمشید ثانی پہ لعنت کرچکی یہ کیسا خداوند ہی کہ اسکے کیے کچھ نہین ہوسکتا مجکو دیوانہ کردیا ہوتا یا مجھپر کوئی آفت نازل ہوتی بادشاہ جمجاہ اپنے دربار مین مجکو نہ آنے دیتے پھر یہ کیسا خداوند ہی کہ مسلمانون سے در ومند ہی ای مروارید عقل کا سارا فتور ہی انسانیت سے بہت دور ہی کہ ایسے کو سجدہ کرے یہ سُن کر مروارید نے وہ ترنج جو ہاتھ مین تھا پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ بہار مرا داس سحر سے یہ ہی کہ خدمت خداوند مین چل کر حاضر ہو اور جو سرکشی کی ہی اُسکا عذر کرو جیسے ہی ترنج آکر پھٹا بہار نے گلدستہ اُٹھا کر پھینکا ترنج تو باطل ہوا مگر لیا نیران باغ نے آکر مروارید کو گھیر لیا بہار نے اُٹھکر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای عندلیب خوشنوا آکر زمزمہ سرائی تو کرو اس طرح اُڑتی ہوئی آؤ کہ بی مروارید کے ہوش اُڑا دو یہ جو پکار کر بہار نے کہا گوشہ باغ سے ایک عندلیب خوشنوا چہکارتی ہوئی یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئی نظم

لو مبارک ہو کہ تم پر دل ناشاد آیا ۔ بے وفائی کے چلن سیکھ لو اُستاد آیا
قتل عشاق کو جب وہ ستم ایجاد آیا ۔ سنبھلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلاد آیا
ایک آنسو نہ پکارا یہ شب فرقت مین ۔ مین لگی تیری بجھانے دل ناشاد آیا
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی ۔ پھر کے ابتک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
نالہ اپنا سوے محشر جو کہین جا نکلا ۔ غل ہوا صور سرافیل کا اُستاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اُسنے ۔ میرے آڑے بخدا عشق خداداد آیا
فاختہ باغ مین قی بزم مین دل سینے مین ۔ شاکی عشق تھا جو صاحب فریاد آیا
کتنے سر سنگ در یار سے پھوڑا ہی چاہا ۔ بے ستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا

اُس عندلیب نے سر پر مروارید کے چرخ مار کر یہ اشعار پڑھے کہ مروارید کا چہرہ یکایک سُرخ ہوگیا جھولی بائین ہاتھ سے اُتار کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم جو حکم ہو وہ بجالاؤن

بہار نے کہا کہ تمھارا یہی علاج ہی کہ جا کر ظلمانہ کا سر لاؤ یہ سُن کر مروارید نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم
مین تو مدت سے خواہان تھی کہ ظلمانہ سے مقابلہ پڑے اُس بڑھیا کو بڑا گھمنڈ ہی مین رخصت ہوتی ہون
ملکہ نے گلے سے اپنے ایک ہار اُتار کر مروارید کے گلے مین پہنا دیا مروارید جھومتی ہوئی چلی باغ سے
نکلی صحرا کو طی کرتی ہوئی جاتی ہی کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ ایک بلندی سے دیکھا کہ ایک طرف
لشکر بادشاہ جمجاہ اور ایک جانب لشکر ظلمانہ اُترا ہوا ہی دونون لشکر مثل دریاے قہار کے موج مارتے
ہین قضاے کار خونخوار بلند بالا کسی ضرورت سے لشکر بادشاہ سے نکلا ہی کنارے پر لشکر کے
کھڑا ٹہل رہا ہی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک مہ جبین بلندی پر کھڑی ہی لشکر ظلمانہ کو دیکھ دیکھ کر
کلمات سخت کہ رہی ہی خونخوار حیران ہوا کہ یہ مہ جبین کون ہی کہ جسپر یہ آفت پڑی کہ چہرہ سُرخ ہو رہا
ہی گلے مین ہار پہنے ہوے جوشان و خروشان قصد کرتی ہی کہ لشکر ظلمانہ مین جاؤن اور جا کر
آفت برپا کرون خونخوار نے ہاتھ سے اشارہ کیا مروارید بلندی سے اُتر کر آگئی خونخوار
نے دیکھا کہ گلے مین ایک ہار پہنے ہی خونخوار نے وہ ہار اُتار لیا ہار اُترتے ہی ہوش مروارید کے
درست ہوے خونخوار نے کہا کہ ای مہ جبین کہان چلی تھین یہ ہار تمھین کسنے پہنایا مروارید نے کہا
کہ میرا سے گرفتاری بہار گئی تھی وہان جا کر یہ ہار جیت حاصل ہوئی یہان آکے تمسے ملاقات ہوئی
خونخوار نے کہا کہ اب مجھے سرفراز کرو چل کر میری بارگاہ مین بیٹھو بہار تمھارے ساتھ بغاوت
نکریگی مین تمھارے اُن کے صفائی کرا دونگا ایک امر کا اور خیال رہے کہ اس طلسم کی عمر تمام
ہوچکی ہی جو کوئی جمشید ثانی کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا آرام نہ پائیگا اور جس وقت ہمارے
بادشاہ جمجاہ طلسم کو فتح کرین گے تو ہم سب کو عہدہ ہاے جلیل ملین گے اور ہمارا ملک ہم کو
ملیگا اور علاوہ ملک کے اور بھی غنچۂ آرزو کھلین گے سوا اسکے جمشید ثانی مثل ہمارے تمھارے
ساحر ہی خداوند کیسا چل کر پروردگار کو سجدہ کرو جس طرح ہم لوگ رہتے ہین اُسی طرح تم بھی
رہو اس فصاحت سے خونخوار نے مروارید کو سمجھایا کہ مروارید کے ذہن مین آگیا خونخوار
کے ساتھ بارگاہ بادشاہ مین آئی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ ای خونخوار یہ کون
ہین خونخوار نے عرض کی کہ یہ بحکم جمشید بہار سے لڑنے گئی تھین وہان سے مبہوت ہو کر آئین
براے قتل ظلمانہ جاتی تھین غلام نے اِن کو روک لیا اب یہ اطاعت شاہی کرتی ہین چاہتی ہین

کہ تنخواہ داران شاہی مین محسوب ہون ہر چند کہ حضور جانتے ہین کہ غلام اس لائق ہی کہ ان کی
خدمت بوجہ احسن کریگا مگر سرکار شاہی سے کچھ مقرر ہونا ضرور ہی بادشاہ نے کئی سو روپیے
ماہواری کی تنخواہ مرواریدِ سفید پوش مقرر کی خونخوار مروارید کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین
آیا مگر ہرکارے لشکر ظلمانہ کے جو حاضر دربار تھے یہ خبر لیکر بھاگے سامنے ظلمانہ کے آئے تمام
کیفیت بیان کی کہ ای ملکۂ عالم بی مروارید جو بڑا گھمنڈ کر کے برائے گرفتاری ملکہ بہار
گئی تھین وہان سے مبہوت ہو کر برائے بربادی لشکر حضور آئین کہ خونخوار سے نگاہ مل گئی خونخوار
نے سحر بہارہ اُتارا اور بہ فصاحت سمجھا کر دربار شاہ مین لے گیا بادشاہ نے اُسکو اپنا ملازم
قرار دیا اور اب وہ بارگاہ خونخوار مین ہی جو خبر پائی تھی وہ غلامون نے عرض کی آٹھ پہر
اسی واسطے حاضر رہتے ہین مگر شہنشاہ افراسیاب عیاری خواجہ عمرو بھی دربار مین حاضر ہین بادشاہ
نے فرمایا کہ کیون چھوٹے دادا جان ظلمانہ کی کچھ فکر نہ کیجیے گا وہ روپیہ مفت مین آپ نے ہضم کیا
اب مناسب یہ ہی کہ یا تو فکر کیجیے یا روپیہ واپس دیجیے عمرو نے رو کر کہا کہ ای شہنشاہ خدا
آپکو سلامت رکھے غریب کے پاس روپیہ کب رہتا ہی بقول شیخ سعدی فرد قرار در کفِ
آزادگان نگیرد مال ✤ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ✤ بادشاہ ہنسنے لگے کہا چھوٹے دادا
جان صاحب یہی تو مشکل ہی کہ آپ روپیہ لیکر باتین بناتے ہین اب یا روپیہ دیجیے یا کام مین بدل
کوشش فرمائیے عمرو نے کہا کہ اب تو میرے ہوش درست نہین ہین اس مہینے کا سودا دلا
فرمائیے تو البتہ مین کچھ تدبیر کرون ورنہ اب رخصت ہوتا ہون دادا جان تمھارے منتظر ہونگے
میری غیر حاضری لکھی جاتی ہوگی پوری تنخواہ بھی نہ رہیگی یہ کہکر اُٹھے بادشاہ نے ہاتھ تھام
لیا کہا چھوٹے دادا جان مین آپ کو جانے نہ دونگا عمرو نے کہا کہ مین آج ہی جاتا ہون اگر
بنتا ہی تو ظلمانہ کو لاتا ہون بادشاہ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو ظلمانہ کی شکل بنا کر
لے آوین تو کون پہچان سکیگا عمرو نے ہنس کر کہا کہ ایسا نہ تصور فرمائیے یہ باتین اپنے حمزہ کے
ساتھ کرتا ہون بچون کے ساتھ ایسی باتین کرنا سراسر خلاف ہی یا ظلمانہ کو لاؤنگا یا اپنی
جان دونگا مگر سودا ایک مہینے کا حضور کے ذمے رہا بادشاہ نے سر جھکا لیا فرمایا چھوٹے دادا جان
آپ مین یہ بڑا عیب ہی کہ کام مین فتور ڈالتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب سب حال حضور پر

کھل جائیگا خواجہ عمرو بادشاہ سے وعدہ کرکے باہر نکلے جو صورت منظور ہوئی اُس صورت پر
طرف بارگاہ ظلمانہ کے چلے یہان ظلمانہ جادو مسند پر بیٹھی ہی تمام سردار جمع ہین عمرو ارید کا
ذکر ہو رہا ہی ظلمانہ کہتی ہی کہ بی مروارید کو ایسی سزا ملیگی کہ عمر بھر یاد کرینگی مین کیا اُنھین
چھین سے بیٹھنے دونگی وہ جو سوچی ہین کہ مین قدرت سے جدا ہوگئی چین سے خدمت شاہ مین
رہون یہ غیر ممکن ہی مین اُن کی خود گرفتاری کو جاونگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے
دیکھا کہ جمشید ثانی تخت پر سوار آتا ہی ظلمانہ اُٹھی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آئیے تخت
جمشید کا اُترا آیا ظلمانہ نے چاہا کہ سجدہ کرون جمشید نے منع کیا کہا کہ ای ظلمانہ ہمین سجدہ
نہ کرو ہمنے اب اپنے بندون کو منع کر دیا ہی کہ جب مسلمانون سے سجدہ کرالین گے تب تم سے بھی
سجدہ لین گے کیا ضرور ہی کہ جو اپنے مطیع و معتقد ہین وہ تو سجدہ کرین اور مسلمانون کی بغاوت
مٹ نہ سکے اُنکی بغاوت مٹاکر سامان ہوگا اسوقت بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ظلمات مقابلہ مسلمانان
مین اُتری ہوئی ہی ایسا نہ ہو کہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑے چل کر عمر ظلمانہ کی بڑھاؤن ظلمانہ یہ
سُن کر خوش ہوگئی کہا یا خداوند آپ کی پرورش اور آپ کی عنایت مجکو روز موت کا سامنا
ہی جمشید ثانی نے کہا کہ مین آج تیری ایسی عمر بڑھادون کہ کوئی قتل نہ کرسکے مصاحبون نے
عرض کی کہ خداوند ہم سب کی عمرین بڑھا دیجیے کہ قتل مسلمانان سے بیخوف رہین مغلوبہ
مین جھپٹ جھپٹ کر جائین جب یقین ہوگا کہ ہمین کوئی نہین مار سکتا تو دل کھول کر لڑین گے
خوب مرکے پڑین گے مسلمانون کے دانت کھٹے کر دین گے ظلمانہ نے حکم دیا کہ خداوند
فرماتے ہین مٹکے شراب کے لاؤ مین سب کی عمرین بڑھاؤنگا لشکر ظلمانہ کا جانور تک نہ مرنے
پائے سب ساحر خوش ہو کر جمع ہوے ہین اور جمشید نقلی کا ارادہ ہی کہ مٹکون مین شراب
کو خراب کرون کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ باش او ساربان زادے ظلمانہ پر ہاتھ نہ ڈالنا
عمرو نے جو نعرہ جمشید کی آواز سُنی تخت سے اُٹھ کر گلیم اوڑھ لی جمشید تخت کو اُڑائے ہوے
آیا کہا ای ظلمانہ یہ عمرو تھا کہان غائب ہوگیا بلا سے روزگار ہی مین قصر ہفت رنگ مین
بیٹھا تھا مجکو طائر سحر نے خبر دی کہ آپ کی شکل پر ساربان زادہ قیامت برپا کیا چاہتا ہے
بارگاہ ظلمانہ مین موجود ہی مجکو تاب نہ آئی ہرچند کہ ساحرون نے عرض کی کہ ہم لوگ جاوین

اور جا کر بچا لیبن مین نے جواب دیا کہ قدرت خود تکلیف کرین گے اگر ایک چند منٹ اور نہ
آتا تو اُسنے خاتمہ کر دیا تھا ای ظلمانہ بہت ہوشیار رہنا بہار تمھارے واسطے خزان کی طلبگار
ہی جہان تک ہو سکے اُس سے مقابلہ نہ کرنا کتاب سوانحات مین مرقوم ہی کہ ظلمانہ کی خرابی
بہار کے ہاتھ پر موقوف ہی ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند مین خود اُسکے درپے آزار ہون
جسدن میرے سحر مین پھنسی سر پٹک پٹک کر مرے گی ابھی اُسکی بدعتین دیکھ رہی ہون کہ آخر
کیا کرتی ہی جس روز میرے ہتھے چڑھ گئی دیوانہ کر کے مارونگی اب تو وہ عشق مین بادشاہ
کے مبہوت ہی باغ مین کبھی گھبرایا کرتی ہی بادشاہ پر مرتی ہی اور بادشاہ کو بھی اُس سے محبت
ہی اب پری مروارید بھی اُس لشکر مین پہونچین اب وہ بھی کچھ آگ لگائین گی مگر میرے ہاتھ
سے بچ کر کہان جاوین گی جسدن مین نے سحر کیا پری مروارید خود دوڑی آوین گی جمشید یہ
باتین ظلمانہ سے سُن کر روانہ ہو گیا ظلمانہ فکر مین مصروف ہی مگر یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ کو دی
کہ خواجہ عمرو بشکل جمشید ثانی بارگاہ ظلمانہ مین برای گرفتاری ظلمانہ گئے تھے مگر خالی پلٹے
جمشید ثانی نے خود آکر رنگ عیاری خواجہ مٹایا یہ ذکر تھا بادشاہ افسوس کر رہے تھے کہ آواز
زنگ کی بلند ہوئی دیکھا خواجہ عمرو پریشان سر پریشان آتے ہین بادشاہ نے پوچھا کہ کیون دادا جان
خیر تو ہی خواجہ نے سب حال بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ مین سب حال سُن چکا خواجہ عمرو نے سر
جھکا لیا کہا ای شہریار مین اسی فکر مین پھر جاتا ہون یہ کہکر خواجہ پھر بصورت مبدل لشکر ظلمانہ مین
گئے دیکھا کہ ظلمانہ بیٹھی ہی سامنے جھیل ہی تماشا دیکھ رہی ہی خواجہ نے ایک تربوز کاٹ کر چھلکا اُسکا
مثل سر انسان بنا کر جھیل مین چھوڑا وہ بہتا ہوا سامنے ظلمانہ کے پہونچا ظلمانہ نے اُس پر تیر
مارے جب یقین کامل ہو گیا کہ تربوز کا چھلکا کسی نے ڈالا ہی تب خاموش ہوئی رات کو خواجہ عمرو
جھیل مین اُترے اُسی چھلکے کو سر پر رکھ لیا دو آنکھین اُسی مین بنا لی ہین اُسی سے دیکھتے ہوئے
قریب بارگاہ ظلمانہ پہونچے جھیل سے نکل کر آئے سراپچہ چاک کیا بارگاہ ظلمانہ مین آئے دیکھا
ظلمانہ پڑی ہوئی سو رہی ہی خواجہ نے قریب آکر ظلمانہ کو بیہوش کیا پشتارہ اُسکا باندھا مگر
زبان مین سوزن دے لی اُسی طرح بارگاہ ظلمانہ سے نکلے اور جھیل کے کنارے کنارے چلے
شبگرد نامے کو توال لشکر جو پھرتا ہوا آیا اُسنے پکارا نگہبانون کو بیہوش پایا اندر بارگاہ کے آیا

پلنگ طلمانہ کا خالی دیکھ کر ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا کوئی ملکۂ عالم کو لے گیا یہ کہکر خود دوڑا
بہت سے جادوگر اسکے ساتھ ہین شنگرد نے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش جاتا
ہی آواز دی کہ او جانے والے ٹھہر جا خواجہ عمرو اور تیز ہوے جادوگر دوڑے خواجہ نے
جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین سامنے ایک غار تھا اُس مین پشتارہ ڈالدیا اور آپ ایک جھاڑی
مین بیٹھ رہے سب جادوگر ڈھونڈھتے پھرتے ہین لشکر مین ظاہر ہوگیا کہ طلمانہ کو کوئی لے گیا چند
جادوگر دوڑکر سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچے وہان بھی طلایہ دار وغیرہ پلیٹ رہے ہین لیکن کچھ
ذکر گرفتاری طلمانہ نہ پایا اگر بیابان جنگل مین ساحرون کا ہجوم ہے ہر طرف تلاش کر رہے ہین ایک
جادوگر پھرتا پھرتا قریب جھاڑی کے آیا خواجہ نے اُسکو صورت دکھائی اُسنے چاہا گرفتار
کرلون خواجہ نے اُسے حباب مارکر بیہوش کیا جھاڑی کے اندر اُسکو ڈالدیا اُسکی شکل بنکر
نکلے جادوگرون کے ساتھ غل مچانے لگے کہتے ہین یارو مقام افسوس ہے کہ ملکہ کو کون لے گیا
اور کدھر سے آیا شنگرد کہتا ہے کہ یارو مین نے دور سے دیکھا تھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش
جاتا تھا اسی مقام پر آکر غائب ہوا ہے خواجہ اُس ساحر کی شکل بنے ہوے شنگرد کے ساتھ
پھر رہے ہین جواب دیتے ہین کہ مین نے آگے دیکھا تھا سب صاحب اُسی طرف بڑھ چلیے
شاید وہ شخص مل جاے مگر دل مین حیران ہین کہ مین جسکی شکل بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا
ہے کہ شنگرد نے پکارا اے سموم جادو تم نے کس مقام پر دیکھا تھا خواجہ سمجھ گئے کہ جس ساحر
کی مین شکل بنا ہون یہ اُسکا نام ہے کہا اے شنگرد آپ کیا ارشاد فرماتے ہین شنگرد نے کہا کہ
اے سموم تم نے پشتارہ بدوش کہان دیکھا تھا خواجہ نے کہا کہ وہ آگے مقام ہے سب اُس
طرف دوڑے شنگرد بھی نکل گیا خواجہ اچھا اچھا کہکر ٹھہر گئے آکے غار سے پشتارہ نکالا لیکر
بھاگے مگر قضاے کار شنگرد نے اُس مقام پر پہونچ کر کہا کہ سموم جادو نے اسی مقام کا پتہ
دیا تھا وہ خود نہین آیا ایک نے کہا کہ سموم جادو پیچھے رہگیا شنگرد کے دل کو لگی ہوئی تھی
کہ مین کوتوال ہون میرے ذمے بڑی بدنامی ہوگی ملکہ فرمائین گی کہ تو کیسا کوتوال تھا کہ ہماری
فکر نہ کی ایک درخت پر چڑھ کے دیکھا کہ سموم جادو پشتارہ بدوش جاتا ہے وہین سے اپنے
آدمیون کو آواز دی کہ یارو لینا وہ سامنے سموم جادو جاتا ہے جادوگر دوڑے شنگرد نے وہین سے

سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے پشتارہ الگ گرا شبگرد درخت سے کود کر دوڑا اور جا کر پشتارہ اُٹھایا جادوگروں سے کہا کہ سموم کو بھی لیتے آؤ خواجہ عمرو زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار مالک لیل و نہار اب گرفتار ہوتا ہون نہین معلوم یہ ساحر کس طرح پیش آوین گے گرفتار ہوتے ہی میرا اسرار احال کھل جائیگا ای بے نیاز بچا لے نظم

صاحبِ صدق و صفا ہستی اگر ۔۔ طالبِ ذات خدا ہستی اگر

دوستی با دوست گر مطلوب تست ۔۔ با محبت آشنا ہستی اگر

پیشوا ہمراہی اگر در راہ حق ۔۔ در تلاشِ رہنما ہستی اگر

از دل و جانے اگر خواہان دوست ۔۔ عاشقِ آن دلربا ہستی اگر

از کمال الفتِ سوزِ دردن ۔۔ بر رُخِ خویش فدا ہستی اگر

بے خبر ہستی اگر از خویشتن ۔۔ محوِ ذاتِ کبریا ہستی اگر

باش در تعمیل فرمان سرنگون ۔۔ شو مطیع ذات بے چون و چگون

قضائے کار میثاق کوہ گردان کسی کار ضروری کو لشکر سے نکلا ہی تھا دور سے اُسنے بہ نگاہ سحر دیکھا کہ خواجہ زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اور چند ساحر نیزہ و شمشیر لیے ہوئے آتے ہین میثاق نے وہین سے للکارا کہ او نامردو کیا کرتے ہو خبردار خواجہ پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہ کے گولہ پھینکا وہ جو ساحر ہمراہ گرفتاری خواجہ بڑھے تھے اُن کے سر اُڑ گئے افسردون نے اوردون کو منع کیا کہ آگے نہ بڑھو ہم اپنا مطلب کر چکے ہین پشتارہ ظلمانہ کا اُٹھا لاے جب ساحر ٹھہرے اور آگے نہ بڑھے میثاق نے سحر کیا کہ خواجہ کے ہاتھ پاؤن کھلے میثاق کے ساتھ چلے کہا ای میثاق یہ ظلمانہ بڑی صاحبِ اقبال ہو گئی ہین ایسی تدبیر سے پہونچا مگر کوتوال اُسکا آگیا اُسنے یہ قیامت برپا کی مگر سرداران ظلمانہ ظلمانہ کو لیے ہوئے بارگاہ مین آ کے زبان سے سوزن نکالی پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جیسے ہی ظلمانہ بیدار ہوئی دیکھا کل سردار جمع ہین آپس مین ذکر کر رہے ہین ظلمانہ نے پوچھا یارو خیر تو ہی مجھکو کہان سے لائے اور مجھپر کیا افتاد پڑی مجھسے تو کچھ حال بیان کرو سب سرداروں نے عرض کی کہ حضور عجب آفت برپا ہوئی تھی کہ ساربان نے ادہر آیا اور آپ کو لے گیا مگر شبگرد وقت پر پہونچا آپ کا پشتارہ چھین لیا اور اُسے سحر مین پھنسایا

کہ عین وقت پر میثاق آگیا وہ اُس کو لے گیا ہم لوگ مجبور ہو کر واپس آئے ظلمانہ نے کہا کہ
یہ تو سب گذرا مگر یہ بتاؤ کہ وہ ساربان زادہ بارگاہ میں میری کیونکر آیا شبگرد نے عرض کی کہ
طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ جھیل سے آیا اور آپ کو گرفتار کر کے لے گیا ظلمانہ نے کہا کہ جھیل کی
تو میں آپ حفاظت کیا کرتی تھی اور کسی سمت سے آیا جھیل سے راستہ آنے کا نہیں ظلمانہ نے
کہا کہ جمشید ثانی نے خبر کی اگر بجاتا تو آفت برپا ہوتی مگر کیوں ای شبگرد کیا تدبیر کروں
کہ بادشاہ کو سامنے سے ہٹاؤں مجکو مقابلے میں اُترے ہوئے عرصہ گذرا جو کام کیا وہ ناقص
رہا کیسے کیسے ساحر آئے مگر وہ مارے گئے کوئی جم کر نہیں لڑا مدت سے طبل جنگی بھی نہیں بجا شبگرد نے
عرض کی کہ حضور طبل جنگی بجوائیں غلام آپ کا میدان میں نکلیگا ضرور آپ کو آرام ملیگا
ظلمانہ نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے وہ خبریں لیکر
بھاگے بادشاہ جمجاہ تخت پر متمکن ہیں جملہ سردار حاضر ہیں کہ صداے طبل جنگی کان میں آئی
سر اُٹھا کر فرمایا کہ ہاں یارو دریافت تو کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہی فیروزہ نے عرض کی کہ
ہرکارے لشکر حضرت کے وہاں موجود ہیں وہ خبر لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر
حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد
بباغ ٭ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ٭ نگین سعادت بنام تو باد ٭ ہمہ کار عالم بکام تو باد ٭
شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے ظلمانہ نے طبل جنگی بجایا ہی کل اُسکا
ارادہ ہی کہ کل کمر کو آراستہ نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے بادشاہ نے حکم دیا
کہ ہمارے لشکر میں بھی بہ تائید ربانی و بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں طبل جنگی
بجے تیاریاں ہونے لگیں رات بھر تیاری رہی اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش
و خروش کاشانۂ مشرق سے نمودار ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے بطور قدیم صفین جمیں
نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے ظلمانہ کا ارادہ ہی کہ میں نکلوں کہ صحرا سے گرد اُٹھی
ایک پہلوان گینڈے پر سوار آیا پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار نیزے ہاتھوں میں چمکاتے ہوئے
ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ سرخاب گلہ بان بھیجا ہوا خداوند کا آیا ہی سرخاب نے آکر ظلمانہ
کو سلام کیا اور کہا کہ ای ظلمانہ مجکو حکم خداوند ہی کہا کہ ظلمانہ کی مدد کرو اور بادشاہ لشکر اسلام

کی مشکین باندھ کر لاؤن مین اسی غرض سے آیا ہون طلمانہ نے اشارہ کیا سرخاب میدان مین
آیا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ بادشاہ لشکر اسلام کون صاحب ہین مین انکے
مقابلے کا مشتاق ہون بادشاہ نے مرکب بڑھایا سب سردارون سے رخصت ہوے میدان مین
آے طلمانہ سردارون سے کہ رہی ہی کہ اب مزہ ہوگا سرخاب کا زور بڑھاؤن اور بادشاہ
کا زور گھٹاؤن کیا عجب ہی کہ سرخاب غالب ہوا اور لشکر اسلام پر شکست ہو بھاگنے کا
مسلمانون کو بند و بست ہوا ایک مرتبہ بھی بادشاہ گرفتار ہو کر میرے سامنے آجاوین تو انکو
فورًا قتل کرون زندہ نہ چھوڑون یہان سرخاب نے جو جمال جہان آراے بادشاہ دیکھا مثل آئینے
کے حیران ہو کر رہ گیا جی مین کہتا ہی کہ ایسا شیر دلیر حسین و جمیل میرے ہاتھ سے ناحق مارا جاے
مقام افسوس ہی کیونکر سمجھاؤن کہ یہ میرا کہنا مانے اور میری رفاقت مین آجاے تو قدرت
سے صفائی کرا دون دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار مجھے حضور پر رحم آتا ہی مین یہ چاہتا ہون
کہ میری اطاعت کیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرخاب فنون سپہ گری مین جس امر کا تمکو گھمنڈ
ہو اسکو ظاہر کرو اگر مین جواب دے سکونگا تو فبہا ورنہ تمہاری اطاعت کرونگا بدون امتحان کے
دلون مین حوصلہ رہجائیگا کوئی سردار ایسا نہین کہ جسکو مین نے زیر نہین کیا سرخاب نے سر اٹھا
دیکھا کہ بڑے بڑے سردار مجھسے بہتر و برتر صف مین کھڑے ہین دم جرأت کا بھر رہے ہین یہی خواہش
ہی کہ اگر بادشاہ حکم دین تو ہم لوگ جا پڑین اور دشمن سے لڑین سرخاب ہنس پڑا کہا ای شہریار
مین جانتا ہون کہ یہ سب جوان حسن پرست ہین آپ کے حسن کو دیکھ کر مطیع ہوے زور سے یہ لوگ
کیا زیر ہوتے یہ پہلوان ایسے نہین معلوم ہوتے کہ آپ کے ہاتھ سے زیر ہوے مگر آپ کے جمال
کے مطیع ہین بادشاہ نے فرمایا اب تو مین تمہارے سامنے کھڑا ہون کچھ کمال دکھاؤ سرخاب نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر
دیکھ رہے ہین اور طلمانہ سحر کرنے لگی مگر چونکہ بادشاہ لوح محفوظ پہنے ہین کوئی سحر طلمانہ کا
قریب نہین آتا کہ بادشاہ نے بعد دو گھڑی کے نیزہ سرخاب کا گانٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ
ہاتھ سے سرخاب کے نکل گیا سرخاب نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے کئی
وار کیے بادشاہ نے وار خالی دیے اور تیغۂ ابراہیمی کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا

تلوار تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے او چھا سا زخم بھی سر پر سرخاب کے آیا زخم کھا کر بہت
جھلا یا دیکھ کر آواز دی کہ ای بادشاہ جمجاہ دیکھیے آپ کی پشت پر کون کھڑا ہی بچاؤ تیر مارا چاہتا
ہی بادشاہ جیسے ہی پلٹے سرخاب نے ہاتھ مار کر بادشاہ کو زخمی کیا بادشاہ نے پلٹ کر ہاتھ
مارا کہ سرخاب کا شانہ نشانہ ہوا اور گینڈا بھی اسکا مارا گیا گینڈے سے سرخاب گرا فوج
والون نے جو یہ حال سرخاب کا دیکھا اپنا اپنا کمر دوڑ پڑے ہر چند کہ بادشاہ زخمدار تھے
مگر نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے طلمانہ سحر خوانی مین مصروف ہی اکثر برق چمک جاتی ہی میثاق
نے آکر سحر طلمانہ مٹا یا طلمانہ افسوس کر کے پیچھے ہٹ گئی سردارون سے کہا کہ غیر ساحر لڑ رہے
ہین مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین دخل دون مگر بادشاہ کے سر سے خون اسقدر جاری ہوا قریب
تھا کہ غش آجائے تلوار کو نیام مین کیا مرکب سے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جو اپنے
راکب کو سست پایا اڑتا پھڑتا لے نکلا دو لتیان مارتا ہوا جاتا ہی یہان جب سرخاب
بیہوش ہو گیا طلمانہ نے دیکھا کہ لشکر شکست ہوتی ہی تو افسرون سے کہا کہ طبل امان
بجوا کر پلٹو پھرا یہان سرخاب طبل بازگشت بجوا کر سرخاب کو لیکر پلٹے زخمون مین ٹانکے
وغیرہ لگائے مگر جب لشکر بادشاہ پلٹا سردار حیران تھے کہ بادشاہ کیون پلٹ کر نہین آئے
ہرکارون نے عرض کی ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ بادشاہ زخمدار تھے مرکب اصیل انکو
نکال لے گیا سرخاب نے یہ سُن کر چند آدمی روانہ کیے کہ اگر کسی مقام پر مل جاوین تو گرفتار
کر لینا یہان اہل لشکر بادشاہ نے خواجہ سے رجوع کی کہ خواجہ آپ نے سُنا بادشاہ جمجاہ
ہمارے زخمی ہو کر کسی طرف نکل گئے یہان تمام لشکر پڑا ہی ہم لوگ تو نہین جا سکتے آپ
تکلیف فرمائیے خواجہ نے فرمایا کہ مین آج کل پریشان ہون جب تک کہ حاجتون سے
فراغت نہ ہو گی تب تک کہین نہین جا سکتا سردارون نے کچھ تدبیر کر کے پیش کیا تب
خواجہ تلاش مین سعد کی چلے مگر سعد شہریار کو مرکب لیے ہوے ایک دشت مین پہونچا
پشت سے بادشاہ گرے مرکب چرا مین مصروف ہوا قضائے کار گلپوش نامے قزاق کہ اُس
صحرا کا حاکم ہی کسی کا کاروان لوٹ کر پلٹا تھا کہ لوگون نے عرض کی کہ ای افسر ملاحظہ فرمائیے
ایک مرکب نایاب چرا مین مصروف ہی مگر باگین کٹی ہوئی مین زین ڈھلکا ہوا دہانہ [illegible]

پھینک دیا ہی جرا مین مصروف ہی گلپوش نے جو مرکب دیکھا بیقرار ہو گیا ساتھ والون سے
کہا کہ اسکو گرفتار کرو مرکب بھاگ کر قریب بادشاہ آیا ایک قزاق نے پکار کر آواز دی کہ ای قسیم
اعلی اس گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہی گلپوش قریب آیا جمال بیمثال دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا یارو
مقام تاسف ہی کہ اس جوان کو کسنے ہماری عملداری مین زخمی کیا کون ایسا سرہنگ تھا کہ
ہماری عملداری مین یہ گستاخی کر گیا مین اسکا علاج کرکے پوچھونگا مگر کیا جری و بہادر ہی کہ
شاید تیرون سے اور نیزون سے یہ اسقدر زخمی ہوا ہی کوئی تلوار اسکے جسم پر نہین لگی معلوم
ہوتا ہی کہ بسبب جراءت کے کوئی اسکے پاس نہین آ سکا بعد صحت کے دریافت کرونگا کس طرح
کے لوگ تھے کہ جنکے ہاتھ سے تم زخمی ہوے مگر جراءت تو اس جوان کی ظاہر ہی کہ زخمی تو ہوا مگر ہاتھ
و اسباب نہین دیا آخر یہ نوبت ہوئی کہ زخمی ہو کر گر پڑا یارو اس جوان کی صورت و شان و شوکت
سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کہین کا شاہزادہ ہی دیکھو سب سلاح قیمتی ہین ایسے وہ لوگ گھبرا گئے کہ جال
موتیون کا بھی سپر پر سے نہ لے سکے مین ڈھونڈھ کر اُن کو سزا دونگا یہ کہہ کر بادشاہ کو اُٹھوا کر بالا
کوہ لایا چھپر کھٹ پر لٹایا اور وہان لیکر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا زخمون مین ٹانکے دلوائے بادشاہ
ہوشیار ہوے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک جوان جری و بہادر زر دال لیے سامنے بیٹھا ہی بادشاہ چاہا
اُٹھنے لگے گلپوش نے کہا کہ تکلیف نہ فرمائیے آپ کا سب اسباب موجود ہی یہ کہہ کر مونڈھا سامنے
کیا اُسپر سپر و شمشیر و زرہ موزے راسکے وغیرہ رکھے تھے وہ سپر کہ جسپر موتیون کا جال پڑا ہی
وہ بھی رکھی تھی بادشاہ نے سر ہلایا گلپوش نے بہ تعجیل یخنی تیار کرائی تھی وہ حاضر کی بادشاہ وہ
پی کر پھر بیہوش ہو گئے قضائے کار بیٹی اسکی سرو چمن قصر سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھی بادشاہ کا
جمال دیکھ کر دنگ ہو گئی دل پر ہاتھ رکھ لیا کہتی تھی کیا جمال ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے مگر دختر
قزاق فنون سپہ گری مین طاق ہی نیزہ ہلانا سیکھا ہی چورنگ وغیرہ کاٹتی ہی گلپوش سرہانے
سے بادشاہ کے نہین ہٹتا سرو چمن نے رات تڑپ تڑپ کر کاٹی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے
نیچے پھرتی تھی رات کو کئی مرتبہ اُٹھ اُٹھ بیٹھی آہ آہ کرتی تھی شرم دامنگیر تھی کسی سے کچھ حال نہ کہا
صبح کو کنیزون سے کہا کہ میرا دل بہت گھبراتا ہی برائے شکار جاؤنگی وہان دل بہلاؤنگی اسباب
شکار تیار کرو چند کنیزین اسباب شکار تیار کرکے لائین سرو چمن سلاح ذات پر آراستہ کرکے

پشت مرکب پر سوار ہوئی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگی اسقدر جانور مارے کہ ارابے بھر دیے
حیران کھڑی ہو سانحہ والون سے کہ رہی ہو کہ عجب طرح کا صحرا ہو آہو کا نام نہین دل گھبراتا ہو
کہ اگر آہو ملے تو اُسے شکار کرون کہ سامنے سے ایک آہو بھاگا ہوا آیا ایک تیر اوچھا سا پٹھے پر
پڑا ہوا تھا ملکہ نے جو اُس آہو کو دیکھا تیر مارا کہ تیر پٹھے کو توڑکر پار گذرا آہو گرا ملکہ خوش ہو کے
گھوڑے سے اُتری آہو کو ذبح کیا مگر خوشی مین نقاب چہرے سے اُٹھ گئی ہو بلا تکلف کھڑی ہو کہ
صحرا سے گرد اُڑی زرریز تاجدار کہ پہلوان بھی ہو آہو کے تعاقب مین آتا تھا اپنے شکار کو پڑا
ہوا دیکھا اور نگاہ اِس معشوق پر پڑی دیکھا کہ نہایت حسین و جمیل ہو عاشقان عالم کی کفیل ہو دیکھکر
جان و دل سے فریفتہ ہو گیا ملکہ نے چاہا کہ نکل جاؤن مگر زرریز تاجدار نے قریب آکر ملکہ کا ہاتھ
تھام لیا ملکہ نے نیچہ کھینچا زرریز نے چونکہ پہلوان زبردست ہو نیچہ ملکہ سے چھین لیا سوار جو اسکے
ہمراہ تھے اُنھون نے کنیزون پر گھوڑے ڈالے کنیزین گھوڑیان بھگا کر نکل گئین ملکہ سرو چمن
اکیلی رہ گئی زرریز تاجدار نے کہا کہ ای ملکہ اب میرے ساتھ چلو یہان سے تین کوس پر قلعہ
ہو اُسکا تاجدار ہون بوجہ احسن خدمتگذاری کرونگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا شرما کر سر جھکا لیا زرریز
ملکہ کو گھیر کر لے گیا مگر کنیزین دور سے دیکھا کین جب زرریز تاجدار چلا گیا تو روتی ہوئی پلٹین
یہان گلپوش قزاق خدمت شاہ سے اندر آیا ہو کنیزون سے پوچھ رہا ہو کہ سرو چمن کہان ہو
کنیزین عرض کر رہی ہین کہ برائے شکار گئی ہین کہ رونے کی آواز بلند ہوئی گلپوش نے پوچھا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہو کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین سب حال بیان کیا کہ آپ کی
صاحبزادی کو زرریز تاجدار لے گیا گلپوش نے کہا کہ اُسکی کیا مجال ہو کہ میری بیٹی کو رکھ سکے
زمین ہلا دونگا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باہر آیا عجب حال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا یہ حال
دیکھکر بادشاہ نے پوچھا کہ ای برادر خیر تو ہو گلپوش سے ضبط نہ ہو سکا کہا ای شہریار کیا عرض کرون
اس اقلیم مین جتنے تاجدار ہین میرے نام کے دشمن ہین مگر کیا کر سکتے ہین مین نے سب کا مال لوٹا
ہو مگر آج بیٹی میری کہ فنون سپہ گری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہو برائے شکار گئی تھی زرریز تاجدار
کہ یہان سے تین کوس پر اُسکا قلعہ ہو وہ جبرًا سرو چمن کو لے گیا کنیزون نے آکر مجھسے بیان کیا
مین نے ارادہ کیا ہو کہ لشکر کشی کرکے جاؤن قلعے کو اُسکے چھین لون اُسے اپنے مدعا پہونچین

قرار دون اگرچہ خائف ہون کہ وہ بھی پہلوان زبردست ہی جنگ مین دانتون پسینہ آئیگا بیکایک اُسپر غالب ہونا مشکل ہی ایسا نہ ہو کہ غلام جاکر حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای برادر نہ گھبراؤ مین جاکر زرریز تاجدار کو سزا دونگا اور تمھاری دختر بلند اختر تجھے مین لاؤنگا زرریز کی یہ مجال نہین ہی کہ تمھاری دختر کو رکھ سکے گلپوش نے کہا کہ آپ میرے مہمان ہین آپکو تکلیف دینا نہین چاہتا ہون بادشاہ نے فرمایا مجکو کوئی تکلیف نہ گذریگی تم تو ہمارے جان بخش ہوا گلپوش ہم تمسے بہت محجوب ہین مگر گلپوش دیکھ رہا ہی کہ ہرچند زخم سرشاہ ابھی پورے طور سے اچھا نہین ہوا اگر آمادہ حرب و پیکار ہوے گلپوش خاموش بیٹھا ہی بادشاہ نے فرمایا لو بھائی خدا حافظ مین جاکر زرریز تاجدار سے سمجھے لیتا ہون اور اُس سے ملکہ سرو چمن کو طلب کرتا ہون اگر اُسنے دے دیا تو فبہا ورنہ دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہی جب سلاح لگا کر بادشاہ تیار ہوے تو فرمایا کہ ہمارا مرکب لاؤ گلپوش نے عرض کی کہ مین بھی ساتھ چلونگا بادشاہ نے فرمایا کہ تمکو اختیار ہی ہم نہین چاہتے کہ تم تکلیف کرو مگر گلپوش نے نہ مانا دو ہزار قزاق ساتھ لیکر ہمراہ ہوا بادشاہ قلعۂ زرریز کی طرف چلے راہ مین گلپوش نے پوچھا کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ میرا نام سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام فتاح طلسم نوخیز جمشید کی ہوا ایک سال گذرا اس طلسم مین جنگ کرتے ہوے مگر ابھی تک لوح نہین ملی جمشید ثانی کے قتل کی تدبیر ہی طلاۂ جادو اُسکی طرف سے آئی ہی سرخاب نامے پہلوان آیا اُسکے ہاتھ سے بیکار زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا یہ میری مجال نہین ہی کہ مین تم پر احسان کرون اسلیے کہ تمنے جان بخشی کی اور راحت پہونچائی بس مجکو یہی مناسب ہی کہ تمھاری خدمت بجا لاؤن خدا فضل کریگا تو تمھاری دختر کو لیکر آؤنگا یا اپنی جان دونگا گلپوش دنگ ہو گیا کہا کہ ای شہریار کیا حوصلہ ہی کہ فتح پر اس طلسم کے آپنے ہاتھ ڈالا ہی مجکو یقین نہین کہ لوح طلسمی حاصل ہو وہ معرکہ پڑیگا کہ حضور پریشان ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی جو وہ مناسب جانے گا وہ کریگا گلپوش تو خاموش ہو رہا مگر زرریز تاجدار کو ہرکارون نے خبر دی کہ گلپوش قزاق آتا ہی دو ہزار جوان ساتھ ہین زرریز نے کہا کہ اُسکی شامت آئی ہی اسطرح اسکو پریشان کرون کہ ساری قزاقی بھول جاے پھر کبھی ارادہ نہ کرے کہ اسطرف

مشہور کرکے سوئے یہ کہکر حکم دیا بارہ ہزار جوان تیار ہوئے اُن سب کو لیکر بیرون قلعہ اُترا
انتظار کر رہا ہے کہ دوسرے دن صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے بادشاہ جمجاہ پہلو میں گلپوش قزاق
مثل ملازموں کے ہمراہ ہے زرریز نے جو فوج قلیل دیکھی بہت خوش ہوا جب بادشاہ اُتر چکے
تو زرریز نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونوں لشکروں میں طبل جنگی
بجے رات بھر تیاری رہی اب وہ وقت آیا کہ ظلم یکایک ہوا اور ان سحر کا ظہور ۔ اُڑا آشیانے سے
طاؤس نور ۔ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ۔ بہت گرمخوار روشن نگاہ ۔ سپہ کی علامت سپیدی
ہوا ۔ نشان آگے آگے خط صبح کا ۔ کیا دبدبہ خلق پر آشکار ۔ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ۔ دونوں
لشکر میدان میں آئے صفیں جمیں نقیبوں نے انقابت کی کڑکیت لڑکا کہ پہلے زرریز تاجدار
نے گینڈا بڑھایا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان وائے قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے اپنا مرکب صف سے نکالا زرریز آئینہ جمال دیکھ کر حیران ہو گیا پوچھا
کہ آپ کا نام نامی کیا ہے سعد نے فرمایا کہ اس حقیر کو سعد بن قباد کہتے ہیں تم نے شاید ذکر
سنا ہو کہ ایک سال کا زمانہ گذرا کہ فتح طلسم نوخیز جمشیدی میں مصروف ہوں مگر ابتک ناسلیج
نہیں ملی زرریز نے کہا کہ آپ کو خداوند نے یہاں تک بھیجا میں بھی اُن کا شکر گذار ہوں نامہ میرے
پاس بھی آیا تھا میں آپ کی فکر میں جانے کو تھا شکر کرتا ہوں خداوند جمشید ثانی کا کہ آپ اس
مقام تک خود آگئے یہ کہکر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور فرمایا کہ اے زرریز تاجدار
ہم چاہتے ہیں کہ دختر گلپوش سرو چمن کو حوالے کرو تاکہ فساد نہ ہو نام دختر گلپوش سُن کر
زرریز نے کہا کہ آج کئی دن سے میں نے اُسکو محل میں رکھا ہے جب چاہتا ہوں کہ سامنے
بلاؤں تو میرے سامنے نہیں آتی اور بلک بلک کر روتی ہے مگر نیزہ ٹوٹتے ہی زرریز نے تیغ پر
ہاتھ ڈالا اور یہی جواب دیا کہ جو کچھ ہو مگر میں دختر قزاق کو ہرگز نہ دونگا اور خبردار کہکر
ہاتھ مارا بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زرریز بھی لپٹ پڑا دونوں جوان گھوڑوں
سے کود کے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے زرریز کو زمین سے اُٹھا لیا زرریز
نے امان مانگی بادشاہ نے فرمایا امان بشرط ایمان زرریز نے دست بستہ عرض کی کہ آج شب کی
مجکو مہلت ملے کل سویرے ملکہ کو لیکر حاضر ہونگا بادشاہ نے امان دی زرریز تاجدار اپنے

لشکر مین آیا لشکر کو لیکر قلعے مین گیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا سب سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو
اب کیا کرون مین زیر ہوا لشکر میرا اطاعت کو دل نہین چاہتا کہ عیار اسکا گیرنگ تیز رو شریک
صحبت تھا اُسنے کہا کہ اگر حکم دیجیے تو گرفتار کرلاؤن سعد شہریار کو قتل کیجیے اور گلپوش کی تو یہ
مجال نہین کہ آپ سے لڑسکے بس اگر مناسب ہوگا تو گلپوش پر شبخون مار دیجیے گا یہ راے زرریز
کو بہت پسند آئی گیرنگ اسباب عیاری بدن پر لگا کر فکر سعد شہریار مین نکلا لشکر اسلام مین آیا
ایک گوشے مین بیٹھ کر نقب لگانے لگا جہرہ نقب کا بارگاہ مین توڑا سعد شہریار کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھ کر بھاگا نقب سے نکل کر اپنے قلعے مین آیا بارگاہ مین آکر پہونچا سامنے زرریز کے
پشتارہ رکھدیا دختر اسکی گلزار آرا کوٹھے سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی جمال بادشاہ دیکھکر
بیقرار ہوگئی کنیز سے کہا کہ جاکر باپ کو بلاؤ مین کچھ صلاح دونگی اگر میری صلاح پر کام کرین
توبڑا نام ہوگا یقین ہی کہ قدرت کئی قلعون کا حاکم کرینگے زرریز محل مین آیا بیٹی نے کہا کہ ای
باپ آپ سوچیے تو کیسی مشکل کی بات ہی نبیرۂ صاحبقران کو یون قتل کرنا نہ چاہیے آپ سے
خدا جگر ارشکایت کرینگے کہ ہمین وقت قتل کیون نہ شریک کیا تاکہ ہم بھی اس ثواب مین داخل
ہوتے لہذا قلعے کو درست کیجیے سعد شہریار کو ایک شب قید رکھیے سب تاجداران جلیل کو
نامے لکھیے جن جن لوگونکے ڈانڈے آپ کی سرحد سے ملے ہوے ہین جب وہ سب جمع ہولین تو
اُس مجمع مین ان کو قتل کیجیے کہ سب آگاہ ہون کیا احسان جمشید ثانی ہی کہ اُسنے انکو گرفتار
کرادیا آپ کا قبضہ ہی پھر یہ کیا کرسکین گے قزاق بھگوڑا آپ کے خوف سے بھاگ جاویگا
لیکن کیون ای باپ سنتی ہون کہ جس عورت کو آپ لاے ہین وہ آپ سے رضامند نہین ہی
آٹھ پہر رویا کرتی ہی نہ کھانا کھاتی ہی اور نہ پانی پیتی ہی اُسکو میرے سپرد کردیجیے مین اُس کو
رضامند کردون کہ آپکو قبول کرے یہ سب باتین زرریز کو بہت پسند آئین بیٹی سے کہا کہ
ای نور نظر کیا صلاح بتائی ہی پہلو مین تمھارے قصر کے جو مکان ہی اُسمین سعد کو قید کرتا ہون
آئندہ جو مناسب ہو وہ کرنا اور مین دختر گلپوش کو جاکر تمھارے پاس روانہ کرتا ہون
تم اُسکو بہ محبت رضامند کرو لالچ دو اور یہ کہو کہ کل قلعے کا تم کو حاکم کرینگے گلزار آرا
نے جواب دیا کہ آپ صرف اُسکو بھیجدیجیے مین سمجھا لونگی زرریز نے جاکر کنیزون سے کہا کہ

ملکۂ عالم کو ہماری دختر بلند اختر کے پاس لیجاؤ وہ سمجھ کر کہیگا اُسنے کلام کرین گی کنیزون نے سرو چمن
سے کہا سرو چمن نے جواب دیا کہ مین کسی کے پاس نہ جاؤنگی زرریز سے کہدو کہ جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر مکر کرکے قلعے مین آیا اور پھر اُسپر یہ طرہ کیا کہ بادشاہ کو چھروا منگوایا اب یہ باتین
بناتا ہی ہر چند کنیزون نے سمجھایا مگر سرو چمن نے پاس گلزار آرا کے جانا قبول نہ کیا کہتی تھی
کوئی ایسا ستم کرتا ہی کہ پرائے ناموس کو گھیر کر لایا اور اپنا ناموس بنانا چاہتا ہی مین تجھکو
قبول نہ کرونگی اور جس وقت سنونگی کہ بادشاہ کو تو قتل کرتا ہی مین بھی اپنی جان اُسی وقت دونگی
یہ ذکر تھا کہ گلزار آرا خود ہی آئی آکر پاس بیٹھی کہا بی بی کیون گھبراتی ہو آج شب کو بادشاہ
کو رہا کرلین گے جو کہ میرے باپ نے مکر کیا ہی اُس سے خوب واقف ہون جس مکان مین مین
رہتی ہون اُسی کے قریب بادشاہ قید ہین شب کو رہا کرونگی وہ ایسے صف شکن و تیغزن ہین
کہ کوئی کچھ نہ کر سکیگا لڑ بھڑ کر اپنے لشکر مین پہونچین گے باپ بھی تمھارا دو ہزار جوانون سے
آیا ہوا ہی بیرون قلعہ اُترا ہی وہ کیا کوئی تدبیر اُٹھا رکھیگا ایسی تلوار چلے کہ باپ ہمارے
گھبرا جاوین ہم تم دونون بھی بلوہ کرکے نکلین گے سرو چمن نے خوش ہو کر گلے مین ہاتھ ڈالدے
دونون مین خوب صلاحین ہوئین مگر زرریز نے باہر آکر بادشاہ اسلام کو اُس مکان مین
قید کیا کہ جس مقام کا اپنی دختر سے ذکر کیا تھا سرہنگ نامے کوتوال تھا اُسکو نگہبان کیا
سرہنگ نے بادشاہ کو لاکر مکان مین بند کیا اور آپ بیرون قصر بیٹھا مکان مین قفل لگا دیا مگر
جب زلف لیلاے شب کر سے گذری دونون شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین کوٹھے پر آکر
کمندین مارین حلقون پر پاؤن رکھ کر اُترین دیکھا بادشاہ جمجاہ سرنگون بیٹھے ہین قید آہن سے
آراستہ زنجیرین ہلا رہے ہین سرو چمن نے آکر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا کہ دو شاہزادیان
نہایت حسین و جمیل کوٹھے سے اُتر کر آئی ہین نہین معلوم یہ کون ہین پوچھا کہ کیون صاحبو تمھارا
نام کیا ہی سرو چمن نے شرما کر کہا کہ مین تو دختر گلپوش قزاق ہون اور ملکہ دختر بلند دختر
زرریز تاجدار ہین اس امید پر آئی ہین کہ آپ کو رہا کرین جو فرمائیے وہ تدبیر کرین بادشاہ
نے فرمایا کہ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو جب سرہنگ قفل کھولیگا مین لڑتا ہوا نکلونگا اُس وقت
سمجھا جائیگا ان دونون شاہزادیون نے مل کر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین اور پھر اُسی طرح

کمند کے سہارے سے چلین چڑھنا تو آسان تھا اب اُترنا دشوار ہوا سرہنگ نے باہر سے
دیکھا کہ کوئی کوٹھے سے اُتر کر قیدخانے مین گیا تھا اب وہ نکل کر جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ارے
یہ کون سرہنگ ہی کہ قصر شاہی مین پھر رہا ہی یہ کہکر تیر مارا سروچمن کے بازو پر پڑا سروچمن
نے چکار کر آواز دی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے سرہنگ نے تیر مارا ہی کہ نشانہ سیر النشانہ
ہوا بادشاہ نے اُسی وقت دروازہ قیدخانے کا توڑ ڈالا اور چاہا کہ نکلون سرہنگ نے
پیادون کو اشارہ کیا پیادون نے آکر بادشاہ کو گھیرا بادشاہ سے تلوار چلنے لگی بادشاہ
نے بڑھکر سرہنگ کو مارا ملازمون نے جاکر زرریز کو خبر دی زرریز تاجدار بارہ ہزار
فوج سے آیا دونون شاہزادیون نے قصر سے دیکھا کہ بادشاہ پر بلوہ ہی اور پیادے گھیرے
ہوے ہین مگر بادشاہ جس طرف جاتے ہین پیادے بھاگتے پھرتے ہین فوج نے آکر چہار جانب
سے بادشاہ کو گھیرا ہی زرریز تاجدار سب کو ترغیب جنگ دے رہا ہی کہ یارو ایک شخص
کو نہین مار سکتے ہو ارے تم بارہ ہزار ہو ایک شخص کی گرفتاری شاق ہی تم لوگ ہٹو مین
گرفتار کرلون دونون شاہزادیون نے جو قصر سے یہ معاملہ دیکھا کہ بارہ ہزار مین بادشاہ
گھرے ہوے ہین مگر شیرانہ ودستانہ لڑ رہے ہین دونون محل مین آئین سات سو کنیزین ساتھ
تھین اُن سب کو لالچ دیکر سلاح آراستہ کرائے میدان مین آراستہ ہوکر نکلین اور نقابین چہرون
پر ڈال لی ہین نعرہ کرکے نکلین کہ ہم نقابداران بادلہ پوش نکلتے ہی ایک غول مین گھر گئین
تیراندازی کر رہی ہین اپنے کو بچاتی ہین چاہتی ہین کہ لڑ بھڑ کر قریب بادشاہ اسلام پہونچین
مگر فوج نے پرے باندھ دیے ہین کہ قضاے کار گلپوش جو بیرون قلعہ اُترا ہوا تھا اُسکو
ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ نے رہائی پائی ہی مگر گھرے ہوے ہین یہ بھی خبر سُنی ہی کہ دو
نقابدار سات سو جوانون سے آکر شریک جنگ ہوے ہین مگر نکاسی دشوار ہی فوج کا بڑا
بلوہ ہی دیکھو قلعے پر سناٹا پڑا ہی توپین خالی پڑی ہین سب وہین جاکر شریک جنگ ہوے
ہین گلپوش نے بلوہ کر دیا لڑتا بھڑتا قریب خندق پہونچا خندق فراکر پھاٹک توڑا اندر
قلعے کے گھس آیا لڑتا ہوا چلا زرریز کو خبر پہونچی کہ گلپوش دو ہزار جوانون سے گھس آیا
گلی کوچون مین تلوار چل رہی ہی گلپوش جنگ رستانہ کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا کہ جہان پر

بادشاہ لڑ رہے تھے گلپوش نعرہ کر کے گرا مصروف جنگ ہوا یہ لوگ قزاق ایسے بکھر رہے ہو کے
آکر فوج کو درہم و برہم کردیا زرریز تاجدار نے گلپوش سے مقابلہ کیا گلپوش زخمی ہوا اُس حال مین
پکار اُٹھا کہ ای شہریار غلام کو بچائیے بادشاہ نے جو گلپوش کی آواز سُنی بیقرار ہو گئے گھوڑے
کو بڑھا کر اُس مقام پر آئے دیکھا کہ زرریز تاجدار نے گلپوش کو زخمی کیا ہی اور قصد ہی کہ
سر کاٹ لون گلپوش ہٹتا جاتا ہی اور زرریز ارادہ کرتا ہی کہ ہاتھ مارون سر کاٹ لون
گلپوش اپنے کو بچا رہا ہی ساتھ والے قزاق ٹوٹے پڑتے ہین چاہتے ہین ہاتھ سے زرریز
کے گلپوش کو بچائین مگر زرریز بشوکت تمام لڑ رہا ہی کئی قزاق جو اسکے ہاتھ سے مارے گئے اسکو
غرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا حمق سے معمور ہوا بادشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کر ذلیل کو اُٹھا لیا زرریز ہاتھ باندھنے لگا
کہ معاف فرمائیے بادشاہ نے زرریز کو چھوڑ دیا زرریز کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو اپنی
منع کیا کہ لڑائی موقوف کرو افسران فوج آکر قدمون پر گرے بادشاہ کو بیچ مین لیا نوبت و نقارے
بجاتے ہوئے دارالامارہ مین لائے زرریز کو یہ بھی دریافت ہوا کہ بیٹی میری نقابدار بنکر لڑی
اسی نے بادشاہ کو قید سے رہا کیا خاموش ہو رہا وزرا سے اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی
سینے پر لگایا بادشاہ کا عقد ہوا گلپوش نے بھی بخوشی قبول کیا اپنی بیٹی کا عقد ہمراہ بادشاہ
کے کیا دونون معشوقون کو محافے مین سوار کیا زرریز تاجدار و گلپوش کو ساتھ لیکر برائے
مقابلہ طلمانہ چلا اول کوہ گلپوش پر آئے وہان بھی سب کو مسلمان کیا اور یہان لشکر پر بادشاہ
کے یہ معرکہ گذرا کہ سرخاب نے صحبت پاکر طبل جنگی بجوایا یہ تو سُن چکا ہی کہ بادشاہ لشکر مین نہین
ہین یقین ہی کہ سب کو مار لیگا سرخاب میدان مین آیا کئی سردارون کو زخمی کیا تیسرا دن ہی
کہ ہر روز میدان مین دو چار کو زخمی کیا اور پلٹ گیا آج چوتھی میدانداری ہی سحر کا سامان تو موقوف
ہی میثاق وغیرہ دیکھ رہے ہین مگر کچھ نہین کہتے جب ارادہ کرتے ہین کہ ہم سحر کرین اور سرخاب
کو ہٹا دین یہ خوف ہی کہ طلمانہ بھی سحر کریگی پھر کسی کے روکے نہ رکیگی اسوجہ سے ارادہ کر کے
رک جاتے ہین مگر سرخاب پکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے
سرداران اہل اسلام بیقرار ہو کر دعائین کر رہے ہین کہ ای پاک بے نیاز خدا ای رب کارساز

اس مشکل کو آسان کر اور ان ظالمون سے بچا لے نظم

ز بارگاہ خدا یافت مدعا ہندی	کہ ختم کرد چنین نظم دلکشا ہندی
خدا ز غیب مددگار شد درین کارم	وگرنہ بود کجا یارئی کجا ہندی
بہر ردیف و بہر قافیہ بہر مضمون	رقم نمود غزلہائے دلربا ہندی
بہ نسخ حروف تہجی نوشت این دیوان	بطرز عمدہ و ترتیب خوشنما ہندی
نوشت ہدیہ مقبول و تحفۂ مطبوع	بپاس خاطر مردان باخدا ہندی
بسالکان تصوف بہ سالکان طریق	شدہ بمنزلِ مقصود رہنما ہندی
کنون مسدس و ترجیع و خمسہ ترکیب	کند زیادہ برین نظم جانفزا ہندی
کہ زان زیادہ شود حسن نظم این دیوان	کند زیادہ حق شاعری ادا ہندی

سب نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی ملازمان شاہی نے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار دو سردار نامی و گرامی ساتھ ہین اور شاہزادیون نے دیکھا کہ روح افزا بھی ہمراہ ہین عنبر افشان نے کہا کہ دیکھو تو روح افزا بھی ساتھ ہین گلگونہ نے کہا کہ خدا نے اُن کو جمال ہی ایسا عطا کیا ہے کہ جہان جاتے ہین شاہزادیان عاشق ہوتی ہین ہرکارون نے خبر دی کہ ایک دختر زرین چتر تاجدار ہے اور ایک دختر گلپوش قزاق ہے دونون نے حملے کرکے بادشاہ کو رہا کیا بادشاہ نے جو دیکھا کہ سرخاب مبارز طلبی کر رہا ہے مرکب اپنا بڑھا کے مقابلہ سرخاب مین آئے بعد نیزہ بازی تلوار چلی بعد تلوار بادشاہ نے کشتی مین سرخاب کو زیر کیا سرخاب بصدق دل مسلمان ہوا سامنے طلمانہ کے آیا کہا لو ملکہ ہم تو رخصت ہوتے ہین طلمانہ نے کہا کہ اے سرخاب کیون کیا ہوا سرخاب نے کہا کہ مین زیر ہوا اب اطاعت کی تو جان بچی طلمانہ نے کہا کہ آج رات کو تو رہ جاؤ صبح کو چلے جانا سرخاب نے قبول کیا اور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو میرا ارادہ یہ ہے کہ انشاء اللہ طلمانہ پر شبخون اور دن کو کوئی تو کار نمایان ایسا کرون کہ بادشاہ مجھ سے خوش ہون آج تک سرداران سرزدہ ہوئے ہین کوئی تو بہتر ہی ہے سب نے کہا کہ بہت مناسب ہے جبکہ دو پہر رات گئی تو سرخاب سوار ہو کر انشاء اللہ لشکر طلمانہ پر گرا قتل کرنا شروع کیا لڑتا بھڑتا چاہتا ہے کہ نکل جاؤن مگر پہرہ کا یہ دن نے طلمانہ کو یہ خبر دی طلمانہ

آنکھیں ملتی ہوئی باہر آئی دیکھا کہ ہزارہا لاشہ تڑپ رہا ہی خیمے جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدا بلند ہی سرخاب وسط میدان مین پہونچ چکا ہی طلمانہ نے بڑھکر سحر کیا کہ گرد لشکر سرخاب دھوان پھیل گیا اُس دھوئین نے لشکر کو گھیر لیا کہین آگ جل رہی ہی کسی مقام پر دھوان ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی طلمانہ نے چند کس کو اشارہ کیا کہ جاکر سب کے سر کاٹ لو ملازمان سرخاب کے ہاتھ پانون بیکار ہین یہ جو دیکھا کہ چند کس قتل کرنے آتے ہین غل مچانے لگے کہ ای شہریار غلامون کی مدد کیجیے میثاق کوہ گردان طلائے پر تھا اُسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا معلوم ہوا کہ سرخاب یہان آتا تھا طلمانہ نے اُسکو سحر مین پھنسایا ہی فریاد فریاد سب کر رہے ہین وہین سے سحر کیا کہ وہ لوگ جو برائے قتل چلے تھے وہ آگے نہ بڑھ سکے جب طلمانہ سحر کرتی ہی تو وہ لوگ تلوارین کھینچکر بڑھتے ہین اور جہان میثاق نے اُن کو آتے دیکھا ماش کے دانے پھینکدیے پھر وہ لوگ رُک گئے غرض بادشاہ سمجھا کہ خواب راحت مین تھے فیروزہ نے جاکر قدمون پر ہاتھ رکھا بادشاہ نے آنکھین کھولدین فیروزہ نے سب حال کہا بادشاہ نے لوح محفوظ گلے مین پہنی گھوڑے پر سوار ہوکر نکلے مگر طلمانہ نے جب کئی مرتبہ یہی دیکھا کہ میثاق میرے سحر کو روک دیتا ہی ران کو کاٹ کر خون پھینکا میثاق نے ہرچند چاہا کہ روکون مگر وہ لوگ نہین رُکتے مگر سرخاب نے جو یہ رنگ دیکھا بیقرار ہوکر دعا مین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم و کرم فرما نظم

بسا تاجداران اہل مروت ۔۔ بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہل شجاعت ۔۔ بسا زورمندان پُر زور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت ۔۔ بسا رہبردان و آگاہان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت ۔۔ بسا اہل عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہل حرمت ۔۔ بسا اہل عصمت بسا اہل شفقت
شہان جہان والیان ولایت ۔۔ امیران ذیجاہ و ارکان دولت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا ۔۔ نبردند با خود بجز رنج و حسرت
نہ آن مال ماندہ نہ دولت نہ مالک ۔۔ نہ آن زور ماندہ نہ قوت نہ طاقت
ازا ایشان بجز نام باقی نشانے ۔۔ دوبارہ نماند اندرین دار حیرت

نیاید نظر اندران ناامیدی　　نہ تاج حکومت نہ تخت امارت
کس از دوستداران و یاران ہمہ　　بحر لیشان نگردد اندرین رہ رفاقت
ہمہ دولت و مال و ملک و خزانہ　　بیفتاد در دست اہل وراثت
ہمہ خویش و بیگانہ بر مال مردہ　　کشادند ہر جا رسید دست غارت
بہر حیلہ بردند و بے باک خوردند　　بہ عیش و نشاط و خوشی و فراغت
کنون از دست خود مال و زر صرف ہندی　　دگر نہ بدل نہ وہ ماند ندامت

بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ ملازم سرخاب بلا مین مبتلا ہین فریاد کر رہے ہین اور طلمانہ
نے سحر کا تار باندھ دیا ہے قریب آکر لوح محفوظ کو چمکایا اور کچھ دعائین پڑھین میثاق نے بھی
سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہوا سرخاب فوج کو لیکر بادشاہ سے قدمبوس ہوا بادشاہ اُسکو
ساتھ لیے ہوے نوبت و نقارے بجواتے ہوے داخل لشکر ظفر اثر ہوے سب سرداروں
نے آکر قدمبوسی کی زر ریز و گلپوش سب سے ملوایا سب مل کر زر ریز و گلپوش سے بہت خوش
ہوے میثاق نے کہا کہ یہ سردار لائق مقابلہ ہین ہمارے شہنشاہ کیا صاحب اقبال ہین زخمی
ہو کر گئے وہان سے دو سردار نامی و گرامی و لشکر گران لیکر آئے یہان آکر سرخاب اپنے
پہلوان کو زیر کیا بادشاہ آکر بارگاہ مین بیٹھے سب سردار گرد بیٹھے ہین ذکر لشکر طلمانہ ہو رہا ہے
بادشاہ نے فرمایا کل ہم کوچ کرینگے اگر طلمانہ روکے گی تو ایسی تلوار چلیگی کہ دریاے خون بہجائیگا
میثاق نے کہا کہ یہ حضور نے خوب تجویز کیا مگر میثاق کو وہ گردان طلمانہ پر جاکے ٹھہرا
طلمانہ جو پلٹ کر آئی سرداروں سے صلاح کرنے لگی کہ کہو یارو اب کیا کرون مین نے چاہا
تھا کہ سرخاب کو روک لون نہ جانے دون بادشاہ آکر اُسکو لیگئے کچھ زور نہ چلا اب مین کیا
تدبیر کرون سب نے کہا کہ جو راے اقدس مین آے وہ کیجیے ہم سب آپکے ساتھ ہین
طلمانہ نے کہا کہ آج رات کو شبخون مارو لشکر بادشاہ کو درہم و برہم کردو اُسی بلوے مین
بادشاہ کو گرفتار کرلو وہ شکست دون کہ قدم نہ تھم سکے بیرون طلسم جاکر ٹھہرین سب نے منظور کیا
رات کو طلمانہ نے شبخواب نامے عیار کو بھیجا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ بادشاہ کس بارگاہ
مین آرام فرماتے ہین شبخواب تو چلا مگر خواجہ عمرو جو تلاش مین بادشاہ کی گشت پھرتے پھرتے

واپس آتے تھے چونکہ لشکر میں آتے آتے رات ہو گئی تھی ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہے کہ شنجواب کو
آتے ہوئے دیکھا کمندیں خس پوش کر دیں شنجواب وہاں پہونچا پہلے رکا پھر جست کر کے جو چلا پیچ
حلقہ ہائے کمند میں پہونچا خواجہ نے جھٹکا مارا شنجواب گرا خواجہ نے حباب مار کر بیہوش کیا اور
نخل سے باندھا کوڑا نکال کر کھڑے ہوئے شنجواب کو ہوشیار کیا کہا سچ بتا کہ تو کون ہے کس کام
کو چلا تھا شنجواب نے بیان کیا کہ میں برائے دریافت حال بادشاہ جاتا تھا ظلمانہ برلے شبخون
آوینگی آج بلا کی لڑائی پڑیگی خواجہ نے شنجواب کو بیہوش کر کے ایک درۂ کوہ میں ڈالدیا شنجواب
کی شکل بنکر چلے سامنے ظلمانہ کے آئے کہا کہ اے ملکۂ عالم آج بادشاہ نے لوح محفوظ کو [illegible]
پہ لٹکا دی ہے بارگاہ میں اکیلے سو رہے ہیں پہلے چل کر لوح محفوظ لو پھر بادشاہ کو گرفتار کرو یہ
سن کر ظلمانہ نے لشکر کو تیار کیا شنجواب نقلی نے کہا کہ میں آگے جاؤں لشکر مسلمانان میں
ہنگامہ ڈالدوں مشہور کروں کہ شبخون آیا ہے میثاق کو بھگا دوں ظلمانہ نے کہا کہ آگے بڑھو خواجہ
وہاں سے پلٹے اول آکے میثاق سے ملاقات کی اور تمام کیفیت بیان کی میثاق نے کہا کہ
اُس ملعونہ کو آنے دیجیے دیکھیے تو کیسا حیران کرتا ہوں خواجہ نے کہا کہ میں کہہ آیا ہوں پہلے آکر
لوح محفوظ پر قبضہ کرو پھر بادشاہ کو گرفتار کر لینا میثاق جادوگروں کو ساتھ لیکر ایک درۂ
کوہ میں آکر چھپا اور بادشاہ کو مسلح کر کے گوشۂ بارگاہ میں چھپا دیا لشکر والے آمادہ ہیں کہ ظلمانہ
آئے تو اُسپر جا پڑیں پلٹ کر جانے نہ دیں خود اُسکو گرفتار کر لیں میثاق جادوگروں کو لیے ہوا
بیچ درۂ کوہ سے دیکھ رہا ہے کہ ظلمانہ آئے تو اُسپر سحر کروں دو پہر سے شب گذر چکی ہے کہ ظلمانہ لشکر
لیکر چلی جیسے ہی سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچی حسب ہدایت شنجواب عیار قصد ہوا کہ بارگاہ
بادشاہ پر جا پڑوں لوح محفوظ پر قبضہ کر کے بادشاہ کو گرفتار کر لوں کہ پہلو سے نعرۂ میثاق کی
صدا آئی دوسرے پہلو سے بادشاہ چھپا ہوا نے نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون
حشم بہار گلستان کاؤس و جم منم شیر دل صف شکن نوجوان نہال گلستان صاحبقران
چہار طرف سے لشکر نے بلوہ کیا اور میثاق نے شاہزادیوں کو ساتھ لے کر سحر کیا کہ لشکر ظلمانہ
والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

یا رب نہ شام ہجر کا مجکو ملال دے | آئی ہوئی بلا مرے سر پر سے ٹال دے

دو ایک جام ساقی رنگین خیال دے
آتی ہو جس مین بوئے دل کی وہ زلال دے

ای دل سوال وصل تو آسان ہے مگر
ایسا نہ ہو وہ یاس کی ہنس کے ٹال دے

دل لیکے چین دوگے یہ ہم کو نہین امید
دم بھر مین پھر کہو گے کہ پھیر نکال دے

چہرہ جو چمکے چھوٹ پڑے کوہ طور کی
یارب تو اُس پہ ... کو وہ شعلہ زبان دے

لیجاؤ ان گل چڑھانے کو مجنون کی قبر پہ
جوشش جنون مین شہر چھوڑ ایک سال دے

رخ سے نقاب اُلٹ کے دکھا شکل چاند کی
ارمان آج ... کی دل کا نکال دے

شاہون سے لین خراج کرین جشن ای ہنر
اختر کو ذوالجلال وہ جاہ و جلال دے

بادشاہ بجاہ اُلٹتے ہوئے قریب طلمانہ پہونچ گئے طلمانہ اس حال سے آتی تھی کہ بال سر کے کھلے ہوئے چادر یا سر سے ڈھلکی ہوئی جسکو دیکھا اُسے چیر ڈالا بعض کی گردن پکڑلی اور گھونسا مارکر سر نوچ لیا ایک ساحر نے بڑھ کر سحر کیا طلمانہ نے اسکو پکڑا اور چبانے لگی بادشاہ نے آکر بال تھام لیے ایک جھٹکا مارا کہ طلمانہ گری گھوڑے سے کودے کہ اسکو دبالون طلمانہ نے ایک پنجہ مارکر ارے یارو مجکو بچاؤ مین پنجے مین شیر کے پھنس گئی ہون ہمراہی آکر گرے طلمانہ کو لیکے بھاگے میثاق نے آگ برسادی طلمانہ کو سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا لشکر طلمانہ کو شکست فاش ہوئی سوارون کے گھوڑے چھین لیے پیادون کو گرفتار کرلیا طلمانہ بھاگ کر کتا ... اپنے لشکر کو ٹھہرا دیکھا سب بھاگے ہوئے آتے ہین ہر مرتبہ شبخواب کو پکارتی ہے کہ ای شبخواب کیا نشان بنایا تھا یہ تو اُلٹی بات ہوگئی کہ لٹ گئے ہمارے شکست فاش کھائی شبخواب درۂ کوہ مین پڑا ہوا تھا ایک ساحر بھاگ کر اُدھر پہونچا شبخواب کو جو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہے اُس ساحر نے آکر اُسے ہوشیار کیا شبخواب اُٹھتے ہی بھاگا سامنے طلمانہ کے آیا کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا ہوا مین تو گرفتار ہوگیا تھا اب ہمارے شبخون نہ جائیگا طلمانہ نے کہا کہ ارے شبخون لیکر گئی تھی شکست فاش کھاکر آئی ایسی شکست ہوئی کہ کبھی ایسی شکست نہ کھائی تھی جان بچ گئی یہی بڑی بات ہوئی آج پنجے مین اُس ہزبر دشت وغا کے پھنس گئی تھی بادشاہ نے ہاتھ ڈال دیا تھا ساحرون نے بڑی جانبازی کی کہ مجکو لیکر بھاگے یہان بادشاہ بفتح و فیروزی پلٹے خواجہ جو پلٹ کر آئے کہا کیون ... شبخون کو کیسا پلٹا یا ہے کہ طلمانہ کو شکست فاش ہوئی آج تو اقدام معقول ... بادشاہ نے سب پہرداروں

کو حکم دیا سب نے کچھ پیش کیا مبالغ خطیر جمع ہو گئے خواجہ نے وہ روپیہ نور اٹل پیش کیا کہا اے
شہریار آپ کے حکم سے دکی چینی کا سود ادا ہو جائیگا آپ کا احسان کیا حسن ہوا کہ لوگون سے آپ نے
کہدیا اُن سب نے دیا مثل مشہور ہے کہ اگر ذرہ ذرہ دیا ہمارا بھلا ہوگیا بادشاہ ہنس پڑے کہا
خواجہ سب کو ضرورت رہتی ہے خواجہ نے جواب دیا سب سے بڑھ کے کسی کو ضرورت نہین رہتی
ہوگی بادشاہ اور زیادہ ہنسے جواب دیا کہ بس ہمین کو حوالے کردین بارگاہ شاہ مین
چہل پہل ہو رہی ہے عنبر افشاں وغیرہ اپنے سحر کی تعریف کر رہی ہین ایک کہتی ہے کہ مین نے
سب کو دیوانہ کیا دوسری کہتی ہے کہ مین نے وہ سحر کیا کہ ساحران لشکر طلمانہ سر ٹکراتے
پھرتے تھے تیسری نے کہا کہ مین نے دریا جاری کیا ہزارہا جادوگر ڈوب کر مرے ہمراہ آریہ
کہتی ہے کہ مین نے وہ مالے مارے کہ جسپر پالے کا موتی گرا اُسکا سر پھٹ گیا اگرچہ طلمانہ شکست
کھا کر آئی سرداروں سے صلاح کر رہی ہے کہ لو صاحبو شہزادیون کا بھی حوصلہ نکل گیا اب کیا تدبیر کرون
کہ بادشاہ سے جنگ مین سربر ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر خونخوار تنگ
پیشانی بڑے زور و شور سے آیا طلمانہ سے کہا کہ مین دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ قدرت نے
تمہاری شکست کا ذکر کیا کہ لشکر طلمانہ کو شکست فاش ہوئی کوئی ساحر جائے اور جا کر اُسکی
شرکت کرے اے ملکہ عالم مجکو ہمیشہ سے آپ سے محبت ہے مین بیقرار ہو کر اُٹھا جو وہ آفت
برپا کرون کیا مجال کہ جو لشکر بادشاہ اسلام ٹھہر سکے سب بھاگ جائین گے پلٹ کر پیچھے نہ دیکھین گے
ہر چند کہ بادشاہ قل مچا مین مگر بھاگنے کے سوا اُنکو کچھ نہ بن پڑے ہمارے سامنے وہ اسکے
بڑھ بڑھ کے لڑین مین ابھی جاتا ہون طلمانہ نے کہا کہ اے خونخوار ابھی تامل کرو دیکھا جائیگا
مگر خونخوار نے نہ مانا کہا مین قدرت سے وعدہ کرکے آیا ہون کہ جاتے ہی شکست دونگا
میں اپنے قول کے خلاف نہ کرونگا یہ کہکر چلا ایک بلندی پر آکر بیٹھا سحر کرنے لگا ایک ابر
تیار ہوا اُس ابر مین برف بھری اور سحر کیا کہ لشکر شاہی پر برف برسنے لگی لشکر مین غل ہوا
لوگون نے آکر بادشاہ سے عرض کی میثاق جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہریار معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی اور ناہنجار آیا طلمانہ کو تو یہ لیاقت کہان اگر کوئی اور ساحر آیا یہ کہتا ہوا باہر نکلا
عنبر افشاں وغیرہ پشت پر تھین باہر نکل کے دیکھا کہ برف برس رہی ہے آگ جیسے بجلی گرجے

جا بجا جن لوگون پر برف پڑی پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے اول میثاق نے سحر کیا
کہ برف کا برسنا موقوف ہوا مگر عنبر افشان نے کہا کہ یہ ابر کہان سے اُٹھتا ہی اور کیونکر
برف برسی میثاق نے کہا کہ فلان کوہ سے برف آتی ہی عنبر افشان نے جو دیکھا کہ پہاڑ کی
طرف سے لگے ابر کے اُٹھتے ہین آکر برستے ہین اُسی طرف چلین آکر دیکھا کہ ایک جادوگر بالاے
کوہ بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو مگر جب سے میثاق نے آکر سحر کیا ہی لگے اُٹھتے ہین اور پلٹ آتے ہین
خونخوار نے جو دیکھا کہ میرا سحر پلٹا آتا ہی جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون کے قطرے
جو اُس نشتر مارنے سے نکلے وہ ابر پر ڈالے ہر چند چاہتا ہی کہ ابر بلند ہو مگر نہین بلند ہوتا دیکھا
گھاٹیون کو طی کرتی ہوئی ایک نازنین نہایت حسین وجمیل آتی ہی خونخوار نے جو عنبر افشان
کو دیکھا بیقرار ہو گیا اُٹھ کھڑا ہوا سمجھا کہ کوئی راہ گیر ہی ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اے ملکہ عالم
اس طرف تشریف لائیے عنبر افشان نے ہاتھ اُٹھایا کہ مین آتی ہون تیرا کہنا خالی نہ جائے گا
جب خونخوار نے دیکھا کہ یہ نازنین میرے بلانے پر آتی ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی کہ کیا قدرت
جمشید ثانی ہی کہ مین نے اسقدر مسلمانون کو ستایا اُسپر یہ معشوق عطا ہوئی اگر سحر کامل کرتا تو
کیا مرتبہ پاتا یہ سوچ کر اُٹھا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکہ عالم آپ کا نام نامی کیا ہی
عنبر افشان نے کہا کہ صاحب تم کو ہمارے نام سے کیا کام تمنے بلایا ہم چلے آئے آخر مطلب
کیا ہی خونخوار نے کہا کہ دم بھر یہان بیٹھیے صحرا کی سیر کیجیے مین سحر کر رہا تھا مگر مجھکو جواب دیا
جہان بھیجتا ہون وہان نہین جاتا نہین معلوم کیا سبب ہوا عنبر افشان نے کہا کہ صاحب
کسپر سحر کرتے ہو خونخوار نے کہا کہ مسلمانون کے مٹانے کی تدبیر ہی لیکن مسلمان وہ لوگ ہین کہ
کسی مقام پر دبتے نہین صاحب اقبال ہین خداے نادیدہ اُنکی مدد کرتا ہی ہمارے خداوند خود
مصیبت مین ہین کسکی مدد کرین بڑے بڑے لوگون سے مقابلہ پڑا ہی عنبر افشان نے کہا کہ ہم کو
اپنے خداوند کے پاس لیچلو ہم اُن کو سمجھا دین گے خونخوار نے کہا کہ ابھی دو تین دن تو زمین کی
پہاڑ پر رہونگا مین وعدہ کرکے آیا ہون آج دن کو سحر تاثیر نہین کرتا شب کو کامل سحر کرونگا
سب لشکر کو پراگندہ کردونگا عنبر افشان نے کہا کہ صاحب تمہارا بہت شہرہ ادہر ہی مسلمانون
سے جو لڑا وہ مارا گیا کسی نے امان نہ پائی خونخوار نے کہا کہ مین بے قتل مسلمانان نہ پلٹونگا

میں جانتا ہوں کہ لشکر بادشاہ میں سحر کو روکنے والے بھی ہیں مگر شب کو وہ سحر تیار کروں کہ کسی
کے روکے نہ رکے عنبر افشاں نے کہا کہ خیر اختیار ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں خونخوار چاہتا ہے
باتوں میں تسخیر کر لوں تو ہاتھ لگاؤں کہ گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بسوز و گداز
یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم

درس عشقت را ابیان دیگر است	این مدرس را زبان دیگر است
اختر اختر شناسان تیرا ...	با فلاک مهر دم قران دیگر است
تا بکی سرگرم کار این جهان	این جهان را هم جهان دیگر است
در شراب عشق میسوزد جگر	نقل این می از مکان دیگر است
در میان خلق مهر پیدا نیست	طالب حق را مکان دیگر است
رهرو راه طلب را هر قدم	همرهی با کاروان دیگر است
کس نمیداند که منزل در کجاست	هر کسی را کاروان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس	مرد میدان را نشان دیگر است
در نیابد هر کسی اسرار عشق	این معلم را زبان دیگر است
پر تو اقبال صاحب همتان	مختفی از آسمان دیگر است

خونخوار نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک لڑکا خوبصورت گدڑی ہاتھ میں لئے گاتا ہوا جاتا ہے
مگر ایسا واقف کار ہے اور گانے میں تاثیر ہے کہ درختوں سے طائر اتر کر ساتھ ساتھ اس لڑکے
کے چلے آتے ہیں خونخوار نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ میاں جانے والے ادھر آؤ لڑکا پلٹا
قریب آ کر عرض کی کہ خداوند یہ ہمارا وقت شفقت کا ہے بھٹی پر جا کر گاؤنگا میں گے شراب پینے والوں
سے پیسہ چیز پا دینگے اگر آپ اس قدر دے سکیے تو بلائیے میں پیسہ ٹکڑی سے کم نہ لونگا باپ
میرا کوٹھے پر سے گر پڑا کولہا اس کا اتر گیا اب گھر کی وجہ معاش میرے ذمے ہے چار آنے روز
لیکر جاتا ہوں میرا نقصان نہ کرائیے گا خونخوار نے کہا کہ ایسا کچھ دینگے کہ تم خوش
کر دینگے تم یہاں تک تو آؤ وہ لڑکا حاضر حاضر کہکر بالا سے کو ہ آیا عنبر افشاں نے لڑکے
کے گانے کی بڑی تعریف کی عنبر افشاں نے بھی اشارہ کیا کہ میاں صاحبزادے اور کچھ

گا لڑکے نے کہا یہ شراب پیجیے ہمارا اگانا نہین بنتا قریب آگ کے بوتل رکھی تھی خونخوار
نے کہا کہ میان صاحبزادے یہ شراب لوہیکی رکھی ہو پیلو اور کچھ مجھکو بھی پلاؤ لڑکے نے کہا کہ
حضور مین اکیلا نہ پیونگا ہمارے نانی نے منع کر دیا ہو کہ کسی غیر کے ہاتھ سے شراب نہ پینا یہ کہکر
بوتل اٹھالی جام لبریز کیا پہلے چند شعر گائے اور یہ مطلع پڑھا قمر روشن شد از وصال تو امشب
تا رہا صبح قیامت است چراغ مزار ما یہ شعر گا کر جام لبریز کیا سامنے خونخوار کے پیش کیا
خونخوار خوشی خوشی بے اندیشۂ انجام جام پی گیا پیتے ہی ہوش نادرست ہوے گھبرا کر کہا کہ
کیون لڑکے یہ شراب کیسی تھی اُس طفل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون آپکے پاس بوتل بھری تھی
تھی کیا مین اپنے گھر سے لایا تھا مگر معلوم ہوتا ہو کہ یہ شراب تازی تھی اسی وجہ سے اُسنے سرور
زیادہ کیا اگر مناسب ہو تو اُٹھکر ذرا ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو خونخوار اُٹھا جیسے ہی قصد کیا
کہ آگے بڑھوں بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ
بن عمرو یہ کہکر خنجر مارا کہ شکم چاک وقصہ پاک ہوا عنبر افشان نے کہا کہ ای فیروزہ تم نے کیا
کارنمایان کیا اس بیحیا کے سحر سے چند بندگان خدا مارے گئے مگر اس ملعون کا انجام خراب ہوا
یہ باتین کرکے دونون پہاڑ پر سے اُترے فیروزہ عنبر افشان سے باتین کرتا ہوا
آتا ہو عنبر افشان نے کہا کہ ای فیروزہ ہم لوگ مجبور وناچار ہین مگر اب بادشاہ کو چاہیے
کہ طرف جزیرۂ بالاخیز کے کوچ کرین جسدن لوح ملیگی اُسی دن خاتمہ ہو مگر جمشید ثانی سے
وہ لڑائی پڑیگی کہ دیکھنے والے حیران ہونگے فیروزہ نے کہا کہ اب تو ہمارے لشکر کے ساحر بڑے
بڑے نامی وگرامی ہین سب کے افسر میثاق کوہ گردان ہین وہ سحر کیا کہ جمشید بھی ناچار ہوا
کہ پہلو سے آواز آئی کہ او عنبر افشان وفیروزہ کہان جاتے ہو فیروزہ نے پلٹ کے
دیکھا کہ جمشید ثانی ایک درخت سے اُترا ہوا آتا ہو اور پکار رہا ہو کہ ای فیروزہ معاوضۂ
خون خونخوار مین تم دونون کو قتل کرونگا فیروزہ نے اپنے کو فوراً ایک غار مین گرادیا
عنبر افشان گھبرائی کہ مین اس پیر نابالغ کو کیا جواب دے سکونگی مگر جمشید چہار جانب
دیکھنے لگا کہ عیار کہان گیا عیار کا جب پتہ نہ ملا تو اُسنے عنبر افشان پر سحر کیا عنبر افشان
کے پاؤن زمین نے تھام لیے تلوار کھینچ کر جمشید ثانی بڑھا کہ سر عنبر افشان کا کاٹ لون

عنبر افشان نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای کریم و رحیم مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

قرب گر خواہی ہمیشہ حاضر دربار باش ۔ پیش در استادہ مثل سایہ دیوار باش
سر نہادہ روز و شب بر آستان یار باش ۔ ہست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش
بادشاہی گر طلبگاری غلام زار باش
بہر رخ دلدار شیدائی اگرای دردمند ۔ شیفتہ بر حسن زیبائی اگرای دردمند
تابع فرمان مولائی اگرای دردمند ۔ عاشق ذات مسیحائی اگرای دردمند
در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش

اس بیقراری مین یاک سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آواز آئی کہ او جمشید خبردار اسکو نہ مارنا اسکو ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین گے اور اگر یہ سجدہ کرے تو اسکی خطا معاف کرا اور جو یہ سجدہ نہ کرے تو اُس وقت اختیار ہی میرا تو اعتقاد کامل ہوا شب کو خواب دیکھا کہ پہلے دو خداوند جم تھے سب جمشید کی تعریفین کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس خداوند کو غنیمت جانو بعد اسکے ایسا ظالم خداوند ہوگا کہ ساحرون کو مشکل پڑیگی جمشید نے منھ پھیر کر دیکھا کہ میثاق کو وہ گردان رومال سے ہاتھ باندھے ہوے کلمات مذکور کہتا ہوا آتا ہی جیسے ہی جمشید کو دیکھا برا سے سجدہ خم ہوا جمشید خوش ہوگیا کہ میرا وزیر راہ پر آیا اب مسلمانون کا کوئی معین و مددگار نہ رہا اب جب چاہین گے مسلمانون کو بگاڑ دین گے میثاق کی وجہ سے بڑی مدد پہونچتی تھی میثاق قریب آیا ہاتھ رومال سے بندھے ہوے تھے سر جھکا کر کہا کہ غلام کی خطا معاف فرمائیے جمشید ثانی خوش ہوگیا ہی بوجہ غرور کے جھوم رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ساحری و جمشید بھی مجکو جانتے ہین میری تعریفین اس سے کین جب تو یہ راہ پر آیا رومال ہاتھ کا کھولنے لگا میر اکڑ کے کھینچا جیسے ہی کھینچا بیہوشی اُڑی دماغ پر پہونچی جمشید لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو عنبر افشان نے سحر کیا کہ پاؤن کو زمین نے چھوڑا اگر فیروزہ نے قصد کیا کہ جمشید کا سر کاٹون ایک خوف پیدا ہوا دل کانپنے لگا صحرا سے ایک آواز مہیب آئی کہ او ناہنجار یہ کیا کرتا ہی دیکھا کہ ایک شیر صحرائی دھاڑ کے مارتا ہوا آتا ہی عنبر افشان و فیروزہ بھاگے اُس شیر نے آکر جمشید کو ہوشیار کیا جمشید نے ہوشیار

ہوکر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی دُم ہلا رہا ہی اور کہتا ہی کہ یا خداوند یہ غفلت آپ قصر
ہفت رنگ سے نہ نکلا کیجیے ایسا نہ ہو کہ یہ عیار آپ کو مار ڈالیں جمشید محجوب ہوا شیر سے کہا
کہ ای ہزبر جادو خوب وقت پر آئے شیر نے جواب دیا کہ غلام اسی خدمت پر مقرر ہی جب آپ کو
کوئی بیہوش کریگا مین فوراً پہونچونگا جس وقت آپ بیہوش ہوے تھے اُسی وقت مجھکو خبر ہوئی تھی
بس اب قصر ہفت رنگ مین جائیے سب شاہزادیان بیقرار ہین جمشید طرف قصر ہفت رنگ
کے چلا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہی اور شاہزادیان رو رہی ہین جمشید قصر مین آیا سب نے
پوچھا کہ یا خداوند کیا گذری جمشید نے سر جھکا کر کہا کہ عیار نے بادشاہ کے غضب کیا تھا اگر
چند نگہبان میرے اب بھی موجود ہین میرے بیہوش ہوتے ہی ہزبر جادو پہونچا اور مجھکو ہوشیار
کیا بدعت سے اُس عیار کی بچا یا مگر جسدن سحر کرونگا زمین ہلا دونگا شاہزادیون نے آپس مین
اشارے کیے کہ قدرت ایسا ہی فرمایا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ سحر کرنیکی ہوس ہی مین رہجائین تو
خرابی ہو مگر جمشید ثانی نے طلانہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای طلانہ اب تمکو عرصہ ہوچکا
یا تو پلٹ آؤ یا کچھ کارگزاری دکھاؤ نامہ لکھکر پکارا کہ ای نامہ بر جلد حاضر ہو ایک جادوگر حاضر
حاضر کرتا ہوا آیا جمشید نے کہا کہ یہ نامہ لیجاؤ لیجا کر طلانہ کو دینا نامہ دار چلا جنگل مین تیزی
کے ساتھ اُڑتا ہوا جاتا ہی مگر نہایت پیاسا ہی صحرا مین پہونچ کر ایک جھیل سے پانی پینے کا ارادہ
کیا دیکھا درہ کوہ سے ایک ساحر نکلا اُسنے منع کیا کہ خبردار پانی نہ پینا نامہ دار نے کہا کہ بھائی
یہ جنگل کا پانی ہر شخص کو معاف ہی مجھے کیون منع کرتے ہو ساحر نے کہا کہ اس پانی کو آکر ایک
اژدہا پیتا ہی اگر تم پیتے تو پانی ہوکر بہجاتے جس سے دشمنی ہوتی ہی اُسے پینے دیتا ہون اور
جس سے دوستی ہوتی ہی اُسے منع کرتا ہون تم کون ہو اور کہان جاتے ہو نامہ دار نے کہا کہ
میرے پاس نامہ خداوند کا ہی طلانہ کے پاس جاتا ہون جادوگر نے کہا کہ پیاس کو ضبط کرو
اگر پانی کی زیادہ خواہش ہی تو مین لاکر پلاؤن یہ کہکر جادوگر درے مین گیا جام بلوری مین پانی
بھر کر لایا نامہ دار کو پلا کر بیہوش کیا نامہ نکال لیا جادوگر کو درہ کوہ مین ڈال دیا اور نامہ
لیکر خواجہ بہا گے لشکر طلانہ مین آئے سب سے ملاقات کرتے ہوے دربارگاہ طلانہ پر پہونچے
دربگر سالار نے پوچھا کہ ای نامہ دار کہان سے آتے ہو نامہ دار نقلی نے جواب دیا خداوند کے پاس سے

آتا ہوں ملکہ طلاشہ کو خبر کر دو نامہ دونگا دربان سالار نے جا کر طلاشہ کو خبر کی طلاشہ نے بلوایا نامہ دار سامنے
آیا بلا تکلف نامہ دیدیا طلاشہ نے پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند مقام غیرت ہے کہ میں کبھی بیٹے مسلمانوں
سے لڑی اور کوئی مطلب نہ نکلا لہذا امیدوار ہوں کہ ایک ہفتہ کی مہلت اور ملے اسی کے اندر
سر اپنا کر آؤنگی نامہ دار نے نامہ اپنے پاس رکھا بیٹھ کر باتیں کرنے لگا طلاشہ کی ایک کنیز موسوم بہ
نہال عشرت خیز ہنستی ہوئی سامنے طلاشہ کے آئی کہا واری آپ نے سنا میں نے آج شب کو
خواب دیکھا کہ پوسنے دو سو خداوند آئے ہیں اور مجھپر مہربان ہیں اگر سامری نے میری پشت
پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ہم تجکو علم موسیقی دیتے ہیں جو کام عمرو کرتا ہے وہ تو بھی کریگی عمرو کا قتل
تیرے ہاتھ سے ہو واری میرا امتحان تو لیجیے خواجہ یہ باتیں کنیز کی سنکر بغور دیکھنے لگی دیکھا کہ پری
ہی سمجھے کہ اب مطلب نکل آئیگا ہمارا فرزند آپہونچا بڑا تیز ہے پہلے سے آکر بیٹھ رہا یہ کہکر برق فرنگی
نے بایاں کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

دیکھو شب فرقت میں دل اپنا نہیں ہوتا — سچ ہے کوئی آفت میں کسی کا نہیں ہوتا
زندہ جو کسی کا دل مردہ ہو تو جانیں — باتوں سے فقط کوئی مسیحا نہیں ہوتا
بس دیکھ چکے گرمی بازار حسیناں ہم — دل بیچنے والوں کا تو سودا نہیں ہوتا
کرتا نہیں کچھ شربت دیدار بھی تاثیر — بیمار محبت کبھی اچھا نہیں ہوتا
اک دل ہے ہمارا کہ تم ایسوں کا ہے بندہ — اک دل ہے تمہارا کہ کسی کا نہیں ہوتا
یکساں ہے شب و روز تپش خار الم کی — دم بھر کو کبھی کم درد جگر کا نہیں ہوتا
مرتا ہوں جو ہر چہرا ور نہیں کچھ انکھیں بچھا — سچ کہتے ہیں سب کوئی کسی کا نہیں ہوتا

اس طرح وہ کنیز گاتی کہ طلاشہ تعریفیں کرنے لگی کہا اے نہال عشرت خیز قدرت نے تم کو
حقیقت میں سرفراز کیا ہے نہال نے عرض کی امیدوار ہوں کہ یہ پیچا نکہ مجکو بھی [illegible]
امتحان ہو جائے پھر میں سر اسے گرفتاری عمرو جاؤں جو کچھ قدرت کہتے ہیں وہ ہی ہوگا طلاشہ
نے کلید دی برق نے آکر غل مچایا کہ ہاں صاحبو شراب لیجاؤ میں ساقی ہوتی ہوں کوئی باقی
نہ رہیگا آج امتحان کرامت خداوندی ہے کل سر عمرو سارباں زادہ قتل ہوگا لیکن طلاشہ کی [illegible]
قدرت کو نہ کہو اب یہ کہہ شراب لیجانے لگے گلابیاں کنیز اٹھا اٹھا کر لیگئیں پھر ایک کا یہ ڈول لگا

کہ نہال عشرت خیز نظر کردہ ہوئی قدرت نے اُسکو پسند کیا اگر برق نے بہ تعجیل چالیس پچاس
گلابیاں آراستہ کین بیہوشی اُسمین خوب دل بھر کے ملائی اور بشکل کنیز ملکہ کو محفل مین آیا ظلمانہ نے
کہا کہ صاحبو دیکھو نہال عشرت خیز کس سلیقے سے شراب لائی ہے کہ خود بخود دل چاہتا ہے کہ شراب
پیجیے بے شک یہ نظر کردہ ہوئی ظلمانہ نے خواجہ سے کہا بھی کہ ای نامہ بر جاؤ عمرو نے کہا کہ آج
آپ کی محفل مین کرامت کا ذکر ہے ہم بھی ایک آدھ جام پی لین قدرت کے کمال سے آگاہ ہون
ظلمانہ نے کہا کہ اختیار ہے ای نامہ دار بیٹھے رہو خواجہ بشکل نامہ دار بیٹھے ہین اور برق سب کام
کر رہا ہے برق نے بھی خواجہ کو پہچانا دمبدم کہتا ہے کہ میان نامہ دار صاحب یہ شراب پینا خلاف
مطلب نہین ہے عمر بڑھ جائیگی عمرو گرفتار ہوگا پہلے مین ہی اُسکو گرفتار کرونگی تم بھی ایک وار
کر لینا ساریان زادہ گرفتار ہو کر آئیگا اُسنے بڑی بدعتین کی ہین خواجہ کہتے ہین بی نہال حقیقت
مین تم مقبول بارگاہ خداوندی ہوئی ہین جب قدرت فرما گئے تو فرق نہ ہوگا برق نے اول جام
لبریز کر کے ظلمانہ کو دیا ظلمانہ پی گئی برق نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب
پلائی خواجہ اشارون سے کہ رہے ہین کہ بیٹا تمنے کیا کارنمایان کیا مگر خبردار کوئی شی چھوڑنا مگر
برق ہر مرتبہ بیہوشی ملا کر جام خواجہ کو دیتا ہے خواجہ گریبان مین گرا لیتے ہین برق حیران
ہے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ اُستاد کو بیہوشی تاثیر نہین کرتی سوچا کہ دفعیہ بیہوشی کھا لیتے ہونگے اسوجہ
سے تاثیر نہین ہوتی تھوڑے ہی عرصے مین برق نے سب کو شراب پلائی محفل مین بے لطفی
ہونے لگی ہر طرح ہوا ظلمانہ نے کہا کہ صاحبو کیا میری بارگاہ کو بازار بنایا ہے جیسے ہی اُٹھی لڑکھڑا کے
گری سنبھالنے والے اُٹھے وہ بھی گر کر بیہوش ہوے تھوڑے عرصے مین سب بر لب فرش فرش ہوے
برق نے تڑپ کر نعرہ کیا لنعرہ برق سے میرا نام ہی برق خنجر گزار ٭ کہ اُستاد ہین خواجہ
نامدار ٭ کرون سیکڑون کوس کی راہ طے ٭ ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے ٭ بہ نزدیہ قدم غرب ہے شرق
ہے ٭ چھلاوہ ہون ہین نام بھی برق ہے ٭ برق نے جھپک کر ظلمانہ کے ہاتھ سے کپڑے اُتارے
خواجہ نے اُٹھ کر ایک تمانچہ مارا اور کپڑے چھین لیے برق مُنہ دیکھ کر رہ گیا اب خواجہ عمرو
لوٹنے لگے برق کہتا ہے کہ اُستاد ظلمانہ کی فکر کیجیے خواجہ کہتے ہین آپ نکل جائیے مین فکر کر لونگا
برق جواب دیتا ہے اُستاد مین نے بڑی محنت کی ہے خواجہ فرماتے ہین ابے کیا بیہودہ بکتا ہے

ئے

برق بہ عاجزی کہتا ہی کہ مجھے بھی کچھ لینے دیجیے ورنہ بہت پچتائیے گا خواجہ کب سُنتے ہین یہی کہتے جاتے ہین کہ برق نکل جائے تو مین اکیلا بارگاہ کو لوٹ لون قضائے کار بہمن جادو کہ برائے شکار گیا تھا پلٹ آیا دیکھا کہ دربارگاہ ظلمانہ پر چوبدار بیہوش پڑے ہین خادمون مین جوتی پیزار ہو رہی ہی بہمن گھبرایا پردہ اُٹھا کر اندر آیا دیکھا کہ دو شخص بارگاہ کو لوٹ رہے ہین اور ظلمانہ بیہوش پڑی ہی للکارا کہ ارے تم کون ہو دونون کو دکر بھاگے بہمن نے آکر ظلمانہ کو ہوشیار کیا وہ جو اُٹھی یہی کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے کپڑے چھڑے کیا ہوے کوئی کہتی ہی کہ ارے بجلیان مین نے ابھی نئی بنوائی تھین کوئی کہتی ہی ابھی نئی بالیان بنوائی تھین یہ سب چیزین کون لے گیا چوبدار چیختے پھرتے ہین کہ ہمارے عصے کیا ہوے ظلمانہ نے کہا کہ ارے نالائقو مال کو کیا پیٹتے ہو جان بچی یہی بڑی بات ہی نگوڑے نے آکر عجب جھگڑا پھیلایا ظلمانہ سب کو تسکین دے رہی ہی کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار پھر آیا ہی کہتا ہی کہ جنگل مین بیہوش پڑا تھا کاہ فروشون نے ہوشیار کیا ظلمانہ نے کہا کہ ارے نگوڑا پھر آیا ہین باتین کرونگی تم لوگ پکڑ لینا خوب نگوڑے کو مارو منہ ہی منہ پیٹو کہ نگوڑا یاد کرے ہم لوگون کو بالکل بے وقوف سمجھا ہی کہ ابھی عیاری کرکے گیا اور پھر رنگ جمانے آیا سب ساحر پھر چوکنا کر بیٹھے درگہ سالار نے کہا کہ میان نامہ دار اندر جائیے ملکہ ظلمانہ آپ کو اندر بلاتی ہین نامہ دار اندر آیا ظلمانہ کو سلام کیا چہار طرف سے جادوگر ٹوٹ پڑے لاتے جوتی پڑنے لگی نامہ دار چلاتا ہی کہ مین نے کیا خطا کی ہی کہ سزا ملتی ہی مارنے والے کہتے ہین کہ او ساربان کے بڑا تیرا کلیجہ ہی ابھی عیاری کر گیا پھر دوڑا آیا نامہ دار نے کہا کہ ای ملکہ عالم میرا مُنہ دھلوائیے جب تو پہچانیے گا سب نے مُنہ ہاتھ دُھلایا مگر صورت تبدیل نہ ہوئی ظلمانہ نے شعلہ سحر گرایا مگر صورت نہ بدلی تب حال پوچھا نامہ دار نے سب حال بیان کیا کہ مین جنگل مین بیہوش پڑا تھا کاہ فروشون نے آکر ہوشیار کیا مین فریاد کرنے آیا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ فریاد مین یہ بیداد ہوگی وہ مار کھائی کہ ہڈیان تھیلا ہو گئین اب جادوگر عذر کرنے لگے کہ بھائی معاف کرنا مجھے تمہارے ایک جوتا مارا تھا دوسرا کہتا ہی کہ مین نے فقط ایک تھپڑ مارا کوئی کہتا ہی فقط مین نے ایک لات ماری تھی نامہ دار کہتا ہی تمہاری لات سے تو مین گرا سب جادوگرون نے خوب مجھے ذلیل کیا اب کبھی نہ آؤنگا اور قدرت سے فریاد کرونگا ظلمانہ نے انعام دیا روپیے پانچ سو

لیے ہوے نامہ دار روتا تھا کہتا تھا کہ اے ملکۂ عالم آج وہ سزا پائی کہ عمر بھر یاد رہیگی ظلمات نے کہا
کہ قدرت سے نہ فریاد کر نامہ دار روتا ہوا روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنا
کھڑا تھا دیکھا کہ نامہ دار روتا ہوا آتا ہی سمجھ گیا کہ یہ خوب پٹا کپڑے پھٹے ہوے رو پیٹے ہاتھ مین
اُن کو دیکھ دیکھ کے روتا ہی کہتا ہی یا خداوند جس جس نے مجکو مارا ہی اُن کو سزا دیجیے برق ایک
نازنین کی شکل بن کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا اور نام جمشید ثانی کا لیکر رونے لگا نامہ دار
نے جو پلٹ کر دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا قریب آکر پوچھا کہ کیون صاحب کیون رو رہی ہو
جو حکم دو وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے کہا کہ مجھ گرفتار دام مصیبت سے کیا حال پوچھتے ہو
آوارۂ دشت مصیبت گرفتار دام وحشت اپنے باپ کے ساتھ جاتی تھی قزاقون نے آکر لوٹ لیا
مین بخوف آبرو بیابان بھاگ کر آئی اے شخص بڑا احسان تیرا یہ ہوگا کہ مجھے میرے گھر پہونچا دے آجتک
کسی شیر بھیڑیے نے نہ کھایا گھر والے بھی تیرا احسان مانینگے نامہ دار نے کہا کہ شادی تمہاری
ہوگئی اُس نازنین نے کہا کہ تمہارے ساتھ شادی ہوگی کہ تم نے ایسے وقت مین خبر لی اب
بھلا مین تمہارا دامن چھوڑونگی ہمیشہ ساتھ رہونگی یہ کہکر وہ نازنین اُٹھی نامہ دار نے پوچھا
مکان کہان پر ہی نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ جہان گولر کا پیڑ لگا ہی گانون مین کھیت بہت ہین
ایک طرف چمار رہتے ہین نامہ دار سمجھ گیا کہ یہ بالکل نادان ہی اُس گانون کا نام نہین جانتی چمار
سب گانون مین رہتے ہین گولر کے پیڑ کی کیا شناخت تھوڑی دور نازنین نے آکر کہا کہ کیون
میان تم کو کچھ سحر و ساحری مین بھی دخل ہی نامہ دار نے کہا کہ خوب جانتا ہون کیا مطلب ہی کچھ بیان
تو کرو نازنین نے کہا کہ دیکھو سامنے جھاڑی مین ایک قزاق بیٹھا ہی نامہ دار نے کہا کہ صاحب
مجکو نہین معلوم ہوتا نازنین نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک اپنی ناک کٹوا ڈالو
تو سجھائی دے مگر سحر کرو کہ زمین اُسکے پانون تھام لے نامہ دار نے چاہا کہ پڑھکر سحر کرون برق
نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا خنجر مارکے دو ٹکڑے کیے مرنے کی جگہ سے
صدا بلند ہوئی خواجہ عمرو ایک طرف جاتے تھے آواز سنکر پلٹے اُس وقت آکر پہونچے کہ
دیکھا برق فرنگی کپڑے اُتار رہا ہی للکار کر آواز دی کہ او بیحیا کیا کرتا ہی یہ میرا حق ہی مُردے
کے کپڑے اُتارتا ہی برق نے کہا کہ اُستاد میرا حق ہی کہ جبکی مرتبہ مین نے غفلت کی تھی آپنی مار ڈالا

خواجہ نے کہا کہ خیر بیٹا کیڑے لے لو مگر ظلمانہ کی تدبیر کا اب تم پر حق ہے اُسکی فکر کرو کیونکہ اس نامہ دار کا سارا مال و اسباب تو تمنے لیا مگر ظلمانہ بہت ہوشیار ہے جو عیاری کرنا سمجھکر کرنا برق کو بخوبی سمجھا کر خواجہ نے رخصت کیا برق فرنگی صورت بدل کر چلا لشکر ظلمانہ مین آیا پھرنے لگا قضائے کار ظلمانہ جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے مصاحبون سے صلاح کر رہی ہے کہ ہرکارون نے خبر دی اور ملکۂ عالم غضب ہوا نامہ دار مارا گیا ظلمانہ نے کہا کہ وہ آفت برپا کرونگی کہ مسلمانون کو چین ملے وہ سحر کرون کہ زمین ہل جاے اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا گلے مین اُسکے ایک کاغذ بندھا تھا ظلمانہ نے کھول کر پڑھا اُسکے شوہر ظلمات آدمخوار کیطرف سے لکھا تھا کہ صاحب تمکو گئے ہوے عرصہ ہوا میری ملاقات تک کو نہین آئین مین نے یہ نامہ روانہ کیا ہے تا اُسکے دیکھتے ہی کچھ تدبیر ایسی کرو کہ مجھسے ملو یا جواب باصواب لکھو ظلمانہ نے پشت پر اُسکی لکھا کہ ای شوہر میرے مین مجبور و ناچار ہو رہی ہون جلد مع فوج آؤ کہ ہم تم ملکر مسلمانون کا کام تمام کرین گلے مین طائر کے وہ نامہ باندھ دیا ظلمات آدمخوار کو جو یہ نامہ پہونچا سا تھ ہزار فوج تیار کر کے براے مدد ظلمانہ چلا لشکر ساتھ لیے ہوے منزل در منزل چلا آتا ہے برق جنگل مین پھر رہا تھا کہ گرد اُٹھی لشکر ظلمات ظاہر ہوا برق نے صورت بدل کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ شوہر ظلمانہ ظلمات آدمخوار براے مدد زوجہ جاتا ہے برق ایک جنگل مین جا کر بیٹھا بلک بلک کر روتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

ترے مکان کا پتہ کوئی مجھکو کیا دیگا
ترا ہی نقش قدم راستہ بتا دیگا

نقاب رخ سے جو وہ ماہرو اُٹھا دیگا
یقین ہے جلوۂ خورشید کو مٹا دیگا

کریگا خواب عدم سے وہ فتنہ خو بیدار
سُلا گیا ہے جو ہم کو وہی جگا دیگا

دہان قبر سے کہتے ہین ساکنان عدم
کہ سب کو خاک مین اکدن فلک ملا دیگا

غم فراق جو ہر دم لہو جلاتا ہے
یہ رفتہ رفتہ تجھے خاک مین ملا دیگا

خدا کی مار قیامت بپا کے لرزیگی
نقاب چہرے سے جس دن وہ زندہ اُٹھا دیگا

بتنگ آ کے چمن سے یہ بلبلون نے کہا
کہ غم رسیدونکا نالہ جگر ہلا دیگا

ہزار دل مین بٹھا لو عروس الفت کو
تباہ کرنیکا سامان تمھین خدا دیگا

ظلمات نے جو یہ آواز سنی تخت سے کودا قریب آکر پوچھا کہ ای مہ جبین کیون اسقدر بیقرار ہی برق نے سر جھکا کر کہا کہ آوارۂ وادی وحشت ہون فلک نے خوب مٹایا اس جنگل مین کئی دن گذرے مگر کسی جانور پرند نے نہ پوچھا ظلمات نے کہا کہ تمہارا نام نامی کیا ہی اُس نازنین نے شرما کر جواب دیا کہ مجکو گلچہرہ کہتے ہین اسی جنگل مین قافلہ لٹا مین عصمت کے ڈر کے مارے یہان چھپی شوہر کو میرے قزاقون نے مار ڈالا باپ کو گرفتار کر کے لے گئے ظلمات نے کہا کہ میرے ساتھ چلو ہر چند کہ مین اپنی زوجہ کے پاس جاتا ہون مگر یہ مجال نہین کہ تمہارے مقدمے مین دخل دے نازنین نے جواب دیا کہ صاحب سوتاپے کا ملال مجھسے نہ اُٹھیگا ظلمات نے کہا کہ ظلمانہ اب ضعیف ہو گئی ہین اُسپر توجہ نہین کرتا کبھی دوسرے تیسرے مہینے اُسکی ملاقات کو جاتا ہون وہ الگ رہتی ہی مین الگ رہتا ہون وہ بھی چاہتی ہی اور بلکہ کہتی ہی کہ صاحب تم اپنی شادی دوسری کر لو مین یقین کرتا ہون کہ وہ تمسے بہنا پا کرے نازنین نے کہا وہ جس طرح مجھسے ملین گی مین بھی اُسی طرح ملاقات کرونگی ظلمات نے سب باتون پر اچھا اچھا کہا اُس نازنین کو ساتھ لیکر اُسی مقام پر اُتر پڑا نازنین کی بدل و جان خاطر کر رہا ہی جب شب ہوئی تو آمادہ ہوا کہ وصل حاصل کرون نازنین نے کہا کہ صاحب ایک آدھ جام شراب کا تو پلا دو ظلمات نے اشارہ کیا گلابی اُٹھا لو مین خود شراب کا عادی ہون میرا دل یہ چاہتا ہی کہ تم بھی پیو مین بھی پیون اُس نازنین نے خوشی خوشی گلابی اُٹھا کر جام لبریز کیا اور گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

میکشان ہنگامۂ گردش جام است و بس ‏— حاصل می خوردن ما تلخی کام است و بس

صید بر صیاد گردد بلبل از بیطاقتی ‏— دانۂ مرغ محبت حلقۂ دام ست و بس

عشق افروزد چراغ حسن را در شام زلف ‏— روشنائی کفر را از نور اسلام ست و بس

شاد زان گردم ز غم کز غم شود نامم بلند ‏— سرورا مقصود از مردی ہمین نام است و بس

کز لب پیرہن چشم کسے روشن شود ‏— روشنی چشم مہجوران ز پیغام ست و بس

شکوہ از بیگانگان و آشنایان چون کنم ‏— کانچہ آید پیشم از تاثیر ایام ست و بس

مرد رہ را اندرین رہ زاد و رہ در کار نیست ‏— دوری راہ دو عالم تا یک گام ست و بس

درد چون غالب شود از نالۂ مخفی لب بہ بند ‖ راز دل اظہار کردن شیوۂ خام ست و بس

یہ اشعار پڑھ کر بانازوغمزہ جام ظلمات کو دیا ظلمات مبہوت ہو رہا تھا خوشی مین آکر جام پی گیا نازنین نے اشارہ کیا کہ صاحب خادمون کو تو اشارہ کرو کہ باہر جاوین اور خادمون سے کہا کہ اگر شراب کی خواہش ہی تو گلابیان لیجا کر باہر پیو جب بلائین گے تب آنا خادم باہر گئے ظلمات ہاتھ بڑھانے لگا نازنین نے ایک تمانچہ مارا کہ او بیحیا ہم کو ہاتھ لگاتا ہی شرم نہین آتی ذرا اُٹھ کر ٹہل ظلمات گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ ٹہلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق سے منم برق رفتار و خنجر گزار ہا کہ ستار ہین خواجہ نامدار ٭ بظاہر تو مین برق رفتار ہون ٭ ولیکن مین عیار و مکار ہون ٭ کرون سیکڑون کوس کی راہ طی ٭ ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی ٭ بیک بر قدم غرب ہی شرق ہی ٭ چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی ٭ جیسے ہی برق نے خنجر مارا سر تو ظلمات کا جدا ہوا مگر ایک طائر اسکے سینے سے نکل کر آوازین دینے لگا کہ یارو جلد دوڑو اندھیر ہوا کہ ظلمات مارا گیا ہوا اُس طائر نے آواز دی کہ ہمراہیان ظلمات دوڑے بارگاہ مین گھس آئے دیکھا کہ لاش ظلمات کا تڑپ رہا ہی اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہی للکارا کہ ارے تو کون ہی برق فرنگی نے جو ساحرون کو دیکھا ایک حقۂ آتشبازی داغ کر بارا کہ کے منھ جلے برق کو دکر بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا برق بھاگا ہوا جاتا ہی ساحر پیچھے چلے آتے ہین ایک نخل کے نیچے پہونچ کر برق ذرا رُکا تھا کہ ایک ساحر نے آواز گیری کی دی برق کے پانون زمین نے تھام لیے تلوارین کھینچ کر وہ لوگ دوڑے کہ برق کو قتل کرین برق فرنگی بیقرار ہو گیا دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے بچالے نظم

ای خداوند جہان پروردگار	ای تسلی بخش اہل اضطرار
ای بوقت محنت و غم غمگسار	ای بہنگام مصیبت دوستدار
قصر عالم را تو کردی استوار	خاک را ثیر دہی بر اوج افتخار
یافت انسان از تو تاج اقتدار	عزت و حرمت بندگان جان نثار
میکنی بر خلق عالم بار بار	لطف بیحد و عنایت بیشمار

بندۂ زارست منم ای کردگار — منفعل نادم نہایت شرمسار

مبتلاے رنج و غم لیل و نہار — مضطرب غمگین پشیمان بیقرار

لاغر و بے طاقت و زار و نزار — بیدل و بیدست و پا بے اختیار

بندۂ تنہا و دشمن صد ہزار — اندرین رنج و ملال و حال زار

ہست این ناچیز و کمتر خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

برق فرنگی نے جو بلک کر دعا کی قضاے کار میثاق کوہ گردان کہ برائے شکار نکلا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ برق فرنگی کھڑا تڑپ رہا ہی چند ساحر قتل کرنے کو آتے ہین برق فرنگی نے جو میثاق کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم مین نے ظلمات شوہر ظلمانہ کو مارا یہ ساحر چاہتے ہین کہ مجکو قتل کرین ای میثاق میرے پاؤن بیکار ہو رہے ہین مجکو بچاؤ میثاق نے ایک گولہ مارا کہ تلوارین برسنے لگین جسپر تلوار پڑی اُسکا سر اُڑ گیا اور جادوگر جو آتے تھے وہ میثاق کو دیکھ کر ڈرے اور پلٹ گئے میثاق نے آکر برق کو اُٹھایا سب کیفیت سُنی میثاق بہت ہنسا کہا کہ ای برق کیا کار نمایان کیا بڑے جادوگر کو مارا اب جو ذرہ بندون پر نامے پہونچے ہین بڑے بڑے جادوگر آئین گے ای برق فرنگی اب خیال رکھنا جو آئیگا تمھارے اُستاد کی فکر کرے گا برق نے کہا کہ مین تو اب ظلمانہ کی فکر مین جاتا ہون میثاق سے برق فرنگی رخصت ہو کے ایک جنگل مین آیا دیکھا کہ ایک نازنین کو چند لڑکون نے گھیرا ہی اُسے حیران کر رہے ہین سب نے مل کر پکڑ لیا ہی اور ہاتھ پاؤن باندھ کر پریشان کر رہے ہین وہ نازنین حیران ہی کہ ان لڑکون کی بدبخت سے کیونکر نکلون کہ برق ایک ساحر بن کر آیا لڑکون سے کہا کہ خالی اسکو کیون ستاتے ہو سب مل کر شراب پیو اور اسکو بھی پلاؤ تب دل لگی ہو ایک لڑکا یہ کہکر دوڑا کہ مین بھٹی سے شراب لاتا ہون ایک نے کمر سے کچھ پیسے کھول کر دیے وہ لڑکا دوڑا ہوا گیا بھٹی سے ایک لوٹا شراب کا بھروا کر لایا برق نے سب لڑکون کو بیہوشی ملا کر شراب پلائی پیتے ہی سب کے سب بیہوش ہو گئے برق نے اُس نازنین سے پوچھا کہ اری تو کون ہی اس جنگل مین کیونکر آئی اُس نازنین نے کہا کہ سامنے جو گانون ہی اُسمین رہتی ہون شوہر نے جو مارا مارنے ڈر کے نکل آئی یہان جو آئی لڑکون نے گھیر لیا حیران کر رہے تھے تم نے آکر سب کو سلا دیا برق نے اُس نازنین کو کھول لیا اُسنے

اپنا نام بتایا کہ مجکو شعلۂ محفل کہتے ہین برق نے کھول کر کہا کہ اب اپنے مقام پر جاؤ میرا نام مہتر برق فرنگی ہی جب کبھی موقع ہوگا تو آؤنگا وہ نازنین برق کو دعائین دیتی ہوئی طرف اپنے گانؤن کے روانہ ہوئی راہ مین شوہر سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا کہان گئی تھی اُس نازنین نے اپنا سب حال بیان کیا اور برق کی تیزی اظہار کی کہ مہتر برق فرنگی نے لڑکون کی بدعت سے بچایا ورنہ سب لڑکے عصمت بگاڑنے پر آمادہ تھے شوہر زوجہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا مگر برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنا ہوا جنگل مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار نیزہ دار لشکر کو لیے ہوے آتا ہی اسباب صید و شکار ہمراہ ہی برق نے فقیر بن کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ کہرام نیزہ باز شکارگاہ مین آیا تھا خبر سُنی کہ مسلمانون نے طلسم پر یلوہ کیا ہی یہ کہکر چلا ہی کہ یلوہ صاف کیے دیتا ہون کئی دن سے سفر مین ہی کسی سے مقابلہ نہین پڑا خیال مین گذرا کہ ای برق انکی بہین خدمت کرو آگے نہ جانے دو کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا پاس سے نکالا ایک ساحر کی شکل بنا ایک نامہ جمشید ثانی کی طرف سے تیار کیا خلاصۂ مضمون یہ تھا کہ ای کہرام نیزہ باز ہم کو معلوم ہوا کہ تم نے شکارگاہ سے کوچ کیا ہی ابھی کسی سے مقابلہ نہین پڑا انکو مناسب یہ ہی کہ بادشاہ اسلام کو پہلے تلاش کرو اگر تم اُنپر غالب آؤ تو قید کرکے ہمارے پاس بھیجدو ہم سزا دے لین گے یہ نامہ لکھ کر دو لفافے سے باندھا دربارگاہ کہرام پر آیا درگہ سالار سے کہا کہ عرض کردو در دولت پر ایلچی فرستادۂ خداوند حاضر ہی امیدوار باریابی ہی یہ سُنکر درگہ سالار نے جاکر عرض کی کہرام نے کہا کہ بُلا لو برق فرنگی اندر آیا کہرام کو دیکھا کہ دنگل پر بیٹھا ہی مگر ایک دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی بیٹھا جھوم رہا ہی پیشانی پر بل پڑا ہوا پوچھا ای ایلچی قدرت نے نامہ بھیجا ہی یا کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہی برق نے نامہ نکال کر دیا کہرام نے پڑھا ہنس پڑا اساتھ والون سے کہا کہ قدرت کی میرے حال پر بڑی پرورش ہی ہر وقت اپنے بندون کا خیال رکھتے ہین جو ارشاد کیا ہی وہ ہی بجالاؤنگا پہلے بادشاہ کے مقابلے مین جاؤنگا اول اُن کو گرفتار کرکے روانہ کرلون تو صاحبقران کو ڈھونڈھون اور جو چند کس ہین وہ ایک دن کے مقابلے کے ہین مثل

بدیع وقاسم وعلمشاہ ان سب کو ایک دن مین زیر کرلونگا طلسم کشنا سے البتہ دو تین روز مقابلہ
پڑیگا ای نامہ دار زبانی عرض کرنا کہ جو ارشاد ہوا ہے وہ ہی بجالاؤنگا نامہ دار نے کہا ای پہلوان
دوران قدرت کی پرورش کا کیا ذکر کرون مین آتا تھا صحرا مین قدرت کا نام لیکر سو گیا خواب
مین تشریف لاسے فرمایا اکثر نامہ دار مارے گئے اس وجہ سے تیری حفاظت کر رہا ہون جو نکاری
عمرو مین ہین وہ سب تجکو دیتا ہون امتحان کرلینا ساقی گری بھی کرنا گانے مین بھی امتحان کرنا سب
باتون پر تجکو اختیار دیتا ہون ای پہلوان دوران امیدوار ہون کہ میرا امتحان لیجیے یہ کہکر
بایان کھینچا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گاے نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو — خاک ہوجل کے جو پروانہ پری پیدا ہو
شوخیون مین روشِ فتنہ گری پیدا ہو — چتونون مین تری جادو نظری پیدا ہو
سرد آہین جو کبھی کھنچکے لبون تک آئین — گرمیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
آئینہ دیکھے اگر حال پریشان میرا — ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقیِ مہوش گردش — صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
اُڑکے جانیکا خطِ شوق ارادہ جو کرے — بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو
ہم تو عاشق ہین جب انداز قیامت پہ مرین — قامتِ یار کی سی فتنہ گری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے — عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو
آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال — پھر نہ ہو حوصلہ وہ بے اثری پیدا ہو

کہرام نے بڑی تعریفین کین کہا ای نامہ دار قدرت نے تجکو سب کچھ دیا ہے نامہ دار نے کہا کہ
آپ میرے ساتھ چلین مین بادشاہ کو گرفتار کر لاؤنگا کہرام نے کہا کہ ای نامہ دار مکر تو وہ کرے
کہ جو مغلوب ہو میدان مین چیر پھاڑ کے پھینک دونگا کیا چھین لینے دونگا مگر خیر ساتھ چلو
تماشاے جنگ دیکھو شاید ضرورت پڑے تو اُس وقت مین تم کو روانہ کرونگا گرفتار کر لانا
خدمت خداوند مین بھیجدونگا میری بارگاہ مین رہو اُس شب برق وہین رہا کہرام نے صبح
کو کوچ کیا مقابلہ سعد شہریار مین آیا طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی خبر سنکر نوازش طبل جنگی
کو حکم دیا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آے کہرام نکلا بادشاہ

مقابلے مین آسے اول بادشاہ نے کہرام کا نیزہ نکالا آخر کشتی مین چار پہر لڑا مگر بہت خستہ ہوا شام
کو لڑائی سے ہاتھ کھینچا کہا اب رات ہوئی کل لڑونگا بادشاہ نے ہرچند روکا مگر کہرام نہ رکا اپنے
لشکر مین آیا بارگاہ مین سر جھکا کر بیٹھا کہ نامہ دار نے آکر ملاقات کی اور کہا کیسے حضور سعد کو کیسا
پایا کہرام نے کہا کہ سعد نہایت صاحب طاقت ہے اگلی مرتبہ جو مقابلہ کرونگا تو زیر ہو جاونگا
برق نے کہا کہ مین گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا آکر بادشاہ سے ملاقات کی خواجہ
بھی بیٹھے تھے برق نے کہا کہ ای شہریار مین نے کہرام پر رنگ جما دیا چاہتا ہون کہ آپکو
گرفتار کرکے لیچلون اہل لشکر کو حکم دیجیے کہ وقت پر بلوہ کرین آپ کہرام کو لیجیے گا بادشاہ
نے قبول کیا برق فرنگی بادشاہ کا پشتارہ مع سلاح وغیرہ باندھ کر لیچلا مگر بادشاہ سمجھا گئے
سردارون سے اپنے کہدیا کہ اگر طلانہ دخل نہ دے تو کوئی ساحر نہ آسے غیر ساحر بلوہ کرین سرداران
غیر ساحر نے اقرار کیا کہ ہم وقت پر پہونچین گے جنگ آغاز کردین گے برق فرنگی پشتارہ
لیے ہوے سامنے کہرام کے آیا کہرام رنجیدہ بیٹھا تھا پشتارۂ سعد دیکھ کر بہت خوش ہوا کہا
اسکو ہوشیار کرو برق نے بادشاہ کو ہوشیار کردیا بل کرکے بادشاہ اٹھے کہرام نے کہا کہ ای
سعد اب میری اطاعت کرو ورنہ قتل کرونگا برق فرنگی بھی آمادہ ہے حقہ ہاسے آتشبازی لیے
بیٹھا ہے کہ بیرون بارگاہ بلوہ ہوا کہرام نے پوچھا خیر تو ہے ہرکارون نے عرض کی کہ سرداران
سعد آپڑے مغلوبہ ہو رہی ہے کہرام نے کہا کہ سعد کا سر کاٹ لو جلاد نے آکر چاہا کہ ہاتھ پکڑ کے
کھینچون سعد نے ایک تمانچہ مارا کہ سر جلاد کا اڑگیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس وجم ٭ منم شیر دل صف شکن نوجوان ٭
نہال گلستان صاحبقران ٭ کہرام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار چھین لی کمر زنجیر
مین ہاتھ دے کر اٹھا لیا کہرام پکار اٹھا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے جواب دیا امان بشرط
ایمان کہرام بصدق دل مسلمان ہوا برق نے نکل کر سب کو منع کیا کہ اب جنگ نہ کرو کہرام
مسلمان ہوا سب سردار بارگاہ مین آسے کہرام سے بغلگیر ہوے کہرام کو ساتھ لے کر
نوبت ونقارے بجاتے ہوے سعد شہریار اپنی بارگاہ مین آسے مگر طلانہ جادو نے یہ سب
سحر کے دیکھے ہرچند ساحرون نے کہا کہ سحر کرین طلانہ نے کہا کہ کون اپنی جان پر آفت لے

داخل نہ ہو کہرام کو جانے دو مگر جب کہرام داخل لشکر بادشاہ ہوا اُس وقت ظلمانہ نے کہا کہ مین
جاکر برق فرنگی کو لاتی ہون اس ظالم نے تو بڑی آفت برپا کی کہرام کے ساتھ کیا مکر کیا ہی حقیقت
ہین مسلمان بڑے فتوریے ہین مگر آج ہین شب کو سحر کرونگی وہ سحر کرون کہ زمین ہل جاے یہ باتین کر رہی
تھی کہ لشکر ظلمات کے لوگ لاشہ اپنے افسر کا لیے ہوے روتے پیٹتے آے ظلمانہ نے کہا کہ ارے
یہ کسکا لاشہ ہی اور کیون اسقدر پریشان ہو سردارون نے عرض کی کہ آپکے شوہر کا لاشہ ہی
راہ مین آتا تھا برق فرنگی عیار نے دم دیکر مار لیا ظلمانہ بہت روئی کہا صاحبو اگرچہ دس
برس سے وہ مجھسے الگ رہتا تھا مگر سہاگن تو مشہور تھی میرا راج و سہاگ لٹ گیا سردارون
نے سمجھایا کہ آپ صاحب نصیب ہین کہ قدرت کے لیے کوشش کر رہی ہین یقین ہی کہ مطلب آپکا
پورا ہو ظلمانہ نے بڑی دھوم سے لاشہ ظلمات کا اُٹھوایا ننگے سر ساتھ آئی لاش شوہر کی
جلوائی وہان سے روتی ہوئی پلٹی جیسے ہی دربار مین آکر بیٹھی سردار سمجھانے لگے کہ ای ملکۂ عالم
صبر کیجیے آپ سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہی ایسا نہو کہ کوئی عیار عیاری کرے ظلمانہ کہتی ہی
آج زمین ہلا دونگی وہ سزا دون کہ مسلمانون کو بھاگنے راستہ نہ ملے یہ کہکر حکم دیا کہ پردے بارگاہ
کے اُٹھوا دو پردے بارگاہ کے اُٹھ گئے ظلمانہ لشکر حریف کو دیکھ رہی ہی کہ کتنی ہی تعداد مسلمانان
مثل مور و ملخ کے ہو گئی ابھی چند سے یہ عظم و شان بڑھا یہ دن نصیب ہوا کہ سردار پر سردار
شریک ہوتے جاتے ہین یارو تم مین کوئی ایسا نہین ہی کہ برق یا عمرو کو پکڑ لاے یا بادشاہ کو
گرفتار کرے کہ مطلب دلی حاصل ہو کوئی جواب نہین دیتا خاموش بیٹھے ہین کہ پہلوے دشت
سے گرد اُڑی ظلمانہ نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار ایک عیار مکار قنتورے وغیرہ سے
آراستہ و پیراستہ تاج عیاری سر پر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے آتا ہی پشت پر ساٹھ ستر ہزار
فوج یا دریاے قہار کی موج ظلمانہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ کون آتا ہی یہ سُنکر
ہرکارے گئے اور دریافت کرکے آے عرض کی ابرام جادو بھانجا آپکے شوہر کا بدلا لے
معاوضۂ خون ظلمات آیا ہی ظلمانہ نے کہا کہ ای سردارو جاؤ ابرام کو بُلا کر میرے پاس لاؤ مین
سمجھا دون کہ خبردار بلا سمجھے مقابلہ نہ کرنا کوئی مکر تجویز کرلو سردار گئے اور ابرام کو سامنے ظلمانہ
کے لاے ابرام نے ممانی امان کہکر سلام کیا ظلمانہ نے بلائین لین کہا ای نور نظر کیونکر آنے کا

اتفاق ہوا ابرام نے کہا مین نے خبر سُنی کہ راموبخان کو مسلمانون نے مار لیا خیال مین آیا کہ مجھ
ایسا اُن کا چھوٹا موجود ہو اور معاوضۂ خون نہ ہو یہی چاہتا ہون کہ طبل جنگی بجوائیے
کہ قاتل کو اُن کے سر میدان سزا دون چیر پھاڑ کر پھینکدون ظلمات نے جواب دیا ای فرزند
قاتل تمھارے مامون کا بہت سخت ہی عیاران لشکر اسلام مین سے ہی کہ جسکا نام برق فرنگی
شاگرد خواجہ عمرو بلاے روزگار ہی مین طبل جنگی بجواتی ہون مگر تجھ بی خیال رکھنا ایسا نہو
کہ کوئی عیار آکر کچھ فتور کرے ابرام نے کہا کہ ممانی امان میرے سامنے کوئی عیار نہ آئیگا
اگر آئیگا تو مین پہچان لونگا آپ تجھ بی جانتی ہین کہ ہر وقت قبضے پر ہاتھ رہتا ہی وہ ہاتھ مارون
کہ اگر پہاڑ ہو تو دو ٹکڑے ہو یہ کہکر ابرام نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ
کو پہونچائی بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفین جمین نقیبون نے جانبین سے نکل کر
یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے

نظم

ای مقیمان تہِ سقفِ سپہر غدار :: تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو :: ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی ور بار رہا کرتا تھا :: جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین ہر دار غمین :: عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجو نکی نشیمن تھی مدام :: ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین :: کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ :: واہ رے تیری تنک ظرفی یہ این عز و وقار
قصر کو جانے دو باشندون کو وانکے دیکھو :: تکیہ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت :: نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی :: گنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قول
تھا کہ میدان مین نکلین حریف سے لڑین نام پیدا کرین یہ تو ظاہر ہوا کہ دنیا ناپائدار ہی

سکندر ایسا بادشاہ کس حسرت سے مرا جس وقت درخت وقواق نے سکندر کو خبر دی کہ
زمانہ موت تمھارا قریب ہی سکندر گھبرا کر پلٹا چشمۂ حیات کا پانی نہ پیا خیال مین آیا کہ ای سکندر
جو موت نزبست پروردگار نے مقرر کی ہی وہ ہی بہتر ہی ورنہ بہت برا بیان ہین جب ہاتھ پاؤن
مین طاقت نہ رہی اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہوے تو زندہ رہنا بیکار ہی ارسطو نے تدبیر بتائی
تھی کہ اولاد دارا آپس ہین جنگ کرکے مرین حقیقت مین وہ تدبیر بتائی کہ اولاد دارا آپس مین
جنگ کرکے مری سکندر جو وطن مین آے بیماری نے دامن تھاما مان کو نصیحت کی کہ میری نذر
کا کھانا اُسکو دینا کہ جس گھر مین کوئی نہ مرا ہو اور وزرا و امرا سے وصیت کی کہ ہاتھ ہمارے
کفن سے باہر کر دینا جب جنازہ سکندر کا اُٹھا تو لوگون نے اعتراض کیا کہ سکندر نے ہاتھ کیون
کفن سے باہر رکھوائے حکما نے جواب دیا کہ یارو سکندر دکھاتا تھا کہ یہ ہاتھ خالی آئے ہین اور
ہاتھ خالی جائینگے ٭ سب کمال اک روز آخر خاک مین ملجائینگے ٭ اُسی کا ظہور ہی ابرام نے
گینڈا اپنا بڑھایا ساتھ والون سے کہا کہ مین قاتل ماموں جان کا سر لاؤن سب نے کہا کہ آپ
ایسے ہی جری و بہادر ہین گینڈا اُڑا کر ابرام میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای قوم مسلمانان
اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو برق فرنگی عیار کی مشکین باندھ کر میرے حوالے کرو ورنہ جو افسر اعلی
ہو وہ میرے مقابلے مین آے سعد بن قباد نے مرکب نکالا سردار عرض کرتے تھے کہ ای
شہریار آپ میدان مین نہ جائیے ملازم آپ کے حاضر ہین جاکر اس دیو خصال کو بھا دینگے
بادشاہ نے فرمایا اُسنے افسر اعلی کا نام لیکر پکارا ہی اسوجہ سے میرا ہی جانا مناسب ہی یہ
فرما کر پڑی جمائی مرکب کوہ سرین دکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل پہنے ہوے تین جھیکون مین
مقابلۂ ابرام مین پہونچا ابرام نے جو جمال جہان آراے بادشاہ دیکھا حیران جمال و محو دیدار
ہوا کہا ای شہریار آپ ایک عیار کے واسطے کیون جان دیتے ہین برق فرنگی اسکا نام ہی اُسکو
میرے حوالے کیجیے ہین اُسکو لیکر پلٹ جاؤن گا آپ لوگون کی خطا معاف کر دونگا بادشاہ جمجاہ نے
فرمایا کہ آپ خطا نہ معاف کیجیے کچھ فنون سپہ گری دکھائیے یہ میدان کارزار ہی ابرام نے جب دیکھا
کہ بادشاہ نہین مانتے اور فرماتے ہین ادب و قوت کون ایسا احمق ہوگا کہ اپنے عیار کو حوالے
کر دیگا میرے لشکر کے سائیس کو اگر کوئی مانگے تو نہ دون ابرام نے نیزہ مارا بادشاہ جمجاہ نے

نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا بادشاہ نے ابرام
کو دنگ کر دیا ہی جب نیزہ مارتے ہین خانہ زرہ مین نوک رکھدیتے ہین قطرہ خون کا اُبھر آتا ہی
وسافت ثابت ہوتا ہی کہ تختہ آہن پہ شنجرف کے نقطے دیے ہین دو گھڑی کے بعد بادشاہ جمجاہ نے
نیزہ ابرام کا جو گا نٹھ کر تھپیڑہ مارا نیزہ ہاتھ سے ابرام کے نکل گیا وہ مثل ابر کے گڑگڑایا
اور للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ تمنے غضب کیا آج تک کسی نے میرا نیزہ نہین نکالا تھا مگر
اب تلوار کا وار کرتا ہون اس تیغ نے ہزارون کا خون پیا ہی وار میرا خالی نہین جاتا بادشاہ
نے فرمایا ہم بھی تو دیکھین کہ کیسی تلوار ہی اور کیسا وار ہی کہ جو نہین رُکتا ابرام نے ہاتھ
تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی چاہا باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدون کلائی
پر تو ہاتھ پڑا مگر تلوار ابرام کی بالاے سر آکے پڑی کہ تا دو ابرو پہونچی بادشاہ نے دستانہ
مار کر تلوار نکالی مگر چادر خون کی چہرے پر آگئی بادشاہ نے زخم سر تھام کر ہاتھ مارا تڑپ کے
جو تلوار گری سپر کٹی ابرام نے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پہ پڑی گینڈے کی گردن
کٹی ابرام گینڈے سے گرا فوج والے سمجھے کہ شاید افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آ پڑے
بادشاہ بھی تلوار چمکا کر جا پڑے ملازمان شاہی نے جو دیکھا کہ بادشاہ کو زخمداری مین سب نے
گھیرا ہی سب سردار لینا لینا کہکر جا پڑے دونون لشکر مل گئے ہزارہا لاشہ گرا خون کا دریا
بہ گیا عین گرمی جنگ مین ایک پہلوان نے نیزہ مارا کہ شانہ بادشاہ کا نشانہ ہوا بادشاہ
نے پلٹ کر اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے مگر زخم نے نیزے کے بادشاہ کو پریشان
کر دیا اسقدر خون بہا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ گردن مین مرکب
کی حمائل کر دیے فرمایا کہ اے مرکب اصیل لے نکل مرکب چلا طرارے بھرتا ہوا دولتیان مارتا ہوا
بادشاہ کو لے نکلا بعد پہر کے طبل بازگشت بجے لشکر پلٹے جب اپنے مقام پر آئے تو سب نے
باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا ہمارے شاہ پر نہین معلوم کیا گذری کہ واپس نہین آئے ہرکارون
نے عرض کی کہ عین گرمی جنگ مین ہمنے دیکھا کہ گھوڑا بادشاہ کو لیکر نکل گیا سردارون نے خواجہ
سے کہا کہ جاکر تلاش کیجیے خواجہ نے کہا کہ اُن کے یہان ہمیشہ کا یہی جھگڑا رہتا ہی اور مجھکو
اپنی گرفتاری کا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو لشکر سے نکلون اور وہا جن کے لڑکے مجھے گرفتار کر لین

تو باعث خرابی ہو سب نے دس دس پانچ پانچ روپئے دیے خواجہ نے خدمتگارون سے کہا کہ
آپ لوگ بھی شریک ہون ایک ایک مہینے کی تنخواہ آپ سب صاحب بھی دین تو مین بادشاہ کو
ڈھونڈھ کر لاؤن سب نے بوجہ خوشامد ایک ایک مہینے کی تو بھلا کیا مگر ایک ایک روز کی تنخواہ
دو دو آنے دیے خواجہ نے اُسی کو غنیمت جانا کہ جو کچھ ان لوگون سے مل گیا وہ ہی مناسب و
بہتر تھا کہا ان لوگون سے زیادہ لینا کیا فائدہ یہ بیچارے غریب ہین الغرض خواجہ تلاش
مین بادشاہ کی روانہ ہوے ابراہم کا بھی علاج ہو رہا ہی مگر گھوڑا بادشاہ کو لیے ہوے
ایک دشت مین آیا بادشاہ پشت مرکب سے گرے نکان جو پہونچی آنکھ کھل گئی بیخ نخل سے
پشت لگا کر بیٹھے مرکب کو قریب بُلایا مرکب آکر بیٹھ گیا بادشاہ نے قربوس سے آئینہ و سوزن
و رشتہ نکالا اپنے ہاتھ سے اپنے زخمون مین ٹانکے دیے مگر متردد ہین کہ ای سعد دو چار
دن کہان بسر کرون تاکہ زخمون کو صحت ہو ٹانکے لگا کر اُٹھے دوپٹہ سر سے باندھ لیا تھوڑی
دور چلے تھے کہ دروازہ ایک باغ کا دکھائی دیا بادشاہ بسم اللہ کہہ کر باغ مین آئے کہا حقیقت
مین باغ نمونۂ جنت ہی پشت مرکب سے اُتر کر روش پٹری کو دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ ایک
طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار بیرون باغ جاتا ہی اسباب شکار ساتھ
ہی اور باغ مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ریش تا بسینہ بیلچہ ہاتھ مین لیے روش پٹری کو دیکھتا
بھالتا آتا ہی جمال شاہ پر اُسکی نگاہ پڑی بادشاہ نے سلام کیا اُس مرد بزرگ نے کہا کہ ای جوان
کہان سے آنیکا اتفاق ہوا میرے مقام پر چل کر بیٹھیے بادشاہ اُس مرد بزرگ کے ساتھ کنج
باغ مین آئے وہان ایک بنگلہ بنا ہوا تھا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی اُسنے کہا
کہ سہیل باغبان سب باغبانون کا چودھری ہون مگر تم بھی اپنا نام نامی بتاؤ بادشاہ نے فرمایا
حسین تیغزن میرا نام ہی ایک تاجر کا ملازم تھا اُس تاجر پر قزاق آئے مین جنگ مین زخمی
ہوا اور خون سر سے اسقدر بہا کہ مین بیہوش ہوا گھوڑا چونکہ اصیل تھا اُسنے جو مجکو سست
پایا وہ مجکو اس طرف نکال لایا سہیل نے کہا کہ ای فرزند مین آرزو رکھتا ہون کہ تم کو
اپنی فرزندی مین لون سعد نے فرمایا کہ تم بزرگ آدمی ہو مین نے بدل و جان قبول کیا اتنے
سہیل دوڑ کر ایک گلابی اُٹھا کر لایا سامنے بادشاہ کے رکھدی کہا یہ حاضر ہی اسے نوش کیجے

تا کسل راہ دفع ہو بادشاہ نے جام پیا سہیل کو بھی ایک جام پلایا جیسے ہی اُسنے جام پیا مسخرہ پن
کرنے لگا بادشاہ ہنس رہے ہین ایک جام آپ پیتے ہین اور ایک جام سہیل کو دیتے ہین سہیل
ہنستا ہی بادشاہ کے آگے تماشے کر رہا ہی کبھی مُنھ چڑاتا ہی کبھی کسی درخت کی بیخ پر زور کرتا
ہی اور کہتا ہی اسکو اُکھیڑ لون کبھی ناچتا ہی کبھی مزے مین آکر بیہے گاتا ہی تھوڑی دیر کے بعد
آواز آئی کہ ارے سہیل کیا مر گیا دروازہ بند کر کے بیٹھا ہی ملکہ گلپوش تشریف لاتی ہین تو
دروازہ نہین کھولتا سہیل کو آواز سُن کر ہوش آگیا کہا اے فرزند مین اسی ملکہ کا نوکر ہون
پر اسے شکار گئی تھین تشریف لائی ہین مین جاکر دروازہ کھولون یہ کہکر اپنے تئین بناتا ہوا درست
کرتا ہوا دروازے پر آیا دروازہ کھولا ملکہ اندر آئین کئی سو خواصین ساتھ ہین سہیل نے ادب
سے کنارے ہوا مگر منڈاسا گرا پڑتا ہی دھوتی کھلی جاتی ہی خواصین ہنسنے لگین سہیل بڑبڑاتا ہوا
اپنے مقام پر آیا بادشاہ سعد نے پوچھا کہ کیون باواجان خیر تو ہی سہیل نے کہا کہ بیٹا نوجوان
کنیزین مسخرہ پن کرتی ہین مجھکو دیوانہ بنایا ہی فرمایا اب آپ وہان نہ جائیے یہین بیٹھیے سہیل بیٹھا
مگر پھول جمع کر رہا ہی بادشاہ نے پوچھا یہ پھول کیا ہونگے سہیل نے کہا کہ ملکہ عالم کے واسطے
زیور بنے گا جب دن کم باقی رہا تو اور ایک بڑھیا آئی سہیل نے اُسکو بٹھایا وہ بڑھیا زیور
بنانے لگی بادشاہ نے پوچھا کہ کیون باواجان یہ بڑھیا کون ہی کہا میرے گھر مین رہتی ہی زیور
پھولون کا خوب بناتی ہی مین نے اسکو گھر مین رکھا ہی بڑھیا زیور بنا بنا کر رکھتی جاتی ہی بادشاہ
نے فرمایا بڑی بی صاحب ایک گلدستہ ہم بھی بنائین بڑھیا نے کہا لو پوت بناؤ اگر تم سے
بن سکے بادشاہ نے ایک گلدستہ باندھا مگر مطلع قمر کا سُرخ پھولون مین قائم کر دیا مطلع آج بابا
بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ⁂ شاخہاے گل اٹھاتی ہین نہ رنگ باغ مین ⁂ وہ گلدستہ
بھی اور سب زیورون مین شامل کر کے رکھدیا جب شام ہوئی تو سہیل نے ایک کشتی مین سب زیور لگایا
اور وہ گلدستہ بھی رکھ کر سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے جو زیور کو دیکھا اور گلدستے پر نگاہ پڑی
بندش اُسکی نئے طور کی دیکھی کہ نہایت صفائی کے ساتھ مطلع مذکور گندھا ہوا ہی شاہزادی
والا قدر آسمان خوبی کی بدر خواندہ تھی اُنھون نے پڑھا یا ہی مطلع پڑھکر پوچھا کہ کیون سہیل یہ گلدستہ
کسنے بنایا حقیقت مین بندش نئے طور کی ہی سہیل نے دیکھا کہ ملکہ تعریف کرتی ہین کہا حضور

ہین ہی نے بنایا ملکہ نے کہا کہ کیون جھوٹھ بولتا ہی یہ تیرے ہاتھ کا نہین ہی سہیل نے کہا حضور
غلام نے بنایا ہی اور بنانے والا کون ہی ملکہ نے ایک لفظ کھولڈالا کہا ای سہیل پھر تو اسے
باندھ دو سہیل باندھنے لگا مگر لفظ کو کیا جانے بھٹکنے لگا ملکہ نے کہا کہ کیون سہیل صاف
صاف نہین بتاتا ہم تجکو انعام دین گے مگر صاف صاف کہہ کہ یہ گلدستہ کسنے بنایا ہی سہیل
نے ڈرکر کہا کہ حضور میرا فرزند بعد کئی برس کے سفر سے پلٹ کر آیا ہی اُسنے یہ گلدستہ بنایا ہی
وہ جو باہر رہا تو کچھ پڑھنا لکھنا بھی حاصل کیا اُسی نے کچھ بنا دیا ہوگا ملکہ نے کہا کہ اُس فرزند
کو اپنے لاؤ ہم دیکھین گے بڑے سلیقے سے گلدستہ بنایا ہی ہم انعام معقول دین گے سہیل
دوڑا خدمت مین بادشاہ جہجاہ کی آیا اور کہا کہ ای فرزند تم نے گلدستے مین کیا بنا دیا ملکہ نے
مجھسے پوچھا مین نے کہا کہ مین نے بنایا ہی ملکہ نے گوشہ ایک طرف سے کھولڈالا اور کہا انہو
باندھو ای فرزند مجھسے نہ بندھا تب مجکو قبولنا پڑا ملکہ نے تم کو طلب کیا ہی مگر ای فرزند بہت
سمجھ کر کلام کرنا ملکہ بڑی ہٹی ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی بات اُسکے خلاف گذرے اور قتل کا حکم دے
سعد شہریار نے فرمایا کہ ہم کو جو قتل کریگا ہم خود اُسے قتل کرین گے یہ فرماکر سہیل کے
ساتھ ہوے سہیل سمجھاتا ہوا جاتا ہی کہ ای فرزند تمھاری جان کا خوف ہی مین نے اسی
واسطے تم کو اپنا فرزند کیا ہی کہ میرے گھر کا چراغ روشن رہے مین مفلس نہین ہون کچھ انعام
کا مجکو لالچ نہین ہی لات ومنات تمھاری جان بچائین مین اگر یہ جانتا تو تمھارے ہاتھ
کا گلدستہ نہ لیجاتا سعد کہتے ہوے جاتے ہین کہ آپ نہ گھبرائیے ملکہ میرے خلاف حکم نہ دیگی
بلکہ انعام لونگا سہیل نے ٹینٹ سے دو چار اشرفیان نکالین کہا ای فرزند مین انعام کا کچھ
محتاج نہین ہون تمھین جو ضرورت ہو مجھسے لو ملکہ سے انعام کے طالب نہ ہونا ایسا نہ ہو مجھے
اُسکے ہاتھ مین ہوا دے تو کون پرستش کریگا باپ اُسکا پہلوان زبردست ہی بیٹی کو جیت
پالا ہی کون سماجت کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر ہماری موت اُسکے ہاتھ سے ہی تو کوئی نہ
بچائیگا اور اگر موت نہین ہی تو ہاتھ نہ اُٹھیگا یہ کہتے ہوے قریب چلمن کے آئے ملکہ نے
کرسی بچھوا دی جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا کہ جوان رعنا غنفص گردن بلند بالا غزال
چشم شیر خشم ہی ملکہ کو پسینہ آگیا حکم دیا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ کنیزون نے بیبیانک ہو کر کہا لواو

غضب دیکھو باغبان بچہ کرسی پر بیٹھیگا بادشاہ آکر بیٹھے ملکہ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی آخر بول اُٹھی کہ کیون صاحب یہ گلدستہ تمنے بنایا ہی سعد نے کہا آپ کے اقبال سے بن گیا ملکہ نے کہا کہ اسمین کیا گوندھا ہی سعد نے مطلع مذکور پڑھا ملکہ ہنس پڑین کہا دیکھو صاحبو سہیل کہتا تھا مین نے بنایا ہی یہ لفظین دیکھ کر مجکو گمان ہوا تھا کہ کسی معقول نے بنایا ہی شعر باندھ دیا ہی کس تکلف کی بندش ہی کہ لفظین پیدا ہوتی ہین بعد تھوڑی دیر کے خیال مین آیا کہ حیف نو دختر بادشاہ قلعہ جاکیہ اور باغبان بچے سے باتین کر رہی ہی کہا اچھا صاحب جاؤ سعد اُٹھے مُنہ جو پھیرا چند قدم چلے تھے کہ ملکہ نے کہا اسکو پکار لو کنیز نے پُکارا کہ میان سہیل کے صاحبزادے پلٹ آؤ ملکہ یاد فرماتی ہین سعد پھر آئے ملکہ نے صندوقچہ کھول کر کچھ اشرفیان دین کہا کل اور گلدستہ بنانا جو مانگو گے وہی دین گے ان حیلون سے کئی مرتبہ بلایا دل نہین چاہتا تھا کہ یہ آنکھون سے نہان ہو سامنے بیٹھا رہتا ہی تو دل کو آرام آتا ہی آنکھون کو نظارے سے لطف ملتا ہی غنچۂ آرزو کھلتا ہی بعد چار پانچ مرتبہ کے سعد کو رخصت کیا سعد آکر اپنے مقام پر بیٹھے مگر اشتیاق ہی کہ مین اس محبوب کو کیونکر دیکھون رات کو جب ملکہ نے آرام فرمایا تو سعد اپنے مقام سے اُٹھے چھپتے ہوے قریب چھپر کھٹ کے آے دیکھا کہ ایک ماہ تابان و مہر درخشان پڑی سو رہی ہی جوانی کی نیند اعضا سب کھلے ہوے دوپٹہ سینے سے ڈھلکا ہوا بادشاہ بیقرار ہو گئے جھک کر روے انور غور سے دیکھنے لگے ملکہ کی آنکھ کھل گئی بدحواس ہو کر کہا کہ ارے تو کون بادشاہ بھاگے ملکہ اُٹھ بیٹھین خواصین قریب آئین پوچھا واری خیر تو ہی کہا ابھی چور آیا تھا مین نے نیمچہ کھینچ کر ڈانٹا تو وہ نگوڑا نامرد بھاگا اگر ٹھہر جاتا تو وہ نیمچے مارتی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا کنیزون نے کہا کہ واری چور کی تو کیا مجال ہی حضور نے خواب دیکھا ہوگا ملکہ کو ناگوار ہوا کہ ہم کو جھوٹا بناتی ہی کہا طوق اُتارتا تھا مین نے آنکھ کھول کر کون کہا تو وہ بھاگ کر نکل گیا شاید باغبان مل گیا اُسی کی ذات سے یہ چور آیا کنیزون نے عرض کی واری سچ ہی ملکہ پھر نہ سوئین کنیزون سے باتین کرتی رہین کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا غصے مین بیٹھی ہین کہا سہیل کو بلاؤ کنیزین سہیل کو بُلا کر لے گئین کہا کیون سہیل مدت سے ہم باغ مین آتے ہین کبھی کوئی افتاد نہین ہوئی کل شب کو چور کہا سے آیا صاف صاف کہو ورنہ ہم تم کو قتل کرین گے سہیل کانپنے لگا کہا حضور چور کی

کیا مجال ہی کہ اس باغ مین آسے کسی وحشت وغیرہ کا سایہ پڑا ہوگا ملکہ نے جھلا کر کہا کہ نگوڑے
ہمکو چھوٹا بناتا ہی ارے اسکو قتل کرو جبشن نے ہاتھ پکڑکے کھینچا اور تیغ لیکر سر پر آئی اتنے مین سہیل
گھبرایا کہ مفت مین جان جاتی ہی ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھے تھوڑی دیر کی رخصت ملے مین اپنے فرزند
سے مل آؤن اُسکو رخصت کرون میرے بعد کیسا پریشان ہوگا ملکہ نے کہا کہ جلد ہی آنا دیر نہ لگانا
سہیل نے کہا کہ مین ابھی آیا یہ کہکر روتا ہوا چلا سامنے بادشاہ کے آیا چیخین مار مار کر رونے لگا
بادشاہ ہنس پڑے فرمایا کیون خیر تو ہی اُسنے کہا ای فرزند تم بڑے بھلے پیر سے ہو مین بڑے
چین سے اوقات بسر کرتا تھا ملکہ ہمیشہ انعام دیا کرتی تھین عیش کرتا تھا تمھارے قدم کی یہ
برکت ہوئی کہ میرے قتل کا حکم ہوگیا ملکہ کہتی ہین رات کو چور آیا تھا اور یہان چور نہین
آسکتا مین نے جو یہی کہا ملکہ تو آتشخو و شعلہ مزاج ہین بگڑ گئین حکم دیا کہ اسکو قتل کرو بنفشہ
نامے جبشن کہ ہی عہدے پر ہی تلوار کھینچ کر سر پر آئی ای فرزند مجھے تمھارا خیال آگیا اب تم
نکل جاؤ ہم جان دینے جاتے ہین سعد نے کہا کہ ای باپ تم جاکر ملکہ سے کہو کہ میرا فرزند ایران
مین رہا عہدہ کوتوالی خوب جانتا ہی وہ چور کو پکڑ دیگا اُسکو خلعت کوتوالی دیجیے سہیل نے کہا کہ ای
فرزند اگر ذرا بھی خطا کروگے تو وہ قتل کا حکم دیگی بادشاہ نے فرمایا ہم قتل ہونگے آپ تو بچ جاوینگے
سہیل نے کہا ای فرزند یہ بھی خرابی ہی مین یہ نہین چاہتا کہ تم کو آزار پہونچے آخر بادشاہ کو سہیل
لیکر قریب چلمن کے آیا کرسی بچھی تھی اُسپر سعد آکر بیٹھے کنیزین سنانے لگین ایک نے کہا کہ واللہ
آپ کے میان سہیل صاحب کیا کہتے ہین سعد نے جھلا کر کہا کہ او خبیلا تیرے ہی باپ ہونگے دوسری
نے ہنس کر کہا کہ پاجیون مین یہ دستور ہوتا ہوگا کہ باپ سے انکار کرتے ہین آپ جو حسین و جمیل
ہین تو بڑے باپ سے انکار ہی ملکہ نے جھلا کر کہا کہ ای خبیلا کیون اُسکے پیچھے پڑ گئین لو پوچھو اس وقت
آنے کا کیا باعث ہی کنیزون نے پوچھا سعد نے کہا کہ حضور مین نے سنا کہ رات کو چور آیا تھا
ہرچند کہ کچھ لے نہین گیا مگر حضور تو پریشان ہوئین اور خوف پیدا ہوا لہذا مین حاضر ہوا وعدہ کرتا ہون
کہ اُس چور کو گرفتار کردونگا ملکہ نے کہا کہ مین سہیل کی خطا نہ معاف کرتی مگر تمھارے کہنے سے
معاف کرتی ہون لیکن اگر تین دن کے اندر چور نہ گرفتار ہوا تو جو چور کی سزا ہوگی وہ تم کو
دیجائیگی سعد نے کہا بہت خوب ملکہ نے خلعت کوتوالی منگا کر دیا کہا بیرون باغ جا کے

بستر لگا کر رات کو طلایہ دینا سعد بن قباد بیرون باغ آئے سپاہیون نے سلام کیا بادشاہ
نے سب کو بٹھایا اور آپ بھی آکر گوشے مین بیٹھے مگر ملکہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا کہ دریافت
کرو ایسا نہ ہو وہ جوان لالچ مین روپئے کی کسی گانون مین اکیلا چلا جائے اور چور دست اندازی
کرے تو میرے واسطے بدنامی ہی جہان جاوے دس آدمی لیکر جاوے کہ مجکو بھی خیر ملے کلی آرزو
کی کھلے مگر سعد نے وہ دن تڑپ تڑپ کر کاٹا جب پردہ شب حائل ہوا بقول شاعر فرد شب آمد
سازگار عشق بازان ۰ شب آمد راز دار عشق بازان ۰۰ بادشاہ کو طلایہ پھرتے پھرتے جب
معلوم ہوا کہ اب نصف رات آئی ہی تو پشت باغ پر آئے کمند مار کے دیوار پر چڑھے دیکھا کہ
وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش بچھا ہی مسند شاہانہ آراستہ ہی اُسپر وہی شاہزادی بیٹھی
ہی کنیزین بھی گرد اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین شاہزادی کسی سے بات نہین کرتی حیران حیران ایک
ایک سے کہ رہی ہی کہ کوتوال نے کیا انتظام کیا کنیزین جواب دیتی ہین کہ واری ابھی آواز آئی تھی
تھوڑی دیر سے صدا نہین آئی بادشاہ ایک گوشے مین چھپ رہے مگر ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین
چھپر کھٹ پر آکر لیٹین سعد بن قباد سمجھے کہ شاہزادی سوگئی اپنے سائے کو اپنے سے بچاتے ہوے
قریب چھپر کھٹ کے آئے ملکہ دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہین جی مین کہتی ہین یہ تو وہی سہیل
کا بیٹا ہی آنے تو دو دیکھو کس طور سے گرفتار کرتی ہون کہ بچ نہ سکے ملکہ تو ہوشیار ہین مگر سعد بن
قباد قریب چھپر کھٹ آئے جوش محبت مین چاہا کہ منہ پر منہ رکھدون ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا سعد نے
چاہا چھڑا کر بھاگون مگر ملکہ نے ہاتھ نہ چھوڑا کھینچ کر بیٹھین کہا کیون او باغبان بچے تجکو یہ حوصلہ ہوا
کہ میری عصمت پر ہاتھ ڈالے سعد نے قدمون پر سر رکھدیا فرمایا ای ملکہ عالم اصل یہ ہی کہ مین سہیل
کا بیٹا نہین ہون نبیرہ صاحبقران ہون مدت سے بیرا سے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون
زخمی ہو کر اس طرف نکل آیا دیکھ لیجیے ہاتھ مین انگوٹھی موجود ہی پڑھ لیجیے اسپر میرا نام کندہ ہی ملکہ نے
اُس انگوٹھی کو دیکھا کہا ہان صاحب سچے ہو خیر مجکو جو گمان تھا وہ دفع ہوا سعد شہریار سے باتین
ہونے لگین کہ اس عرصے مین کنیزین جاگین ایک نے کہا کہ لو بُوا ملکہ باغبان بچے سے باتین کر رہی ہین
ایک نے کہا کہ پہلو مین بٹھایا ہی آپس مین باتین ہونے لگین مگر گلعذار سیہ رو ایک کنیز ہی کہ ایک
ایک کی دشمن ہی اُسنے دیکھ کر کہا کہ لو بُوا مین نے باتون مین سُنا کہ یہ بادشاہ لشکر اسلام کے ہین

بڑی خرابی کی بات ہی کہ جو خداوند کا دشمن ہو اُسکو ملکہ پہلو مین بٹھاتی ہین اگر خداوندِ مَن پائین تو کیسی
خرابی ہو بُوا مین تو جاتی ہون اس باغ مین نہ رہونگی گھر مین جاکر بیٹھونگی یہ بدعت نہ دیکھونگی یہ کہکے
پائیچے ہلاتی ہوئی چلی چندنے کہا کہ بُوا نوکری نہ چھوڑو ایسا نہ ہو کہ پریشان ہو ابھی نہ جاؤ مگر اُس
سیہ رو نے نہ مانا اُسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوئی یہ تو نوکری چھٹنیکا عذر سنا رہین کیا ہی مگر
دل مین یہ ہی کہ ان کے باپ سے جاکر اطلاع کرون وہ آکر دونون کو سزا دین ذرا صاحبزادی کا
مزہ تو اُٹھائین دیکھیے یہ شخص کس فریب سے آیا پہلے تو باغبان بچہ بنا اب ثابت ہوا کہ بادشاہ
اسلام ہی ملکہ کو تاجدار آکر سمجھا دیگا وہ ایک آتشی شعلہ مزاج ہی سنتے ہی کیسا بھڑکیگا آتے ہی
سب کو مار لیگا اُسکے ہاتھ سے کیا کوئی زندہ بچیگا وہ کیا کسی بات مین کم ہی ڈولی پر سوار بڑبڑاتی
ہوئی جاتی ہی جو راہ مین مل گیا اُس سے کہا کہ دیکھو صاحبو کیا بُرا زمانہ ہی کہ بیٹی باپ کے قتل کی
درپے ہی بعض یہ سُن کے چلے جاتے ہین بعض کھڑے ہو کر حال سُنتے ہین توبہ توبہ کرتے ہین کہتے ہین
حقیقت مین خلاف حرکت کی ایسی بیٹی کو قتل کرنا مناسب ہی یہ کہتی ہوئی مشہور کرتی ہوئی جاتی ہی
ملکہ تاجدار واسطے شکار کے نکلا ہی کہ سامنے سے ڈولی آتے ہوئے دیکھی اسنے پکار کے
آواز دی کہ کیون گلعذار سیہ رو آج سویرے سویرے کہان چلین کیا چھٹی ملی ہی تو اسی کو دیکھنے
جاتی ہو گلعذار سیہ رو نے کہا کہ واری مین تو آپ کی فکر مین نکلی تھی آپ اسی مقام پر ملگئے ورنہ مین
محل مین آتی مگر محل مین یہ خوف تھا کہ ماں اُنکی بگڑتین اور فرماتین کہ کیون گلعذار سیہ رو تو نے
چھپایا باپ کے سامنے آکر کہدیا اور مین تو صاف صاف کہونگی کوئی بات نہ اُٹھا رکھونگی آپ
یہان مل گئے اور بہتر ہوا ملکہ تاجدار نے کہا کہ آخر وہ بات کیا ہی بیان تو کرو گلعذار سیہ رو نے کہا
کہ آپکی صاحبزادی نے باغ مین نیا گل کھلایا ہی بادشاہ لشکر اسلام پہلے باغبان بچہ بنکر آیا
اور فریب دیکھیے کہ کوتوالی کا خلعت ملا طلا یہ پھر آج صبح کو جو دیکھا تو پہلو مین بیٹھے ہین راز و
نیاز ہو رہے ہین مین صاف صاف عرض کرتی ہون ہر چند کہ مین نے صاحبزادی کو گودیون
مین پالا ہی مگر یہ حرکتین مجھکو پسند نہین ہین ماں باپ کی بیٹیون کو یہ امر زیبا نہین ہین تو واری یہ
بات دیکھتے ہی بھاگی کہ اُن کے باپ سے اطلاع کرون اب آپ کو اختیار ہی ایسی چشم نمائی کیجیے
کہ پھر کبھی ایسا قصد نہ کرین اور دوسرا ستم یہ ہی کہ جھٹ پٹ گھُل مل گئین بدن سے بدن ملاے

بیٹھی تعریفین جمال کی کر رہی ہین یہ تو البتہ صحیح ہی کہ حسن اُسکا بے نظیر ہی ہماری بی بی تعریفین بیجا
نہین کرتی ہین کاشکہ بھونری پھر جاتی شوہر کے پاس بیٹھتین اُسکے حسن کی تعریفین کرتین کہتین
کہ شوہر ہمارا خوبصورت ہی ایک غیر شخص دشمن خدا نہ دیکھ کیونکر گوارا کرین کہ ملکہ اُس کے پہلو مین
بیٹھین ای حکاک تاجدار اور لونڈیان مثل میرے نہین گھبرائین کام خدمت مین مصروف ہین مجھسے
جو کام کو کہا مین نے صاف جواب دیا کہ میان مجھے فرصت نہین ہی بلکہ کبھی بگڑین کہ کیون گلعذار
منھ دُھلانے کو پانی نہین لائی مگر مین نے مناسب نہ جانا یہی فکر ہوئی کہ چل کر حضور سے اطلاع کرون
یہ خبر وحشت اثر سُنکر حکاک جھلایا غصے سے کانپنے لگا کہا ای گلعذار سیہ رو ابھی جاکر بادشاہ
کو قتل کرتا ہون اور اُس گیسو بریدہ کو سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر گلعذار سیہ رو کے
ساتھ چلا گلعذار سیہ رو آگ لگاتی ہوئی چلی آخر جھلا کر حکاک نے کہا کہ ای گلعذار سیہ رو
خاموش رہ تو بڑی زبان دراز ہی میرے مُنھ پر وہ باتین کہین کہ جو مناسب نہ تھین گینڈے کو
دوڑا کر چلا جب قریب باغ آیا دور سے دیکھا کہ دروازے پر محلدار کھڑی ہی چہار جانب دیکھ
رہی ہی محلدار نے چاہا پلٹون جاکر ملکہ سے اطلاع کرون کہ آپ کے والد آتے ہین حکاک نے
وہین سے للکارا کہ او محلدار کھڑی رہ ہمکو معلوم ہوا کہ تو خبر کیو اسطے کھڑی ہی تم سب نے
مل کر اُسکو آفت مین پھنسایا محلدار خوف سے گر پڑی خبر نہ کر سکی حکاک باغ مین گھس آیا مگر
گلعذار سیہ رو بھی دوڑی ہوئی آتی ہی کچھ کہے جاتی ہی آخر حکاک نے جھلا کر تلوار سے
ڈرایا کہ ہاتھ مار دونگا خاموش نہین رہتی یہ لفظین مجھپر شاق گذرتی ہین بس خیر خواہی ہوچکی
اتنا کیا کم ہی کہ جو تو نے بیان کیا یہ کہکے گینڈے سے اُترا تلوار تولتا ہوا سامنے پہنچا
دیکھا کہ گلپوش پہلو بین سعد کے بیٹھی ہی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی سعد بھی خوش بیٹھے
ہوئے ہین پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ وننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب کیا دشمن خدا کو
پہلو مین بٹھایا ای سعد کچھ تم کو خوف نہ آیا وہ باغبان کون ہی کہ جسکے بیٹے بنے تھے بڑے تم
لڑکے مکار ہو ملکہ نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا سناٹا آگیا چاہا اُٹھکر بھاگون سعد نے ہاتھ
پکڑ لیا کہا ملکہ کہان جاتی ہو اور ہاتھ پکڑ کے گود مین بٹھا لیا حکاک اور زیادہ جھلایا پکار کر
آواز دی کہ او بے ادب اب تیری قضا آئی ہی مین نے جانا تھا کہ تو غدر کریگا قدمون پر گریگا

اُسکا بدلہ یہ کیا کہ میرے سامنے ایسی بیہودہ حرکت کی یہ کہکر تلوار جھکا کر قریب آیا جب ہاتھ تلوار
کا مارا بادشاہ نے گھٹنے ٹیک کر کلائی تھام لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر حکاک کو اُٹھا لیا اور
ہاتھ پر تول کر سامنے حوض تھا اُسمین پھینک دیا تلوار کھینچ کر سر پر کھڑے ہوے حکاک ہاتھ
باندھنے لگا کہا ای شہریار اطاعت کرتا ہون بیٹی کو بھی لیجیے قلعے مین اپنا عمل کیجیے سعد نے
ہاتھ روک لیا حکاک بمشکل حوض سے نکلا قدمون پر گرا بادشاہ نے سر سینے سے لگا لیا حکاک
نے کہا کہ اب قلعے مین چلیے ملکہ نے اشارے سے منع بھی کیا کہ ابھی مسلمان ہوا ہی اس کے ساتھ
نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ مکر کرے مگر سعد نے کچھ خیال نہ کیا حکاک کے ساتھ قلعے مین آئے
اہل قلعہ نے جو سعد کو دیکھا جھک جھک کر سلام کرنے لگے حکاک سب سے اشارے کر رہا
ہی کہ ظاہری خاطر کرو مین ابھی انکی خدمت کرتا ہون اہتمام کرتا ہوا بارگاہ مین لایا قند کا
شربت بنایا ہاتھ پر رکھ کے سامنے آیا کہا حضور نے جو سرفراز کیا ہی تو یہ شربت بھی نوش کیجیے
ہم لوگون کا یہ دستور ہی جب جام نوش فرمائیے گا تب ہم کو یقین کامل ہو گا کہ آپنے خطا معاف کی
ابھی ہم کو اطمینان نہین ہی سعد نے شربت پی لیا پیتے ہی قلب مین آگ لگ گئی اُف اُف کرتے ہوے
اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی بادشاہ لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے حکاک نے مسلسل و
مطوق کیا ہوشیار کر کے کہا کہ ای سعد تم نے دیکھا کیا تقدیر خداوندی کی ہی اب تمکو خدمت
قدرت مین لیے چلتا ہون وہ تمکو سزا دینگے یہ کہکر اژدہے پر سوار کیا دس ہزار فوج سے
قید سعد لیکر چلا ایک کنیز نے ملکہ کو خبر دی کہ آپکے باپ نے سعد کو گرفتار کر لیا قید لیے ہوے
جاتا ہی چاہتا ہی کہ جمشید ثانی کے پاس پہونچا دون ملکہ گلپوش نے فنون سپہ گری کو بخوبی
حاصل کیا ہی فورًا نقاب چہرے پر ڈالی ہتھیار لگاے چار سو کنیزون کو ساتھ لیا اس فکر مین
ہی کہ اس طرف سے گذرے تو اسیر کرون یا اپنی جان دون یا شہریار کو رہا کرون کہ سامنے
سے گرد اُڑی دیکھا حکاک آگے آگے بارہ ہزار فوج نیزے ہاتھون مین لیے ہوے بادشاہ
اژدہے پر مگر زنجیر مین ہاتھ بندھے ہین خانۂ زنجیر مین ڈال رہی ہی قیدی کا تحمل ہی ملکہ نے جو دیکھا کہ
اژدہہ سامنے سے گذرا چار سو کنیزون کو لیکر نکلین آتے ہی تیرون کی بوچھار کی کئی سو جوان
گرے دو باڑھین مار کر لشکر پر جا پڑین سوارون نے گھیر لیا کنیزین قتل ہونے لگین سعد نے

جوار اب سے دیکھا کہ اُسی باغ سے یہ نقابدار نکلا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکہ نکل آئین مگر چہار جانب سے
کفار نے گھیرا ہے پکار اُٹھے کہ اے پروردگار روا ہے ما کاب لیل و نہار ہاتھ سے ان ظالمونکے ان سبکو بچانے نظم

عفو کن عفو اے شہ عالی جناب ٭ زانکہ دارم جرم بیحد و حساب ٭
گر بانرا رہنمائی میکنی ٭ ٭ بر طریق نیک و بر راہ صواب
ہست ہر ذرہ ز لطفت مستفیض ہست ہر قطرہ ز فیضت بہرہ یاب
دیدہ گریان شاکفان را مثل شمع سینہ بریان عاشقان را چون کباب
ماند مداح جناب کبریا ٭ ٭ ہشدی نادان بہ پیری و شباب

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زرین پوش
کہ صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اُسنے خبر سُنی کہ سعد بن قباد گھرے ہوے ہین آکر گرا گرتے ہی فوج کو
تہ و بالا کر دیا سعد کی آکر قید کاٹی سعد اُٹھے مصروف جنگ ہوے عین گرمی جنگ مین حکاک سے
مقابلہ پڑا حکاک نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ایک ضرب شمشیر حکاک کے دو پر کالے
کیے مگر ملکہ پہلے سے لڑ بھڑ کر باغ مین چلی گئی تھین نقابدار زرین پوش سامنے سعد شہریار کے
آیا صاحب سلامت کی سعد سے عرض کی کہ حضور جزیرہ بلاخیز تک نہین پہونچے سعد نے
فرمایا کہ مین زخمی ہو کر یہان آیا آفت مین پھنس گیا انشاء اللہ تعالے اب یہانسے لشکر مین پہونچکر
طرف جزیرہ مذکور کے کوچ کرونگا نقابدار زرین پوش رخصت ہو گیا بادشاہ باغ مین تشریف
لائے ملکہ کو بہت ملول و حزین پایا تمام احوال بیان کیا ملکہ نے پوچھا کہ حضور یہ نقابدار زرین پوش
کون ہے بادشاہ نے فرمایا یہ نقابدار مدت سے آتا ہے حقیقت مین بڑا بہادر ہے بانہلے صاحبقران
کا خواہان ہے آج تک فیصلہ نہین ہوا ادا دا جان فرماتے ہین سر میدان مقابلہ کرے بانہلے
نقابدار چاہتا ہے کہ سر میدان مقابلہ نہ کرون اور بانہلے پاجاؤن بادشاہ نے ملکہ سے وعدہ کیا
کہ بعد فتح طلسم نوخیز ہم تم کو بلائینگے اور عقد بھی کرینگے بادشاہ ملکہ سے یہ فرما کر قلعے مین آئے
ضحاک ستارہ پیشانی بھائی حکاک کا قلعے مین موجود تھا آکر اُسنے استقبال کیا بادشاہ نے
سب کو جا کر مسلمان کیا قلعے کو آباد کر کے تیاری کوچ کی یہان ابرام نے بعد صبح طبل جنگی بجوایا
کئی سردار زخمی کیے پرابند تھا ابرام میدان مین سلمشوری کر رہا ہے چاہتا ہے جلوہ گر دون

سرداران تہمتن بوجہ نہ ہونے سرپرست کے مصروف دعا ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑی سعد بن
قباد مع ضحاک آکر پہونچے ابرام نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی وغیرہ بادشاہ نے ابرام کو
زیر کیا ابرام جادو بھی بصدق دل مسلمان ہوا بادشاہ اسکو مسلمان کرکے اپنے لشکر مین آے
ارشاد فرمایا کہ تیاری کوچ کی کرو مگر ظلمانہ نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا رات کو اپنے مقام
سے اُٹھی سحر کرکے آئی سعد بن قباد کو چرا لیگئی کہ گلے مین لوح محفوظ نہ تھی آتے ہی اسنے حکم دیا
کہ جلاد کو بلاؤ ایک کنیز تڑپ کر سامنے آئی کہا واری مین اس جوان کو قتل کرون ظلمانہ نے
کہا کہ اختیار ہے جہانتک ہوسکے اسکو آزار پہونچاؤ اُس کنیز نے قریب آتے ہی بادشاہ کے
گلے مین لوح محفوظ پہنا دی اور ہتھکڑی کاٹی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق — منم برق رفتار
خنجر گزار ۔ کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار ۔ ہاتھ پٹے مین ہین برق رفتار ہون ۔ کہے کون مکار و
غدار ہون ۔ کرون سیکڑون کوس کی راہ طے ۔ ابسا ہوے ذی علم شاگرد ہے ۔ ہر ہر قدم غرہ بار
شرق ہے ۔ چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے ۔ بادشاہ نے جو رہائی پائی اور لوح محفوظ گلے مین
آئی مصروف جنگ ہوے بارگاہ ظلمانہ مین دریاے خون بہا دیا کہ میثاق وغیرہ بھی آکر پہونچے
شریک جنگ ہوے سب نے ظلمانہ کو گھیرا مگر ظلمانہ وہ بلاے روزگار ہے کہ کسی کے سحر کو نہین
مانتی عین گرمی جنگ مین بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ظلمانہ پہونچے ظلمانہ نے سحر کرکے بادشاہ
پر تلوارین برسائین جب تاثیر نہ ہوئی تو گھبرائی پر پرواز پیدا کرکے چلی میثاق نے پکار کر کہا
کہ اے شہریار یہ مفسدہ پرواز جاتی ہے آفت برپا کریگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری تین بھال کا تیر کھینچ کمان مین پیوست کیا اور تاک کر تیر مارا ظلمانہ نے ہرچند چاہا کہ بچون مگر
تیر کب خطا کرتا ہے سینۂ پر کینہ پر آکر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذر گیا لاشۂ ظلمانہ زمین پر گرا اندھیرا
ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کُشتی ہوا نام من ظلمانہ جادو بود تمام ساحر شکست کھا کر
بھاگے مگر سوہان جادو کہ افسر لشکر ظلمانہ تھا آکر شریک سعد ہوا بارہ چودہ ہزار جادوگر
مطیع ہوے مال و اسباب سب لوٹ لیا خزانہ وغیرہ قبضے مین آیا اُسی مقام پر آ ٹھہرے مگر جو بھاگ
بھاگے تھے وہ لاشۂ ظلمانہ لیے گئے بخدمت جمشید پہونچے جمشید ثانی سرِ جہانبانی پر تھا سب
شاہزادیان گرد بیٹھی ہین شراب پی رہا ہے کہ خبر پہونچی لاشۂ ظلمانہ آیا ہے باتوں سے طلسم کشا کے

قتل ہوئی جمشید بہت گھبرایا مگر پھر نشے میں بول اٹھا کہ لوح طلسم نہ پائی ہے اور نہ پاوینگے اب
کسی کی مجال نہیں ہے کہ لوح طلسمی تک پہونچ سکے اب تک کسی دن سحر سے میں افتادہ اٹھا رہے
کیا سے کیا کر رہا ہوں جس دن سحر کرونگا اُس روز زمین ہلا دونگا فقط تقدیر اپنی آزما رہا ہوں کسی کی مجال ہے
کہ میری تقدیر میں دخل دے ایک نامہ بلاخیز کو لکھو کہ اے بلاخیز ہم جانتے ہیں کہ تم غافل نہیں ہو
مگر طلایہ ایسی ساحرہ کئی مہینے لڑی آخر قتل ہوئی اب بادشاہ نے مع فوج تمہارے جزیرے کی طرف
کوچ کیا ہے بہت ہوشیار رہنا اور قدرت کبھی تقدیر پر مضبوط کرتے رہیں گے اور وقت پر ہم بھی
تشریف لاوینگے تمکو حالات کھلیں گے یہ نامہ بلاخیز کو روانہ کیا ادھر اُدھر بلاخیز نے یہ خبر سنی
کہ بادشاہ آتے ہیں گھبرا گیا کہ اسی اثنا میں نامہ جمشید کا پہونچا نامے کو دیکھ کر اور زیادہ متردد
ہوا سرداروں سے کہا کہ میں کیا بیٹھا رہونگا بادشاہ کو پکڑ لاؤنگا سرداروں سے کہا کہ تم
لوگ تیار رہو میں جاتا ہوں کہ جا کر بادشاہ کو لے آؤں اور لاکر فوراً قتل کر ڈالوں کہ جھگڑا
پاک ہو ساحروں کا انتشار مٹے یہ کہکر اٹھا بہ ہزار مہیا کر کے چلا یہاں بادشاہ جہاں پناہ کوچ
منزل ہے ایک صحرا میں آکر اترے چونکہ ملول ہو رہے تھے تکلیف سفر منقابات تھے اس
صحرا میں جو گذر ہوا فرمایا کہ بعد دو دن کے یہاں سے کوچ کریں گے میثاق وغیرہ نے عرض
بھی کی کہ اب تامل نہ فرمائیے اپنے کو جزیرہ بلاخیز میں پہونچا دیجیے بادشاہ نے فرمایا اقتضائے آب
دانہ پہونچا دیگا مگر اے میثاق خیال تو کرو کہ بلاخیز کو خبر ہوئی یا نہیں ہوئی میثاق نے عرض کی کہ
غلام کو آج بڑا انتشار ہے امیدوار ہوں کہ ہوشیار رہیے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ بندگان
عالی پر کوئی افتاد پڑیگی کہ عنبر افشاں نے عرض کی آج میں طلایہ دونگی دیکھوں تو کوئی کیونکر آتا
ہے میثاق نے عنبر افشاں کو بخوبی سمجھا دیا کہ ملکہ بہت ہوشیار رہیے گا ساتھ طلایہ دینا ایسا نہو
کہ کوئی آجائے عنبر افشاں نے عرض کی کہ کیا مجال جو ہوا بھی آسکے یہ کہکر عنبر افشاں بادشاہ سے
رخصت ہوئی بازاروں میں آکر انتظام کیا آپ ایک گوشے میں آکر ٹھہری اُدھر سے بلاخیز بصورت
صندل آیا عنبر افشاں سے فقیر بنکر سوال کیا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے بادشاہ کا ہمیشہ بیمار
رہتا ہے غلام امیدوار پرورش ہے ملکہ عنبر افشاں نے کچھ دیا بلاخیز لے کر گیا اور کچھ خدمت ہو
دیکھیے بادشاہ جہاں آتے ہیں ضرور پرورش فرمائیں گے عنبر افشاں نے ہاں ہاں بلاخیز نے ملکہ پر [illegible]

عنبر افشان بیہوش ہوئی عنبر افشان کو تو بلا خیز نے ایک گوشے مین چھپا دیا اور آپ بصورت عنبر افشان بن کر چلا بارگاہ مین بادشاہ ہجاہ تشریف رکھتے تھے عنبر افشان نے آکر کہا کہ ای شہریار ایک جادوگر آیا تھا مین نے اُسکو دیوانہ کرکے نکالا مگر اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ اور کئی ساتھی آئے ہین امیدوار ہون کہ آپ کے پلنگ کا پہرا دون بازار وغیرہ کا تو مین نے بخوبی انتظام کر لیا ہو ای ملکہ گلگونہ تم طلائے پر جاؤ مین پلنگ کا پہرا دونگی بادشاہ نے عنبر افشان کو ساتھ لیا میثاق کو بھی اطمینان ہوا کہ عنبر افشان عاشق ہو جیسا یہ انتظام کریگی کوئی نہ کر سکیگا اب مین جاکر سو رہون میثاق تو اپنی بارگاہ مین گیا عنبر افشان نقلی بادشاہ کے ساتھ خوابگاہ مین آئی کہا ای شہریار لوح محفوظ کھونٹی پر ٹانگ دیجیے بادشاہ نے لوح محفوظ کو اپنے سے جدا کیا فوراً عنبر افشان نقلی نے سحر کیا بادشاہ بیہوش ہوے عنبر افشان نقلی نے خوشی خوشی بادشاہ کو اُٹھا لیا لوح محفوظ کا خیال نہ رہا اور بادشاہ کو لیکر چلی طلائے پر جو پہونچی گلگونہ نے للکارا کہ ارے کون جاتا ہو جیسے ہی گلگونہ نے للکارا بلا خیز نے سحر کیا گلگونہ خاموش ہو رہی سحر بھولی ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئی بلا خیز نکل گیا جز بیرہ بلا خیز کی طرف روانہ ہوا لیکن حال بہار اعجاز بیان کا تحریر کرتا ہون کہ رات کا وقت ہو بہار اعجاز بیان اپنے باغ مین بیٹھی ہو سامنے ایک کنیز یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گا رہی ہو نظم

تھا جب وہ لیلی ادا ہو گیا	تو مجنون سے سودا سودا ہو گیا
مجھے عشق زلف دوتا ہو گیا	محبت مبتلا سے بلا ہو گیا
حسینون پہ کیون ہاے عاشق ہوا	مجھے بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا
عجب تفرقہ تو نے ڈالا فلک	مرا ماہ مجھسے جدا ہو گیا
جو برباد کی خاک میری صبا	ترا کچھ نہ اس مین بھلا ہو گیا
مرے خط کا آیا نہ اب تک جواب	خدا جانے قاصد کو کیا ہو گیا
چرا لے گیا آئنہ رو کوئی	مین حیران ہون دل مرا کیا ہو گیا
کہین لوگ سطوت کو پھرا ای خدا	نہ دیوانہ سو کر بلا ہو گیا

ان اشعار کو سنتے سنتے بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ رنگ باغ دگرگون ہونے لگا اور

عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی بھولین فریاد کرنے لگین بہار نے گھبرا کر کہا کہ ارے خدا خیر کرے
طور بے طور معلوم ہوتا ہے مین نے یہ سحر کیا تھا کہ اگر بادشاہ پر کوئی ملال ہو تو رنگ باغ
متغیر ہو جائے آج وہی ظہور ہوا اور کچھ قلب بھی ناصبور ہے کنیزون نے کہا کہ واری ایسا بادشاہ
کا ستانے والا کون ہے بی طلمانہ تو قتل ہو گئین کل خبر سنی ہے کہ بادشاہ طرف جبہ سپہ بلا خیز کے
روانہ ہونگے بہار نے کہا کہ مین تو یہ جانتی ہون کہ بلا خیز جادو بلاے روزگار ہے اُسکے قصے سے
مین بخوبی آگاہ ہون اُسکا ارادہ ہے کہ لشکر بادشاہ مین جاؤن اور بادشاہ کو پکڑ لاؤن نہین
معلوم اسکا انجام کیا ہوا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی گرد تخت گلدستہ ہائے گل رکھ لیے یہان
صبح کو اول میثاق جو اٹھا طالے پر آکر دیکھا کہ گلگونہ ایک نخل کے سایے مین چپ بیٹھی
ہے نہ ہنستی ہے اور نہ روتی ہے سرنگون ملول و محزون ہے میثاق نے پکار کر آواز دی کہ اے
گلگونہ کیسا مزاج ہے گلگونہ نے کہا کہ اے وزیر اعظم ہمارا حال نہ پوچھو یہی جی چاہتا ہے کہ
جا کر جمشید ثانی کو سجدہ کرون میثاق سمجھ گیا کہ یہ کسی کے سحر مین مبتلا ہے اسنے قریب آکے
باتین کرتے کرتے ہاتھ تھام لیا اور پانی کا چھینٹا منہ پر مارا گلگونہ کو ہوش آیا کہا اے میثاق
بڑا غضب ہوا بادشاہ کو بلا خیز لے گیا مین نے اُسکو آتے دیکھا تھا لیکن اُسنے ایسا سحر کیا کہ
مین خاموش ہو رہی سحر مجکو فراموش تھا اب تمنے آکر ہوشیار کیا میثاق گھبرا گیا دوڑا ہوا
خوابگاہ شاہی مین آیا دیکھا کہ لوح محفوظ لٹکی ہے بادشاہ کو کوئی لے گیا نشان نقش پا سے سحر کے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ بلا خیز جادو لے گیا میثاق گھبرا کر باہر آیا جس شاہزادی نے خبر سنی
وہ روتی ہوئی آئی اور کہا کہ اے میثاق چلو میثاق کے ہاتھ مین لوح محفوظ ہے شاہزادیون
کو سمجھا رہا ہے کہتا ہے تم سب لوگ لشکر مین رہو مین جا کر آفت برپا کرونگا لوح محفوظ بادشاہ
کو پہنا دونگا شاہزادیان نہین مانتین کہ سامنے سے لکہ ابر گلنار نمودار ہوا میثاق نے
کہا کہ لو خدا نے اپنا فضل کیا کہ بی بہار اعجاز بیان تشریف لاتی ہین قریب آکر وہ ابر پھٹا
دیکھا کہ بہار اعجاز بیان حیران و پریشان تخت پر بیٹھی ہے میثاق کو دیکھ کر پکارا کہ کیون
اے وزیر اعظم کوئی ایسی غفلت کرتا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ بادشاہ کو کون لے گیا میثاق نے کہا
کہ ہم کو تو خیال تھا مگر عقل پر ہماری پتھر پڑے کہ یہ کار سخت طلایہ داری گلگونہ کے سپرد کیا

مگر عنبر افشان کا پتہ نہین معلوم ہوتا کہ چند کنیزین ہمراہیان عنبر افشان روتی ہوئی آئین کہا
حضور شام سے عنبر افشان کا پتہ نہین ہی بہار اعجاز بیان نے چند پھول پھینکے اور پکار کر
آواز دی کہ اے نسیم بہار عنبر افشان کی خبر دو وہ پھول ہوا مین اُڑ گئے جہان عنبر افشان
پڑی تھی اِس زور سے ہوا چلی کہ عنبر افشان ہوشیار ہوئی اپنے کو درۂ کوہ مین دیکھا مگر حیران
تھی کہ مجکو یہان کسنے پہونچایا یہ کیا معرکہ نظر آیا کہ کنیزین اسکی دکھائی دین اُنکے ساتھ عنبر افشان
اُس مقام پر آئی کہ جہان سب سردار کھڑے تھے عنبر افشان کو دیکھ کر بہار نے پوچھا کہ کیون اے
عنبر افشان کہان تھین تمام شاہزادیان جمال بے مثال بہار دیکھ کر شرما رہی ہین یہ معلوم
ہوتا ہے کہ روبرو دے آفتاب عالمتاب ذرے چمک رہے ہین یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہ شب
چہاردہ آسمان پر نمایان ہے زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی ہین ثابت ہوتا ہے کہ چشمہ
خورشید مین ناگنیان دوڑتی پھرتی ہین مگر میثاق نے کہا کہ اے ملکۂ عالم اب کیا ارادہ ہے
بہار اعجاز بیان نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا کہ اے میثاق کیا پوچھتے ہو عجب رنگ ہے
طلمانہ کا قتل ہونا قلب پر خنجر پھیر گیا مگر عشق خانہ خراب نے وہ سامان دکھایا کہ سوائے ضبط کے
اور کچھ نہ بن پڑا ابھی خیال مین آیا کہ اگر یہ زندہ رہیگی تو ہمیشہ کا نٹا سا کھٹکیگی میثاق نے
کہا کہ اب کیا قصد ہے بہار نے کہا کہ بھلا مین یہ کب گوارا کرونگی کہ دشمن اُنکے قید ہون اور مین
کد و کوشش نہ کرون ابھی مین جاتی ہون یا جا کر جان دونگی یا انشاء اللہ تعالےٰ اُس شہریار
کو رہا کرونگی مجھسے صبر نہ ہوسکیگا بلا خیز جادو بلائے روزگار ہے نہین معلوم اُس شیر کے
ساتھ کس طرح پیش آئے مجھسے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

رفتی ز پیش دیدۂ من بے خبر ہنوز	دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز
یا آن کہ چشم من ز تمنا سفید شد	دارم دو دیدہ بر رہ یا دسحر ہنوز
اے گریہ ہمتی کہ ز خونابۂ جگر	دارم ہزار دجلہ در چشم تر ہنوز
خاک وجود من غم ہجران بباد داد	من در ہواے وصل توام در بدر ہنوز
مصحفی اگرچہ خانہ خراب ہنر شدم	دارم ہواے صحبت اہل ہنر ہنوز

یہ اشعار پڑھ کے بہار بہت روئی اور کہتی تھی کہ مین نے یہ کیا بلا اپنے سر لی کہ کسی وقت

چین نہین یہی دل چاہتا ہو کہ جمال بے مثال دیکھا کرون سب شاہزادیان سر جھکاے ہین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ ملکہ بہار بہت درست فرماتی ہین عاشق کو چین و آرام کہان بہار نے میثاق سے
پوچھا کہ تمھارے ہاتھ مین کیا شی ہو میثاق نے کہا کہ لوح محفوظ ہو لے جانے والا شہنشاہ کو
لے گیا مگر لوح محفوظ پر نگاہ نہین ڈالی بہار نے کہا لاؤ مجھے دو مین ابھی بادشاہ کو لائی اب
تامل نہوگا مین بلا تکلف دربار بلاخیز مین جاؤنگی یا تو مین رنگ اپنا جماؤنگی میثاق کو تامل
ہوا کہ لوح محفوظ حوالے کردون البیانہ ہو کہ کچھ فتور پڑے تو لوگ مجکو کیا کہین گے بہار نے
ہنس کر کہا کہ اے میثاق تردد نہ کرو میری جان تک اُن پر نثار ہو دیکھو تو کس لطف کے ساتھ
جاتی ہون اول جاکر اُس سے ملاقات کرونگی دیکھون تو مجھے دیکھ کر کیا کہتا ہو پہلے تو اُس سے مین
عذر کرونگی اور کہونگی کہ اے بلاخیز جادو مجھے خداوند سے ملوا دو لوگون نے قدرت سے جھوٹ
کہدیا ہو کہ بادشاہ اسلام پر جان دیتی ہو جو کوئی کہتا ہو وہ غلط کہتا ہو میثاق نے کہا کہ تمھارے
پیچھے مین بھی آتا ہون بہار نے کہا کہ تم لوگ کوئی نہ آنا مین اکیلی جاکر سمجھ لونگی جان پر کھیلونگی یہ
کہکر بہار لوح محفوظ لیکر روانہ ہوئی لیکن خواجہ عمرو سابق مین جو بہر اسے تلاش سعد شہریار
نکلے تھے اول قلعہ حکاکیہ پر آے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ نے یہ قلعہ تسخیر کیا اب اپنے
لشکر کی طرف گئے ہین پھر خواجہ اُس مقام پر آئے کہ جہان پر لشکر اُترا ہوا ہو اُس روز لشکر
مین داخل ہوے کہ بہار اعجاز بیان واسطے رہائی بادشاہ کے روانہ ہوچکی ہو لیکن حال
گرفتاری سعد سُن کر خواجہ عمرو کو سناٹا آگیا مگر بلاخیز بادشاہ کو لیکر جو چلا راہ مین ایک قلعہ
ہو کہ اُسکو قلعۂ قرطاس مردم ورکہتے ہین بیٹی اسکی سلطانہ گوہر پوش اپنے قصر پر بیٹھی تھی
بلاخیز چونکہ تھک گیا ہو سلطانہ کو دیکھ کر اُتر پڑا سلطانہ سے رشتہ داری بھی ہو سلطانہ
نے جھک کر سلام کیا کہا چچا جان کہا سے آتے ہو تب بلاخیز نے روسے بادشاہ سے برقع ہٹایا
کہا اے نور نظر اس دشمن ساحران کو لینے گیا تھا بڑی مشقت پڑی بہت تھکا تم کو دیکھ کر اُتر پڑا
ملکہ سلطانہ نے جو بادشاہ جمجاہ کو دیکھا پسینہ آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا گھبرا کر کہا کہ
اے عم نامداران کو لیجا کر کیا کروگے بلاخیز نے کہا کہ جاتے ہی قتل کرونگا اس شخص کے ہاتھ سے
بڑے بڑے ساحر مارے گئے اگر یہ شخص زندہ بچا تو خدائی جمشید شاہی کی مٹا دیگا حقیقت مین اسکا

شخص نے وہ کارہاے نمایان کیے کہ جو بشر سے نہین ہو سکتے صدہا دریند اور ملک فتح ہو گئے کسی نے
نہین روکا مگر یہ کسی کے روکے نہین رکا فی الحال ظلمانہ جادو کیسی ساحرہ زبردست تھی اور کیسے
کیسے اسنے سحر کیے آخر کو قتل ہوئی ہر مرتبہ یہی چاہا کہ اسکو مٹاؤن مگر نہ مٹا سکی خود ہی مٹ گئی
میرا اقبال تھا کہ مین نے جاتے ہی گرفتار کر لیا اب سلطانہ حیران ہی کہ کیونکر رہ کرون کیا تدبیر کرون
گھبرا کر اٹھی گوشے مین آکر سوچنے لگی معلم عشق نے رہبری کی کہ اسکو شراب پلاؤ اُسی نشے مین اسکو
مار لو یہ سوچ کر گلابیان اُٹھا کر لائی کہا ای عم نامدار لیجیے شراب پیجیے بلا خیز نے کہا کہ ای نور نظر
مجھے شراب پینے کی کہان مہلت اپنے جزیرے مین جا کر پیونگا راہ مین پینا سراسر عقل کے خلاف
ہی ہر چند سلطانہ نے منت کی بگڑ کے بھی کہا مگر بلا خیز نے شراب نہ پی ارادہ کیا کہ روانہ ہو جاؤن
سلطانہ اور زیادہ گھبرائی جب بلا خیز جانے کا قصد کرتا ہی سلطانہ منتین کرنے لگتی ہی کہ
چچا جان ابھی نہ جائیے بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ آئے اور خالی چلے دو ایک جام شراب
کے نوش فرما لیجیے تو جائیے ورنہ والد نامدار مجھسے ناراض ہونگے کہ میرے بھائی صاحب آئے اور
ای سلطانہ تم نے کچھ خاطر نہ کی اور مین تو آپ کی کنیز ہون چھوٹون کا کہنا سب بزرگ مانتے ہین
بلا خیز نے کہا اچھا بی بی ایک جام پلا دو کہ تمہاری خوشی ہو جائے سلطانہ نے جام لبریز کیا ہتھیلی
پر رکھ کر کہا کہ ای چچا جان بیٹھ جائیے تو مین گزک لاؤن منہ لو آپ کا اچھا ہو جائے بلا خیز بیٹھ گیا الماری
کھول کر سلطانہ نے کشتی کبابون کی نکالی لا کر سامنے رکھی بلا خیز نے جام پی کر جو دو تین کباب
کھائے جھومنے لگا کہا بیٹا ایک جام اور پلاؤ سلطانہ نے دوسرا جام بھر کر دیا وہ بھی پی گیا
سلطانہ سمجھتی جاتی ہی دستور ہی کہ جہان پینے والے نے ایک جام پیا لاؤ لاؤ کی صدا لگ گئی
یہ لاؤ لاؤ کیے جاتا ہی اور سلطانہ متواتر پلائے جاتی ہی جب پانچ سات جام پلا چکی اور دیکھا
کہ رنگ روے بلا خیز متغیر ہوا ارادہ کرتا ہی کہ اٹھون تو اٹھ نہین سکتا جھوک کر کہا کہ ای
نور نظر تمنے ہم کو شراب بہت پلا دی ہمنے پہلے اسی واسطے انکار کیا تھا کہ قاعدہ ہمارا یہی ہی
کہ جہان ایک جام پیا پھر یہی دل چاہتا ہی کہ برابر پیے جاؤن اب اسقدر نشہ ہی کہ اٹھا نہین
جاتا چاہتا ہون اٹھون اٹھ نہین سکتا آخر کار اٹھا لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا سلطانہ
نے چاہا کہ اسکو قتل کرون خوف آیا کہ والد نامدار پوچھین گے کہ بلا خیز کو کسنے قتل کیا تو مین انکو

کیا جواب دونگی مگر بیشتارہ بادشاہ کا کھول کر عارض پر عارض رکھدیا جمال بے مثال کو دیکھ رہی
ہو کبھی گرد پھرتی ہو قضا لے کار لطا کہ بہار اعجاز بیان تلاش کرتی ہوئی اس طرف گذری آسمان
سے دیکھا کہ بلاخیز تو بیہوش پڑا ہو کف منہ سے جاری ہو اور ایک شاہزادی نہایت حسین و
جمیل بادشاہ سے لپٹ رہی ہو اور گرد پھرتی ہو کبھی منہ پر منہ رکھتی ہو کبھی بیہوش دیکھکر گھبراتی
ہو کہ کیونکر ہوشیار کرون کہ ان کو ہوش آ گئے تو باتین سنون کہ یہ مکار کس طرح گرفتار کر کے
لایا بہار اعجاز بیان نے جو آسمان سے یہ حال دیکھا شاہزادی کی صورت دیکھکر رحم آگیا
سوچی کہ ای بہار معلوم ہوتا ہو کہ یہ بادشاہ جمجاہ پر عاشق ہو وجد کر رہی ہو آخر تاب نہ آئی
کڑک کر گری سلطانہ گھبرا گئی کہ یہ کیا ہوا پہلے تو آنکھین بند ہو گئین پھر آنکھین کھول کر دیکھا
کہ ایک مہ جبین حیران و پریشان سامنے کھڑی ہو فرما رہی ہو کہ کیون صاحب یہ کیا مکر ہوا
بلاخیز کو کیونکر پایا سلطانہ نے کہا کہ ای مہ جبین پہلے تم اپنا حال بیان کرو تو مین اپنا حال
بیان کرون بہار نے کہا مین شہریار کی رہائی کی جستجو مین آئی ہون چاہتی ہون کہ انکو لیجاؤن سلطانہ
نے کہا کہ جب بلاخیز ہوشیار ہوگا تو کیا ہوگا بہار نے کہا کہ کہو تو بلاخیز کو قتل کر دون یا اس کو
کہین پھینک دون کہ ہوشیار ہو کر تمھارا دامنگیر نہ ہو بہار جادو نے سحر کیا ایک کنیز آئی
اُس سے کہا کہ بلاخیز کو اُٹھا کر لیجا کسی صحرائے ویران مین چھوڑ دینا سلطانہ نے کہا کہ ای
مہ جبین پھر مین اس جوان سے کیونکر ملونگی بہار نے کہا کہ مین وعدہ کرتی ہون کہ تم سے انکو
ملاؤنگی جیسے ہی اُس کنیز نے ارادہ کیا کہ بلاخیز کو اُٹھا کر لیجائے کہ آسمان پر برق چمکی بھائی
بلاخیز کا آفت خیز اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے چاہنے بھائی کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہو اور ایک عورت
پھولون مین لدی ہوئی کھڑی ہو اور کنیز اُسکی چاہتی ہو کہ بلاخیز کو اُٹھائے آفت خیز نے
برق چمکائی کہ اُس کنیز کے دو ٹکڑے ہوئے اور آفت خیز تڑپ کر گرا بلاخیز کو اُٹھا لیگیا بہار
دیکھکر رہگئی مگر سلطانہ نے منہ پیٹ لیا کہا کیون بی بہار صاحبہ تم جانتی ہو کہ یہ کون تھا جو
بلاخیز کو لے گیا بہار نے کہا کہ مین نہین جانتی تم اُسکی عزیزدار ہو تم جانو کہ کون لے گیا سنکر
سلطانہ نے کہا یہ اُسکا بھائی تھا آفت خیز کہ وہ بلاخیز کو اُٹھا لے گیا اُسکو آفت سے بچایا
مگر اب وہ ہوشیار ہو کر آفت برپا کریگا بہار نے کہا کہ مین ابھی جا کر خود آفت برپا کرتی ہون

یہ کہکر بہار اعجاز بیان چلی کہا بادشاہ کو باحتیاط رکھنا مین آکر لیجاؤنگی مگر آفت خیز بلا خیز کو لیکر
ایک پہاڑ پر آیا وہان لاکر بلا خیز کو ہوشیار کیا بلا خیز کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ہون اور
آفت خیز کھڑا ہی اُس سے پوچھا کہ ای برادر مجکو کہان پایا آفت خیز نے بیان کیا کہ ایک مقام
پر تم بیہوش پڑے تھے مین تم کو اُٹھا لایا یہ ذکر تھا کہ ابر گلنار سامنے سے پیدا ہوا آفت خیز نے
کہا کہ ای بلا خیز یہی نازنین قصد کرتی تھی کہ تم کو قتل کرے بلا خیز نے کہا کہ مین نے اسکو پہچانا یہ
وہ ظالم ہی کہ اِسنے اپنی نانی کو قتل کرایا آفت خیز نے کہا کہ دیکھو تم مین اسی سے سمجھ لیتا ہون بلا خیز
تو طرف جنرسپے کے چلا آفت خیز نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا بہار ظاہر ہوئی آفت خیز نے للکارا
کہ او گیسو بریدہ مین نے تجکو پہچانا اپنی نانی کو قتل کرکے اب یہان آئی ہی بڑی آفتین برپا کین
بہار نے جو یہ جملہ سُنا گلدستہ اُٹھاکر پھینک مارا گلدستہ پھٹا پھول برسے چند پھول اسپر بھی گرے
آفت خیز نے جو اُن پھولون کو سونگھا آنکھین سُرخ ہوگئین ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ای ملکہ عالم
جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن بہار نے کہا کہ بلا خیز کا سر لاؤ آفت خیز بہت خوب کہکر چلا مگر یہ
کہگیا کہ مین سر لیکر اُسکا آتا ہون بعد سر لانے کے سرفراز فرمائیے گا بہار نے سر ہلا دیا آفت خیز
تلاش مین بلا خیز کی چلا مگر بلا خیز جو آسمان پر اُڑا کہ نگاہ پڑگئی کہ بادشاہ جمجاہ پہلو مین ایک معشوقہ
کے بیٹھے ہین نگاہ ڈالکر پہچانا کہ یہ تو سلطانہ گوہر پوش ہی کڑک کر گرا بادشاہ کو اُٹھا لیگیا طرف
جنرسپے کے روانہ ہوا سب سردار بلا خیز کے منتظر تھے بلا خیز جو آیا سب نے پوچھا کہ ای شہریار
کیا ہوا بلا خیز نے کہا کہ ان مسلمانون سے لڑنا آفت مین پڑنا ہی ہر جگہ انکے دوست پیدا ہوتے ہین
مین ہی ایسا تھا کہ لایا آہنگر کو بلاؤ اس شہریار کو مسلسل و مطوق کرے کیونکہ اسکو مین فوراً قتل کرونگا
یہ قیدخانے مین رہ نہ سکیگا کوئی نہ کوئی اعانت کریگا یہ ذکر تھا کہ دروازے پر غل ہوا بلا خیز نے کہا
کہ ارے یارو دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیون لوگ فریاد کر رہے ہین چوبدار نے خبر دی کہ آپ کے
بھائی صاحب لشکر کو قتل کر رہے ہین اور آپ کو تلاش کرتے ہین بلا خیز باہر نکلا نکلکر دیکھا
کہ آفت خیز مبہوت و بیقرار ہی مجکو گالیان دے رہا ہی بلا خیز نے للکارا کہ او آفت خیز کیون
دیوانہ ہوا ہی تجکو کسنے وحشی کیا آفت خیز نے جواب دیا کہ عاشق جمال بہار اعجاز بیان ہون
ای بلا خیز تیرا سر لینے آیا ہون ملکہ پہاڑ پر انتظار کر رہی ہونگی سر لیکے جاؤنگا تو مشرف ہون

بلا

بلا خیز نے اشارہ کیا ساحروں نے آفت خیز کو گھیرا اگر آفت خیز کسی کے روکے سے نہیں رکتا ہے
آخر بلا خیز نے اپنی پیشانی پر نشتر مارا اور خون ہاتھ میں لیکر مار دیا وہ خون کی چھینٹیں جو پڑیں فوراً
آفت خیز بیہوش ہوا بلا خیز نے قریب آکر دیکھا کچھ پھول گریبان میں ہیں کچھ کمر میں کچھ مٹھی میں دبے ہیں
بلا خیز نے سب پھول اُس سے جدا کر کے اُن کو مل ڈالا آفت خیز کو ہوش آیا بھائی کو قریب دیکھ کر
رونے لگا کہا ای برادر تم نے دیکھا کہ اُس گیسو بریدہ نے کیا ستم کیا کہ مجھے آپ سے شرمندہ کرایا
بڑی خیر یہ ہوئی کہ آپ تک نہیں پہونچا بلا خیز نے کہا کہ ای برادر میں بڑے کار ضروری میں تھا
بادشاہ اسلام کو گرفتار کر کے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ میں اُسکو جلد ہی قتل کر ڈالوں دم بدم اُسکے
دوست پیدا ہوتے ہیں اقبال اُسکا یاور ہے طالع مددگار مگر جسدن ستارہ گردش میں آوے گا
اُس دن طلسم میں ٹھہر نہ سکے گا ایک ساحر ہمارے یہاں کا لاکھوں پر غالب آئیگا ابتو تمام طلسم
میں غدر ڈال دیا ہے سلطانہ کو ہیر پوش پکڑ گئی بادشاہ اسلام کے پہلو میں بیٹھی تھی میں وہیں سے
جاکر بادشاہ کو اُٹھا لایا آفت خیز نے کہا کہ ای بھائی حقیقت میں تمنے بڑا کام کیا کسکی مجال تھی کہ
طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا بلا خیز نے آفت خیز کو ساتھ لیا باتیں کرتا ہوا دربار میں آیا خود تو
تخت پر بیٹھا آفت خیز کو دنگل زریں نگار پر جگہ دی بادشاہ سامنے بیہوش پڑے ہیں بلا خیز
نے اشارہ کیا کہ بیہوشی سحر دور ہوئی بادشاہ نے جو آنکھ کھولی تو اپنے کو مسلسل و مطوق پایا لیکن
بل کر کے اُٹھے دیکھا بلا خیز تخت پر بیٹھا ہے تمام دربار ساحروں سے مملو ہے ہر ایک کا یہی قول ہے
کہ حقیقت میں کیا کار نمایاں ہوا ہے مگر بلا خیز نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ مجھسے بڑی غفلت ہوئی
کہ لوح محفوظ کھونٹی پر ٹنگی تھی میں کیوں نہ اُتار لایا جلاد کو جلد ہی بلاؤ کہ اِسکو قتل کرے جلاد
ایک زنگی سیہ رو خنجر برہنہ کھینچے ہوئے دربار میں آیا پکار کر نعرہ کیا فرد سلطنت سلیمان کند
فریاد بر جلاد چیست مرغ را ذاتہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ای شہنشاہ ساحران قتل طلسم کشا
پر حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا ایسا نہ ہو کہ اسکے خون کے قطرے دار آئیں اور آپ پر حملہ کریں یہ
سنکر بلا خیز نے کہا کہ ہم کو کسی سے خوف نہیں ہے البتہ ایک غلطی رہگئی کہ لوح محفوظ نہ لایا یہ ذکر تھا
کہ دنائے کی آواز آئی بلا خیز نے کہا کہ اے جلاد سر کاٹ لے اسیر دیر نہ کر بلا خیز نے جو یہ حکم دیا جلاد
خنجر کھینچکر قریب آیا بادشاہ نے دل کو بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع کیا اور ہاتھ اُٹھا کے

کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز اس آفت سے بچانے نظم

نکرد بندگی این بندۂ خدا افسوس ٭ ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس

رہا نہ دام تعلق نگشت این قید سے ٭ بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس

بہ اسے بندگی آمد درین جہان لیکن ٭ نگشت حق عبادت از و ادا افسوس

نکرد قابل تحسین با بتدا کار سے ٭ ندید از رہِ غفلت بانتہا افسوس

نماند دور ترا ز منزل مقاصد خویش ٭ قدم نہاد کہیج از راہ مدعا افسوس

نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم ٭ بہ آستانِ خداوند کبریا افسوس

برنج درد والم ماند در جہان تا ماند ٭ بوقت رفتن ازین دہر رفت با افسوس

رسد بکو چہ و بازار دربدر گردد ٭ چو سگ بجا صل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد ٭ بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس

نکرد براہ خدا خرچ مال و زر ہندی ٭ بدل و گرنہ بماند ازین ترا افسوس

اس طرح بادشاہ نے دل سے دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سامنے لکۂ ابر گلنار ظاہر ہوا بلا خیز نے کہا کہ او جلاد صاحب ببداد جلد ہی سر کاٹ لے کہ بہار اعجاز بیان آتی ہے فساد برپا کریگی مگر کیا ہین اُس سے دبتا ہون جلاد خنجر چمکاکے چلا کہ سر کاٹ لون بہار نے آسمان سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او جلاد ذرا ٹھہر جا جلاد نہ رکا بہار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق تڑپ کر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب اہل دربار حیران ہین کہ یہ کون ہے جسنے آتے ہی یہ کام کیا کچھ خوف نہ ہوا بہار ابر سے اُتری گوشۂ تخت بلا خیز پر آکر بیٹھ گئی بلا خیز نے کہا کہ او ر کرسیان بچھی ہین اُسپر بیٹھو بہار نے کہا کہ ای بلا خیز اپنے تخت پر میری کنیزین بیٹھتی ہین یہی بہتر ہے کہ انکے قتل سے ہاتھ اُٹھاؤ بلا خیز نے کہا کہ ای بہار تجکو خوف خداوند کا نہین ہے یہین سحر مین تجھسے پایہ کمی کا نہین رکھتا بہار نے کانپ کر کہا کہ ای بلا خیز تم نے نام خداوند لیا دل کانپ گیا اگر میری خطا خداوند سے معاف کرا دو تو مین ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون بلا خیز نے کہا کہ تم اس کو قتل کر دو مین وعدہ کرتا ہون کہ تم کو عہدۂ جلیل ملیگا پھر سپہ گر قتل ظلما نہ تمھارے ذمے ہے سب یہی کہتے ہین کہ اگر بہار کوشش نہ کرتی تو ظلمانہ

وہ جادوگرنی تھی کہ کسی کے مارے سے نہ مرتی غارہ افراسیاب مین جاکر اُسنے وہ امتحان دیا کہ دیا گئے
ساحر وجد کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ طلمانہ کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتی بہار نے کہا کہ مین
ابھی قتل کرتی ہون انھین کا سر لیکر خدمت حضرا د مین جاؤن یقین ہے کہ قدرت خوش ہو جاوین
غرور مین اپنے بھرے ہوے ہین کتاب سوانحات مین اپنے ہاتھ سے لکھ چکے ہین اب آج اُس تحریر
سے انکار کرتے ہین مگر ان کے قتل سے یہ بات ہوگی کہ اُن کے انکار کی تصدیق ہو جائیگی فرماتے
ہین کہ تقدیر کرکے اس مضمون کو بدلونگا ہرچند کہ اسکے منکر بہت ہین لیکن لوح کو کوئی نہ پائیگا
سامری و جمشید بھی لکھ گئے ہین کہ یہی شخص فتاح ہے مگر بہار نیچہ کھینچکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا اے
بلاخیز مین تیرے حکم سے قتل کرتی ہون ایسا نہ ہو کہ قدرت خدا معاف نہ کرین بلاخیز نے کہا کہ
مین قدرت کا دامن تھام لونگا اگر تمھاری خطا نہ معاف کرین تو میرے اُن کے فساد ہوگا اور
سب دربندون کو بگاڑ دونگا کہ وہ خراج دینا موقوف کردینگے ایسی بات ہے کہ مین کہ یہ
اور وہ نہ قبول فرمائین ایسا ہی اُنھون نے مجکو اپنا معتبر جانا کہ لوح میرے جز میرے مین
رکھوائی اور مین بھی جان لگا رہا ہون کس زور و شور سے بادشاہ کو گرفتار کرلایا بہار نے تیغ
کھینچ کر نیچہ کھینچے ہوے بڑھی سب اہل دربار حیران ہین کہ بہار تو بادشاہ پر عاشق ہے کیونکر
قتل کریگی مگر بہار آتے آتے قریب بادشاہ پہونچی لوح محفوظ جھولی سے نکال کر گلے مین بادشاہ
کے ڈالدی عرض کی کہ ہان اے شہریار اُٹھیے جیسے ہی لوح محفوظ گلے مین آئی سب قید کٹ کر
گر پڑی بادشاہ تلوار کھینچ کر اُٹھے جو ساحر قریب آیا ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا سحر تاثیر نہین
کرتا مگر آفت خیز کہ بہار سے جلا ہوا ہے ہٹو ہٹو کہتا ہوا قریب بادشاہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا
بادشاہ نے وار اُسکا روک کر تیغہ جھکا کر ہاتھ مارا کہ آفت خیز کے دو ٹکڑے ہوے بلاخیز
بھی سحر کر رہا ہے تلوارین برسائین خنجر گرائے مگر بسبب لوح محفوظ کے کوئی سحر بادشاہ پر تاثیر
نہین کرتا جو سحر آیا بادشاہ نے لوح محفوظ چمکادی کہ وہ سحر ساحرون پر گرا جس ساحر پر تلوار
گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے خنجر بھی ساحرون پر گرے ٹوٹ پڑے ہے عرصے مین کئی ہزار ساحر مارے گئے
بقول شخصیکہ چاہ کندہ را چاہ در پیش یہی آرزو ہے کہ کسی طور سے بادشاہ کو گرفتار کرلین مگر یہ
شہریار ہمیشہ جرأت دیکھ تا زمیدان جلالت اس طور سے جنگ کر رہے ہین کہ ساحر پریشان ہین

بلاخیز نے آفت خیز کا لاشہ دیکھ کر منھ پیٹ لیا اور کہا صد حیف غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جو ہر
حال مین میرا معین و مددگار تھا ذرا مجھپر تکلیف ہوئی اور یہ پہونچا آخر آج اپنی جان دی جی چاہتا
ہی لڑ بھڑ کر مرجاؤن بعد بھائی صاحب کے زندگی نہ کرون مگر زندگی وہ شی ہی کہ اس سے بہتر کوئی نعمت
نہین اس وجہ سے تامل کرتا ہون مگر مقام افسوس یہ ہی کہ آفت خیز نے کسی بات کا خیال نہین کیا
بادشاہ پر جا پڑا اُسکا یہ انجام ہوا کہ بادشاہ پر سحر نے تاثیر نہ کی آخر ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا
مجھے بڑا قلق ہی قدرت سے ضد کرونگا کہ بھائی کو میرے زندہ کر دیجیے کیا عجب ہی کہ قدرت میرا
کہنا قبول کر لین میرے بھائی کو زندہ کر دین بہت ضد کرونگا قدرت کو دامن چھڑانا مشکل ہوگا
مگر بہار نے جب دیکھا کہ بادشاہ پر بلوہ ہی ہزارون ساحر آکر جمع ہو گئے نیزے مار مار کر بھاگتے
ہین سحر کرنا تو موقوف کیا جانتے ہین کہ سحر تاثیر نہین کرتا بہار اعجاز بیان نے گلدستہ اُٹھایا کچھ
اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا ہوا سے معتدل چلی پھول برسنے لگے چند طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے
گوشۂ قصر سے پیدا ہوے یہ آوازین دیتے تھے نظم

محبت جان جان تم کو جو میری آزمائی ہی ÷ تو اُسکا امتحان کرلو جو دل مین ٹھنے ٹھانی ہی
قریب الموت ہون اور دور مجھسے یار جانی ہی ÷ کشش تیری مجھے اسوقت اے دل آزمانی ہی
شباب آئینہ دکھلا کر اُنھین کرتا ہی خود رفتہ ÷ بجا ہی یہ غرور حسن آغاز جوانی ہی
پھٹا پڑتا ہی جوبن ہوتی ہین جانین فدا صدقے ÷ ستم ہی حسن کا عالم قیامت نوجوانی ہی
تڑپتا ہی کوئی دل تھام لیتا ہی کوئی سنکے ÷ حقیقت مین نہایت درد خیز اپنی کہانی ہی
ہمارے مرنے مٹنے کی نہین کرتے ہو کچھ پروا ÷ تمھین رحمت خدا کی واہ وا کیا قدر دانی ہی
ہنر پیرا ہو تو ذرخوش آب ہی ہر شعر تر اپنا ÷ بحمد اللہ وہ بحر طبیعت مین روانی ہی

ان اشعار کو سن سنکر تمام ساحر سر ٹکرانے لگے بارگاہ سے نکل گئے بلاخیز نے دیکھا کہ بارگاہ مین
سناٹا ہوا چند افسر سحر کر رہے ہین اور بہار جسپر سحر کرتی ہی وہ سر ٹکراتا ہوا نکل جاتا ہی بہار نے اب
بادشاہ سے اشارہ کیا کہ نکل چلیے مین نے ساحرون کو ہٹا دیا بادشاہ نے ستون بارگاہ تھام کر
ایک جھٹکا مارا بارگاہ لہرائی بلاخیز کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو بارگاہ گر پڑے تو دب جاؤن آخر نکلکر
بھاگا بارگاہ سے باہر آیا لشکر والون کو للکارا کہ یارو مقام افسوس ہی کہ ایک شخص تم سے نہین مارا جاتا

بہار کی طرف متوجہ نہ ہو تم سب مل کر بادشاہ پر بلوہ کر و کمندین مار کر گرفتار کر لو ساحر کمندین
لیکر جو بڑھے بہار نے دیکھا کہ اگر یہ لوگ قریب آگئے تو بڑا غضب ہو گا گلدستہ مارا جیسے ہی گلدستہ
پھٹا سب ساحر بھاگے اور پھول برسنے لگے کئی سو ساحر سر ٹکرا کر مرے غل مچاتے تھے کہ ای بہار
جمال اپنا دکھا دے مشتاق مرتے ہین اب وقت رحم ہی مگر بہار اعجاز بیان دمبدم گلدستے
مار رہی ہی جب گلدستہ پھٹا ہوا ٹھنڈی چلی نخلستان مین طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین پھول اسقدر
برستے ہین کہ انبار ہو جاتے ہین مگر بادشاہ لڑتے بھڑتے سامنے بلا خیز کے پہونچے بلا خیز نے
ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ غبار زرد اٹھا بادشاہ اُسی غبار مین چھپ گئے اور ساحرون نے
بلوہ کیا بڑھ بڑھ کر نیزے مارنے لگے مگر جسطرح شیر صحرائی کاکاہ مین ہوتا ہی اُسی طرح بادشاہ جمجاہ
لڑ رہے ہین کہ بہار نے چند پھول پھینکے وہ غبار زرد پھٹا بادشاہ نے جھپٹ کر بلا خیز کو
تیغ ماری کہ سر بلا خیز کا زخمی ہوا بلا خیز نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے اُڑا
بہار نے ہرچند روکا مگر نہ رکا بادشاہ نے کئی تیر مارے تیرون نے بھی خطا کی بلا خیز نکل گیا
بہار اعجاز بیان نے ایک تخت تیار کیا اُسپر بادشاہ کو بٹھا یا لیکر چلی سامنے قلعہ قرطاس
کے پہونچی ملکہ سلطانہ حیران و پریشان بالاے قصر ٹہل رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی نہین
معلوم بادشاہ اسلام پر کیا گذری کنیزین عرض کرتی ہین اب دشمن کے قبضے مین گئے ہین خدا اُنکا
اُنکی جان بچاے سلطانہ اس ذکر پر روتی ہی اور کہتی ہی یا سامری و جمشید اُس شہریار
کو اُس ساحر کی بدعت سے محفوظ رکھیے یہ ذکر تھا کہ دیکھا بادشاہ جمجاہ مع بہار اعجاز بیان
کے تشریف لاتے ہین جیسے ہی سلطانہ نے بادشاہ کو دیکھا خوش ہو گئی کہ تخت بادشاہ مع بہار
ہوا سے اُترا سلطانہ نے استقبال کیا بادشاہ کو مسند پر متمکن کیا اور پہلو مین بہار کو بھی بٹھایا
اور آپ مصروف خدمتگزاری ہوئی کنیزون کو حکم دیا کہ جلد شراب و کباب حاضر کرو اُسی وقت
کنیزان خوشرو و خوشگلو بیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئین جام بھر کر سامنے بادشاہ
کے حاضر کیا بادشاہ نے انکار کیا سلطانہ نے کہا انکار تو حضور کا ٹھیک ہی بہار تم اپنے ہاتھ
سے پلاؤ میرے ہاتھ سے انکار ہی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا یہ انکار بسبب مذہب کے ہی نہین معلوم
تمھارا کیا مذہب ہی نام مذہب سُنکر سلطانہ کو سناٹا آگیا کہا ای شہریار تمام عالم سامری و

جمشید پرست ہی بادشاہ نے فرمایا یہ مذہب باطل ہی مذہب یہ ٹھیک ہی کہ رحیم و کریم وحدہ لاشریک
ہی یہ سب مکار تھے سحر سیکھ کر دعوی خدائی کیا تمام دنیا کو برگشت کردیا سلطانہ نے خوش ہو کے
کہا کہ ای شہریار وہ وحدہ لاشریک کہاں ہی بادشاہ نے فرمایا نگاہون سے نہان ہی جن کو
اُسنے چشم بصیرت دی ہی وہ اُسکا ظہور جلوۂ قدرت دیکھتے ہین سلطانہ نام خدا سے نادیدہ سُن کر
بہت ہنسی کہا ای شہریار یہ کیسی آپ لوگون کو غفلت ہی کہ جس خدا کو دیکھ نہین سکتے اُسکی پرستش
کرتے ہین ہمین دکھا دیجیے بادشاہ نے فرمایا وہ نگاہ تمھاری کہان ہی وہ حاضر و ناظر سمیع و علیم
و کریم و حکیم و دادرس اُفتادگان ہی تم نے سُنا ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام
نے گھر مین فرعون کے پرورش پائی زوجہ اُسکی صاحب اعتقاد تھی کاہن روز فرعون کو آگاہ کرتے
تھے کہ باطل کرنے والا تمھارے مذہب کا تمھارے گھر مین پرورش پارہا ہی جب فرعون گھر مین آکر
کہتا تھا تو زوجہ اُسکی روتی تھی اور کہتی تھی وہ لوگ ناحق کو اِسکے دشمن ہین یہ معصوم بے زبان ہی
آخر کاہنون نے یہ بات ٹھہرائی کہ ایک طرف انگارا آگ کا رکھو اور ایک سمت مروارید بے بہا
اور اُس لڑکے کو چھوڑ دو اگر نادان ہی تو آگ پر ہاتھ ڈالیگا اور اگر دانا ہی تو موتیون پر توجہ
کریگا فرعون نے یہی کیا حضرت موسیٰؑ نے موتیون کی طرف ہاتھ بڑھایا حضرت جبرئیلؑ نے بحکم
پروردگار ہاتھ حضرت موسیٰؑ کا انگارے پر رکھ دیا ہاتھ جل گیا پھر ید بیضا عنایت ہوا
کیون ای سلطانہ کیا قدرت پروردگار ہی کہ اس سن و سال مین یہ فہم و ذکا مرحمت فرمایا تھا
کہ سمجھتے تھے موتی عمدہ شی ہی مگر پروردگار نے اپنی مصلحت ظاہر کی علاوہ قصۂ حضرت موسیٰ کے
قصۂ حضرت یعقوبؑ و حضرت یوسفؑ ملاحظہ کرو سوتیلے بھائیون نے کیا کیا تکلیفین پہونچائی اُس تکلیف
مین کنوئین مین گرے اللہ کی رحمت سے تاجرون نے نکالا آخرکار ملک مصر کے بادشاہ ہوے
جن بھائیون نے گرایا تھا وہی بھائی آکر سائل ہوے غلہ اُن کو دیا مگر یہ مصلحت تھی کچھ تعرض
نہ فرمایا سلطانہ اس بیان پر بادشاہ عالیجاہ کے جھومنے لگی کہا ای شہریار آپ کیون زیادہ
دلیل کو کام فرماتے ہین میرا اعتقاد ٹھیک ہوا ساحری و جمشید پر لعنت کرتی ہون خدائے وحدہ
لاشریک کا اعتقاد کیا بہار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمھاری خوشی کے واسطے ٹھہر گئی چلو اب
تم بھی نکل چلو سلطانہ نے کہا کہ مجکو باپ کا خوف ہی قرطاس ہردم در پہلوان زبردست کہ

جو اُسکے مقابلے مین آیا وہ مارا گیا یا زیر ہو کر مطیع ہوا اگر سُن پائیگا تو حضور کا ضرور پیچھا کریگا
بادشاہ نے فرمایا کہ اگر پیچھا کریگا تو سزا پائیگا سلطانہ نے عرض کی آج مجھے نہ لیجائیے پہلو مین اسی قلعے
کے ایک باغ ہی سلطان لِغ اُسکا نام ہی وہ باغ میرے نام سے بنا ہی مین وہین جاتی ہون آپ
وہان تشریف لائیے گا مجھسے ملاقات ہوگی اگر مناسب ہوگا تو مین نکل چلونگی ملکہ سلطانہ یہ حیلہ کر کے
اپنے باغ مین چلی گئین بہار و بادشاہ تخت پر سوار ہو کر چلے تخت اُڑا ہوا جاتا ہی بادشاہ جمجاہ
ملاحظہ فرما رہے ہین کہ بڑے بڑے پہاڑ اور صحرا ے وسیع ہین جانوران درندہ جابجا جنگلون مین
پھر رہے ہین ایک پہاڑ سامنے نہایت بلند و مرتفع تھا معلوم ہوتا ہی صاحب اس کوہ کا
محفل عیش مین بیٹھا ہی کیونکہ گانا ہو رہا ہی بادشاہ نے فرمایا ای بہار اعجاز بیان یہ کون مقام
ہی اس کوہ کا کیا نام ہی بہار نے کوہ کو دیکھ کر ایک آہ کی کہا ای شہریار اس پہاڑ پر اول عملداری
ہماری بہن کی تھی گلفروش اُن کا نام تھا جب سے اُنکا انتقال ہوا ہی شطرنج یہاں کی حاکم ہین
لڑائی جھگڑا تو اُن کا کھیل ہی آٹھ پہر غصے مین رہتی ہین جی چاہے تو ملاقات کر لیجیے مجھسے بڑا رسم ہی
یہ کہکر تخت ٹھہرایا ملکہ شطرنج جادو قصر سے نکل آئین سر اُٹھا کر جو بہار کو دیکھا شگفتہ ہوگئین
پُکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے آج کا دن بہت مبارک تھا کہ آپ کی زیارت ہوئی کنارے
تخت اُتار اشطرنج ساتھ لیکر بہار و سعد شہریار کو اپنی بارگاہ مین آئی مگر شطرنج جادو
بادشاہ کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی آخر ضبط نہ ہو سکا پوچھا کہ کیون بُوا بہار آپ کی تو کچھ تعریف
کرو کہ آپ کا نام نامی کیا ہی اور کہانسے آتی ہو بہار نے کہا کہ ای شطرنج اس حال کو نہ
پوچھو یہ وہ شہریار ہین کہ طلمانہ انھین کے ہاتھ سے قتل ہوگئین اور صدہا ساحر مارا گیا کوئی
ساحر ایسا نہ تھا کہ جسنے انپر قصد نہ کیا ہو جمشید ثانی آٹھ پہر انھین کی فکر مین رہتا ہی کہ ان کے
دشمنون کو قتل کر دون مگر یہ صاحب اقبال ہین کچھ زور نہین چلتا شطرنج نے کہا کہ مین خداوند
سے اصلاح کرا دون بہار نے کہا کہ یہ وہ فساد نہین کہ جسکی اصلاح ہو یہ ظاہر ہی کہ قضا و قدرت
کی انکے ہاتھ سے ہی جس وقت لوح طلسمی ملجائیگی اُس وقت مرحلے لُوٹین گے پھر خداوند بھاگکر
کہان جاوینگے یقین ہی ناچار ہو کر مقابلہ کرین مقابلہ کیا اور مارے گئے مقابلہ کر کے ان کے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شطرنج نے جھلا کر کہا کہ ای بہار تم قدرت کو بذلت یاد کرتی ہو بہار

نے کہا کہ ای شطرنج تصویر تو کرو کہ کیا ہے کہ قدرت میں سحر یاد کر کے خداوند بن بیٹھے طلسم قبضے میں آگیا اُسی غرور میں دعوی خدائی کیا مگر انجام اس کا بد ہی بہار و شطرنج میں تکرار ہونے لگی شطرنج نے جھلا کر کہا کہ تو ایسا ہی امور مذہب میں دخل نہ دو بیٹا۔ وہ خداوند ہیں بہار نے کہا آپ ہی تو اُن کو خدا و قدرت کہو گی دیکھو تو انکار نہ کرو تمھیں ملال ہوگا شطرنج نے کہا کہ ای بہار آج کئی دن کا ذکر ہی کہ صحبت میں خداوند کی میں گئی تھی تو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ لاشہ ملمانہ آیا خداوند نے کہا کہ ای شطرنج تم سمجھیں کہ نانی کو تو اسی نے قتل کرایا مجھکو بڑا تعجب ہوا مگر اب تمھاری باتوں سے ثابت ہوتا ہی کہ قدرت سچ کہتے تھے بہار نے کہا کہ ہاں شطرنج میں تمھاری ملاقات کو آئی تم نے یہ جھگڑا پھیلایا جو جیسا کریگا وہ پائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک برق چمکی سرکار جادو ملازم جمشید ثانی برائے سیر نکلا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ شطرنج جادو کی بارگاہ میں بی بہار بیٹھی ہیں وہیں سے نعرہ کیا کہ ای شطرنج تو نے باغیہ کو اپنے گھر میں جگہ دی ہی ابھی فتور کر کے آئی ہی اب یہ جانے نہ پائے یہ کہکر سرکار نے گولہ مارا بہار نے اپنے ہاتھوں سے گجرہ اُتار کر پھینکا سامنا گولہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سے معتدل چلی سامنے قصر کے باغ تھا طائران زمزمہ سرا جو درختوں پر بیٹھے تھے پر کھولکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے نظم

آج وہ حمام جاتے ہیں نہانے کے لیے
ہم چلے زیر قدم آنکھیں بچھانے کے لیے

ای سگ دلدار آنا ہی اگر تو جلد آ
ہڈیاں میری ہما آیا ہی کھانے کے لیے

مغبچے پھر کیوں نہ میرے واسطے لائیں گزک
جب اُٹھے پیر مغان خود می پلانے کے لیے

ہی سرور و عیش دنیا واسطے اغیار کے
ہم فقط پیدا ہوئے ہیں رنج اُٹھانے کے لیے

بعد مردن یہ کیا احسان میری روح پہ
آتے ہیں وہ پھول تربت پہ چڑھانے کے لیے

اس سرائے دہر سے ملک عدم کا قصد ہی
ہم کفن باندھے ہوئے بیٹھے ہیں جانے کے لیے

اس زبان سے شکر خالق کیا ہو ای سطوت بھلا
نعمتیں دنیا کی ہیں موجود کھانے کے لیے

یہ اشعار جو طائروں نے پڑھے سرکار جادو کی آنکھیں سُرخ ہو گئیں ہاتھ باندھ کر سامنے بہار کے آیا عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں بہار نے ہنس کر کہا دربار جمشید میں جاؤ ملکہ حسینان حسن پرست جو شاہزادی دربار جمشید کی ہی اُسکو لاؤ کہنا بہار نے بلایا ہی

اگر وہ بخوشی نہ آئے تو گرفتار کرکے لاؤ یہ سُنکر سرکار جادو چلا جب سرکار جادو روانہ ہو گیا تو
بہار نے شطرنج سے کہا کہ ای شطرنج یہی حال تمہارا بھی کرونگی شطرنج نے بھی گولہ مارا بہار
نے مسکرا کر کہا کہ ای گلفام ان کو بھی لیتا آ ایک طرف سے آواز آئی کہ حاضر ہوئی شطرنج نے
دیکھا کہ ایک نازنین پھولون مین لدی ہوئی آئی اور میرا ہاتھ تھام کر کہا کہ تم بھی سرکار جادو
کے پیچھے جاؤ اور جس طرح بنے ملکۂ حسینان حُسن پرست کو لاؤ یہ سُنکر شطرنج بھی روانہ ہوئی
بہار اعجاز بیان تخت پر سوار ہوئی بادشاہ کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف لشکر کے روانہ ہوئی
مگر ملکۂ حسینان حُسن پرست سب شاہزادیون کی افسر ہی صحبت جمشید مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا
یا خداوند دل گھبراتا ہی اگر حکم ہو تو سیر کر آؤن یہ شاہزادی جمشید سے رخصت ہو کر اپنے
مقام سے اُٹھی جمشید اسپر جان دیتا ہی ملکۂ حسینان حُسن پرست دربار جمشید سے اُٹھی اور
اُڑتی ہوئی چلی قریب کوہ بوقلمون کے پہونچی بوقلمون جادو جو یہان کی حاکم ہی اُسکو خبر ہوئی
کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست آئی ہین اسنے اپنے قصر سے نکل کر سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم
اس وقت کہان سے تشریف لاتی ہو ملکۂ حسینان حُسن پرست نے مُسکرا کر جواب دیا کہ ای
ملکۂ عالم اس وقت صحبت خداوند مین بیٹھی تھی کہ یکایک دل گھبرایا مین برائے سیر نکل آئی
بوقلمون جادو نے عرض کی کہ ای ملکہ تشریف لائیے چل کر محفل مین بیٹھیے شراب و کباب کا
دور ہو ملکۂ حسینان نے کہا مین فقط برائے سیر آئی تھی مگر ای بوقلمون کیا کہون میرے
سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ کوئی تمہاری تلاش مین آتا ہی اس وجہ سے دربار خداوند سے الگ
ہو آئی کہ جو کچھ معرکہ ہو قدرت کے سامنے نہ ہو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے سرکار جادو جھومتا ہوا
آیا مگر گل بوٹون کو صحرا کے دیکھ کر وجد مین ہی ہر پھول کو توڑ کر سونگھتا ہی غنچون کو دیکھ کر مسکراتا
ہی پتون کو دیکھ کر تالیان بجاتا ہی جیسے ہی ملکۂ حسینان حُسن پرست کو دور سے دیکھا پکار کے
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم حُسن وجمال وای ماہ آسمان کمال تم کو ملکہ بہار نے بلایا ہی یہ
کہکر پہاڑ پر آیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین کیا بہار کی نوکر ہون کہ جو اُسنے مجکو بلایا ہی سرکار
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تکرار نہ کیجیے اگر آپ بخوشی نہ جاوینگی تو مین گرفتار کر لیجاؤنگا ملکۂ حسینان
نے کہا کہ ای سرکار اپنے ہوش مین آؤ تمہاری کیا مجال ہی کہ مجکو بہ جبر لیجاؤ مین ابھی پلٹاتی ہون

یہ کہکے بوقلمون سے اشارہ کیا کہ ایک جام شراب تو لاؤ بی بہار نے میرے ساتھ شعبدہ کیا اُسکا جواب تو ہو بوقلمون نے کنیز کو حکم دیا کنیز گلابی شراب کی اور ایک جام بلوری لے آئی حسینان نے جام بلوری لبریز کیا اور طرف سرکار کے اشارہ کیا کہ تم کو قسم ہی سر ملکہ بہار کی یہ جام پی جاؤ نام بہار سُن کر سرکار شگفتہ ہو گیا اُسکے ہاتھ سے جام لیا لیکر پیے الدبنبہ انجام پی گیا جام پیتے ہی سرکار ناچنے لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ کرون ملکہ حسینان نے سوچ کر کہا کہ جاؤ جاکر بہار کا سر لاؤ سرکار یہ سُنتے ہی جھومتا ہوا چلا ملکہ حسینان و بوقلمون مین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم چلیے آپ کو بی بہار نے بلایا ہی ملکہ حسینان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو دیکھا کہ ملکہ شہرخ جادو اُسی حال مین اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہی ملکہ حسینان نے ہنس کر کہا آج مجھپر لشکر کشی ہی بڑے طالب بہت چلے آتے ہین یہ کہکر پھر حکم دیا کہ ایک جام شراب لاؤ اسکو بھی پلا دیا یہ بھی اُسی طرح جھومتی ہوئی چلی مگر ملکہ حسینان نے اس سے بھی کہدیا کہ بی بہار کا سر لاؤ یہ دونون آگے پیچھے چلے مگر ملکہ بہار بادشاہ کو ساتھ لیے ہوے لشکر مین پہونچی ہی سب شاہزادیون نے استقبال کیا میثاق نے بھی کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ نے سرفراز فرمایا ہم سب نہال ہو گئے سب شاہزادیان ملکہ بہار کو گھیرے ہوے بارگاہ مین لیکر آئین بادشاہ جمجاہ تخت پر متمکن ہین دورہ سرداروں کا بندھا ہی ایک نازنین مہجبین بادشاہ کی تشریف آوری کی خوشی مین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

عکس اُسکی زلف کا نہین جام شراب مین	بال آتے ہین نظر قدح آفتاب مین
غواص اپنی فکر ہوئی جبکہ آب مین	دریا سے موج زن نظر آیا حباب مین
آئی قیامت اُسنے لگایا ہی منھ سے جام	ہی اتصال ماہ مین اور آفتاب مین
عاشق نہین ہی کون گوش یار کا	عالم ہی غرق ایک ہی موتی کی آب مین
بیدار دل جو ہین اُنھین سونے سے کیا خطر	یوسف ہوا ستارون کا مسجود خواب مین
عبرت کے واسطے ید قدرت نے غافلو	کھینچی شبیہ افسر شاہی حباب مین
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	ناسخ ہین خاک رہگذر بوتراب مین

اس رنگ سے یہ اشعار گلستہ کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ لشکر

مین ہلڑ ہوا بادشاہ نے گھبراکر فرمایا یاروبہ کیا آفت ہی میثاق گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی
کہ ای ملکہ عالم جسکو آپ نے روانہ کیا تھا وہ پلٹ کر آیا ہی آپ کو تو بھولا لشکر کو قتل کر رہا ہی
یہ سنتے ہی بہار اعجاز بیان اپنے مقام سے اُٹھی باہر آکے دیکھا کہ سرکار جادو شکر کرتا ہوا
آتا ہی اہل لشکر مین عجب ہنگامہ ہی کہ کسی کا سر اُڑ گیا اور کسی کا ہاتھ اُڑ گیا کوئی دیوانہ وار وہ
وحشی مثال غل مچاتا پھرتا ہی کوئی تاثیر سحر سے پاگل ہی کوئی ضعف سے مضمحل ہی بہار کو جو سرکار
نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ملکہ حسینان جہان حسن پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہی اگر چلنے مین کچھ
تامل فرمائیے گا تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا بہار نے چند پھول طرف آسمان کے پھینکے
کہ پھول برسنے لگے چند پھول اُسمین سے سرکار نے اُٹھا لیے اُن کو سونگھتا ہوا پلٹا اب ہوش
مین ہی سوچا کہ بہار بلاے روزگار ہی اس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی اس رنگ مین قریب کوہ
زمرد پہونچا ملکہ زمرد جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی دور سے جو سرکار نے دیکھا عاشق جمال ہو گیا
بلبلاتا ہوا بالاے کوہ آیا سامنے کھڑا ہو کر رونے لگا زمرد جادو نے پوچھا کہ کیون سرکار
یہ ہاتھ مین کیا ہی مٹھی کھول کر دکھاؤ سرکار نے مٹھی کھول کر دکھایا کہا یہ پھول عطیہ ملکہ بہار
ہین اس وقت تمھارا جمال دیکھ کر میرے ہوش درست نہین ہین جو حکم دو وہ بجا لاؤن
زمرد نے کہا بیٹھ جاؤ سمجھا جائیگا جب سرکار بیٹھا تو زمرد جادو نے ساقی بچے کو حکم دیا کہ آپ کو
جام دو کہ انجام بخیر ہو زمرد نے جو یہ حکم دیا سرکار نہال ہو گیا دل سے کہتا تھا کہ معشوق نے
بڑی خاطر کی جام پیتے ہی اور زیادہ بیہوش ہوا چاہتا ہی کہ قریب بیٹھون زمرد جادو نے
کہا کہ صاحب الگ بیٹھو قاعدے سے رہو تم جانتے ہو کہ مین مدت سے اس مقام پر رہتی
ہون بڑے بڑے ساحر آتے ہین اور دیکھ کر چلے جاتے ہین مین نے آج تک کسی پر توجہ نہین
کی سرکار نے کہا کہ مجھسے صبر نہین ہو سکتا مین تو قریب ہی بیٹھونگا زمرد نے منع کیا کہ ای
سرکار قاعدے سے بیٹھو بے اعتدالی نہ کرو مگر سرکار بگڑ رہا ہی زمرد بھی خفا ہو رہی ہی
کہ آسمان پر برق چمکی شہپال آدمخوار کہ قریب ایک جزیرہ ہی اُسمین رہتا ہی مدت سے زمرد پر
عاشق ہی وہ آکر پہونچا سرکار کو جو بے قاعدہ دیکھا کہا ای ملکہ عالم یہ کون ہی [illegible]
کہ آپ سے گفتگو خلاف کر رہا ہی سرکار نے کہا کہ مین عاشق جمال ہون شہپال [illegible]

بس اب الگ رہو ایسا نہو کہ بادولت کو غصہ آجاے سرکار نے کہا کہ مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون شہپال اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اُٹھ تو مین تجکو سمجھا دون وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے سرکار نے گولا سحر کا مارا شہپال نے گولہ ہاتھ مین پکڑ لیا اور جھپٹ کر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا مارا کہ سرکار زمین پر گرا چیر پھاڑ کے پھینک دیا اور تھوڑا سا گوشت کچا کھا لیا زہرہ نے کہا کہ ای شہپال یہ کیا کیا یہ خداوند کا مصاحب تھا شہپال نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین مدت سے آپ پہ عاشق ہون مگر آج تک زبان سے نہین نکالا آپ کی خوشی کے متعلق رہا یہ بیجا بے ادبی کر رہا تھا مگر جب سرکار مارا گیا پھول جو اسکے ہاتھ مین تھے وہ ہوا پر اُڑ گئے ملکہ بہار سرکار کو پھیر کر پھر آکر محفل مین بیٹھی ہی کہ پھر لشکر مین ہاڑ ہوا بہار نے پوچھا کہ اب یہ کیا معرکہ ہو گیا اور کوئی صاحب تشریف لاے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ شطرنج جادو لشکر کو پامال کر رہی ہین اور آپ کی جناب مین کلمات نادرست کہتی ہین یہ سُن کر بہار پھر اُٹھین آکر شطرنج جادو کو دیکھا کہ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی ہر مرتبہ پکارتی ہی کہ ای ملکۂ حسینان حُسن پرست تمہارے شعلۂ جمال نے قلب و جگر جلا دیا بہار جادو نے گجرہ اُتار کر سحر کیا کہ ہواے معتدل چلی نخل جھومنے لگے ایک طائر نے نخل سے اپنا سایہ ڈالا جیسے ہی سایہ پڑا شطرنج ہوش مین آگئی منتین کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم معاف فرمائیے گا ملکۂ حسینان حُسن پرست نے مجکو بھیجا تھا بہار نے ہنس کر کہا کہ اب تم جاؤ ملکۂ حسینان کا سر لاؤ بہار نے جو یہ ہنس کر کہا شطرنج کے سر پر ایک جن سوار ہو گیا تلوار کھینچ کر طرف قصر بوقلمون کے چلی جب یہان آئی تو معلوم ہوا کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست قصر ہفت رنگ کی طرف روانہ ہو گئین اُسی طرح دیوانہ وار وحشی مثال طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ ہوئی یہان ملکۂ حسینان حُسن پرست محفل جمشید ثانی مین پہونچی ہی آنیسے ملکۂ حسینان کے دربار روشن ہو گیا جمشید نے پہلوے تخت پر جگہ دی ہنس ہنسکر باتین کرتا ہی ملکۂ حسینان کو بہت ناگوار ہوتا ہی مگر خاموش بیٹھی ہی کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا جمشید نے پوچھا کہ ارے یہ کیا آواز آئی لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ شطرنج جادو لشکر کو پامال کر رہی ہین اور پکارتی ہین کہ ملکۂ حسینان کہان ہین ملکہ بہار نے اُنکا سر مانگا ہی ملکۂ حسینان نے ہنس کر کہا کہ بہار

کی شامتین آئی ہین میرے ساتھ شعبدے کرتی ہین شطرنج سے جاکر کہو کہ ان لیگتا ہون کو
کیون قتل کرتی ہو ملکۂ حسینان اندر بارگاہ کے موجود ہین ساحرون نے جو یہ جاکر کہا شطرنج
جھومتی ہوئی بارگاہ مین گھس آئی کسی نے اسکو نہ روکا ملکۂ حسینان کو جو دور سے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ بس اسی مین بہتر ہو کہ میرے ساتھ چلو خدمت مین ملکہ بہار کی حاضر ہو ورنہ
بہت بُری طرح پیش آؤنگی ملکۂ حسینان نے کہا ای شطرنج جاؤ جاکر بیٹھو مگر شطرنج نے نہ مانا
تلوار کھینچکر جھپٹی ملکۂ حسینان نے اشارہ کیا اور مسکرا کر آواز دی کہ یہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لو اور
گلا کاٹو تب مجھے آرام آئے ملکۂ حسینان نے یہ جو ہنسکر کہا شطرنج نے فورًا تلوار گلے پر رکھ لی
ملکۂ حسینان نے اشارہ کیا شطرنج نے اپنا گلا کاٹ ڈالا پھر حکم دیا کہ لاشہ اسکا پھینکدو اور
بگڑ کر کہا کہ یا خداوند بہار کو اپنے سحر پر بڑا غرور رہی جاکر سزا دون جمشید نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم آپ کا جانا بہتر نہین بڑا سحر کامل وہان یہ ہو کہ جمال طلسم کشا جسنے دیکھا وہ مبہوت
ہوا بیہوشی کی باتین کرنے لگا اور اطاعت مین مصروف ہوا سوائے اطاعت اور کسی کام مین
نہین مصروف ہوتا ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین تو ضرور جاؤنگی اور بہار کو سزائے کامل دونگی
اُسکے غرور سے طبیعت کو از حد ملال ہوا سب شاہزادیان کھڑی ہوگئین ملکۂ حسینان کی منتین
کر رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم نہ جاؤ ملکۂ حسینان نے کہا کہ مجکو چین نہ پڑیگا آٹھ پہر غرور اُس کا
یاد آئیگا مین مشکین باندھکر لاؤنگی اور بہت ذلیل کرونگی اُس کو بھی معلوم ہو کہ سحر کیا چیز ہو
طریقہ سحر کا وہ جانتی نہین صرف پھول پھینکنا وہ جانتی ہو اُس کے سحر کے پھول جلا دونگی
پہلے جلتے ہی وہ سحر کرون کہ زہر پھولون کا جل جائے پھر سحر کا ہے سے کریگی جمشید ثانی
نے پھر یہی کہا کہ ای شہنشاہ حسینان مجکو بہت ناگوار ہو کہ تم جاؤ اگر دام عشق طلسم کشا مین پھنس جاؤ
تو مین کیا کرون ایسا ممکن ہو کہ وہ کوئی بات اُٹھا رکھیگی ظاہا نہ ایسی ساحرہ اُس سے تنگ ہوکے
ہار گئی ملکۂ حسینان نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ سُن لیجیے گا ہر چند جمشید نے اور سب شاہزادیون نے
سمجھایا مگر ملکۂ حسینان نے نہ مانا جب باہر نکلی تو اپنے اسباب سحر کو درست کرنے لگی جمشید ثانی
نے تین لاکھ ساحر ساتھ کیے ملکۂ حسینان حُسن پرست تخت پر سوار ہوئی نوبت و نقارے
بجتے ہوئے لشکر اتنا بڑا ہمراہ ہر روز آب بو و جائے تو مقام کرتی ہوئی طرف لشکر شاہ کے

جاتی ہے زمرد جادو بالائے کوہ بیٹھی ہے کہ لشکر ملکۂ حسینان سامنے سے گذرا زمرد جادو نے دریافت
کیا ستر ہزار ساحر ساتھ لیکر یہ بھی ہمراہ ملکہ حسینان ہوئی ملکہ حسینان عیش کرتی ہوئی
جاتی ہے ہر منزل پہ جلسہ ہوتا ہے ناچ گانے کا بڑا شوق ہے جلسہ کرتی ہوئی جاتی ہے انشاءاللہ
ذکر انکا وقت پہ تحریر کیا جائے گا

دو کلمہ داستان ذکر رہائی ملکہ قرلیشہ سلطان از قید خانۂ معرفت دیلواورنگ و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عیش	کہیں رند شیدائے صہبائے عیش	کہیں عیش و عشرت کا ساماں ہے
کوئی غم میں بیکار و حیران ہے	فلک در پئے رنج غربت ہوا	کہ سامان عیش و فرح مٹ گیا
کسی کو نہ دیکھا کہیں شادمان	جسے دیکھتے ہیں وہ ہے غم کنان	سکندر سا ذیقدر و الاحشم
اٹھائے سفر میں بہت رنج و غم	ارسطو سے استاد با عز و جاہ	کہ چرخ قیامت کا روشن نشان
ہر اک فن میں ذی علم و صاحب کمال	کتابوں میں لکھا ہے سب اسکا حال	وہ نوشیروان صاحب عدل و داد
کہ مشہور ہیں دشمنوں کے فساد	وزیر سپہ کار بیتاب ہوا +	عدالت کا سامان سب ہٹ گیا
جو تھا پہلوان رستم ذوالفقار +	تھا ماتم میں سہراب کے بیقرار	کوئی رنج دنیا سے حیران ہوا
کوئی ہے شقی پشیمان ہوا	گنہگار ہے اور کوئی بیگناہ	کوئی خواہش نفس میں ہے تباہ
غرض چین عالم میں ملتا نہیں	کبھی غنچۂ فکر کھلتا نہیں +	وہ مجنون و فرہاد غم آشنا
کہ جنسے ہیں اہل کرم آشنا	ہمیشہ مصیبت میں حیران رہے	کہ دشت و جبل میں پریشان رہے
نہ معشوق سے وصل حاصل ہوا	اسی رنج میں قیس گھائل ہوا	اٹھائے جو رنج و الم بے شمار
تو ہیں عاشقو [illegible]	غرض حال دنیا کا کب تک لکھوں	یہ بہتر ہے اس سے کہ خاموش ہوں

چہرۂ زندانیان مصیبت و بلا و سیاحان دشت رنج و عنا اس داستان شوکت بیان کو یون
تحریر فرماتے ہیں مشاطۂ عروس سخن سنج و غواص دریائے ہوش + جنہیں ریختہ گوہر دامان
گوش ہے سابق میں ذکر ہو چکا ہے کہ ملکہ قرلیشہ سلطان و آسمان پری قید خانے میں قید
ہیں حیران و پریشان ہیں ملکہ آسمان پری فرماتی ہیں کہ کیوں اے نور نظر اسی قید خانے میں

عمر کٹیگی رہائی کی کب صورت ہوگی قرلیشہ سلطان فرماتی ہین کہ اے مادر مہربان نہ گھبرائیے
انشاء اللہ وقت رہائی قریب ہے مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین رہا ہو گئی جمشید ان جھوٹگی
آپ کی ضرور فکر کرونگی آپ زیادہ پریشان نہ ہوجیے مگر جمشید ثانی طلسم ہیئت کا بانی جب اسکو
خبرین گذرین کہ طلسم کشا نے ظلمانہ کو مارا اور طرف جزیرہ بابا خیر کے جاتے ہین اور ملکہ
مسیدنا ان جشن پرست برائے مقابلہ بھی روانہ ہوچکی ہین یہ حالات سُن کر اور دیکھ کر بہت
پریشان ہوا غصہ مین بیٹھا تھا کہ دیو اورنگ سامنے آیا آکر سجدہ کیا یہ دیو اورنگ
دیو عفریت کا بھائی ہوتا ہے کہا یا خداوند مقام ناسفت ہے کہ آسمان پری و قرلیشہ سلطان
زندان مین قید ہین انپر ایسی مصیبت نہین پڑتی کہ تڑپ تڑپ کر قید مین مرجاوین جمشید
نے کہا کہ اے اورنگ مین نے اکثر نگہبان بدلے مگر جو نگہبان گیا اُسنے کوئی بدعت ایسی
نہین کی کہ یہ شاہزادیان تمام ہوجاتین اگر قرلیشہ سلطان کا انتقال ہو تو آسمان پری
مکدر ہو گیا عجب ہے کہ مکدر ہو کر قدرت سے میل کرے اور آمادہ صلح ہو اورنگ نے
عرض کی اگر یہ اسے ایک ہفتہ نگہبانی غلام کے سپرد ہو تو مرگ قرلیشہ کی خبر سناؤن جمشید
نے کہا کہ میر منشی سند نگہبانی زندان خانہ اورنگ کو لکھ دو کہ یہ جاکر چوکی پہرا دے
دیو اورنگ سند لیکر زندانخانہ پر آیا اپنا انتظام کیا حکم دیدیا کہ کھانا ہمارے حکم سے
جایا کرے تین دن کھانا دیکر بھیجا ملکہ قرلیشہ کو بڑا صدمہ ہوا فرمایا یہ کون نگہبان مقرر ہوا
ہے کہ آب و خورش مین کمی ہے کسی نگہبان نے دیو اورنگ سے اطلاع کی کہ ملکہ قرلیشہ کھانے
کی شکایت کرتی ہین اورنگ نے کہا کہ کل کھانا ہم خود لیکر جاوینگے دوسرے دن جو کھانا
آیا تو دیو اورنگ کھانا اور کوزہ آب لیے ہوئے اندر آیا دیکھا ملکہ قرلیشہ پابزنجیر بیٹھی ہین
مگر خود زرین سرپر طوق گلوگیر گلے مین ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین چہرہ مثل آفتاب
روشن دیو اورنگ جمال بے مثال قرلیشہ دیکھ کر دنگ ہو گیا قریب آکر بیٹھا گھل مل کر
باتین کرنے لگا کہا کیوں ملکہ عالم آپ دختر صاحبقران باحشم ہین آپ کی قید کو مہینون گذرے
کوئی صورت رہائی کی نہین نکلتی قرلیشہ نے کہا کہ اے دیو اورنگ جب وقت رہائی آئے گا
رہا ہو جاوینگے ہمارے عزیز قبلہ و کعبہ و برادران ذیحشم کیا کوشش کر رہے ہین ہمین یقین کامل ہے

کہ طلسم فتح ہو جائیگا پروردگار ہم کو رہا کرائیگا اورنگ نے سر جھکا کر کہا کہ اگر مجھکو بہ شوہری
قبول کیجیے تو مین آپ کو قید خانے سے رہا کر کے نکال لے چلون ہر چند کہ قریشہ سلطان کو بہت
ناگوار ہوا مگر سوچی کہ وقت جبر و صبر ہے کہا اے اورنگ اگر تو یہ کام کرے تو مین تجھکو اپنے لشکر کا
سپہ سالار کرونگی اور جو کچھ کہے گا وہ قبول کرونگی اورنگ سمجھ گیا کہ قریشہ کو میرا کہنا قبول ہے
اے اورنگ کیا عمدہ ملک اسکے قبضے مین ہین سب پر قبضہ کرونگا سپہ سالار لشکر سے کون
عمدہ و بہتر ہے مقابلۂ خداوند مین بھی جا کر لڑونگا اور جبسپر لشکر کشی کرونگا اسکو گرفتار کر لاؤنگا
چند دن مین میرا شہرہ ہو جائیگا اور جو اورنگ نے کہا ملکہ قریشہ سلطان نے اچھا اچھا
کہدیا دیو اورنگ باغ باغ ہو گیا باہر آ کر نگہبانون سے کہا آج تم لوگون کو فرصت ہے
مین خود پہرا دونگا دیوزادون کو یہ کہکر رخصت کیا آپ شام سے پہرے پہ بیٹھا جب زلف
لیلائے شب کمر سے گذری اپنے مقام سے اٹھا قید خانے مین آیا کہا اے ملکۂ عالم نکل چلیے
مین نے سب نگہبانون کو ہٹا دیا اُس وقت ملکہ قریشہ سلطان کو آسمان پری کا خیال
نہ رہا اورنگ نے ہتھکڑی کاٹی قریشہ نے قید توڑ کر پھینکدی اورنگ نے دروازہ بھی
کھولدیا قریشہ سلطان نکلین اورنگ ساتھ ساتھ ہے جب کوس بھر نکل آئین تو ملکہ قریشہ
نے گھبرا کر کہا کہ اے اورنگ بڑی غفلت ہوئی مادر مہربان قید خانے مین رہگئین اب پلٹو
تاکہ اُنکو بھی ہمراہ لے لین اورنگ نے کہا کہ آپ کا چلنا مناسب نہین ہے آپ اسی
مقام پہ ٹھہرین مین آسمان پری کو نکال لاؤنگا قریشہ نے کہا کہ بہتر ہے اورنگ براے
رہائی ملکہ آسمان پری چلا یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین نشے مین تخت پر پڑا
تھا کہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر اڑ کر آیا پہلے خوب چلایا آخر مجبور ہو کے قریب آ کر
جمشید ثانی کے سر پر ٹھونگ ماری جمشید نے آنکھ کھولی وہ طائر پھڑک کر زمین پر گرا اور
تڑپنے لگا جمشید نے کہا کہ بڑا غضب ہوا الٰہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ قریشہ رہا ہو گئین یہ کہکر
خود چلا اُس وقت پہونچا کہ ستارۂ سحری چمک چکا تھا دروازہ قید خانے کا کھلا ہے جمشید
نے جھانک کر دیکھا قریشہ سلطان کو قید خانے مین نہ پایا سر پیٹنے لگا کہتا تھا کہ ثانی صد قہر
قید سے نکل گئی اب لشکر کشی کریگی اس سوچ مین کھڑا تھا کہ دیو اورنگ آ کر پہونچا جمشید کو

دیکھ کر گھبرا گیا جھک جھک کر سلام کرنے لگا جمشید نے کہا کہ کیوں اورنگ آج سب نگہبان کہاں گئے دروازہ قیدخانے کا کیوں کھلا ہی اورنگ نے گھبرا کر کہا کہ نگہبان اپنے گھر گئے ہیں دروازے کا حال مجکو نہیں معلوم میں کیا بیان کروں میری کوئی خطا نہیں ہی جمشید نے کہا کہ او بے حیا نمک حرام تو نے بڑا غضب کیا کہ قریشہ کو نکالدیا جلد بتا ورنہ آتش قہر و غضب سے جلادونگا اورنگ نے دست بستہ عرض کی خداوند کو اختیار ہی مگر میں نے کوئی خطا نہیں کی مگر جمشید ثانی جھلایا ہوا تھا مُٹھی خاک کی اُٹھا کر اورنگ پر ڈالدی کہ اورنگ جلکر خاک ہوا ملکہ قریشہ سلطان نے چند ساعت انتظار کیا جب عرصہ ہوا تو ایک طرف چل نکلیں دور سے برج قلعہ سلاسل پری معلوم ہوے ملکہ اُسی طرف چلیں قضاے کار دیو فولاد ملکہ سلاسل پری پر عاشق ہو کر آیا ہی سلاسل پری آج کل متردد و متوحش حیران تھی کہ ملکہ قریشہ قید ہیں کسکو ہراسے مدد بلاؤں زخمی ہوکر قلعہ بند ہوئی تھی کہ دیو فولاد نے حملہ کیا ہر چند کہ تیغ وغیرہ اہل قلعہ نے مارے کئی ہزار دیو مارے گئے مگر دیو فولاد چوبدست ہلاتا ہوا پتھروں کو منجنیق کے رد کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا منتیں کر رہا تھا کہ اے ملکہ عالم نکل آؤ ورنہ قلعہ لونگا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سلاسل پری نے بیقرار ہو کر پروردگار سے رجوع کی کہ اے خالق ارض و سما اے معین و مددگار اس آفت سے بچالے اس ظالم نے گھیرا ہی اسکے ہاتھ سے کیونکر نجات ملے نظم

خدا ہستی باقلیم خداوندی خداوندا — توئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست و چہ در بالا — چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
توئی اشرف توئی اعلیٰ توئی والی توئی والا — توئی واحد توئی یکتا توئی درمان توئی بینا
تو رزاقی و خلاقی خدائی جملہ آفاقی — تو ہستی والی عقبیٰ تو ہستی مالک دنیا
تو مطلوبی تو محبوبی تو محبوب خوش اسلوبی — توئی در ابتدا ما را توئی در انتہا ما را
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن — نباشد صورتی خالی ز نورت در جہان اصلا

بیقرار ہو کے سلاسل پری نے جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ آفتاب عالمتاب حسن و جمال صاحب جود و کمال صاحب زور و طاقت با جلالت و شوکت ملکہ قریشہ سلطان سامنے

نمایاں ہوئیں وہیں سے للکارا کہ او ناپاک خبردار آگے نہ بڑھنا لیکن قریشہ سلطان کو دیکھ کر
دیو فولاد ناچنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم خداوند راس الشیاطین نے تمکو بھیجا ہے
ہرچند کہ میں سلاسل پری پر عاشق تھا مگر اب تم پر مائل ہوا تیغ ابرو سے گھائل ہوا پردۂ قاف
کی سلطنت دونگا سب دیووں پر بادشاہ کرونگا قریشہ سلطان نے للکارا کہ او نامرد کیا
بیہودہ بکتا ہے جو کچھ ہو سکے قصور نہ کر میدان میں آ کر کمال دکھا زبان تیر و کلمۂ ممود سے کام
لے زبان کو نیام دہن میں رکھ دیو فولاد یہ کلمہ سن کر لپٹا قریب پہونچکر چاہا دست لگائے قریشہ نے
کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل زمین پر آیا ایک گرز ایسا مارا کہ دیو فولاد کا سر
پھٹ گیا ہمراہی اسکے آپڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملکہ قریشہ سلطان نے تھوڑے عرصہ
میں سب کو شکست دی لاشۂ فولاد کا سب دیو لیکر بھاگے سلاسل پری قریشہ سلطان کو
ساتھ لیکر قلعے میں آئی سامان دعوت کیا ملکہ قریشہ سلطان نے کہا کہ اے سلاسل پری
میں نے قید خانے سے رہائی پائی مگر مادر مہربان رہ گئیں لشکر تیار کرو کہ لشکر کشی کرکے چلیں
سلاسل پری نے چار ہزار نرہ ہائے دیو جمع کیے ملکہ قریشہ سلطان بعہدۂ افسری او سلاسل
کو تخت پر سوار کیا طرف طلسم کے چلیں جب دروازے پر طلسم کے پہونچیں تو دیکھا کہ ایک صحرا
سبزہ زار ہے اس صحرا میں ایک کوہ فلک شکوہ ہے دروازے پر کوہ کے چند کرسیاں بچھی ہیں
ایک جوان تاجدار کرسی پر بیٹھا ہے قریشہ سلطان کے جمال کو دیکھ کر وہ تاجدار اشارے کرنے لگا
کہ آئیے تشریف لائیے ہیں تو آپ کا مشتاق تھا طلسم میں بھی آپ کا ذکر ہو رہا ہے خداوند نے حکم دیا
ہے کہ اگر قریشہ سلطان آویں تو انکی خاطر کرنا خبردار کوئی بات خلاف نہ ہو لیں میں ہمراہ
خدمت حاضر ہوں قریشہ سلطان تلوار کھینچے ہوئے بڑھیں چاہتی ہیں کہ اس مقام کو طے کرکے
قریب درۂ کوہ پہونچوں اس تاجدار کو سزا دوں کلمات لغو کہہ رہا ہے کہ پہلو سے آواز آئی او جوان
شمشیر زن خبردار آگے نہ بڑھنا یہ مقام علامت طلسم نوخیز جمشیدی ہے بانی بنا کر گئے ہیں کہ اسکے
اندر کوئی نہ جائیگا قریشہ سلطان نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار دار شمشاد ہاتھ میں لیے
جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے قریب قریشہ پہونچکر ہاتھ مارا ملکہ قریشہ نے دار کو قلم کیا اس دیو
نے چاہا کہ لپٹ جاؤں قریشہ سلطان نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس دیو کے دو ٹکڑے ہو گئے وہ

تاجدار تعریفین کرنے لگا کہ حضور یہ ملعون اسی لائق تھا ملکہ نے اُسکو سلام کیا اور جھپٹ کر قریب
اُس جوان کے آئین اُس جوان نے تعظیم کرکے ملکہ کو کرسی پر بٹھایا جام لبریز کرکے ہاتھ مین دیا ملکہ
نے جام پی لیا اُس جوان نے ہاتھ تھاما ملکہ قریشہ سلطان کو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین داخل ہو گیا ملکہ
سلاسل پری نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ پلٹ دیا ذان سب نے عرض کی کہ ایک شب اور
انتظار کیجیے شاید ملکہ قریشہ کا حال معلوم ہو سلاسل پری اُسی مقام پر اُتر پڑی صبح کو اُٹھی
لشکر مین ماتم ہوا سب پریزادین رونے لگین سلاسل پری نے پوچھا کہ کیون صاحبو خیر تو ہی سب نے
عرض کی ملکہ غضب ہوا قریشہ سلطان کا لاشہ کنارے پر لشکر کے پڑا ہی ہم لوگون کو اب تاب
نہین ہی کا شکہ نا بینا پیدا ہوتے کہ لاشہ قریشہ نہ دیکھتے دل کانپ رہا ہی کہ کس ساعت چلے تھے
اب چلو صاحبقران کے پاس چلین اُن سے سب حال عرض کرین کہ وہ کچھ تدبیر کرین گے اس عجائب
و غرائب کی فکر کرنے والے وہ ہی ہین کیسے کیسے طلسم فتح کیے اور کیسے کیسے ساحر مارے مگر عجیب
معرکہ گذرا سلاسل پری یہ خبر سُن کر بہت روئین آخر کل لشکر کو تیار کرکے تلاش مین صاحبقران
کی چلین کہ ذکر ان کا وقت پر ہوگا مگر ملکہ قریشہ سلطان کو وہ جوان ساتھ لیے ہوئے درۂ کوہ
سے جو نکلا شہر مین داخل ہوا شہر نہایت آباد عمارتین کل پختہ بنی ہوئین دوکانین سجی ہوئین صراف
و بزاز و جوہری بیچ اپنی اپنی دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی وہ جوان ایک ایک
دوکاندار سے کہتا ہی کہ مین نے آج رُکن اسلام گرا دیا قریشہ سلطان ایسی شاہزادی کو
گرفتار کیا دوکاندار کہتے ہین کہ ای تاجدار تمھاری کارگزاری کا کیا کہنا بڑے شخص کو گرفتار
کیا بڑی تکلیف اُٹھائی اب ان کو کیا کیجیے گا تاجدار کہتا ہی کہ اب ان کو بخدمت خداوند لیجاؤنگا
وہ جیسا مناسب جانین گے ویسا حکم دین گے ملکہ قریشہ سلطان خاموش چلی آتی ہین کہ ایک
طرف سے نوبت و نقارے کی آواز آئی یہ آواز سُنکر اُس تاجدار نے ہاتھ چھوڑ دیا اور ہنسکر کہا
کہ ہوشیار چاپک سوار آتا ہی یہ کہکر وہ تاجدار چلا گیا سامنے سے ایک سواری پیدا ہوئی آگے
آگے شتر سوار ہٹو بچو کرتے ہوئے نکل گئے بعد اُسکے پلٹنین رسالے پرے جمائے ہوئے نکلے انکے
بعد ایک جوان تاج شاہی بر سر جامۂ شہنشاہی در بر بہ نخوت تمام تخت پر بیٹھا نمایان ہوا اب
ملکہ کی بیقراری طرفہ حیران تھی کہ مین کہان آ گئی وہ تاجدار تخت سے کود آ کر ملکہ کو سلام کیا عرض کی

تخت پر سوار ہو جیسے قریشہ سلطان نے کہا کہ مین سپاہی کی دختر ہون مجھے تاج و تخت سے کیا کام
اُس تاجدار نے چاہا کہ زبردستی ہاتھ تھام لون ملکہ قریشہ سلطان نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اُس
تاجدار کا اُڑ گیا فوج والے ملکہ قریشہ سلطان پر ٹوٹ پڑے قریشہ لڑ رہی ہین صدائے گیرو دار
بلند ہی کئی سر افسر ہاتھ سے قریشہ کے مارے گئے یقین ہی کہ فوج کو شکست کامل ہو کہ جو
سپہ سالار فوج کو لڑوا رہا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ارے یارو نقابدار نیلی پوش کو خبر کرو کہ
نیلی پوشون کو لیکر آئے ان کو گرفتار کرلے یہ جو پکار کر اُس افسر نے کہا پہلوے شہر سے نوبت اور
نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک نقابدار نیلی پوش دو ہزار نیلی پوشون سے آکر پہونچا اور
جیسے ہی وہ آکر گرا قریشہ نے نیا معرکہ دیکھا کہ جسکو قتل کیا ایک سے دو بن کر تیار ہوئے تھوڑی
دیر مین نیلی پوشون سے وہ شہر بھر گیا اور وہ سب مل کر کمندین مارنے لگے نیزے مار مار کر بھاگتے ہین
قریشہ انتہا کی زخمی ہوئین اُن مکارون نے کمندین مار کر قریشہ کو گرفتار کیا ملکہ قریشہ نے
دیکھا وہ تاجدار جو میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہی تخت پر سوار ہی اور حکم دے رہا ہی
کہ ارابہ لاؤ اور قیدی کو سوار کرکے لیچلو ایسا قیدی کبھی نہین آیا تھا کہ صدہا آدمی اسطرف
کے مارے گئے ملکہ قریشہ سلطان کو مسلسل و مطوق کیا ایک ارابے پر سوار کرلیا وہی جوانان
نیلی پوش ارابے کو ساتھ لیکر چلے دارالامارۂ شاہی مین آئے قریشہ سلطان نے دیکھا کہ جو
جوان درۂ کوہ پر ملا تھا وہ یہان تخت پر بیٹھا ہی حکم دے رہا ہی کہ قیدی کو سامنے لاؤ ملکہ
حیران ہوگئین کہ یہ جوان یہان کیونکر آیا پھر خیال ہوا کہ مقدمۂ طلسم ہی ایسے ایسے شعبدے
بہت ہونگے اُس تاجدار نے کیفیت سُن کر حکم دیا کہ آج شب کو حفاظت کرو کل بخدمت خداوند
قید روانہ کرونگا پہلوے دارالامارہ مین قصر تھا اُس مین قریشہ کو قید کیا قصر مین قفل لگا دیا
نگہبان دروازے پر بیٹھے ہین چرچے ہو رہے ہین کہ اگر نیلی پوش جادو نہ پہونچتا تو قریشہ
نہ گرفتار ہوتین دو پہر رات گئے تک نگہبانون کی آواز سُنی دو پہر رات گئے سب نگہبان
سو گئے ملکہ قریشہ سلطان ملول و حزین بیٹھی ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ دیکھا دیوار قصر
پر سے بذریعہ کمند کے ایک سیہ پوش اُترتا ہوا آتا ہی اُتر کر مکان مین آیا قریشہ کو سلام کیا
قدمون کو بوسہ دیکر کہا کہ اے ملکۂ عالم اُٹھیے چلیے مین دن سے آپکا حال زار دیکھ رہی تھی

کسی نے آپ کو بجرأت گرفتار نہین کیا ملکہ قمر لیشہ نے فرمایا ای مہ جبین تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا
ہی اُسنے نقاب چہرے سے اُٹھائی قمر لیشہ سلطان نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ دریاے جواہر مین
غرق سر جھکائے بیٹھی ہی اور کہہ رہی ہی کہ مین عاشق جمال حضور ہون آپ کی رہائی کیواسطے
حاضر ہوئی قمر لیشہ سلطان خاموش ہو رہین اُس نازنین نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھولی
ملکہ قمر لیشہ سلطان کو دی کہا حضور جب اس تختی کو جنبش دیجیے گا سحر ساحر کا باطل ہوگا بانیان
طلسم یہ تحفہ بنا کر رکھ گئے ہین میرا پنجہ قابض ہوا مین اسکو لے آئی کہ آپ کے پاس رہیگا کام
آئیگا کوئی ساحر ہاتھ نہ ڈال سکیگا قمر لیشہ سلطان نے وہ تختی لیکر بازو پر باندھی پھر دوبارہ
پوچھا کہ ای مہ جبین تیرا نام کیا ہی اُس نازنین نے کہا کہ میرا نام شمع محفل افروز نام ہی یہان کا
جو بادشاہ ہی مین اُسکی دختر ہون جب آپکا دربار مین آنا ہوا مین نے جھروکون سے دیکھ رہی تھی
جمال جہان آرا دیکھکر اسقدر بیقرار ہوئی کہ آپ پر دیوانہ تڑپ رہا آخر تاب نہ آئی قیدخانے
مین حاضر ہوئی آپ صبح کو قیدخانے سے نکلیے گا قید سب ٹوٹ جائیگی پھر آپ اس قلعے سے بہت
نکل جائیے گا حقیقت مین یہان آپ کو بہت تکلیف ہی اور جو ساحر آپ پر سحر کریگا اُسکا سحر بوجہ
برکت تختی اثر نہ کریگا آپ لڑتی بھڑتی نکل جائیے گا بیرون قلعہ جاکر ایک آواز دیجیے گا کہ ای
داراب جنی جلد آکر حاضر ہو اور اس تختی کو جھکائیے گا داراب جنی تخت لیکر آئیگا اور اُسپر
آپکو سوار کر کے لیجائیگا مگر جب تک طلسم کشا لوح نہ پائیگا تب تک آپ کو باعث پریشانی
ہی کسی طرح آپ کا اندر طلسم کے داخلہ نہین ہو سکتا شمع محفل افروز یہ خوبی سمجھا کر چلی گئی
صبح کو جو پہاٹک کھلا دیکھا قیدی موجود ہی نگہبانون کا یہ قول ہی کہ ہماری قید سے رہائی
دشوار ہی ہمارے اس قیدخانے سے قیدی زندہ نہین نکلتا ملکہ قمر لیشہ اپنے مقام سے
اُٹھین آواز دی کہ او بیحیاؤ ہم جاتے ہین نگہبانون نے کہا کہ قیدی کی مجال ہی کہ یہان سے
نکل سکے ملکہ قمر لیشہ سلطان نے اُس تختی پر نگاہ ڈالی سب قید کٹ کر گر پڑی تلوار کسی
نگہبان کی اُٹھالی لڑتی ہوئی نکلین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے قصر سے جو باہر
نکلین ساحرون مین غلغلہ ہوا کہ یارو یہ غضب کی بات ہی کہ قیدی نکلا جاتا ہی کیونکر آ
روکین سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا کیا کرین ملکہ قمر لیشہ سلطان شیرانہ وار شمشیر زنی کرتی ہوئی جب

قلعہ پہونچین داراب جنی کو پکارا پہلوے صحرا سے ایک تخت پر ایک جوان خوشرو سوار قریب
قریشہ آکر پہونچا ہر چند کہ ساحر گھبرے ہوے ہین مگر داراب جنی نے کچھ خوف نہ کیا اور ملکہ کو
تخت پر بٹھا کر لیچلا لاکھ لاکھ ساحر سحر کرتے ہین تاثیر نہین کرتا سب حیران و پریشان ہین مگر
داراب جنی ملکہ قریشہ سلطان کو تخت پر سوار کرکے لے نکلا ساحر مجبور ہوکر رہ گئے کچھ نہو سکا
بلکہ آپسمین کہتے ہین کہ خداوند راس الشیاطین اس جوان پر مہربان ہین کہ تخت پر بٹھا کر
لے گئے قریشہ سلطان کو داراب اپنے ساتھ لیے ہوے ایک صحرا مین آیا ملکہ نے دیکھا
کہ اُسی صحرا مین ایک باغ ہی دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی قریشہ کو لیکر اُسی
باغ مین آیا بارہ دری مین مقام صدر پر جگہ دی عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی اپنے
ساتھ والون کو لیکر حاضر ہوتا ہون یہ کہکر داراب جنی ملکہ سے رخصت ہوا مگر کہ گیا
کہ اگر غلام کو عرصہ ہوجاے تو گھبرائیے گا نہین شاید سامان کرنے مین دیر ہو مین ایسا سامان
کرکے لاؤنگا کہ آپ لڑتی بھڑتی تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچین اول تو یہ خبر مشہور ہوچکی ہی حضرت جمشید
نے سُنا ہوگا کہ ملکہ قریشہ رہا ہوگئین یقین ہی کہ فوج روانہ کرے ملکہ قریشہ سلطان پریشان
بیٹھی ہوئی ہین چند پریزادین داراب جنی براے خدمتگزاری ملکہ چھوڑ گیا ہی وہ سب
خدمت مین مصروف ہین صبح کو ملکہ اُن سب پریزادون کو لیکر بالاے بام آکر بیٹھین دشت کا
تماشا دیکھ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا نہایت قوی جسیم آگیا
آگے پشت پر کئی ہزار نرہ ہاے دیو اُسی طرف آتا ہی پریزادون نے عرض کی کہ داری دیو کیبوس
اس سرحد کا حاکم ہی معلوم ہوتا ہی کہ براے مقابلہ حضور آتا ہی قریشہ سلطان نے کہا کچھ
خوف نہین ہی اگر آتا ہی تو سمجھا جائیگا حقیقت مین دیو کیبوس قریب باغ آکر اُترا اور منظور ہوا
کہ کل بلوہ کرے نگا ملکہ قریشہ سلطان کے ساتھ سواے اُن پریزادون کے اور کون ہی باہر
نکل کر بارگاہ استادہ کرائی خود بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار رہی صبح کو دیو
کیبوس کئی ہزار نرہ ہاے دیو سے آکر سامنے کھڑا ہوا صفین جمکین یا نہین ارادہ ہی کہ میدان
مین جاؤن ملکہ قریشہ سلطان پریشان ہین کہ مین یکہ و تنہا اُس طرف استقدر دیو ہاے جسیم
کریم کسی معین کو بھیج اس حیرانی مین کھڑی ہین کہ دیو کیبوس نے میدان مین آتے ہی نعرہ کیا

ملکہ قریشہ سلطان مسلح و مکمل ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اب وہ وقت ہو کہ دیو کیوس میدان مین نعرے
کر رہا ہو کہ کوئی میرے مقابلے مین آسے تو مزہ اُٹھائے داراب حبشی مع دوسی جنون کے آکر پہونچا
اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ غلام حاضر ہوئے تو میدان مین جائیے قریشہ رُک گئین
کہ داراب حبشی جنون کو لیکر قریب آیا اور عرض کی کہ حضور تامل فرمائین غلام جاکر دیو کیوس کو
جواب دیگا یقین ہو کہ شرمندہ ہو پھر ارادہ نہ کرے مگر قریشہ نے کہا کہ ای داراب حبشی تمہارا
اس وقت آنا غنیمت ہوگیا ورنہ حیران تھی کہ کیا کرون تمہارے آنے سے قلب کو قوت ہوئی
روح کو راحت ہوئی مین جنگ سے مُنہ نہین چھپاتی ہمارے قبلہ و کعبہ صاحبقران زمان اٹھارہ
برس تک پردۂ قاف مین لڑے کوئی مقام باقی نہین رہا کہ جہان نہین پہونچے جس مقام پر پہونچے
دہانکے کانٹے پاک کیے کوئی دیو ایسا نہ تھا کہ جس سے مقابلہ نہ پڑا ہو داراب کو ملکہ قریشہ بھولی
سمجھا کر مقابلۂ کیوس مین آئین کیوس نے للکار کر آواز دی کہ کیون ای قریشہ سلطان
کچھ تمکو ہمارا خوف نہ ہوا کہ دیو کیوس ایسا دیو زبردست دیو فولاد کا عزیز ہی جس وقت
سے مین نے لاشہ فولاد کا دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آخر کو جھٹ آیا اب بھی کچھ نہین گیا ہی اطاعت
کرو کیا عجب ہو کہ خطا معاف کردون قریشہ نے فرمایا کہ ای کیوس تجھ ایسے صدہا میرے ملازم
ہین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر دیو کیوس نے یہ سنتے ہی دار فولادی جھلا کر اپنے کاندھے سے
اُتاری خبردار خبردار کہکر ہاتھ دار کا مارا قریشہ نے دار کو قلم کیا کیوس نے ڈنڈو کا کھینچ مارا
قریشہ نے خالی دیا اِسنے خیال کیا کہ ای کیوس لپٹ پڑ جیسے پہاڑ کے اسے کہا چاہ یہ سوچکر لپٹنے لگا
قریشہ سلطان نے دونون ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو کیوس مُنھ کے بھل زمین پر جھکا ملکہ
نے اُسی حال مین ایک گھونسا مار دیا کہ دیو کیوس کا سر پھٹ گیا فوج کیوس نے یلوہ کیا داراب
شریک جنگ ہوا ہر چند کہ فوج کیوس کا ارادہ ہو کہ ملکہ قریشہ کو گرفتار کرلین مگر داراب حبشی
مع ہمراہیون کے شریک جنگ ہو دونون لشکر ملے ہوئے تلوار چل رہی ہو ہر چند اُن کا افسر
مارا گیا مگر یہی ہلڑ ہو کہ یارو جس طرح بنے قریشہ کو گرفتار کرلو مگر جنگ قریشہ سلطان نمونۂ
جنگ صاحبقران ہو ادھر داراب بھی کد و کوشش کر رہا ہو وہ دیو زاد بھی لڑ رہے ہین
گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہی سامنے باغ کے ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہی جس وقت تک

داراب جنّی نہ لڑا تھا فوج کو گمان تھا کہ قرلیشہ کو گرفتار کرلین گے مگر داراب جنّی نے لاش پر لاش
گرانا شروع کی آخر ہمراہیان کیوس گرتے پڑتے قریب لاش کے آسے پکارتے تھے کہ ای جوانو اپنے
مالک کی لاش کو اُٹھا لو ایسا نہ ہو کہ جنگ مین پامال ہو جاے تو باعث پریشانی ہو مگر قرلیشہ نے
تھوڑے عرصے مین اُن سب کو شکست دی وہ سب لاشہ کیوس لیکر بھاگے دور تک قرلیشہ
نے اُن کا پیچھا کیا مگر وہ سب نکل گئے ملکہ قرلیشہ بفتح و فیروزی پلٹین داراب جنّی نے عرض کی
کہ حضور اب کیا ارادہ ہی ملکہ قرلیشہ نے کہا کہ اپنا ہر وقت یہی قصد ہی کہ لڑتی بھڑتی تا بہ
زندان طلسمی پہونچون اور مادر مہربان کو رہا کرون داراب جنّی نے عرض کی کہ رہائی آپ کی
والدۂ ماجدہ کی طلسم کشا کے ہاتھ پر موقوف ہی ابھی آپ اسی باغ مین تشریف رکھیے مین
اور فوج کو جمع کر کے لاؤن جمعیت کامل ہو لے تو آپ کا حکم بجا لاؤن ملکہ قرلیشہ سلطان اسی باغ
مین آکر اُترین داراب جنّی فوج کو چھوڑ کر پھر روانہ ہو گیا مطلب داراب جنّی کا یہ ہی کہ فوج کو
معقول طور پر جمع کر کے ملکہ کے ہمراہ چلون ملکہ قرلیشہ سلطان باغ مین بیٹھی ہین داراب جنّی
جا چکا ہی وہ دوسی جن جو آئے تھے دروازے پر باغ کے اُترے ہین کہ ایک پریزاد دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ کنیز نے خبر سُنی ہی کہ دیو عزاب چالیس ہزار سرہ ہاے دیو کی جمعیت سے ہمراہ
مقابلہ حضور آتا ہی قرلیشہ نے کہا کہ آنے دو اُسکی بھی قضا لاتی ہی انشاء اللہ بوجہ احسن
مقابلہ ہوگا جیسا کچھ ہوگا وہ ظہور مین آئیگا تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ دیو عزاب فوج کو
ساتھ لیے ہوے آکر پہونچا باغ کے سامنے اُترا ملکہ قرلیشہ سلطان بھی باہر تشریف لائین بارگاہ
استادہ کرائی دیو عزاب نے طبل جنگی بجوایا ملکہ قرلیشہ نے بھی جواب مین طبل جنگی کو حکم دیا رات بھر
تیاریان ہوئین صبح کو دیو عزاب جوشان و خروشان میدان مین آیا چالیس ہزار سرہ ہاے دیو
آکر جمع ہوے دیو عزاب نے قصد کیا کہ میدان مین نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ قرلیشہ نے دیکھا کہ آگے
آگے کئی سو علم نشان کئی لاکھ سوار کے ظاہر ہوے بعدہ دیکھا کہ پلٹنین آراستہ و پیراستہ آئین اور
کربیت بن قہقہہ کئی من کی دار کاندھے پر رکھے ہوے اور بار بار اُسکو چرخ دیتا ہوا عین وقت
پر آکر پہونچا دیو عزاب کو دیکھا کہ میدان مین مشتلم کر رہا ہی کربیت بن قہقہہ کہ گلستان ارم کی
طرف جاتا تھا راہ مین خبر پائی کہ قرلیشہ سلطان باغ داراب مین ہین پلٹ پڑا فوراً صف سے

جدا ہوا للکار کر آواز دی کہ ای دیو غراب تو جانتا ہو کہ مین شہنشاہ قاف ہون مجکو دیکھ کر بھی
نہین پلٹتا دیو غراب نے آواز دی میرے مقابلے مین آئیے مین خود خان قاف ہون عفریت
کے قتل کی خبر سُن کر نکلا ہون سب رئیس زادے جو پیدا ہوے ہین اُنسے مقابلہ پڑیگا اُس وقت
تم کو معلوم ہوگا کہ شہنشاہ قاف کون ہی و افسر دیوان و پریان کون ہی جب وقت پڑیگا تو
کوئی ساتھ نہ دیگا یہ سُن کر کربیت بن قہقہہ مقابلہ غراب مین آیا لیکن اس کے دل مین خیال
ہی کہ غراب کو مار کر قریشہ پر جا پڑون جم کر لڑون گرفتار کر کے اُن کو پردۂ ظلمات مین لیجاؤن
یہ سوچ کر غراب سے کہا کہ لاحربہ کر مین تیری ضرب دست کا مشتاق ہون غراب نے چوب
لگائی کربیت اتنا بڑا زبردست ہی کہ اسکا کوئی ہم نبرد نہین ہی ہاتھ بڑھا کر کلائی غراب کی
تھام لی غراب لپٹ پڑا کربیت سے اور غراب سے کشتی ہونے لگی کربیت غالب آیا غراب کو
زیر کیا دیو غراب کے لشکر والون نے چاہا کہ اپنے آقا کو رہا کرلین لینا لینا کہہ کر دوڑ پڑے
مگر کربیت نے غراب کی مشکین باندھین اور مصروف جنگ ہوا کئی لاکھ نرہ ہاے دیو اسکے
ساتھ ہین ہمراہیان غراب سے جنگ ہونے لگی لشکر غراب کو پامال کیا خیمے بارگاہین سب
لوٹ لین یہی ارادہ ہی کہ قریشہ سے مقابلہ کرونگا لڑائی فتح کر کے بارگاہ مین آیا غراب کو
سامنے بلوایا سمجھا کر کہا کہ ای غراب میری شرکت کرو تمھارا ملک تم کو دونگا سب رئیس زادونکو
اُن کے بزرگون کا ملک دونگا آسمان پری طلسم مین قید ہین قریشہ کو مارے لیتا ہون غراب
نے ناچار ہو کر اطاعت کی ہمراہ کربیت ہوگیا کہا آپ بیٹھے ہین طبل جنگی بجوائیے مین قریشہ سے
سمجھ لونگا کربیت نے طبل جنگی بجوایا قریشہ نے بھی جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر
تیاریان ہوئین صبح کو کربیت تین لاکھ فوج سے میدان مین آیا غراب سب کے آگے آگے
شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی قریشہ کے ہمراہ وہی دوسری جن ہین تین لاکھ کے مقابلے مین کھڑی
ہوئی ہین یہ اطمینان تمام ساتھ والون سے کہہ رہی ہین کہ دیکھو کس رنگ سے مقابلہ ہوتا ہی
تم لوگ فقط دور سے لینا لینا کرنا مین یکہ و تنہا اس لشکر سے لڑونگی خدا چاہیگا تو شکست دونگی
میرے والد نامدار صاحبقران عالی وقار ہمیشہ اکیلے لڑے اور یہ نفس واحد ہر دہ دنیا سے آئے
تھے کبھی کسی کی جنگ سے مُنہ نہین پھیرا اسی طرح مین بھی اکیلی لڑونگی اور اپنے والد نامدار کا نام

روشن کرونگی سب جن حیران ہین کہ اکیلی کیونکر لڑینگی تین لاکھ دیو کریت کے اور چالیس ہزار دیو
غراب کے ہین دیو غراب خود آگے بڑھا ہوا آتا ہی اس اثنا مین صفین جمین دیو غراب میدان مین
آیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ قمر لیشہ میرے مقابلے مین آو قمر لیشہ نے قبضۂ تیغۂ سلیمانی پہ ہاتھ رکھا
مقابلہ غراب مین آئین غراب نے کئی چوبدستین لگائین قمر لیشہ نے خالی دے کر ہاتھ مارا کہ غراب
کے دو ٹکڑے ہوے قمر لیشہ سلطان نے میدان مین مبارز طلبی کی کریت نے ارادہ کیا تھا کہ
مین جاؤن سرداروں نے اسکو روک لیا مگر دیو سحاب دیو غراب کا بھائی میدان مین نکلا
مقابلہ قمر لیشہ مین آیا ہر مرتبہ تیر مارتا ہی ملکہ قلم کر دیتی ہین برابر پہونچکر اسکو بھی ہاتھ مارا کہ
سحاب کے بھی دو ٹکڑے ہوے دیو سکون مقابلے مین آیا کئی چوبدستین لگائین قمر لیشہ سلطان
نے خالی دے کر دیو سکون کو بھی قتل کیا بعد اسکے دیو مرغ سر مقابلے مین آیا بڑے بڑے فتور
کیے چوبدستین لگائین تیر مارے قمر لیشہ سلطان نے سب وار اسکے رد کر کے ہاتھ مارا کہ دیو
مرغ سر کے بھی دو ٹکڑے ہوے اسی طرح نو دیو افسران فوج کریت سے فرداً فرداً مارے گئے
کریت نے جب ارادہ کیا افسروں نے اسکو روک لیا کہ آج دن اچھا نہین ہی مقابلے مین
نہ جائیے جب نو دیو مارے گئے تو کریت نے طبل بازگشت بجوایا کہ گیا کہ کل سمجھونگا ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا ملکہ قمر لیشہ پلٹ کر اپنے لشکر مین آئین کریت نے اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ نقارۂ
رزمی بجے صبح کو قمر لیشہ سے مقابلہ ہی قمر لیشہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرونمین طبل جنگی
بجے مگر جس جنگل مین لشکر کریت اُترا ہوا ہی اُس جنگل سے ملا ہوا ایک صحرا ہی کہ بہت سے غول اُس مین
رہتے ہین بیتالاک غول کہ سب کا افسر ہی رات کو جو اسنے روشنی چراغان دیکھی اور لوگون
کی آواز کان مین آئی ایک چیخ ماری کہ سب غول جمع ہو گئے بیتالاک نے کہا کہ یارو دیکھتے ہو
کہ سامنے ہزارہا بلکہ لاکھہا دیوزاد جمع ہین شائد لشکر دیوزادون کا اُترا ہی لہذا تم بھی شکار
کھیلو غولون نے کہا کہ ای افسر ہم تو اسکے مشتاق تھے آپ بھی چلیے بیتالاک نے کہا کہ مین بھی
ساتھ چلونگا دیوزادون کا گوشت میٹھا ہوتا ہی چیر پھاڑ کر خوب کھاؤ یہ صلاحین کر کے جا پڑے
پچاس ساٹھ ہزار غول جو آ گرے دیوزادون کو مارنا شروع کیا کئی ہزار زندہ ہاے دیو مارے گئے
صرصر آہو تگ عیار کریت ہی اسنے جو یہ معرکہ دیکھا دوڑا ہوا خدمت مین کریت کی آیا کہا کہ

افسر غول آپ کے لشکر پر آ پڑے ہین آپ خود نکلیے دو چار کو ماریے تو یقین ہو کہ بھاگ جاوین گے
کربیت چوبدست کاندھے پر رکھکر نکلا دیکھا کہ سارے لشکر مین آوازین فریاد کی بلند ہین
بعضے بھاگے جاتے ہین بعضے آمادہ حرب و پیکار ہین کربیت نے نکل کر اپنے نام کا نعرہ کیا کہ ہم
کربیت بن قہقہہ ای غولان بیابانی کیا تم کو زندہ چھوڑتا ہون تم خود ہماری خوراک ہو مین کیا
تمھین زندہ چھوڑونگا جو غول سامنے آیا کربیت نے اُسے گردن پکڑکے اُٹھا لیا غول پر غول
کو مارا دونون کی ہڈیان چور چور ہوئین اسی طرح صدہا غول مارے یہ ہنگامہ جو کربیت نے
کیا بیتالاک کو بھی خبر پہونچی کہ کربیت نے نکل کر بہت سے غول مارے فوج بھی سنبھل گئی ہو
دیوزادون کے حملے کون اُٹھا سکتا ہو دو چار حملے سب نے کیے کئی ہزار غول مارے گئے بیتالاک
نے ایک چیخ ماری کہ سب اسکی آواز پر آ گئے اور کہا ای افسر دیوزاد بہت ہین اور ہم کم ہین
ممکن نہین کہ ہم اُن پر غالب آوین بیتالاک نے کہا کہ نکل چلو سب غول لڑتے بھڑتے نکلے
دیوزادون نے پیچھا نہ کیا خوف تھا کہ ایسا نہ ہو بھاگے ہوے پلٹ پڑین وہ غول اپنے بیشے
مین گئے یہان کربیت جو پلٹ کر آئے دیکھا کہ لشکر بہت لٹ گیا ہو خیمے سرنگون پڑے ہین
بیتالاک نے اپنے بیشے مین پہونچکر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار غول مارے گئے سبھون سے
کہا کل سمجھا لین گے اول مین چند کس جاؤ کربیت کو لگا کر جنگل مین لاؤ ہم جاکر شبخون کرین لشکر
کربیت تباہ ہو اس سوچ مین سرنگون بیٹھا تھا کہ آسمان پر برق چمکی نجبن جادوگر بیتالاک اور اسی سے
آشنائی ہو آکر پہونچی دیکھا کہ بیتالاک سرنگون رنجیدہ کبیدہ بیٹھا ہو اور چند لاشے سامنے پڑے ہین
کہا کیون بیتالاک یہ کیا معرکہ ہو بیتالاک نے سب حال بیان کیا نجبن نے ہنس کر کہا
کہ مین ابھی جاکر لشکر تباہ کیے دیتی ہون جاکر ایسا سحر کرتی ہون کہ سب دیو خود اپنی جان دین
بیتالاک بہت خوش ہوا نجبن جادو چلی اور ہوا پر آکر اسنے گولہ مارا گولہ پھٹا پھول برسنے لگے
کوئی جل گیا کوئی دیوانہ وار پھر رہا ہو کوئی درۂ کوہ سے سر ٹکراتا ہو کوئی بھاگا جاتا ہو عیار نے
کربیت کے کربیت کو آکر جگایا کہا کہ ای شہنشاہ آپ کے لشکر پر پھول برس رہے ہین کہ جس سے
سب دیوانہ وار وحشی مثال غل مچا رہے ہین عجب ہنگامہ ہو مجکو معاملہ سحر معلوم ہوتا ہو کربیت
نے کہا کہ تو جاکر خبر لے صرصر آہوتگ نے صورت تبدیل کی ایک نازنین کی شکل بنکر ایک

درخت کے نیچے بیٹھکر رونے لگا نحس نے دیکھا کہ ایک نازنین رو رہی ہی ہوا سے اُتر آئی قریب آکر کہا کہ ای
نازنین کیون روتی ہی کہان کی رہنے والی ہی صرصر آہوتاگ نے سر جھکا کر کہا کہ مین آوارہ
دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہون سامنے جو قریہ ہی اُسمین رہتی ہون باپ نے مار کر نکالدیا
مان میری سوتیلی ہی اُسکا یہی شیوہ ہی کہ ہر وقت کوٹھے پر کھڑی رہتی ہی مین نے باپ سے کہا کہ اس مین
آپ کی بدنامی ہوتی ہی ایسا نہ ہو کہ کسی کے ساتھ نکل جاے باپ نے مارا مین نکل آئی تین دن سے
اسی جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون نحس جادو نے کہا کہ میرے ساتھ چل مین تجکو بیٹی بنا کر رکھونگی
دھوم سے تیری شادی کرونگی بیٹا لاک غول کے حکم سے لشکر دیوان کو تباہ کرنے آئی ہون وہ
سحر ایسے کرون کہ سب بھاگ جاوین سامنے نہ ٹھہر سکین ایک سحر کیا تھا کہ سو دو سو تباہ ہوے
ایکے سحر مین مینھ برسیگا وہ دریا پیدا ہو کہ سب ڈوب ڈوب کر مرین نازنین اُٹھ کھڑی ہوئی کہا
چلیے مین آپ کے ساتھ ہون نحس جیسے ہی آگے بڑھی اُس نازنین نے جھپک کر کہا کہ دیکھو وہ
مار سیاہ آتا ہی جیسے ہی نحس پلٹی صرصر آہوتاگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک تصدیا کہ ہوا نحس جہنم
داخل ہوئی نحس کو صرصر آہوتاگ نے مار کر سر کاٹ لیا سر لیکر خدمت کربیت مین آیا پیش کیا
کربیت نے کہا کہ ای صرصر اگر تیری صلاح ہو تو غولون پر جا پڑون جا کر غولون کو مارون ورنہ
وہ پھر فتور کرین گے صرصر آہوتاگ نے کہا کہ بہت بہتر کربیت لشکر کو تیار کر کے اُس بیشے پر جا کے
گرا ہزارہا غولون کو مارا مگر پچاس ساٹھ ہزار دیو بھی مارے گئے صبح ہوتے ہوتے بیٹا لاک
بھی ہاتھ سے کربیت کے مارا گیا کربیت فتح کر کے پلٹا مگر کہتا تھا کہ آج کے دن بی قریشہ سلطان
بچ گئین ورنہ آج مین اُن سب کو قتل کرتا اُن کے بدلے غول قتل ہوے لیکن کل ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا قریشہ نے خبر سُنی کہ غولان بیابانی کو جا کر کربیت نے مارا کل ہمسے مقابلہ کریگا قریشہ
گھبرا گئین کہ فوج کربیت کے پاس بہت ہی کل دیکھیے کیا ہو کہ صداے طبل جنگی آئی ہرکارے
دوڑے ہوے آے عرض کی کربیت نے طبل جنگی بجوایا ہی ملکہ قریشہ نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر کمال
انتشار ہی کہ دیکھیے کیا ہو لشکر اُسکے ساتھ بہت ہی اور ہمارے ساتھ چند کس ہین دیکھیے
معرکے مین کیا ہو ایسا نہ ہو شبخون آجاے تو کیسا انتشار ہوگا یہ فرما کر ارشاد کیا کہ ہم لشکر
کا خود طلایہ دین گے ایسا نہ ہو وہ شبخون مارے تو کیسی مشکل پڑے انتظام طلایہ کر کے کنارے

لشکر کے ٹہل رہی ہین دو پہر رات جا چکی ہی زوال ماہ تابان و انتشار سیارگان ہو عجب سناٹا ہی لشکر مین کربیت کے روشنی ہو رہی ہی دیوزاد جابجا پھر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش بارہ ہزار فوج سے آیا اور لشکر کربیت پر شبخون کرا دیوزاد بھی اٹھے لڑنے لگے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی نقابدار گلگون پوش بصد جوش و خروش آکے گرا مصروف جنگ ہوا زمرد پوش و گلگون پوش نے مل کر کربیت کو زخمی کیا اور لڑتے بھڑتے نکل گئے بعد جانے نقابدارون کے کربیت کراہتا ہوا بارگاہ مین آیا زخم مین ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھین تب کربیت نے صرصر آہوتگ عیار سے صلاح کی کہ مین تو زخمدار ہون نہایت بیقرار ہون ایسا ہو کہ ملکہ قرلیشہ آپڑین تو پھر اُن کو کون روکیگا اگر تم سب کی صلاح ہو تو یہان آب و ہوا ابھی خلاف ہی وطن چلون زخم کو اچھا کرکے پھر آؤنگا سب نے کہا یہی بہتر ہی دیو آپس مین کہتے ہین کہ چندے تو آرام ملے یہان تو روز نئی آفت ہی یہی مصیبت ہی کہ ایسا نہ ہو مارے جاوین اول غولون نے قتل کیا پھر ساحرہ نے قیامت برپا کی آہوتگ نے اُنکو مارا پھر نقابدارون نے کربیت کا یہ حال کیا سب یہ باتین کرتے ہوے سوار ہوے کربیت سبکو ساتھ لیکر طرف پردۂ ظلمات کے چلا ملکہ قرلیشہ نے قصد کیا تھا کہ اسکا پیچھا کرون کہ اس عرصے مین داراب جنی آکر پہونچا دو ہزار جن اور ساتھ لایا عرض کی کہ حضور اُس طرف نہ جائین مین ایک تحفہ حضور کے واسطے لایا ہون کہ جسکے سبب سے طلسم مین داخل ہو جائیے ملکہ قرلیشہ نے پوچھا وہ کیا ہی اُس جن نے جواب دیا نام اس تحفے کا کیمیاے سعادت ہی یعنے ایک پرچہ کاغذ کا ہی اُسپر ایک نقش لکھا ہی خواص اُسکے زیر نقش مرقوم ہین ملکہ قرلیشہ نے جنون کو ساتھ لیکر کوچ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل اُسی دشت مین پہونچین کہ جس مقام پر جوان خوشرو درۂ کوہ مین بیٹھا تھا قرلیشہ نے حیران ہو کر کہا کہ ای داراب جنی یہ کیا شعبدہ ہی کہ یہ جوان مجھکو اندر لیگیا تھا اب مین پھر اس طرف آنکلی داراب جنی نے جواب دیا کہ یہ مقدمات طلسمی ہین ظاہر مین کچھ اور بباطن مین کچھ یہ سُن کر ملکہ قرلیشہ سلطان آگے بڑھین داراب نے کہا کہ کیمیاے سعادت مین دیکھ لیجیے کہ کیا حکم نکلتا ہی ملکہ نے تعویذ بازو کا کھولا دیکھا تو نوشتہ پایا کہ جب یہ جوان خاطر مدارات کرے تو یہ اسم پڑھ کر دم کر دینا یہ جوان

غائب ہو جائیگا اور کوئی شخص ایسا آئیگا کہ آپ کو بجست لیجائیگا تب طلسم مین آپ کا داخلہ ہوگا
یہ مضمون دیکھ کر قمر لیشہ سلطان بڑھین وہ جوان حیران ہوکر اُٹھا اور پکار کر آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم آئیے قمر لیشہ بڑھین اُس جوان نے آکر چاہا کہ ہاتھ پکڑا ہون ملکہ نے اسم پڑھ کر دم کیا اُس
جوان نے ایک چیخ مار کر ہاتھ ملکہ قمر لیشہ کا چھوڑ دیا اور مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوگیا
قمر لیشہ سلطان آگے بڑھین اور سب فوج تو باہر ٹھہری مگر داراب جنّی برابر ملکہ کے آیا
اور عرض کی کہ بڑھ چلیے ملکہ قمر لیشہ آگے بڑھین درۂ کوہ سے نکل گئین کہ دیکھا ایک طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی اور یقین ہوا کہ بوجہ تیزی ہوا کے زمین سے پاؤن اُٹھ جاوینگے سامنے
آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہے پشت پر بیس ہزار سواران
جرار معلوم ہوا کہ طولاب نیزہ باز اس جوان کا نام ہے اُسنے خبر دریافت کی کہ یہ کون لوگ ہین
معلوم ہوا کہ ملکہ قمر لیشہ سلطان و داراب جنّی ہین یہ دریافت کرکے طولاب نیزہ باز
گینڈے سے اُترا آکر قمر لیشہ سلطان کو سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم تشریف لے چلیے آگے باغ
طلسمات ہے وہان کے نخل آپ کے مشتاق ہین طائر کبھی زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا
بھر رہے ہین یہ سُنتے ہی قمر لیشہ بہت خوش ہوئین سمجھین کہ ہمارا ابھی طلسم مین ذکر ہے اُس جوان
کے ساتھ ہولین وہ جوان ذکر جرأت ملکہ قمر لیشہ کرتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دروازہ باغ
کا دکھلائی دیا اُس جوان نے ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ ملکہ بسم اللہ چلیے ملکہ قمر لیشہ باغ مین
داخل ہوئین دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہے گلہاے رنگا رنگ و شگوفہا سے بوقلمون طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرون مین پانی صاف و شفاف سرو لب جو پر قمریون کا
جا و ہے کو کو کا شور پڑا ہوا ہے ملکہ قمر لیشہ بارہ دری مین آئین چند کنیزین کہ باغ مین حاضر تھین
برائے خدمت آئین عرض کی کہ واری تشریف رکھیے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کے
پیش کین اور جام لبریز کرکے ملکہ کو پلایا اور اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے قمر لیشہ بیٹھین چند کنیزین باجا
بجانے لگین اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

ممکن نہین ہے دوسرا تجھسا ہزار مین +	ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار مین +
بلبل نہ ہاتھ آسے آئی شکار مین +	صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین

خون جگر سے اپنے غم دل ہوں پالتا
رکھتے ہیں طفل اشک کو مژگان کنار میں

سودا نہ سر سے جائیگا گیسوے یار کا
عاقل کو پھانسی دیتا ہے یہ پیچ جہار میں

برباد ہو رہے ہیں کچھ آتش تمھیں نہیں
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار میں

کنیزوں نے یہ اشعار گائے کہ ملکہ قریشہ سلطان کو خوب رضامند کیا کہا ملکہ گلعذار آویزی کی
وہ آپکی خاطر کرین گی کل سے شہور تھا کہ طلسم کشا کی پھوپھی صاحبہ تشریف لانے کو ہیں ملکہ حیران
ہین کہ میری آمد کا بڑا ذکر ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مقدمات طلسمی میں یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ
پیدا ہوا ایک ساحرہ دریا میں پھولوں کے غوطہ مارتے ہوئے آکر پہونچی ملکہ قریشہ کو سلام کیا
اور عرض کی کہ حضور دیو شلتاک آپ کے مقابلہ کا مشتاق ہے قریشہ نے کہا کہ میں موجود ہوں
جس طرح چاہے امتحان کرے کہ پہلوے باغ سے ایک دیو زبردست شلنگین لگاتا ہوا آیا سامنے
ملکہ قریشہ کے خم مارا اور کہا کہ میرے مقابلے میں آئیے قریشہ برابر کو دیں دیو شلتاک نے
کلائی پر ہاتھ ڈالا ملکہ قریشہ سلطان نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو سر کے بل گرا ملکہ
نے ایک گھونسہ سر پر مارا کہ سر دیو شلتاک کا پھٹ گیا دیو کا مرنا دیکھ کر گلعذار جادو چلا کر
بولی کہ آپ نے غضب کیا یہاں کے نگہبان کو مارا اب آپ کے ساتھ ساکنان طلسم دشمنی کرینگے
میں کس کس کو سمجھاؤنگی آپ کو مناسب ہے کہ آپ طرف صحراے پُرخار کے چلی جاویں وہان
چندے بسر کریں جب طلسم کشا اُدھر سے آوینگے تو اُنکے ساتھ ہو لیجیے گا میں بھی وہان وقتاً
فوقتاً آؤنگی دارا بجنی ملکہ قریشہ کو ساتھ لیکر چلا دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحراے
پرخار میں پہونچے ہیں کہ جا بجا کانٹوں کے انبار ہیں غرض میں عندلیبان خوشنوا کے زاغ و زغن
کے جا بجا جاؤ ہیں قریشہ سلطان نے کہا کہ اے دارا بجنی اسی صحرا میں بسر کرو دارا بجنی
نے عرض کی کہ کیا سے سوا دست میں ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا حکم نکلتا ہے ملکہ نے تعویذ بازو
سے کھولا اب جو ملاحظہ کیا اُسمیں حکم نکلا کہ اے ملکہ قریشہ سلطان جس طرح گلعذار جادو نے
کہا ہے اُسی طرح اس صحرا میں بسر کرو اسپا جدھر جاتی ہیں وہ ہی صحراے پُرخار ملتا ہے جا بجا
کانٹوں کے انبار ہیں ملکہ قریشہ سلطان ایک گوشہ میں بیٹھیں دارا بجنی نے چادر کمر
سے کھول کر بچھا دیا ملکہ قریشہ اُسپر بیٹھیں گلعذار جادو کھانا لیکر آئی سامنے ملکہ قریشہ کے

رکھا ملکہ قریشہ نے ہمراہ دار اب جنتی خاصہ نوش کیا گلعذار نے کھانا کھا کر فریفتہ ہو گئی اب ملکہ قریشہ تو اسی صحرائے پرخار میں ہیں گلعذار روز کھانا پہونچاتی ہے اور چلی جاتی ہے گلعذار جادو بڑی تدبیریں کر رہی ہے کہ ملکہ کو اس صحرائے ہولناک سے نکالوں ملکہ قریشہ کو وہ صحرا بہت ناگوار ہو گئی دن اسی طرح گذرے ایک دن شب کو بعد دو پہر رات کے جو آنکھ کھلی گانے کی آواز کان میں آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا
جب قصد کیا عرش پہ ہیں زیر قدم تھا

تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت
یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا

کیا لطف ایک طرف اس ستم ایجاد کے آگے
ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا

تھا شیشہ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی
دل تھا یہ بغل میں کہ دل آزار صنم تھا

جو پاسے مگر کبھی نگہ شوق جو اے یار
مشتاق شب وصل تماشائے عدم تھا

پایا کبھی اگر دیدۂ دل میں تو اسی کو
دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا

رہبر نہ ملا آہ ہمیں کوئے وفا کا
مٹتا جو بتاتا وہ ترا نقش قدم تھا

دل دے کے انھیں جان دی اللہ رے ہمت
پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا

پامال جلال آہ رہا کوئے بتاں میں
وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

قریشہ سلطان گھبرا کر اٹھیں اسی صدا کے نشان پہ چلیں دیکھا ایک مقام پر جنگل صاف و شفاف ہے ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہے اسپر فرش مشجر بچھا ہے قاعدے سے ایک طرف مسند لگی ہے اسپر ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ بیٹھی ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے کنیزوں نے جو نام لیا تو ملکہ قریشہ سلطان کو معلوم ہوا کہ خارستان جادو اسکا نام ہے اس صحرا کی حاکم ہے ایک کنیز خبر کہہ رہی ہے کہ دیوار اس جنگل میں آج کئی دن سے ملکہ قریشہ سلطان فروکش ہیں اگر حکم ہو تو گرفتار کر لیں خارستان نے کہا کہ جلد گرفتار کر کے لاؤ چند کنیزیں چلیں ایک نے دور سے دیکھ کر کہا لیجیے حضور وہ تو سامنے موجود ہیں آپ ہی سحر کیجیے خارستان نے کہا کہ مجھکو شرم آتی ہے غیر ساحرہ پر سحر کروں تم لوگ سمجھا کے بلا لاؤ تو ایک کنیز نے آکر ملکہ قریشہ سے کہا کہ چلیے آپ کو بی بی خارستان بلاتی ہیں کچھ آپ خوف نہ کیجیے اُن کے مزاج میں انتہا کا رحم ہے کسی پہ جبر و ظلم نہیں کرتیں ملکہ قریشہ سلطان اُس

کنیزوں کے ساتھ چلیں سامنے خارستان کے آئیں خارستان نے جو جاہ و جلال دیکھا اپنے قریب
بٹھا لیا کہا ای ملکۂ عالم تم اس صحرا میں نہ رہو ایسا نہ ہو کسی دن کوئی کنیز بے ادبی کرے تو
مجکو افسوس ہوگا قریشہ نے جواب دیا کہ ای خارستان جادو میں خود نہیں آئی کھینیا ہے سعادت
سے ہدایت ہوئی کہ جا کر صحرائے خارستان میں رہو خارستان نے کہا کہ بہتر یہی ہی کہ اس
صحرا سے نکل جاؤ ملکہ قریشہ سلطان نے جواب دیا کہ ہم اس صحرا سے نہیں نکل سکتے یہ سنکر
خارستان نے ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ ان کی زبان بند کرو اُس کنیز نے ہاتھ بڑھایا ملکہ
قریشہ نے ایک تمانچہ مار دیا کہ سر کنیز کا اُڑ گیا خارستان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ تمنے کیا کیا
اور کنیزوں نے اشارے سے خارستان کے ملکہ پر بلوہ کیا یہ شیر بیشۂ جرأت ہیں کنیزوں کو کب
مانتی ہیں تلوار کھینچ کر کھڑی ہوگئیں جسنے سحر کیا ملکہ نے کھینیا ے سعادت کو جنبش دی سحر
اُسکا باطل ہوا ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جب اسی طرح کئی سو کو قتل کیا
تو خارستان نے للکارا کہ کیوں ملکہ قریشہ ہمنے تمپر رحم کیا اور تم نے جرأت دکھائی ایک سحر
میں ہاتھ پاؤں بیکار کر دونگی یہ کہکر خارستان نے گولہ مارا ملکہ نے وہ ہی نقش چمکایا سحر
باطل ہوا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا خارستان نے کہا کہ میں سمجھ گئی کسی گرو نے چند اکھر
بتا دیے ہیں میں سب کو مٹا دونگی یہ کہکر کارد سحر نکالنے لگی ملکہ قریشہ سلطان جھپٹ کر قریب
آئیں جیسے ہی اسنے کارد سحر نکالی ملکہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کلائی سے ہاتھ لٹکنے لگا اب تو
خارستان بہت جھلائی کہا ای قریشہ غضب کیا کہ مجکو بیکار کر دیا مگر اب میں تم کو
زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر خوب خوب سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی ہاتھ سے پر نالہ خون کا جاری
ہی آخر مجبور ہو کر ارادہ کیا کہ نکل جاؤں یا ہاتھ کا علاج کر کے آؤنگی اپنے تئیں زمین پر گرا دیا اور
پر پرواز پیدا کر کے اُڑ کر چلی قریشہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ سینے
پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سب کنیزیں بھاگیں کہتی تھیں کہ صاحبو یہ اُس حمزہ کی دختر
ہی کہ جسنے ہر دہ قاف کو تسخیر کیا حقیقت میں حمزہ کے ہاتھ سے نہ ساحر بچا اور نہ دیوزادوں
نے نجات پائی یہ اُسکی دختر ہی جو کچھ جرأت اس سے سرزد ہو وہ کم ہی قریشہ خارستان کو
مار کر یہ ہیں ارادہ کیا کہ اپنے مقام پر جاؤں تھوڑی دور بڑھی تھیں کہ آسمان پر برق چمکی اور

گلعذار جادو آکر پہونچی ہاتھون کو بوسہ دیا عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یہ کیا خوب کارنمایان کیا مین نے
اس وجہ سے ذکر نہین کیا تھا کہ ایسا نہو کسی آفت مین پھنس جائیے مگر آپ نے خارستان کو قتل کیا
کانٹا نکل گیا حقیقت مین کیمیاے سعادت وہ تحفہ آپ کے ہاتھ لگا ہے کہ راستہ طلسم کا خوب
کھل گیا ایک بڑی بات یہ ہے کہ اسکی وجہ سے سحر کسی ساحر کا اثر نہ کریگا اور جو حکم اسمین نکلے
اُسکے موافق کیجیے کبھی دھوکا نہ اُٹھائیے گا اب چلکر باغات کی سیر کیجیے تھوڑی رات اُسی مقام پر
گذری کہ گل مہر درخشان چمن فلک زبرجدی مین کھلا گلعذار ملکہ قرلیشہ کو ساتھ لیکر آگے
بڑھی دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے نخل صحرا سرسبز و شاداب ہین طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین جدھر نگاہ اُٹھ گئی دروازے باغ کے کھلے ہین نسیم عنبر شمیم
چل رہی ہے صبا اٹکھیلا رہی ہے ملکہ نے کہا کہ اے گلعذار سب طرف باغ ہی باغ ہین جس باغ مین
کہو وہان چلون گلعذار نے کہا کہ کیمیاے سعادت مین ملاحظہ فرمائیے یہ وہ جنگل ہے کہ
جسکو صحراے بہارین کہتے ہین جسدن سے خارستان آکر رہی اُسنے سب باغات چھپا دئیے
تھے کانٹون سے بھر دیے تھے اب اُسکے مرنے سے باغات ظاہر ہوے سب باغ اصلی ہین جسطرف
دل کی توجہ ہو اُس باغ مین تشریف لے چلیے ایک باغ کے دروازے پر چند کنیزین کھڑی تھین
وہ بڑھ کر آئین اور ملکہ کو ساتھ لے گئین ملکہ قرلیشہ ایک باغ مین داخل ہوئی یہ باغ نہایت
دلچسپ ہے گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون و نہرین سلسبیل آسا جا بجا آب صاف و
شفاف سے مملو ہین ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل سرسبز و شاداب ہین ملکہ قرلیشہ
ایک قصر مین آکر بیٹھین گلعذار جادو ساتھ ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان تاجدار
مرکب عربی پر سوار کئی سو جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ کیون اے ملکہ تمنے
خارستان کو قتل کیا اب چین سے نہ بیٹھنے پاؤ گی جفائین اُٹھاؤ گی قرلیشہ سلطان نے کہا
کہ اے یاوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہے گلعذار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو جاکر سمجھا دون
ملکہ قرلیشہ نے اشارہ کیا گلعذار بڑھی اُس تاجدار پر سحر کیا جتنے اُسکے ساتھ والے تھے
سب بابہ گل ہوے مگر وہ تاجدار قریب گلعذار آیا گلعذار کا ہاتھ تھام کے گھوڑے پر
ڈال لیا اور ساتھ والون سے کہا کہ چلو قرلیشہ سلطان کو بھی آکر سزا دونگا گلعذار نے

پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم اس کنیز کو بچائیے اگر یہ مجکو گرفتار کر کے لیجائیگا تو فوراً قتل کریگا
چمنستان جادو اسکا نام ہی انھین بدعنوانیون سے اسکو کام ہی چہرا سے پُر بہار کو چاہتا ہی
کہ اُسی طرح ویران رہے یہ باغات ظاہر ہونا اس کو ناگوار ہوا قریشیہ نے للکارا کہ او
چمنستان کہان جاتا ہی ٹہر عادل قاف یہ کہکر تلوار کھینچی اور قصر سے کو دپڑی چمنستان
نے ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ بلوہ کر کے اس کو گرفتار کرلو سب سوارون نے بلوہ کیا
قریشیہ سلطان کے نزدیک اُن کی کیا حقیقت تھی تھوڑے عرصے مین سب کو قتل کیا اور بازو
پر سے کیمیاے سعادت کو کھول کر ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ چمنستان کو قتل کرو ملکہ
جیسے ہی چمنستان کی طرف چلین چمنستان نے گھوڑا بھگایا اور بھاگ کر نکل گیا ملکہ قریشیہ
پلٹ کر آئین اُسی باغ مین آکر ٹھہرین پہر دن ابھی باقی تھا کہ کان مین رونے کی آواز آئی قریشیہ
طرف صدا کے چلین ایک باغ کو طے کیا تھا کہ دوسرا دروازہ ملا اُس باغ مین داخل ہوئین
کہ ملکہ نے دیکھا کئی سو پریزادین زرد رنگ پوش و مرصع پوش سامنے آئین آکر سلام کیا کہا حضور
گلعذار نے ہم کو بھیجا ہی کہ ملکہ سے فریاد کرو کہ ہم کو آکر رہا کرین چار پہر گذری کہ آپ وہ دانہ
بندہ ہی کنیز بہت دردمند ہی اگر دیر ہو گئی تو یہ کنیز قتل ہو جائیگی قریشیہ سلطان اُن کنیزون
کے ساتھ چلین بارہ دری مین آکر دیکھا کہ گلعذار کی زبان مین سوزن ہی مسلسل و مطوق
بیٹھی رو رہی ہی قریشیہ نے آکر زبان سے سوزن نکالی قید کو توڑ کر پھینک دیا گلعذار کو
اُٹھا پیار کر لائین اور پوچھا کہ ای گلعذار چمنستان کہان گیا کہا حضور آئیگا مجکو قید
کر کے گیا ہی جلاد کو ساتھ لانے گیا ہی میرے قتل کا سامان کریگا جب مجکو نہ پائیگا تو گھبرائیگا
یہ ذکر تھا کہ ایک آندھی چلی شاخہاے نخل ٹوٹنے لگین پھولون کا انبار ہو گیا طفلان غنچہ
بیزبان حیران و پریشان ہوا کی تیزی سے درخت اُکھڑے جاتے تھے زمین سے شعلے نکلتے
تھے ملکہ قریشیہ سلطان نے گھبرا کر کہا کہ ای گلعذار آج یہ کیسی آندھی ہی گلعذار نے گھبرا کے
کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی چمنستان بادکش آتا ہی حضور ہوشیار رہین الیسا نہ ہو کہ
کچھ فتور کرے وہ آندھی کم ہوئی روشنی جو ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سر جھاڑ منہ پہاڑ بال
کمر سے نیچے لٹکے ہوے منہ مثل غار کھلا ہوا اُسمین سے شعلے نکلتے ہوے وہ دونون انگلیان مثل

پہنچا لخ کے روشن ہین جھپٹ کر قریب آیا للکار کر آواز دی کہ کیون ملکہ قریشیہ سلطان تمنے
بڑی بے ادبی کی کہ ہمارے قیدی کو رہا کر دیا اور کیون اے گلعذار تو نے کیا سمجھ کے انکا ساتھ
دیا ہی آج تیری بھی تدبیر کرونگا حکم خداوند مل چکا ہی کہ گلعذار اگر گرفتار ہو تو فورًا قتل کرو
جسنے بغاوت کی اُسکو ضرور سزا ملیگی بس مناسب یہ ہی کہ ان کا ساتھ اب چھوڑ دو قریشیہ یہ
سُن کر جھپٹین چمنستان نے سحر کیا قریشیہ پر سحر کی تاثیر نہ ہوئی چمنستان نے اس طرح کا سحر
کیا کہ ہزارون تلوارین قریشیہ سلطان پر برسین مگر بازو پر ملکہ کے کیمیاے سعادت ہی
گلے مین تختی پڑی ہی دفع سحر موجود ہی اس وجہ سے کسی سحر نے تاثیر نہ کی گھڑی بھر کامل چمنستان
نے سحر کیا مگر قریشیہ سلطان پر تاثیر نہ ہوئی باعث شوکت کیمیاے سعادت ہی چمنستان
حیران ہی کہ کیا سبب ہی سحر تاثیر نہین کرتا ناچار ہو گیا قریشیہ سلطان چاہتی ہین کہ قریب
پہونچون وار تلوار کا کرون سر اسکا کاٹ لون چمنستان ہٹ جاتا ہی آخر چمنستان نے ایک
چیخ ماری کہ اے ساکنان باغ واقف بیت جلد آؤ چار طرف سے گھیر لو گوشہ ہاے باغ سے کئی
ہزار جادوگر پیدا ہوے آکر ملکہ قریشیہ سلطان کو گھیر لیا ملکہ اُن سے لڑنے لگین مگر جسکو
قتل کرتی ہین وہ زندہ ہو جاتا ہی ملکہ قریشیہ سلطان شیرانہ لڑ رہی ہین دو دو کی گردن
پکڑ کے اڑا دیتی ہین دو گھڑی کامل تلوار چلی خون کا دریا بہ رہا ہی مگر کوئی کشتہ نہین معلوم ہوتا
گلعذار نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کیمیاے سعادت کو ملاحظہ فرمائیے ملکہ قریشیہ سلطان
نے کہا کہ بازو سے ساحرون کے مقابلہ نہین بنتی کیونکر دیکھون گلعذار نے کہا کہ مین سحر
کرتی ہون ساحرون کو روکے رہونگی آپ ملاحظہ فرمائیے یہ کہہ کر گلعذار نے سحر کیا ساحر
پیچھے ہٹے ملکہ قریشیہ سلطان نے بازو پر سے وہ نقش کھولا نوشتہ پایا کہ جو اسم حاشیہ پر
مرقوم ہی اُس کو پڑھ کر دم کرو تب یہ ساحر نابود ہونگے قریشیہ سلطان نے جیسے ہی یہ مضمون
ملاحظہ فرمایا اسم مذکور ورد زبان کیا ساحرون کی طرف منہ کر کے پھونکا مثل برگ درختان باغ
ساحر گر پڑے چمنستان نے دیکھا کہ سب ساحر بیکار ہوے ہر چند غل مچاتا ہی مگر گوشہ باغ سے
کوئی ساحر نہین آتا جو ہمراہ تھے وہ مثل پتون کے اُڑتے پھرتے ہین چمنستان گھبرایا کہ آہ
کیا تدبیر کرون کچھ سوچا اور پیچھے ہٹ کر بیخ نخل پر دو ہتھڑ مارا بیخ نخل سے آواز آئی کہ

ای چمنستان یہ باعث کیمیاے سعادت اور تختی کا ہی اگر تو چھین لے تو پھر جو سحر کریگا وہ پورا ہوگا
چمنستان نے گلعذار کو للکارا گلعذار نے چاہا پیچھے ہٹون کہ چمنستان تڑپ کر گرا گلعذار
کو اُٹھا لے گیا ہرچند قریشہ سلطان نے تیر مارے مگر چمنستان بلند ہوگیا بعد تھوڑی دیر
کے قریشہ سلطان نے دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین گلعذار تڑپ رہی ہی اور پکارتی ہی
کہ ای ملکہ قریشہ سلطان کنیز کو بچائیے اب اعضا جل کر خاک ہونگے قریشہ سلطان جھپٹ کر
قریب آئین گلعذار نے کہا کہ ذرا تختی و کیمیاے سعادت مجکو دیدیجیے کہ مین سینے
سے مس کرون ورنہ جل کر خاک ہو جاؤنگی چمنستان نے سحر کر دیا ہی شعلے قلب سے
نکل رہے ہین قریشہ سلطان نے بلا تکلف دونون تحفے دیدیے گلعذار نقلی نے ہر دو اشیا
لپیٹ کر جھولی مین رکھین نعرہ کیا کہ منم چمنستان جادو دیکھا کس تکلف سے تختی اور کیمیاے سعادت کو
لے لیا اب جو ملکہ قریشہ سلطان پر سحر کیا تیغہ ہاتھ سے نکل گیا ملکہ قریشہ لڑکھڑا کر
گر کر بیہوش ہوگئین چمنستان قریشہ سلطان و گلعذار کو لیکر روانہ ہوگیا لیکن
جس روز ملکہ قریشہ سلطان نے زندان محن سے رہائی پائی تھی صبح کو ملکہ آسمان پری جو اُٹھین اور
جو سردار ملکہ کے قید مین اُنھون نے بیان کیا کہ ملکہ قریشہ سلطان رہا ہوگئین آسمان پری
بہت خوش ہوئین جیسے منتظر رہا کرتی ہین کہ اب قریشہ آکر ہم کو رہا کریگی روز یہی فکر رہتی ہی
بعد ایک ہفتے کے ایک دن سنا کہ نوبت و نقارے بج رہے ہین آسمان پری نے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہی آج یہ کیسی خوشی ہی لوگون نے کہا کہ ملکہ قریشہ سلطان گرفتار ہوکر آئی ہین یہان
قصر ہفت رنگ مین جمشید ثانی بیٹھا تھا کہ چمنستان خوشی خوشی آیا کہا یا خداوند مین نے
قریشہ سلطان کو بمشکل گرفتار کیا جان اپنی لگا دی جب کیمیاے سعادت و لوح محفوظ
کو لیا تب سحر نے تاثیر کی جمشید ثانی نے خوش ہوکر حکم دیا کہ لے جاکر زندان محن مین قید کرو
ملکہ آسمان پری انتشار مین تھین کہ خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا ملکہ قریشہ سلطان مسلسل
و مطوق داخل زندان محن ہوئین ماں کو سلام کیا آسمان پری نے پوچھا کہ ای نور نظر کیا گذری
ملکہ قریشہ سلطان نے عرض کی کہ مقدمۂ طلسم بہ دستخطۂ جلیل حل کرنا بود ہوے چمنستان نے
وہ مکر کیا کہ مین ناچار ہوگئی مین اسی طرف آتی تھی یہ آرزو تھی کہ جاکر آپ کو رہا کروا لیکن مکر

خود ہی مقید ہو گئی جس روز سے رہا ہو کر گئی ایک دن مہلت نہ پائی جنگ کرتی رہی آخر گرفتار
ہوئی ساحران مکار و غدار کا سامنا رہا آخر اُنسے کیونکر بچتی مگر جمشید ثانی خوش بیٹھا ہوا اور
شاہزادیوں سے کہہ رہا ہے کہ تمنے ہماری تقدیر کرنے کی تاثیر دیکھی کہ قریشہ سلطان پھر قید
ہو کر آگئی شاہزادیاں تعریفیں کر رہی ہیں کہ قدرت نے کیا اتفاق ہے برجستہ کی ورنہ قریشہ
کا گرفتار ہونا دشوار تھا کہ ساتھ وزرا حاضر ہوئے جمشید کو نذریں دیں اور کہا جشن کلاں
کے پندرہ روز باقی ہیں جو حکم ہو وہ بجا لاویں جمشید نے کہا کہ حسب قاعدہ قدیم تیاری
کرو بلکہ مشہور کرو کہ اُس تاریخ کو اول جشن ہو گا کہ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل
کیجاوینگی کہ طلسم کشا کی آس ٹوٹے اور یقین کامل ہو کہ قیدی قتل ہو گئے جمشید ثانی نے حکم دیا
کہ ڈھنڈھورا پٹوا دو کہ سب کو خبر ہو کہ تاریخ قتل قریشہ سلطان و آسمان پری قرار پا گئی
اُسی وقت وزرا نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک زنگی سیہ رو پیدا ہوا نقارہ
کاندھے پر رکھے ہوئے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے جمشید ثانی نے اپنی زبان سے حکم دیا
کہ مشتہر کر کہ فلان تاریخ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل ہونگی وہ زنگی یہ حکم سنکر بلند ہوا
کہ نظروں سے سب کی مخفی ہو گیا شاہزادہ سعد بن قباد ایک صحرا میں فروکش ہیں کہ نقارہ
کی آواز کان میں آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک زنگی قوی تن و قوی من آواز دے رہا ہے کہ
خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم خداوند جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی کا کہ فلان تاریخ
کو جشن ساہری ہے کہ اُس تاریخ کو وہ خداوند پیدا ہوئے تھے اور اُسی تاریخ جلوس تبدیل کیا
اُسکا جشن ہو گا اور جشن دیگر باعث خوشی ساکنان طلسم نوخیز جمشیدی یہ ہو گا کہ ملکہ قریشہ
و آسمان پری مع ہمراہیوں کے قتل ہونگی ہر چند کہ قریشہ سلطان نکل گئی تھیں مگر قدرت سے
تقدیر کر کے پھر گرفتار کرایا اسی وجہ سے تاریخ اُن کے قتل کی قرار پا گئی یقین ہے کہ مسلمانوں
کو بڑا قلق ہو جسما سیحران نے اپنے مقام پر سُنا سعد نے بھی خبر پائی نور الدہر نے اپنے
مقام پر سنا ایرج و قاسم کو بھی خبر ہوئی لندھور و مالک سے کہ قلعہ جات پر لڑ رہے تھے اپنی
اپنی شورکت سنا کی چاہتے تھے جب یہ خبر وحشت اثر سنی سب گھبرا گئے بادشاہ نے اپنے ہمراہیوں سے
فرمایا کہ یارو سنتا بڑا غضب ہو گا اگر آسمان پری و قریشہ سلطان قتل ہو گئیں اور تھے

پھر طلسم توڑا اور جمشید کو مارا تو کیا نفع ہوگا سب نے عرض کی کہ حضور جمشید کی کیا مجال کہ اُن کا
موے جسم کم کر سکے میثاق اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ غلام ابھی سے تدبیر کرتا ہی اول تو جمشید
کے قول و فعل کا اعتبار نہین اور اگر ایسا کریگا بہت پچھتائیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا
کوچ کرے میثاق نے بہت منع کیا کہ حضور ابھی کوچ نہ کرین بادشاہ نے فرمایا کہ ای میثاق
لوح طلسمی تو مل جاے کہ یہ سرگردانی مٹے یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی بادشاہ نے
دیکھا کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری خواجہ عمرو نامدار جست و خیز کرتے ہوے
آکر سہو پہنچے بادشاہ سے خبر کی کہ صاحبقران زمان نے مجکو روانہ کیا ہی کہ بادشاہ سے
اطلاع کرو کہ تاریخ قتل فریشہ سلطان و آسمان پری مقرر ہو گئی بادشاہ نے موتیون کا
مالا گلے سے اُتارا کہ کئی لاکھ روپے کا تھا فرمایا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ مین حاضر کرتا ہون
اسکو لیکر بیت المال مین جمع کیجیے اور کوئی فکر دستیابی لوح کی کیجیے ہرچند کہ میثاق ساحر
زبردست ہی وہ کہتا ہی کہ جمشید کی بات کا اعتبار نہین مگر ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ جیسے قتل
ہوجاوین تو مین صاحبقران کو کیا منھ دکھاؤنگا خواجہ عمرو نے چاہا کہ مالا اُٹھا لون بادشاہ
نے فرمایا کہ یہ مالا اُسوقت ملیگا کہ جب لوح ہمکو مل جائیگی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین تدبیر کرتا ہون
آئندہ پروردگار کو اختیار ہی اور اب جزیرۂ بلاخیز بھی قریب ہی مین آج ہی جاکر رنگ جماتا ہون
خواجہ عمرو نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور فکر مین چلے مگر یہان
بلاخیز جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جمشید کا فرمان پہونچا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای خیرخواہ
دولت تم کو ایسا معتبر جانا کہ لوح طلسمی تمھارے سپرد کی اب بادشاہ تمھاری فکر مین ہین ایسی
کوئی تدبیر کرنا کہ تم تک نہ آسکین بلاخیز نے اُسی وقت دو ساحر زبردست شعبدہ باز عجایب
و غرایب ساز کہ نام جنکے تحریر کرتا ہون عیان جادو و نہان جادو کو روانہ کیا کہ جاکر
بادشاہ پر راستہ روک دو عیان و نہان نے آکر سحر کیا کہ ایک کوہ بلند دم تفنگ ظاہر ہوا
ایک دیوار آہنی کھڑی ہو گئی مگر خواجہ جو تلاش مین نکلے تھے تین کوس پر آکر دیکھا کہ لوہے کی
دیوار کھڑی ہی راستہ بند ہی خواجہ عمرو دیوار کو دیکھکر حیران کھڑے ہین کہ کل تک راستہ
کھلا ہوا تھا آج کیا سبب ہی کہ راستہ بند ہو گیا مگر اب وہ وقت ہی کہ دربار شاہی مین سب

سردار جمع ہین کہ میثاق گھبراکر اُٹھا بادشاہ نے پوچھا کہ ای میثاق کیون خیر تو ہی میثاق
نے کہا کہ ای شہریار میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ عیان جادو و نہان جادو طرف سے بلاخیز کے
آئے ہین اُنھون نے آپ پر راستہ بند کیا دیوار آہن تیار ہی خواجہ عمرو اُس مقام پر حیران
کھڑے ہین غلام جاتا ہی کہ جاکر اُس راستے کو شکست کرون خواجہ عمرو کے نکل جانیکا بندوبست
کرون ملکہ سحر بین بھی میثاق کے ساتھ اُٹھین کہا صاحب مجکو بھی خبر مل چکی ہی کہ عیان اور
نہان نے بڑا زور باندھا ہی میثاق و سحر بین چلے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ عمرو سامنے
دیوار آہن کے خاموش کھڑے ہین حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون کہ آسمان پر برق چمکی میثاق
و سحر بین آکر پہونچے عرض کی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری کس فکر مین کھڑے ہو خواجہ عمرو نے
کہا کہ اس دیوار سے راستہ نہین ملتا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری عیان جادو
و نہان جادو کا یہ سحر ہی بلاخیز جادو نے راستہ بند کرایا ہی اب مین سحر کرتا ہون دروازہ اس
دیوار مین پیدا ہوگا آپ نکل جائیے گا عیان و نہان بڑی آفت برپا کرین گے بروقت
پر پہونچونگا اور عیان و نہان کی تدبیر کرونگا اور آپکو تا بہ صحراے بلاخیز پہونچاؤنگا یہ سنکر
خواجہ عمرو نے کہا کہ بسم اللہ آپ سحر کیجیے مین جست کرکے نکلونگا اور باغ عیان و نہان
سے گذر جاؤنگا میثاق نے کہا کہ خواجہ وہ لڑائی پڑیگی کہ جان بچنا دشوار ہوگی یہ کہہ کے
میثاق نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر دیوار آہن پر مارا ایک دنّاٹا ہو کر دروازہ
دیوار آہن مین پیدا ہوا خواجہ عمرو اُس در کو دیکھ کر سوچنے لگے پیچھے کھینچا چاہا کہ ٹیک کر
جست کرون مگر دروازے کے پاس دیکھا کہ ہزارہا ساحر صف باندھے کھڑے ہین اور کہہ رہے
ہین کہ عمرو آیا ہر ایک کی زبان پر یہی ہی کہ یارو عمرو کو روکو ایسا نہ ہو کہ یہان چلا آوے
خواجہ عمرو یہ ہنگامہ دیکھ کر چند ساعت رُکے وہ دروازہ بند ہوگیا میثاق نے کہا کہ ای
خواجہ غضب کیا ایک مرتبہ اور سحر کرونگا دروازہ ظاہر ہوگا تیسری مرتبہ دروازہ نہ ظاہر ہوگا
مین ابکی مرتبہ سحر کرتا ہون اگر آپ نے قصد کیا تو بہتر ہی اور نہ مین ناچار ہو جاؤنگا خواجہ
نے کہا کہ بسم اللہ سحر کرو دروازہ پیدا ہو مین ضرور جاؤنگا ہرچند کہ دشمنونکی صفین بندھی ہین
مگر اُنکے سرون پر سے جاؤنگا سب ساحر حیران ہون کہ عمرو کیونکر آیا میثاق نے جھولی سے

پھر گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھ کر دیوار پر مارا اس طرح کا دتا ناہوا کہ زمین تھرا گئی وہ بڑی دروازہ معمولی پیدا ہوا اب خواجہ نے جست کی جیسے ہی اُس پار گئے ساحرون نے لینا لینا کر کے اس طرح کا سحر کیا کہ خواجہ عمرو گر پڑے اور ساحرون نے فورًا گرفتار کر لیا کشان کشان عمرو کو لیکر سامنے عیان و پنہان کے لائے عیان و پنہان نے حکم دیا کہ لیجا کر قتل کرو خبردار دیر نہ کرنا یہ وہ شخص ہی کہ ساری ہوش ربا مین پھرا کوئی اسکو قتل نہ کر سکا ساحر کی و جمشید نے اسکی قضا ہمارے ہاتھ سے مقرر کی تھی اور لکھ گئے ہین کہ قاتل عمرو کے عیان و پنہان ہین اب اس کو فورًا قتل کرو ذرا دیر نہ ہو جادوگر کشان کشان خواجہ عمرو کو صحن باغ مین لائے دار بن استادکین جلادون کو طلب کیا جب جلاد سر پر خواجہ عمرو کے آیا اور اُسنے کوے کا خط گردن پر دیا تو خواجہ عمرو نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی وای بے نیاز رحم اپنا شریک کر

نظم

فی الحقیقت سخت آزار ست آزار ہوس — ہست بیشک لا دوا بیمار بیمار ہوس
صاحب حرص و ہوا ماند ہمیشہ تنگ دست — میخورد ہر دم بپائے بوالہوس خار ہوس
ماند اندر دہر تا روز قیامت زیر بار — ہر کہ بردارد بدوش جان و دل بار ہوس
کی رہا گردد ز دام رنج و غم اہل طمع — مخلصی کی باید از زندان گرفتار ہوس
بشگفد کی زاب و تاب فیض حق بستان آز — تازہ کی گردد بباغ دہر گلزار ہوس
روشن اندر خانۂ طامع کی گردد چراغ — کی شود آباد در دار جہان دار ہوس
از طمع خالی ست ذات کبریا خواہش مکن — طالب مولا نمیگردد طلبگار ہوس

جلاد چاہتا ہی کہ ہاتھ خنجر کا مارے کہ زمین شق ہوئی برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوگئے میثاق نے نکلتے ہی سحر کی بوچھار کر دی عیان و پنہان کہ بارہ دری مین بیٹھے تھے کسی ساحر نے خبر دی کہ میثاق نے آکر عمرو کو بچایا ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی دونون بھائی جھلا کر باہر نکلے پنہان تو بارہ دری مین کھڑا ہی مگر عیان جادو طرف میثاق کے چلا تلوار برسانے لگا میثاق اپنے کو بچا رہا ہی چاہتا ہی کہ ذرا بلوہ کم ہو تو عیان پر سحر کرون عیان بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی ایک شخل کے نیچے آکر ٹھہرا ہی کہ شاخ نخل سے ایک برق عیان

پھر چمک کر گری کہ عیان کے دو ٹکڑے ہوئے اور نعرہ ہوا کہ منم بحرین جادو میثاق نے دیکھا کہ
بحرین نے ظاہر ہوتے ہی دریا سے سحر پیدا کیا سب ساحر ڈوبنے لگے مچھلیوں نے سیکڑوں
جادوگر مارے پنہان جادو نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا بیقرار ہو کر پارہ اُسی سے بچانا چاہا کہ
میثاق پر جا پڑوں بحرین کے دریا کو دیکھ کر سحر کرنے لگا منظور تھا کہ دریا کو مٹاؤں بحرین دریا میں
پھاند پڑی پنہان جادو نے آواز دی کہ اپنے سحر میں آپ ڈوبی میثاق سے کہا کہ تمھاری معشوقہ
ڈوبکی خوف سے میرے اپنی جان دی اگر نہ ڈوبتی تو میں اپنے قبضے میں کرتا معشوق پر یہ پڑی تھی آبرو
کے خوف سے اُسنے جان دی میثاق کو یہ سُن کر بڑا قلق ہوا دونوں پھر جا کر دریا میں پھاند پڑا بعد
تھوڑی دیر کے پنہان جادو نے دیکھا کہ دریا سے ایک نازنین پیدا ہوئی موے سر کھلے ہوئے
قطرات آب موہا سے سر سے ٹپکتے ہوئے صداقت ثابت تھا کہ گھنگور گھٹا چھائی ہے بارش مروارید ہو رہی
ہے گوش نازک میں مروارید بے بہا پڑے ہوئے ہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ ستارۂ سحری متصل
بناگوش ہے دریاے حسن کو جوش ہے پنہان نے جو اُس محبوب مطلوب کو دیکھا پکار کر آواز دی
کہ صاحب آؤ اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ تمھیں آؤ پنہان جادو حاضر حاضر کہہ کر کود پڑا جب
قریب نازنین پہونچا تو ایک نہنگ نے سر نکالا پنہان کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا خواجہ عمرو نے
بھی جنم ہاے آتشبازی مارے اور لوٹتے پھرتے ہیں جب دونوں بھائی مارے گئے تو باقی
ساحر فریاد کرتے ہوئے بھاگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ وزیر اعظم خداوند ہیں عیان و
پنہان کے روکے سے جب نہ رُک سکے تو ہم کیا روک سکتے یارو بھاگ کر نکل چلو جسطرح
بنے اپنی جان بچاؤ یہ کہتے ہوئے سب بھاگ گئے میثاق نے کہا خواجہ ہم تو اسی باغ میں
ٹھہرتے ہیں تم اب آگے بڑھو خواجہ نے میثاق و بحرین کو اُسی باغ میں چھوڑا آپ جو باغ سے
نکلے دیکھا کہ ایک صحرا ہے ہولناک و وحشت انگیز ہے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہیں ہر طرف
سنسان و ویران لق و دق میدان نخل کا اُس صحرا میں نام نہیں ہر طرف ذرے چمک رہے
ہیں دھوپ پڑ رہی ہے کہ تمام صحرا تپ رہا ہے عمرو اُس صحرا کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر چلا جاتا ہے
کہ ایک طرف سے ایک جادوگر کو دیکھا کہ بدحواس دوڑا ہوا جاتا ہے خواجہ عمرو نے آگے بڑھ کر
پکارا کہ بھائی ٹھہر جاؤ اس دھوپ میں کہاں جاتے ہو وہ ساحر ٹھہرا خواجہ عمرو قریب آئے

ساحر نے جواب دیا کہ بھائی نوکری بُری چیز ہے قدرت نے نامہ پاس بلاخیز جادو کے روانہ کیا
ہے کہ عمرو صحرائے ویران میں آگیا ہوشیار رہنا تو میں چاہتا ہون کہ جلدی جاؤن مگر پیاس
سے بہت بیقرار ہون عمرو نے کہا کہ مین پانی لاتا ہون بھائی مجکو تمھارے حال پر رحم آیا مین
ابھی پانی لایا یہ کہکر درۂ کوہ مین گھس گئے جام پانی سے بھر کر لائے وہ قاتل بیہوشی ڈال دی کہ
اگر دریا مین ڈالدیجیے تو مچھلیان دیوانی ہوجاوین جیسے ہی اُس ساحر نے جام پیا بیہوش
ہوکر گرا خواجہ عمرو نے نامہ اُسکی جھولی سے نکال لیا اور ٹانگ پکڑکے کھینچ کر درۂ کوہ مین
ڈالدیا اُسی کی شکل بن کر چلے مگر بلاخیز جادو نے لوح کو اس طرح رکھا ہے کہ ایک چبوترہ وسط
باغ مین ہے تختۂ سنگ پر سات گلدستے رکھے ہین ایک وضع ایک قطع کے مگر جس گلدستے مین لوح
ہے وہ گلدستہ چمک رہا ہے قید یہ ہے کہ طلسم کشا خود اپنے دست حق پرست سے ہاتھ مارے تو اُسی
گلدستے پر ہاتھ پڑیگا جس مین لوح ہے خواجہ عمرو اُسی خطر رسان کی شکل بن کر چلتے ہین مگر
بلاخیز جادو نے ایک ابر سیاہ بناکر اُس تختۂ سنگ پر قایم کیا ہے اُس ابر مین جنبش پیدا ہوئی
بلاخیز نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا عمرو صحرائے ویران مین آگیا دروازہ باغ کا
بند کرو کوئی آئے مگر دروازہ نہ کھولنا دروازۂ باغ بند ہوگیا سب ساحر ابر کو دیکھ رہے ہین
بلاخیز جادو کرسی بچھاکر بیٹھا ابر کو دیکھ رہا ہے کہ ابر چیخ مار رہا ہے کہ عمرو دروازے پر باغ
کے آیا دیکھا کہ دروازہ بند ہے دراز سے جھانک کر دیکھا کہ ساحر بیٹھے ہین مگر لاکھ خواجہ عمرو
پکارتے ہین کوئی دروازہ نہین کھولتا خواجہ کو تردد ہے کہ اگر مین باغ مین پہونچا تو کیا نتیجہ
نکلیگا کچھ مطلب نہ حاصل ہوگا بڑی خطا کی کہ جو طلسم کشا کو ساتھ نہ لایا اس سوچ مین خواجہ
کھڑے تھے کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ بادشاہ جاہ مرکب
عربی پر سوار ہین سب کے آگے میثاق کوہ گردان و بحرین وغیرہ سب شاہزادیان طاؤس سان
زرین بال پر سوار آمادۂ رزم وپیکار پشت پر لشکر کا تانتا بندھا ہوا میثاق نے بھی وہ رستے
دیکھا کہ خواجہ عمرو بصورت مبدل دروازے سے باغ کے لپٹے ہوئے ایک ایک ساحر
کو پکار رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ مین خط خداوند کا لیکر آیا ہون کہ ایک باغبان نوجوان
چاندی کے کڑے ہاتھ مین پہنے ہوئے دروازے کے سامنے سے نکلا خواجہ عمرو نے پکار کر کہا

بھائی مجھکو تو آتے دو مگر یہ تحفہ تو لے لو اور چند نگینے باغبان کو دکھائے باغبان سوچا کہ اس وقت ہنگامہ ہے کون پوچھیگا کہ فرستادۂ خداوند سے کسنے لیا یہ سوچکر دروازے کے قریب آیا زنجیر کھولی پاؤن دروازے مین اڑا کے کھڑا ہوا اور ہاتھ باہر نکالا خواجہ عمرو نے ہاتھ اُس باغبان کا کاٹ لیا اُس باغبان نے ایک چیخ ماری اور دروازہ چھوڑکر بھاگا اس عرصے مین بادشاہ بھی قریب آ گئے اور گھوڑے سے اُترے خواجہ نے بادشاہ کو آگے کیا پشت پر میثاق وغیرہ ہین دروازہ کھول کر اندر گھسے مگر خواجہ عمرو پکارتے ہین کہ ارے ایک ہاتھ دیا دوسرا ہاتھ دیتا جا باغبان بھاگا جاتا ہے پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہے مگر بلا خیز کرسی پر بیٹھا تھا کہ نعرہ بادشاہ کی آواز کان مین آئی پکار کر اُسنے کہا کہ ارے صاحبو دروازہ کسنے کھولدیا کہ باغبان نے سامنے بلا خیز کے آکر کہا کہ حضور میرا ہاتھ عمرو نے کاٹ لیا دروازہ کھل گیا یہ سُن کر بلا خیز اُٹھا کہ سامنے سے نعرہ ہوا نعرۂ بادشاہ سے منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس وجم ٭ تجلی دہ بزم اسلامیان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭ ایکطرف سے نعرہ ہوا نعرۂ خواجہ عمرو سے کزان اُستاد عیاران عالم ٭ سراپا دانش و عقل مجسم ٭ باغ دین زکرش آبیاری ٭ جہان سرمنگ درخنجر گزاری ٭ بہر کشور بلاے جان کفار ٭ عمرو آن شاہ عیاران عیار ٭ ایکطرف سے میثاق کوہ گردان نے نعرہ کیا کہ باش اے بلا خیز دیکھا تو نے کہ کیونکر پہونچے شاہزادیون نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے بلا خیز نے فوج کو اشارہ کیا مگر میثاق نے کہا کہ ای بادشاہ جمجاہ ہم جنگ کر رہے ہین آپ لوح طلسمی لیجیے بادشاہ نے جھپٹ کر بسم اللہ کہکر گلدستون پر ہاتھ ڈالا اُسی گلدستے پر ہاتھ پڑا کہ زمین لوح طلسمی تھی اِس طرف بادشاہ نے لوح پائی اُسطرف بلا خیز جادو میثاق سے مقابلہ پڑا میثاق نے وہ سحر کیے کہ آگ برسا دی تلوارین گرائین ہزار ہا جادوگرون کے سر اُڑ گئے مگر بادشاہ لوح طلسمی لیکر مصروف جنگ ہوے بلا خیز اپنی جان سے بیزار ہے چاہتا ہے کیا تدبیر کرون کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن ابر سیاہ جو چھایا تھا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا گلدستے جلنے لگے آخر جل جل کر خاک ہوے بلا خیز جادو نے جب دیکھا کہ میثاق کوہ گردان نے سب طرف سے روکا ہے آخر ناچار ہوکر قریب اُس نخل کے آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای نخل قدرت

مجھے پناہ دے فوراً بیچ نخل شق ہوئی ایک غار سا بلاخیز کو معلوم ہوا ایک اژدہے نے منہ نکالا فوراً
بلاخیز اُسکے دہن میں پھاند پڑا بلاخیز تو غائب ہوا باقی ساحروں کو قتل کیا تھوڑے عرصے میں باغ
میں سناٹا ہو گیا میثاق نے آکر قدموں کو بادشاہ کے بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای شہریار خدا نے
بڑا فضل کیا مگر تعجب کرتا ہوں کہ جمشید نہ آیا لوح سے بہت ہوشیار رہیےگا یہ بھی مرقوم ہے کہ
لوح مل کر پھر غائب ہو جائیگی اُسکے ملنے میں بڑی سختی ہوگی بادشاہ کو سب ساحروں نے گھیر لیا
نوبت و نقارے بجاتے ہوئے داخل لشکر ہوئے مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی اپنے قصر
میں بیٹھا ہوا تھا گرد تخت کے شاہزادیاں اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہیں شاہزادیوں نے دیکھا کہ
قدرت کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے سبھوں نے پوچھا کہ یا خداوند مزاج کیسا ہے آج آپکو
بہت ملول پاتے ہیں جمشید نے کہا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا لڑتے بھڑتے باغ بلاخیز میں
پہونچ گئے خوب تلوار چل رہی ہے مگر بلاخیز کو بچاتا ہوں یہ کہکر آواز دی کہ ای اژدر جادو بلاخیز
کو بچا لا ایک اژدر گوشۂ قصر سے نکلا اور غرق زمین ہو گیا تھوڑے عرصے میں زمین سے نکلا بلاخیز
کو منہ سے اُگلا بلاخیز بیہوش ہو رہا تھا جمشید نے آواز دی اسکو ہوشیار کرو بلاخیز ہوشیار ہوا
اُٹھتے ہی رونے لگا کہا یا خداوند آپ نے وقت پر تقدیر کی ورنہ مسلمانوں نے مجھکو گھیرا تھا
بمشکل وہاں سے نکلا لوح بادشاہ لے گئے مگر یا خداوند آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب لوح پر ہنگامہ
ہوگا تو میں آؤنگا یہ آفتیں برپا ہوئیں مگر آپ نہ آئے کہ لوح کو بچاتے جمشید ثانی نے کہا کہ اگر
میں آتا تو میثاق سے مقابلہ پڑتا قدرت کو ذلت ہوتی ہرچند کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا مگر اب میں
جاتا ہوں اور جا کر لوح لاتا ہوں یوں لوح لاؤں کہ کسی کو خبر نہ ہو اُسکے لوح ایسے مقام پر رکھوں
کہ جہاں ہوا نہ جا سکے یہ کہکے اُٹھا پر پرواز پیدا کرکے چلا یہاں لشکر میں بادشاہ کے جشن ہے
طالقان ہند کا داخلہ ہے تمام لشکر میں روشنی ہو رہی ہے بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں خواجہ
بھی جا بجا پھر رہے ہیں دوکانداروں سے تو بازاری وغیرہ تحصیل رہے ہیں فرماتے ہیں یارو آج
بادشاہ کو لوح ملی ہے اُسکا جشن ہے سودا تم لوگوں کا خوب بکیگا ہمارا حق دینے میں کوتاہی نہ کرو
جو کچھ تم لوگوں سے ہو سکے وہ ہم کو دو ایک طرف فیروزہ بن عمرو انتظام کر رہا ہے جمشید ثانی کا
عمرو پر تو حوصلہ نہ پڑا مگر ایک نخل پر بیٹھ کر فیروزہ کو بیہوش کیا اور فیروزہ کی شکل بنکر چلا فیروزہ کو

ایک گوشے مین ڈال دیا ہی محفل بادشاہ مین آیا دیکھا بادشاہ جمجاہ تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہین میثاق وغیرہ گرد بیٹھے ہین جمشید ثانی کو کچھ نہ بن پڑا میثاق کو دیکھ کر گھبرا گیا پشت بادشاہ پر آکر رومال سے مگس رانی کرنے لگا سامنے بادشاہ جمجاہ کے ایک نازنین نہایت خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی قطعہ

ملا دو سینے سے سینہ تو دل اتنا طپان کیون ہو ۔ جگر پر ہاتھ ہو تو درد رہکر نہان کیون ہو

نہ دیکھے جائین جس سے بیٹھکر پہلو مین داغ دل ۔ وہ میرا کیون بنے دلسوز مجھپر مہربان کیون ہو

جو اظہار وفا کر کے جفا آموز دلبر ہون ۔ وہان تقدیر کیون رسوا ہو بدنام آسمان کیون ہو

جو یہ مطلب نہین انکا عدو طرز وفا سیکھے ۔ کسی کے سامنے اچھا ہمارا امتحان کیون ہو

بنیگا شہرۂ آفاق ہوکر عشق مین عاشق ۔ جسے کچھ نام کرنا ہو ابھی وہ بے نشان کیون ہو

ملال افسوس آدھے رہگئے ہم جسکی فرقت مین ۔ نہ پوچھا اسنے جھوٹون بھی کبھی تم نیم جان کیون ہو

ہر چند کہ جمشید فیروزہ کی شکل بنا ہوا پشت بادشاہ پر کھڑا ہی مگر میثاق دمبدم اِس سے آنکھ ملاتا ہی کچھ سوچ کے رہجاتا ہی لیکن جمشید نے سحر سے سب کی زبان بند کردی ہی آخر اسنے جھک کر بادشاہ کے کان مین کہا کہ دن بھر تو حضور مصروف جنگ رہے اب چل کر آرام فرمائیے ایسا نہ ہو کہ طبیعت بے لطف ہو جاے بادشاہ جانتے ہین کہ فیروزہ ہمارا خیر خواہ ہی ہاتھ اٹھا کر گانے والی کو منع کیا کہ اب گانا موقوف کرو ہم آرام کرین گے گانے والی خاموش ہوئی بادشاہ تخت سے اُٹھے مگر میثاق کے کان کھڑے ہوے جیسے ہی بادشاہ تخت سے اُٹھے میثاق نے دست بستہ عرض کی کیا حضور آرام فرمانے جاتے ہین کیون فیروزہ تونے کیا کہدیا کہ بادشاہ کھڑے ہو گئے فیروزہ نقلی نے کچھ جواب نہ دیا مگر بادشاہ نے فرمایا فیروزہ بہت جا سے کہتا ہی کہ دن بھر جنگ رہی اب جا کر کچھ دیر سو رہو ہون میثاق خاموش ہو رہا کچھ اور نہ کہہ سکا سب شاہزادیان بھی اپنی اپنی جگہ پر روانہ ہو گئین مگر فیروزہ نقلی بادشاہ کے ہمراہ چلا میثاق نے کہا کہ ای فیروزہ تم کہان بادشاہ کے ساتھ جاتے ہو جا کر طلائے کا انتظام کرو جمشید نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا سے حفاظت لوح مین بادشاہ کے ساتھ ہون جب آرام کرین گے تو بیٹھ کر حفاظت کرونگا میثاق کو کچھ نہ بن پڑا فیروزہ وہ بادشاہ خوابگاہ

مین آئے جمشید نے عرض کی لوح طلسمی مجکو دیدیجیے کہ مین بہ احتیاط رکھون حضور کے آرام فرمانے
تک حرف ہی بادشاہ نے لوح کو دیدیا مگر خواجہ عمرو طلائے پر بیٹھے پھرتے پھرتے ایک مقام پر
پہونچے دیکھا زیرنخل فیروزہ بیہوش پڑا ہی عمرو نے چاہا کہ فیروزہ کو ہوشیار کرون فیروزہ نہ
ہوشیار ہوا گلگونہ جادو کہ انتظام طلا بہ مین تھی عمرو نے گلگونہ کو بلایا اور کہا کہ ای گلگونہ
فیروزہ ہوشیار نہین ہوتا دیکھو کسی کے سحر مین ہی گلگونہ نے انگلیون پر شمار کرکے منہ کو اپنے
پیٹ لیا کہا بڑا غضب ہوا یہ تو سحر مین جمشید ثانی کے ہی بس خواجہ عمرو نے فیروزہ کو وہین
چھوڑا اور آپ طرف بارگاہ بادشاہ کے چلے راہ مین میثاق سے ملاقات ہوئی میثاق نے پوچھا
کہ کیون خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای میثاق بڑا غضب ہوا فیروزہ سحر مین جمشید
کے بیہوش پڑا ہی ہوشیار نہین ہوتا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جمشید بصورت فیروزہ پہونچا
میثاق نے کہا کہ خواجہ مین شام سے انتشار مین تھا مگر کچھ ایسی غفلت ہوئی کہ بول نہ سکا
گلگونہ نے کہا کہ ای میثاق جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام کرلے خواجہ و میثاق و
گلگونہ و بحرین یہ خبر سنکر گھبرا گئے اور قریب خوابگاہ بادشاہ پہونچے کہ ایک صدا سے
مہیب کان مین آئی اور نعرہ ہوا کہ منم جمشید ثانی بادشاہ نے چاہا کہ جمشید پر جا پڑون
مگر جمشید لوح طلسمی لیکر بلند ہو گیا میثاق نے دیکھا کہ قبۂ بارگاہ ٹوٹا ہوا ہی اور جمشید
لوح طلسمی لیے ہوئے جاتا ہی بادشاہ جہجاہ کے گلے مین چونکہ لوح محفوظ باقی تھی اس وجہ سے
نعرہ کر رہے ہین کہ یارو غضب ہوا جمشید لوح طلسمی لے گیا میثاق اُس وقت پہونچا کہ
جمشید نکل چکا تھا میثاق نے چاہا کہ سحر کرون اور جمشید سے بھڑون مگر جمشید ثانی نے
للکارا کہ او نمک حرام خبردار آگے نہ بڑھنا لوح طلسمی مین نے لے لی اگر میرے سامنے آئیگا تو
مارا جائیگا میثاق تو رُک گیا مگر بحرین نے سحر کرکے جمشید پر گولہ مارا ہر چند کہ کانپ گیا لیکن
للکارا کہ او بحرین کیون اپنی آبرو مٹاتی ہی آخر کو تم سب میرے ہی ہاتھ کے نیچے رہوگے
اُسوقت بہت ستاؤنگا تکلیف پہونچاؤنگا یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر چلی میثاق
نے دیکھا کہ اگر یہ برق بحرین پر گریگی تو خرمن حیات بحرین کو جلا دیگی برق کو کاٹا برق دو ٹکڑے
ہوکر اور دو کنیزون پر پڑی کہ دونون کے سر اُڑ گئے میثاق نے بحرین کو بچایا اتنا جو ہنگامہ ہوا

اور شاہزادیان بھی بارگاہون سے نکل آئین ملکہ یاسمن و ملکہ زعفران پوش وغیرہ آتے ہی
سحر کرنے لگین جمشید نے ان کے سحر کو شنانا ہوا کاٹتا ہوا نکل گیا کئی کوس پر جا کے نعرہ کیا کہ تم
جمشید ثانی دیکھو کس لطف سے لوح لایا شاہزادیان جو قصر ہفت رنگ مین بیٹھی تھین اُن
سب نے آواز سُنی سب کی سب قصر سے نکل آئین دیکھا جمشید خوشی خوشی چلا آتا ہے سب نے پوچھا
یا خداوند کیا انجام ہوا جمشید ثانی نے کہا مین نے وہ تقدیر کی کہ بادشاہ مبہوت ہو گئے
لوح طلسمی لے آیا سب نمک حرامون نے بلوہ کیا تھا مگر بدولت نہ مر سکے صاحبو مین تقدیر
کر چکا کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا سب شاہزادیان جمشید ثانی کو گھیرے ہوئے قصر ہفت رنگ
مین لائین دل خوش کرنے کے لیے مبارکبادگانے لگین اسکے بعد جمشید ثانی نے لوح طلسمی نکال
کر دکھائی دیکھو جما ہوا کیا تقدیر برجستہ کی تھی کہ لوح لے آیا اب اس کو جزیرہ عنبر یار مین
رکھونگا عنبر یار جادو کو نامہ لکھو کہ قدرت یاد فرماتے ہین جلد آکر حاضر ہو پھر کوئی کچھ نہ
کر سکیگا تمہین سب پر آفت آئیگی وزرا نے نامہ تحریر کیا ایک جادوگر موسوم بہ کوہسار جادو
سامنے بیٹھا تھا جمشید نے کہا کہ اسکو عنبر یار کے پاس لیجاؤ مگر اے کوہسار جب قریب جزیرہ پہونچوگے
تو دیکھوگے کہ دریا سے قہار موج مار رہا ہے نامہ دریا مین ڈال دینا تم الگ رہنا آواز دینا
کہ اے عنبر یار جادو یہ نامہ لو ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوگا وہ نامے کو لیجائیگا تم سامنے عنبر یار
کے نہ پہونچوگے بعد تھوڑی دیر کے ملکہ عنبر یار جادو آئینگی اُن کو پیغام دینا وہ فوراً میرے
پاس آئینگی پھر مین کلام کر لونگا کوہسار جادو بہت خوب کہکر نامہ لیکر روانہ ہوا یہان بعد
جانے جمشید کے سب سردار بارگاہ شاہ مین آئے دیکھا کہ بادشاہ جہجاہ سرنگون بیٹھے ہین
فرما رہے ہین کہ جمشید بڑا مکر کر گیا میثاق وغیرہ فیروزہ کو ہوشیار کر کے لائے بادشاہ نے
پوچھا کہ تم پر کیا سانحہ گذرا فیروزہ نے بیان کیا کہ مین زیر نخل کھڑا تھا آنکھون کے نیچے اندھیرا
آیا چاہا کہ بھاگون لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا پھر مجکو خبر نہین کہ کیا گذری خواجہ نے بیان کیا
کہ اے میثاق ان تقریرون سے کیا نفع ہوگا وہ تدبیر کرو کہ لوح کی فکر کیجائے بادشاہ جہجاہ نے
کئی صندوقچے جواہرات کے خواجہ کو دیے کہ ذرا یہ تو دریافت کیجیے کہ اب لوح کہان گئی
خواجہ عمرو نے صندوقچہ نذر زنبیل کیے اور فوراً بھاگے طرف قصر ہفت رنگ کے چلے

جب سامنے قصر ہفت رنگ کے پہونچے تو دیکھا کہ ایک جادوگر قصر کے اندر سے نکلا ایکطرف
بھاگا خواجہ عمرو نے کوہسار کا پیچھا کیا ایک صحرا مین آکر آواز دی کہ ای بھائی ذرا ٹھہر جاؤ
کہان جاتے ہو کوہسار ٹھہرا خواجہ عمرو نے قریب آکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو اُس نے جواب دیا
کہ ملکہ عنبر بار جادو کو بلانے جاتا ہون کیا تم اس صحرا کے نگہبان ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین
ملازم ملکہ عنبر بار ہون اس صحرا مین کسی کو آنے نہین دیتا اگر تم فرستادہ خداوند نہ ہوتے تو
تم کو روکتا مگر بھائی عنبر بار کی ملاقات کو کیونکر جاؤ گے سنا ہی کہ وہ کسی سے ملاقات نہین
کرتین کوہسار نے کہا کہ خود جمشید ثانی نے فرمایا ہی کہ جب قریب جزیرہ پہونچو گے تو ایک
دریا سے قہار ملیگا اُس مین نامہ ڈال دینا اور آواز دینا کہ ای عنبر بار جادو یہ نامہ لو سب
باتین خواجہ عمرو نے پوچھ کر کوہسار کو بیہوش کیا نامہ اُس کی جھولی سے نکال لیا کوہسار
کی شکل بن کر چلے جب سامنے دریا کے پہونچے نامہ ڈالکر آواز دی کہ ای عنبر بار جادو یہ نامہ
خداوند کا حاضر ہی ایک سنہرہ پنجہ دریا سے پیدا ہوا نامہ اُٹھا کر لے گیا خواجہ عمرو بہ شکل
کوہسار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دریا مین غرش ہوئی عنبر بار جادو تخت پر سوار
سامنے آئی کہا ای کوہسار نامہ تو مین نے پایا مگر مجکو شک ہوتا ہی کہ نامہ کسی دشمن کے ہاتھ مین
پہونچا مین نے جو نامے کو دیکھا تو اُس سے بوے بد آئی اس وجہ سے مجکو شک ہوا خبردار ای
کوہسار پلٹ جاؤ ورنہ ارادہ یہ ہی کہ تمکو گرفتار کرون اور خدمت مین خداوند کی روانہ کرون
وہان جاکر حال کھل جائیگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ ایسا نہ ہو مجکو گرفتار کر لے فوراً بے تحاشا بھاگا
عنبر بار جادو نے پکار کر کہا کہ ای کوہسار ٹھہر جاؤ مگر خواجہ عمرو نہ ٹھہرے یہی خوف ہوا کہ
مجکو گرفتار کر لیگی مگر عنبر بار نے عرضی جمشید ثانی کو لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند نامہ تو آپکا
پہونچا مگر دشمن کے ہاتھ سے پایا مین نے قصد کیا تھا کہ خطرسان کو گرفتار کر لون مگر وہ بھاگ گیا
مین حاضر خدمت با برکت ہونگی یہ نامہ جو جمشید ثانی کو پہونچا جمشید نے گھبرا کر کہا کہ ارے
کوہسار کو کیا ہوگیا کہ عنبر بار دشمن لکھتی ہی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ خواجہ
بشکل کوہسار آکر پہونچے کہا یا خداوند عنبر بار جادو نے عجب طرح کی باتین کین کہ مجھ کو
گرفتار کرتی تھین مگر مین بھاگ کر نکل آیا جمشید نے کہا کہ بیٹھو وہ آئیگی تو حال دریافت کرونگا

یہ ذکر تھا کہ زمین تھرائی آسمان سے آگ گرنے لگی جمشید ثانی نے کہا کہ یہ علامت آمد عنبر بار
ہی سحر و ساحری مین وہ بہت ہوشیار ہی دو دن مین نے لوح کو اپنے پاس رکھا مگر پریشان رہا
یہی خیال تھا کہ عمرو آتا ہی اپنے پاس لوح کا رکھنا بہتر نہین کہ عنبر بار آسمان سے اُتری اور
عرض کی کہ یا خداوند کیون کنیز کو یاد کیا جمشید ثانی نے کہا کہ ای عنبر بار مین تقدیر مضبوط
کر چکا کہ طلسم فتح نہ ہوگا لوح طلسمی کو تم لیجاؤ لیجا کے اپنے پاس رکھو مگر ایسا انتظام کرنا کہ
کوئی دشمن وہان تک نہ پہونچ سکے کیونکہ بادشاہ اسلام کو عمرو کی عیاری پر بڑا غرور ہی
وہ غرور اُن کا مٹے عنبر بار نے کہا کہ لائیے لوح مجھکو دیجیے مگر یہ فرمائیے کہ کوہسار مین
کیا عیب تھا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ دشمن نامہ لایا نامہ تو مین نے لے لیا مگر کوہسار
سے کہا کہ تم پر مجھے بدگمانی ہی بہتر یہ ہی کہ تم جاؤ مین آؤنگی جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی
کہ ای اسرار راز دان جلد آکر بیان کرو کہ کوہسار مین کیا عیب و ہنر تھا کہ عنبر بار
نے اُس کو دشمن جانا ایک طائر اُڑتا ہوا آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا جمشید ثانی نے سر
ہلا کر کہا کہ ارے کوئی ساحر جاے کوہسار فلان درہ کوہ مین بیہوش پڑا ہی جا کر اُسکو
اُٹھا لاے چند ساحر گئے کوہسار کو بیہوشی مین اُٹھا لاے جمشید ثانی نے وزیرون کو
اشارہ کیا کہ اسکو ہوشیار کرو وزرا نے کوہسار کو ہوشیار کیا کوہسار گھبرایا ہوا اُٹھا
کہتا ہوا کہ بھائی نگہبان عمرو تمنے بڑا احسان کیا کہ مجکو بیہوش کرکے ڈال دیا جمشید ثانی نے
پشت کوہسار پر ہاتھ پھیرا کوہسار نے اس مرتبہ کہا کہ مین درہ کوہ مین پڑا رہا مین تا بہ
خبر بیہودہ عنبر بار نہین گیا ملا کسکو دوست و دشمن سمجھین عنبر بار نے کہا کہ یا خداوند آپ
کنیز کو حکم دیجیے کہ مین لوح لیجاؤن جس طرح حکم ہو اُس طرح رکھون جمشید ثانی نے
کہا کہ ای عنبر بار تم خود ہوشیار ہو جو انتظام مناسب ہو وہ کرنا عمرو اُس مقام پر
نہ آسکے لوح طلسم کشا کو نہ ملے جب لوح نہ پائیگی مجھ تک نہ آسکین گے پھر طلسم کیونکر فتح ہوگا تقدیر
میری مضبوط رہیگی عنبر بار چادو نے کہا کہ یا خداوند بہتر تو یہ ہی کہ آپ اپنے پاس لوح رکھیے
اب مین لیے جاتی ہون تو انتظام اُسکا میری ذات پر ہی وہ انتظام کردون کہ ہوا کا بھی گذر
نہ ہو جمشید نے کہا تم نے ہوشیاری عمرو کی دیکھی کوہسار مین کر گیا اگر تم شک نہ کرتین تو وہ تمکو

مار لیتا مگر میری تقدیر وہ مضبوط ہی کہ تم کو پہلے ہی سے شک پڑ گیا عنبر بار لوح طلسمی لے کر تخت پر سوار ہوئی جمشید ثانی سے رخصت ہو کر چلی خواجہ عمرو بشکل ساحر ٹہل رہے تھے کہ دیکھا عنبر بار جادو جاتی ہی خواجہ عمرو بھی زیر تخت بھاگا بھاگ چلے مگر عنبر بار جادو جب قریب دریا پہونچی تو لوح کو دریا مین پھینک دیا اور آپ پھاند پڑی خواجہ عمرو حیران ہو پلٹ آسے مگر عنبر بار نے قعر سیاہ مین جا کر سر نکالا مصاحبون نے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم کیا ضرور تھی کہ خداوند نے یاد کیا عنبر بار جادو نے کہا کہ ایک بلائے عظیم میرے سپرد کی ہی یعنے لوح طلسمی سپرد ہوئی ہی تمام دنیا میرے ساتھ دشمنی کرے گی مگر مین سب کو رد کرونگی کسی کو قریب لوح نہ آنے دونگی سب نے عرض کی کہ حضور کو بڑی مشکل پڑ گئی عنبر بار جادو نے کہا کہ وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار ہو اور طلسم چھوڑ کر چلا جاوے مگر ملکۂ حسینان مجسن پرست کہ کئی لاکھ کا لشکر ساتھ لے کر برائے مقابلۂ بہار روانہ ہوئی تھی اور راہ مین ملکہ زمرد پوش بھی اس کے ہمراہ ہو گئی ہی اُس روز پہونچی کہ جس دن لوح بادشاہ کے ہاتھ سے گم ہوئی ہی لشکر مین سناٹا ہی مگر ملکۂ حسینان سامنے لشکر بادشاہ کے آکر اُتری ہی ہرکارے خبر لیکر خدمت شاہ مین آئے تمام کیفیت عرض کی کہ ملکۂ حسینان کئی لاکھ کے لشکر سے فکر بہار اعجاز بیان مین آئی ہی سب سردار بیٹھے ہین بادشاہ یہ خبر سُن کر خاموش ہوے مگر بہار اعجاز بیان اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ ای شہریار یہ کنیز مقابلے مین ملکۂ حسینان کے جاتی ہی سر میدان دیکھیے گا کہ کیا گذرتی ہی حال کھل جائیگا میثاق کوہ گردان نے کہا کہ ای بہار مین بھی ساتھ چلون بہار اعجاز بیان نے کہا کہ کسی کا کام نہین مین اول جا کر اُس سے ملاقات کرونگی یہ دریافت کرونگی کہ مجھسے کیون کر مقابلہ کروگی اگر میدان مین منظور ہو تو تمام عالم تماشا دیکھے اور اگر تنہائی مین امتحان منظور ہو تو کیا مضائقہ ہی میثاق و بادشاہ خاموش ہو رہے بہار اعجاز بیان اُٹھی اور اپنے لشکر مین آئی ستر ہی کنیزین جو اس کے ہمراہ تھین اُن کو ساتھ لیکر سامنے لشکر ملکۂ حسینان کے آکر اُتری مگر ملکۂ حسینان نے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان بہت قلیل لشکر سے آئی ہی اپنے مقام پر ہنسی اور کہا کہ کیون صاحبو بہار اپنے دل مین کیا سمجھی ہی آپ

سحر پر بہار کو بڑا غرور ہوا ایک سحر ایسا کرون کہ کپڑے اپنے بدن سے پھاڑ ڈالے برہنہ
اُسکو گرفتار کرکے سامنے خداوند کے لیجاؤن یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی طاؤس زرین بال
پر سوار ہوئی پانچ چار کنیزون کو اپنے ساتھ لیا بارگاہ سے نکل کر لشکر بہار مین آئی بہار
کو خبر ملی کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست آتی ہین بہار اعجاز بیان واسطے استقبال کے
نکلین راہ مین آکر ملاقات ہوئی بہار نے اشارہ کیا کہ ملکۂ حسینان پر پھول برسنے لگے
ملکۂ حسینان مسکرائی شعلہ ہائے آتش گرے سب پھولون کو جلا دیا ملکۂ حسینان نے
کہا کہ تو اے بہار ذرا دوپٹہ تو سنبھالو سر تمہارا کھل گیا بہار اعجاز بیان نے کہا کہ مین
اس سر سے واقف نہین ہون غرض ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا بہار جادو ملکۂ حسینان کو
ساتھ لے کر اپنی بارگاہ مین آئی مقام صدر پر جگہ دی ملکۂ حسینان نے پوچھا کہ اے ملکہ
بہار اعجاز بیان کس ارادے سے آئی ہو کیا منظور ہی بہار نے جواب دیا کہ تم جسطرح
پیش آؤ گی اور جیسا سوال کرو گی ویسا اُسکا جواب پاؤ گی ہم تو مطعون خلائق ہو چکے
آئندہ جو منظور خدا ہو ملکۂ حسینان نے کہا کہ اے بہار اعجاز بیان خداوند کے دل
مین تمہاری جگہ اب بھی باقی ہی اگر چلی چلو تو مین صفائی کرا دون بہار اعجاز بیان نے
کہا کہ مین اُس دشمن خدا کے سامنے نہ جاؤنگی ملکۂ حسینان نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مین
عہد کرتی ہون کہ کیا مجال جو آپکی لیاقت کے خلاف کوئی بات ہونے پائے اگر ذرا بھی
خلاف ہو تو مین خود خداوند سے بگڑ جاؤن کہ خداوند کو مشکل پڑے بہار نے آنکھون مین
آنسو بھر کے جواب دیا کہ تم اخیال تو کرو کہ اگر مین یہان سے گئی تو گلچینی گلشن جمال شہریار
کی کیونکر نصیب ہوگی اے ملکۂ حسینان دل کی تڑپ قابل بیان کے نہین ہی کہ جو عاشق پر
گذرتی ہی فراق کی کالی رات کا اُس کے سامنے ذکر کرے کہ جسنے رنگ شب فراق دیکھا ہو
ایک شب کو لبون پر دم آتا ہی دوسری شب کو عشق آکر گلا دباتا ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ
اُس کو ضبط کرے عاشق روے یار نہ جیے نہ مرے ملکۂ حسینان نے سُن کر ایک ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا اے بہار عجب جملہ تمنے نکالا خیال مین ہی کہ اگر اُس شہریار کو پاؤن تو خاک
قدم توتیاے چشم بناؤن یہی آرزو ہی یہی جستجو ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ اُن کے چاہنے والے کو

صدمہ پہونچاؤن مجکو منظور یہ تھا کہ دربار سے جمشید کے نکل آؤن مین اس حیلے سے نکل آئی اب تمھین اختیار ہی جو چاہو میرے ساتھ کرو بہار اعجاز بیان نے تھرا کر کہا کہ میری کیا مجال ہی کہ مین آپکو تکلیف دون یا کلمۂ سخت کہون دونون عاشق رو رہے یار لپٹ لپٹ کر رو رہی ہین اور یہ اشعار حالت آہ و زاری و بیقراری مین زبان پر تھے قطعہ

کل تصور جو ترا او ستم ایجاد آیا ۔ تھے وہ تیور کہ مین سمجھا کوئی جلاد آیا
پوچھنے یار مزاج دل ناشاد آیا ۔ بھول کر آج یہ تقدیر کو کیا یاد آیا
عرصۂ حشر مین ہر اک ستم ایجاد آیا ۔ دیکھنے کو ترے سُننے مری فریاد آیا
جتنے ارمان تھے یون نکلے ہمارے دل کے ۔ ہین کہ لب تک کوئی نالہ کوئی فریاد آیا
آپ سے آپ زخود رفتہ ہوا جاتا ہون ۔ نہین معلوم کہ مین آج کسے یاد آیا
خود لگا لائی جسے سوے نشیمن بلبل ۔ جانب باغ کوئی آج وہ صیاد آیا
پھر گیا آنکھون مین سامان شب وصل جلال ۔ خواب اک بھولے ہوئے تھے وہ ہمین یاد آیا

دونون لپٹ لپٹ کے خوب روئین ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای بہار بادشاہ جمجاہ کو بھی بلواؤ وہ بھی اس جلسے مین شریک ہون راہ مین مجکو میرے سحر نے خبر دی کہ لوح طلسمی کو جمشید دم دے کر لے گیا اور اُسنے قصر ہفت رنگ مین جاکر ملکہ عنبر بار کو بلوایا اور اُسکے سپرد کی اُسنے لیجا کر اپنے جزیرے مین لوح رکھی ہی جو ہم سے ہو سکیگی وہ ہم بھی اس امر مین پیروی کرینگے ہم آج یہ تم سے کہتے ہین کہ اگر بادشاہ ہمارے عرض کرنے کے پابند رہے تو ضرور لوح ملیگی ہر چند کہ عنبر بار جادو نے وہ انتظام کیا ہی کہ جہان ہوا کا جانا دشوار ہی لیکن پیروی شرط ہی انشاء اللہ اُس شہریار کو وہان تک پہونچا دینگے مگر یہ خبر ہم کو ملی ہی کہ عنبر بار سے مقابلۂ عظیم پڑیگا سارا دن اسی ذکر مین گذرا اب سامنا شب فراق کا ہی ای بہار اتنا احسان کرو کہ ذرا بادشاہ کو بلوا لو بہار نے گلچین نامے کنیز کو سامنے بلوایا اور ایک رقعہ بنام سعد شہریار لکھا کہ ای شہریار چند ساعت کو یہان تشریف لائیے یہان ملکۂ حسینان حسن پرست آپکی بہت مشتاق ہین یہ رقعہ جو بادشاہ کو پہونچا یہ بھی نہایت مشتاق بیٹھے تھے رقعہ پڑھتے ہی اُٹھے میثاق کو وہ گرد ان نے کہا

کہ حضور کہان جاوینگے بادشاہ نے بیان کیا کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست جو آئی ہین
حُسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر سرو قد خورشید خد سب بُرائیون سے پاک و صاف
مناسب یہ ہی کہ براے ملاقات ملکۂ حسینان جاؤن اور بہار نے بلوایا بھی ہی کہ وہان
وہ موجود ہی میثاق کوہ گردان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا تنہا جانا مناسب نہین ہی
بادشاہ خاموش ہو رہے میثاق ساتھ ہوا اور بچہرین و گلگونہ بھی بادشاہ کے ہمراہ ہوئین
بادشاہ خرامان خرامان بارگاہ بہار مین آے ملکۂ حسینان بادشاہ کو دیکھکر براے
استقبال اُٹھین اور آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ملکۂ حسینان حُسن پرست کا بوجہ خوف
کے دل کانپ رہا ہی بادشاہ جمجاہ آکر تخت پر بیٹھے ملکۂ حسینان نے بیتاب ہوکر کہا
کہ کیون اے شہریار آپکو اس کنیز کا خیال نہین ہے آپ کی جدائی مین بڑے صدمے اُٹھاے
قتل ظالمانہ جو ہوا جمشید نے سر دربار کہا کہ میرے معین لوگ مل کر ہمارے رفقا کو
قتل کراتے ہین اے ملکۂ حسینان ہمکو سب کا حال معلوم ہی مگر کہنا مناسب نہین ایسا
نہ ہو کہ فتور بڑھے یہ سُن کر کنیز کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو جمشید گرفتار کر لے اور دھوکا
دے اس خیال سے مقابلۂ بہار کے حیلے سے مین نکل آئی بادشاہ نے ملکۂ حسینان
کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ اے ملکۂ حسینان اب تم ہمارے لشکر مین رہو کیا مجال ہی جمشید
کی کہ تم پر دست انداز ہو ملکۂ حسینان نے عرض کی کہ اے شہریار اگر اس کنیز کو حضور
سرفراز فرمائین تو مین دربار جمشید مین نہ جاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکۂ حسینان
اور شاہزادیون کا اُسنے کیا کر لیا جو تمھارے ساتھ پیش آئیگا پروردگار سب کا حافظ
و نگہبان ہی یہ ذکر تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ اُڑتا ہوا آیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ اے
بہار اعجاز بیان اس طائر کو گرفتار کر لو ورنہ یہ جا کر جمشید سے خبر کریگا بہار نے
چند پھول پھینکے اُس کبوتر پر گرے کبوتر غلاطک مار کر گرا وسط بارگاہ مین گر کر بیہوش ہو گیا
بہار نے اُس کبوتر کو گرفتار کیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ دیکھو اے بہار ہوشیار رہو ورنہ یہ
نکل جائیگا کہ پہلو سے بارگاہ سے نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ ہم نے اسی واسطے تجکو بھیجا تھا کہ
سامنے معشوق کے بیٹھی باتین بنا رہی ہی مین نے تیری باتین سب سُنین اب دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون

یہ جو آواز سب نے سُنی سب کے سب ہوشیار ہوے دیکھا کہ یہ قہر و غضب تمام جمشید کھڑا ہوا
سحر کر رہا ہے میثاق کوہ گردان نے بادشاہ سے عرض کی حضور لوح محفوظ سے ہوشیار
رہین ایسا نہ ہو کہ کچھ شعبدہ کر کے حضور سے لیجائے تو خرابی ہو یہ کہکر میثاق نے جمشید
پر سحر کیا جمشید نے میثاق کی طرف اشارہ کر کے سحر کو مٹایا سب شاہزادیون نے مل کر
جمشید پر سحر کیا مگر جمشید ثانی کسی کے سحر کو نہین مانتا آخر بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے
فرمایا ای جمشید سپر و تیغ ہاتھ مین لیکر جنگ کر کہ لطف سپہگری کھلے جمشید ثانی نے کہا کہ
ای سعد جسدن میرے تمہارے مقابلہ پڑیگا اُس دن حال جرأت کھل جائیگا بادشاہ
تلوار پکڑ کے جھپٹے کہ جمشید پر جا پڑون جمشید کے ساتھ کوئی وزیر وغیرہ نہ تھا ورنہ سحر
کرتا آخر ناچار ہوکر بارگاہ سے نکلا لشکر بادشاہ کو جو دیکھا جھولی مین ہاتھ ڈالا اور کچھ
اسباب سحر نکالا یا سامری کہکر پھینک مارا کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے کسی کا سر قلم ہوا
کسی کا ہاتھ اُڑ گیا کوئی منھ کے بل گرا میثاق نے جو یہ حال سُنا باہر نکل آیا جمشید کو ٹوکا
للکارا کہ او دشمن خدا کہان جاتا ہے کہ ملکۂ حسینان بھی بارگاہ سے نکل آئین میثاق و
ملکۂ حسینان نے مل کر سحر کیا اور جمشید ثانی نے وہ بھی دفع کر دیا کہ بہار اعجاز بیان
نکل آئی گلدستہ اُٹھا کر مارا کہ پھول برسنے لگے جمشید پر جو پھول پڑے جمشید ثانی نے
کچھ پھول ہاتھون مین روکے اُن پھولون کو سونگھا آنکھین سُرخ ہو گئین قصد ہوا کہ طرف
بہار کے چلون کہ ایک طائر نے آکر چیخ مارا گرد سر جمشید پھرا جمشید کی آنکھون کی سرخی
موقوف ہوئی للکار کر آواز دی کہ او بے ادب قدرت پر سحر کرتی ہے قہر خداوندی سے نہین
ڈرتی ہے اور ملکۂ حسینان کو للکارا کہ کیون ای ملکۂ حسینان ہمنے تم کو کس واسطے بھیجا
تھا اور کیا وعدہ کر کے آئی تھین کس رنگ مین آکر پھنسین قدرت کو تمہاری گستاخی معلوم
ہوئی اب چین نہ لینے دونگا دیکھون اب کہان رہتی ہو یہ خیال نہ کرنا کہ اور شاہزادیان
نکل گئین اُن کے لیے مین نے کوشش نہین کی مگر تمہارا نکل جانا نہ گوارا کرونگا چین نہین
لینے دونگا وہ حیران کرون کہ تم کو زندگی دشوار ہو جاے آخر کہان رہوگی ہر مقام پر آؤنگا
اور گرفتار کر کے تمھین لیجاؤنگا ملکۂ حسینان نے للکارا کہ او جھوٹے خداوند مجھے اپنی

جان دینا گوارا ہے مگر اب تیری اطاعت نہ کرونگی جو مزاج مین تیرے آئے وہ ظلم کرنا ہین
سب ہیچ ہین اُٹھاؤنگی جمشید ثانی سب سے کلام کر رہا ہے اور قصد ہے کہ سحر کرون اور
کسی طرح ملکہ حسینان کو لیجاؤن بڑے غضب کی بات ہے کہ ایسی معشوقہ اختیار مین
سعد کے جائے کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا اختر برج جلال آفتاب آسمان عزت وکمال
جبری و نامدار سعد شہریار پردہ اُٹھا کر نکلے للکار کر آواز دی کہ او جمشید ثانی ظلم و
بدعت کے بانی مجھسے مقابلہ کر تو تجکو حال کھلے ان عورتون کو کیا ڈراتا ہے یہ دن نصیب
نہ ہوگا کہ ملکہ حسینان تیرے پہلو مین جاکر بیٹھے اور تو عیش کرے سعد شہریار نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جمشید ثانی نے جو دیکھا کہ سعد تیر مارا چاہتے ہین
روانہ ہوگیا سعد نے ہرچند کہ تیر مارا مگر تا بہ جمشید نہ پہونچا جمشید نکل گیا بارگاہ
مین اپنی آیا قصر ہفت رنگ مین آکر تخت پر بیٹھا ہرچند شاہزادیون نے پوچھا کہ قدرت
تشریف لے گئے تھے کیا کیا جمشید کچھ جواب نہین دیتا سرنگون بیٹھا ہے کہ آسمان پر برق
چمکی اور ایک ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بدانجام کپڑے میلے
پہنے ہوئے صورت بھتنا کی سحر مین چست وچالاک آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا اور پوچھا
کہ کیون یا خداوند مین آپ کو ملول و حزین پاتی ہون ہرچند کہ سبب مجکو معلوم ہے مگر آپ
زبان سے فرمائین تو مین اُسکی تدبیر کرون جمشید نے کہا کہ ای سیہ فام شعبدہ باز
ملکہ حسینان ایسی شاہزادی میرے دربار سے نکل گئی حیلے سے مقابلہ بہار کے گئی تھی
وہان جاکر سعد شہریار پر عاشق ہوئی مین گیا تھا کہ گرفتار کرلاؤن مگر میثاق وغیرہ
موجود تھے سب نے مجھپر سحر کیا مین ناچار ہوکر چلا آیا لوح کا تو حال تم نے سُنا کہ مین نے
ایسے مقام پر بھیجی ہے کہ جہان ہوا بھی نہ جاسکیگی کسکی مجال ہے کہ اُس دریا کے قریب جائے
اور لوح کو لائے وہ دریائے قہار ہے کہ ہمیشہ شعلہ آتش اُسمین چرخ زن رہتے ہین
بجای آب کے آگ روشن رہتی ہے وہان کوئی جا نہین سکتا جو جائیگا وہ غرق دریائے
آتش ہوگا یہ سنکر سیہ فام شعبدہ باز یہ کہکر اُٹھی کہ مین جاکر ملکہ حسینان کو لاتی ہون
اول سمجھاؤنگی اگر میرا کہنا اُسنے مانا تو سمجھا کر لاؤنگی ورنہ گرفتار کرکے لاؤنگی قدرت کو یہ

اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین جمشید ثانی نے کہا کہ مین اُس کو کیا قتل کرونگا کتنی سال سے اُسیر ناکل ہون اُسکی تیغ ابرو کا گھائل ہون لیکن قید کرونگا ایسا حیران کرون کہ تو زندگی سے بیزار ہو اور اطاعت قدرت اختیار کرے سیہ فام نے کہا کہ کنیز جا کر اُسے لاتی ہی یہ کہکر روانہ ہوئی یہان بعد جانے جمشید ثانی کے ملکۂ حسینان نے بہار سے کہا کہ مین جا کر لشکر کو بھی لے آؤن اور ظاہر مین بھی شریک ہون جمشید خود آنکھون سے دیکھ گیا اب پردہ کہان رہا ای بہار اعجاز بیان مین یہ چاہتی تھی کہ یہ راز نہ ظاہر نہ ہوا اور شاہ سے ملون وہ تو فلک نے نہین چاہا پھر اب جو کچھ ہو سو ہو اُس بار کو سر پر رکھا تم سب کے ساتھ ہین بہار اعجاز بیان نے کہا کہ بسم اللہ آپ تشریف لا ئیے سعد شہریار تمھارے حال سے آگاہ ہو چکے اور دوسرا یہ باعث ہی کہ سعد شہریار خلق مجسم ہین تمھارے جاہ و جلال مین کوئی فرق نہ آئیگا سعد شہریار کا یہ دستور ہی کہ جسکی جیسی آبرو ہوتی ہی ویسا اُس سے لطف سے پیش آتے ہین میرے حال پر نہایت عنایت ہی مین نے یہ چاہا تھا کہ مقابلہ جمشید مین جاؤن نہین جانے دیا ہی فرمایا کہ جس وقت ہم چلین گے اُس وقت تم بھی چلنا ملکۂ حسینان بہار سے بخوبی وعدہ کر کے اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہا کہ صاحبو جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ خدمت بادشاہ مین چلے اور جسکو ہمارا ساتھ نہ دینا ہو وہ جمشید کے پاس جائے مین کسی کی خواہان نہین ہون سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جہان آپ رہین گی وہین ہم بھی رہین گے ملکۂ حسینان نے کہا کہ تیاری کرو کنیزون نے تیاری کرنا شروع کی سیہ فام آسمان پر اُڑتی ہوئی آتی ہی ایک کنیز کہ مقرب بارگاہ ملکۂ حسینان ہی گل فروش اُس کا نام ہی یہ کسی کام کو نکلی ہی سیہ فام شعبدہ باز اُس کو اُٹھا کر لے گئی ایک درے مین لا کر ڈال دیا آپ اُس کی شکل بن کر لشکر مین ملکۂ حسینان کے آئی آ کر ملکۂ حسینان کا ہاتھ تھام لیا کہا واری کنارے چلیے مین کچھ عرض کرونگی ملکۂ حسینان گوشے مین آئی اُس نے کہا کہ کیون واری اب کیا ارادہ ہی ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای گل فروش میرا قصد ہی کہ بالاعلان داخل دربار شاہی ہو جاؤن جمشید کو اختیار ہی جو چاہے سو کرے

گل فروش نقلی نے کہا کہ واری یہ بات اچھی نہیں دل میں سمجھ لیجیے کہ خدا و ند بڑی آفتیں برپا کرین گے اس پر خیال نہ کیجیے کہ قدرت پلٹ گئے ہیں نے خبر سنی ہی کہ کوئی سحر تیار کر رہے ہین ملکہ حسینان نے کہا کہ ای گل فروش بقول شاعر فرد فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ واہ دیگفت بہ اندیشہ سنگ آمد و سخت آمد اب تو اس بار کو گوارا کیا جو کچھ ہونا ہو وہ ہو ہم کیا کسی بات مین تامل کرین گے سیہ فام نے دیکھا کہ یہ نہ راضی ہو گی کہا یہ گلوری تو کھائیے ملکہ نے اس سے گلوری لیکر کھائی گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئین سیہ فام شعبدہ باز نے ملکہ حسینان کو گرفتار کیا سوچی کہ اگر یہین سبھون کے سامنے سے لیجاؤنگی تو سب کنیزین مل کر روک لیوینگی اس ہنگامے کو سن کر بادشاہ بھی دوڑے آوین گے اور میثاق وغیرہ بھی آوین گے فساد عظیم ہوگا یہ سوچ کر زمین پر پاؤن مارے غرق زمین ہو کر روانہ ہوئی جب عرصہ ہوا تو اور کنیزین دیکھنے کو جو آئین ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک غار بنا ہوا ہی معلوم ہوا کہ اسی غار مین سے کوئی لے گیا روتی ہوئی باہر نکلین سب نے یہ صلاح کی کہ چلکر بادشاہ سے اطلاع کرین کہ ملکہ حسینان کو کوئی لے گیا کنیزین سب اکٹھا ہو کر خدمت بادشاہ مین آئین بیان کیا کہ حضور غضب ہوا کوئی ہماری ملکہ کو لے گیا سعد شہریار یہ سن کر بہت پریشان ہوے مگر فیروزہ بن عمرو اپنے مقام سے اٹھا کہا غلام جا کر خبر لاتا ہی یہ کہکر بھاگا اپنے کو دربار جمشید مین پہونچایا ساحر کی شکل بنا ہوا ایک گوشے مین کھڑا ہی حالات یہان کے دیکھ رہا ہی کہ سیہ فام شعبدہ باز آکر پہونچی اور لاکر ملکہ حسینان کو سامنے جمشید کے پیش کیا مگر ملکہ حسینان سحر مین سیہ فام کے بیہوش و مدہوش ہی جمشید نے کہا کہ ای سیہ فام اسکو ہوشیار کر و فیروزہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ سیہ فام نے ملکہ حسینان کو ہوشیار کیا جیسے ہی ملکہ حسینان ہوشیار ہوئین اور دربار جمشید دیکھا کہ سب شاہزادیان ہنس رہی ہین کوئی کہتی ہی واہ بی ملکہ حسینان کئی سال سے تم پر قدرت عاشق ہین اور تمنے اپنے تئین ہر حیلے سے بچایا اور طلسم کشا پر جا کر عاشق ہو گئین کچھ قدرت کا خوف نہ کیا ملکہ حسینان نے کہا کہ صاحبو مجھ پر کیون ہنستی ہو مین نے اس بے حیا پر لعنت کی مطیع اسلام ہوئی جو بدبخت چاہے یہ کرے مگر مین اس کو قبول نہ کرون گی

جمشید نے جھلا کر کہا کہ ای سیہ فام اس کو لیجا کر چاہ شعلہ خیز مین قید کرو اور شعلہ خیز جادو
سے کہنا کہ یہ منظور نظر قدرت ہی اس کو بہت احتیاط سے رکھنا اور خوب حفاظت کرنا میثاق
وغیرہ اسکی رہائی کی فکر کرین گے سیہ فام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی حفاظت کرون جمشید
نے کہا کہ ای سیہ فام اگر تم بعہدہ نگہبانی موجود رہو تو قدرت تمھاری عمر بڑھا دین گے
سیہ فام نے کہا کہ کنیز خوب طرح حفاظت کریگی کیا مجال ہی کہ قریب چاہ شعلہ خیز کوئی
آسکے یہ کہکر سامنے فیروزہ کے ملکہ حسینان کو پنجے مین دبا کر سیہ فام لے چلی فیروزہ نے
چاہا پیچھا کرون راہ مین کوئی عیاری کرونگا مگر سیہ فام بالاے آسمان جاتی ہی زمین پر فیروزہ
جاتا ہی مگر دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ سیہ فام کہان جاتی ہی ایک صحرا مین دیکھا کہ ایک کنوئین مین
آگ روشن ہی کہ شعلے اسکے تا بہ آسمان پہونچ رہے ہین سیہ فام شعبدہ باز قریب چاہ اُتری
آواز دی کہ ای شعلہ خیز جادو کہان ہو ایک پہلو سے ایک جادوگر نمایان ہوا ہر موے
جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہوے چیرخ مارتا ہوا آیا پکار کر کہا کہ ای سیہ فام آج
تم کہان آئین سیہ فام نے کہا کہ ای شعلہ خیز ملکہ حسینان کو لیکر آئی ہون اِن کو قید کرو
لیکن بخوبی حفاظت کرنا شعلہ خیز نے کہا کہ اسی کنوئین مین ڈالدو سیہ فام نے ملکہ حسینان
کو اُسی کنوئین مین ڈالدیا سیہ فام تو چلی گئی مگر شعلہ خیز جادو نے گرد چاہ حصار آتش
کر دیا آپ ایک طرف آکر بیٹھا حفاظت کر رہا ہی کہ اگر کوئی آے تو اُس کو روکون جلا کر اُسے
خاک کرون مگر فیروزہ یہ سب حال دیکھ کر بھاگا خدمت بادشاہ سعد مین آیا تمام کیفیت
بیان کی بادشاہ سعد نے رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ کیون ای میثاق اب صورت رہائی ملکہ حسینان
کی کون ہی میثاق نے کہا کہ غلام جاتا ہی جہان تک بن پڑیگا ملکہ حسینان کو رہا کر کے لاؤنگا
یا اپنی جان دونگا یہ کہکر میثاق چلا صحراے شعلہ خیز مین آیا دور سے دیکھا کہ چاہ کو شعلہ ہاے
آتش گھیرے ہین میثاق نے کھڑے ہو کر سحر کیا مگر آگ نہ بجھی میثاق ایک طائر بن کے
بالاے نخل آکر بیٹھا از بسکہ سراسیمگی کرنے لگا آخر اُڑ کر چلا مگر آگ راستہ نہین دیتی لاکھ لاکھ
چاہا کہ تا بہ چاہ پہونچون اور اُس مین اپنے تئین گراؤن اُس معشوقہ دلفریب کو نکال لاؤن
مگر ممکن نہ ہوا جب کئی دن گذرے تو شعلہ خیز کے خیال مین گذرا کہ قیدی کو دیکھون یہ کون

قیدی ہی یہ سوچ کر کنوئین مین اُترا کنوئین مین ایک قصر ہی اُس کو روشن پایا حیران تھا کہ یہ
روشنی کیسی ہی قصر مین جو آیا دیکھا کہ ملکہ حسینان سرنگون بیٹھی ہین شعلہ جمال بے مثال دیکھکر
شعلہ خیز حیران ہوگیا دل قابو مین نہ رہا قریب آکر کہا کہ ای شہنشاہ ملک حسن و خوبی و
ای سرو روان باغ محبوبی تم کیون رنجیدہ و کبیدہ بیٹھی ہو اگر کہو تو مین تم کو نکال لیچلون
اِس آگ کو برطرف کرون ملکہ حسینان نے کچھ جواب نہ دیا شعلہ خیز نے قدمون پر ملکہ
کے سر رکھدیا کہا ای ملکۂ عالم عنایت فرمائیے اس گنہگار کو قبول کیجیے ملکہ حسینان نے کہا
کہ او عاشق فاسق تجھسے کیونکر دیکھا گیا کہ ہم تو قیدخانے مین بیٹھے ہین اور تو اس طرح کی
باتین کرتا ہی قتل کرڈال کہ تیری محبت ظاہر ہوا اگر ہم اپنے ہوش مین آئین اور قیدخانے سے
نکلین تو تجکو جواب دین شعلہ خیز نے کہا کہ مین ابھی آپ کو نکالتا ہون ملکہ حسینان نے کہا
کہ تو زبان سے سوزن نکال لے تو مین خود کنوئین سے نکل جاؤنگی شعلہ خیز نے کہا کہ ای ملکہ
یہ فقط تمھارا گمان ہی جب تک مین آگ نہ بجھاؤنگا تب تک مجال نہین کہ نکل سکو بس غلام کسی
بات مین باہر نہین ہی یہ کہکر شعلہ خیز آگے بڑھا ملکہ حسینان کی زبان سے سوزن
نکالی آگ برطرف کی کہا ای ملکہ نکل چلیے آگے شعلہ خیز جادو پیچھے اسکے ملکہ حسینان چلین
جیسے ہی کنوئین سے نکلین ملکہ حسینان نے کہا کہ ای شعلہ خیز اب مین فلان صحرا مین
چل کر ٹھہرتی ہون تو وہان آنا شعلہ خیز نے کہا کہ مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا اب دامن
دولت نہ چھوڑونگا ملکہ حسینان نے کہا کہ جو ہم تجسے کہتے ہین وہ ہی کرو اگر اسکے خلاف کروگے
تو ہمین ناگوار ہوگا شعلہ خیز کے مُنہ سے نکلا کہ مین آپ کے خلاف نہین چاہتا مین تو آپکا
تابعدار ہون یہ کہتا ہوا ساتھ ساتھ ملکہ حسینان کے چلا میثاق بھی ایک پہلو سے یہ
معرکہ دیکھ رہا ہی کہ اب یہ جاکر تخل پر بیٹھی گی تب شعلہ خیز سے مقابلہ پڑیگا مین بھی مخفی طور پر
مدد کرونگا شعلہ خیز کو قتل کرکے ملکہ حسینان کو لے نکلونگا اس فکر مین میثاق کھڑا ہی کہ ملکہ
حسینان جست کرکے بالاے تخل پہونچین شعلہ خیز یاسے واسے کرنے لگا کہ ای ملکۂ عالم تمنے
کیا وعدہ کیا تھا اُسکا بدلہ تم نے خوب کیا مین نہ جانے دونگا ملکہ حسینان نے کہا کہ
اب مجھے کون روک سکتا ہی شعلہ خیز نے کہا کہ اب آگے نہ بڑھنا ملکہ حسینان نے کہا کہ

کیا مجال ہی کہ تم روک سکو شعلہ خیز نے چاہا کہ تڑپ کر گردن ملکہ کو اُٹھا لیجاؤن مگر ملکہ نے
اس طرح کا سحر کیا کہ شعلہ خیز کے جسم سے آگ اور زیادہ نکلنے لگی شعلہ خیز نے کہا کہ ای
ملکہ عالم مین ایسے سحر کو کب مانتا ہون یہ کہکر اُف اُف کرنے لگا کہ آسمان سے مینھ برسا اُس مینھ
سے آگ شعلہ خیز کی کم ہوئی چاہا بڑھون ملکہ سے لپٹ جاؤن ملکہ نے دو پتھر زمین پر
مارا شعلے بھڑک کر شعلہ خیز پر گرنے لگے شعلہ خیز نے پھر شعلون کو دفع کرکے قصد کیا
کہ تڑپ کر گردن میثاق نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو کہ شعلہ خیز ملکہ حسینان کو اُٹھا لیجاے میثاق
نے پہلو پر آکر کارد سحر نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری جب پھینک چکا تو آواز دی
کہ ای شعلہ خیز بچنا چھری برابر پہلو کے پہونچ چکی تھی شعلہ خیز نے چاہا کہ ہٹون مگر کارد
آکر پہلو پر پڑی کہ دوسرے پہلو کو توڑ کر پار گذری میثاق نے آواز دی کہ ای ملکہ عالم
نکل جائیے مین نے کام شعلہ خیز کا تمام کیا ملکہ حسینان نے جو میثاق کو دہ گردان کو دیکھا
مثل گل کے شگفتہ ہوگئین آواز دی کہ ای میثاق کیا کار نمایان کیا میثاق ملکہ حسینان
کو لیکر چلا لاشہ شعلہ خیز کا جل رہا ہی جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ ایک
طائر نے چیخ ماری منقار سے اُسکی شعلہ آتش نکلا وہ طائر جل کر زمین پر گرا جمشید ثانی
نے منہ پیٹ لیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کیا ہوا جمشید نے کہا کہ شعلہ خیز جادو
مارا گیا سیہ فام شعبدہ باز نے کہا تھا کہ مین خود حفاظت کرونگی مگر مقام تعجب ہی کہ مدد کو
شعلہ خیز کی نہ پہونچی یہ کہہ کے ایک آئینے مین دیکھا کہا وہ آندھی سیاہ اُٹھی اب میثاق
و ملکہ حسینان گرفتار ہوجائینگے یہان میثاق و ملکہ حسینان نے دیکھا کہ ایک آندھی
سیاہ اُٹھی اور نعرے کی آواز آئی کہ او میثاق و ملکہ حسینان شعلہ خیز کو مارکر تم لوگ کہان
جاتے ہو میثاق نے فوراً ایک گولہ مارا کہ ابر کے ٹکڑے ہون مگر گولہ پلٹ کر پلٹ آیا
میثاق نے گھبرا کر کہا کہ ای ملکہ حسینان کوئی سحر کرو مجکو تو سحر نے جواب دیا ملکہ حسینان
نے بجلی کان سے اُتاری اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری بر قین ابر پر گرین ابر کے ٹکڑے
اُڑ گئے مگر سیہ فام پر تاثیر نہ ہوئی سیہ فام نے سحر کیا ایک ابر کا ٹکڑا ملکہ حسینان پر گرا
اور ایک ٹکڑا میثاق پر گرا دونون چھپ گئے سیہ فام تیغ کھینچ کر بڑھی کہ دونون کے سر کاٹ لون

کہ پہلو سے آواز آئی اے سیہ فام خبردار ملکۂ حسینان کو قتل نہ کرنا سیہ فام نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے کاغذ ہاتھ مین لیے پکارتا ہوا کہ اے سیہ فام ذرا اس کاغذ کو ملاحظہ کر لو سیہ فام نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ لیا جیسے ہی لفافہ کھولا اُس مین سے دھوان نکلا سیہ فام بیہوش ہو کر گر ہی نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو لیک کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا میثاق کو ہوش آگیا ملکۂ حسینان کے بھی حواس درست ہوے میثاق نے کہا کہ اے فیروزہ خوب وقت پر پہونچے ہم دونون بیکار ہو چلے تھے نہین معلوم کس عذاب سے قتل کرتی چلو اب نکل چلین وہان جمشید ثانی نے زانو پر اپنا ہاتھ مارا کہا ارے غضب ہوا بڑی ساحرہ قتل ہوئی اگر یہ مقابلۂ طلسم کشا مین جاتی تو گرفتار کر لاتی بلا کی مکارہ تھی کہ جسکا مثل ونظیر نتھا یہ کہکر خود اُٹھا شاہزادیون نے دیکھا کہ جمشید غائب ہوا یہان میثاق و ملکۂ حسینان وفیروزہ چلے تھے کہ نعرۂ جمشید کی آواز آئی میثاق نے کہا کہ اے ملکہ بڑا غضب ہوا کہ جمشید آتا ہے ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین تو نکل جاؤن فیروزہ بھاگ کر ایک غار مین چھپا ملکۂ حسینان نے دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہو کر مثل قطرۂ آب غائب ہوئی میثاق کوہ گردان نے ارادہ کیا کہ مین بھی غرق زمین ہو کر اپنے کو غائب کرون کہ جمشید نے سامنے آکر کہا کہ او میثاق خوب نمک حرامی پر کمر باندھی ہے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون میثاق نے کہا کہ او جمشید تیری قضا قریب ہے خدا چاہیگا تو لوح ملیگی جمشید نے آتے ہی ہاتھ ہلایا کہ میثاق کا سر زخمی ہوا جمشید جھپٹا کہ میثاق کوہ گردان کا سر کاٹ لون میثاق نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے رب کارساز واے خالق بے نیاز رحم اپنا شریک کر اسوقت بجز تیرے کون بچانیوالا ہے بموجب اشعار نظم

ذرۂ ناکارہ را حق نیّر اکبر کند ٭ خاک را اکسیر سازد قطرہ را گوہر کند
سلطنت سلطان جسم وجان بہ بحر وبر کند ٭ کار فرمائی شہ عالم بہ خشک وتر کند
روز روشن را ببخشد روشنی از آفتاب ٭ ہر شب تیرہ منوّر از مہ انور کند
نیست کس را زہرۂ چون وچرا در حکم او ٭ خالق ارض وسما ہر چہ کند بہتر کند
حکم خلّاق جہان جاری است اندر نیک وبد ٭ حضرت حق ہر چہ میخواہد ز خیر وشر کند

	حق بہر ملک و بہر شہر و بہر کشور کنند		انتظام ظاہری و اہتمام باطنی ٭	

میثاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نقابدار زرین پوش شکارگاہ
سے شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ میثاق خاموش کھڑا ہی اور جمشید
ہراسے قتل پڑھتا ہی نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سہ پہلو چڑھکمان میں پیوست
کیا جمشید ثانی ٹھرایا کہ اگر یہ تیر پڑگیا تو کیونکر زندہ بچونگا اور نقابدار اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی
جمشید سامنے سے بھاگا نقابدار زرین پوش نے گھوڑا اُڑایا منظور تھا کہ جمشید
کو پکڑلوں مگر جمشید سحر کرکے نکل گیا قصر ہفت رنگ میں آکر گر پڑا شاہزادیوں نے اسکو
اُٹھایا پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا کہ ان مسلمانوں کے معین و مددگار زمین سے
پیدا ہوتے ہیں آج قدرت کو تقدیر نے بچا لیا ورنہ اگر تیر پڑجاتا تو قدرت کو چولہ
تبدیل کرنا ہوتا نقابدار زرین پوش مثل حمزہ کے صاحب اسم اعظم ہی اُس پر بھی
سحر تاثیر نہیں کرتا آخر میں نے اپنے کو بچایا سامنے سے نقابدار کے بھاگ آیا ورنہ جان نہ
بچتی اہالی دربار نے کہا کہ آپ پیچھا ملکۂ حسینان کا نہ کریں ایسا نہ ہو کہ قدرت پر
زوال آجائے جمشید ثانی نے کہا کہ میں ابھی چولا تبدیل نہ کرونگا اب ارادہ ہی کہ اسی
مقام سے بیٹھے بیٹھے سحر کروں کہ ملکۂ حسینان کا دل اُلٹ جاوے اور بیقرار ہوکے
چلی آئے سب نے کہا کہ یا خداوند جس وقت ملکۂ حسینان اس طرف کا قصد کریگی
میثاق کو وہ گردان وغیرہ روکینگے اب تو بڑے بڑے ساحر لشکر طلسم کشا میں جمع
ہیں بہار اسپاہ بیان پھول برسائیگی یقین کامل ہی کہ ملکۂ حسینان کے لیے بڑی بڑی
کد و کوشش ہو اور ملکۂ حسینان بھی کچھ کم نہیں ہی قدرت نے اُسکو سب کچھ بتا دیا
جمشید نے بگڑ کر کہا کہ میں لشکر مسلمان میں ملکۂ حسینان کو نہ رہنے دونگا ابھی بلواتا ہوں
کہ دیوانی ہو کر چلی آئے یہ کہکر جمشید ثانی نے آواز دی کہ ای طائر راز دار جلد آکر
حاضر ہو ایک طائر پہلو سے قصر سے پیدا ہوا اُڑتا ہوا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے
اُس طائر کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ای طائر جاکر ملکۂ حسینان کو لا وہ طائر چلا
ملکۂ حسینان بارگاہ بادشاہ میں بیٹھی ہی بادشاہ سے باتیں کر رہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا

آیا گرد سر ملکۂ حسینان چرخ مارا اور سناٹا بھر کر نکل گیا ملکۂ حسینان بیٹھے بیٹھے بارگاہ
سے اُٹھی میثاق نے پوچھا کہان چلین ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین ابھی حاضر ہوتی
ہون یہ کہتی ہوئی باہر آئی جھولی وغیرہ رکھدی اور چرخ مارتی ہوئی چلی مگر مبہوت ہی
تعریفین جمشید کی زبان پر ہین اور بادشاہ کی برائیان کرتی ہوئی جاتی ہی کوئی تین کوس
لشکر سے نکلی تھی اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے صبح کا وقت ہی تلاش مین نکلے ہین کہ کوئی
مسافر ملے تو ٹھنی کرون کہ کان مین آواز آئی خداوند جمشید کے قربان مسلمان بے ایمان
ناحق قدرت سے لڑتے ہین جسدن قدرت بگڑ جاوینگے سب کو مٹادینگے عمرو نے
جو ملکۂ حسینان کو اس حال مین دیکھا سمجھے کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہی بصورت اصلی آکے
سامنے آئے ملکۂ حسینان نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا کہا او ساربان زادے تو خوب مجکو
مل گیا تیری گردن پکڑ کے سامنے قدرت کے لیچلونگی قدرت کو تجھسے بڑا ملال ہی عمرو نے
کہا کہ گردن پکڑ کے جب لیجائیے جب مین خود نہ چلون ای ملکۂ حسینان مین نے جو سوچا تو
میری سمجھ مین آیا کہ جمشید ثانی خداوند ہین جسدن بگڑینگے سب کو مٹادینگے جا بجا
مسلمانون نے بلوے کیے ایک دن کے اُن کے سحر مین سب مٹ جاوینگے ایک دم بھر کی
مہلت نہ پاوینگے خیال مین آیا کہ چلکر خدمت قدرت مین حاضر ہون خطا اپنی خداوند سے
معاف کراؤن خواہ قتل کرین خواہ بخشین قدرت کی راے پر موقوف ہی اور جب تمھارے
ساتھ چلونگا تو تم معشوقۂ قدرت ہو تمھارے ساتھ میری بھی خطا معاف ہوگی ملکۂ حسینان
نے کہا کہ مجکو قدرت دیکھکر نہال ہوجاوینگے فوراً خطا معاف کرینگے یہ مین اقرار
کرتی ہون کہ قدرت تم کو شاطر قدرت قرار دینگے تنخواہ بھی معقول ہوگی خواجہ تمھارا
وہ مرتبہ ہوگا کہ مسلمان رشک کرین خواجہ عمرو نے کہا کہ ایک ذرا اس درۂ کوہ مین ٹھہر جاؤ
ایک ایک جام شربت کا پی لین تو تمھارے ساتھ چلین کل مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا حمزہ کو بھی
گرفتار کرادونگا کل فرزندان حمزہ مجکو مانتے ہین سب کو گرفتار کرادونگا ملکۂ حسینان دل
مین خوش ہوگئی سوچی کہ جب عمرو کو ساتھ لیکر چلونگی اور عمرو یہ کارہاے نمایان کریگا تو قدرت
بہت راضی ہونگے درۂ کوہ مین آکر بیٹھی خواجہ عمرو نے شربت بنا کر پلایا ملکۂ حسینان فوراً

بیہوش ہوئی عمرو باہر دربے کے نکل کر کھڑا ہوا ایک اور ساحرہ آئی تھی عمرو نے ساحر بنکر
اُسکو بھی بیہوش کیا درۂ کوہ مین لایا اُس ساحرہ کو بشکل ملکۂ حسینان بنایا اور ہوشیار
کرکے آئینہ ہاتھ مین دیا وہ ساحرہ یا تو ضعیفہ تھی یا آفتاب جمال ہو گئی عمرو نے پوچھا کہ نام
اصلی تیرا کیا ہی اُسنے کہا کہ گلچین جادو عمرو نے کہا کہ ای گلچین قدرت نے تجھکو عہدۂ معشوقی
دیا بشکل ملکۂ حسینان بنایا تجکو مناسب ہی کہ لشکر خداوند مین اسی صورت پر جا اور
نعرہ کرنا کہ منم ملکۂ حسینان قدرت کی اطاعت کو آئی ہون قدرت کہین گے میرے پاس
بیٹھو تم جواب دینا کہ آپ کے پہلو مین نہ بیٹھونگی جو آپ سے ہو سکے وہ میرے حق مین کیجیے
جب وہ تم کو دار پر کھینچے تو گلا اپنا رکھدینا مین فوراً آؤنگا تم کو بادشاہ بناؤنگا خبردار
تم ذرا خوف نہ کرنا خواجہ عمرو نے ملکۂ حسینان کو چھپا دیا اور گلچین جادو کو بشکل
ملکۂ حسینان روانہ کیا آپ پیچھے پیچھے چلے اور گلچین اُسی شکل پر لشکر جمشید مین پہونچی
اور نعرہ کیا کہ منم ملکۂ حسینان خدمت مین قدرت کی آئی ہون جمشید ثانی یہ خبر سُن کر
نکل آیا بلا کر گلچین سے کہا کہ ای ملکۂ حسینان اب تو مجکو قبول کروگی گلچین نے بگڑ کر کہا
کہ او جمشید جو تو چاہے میرے حق مین کر مگر مین وصل تیرا نہ قبول کرونگی تو نے بلایا مین چلی آئی
جمشید نے کہا کہ مین تجھے ابھی قتل کرونگا ملکۂ حسینان نقلی نے کہا کہ مین مقبول بارگاہ
سامری و جمشید ہوئی تو مجکو قتل نہین کرسکتا اگر قتل کریگا تو مین تجھپر غالب آؤنگی تب
تجکو حال کھلیگا خوب دعوی خدائی کیا بندگان سامری کو دیوانہ کیا اپنا بندہ مشہور
کردیا یہ باتین سُن کر جمشید ثانی نے حکم دیا کہ دار استادہ کرو مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون
دار استادہ ہوئی جمشید ثانی نے اشارہ کیا کہ اس کو دار پر لٹکادو گلچین جادو نے خود
بڑھ کر گلا حلقۂ کمند مین رکھدیا ہر چند کہ جمشید تڑپ رہا ہی مگر جلاد نے بڑھ کر ہاتھ مارا کہ
سر کٹ کر ملکۂ حسینان نقلی کا گرا جمشید نے ہاے جان جہان کہکر کلیجہ تھام لیا عمرو دیکھ رہا
ہی کیونکہ ایک جادوگر کی شکل بناکر کھڑا ہی جیسے ہی سر کٹا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گلچین جادو
بود جمشید نے کہا کہ ارے یارو گلچین تو خاص میری کنیز تھی ای طائر راز دار جلد آوہ ہی
طائر پھر اُڑتا ہوا آیا گرد لاش پھر کر ایک چیخ ماری کہ جل کر خاک ہوا اب صورت اصلی گلچین

کی ہوگئی جمشید ثانی نے جو لاشہ گلچین کا دیکھا مُنھ اپنا پیٹ لیا اور کہا یارو یہ کیا غضب ہوا کتاب سوانحات تو لاؤ کتاب میں جو دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ ملکہ حسینان آتی تھی راہ میں عمرو نے روک لیا وہ درہ کوہ میں بند ہے عمرو نے گلچین کو روانہ کردیا جمشید بہت رویا کہا کہ یارو غضب ہوا گلچین بے خطا قتل ہوگئی اب کیا تدبیر کرون سحر بھی اُتار چکا خواجہ عمرو وہانسے بھاگے آکر ملکہ حسینان کو ہوشیار کیا اب جو ملکہ حسینان ہوشیار ہوئی کہا خواجہ تم نے بہت بڑا احسان کیا مین مبہوت ہوکر چلی تھی نہین معلوم دربار جمشید مین جاکر کیا گذرتی وہ بیچیا کس طرح پیش آتا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے حکم جمشید بھی پورا کیا کہ گلچین کو تمھاری شکل پر روانہ کیا اب لشکر مین چلو بادشاہ متردد ہونگے ملکہ حسینان کو خواجہ عمرو ساتھ لیکر لشکر مین آئے یہان جب میثاق کو خبر گذری کہ ملکہ حسینان مبہوت ہوکر گئین میثاق گھبرا رہا ہی کہ خبر پہونچی ملکہ حسینان کو خواجہ عمرو لیکر آتے ہین میثاق نے کہا کہ ای شہریار ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی اور ملکہ حسینان کو بچایا کہ خواجہ سامنے آئے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ میرا روپیہ بہت صرف ہوا بادشاہ نے کئی ہزار روپئے منگا کر دیے مگر خواجہ عمرو خوش نہ ہوے اور وہان جمشید ثانی بعد اس مقدمے کے دربار مین آکر بیٹھا پکار کر کہا یارو کیسے کیسے ساحر جمع ہین نامی گئے ہوے ہین صاحبان دربند بھی آتے ہونگے کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آئے سحاب برقبار اور ابر بار تاجدار وحسان تاجدار ولقمان تاجدار وپیکان تاجدار وغیرہ آکر پہونچے سامنے جمشید کے سب کھڑے ہوے عرض کرتے تھے کہ یا خداوند ہم جو حاضر ہوے ہین تو خالی نہ رہین گے جو حکم ہو وہ بجالائین جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ابھی تم لوگ ٹھہرو جب موقع ہوگا تو کام سپرد کیا جائیگا مگر سحاب برقبار اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند مین نے سُنا ہی کہ ملکہ حسینان نکل گئین اگر حکم ہو تو اُنکو ابھی گرفتار کرلاؤن جمشید ثانی نے کہا کہ وہان وہ عیار موجود ہی کہ جسنے میرے سحر کو باطل کردیا ایسا نہو کہ کسی فقرے مین پھنس جاؤ سحاب نے کہا کہ یا خداوند مجھسے کوئی کلام نہین کرسکتا ایک سحر مین اُس کو گرفتار کرلاؤنگا اور اس طرح سمجھا کرلاؤن کہ آپ کی ہی اطاعت کرے جو فرمائیے وہ ہی قبول کرے

جمشید نے کہا کہ اگر تمکو یہ دعوی ہی تو بیشک جاؤ اگر ملکہ حسینان کو گرفتار کرکے لاؤگے
تو تمکو مرتبہ عظیم عطا کرونگا سحاب نے کہا کہ جاتے ہی وہ سحر کرونگا کہ ملکہ حسینان میرے پاس
چلی آوینگی اور اُنکو گرفتار کرکے لے آؤنگا یہ کہکر سحاب برق بار تخت پر سوار ہوا
ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ لیکر طرف بادشاہ کے روانہ ہوا پہر دن رہے اگر
مقابلہ بادشاہ میں پہونچا لشکر کو اُتارا آپ ایک گوشہ میں آیا ڈھونڈ کر کرنے لگا برائے تسخیر ملکہ
حسینان جستجو کررہا ہی کہ ہرکاروں نے آکے خبر دی کہ سحاب برق بار ساٹھ ستر ہزار فوج سے
آیا ہی ملکہ حسینان نے کہا کہ میں اُس سے لڑونگی میثاق نے سمجھایا کہ ای ملکہ عالم
اِس سحاب جادو کو جانتی ہو کہ بلائے روزگار ہی اگر اُسکا سحر چل گیا تو بڑی خرابی ہوگی
ملکہ حسینان نے کہا کہ اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو میدان میں حال کھل جائیگا میثاق نے کہا کہ میں
تمہاری کمال کو موجود ہوں یہ ذکر تھا کہ صدائے طبل جنگی کان میں آئی ملکہ حسینان
نے سر اُٹھاکر پوچھا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا ہی فیروزہ نے عرض کی کہ شاگرد
ہمارے برائے خبر گئے ہیں یقین ہی کہ آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے اور
آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعا دی کہ دوست شاد
و دشمن برباد رہیں سحاب برق بار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ میدان میں نکلکر
معرکہ آرائے نبرد ہو ملکہ حسینان نے بادشاہ سے کہکر طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں
میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر گئی پھر وہ وقت آیا کہ نظم رخ شمع مائل بہ زردی
ہوا * لباس فلک لاجوردی ہوا * موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند * ہوئی بانگ
اللہ اکبر بلند * لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہاں * اُٹھے لوگ لیلے کے انگڑائیاں *
کمربندی ہونے لگی دونوں لشکر بہ قاعدہ قدیم میدان کارزار میں آئے سحاب جادو
نے میدان میں آکر پکارا کہ سوائے ملکہ حسینان اور کسی کو نہیں چاہتا ملکہ حسینان
نے طاؤس اپنا بڑھایا آکر بادشاہ سے اجازت لی بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ حسینان
تم مقابل سحاب میں نہ جاؤ ملکہ حسینان نے کہا کہ وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی میں ضرور
اُسکے مقابلے میں جاؤنگی وہ سحر کرون کہ باقبال شہنشاہی سحاب حیران ہوجائے

پھر کرطاؤس اپنا بڑھایا مقابلہ سحاب مین پہونچین سحاب نے سحر کیا کہ ایک ابر سیاہ سر پر ملکۂ حسینان کے چھایا خنجر برسنے لگے شانہ ملکۂ حسینان کا زخمی ہوا زخم جو ملکۂ حسینان نے کھایا چہرہ سرخ ہوگیا نہایت غصہ آیا جھولی پر ہاتھ ڈال کر کارد سحر نکالی اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری اُسی قدر شانہ سحاب کا بھی زخمی ہوا جو سحر سحاب کا چلا ملکۂ حسینان پر کچھ بھی تاثیر ہوئی مگر ملکۂ حسینان کا بھی کوئی سحر خالی نہ گیا جب سحاب نے کئی زخم کھائے زخمون کو باندھنے لگا ملکۂ حسینان نے اُس عرصے مین ایسا سحر کیا کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی نظم

بھول یاد آیا مجکو اُس گل کی سواری کا ۔ چمن مین آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا
ترے نقشِ کفِ پا کے لیے کرتا ہون مین سجدے ۔ ہوا ہی عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے ۔ لکھا ہی مین نے کچھ کچھ حال دلکی بیقراری کا
حسینانِ جہان کے غول میخانے مین آئے ہین ۔ بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابر بہاری کا
بہرہند دخترِ رز کو حضرت زاہد اگر دیکھین ۔ اُتارین جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا
زمین بولی جو بعد دفن مین تربت مین گھبرایا ۔ کہان ہین وہ جو دم بھرتے تھے تیری غمگساری کا
کرینگے ترک آجائیگی پیری جبکہ ای مستو ۔ جوانی مین بہت مشکل ہی چھٹنا بادہ خواری کا

سحاب نے دیکھا کہ ایک مہ جبین پری دریا سے جواہر مین غوطہ زن دونون عارض زیبا رشک نسرین و نسترن جیسے ہی سحاب نے اُس نازنین کو دیکھا اور آواز اشعار کی کان مین پہونچی کلیجہ تھام لیا وہ نازنین قریب آئی کہا ای سحاب ابر فشار تمھاری باغ دلکشا مین طلب ہی سحاب نے ہاتھ اُسکا تھام لیا اور اُس نازنین کے ساتھ چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر باغ کے چند کنیزین کھڑی تھین اُنھون نے جھککر سلام کیا اور کہا کہ ای دلفریب کہان تشریف لے گئی تھین اُسنے ہنس کر جواب دیا کہ میان سحاب ابر فشار کو لائی ہون کہ باغ مین ٹھہرین اور ٹھنڈے ہون اُن کنیزون نے سحاب کو آکر گھیر لیا کہا باغ مین چلیے دیکھیے تو کیسا باغ لاجواب ہی ہر طرف سے سرسبز و شاداب ہی سحاب ابر فشار اُن کنیزون کے ساتھ باغ مین آیا دیکھا کہ حقیقت

ہین شعر: اگر فردوس بر روے زمین است * ہمین است و ہمین است و ہمین است * چمن ہاے
طولانی ہر نخل لاثانی گل ہاے پر بہار عندلیبان چمن کی پکار جوش پر لالہ زار کلاہ کو کج کیے
ہوے چمن مین اکڑ رہا ہی ہر سرو چمن اپنی استادگی پر نازان سنبل پیچان پریشان نرگس شہلا کی
دیدہ بازی بلبلون کی غمازی پہلوے گل مین پھول پھول کر بیٹھی ہین ایک طرف کبک خوش رفتار
خوش رفتاری دکھا رہا ہی ایک سمت طاؤس طناز سرگرم خرام ناز عجب طرح کی رعنائی
دکھا رہا ہی ہر سمت ہنگامۂ عیش و نشاط ہی باغ کے یہ حالات دیکھکر سحاب جادو مست ہوا
پلٹ پلٹ کر کنیزون سے پوچھنے لگا کہ ملکہ دلفریب کہان رہ گئین کنیزون نے عرض کی کہ ہم لوگون
سے ارشاد فرمایا گیا ہین کہ ان کو باغ مین لیچلو ہم بھی آتے ہین ہیر دن باغ تشریف رکھتی ہونگی
یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی تمام باغ کو آندھی نے گھیر لیا بڑے بڑے تارے چمکتے ہوے
نمایان ہوے کچھ طائران زمزمہ سرا زیر ابر چہکتے ہوے سامنے باغ کے ابر آکر بیٹھا اور آواز
آئی کہ کیون او سحاب جادو نہین ممکن تھا کہ تو یہان تک آتے مگر دلفریب نے تجھکو تسخیر کرکے
یہان بھیجا اب کیون گھبراتا ہی سب کچھ ہو جائیگا بڑا چین پائیگا یہ کہکر ایک آواز مہیب آئی
کہ اے سحاب جادو سامنے خیال کرکے دیکھ کہ ایک چمن مین صرف درخت ہاے شمشاد ہین
بیچ مین ایک نخل کلان ہی اور ایک اژدہا کئی سو گز کا اُس کے نیچے بیٹھا ہی اپنے تئین اُس
تک پہونچا اُس اژدہے کو بیدار کر اور پوچھ کہ تجھپر کیا سانحہ گذرا دلفریب نے تیرے ساتھ
کیا کیا وفاداری کی کہ بیوفائی یہ سُنتے ہی سحاب جادو پلٹا خیال کرکے دیکھا کہ ایک نخل
کے سائے مین ایک اژدہا مہیب بیٹھا ہی مگر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سے
معلوم ہوتا ہی کہ غم و الم کا پتلہ ہی سحاب نے قریب آکر سلام کیا اژدہے نے آنکھین کھولین
اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ او ساحر تو یہان کہان آیا سحاب نے اپنا حال بیان کیا وہ
اژدہا ہنسا اور کہا کہ اے سحاب برقبار ہم عاشق جمال ملکہ دلفریب ہین اور ساکن
صحراے ماران کے ہین ملکہ کا ایک دن گذر ہوا مین جمال جہان آرا دیکھکر مائل ہوا
مجکو یہان لائین ایک ہفتہ گذرا کہ جمال نہین دکھاتین اور میرے سامنے نہین آتین آٹھ پہر
اُنھین کی یاد مین رہتا ہون جفاے فراق سہتا ہون خبردار اے سحاب برقبار محبت پر دلفریب کی

نازنہ کرنا ہر چند کہ میں قوم کا جن ہوں سب کچھ میرے کیے ہو سکتا ہے مگر فراق دلفریب نے ایسا پریشان کیا ہے کہ کچھ نہیں ہو سکتا خبردار دلفریب پر عاشق نہ ہونا سحاب نے کہا کہ میں تو اُسکے جمال ظاہری پر مائل ہوں اژدہے نے منھ کھولا اور کہا کہ عاشق دلفریب کے تو میرے دہن میں پھاند پڑو یہی راستہ باغ ہمیشہ بہار کا ہے سحاب جادو دہن میں اژدر کے کود پڑا جل کر خاک ہوا وہاں لشکر والوں نے آواز سنی کہ کشتی مرا نام میں سحاب بر غبار ہوں سب لشکر والے بھاگے بھاگ کر سامنے جمشید کے آئے عرض کی کہ یا خداوند سحاب بر غبار مارا گیا ملکہ حسینان نے ایسا سحر کیا کہ سحاب ایک ناژدہن کے سامنے گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ مارا گیا ہم لوگ خائف ہو کر بھاگ آئے جمشید نے طائر سے پوچھا کہ کیوں ای طائر رازدار سحاب پر کیا گذری طائر نے کہا کہ دلفریب نے لیجا کر اُس کو باغ دلکشا میں جلا دیا اب اُسکا زندہ ہونا دشوار ہے جمشید نے کہا کہ میں زندہ کر سکتا ہوں ای طائر رازدار اُس اژدہے کو طلب کرو تو میں فکر کروں طائر مانند ہوا شکل انسان کے آواز دی کہ ای اژدہے جلد آکر حاضر ہو قدرت تم کو طلب فرماتے ہیں دیکھا سب نے کہ اژدہا آیا سامنے منھ کھول کر کھڑا ہوا جمشید ثانی نے اُس کے دہن میں ہاتھ ڈال دیا یا ساحری کہ کر ہاتھ کھینچا سب نے دیکھا کہ پنجے میں اُسکے سحاب جادو دبا ہوا اٹھا لیکر سامنے ڈال دیا تھوڑی دیر میں سحاب بیدار ہوا اور آنکھیں ملتا ہوا اُٹھا کہتا تھا کہ یا خداوند میں خوب سویا اب جو بیدار ہوا تو قدرت کو دیکھا اگر فراق دلفریب میں برا حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

جو دل میں ہے کسی صورت سنا نہیں سکتے ۔ اکیلا اُن کو کبھی وقت پا نہیں سکتے

غم فراق بھلا اُٹھ سکیگا کیا ہم سے ۔ یہ ضعف ہے کہ ترے ناز اُٹھا نہیں سکتے

خیال ہے کہ نہیں ہو نہ اُن کی رسوائی ۔ اسی سے آہ و فغاں لب پہ لا نہیں سکتے

گیا عدم کی طرف قافلہ اجل آکے ۔ ہزار جا ہیں پہ اُن کو پا نہیں سکتے

دکھا کے زلف کو کہتا ہے عاشقوں سے وہ شوخ ۔ یہ دام وہ ہے کہ دل پھنسکے جا نہیں سکتے

قسم خدا کی قسم آپ کی صحبت میں ہیں ۔ وہ راز دل جو ہیں لب پہ لا نہیں سکتے

غزل دکھائیں لطافت کو کیوں شہ اے سطوت	جہان مین اُنسا ہم اُستاد پا نہین سکتے

یہ اشعار پڑھکر سحاب چلا جمشید ثانی نے کہا کہ اے سحاب کہان جاتے ہو سحاب نے کہا کہ
دلفریب نہ ملیگی تو میری جان نہ بچیگی وہ نگاہ اُسنے ڈالی کہ قلب کانپ رہا ہے آنکھون کے نیچے
وہ تصویر پھر رہی ہے جمشید ثانی نے اُس کو ایک جام شراب پلایا شراب پی کر اور زیادہ
بلبلانے لگا ہاے دلفریب ہاے دلفریب کی صدا زبان پر جاری ہوئی مثل ماہی بے آب
تڑپ رہا ہے ہر چند جمشید سمجھاتا ہے کہ کیون اے سحاب تم کسلیے بیقرار ہو دلبر پر قبضہ نہین کیا تنے
سحاب نے کہا کہ یہ غلام آپ کا اشکبار ہے فراق مین دلبر کے بہت بیقرار ہے ایسا نہ ہو کہ
تڑپ کر دم نکل جاے کیونکر دل آرام پاے جمشید ثانی نے اور چند چیزین اسکو کھلائین
پوجا کر کے شعلہ بلند کیا وہ شعلہ سر پر سحاب کے ٹھہرا جب وہ شعلہ سر پر سحاب کے
گرا اور چند موے سر جلے تب ہوش وحواس سحاب کے درست ہوے کہا یا خداوند ملکہ
حسینان نے مجکو بہت ذلیل کیا مین آج رات کو جاؤنگا بستر خواب سے اُسکو اُٹھا لاؤنگا
جمشید نے کہا کہ اے سحاب ملکہ حسینان کو ایسا کچھ قدرت نے تعلیم کیا ہے کہ جسکا ذکر
نہین ہو سکتا اگر وہ بیدار ہو گئی تو پھر تم کو آفت مین پھنسائیگی اگر سوتے مین لے آئے
تو غالب ہوے لیکن بہت سمجھ بوجھ کے جانا ملکہ حسینان وہ ساحرہ ہے کہ جسکا مثل
و نظیر نہین ایسے ایسے شعبدے اُسکو معلوم ہین کہ کوئی اُسپر غالب نہین ہو سکتا مین نے
یہ شعبدے اس واسطے اُس کو تعلیم کیے تھے کہ کسی اور کے دام فریب مین نہ پھنسے بلکہ
میری ہی مطیع رہے مگر فلک نے عجب گردش دکھائی کہ میرے قبضے سے نکل گئی جاکر بادشاہ
پر مائل ہوئی اب ہم تک اُسکا آنا دشوار ہے بادشاہ نے وہ خلق اُسکے ساتھ کیا کہ وہ ہر
وقت خوش رہتی ہے سب شاہزادیان اُسکا اعزاز واکرام کرتی ہین بادشاہ نے انتظام
لشکر اُس کے سپرد کیا ہے کوئی شاہزادی دس ہزار ساحرون کی مالک کوئی پانچ ہزار کی افسر
ہے یہ کل فوج کی افسر ہے بادشاہ نے عہد کیا ہے کہ جب تم سحر سے تائب ہوگی تو ہم تمہارے
ساتھ عقد کرینگے ملکہ حسینان نے بھی اقرار کر لیا ہے کہ جب قدرت قتل ہو چکے تب
سحر سے توبہ کرونگی اے سحاب یہ خبار مجکو کون مارسکتا ہے اگر سولہ مین طلسم کشا کے پاس پہنچ

تو مجھپر قبضہ نہ پائینگے لہذا اگر مناسب ہو تو پاس عنبر بار جادوگر کے جاؤ اور اُسکی صلاح سے
کام کرو تو شاید گرفتار کر لو سحاب جادو اُٹھا جمشید سے کہکر طرف جزیرہ عنبر بار کے چلے
جب سامنے دریا کے پہونچا تو آواز دی کہ اے عنبر بار ہم تمھاری ملاقات کو آئے ہین عنبر بار نے
دریا سے سر نکالا ایک نہنگ پر سوار تھی کنارے پر آکر سحاب سے پوچھا کہ کس خواہش سے
آئے ہو سحاب برقبار رونے لگا کہا کہ اے ملکۂ عالم ملکہ حسینان نے مجکو بہت ذلیل کیا ہے
چاہتا ہون کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ملکہ حسینان میرے قبضے مین آئے عنبر بار نے کہا کہ
اے سحاب مین تمھارے ساتھ چلون اگر ہو سکے تو سوتے مین اُسکو اُٹھا لاؤن سحاب نے
کہا کہ یہ تو مجھسے بھی ہو سکتا ہے عنبر بار نے کہا کہ تم جاؤ مین بھی اپنا سحر ساتھ کیے دیتی ہون
وہ سحر تمھاری حفاظت کریگا اگر تامل کروگے تو ملکہ حسینان غالب آجائیگی اگر ایکی مرتبہ اُسکے
شعبدے مین پھنس گئے تو پھر نہ بچوگے عنبر بار سے سحاب برقبار خوب گفتگو کرکے رخصت
ہوا طرف لشکر سعد بن قباد کے چلا اتفاقاً سے کا راہ مین کوہ فیروزہ پڑتا ہے وہانکی حاکم
ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش ہے کوہ فیروزہ پر بیٹھی ہے صحبت عیش و طیش آراستہ ہے ناچ
ہو رہا ہے ایک نازنین گانے والی خوش آواز تانین اڑا رہی ہے دور جام گردش مین ہے
سحاب جادوگر کہ آجکل جمشید ثانی مشہور ہے سب شاہزادیون کو جانتا ہے جلسہ فیروزہ
کا دیکھکر بہت پسند کیا آسمان سے اُترا فیروزہ نے جو سحاب کو آتے ہوے دیکھا استقبال کرکے
لا کر مقام صدر پر جگہ دی ساقی بچے سے اشارہ کیا اُسنے جام پیش کر دیا سحاب جادو
پی گیا محفل مین فیروزہ کی بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہے فیروزہ نے پوچھا کہ اے سحاب جادو
اس وقت کس ضرورت مین نکلے تھے سحاب نے کہا کہ براے گرفتاری ملکہ حسینان جاتا ہون
فیروزہ نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلون سحاب نے مونچھون پر تاؤ دیکر کہا کہ مین کیا
کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون تم خیال کر کیا کروگی فیروزہ نے کہا کہ مجھے ایک مدت سے
ملکہ حسینان سے ملال ہے وہ بار ہا اوس سے ملنے گئی تو بی ملکہ حسینان نے غرور
سے کلام نہ کیا ایسا اُنکو غرور ہے کہ جسکا بیان ممکن نہین چلیے ہم تم گرفتار کر لائین اُنکی
بیٹھو جلدی کیا ہے جب سحاب اُٹھنے کا ارادہ کرتا ہے فیروزہ دامن تھام لیتی ہے سحاب

اپنے دل مین یہ سمجھا کہ فیروزہ مجھپر مائل ہوئی کھل مل کے کلام کرنے لگا فیروزہ نے جھلا کر کہا
کہ ای سحاب تم کیا سمجھے ہو کہ جو مجھسے اس طرح کی باتین کرتے ہو ایسا نہو کہ مجھکو ناگوار ہو میرا عاشق
صادق آتا ہوگا کئی برس سے اُسی سے ملاقات ہی مین کسی سے بات نہین کرتی تمکو مقرب درگاہ
خداوند جانکر پہلو مین جگہ دی سحاب نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین تو اپنی ضرورت کو جاتا ہون
اور طرح کا خیال نہ کرو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ابر گلنار اُٹھا گرجتا ہوا پہاڑ پر آکر وہ ابر
لہرایا اور پھٹا اندر سے ابر کے ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب تاج یاقوتی سر پر رکھے
ہوئے ظاہر ہوا فیروزہ نے کہا کہ ای شہنشاہ آئیے وہ جادوگر پہلو مین فیروزہ کے بیٹھا اور طرف
سحاب متوجہ ہوکر کہا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی کیون ای فیروزہ ایسون کو پہلو مین جگہ دیتی
ہو اب سحاب گھبرایا فیروزہ نے جواب دیا کہ ای یاقوت سُرخ پوش یہ خدا جگزار خداوند
ہین برای گرفتاری ملکہ حسینان چلے تھے ادھر سے گذرے یہان بھی ٹھہر گئے ہین مین نے شراب
وغیرہ سے خاطر کی تم اور کچھ خیال نہ کرو سحاب نے کہا کہ ای یاقوت سُرخ پوش ہم مصاحب
خداوند ہین اور سب خدا جگزارون مین ہمارا رتبہ اعلی ہی اور جملہ خدا جگزار ہمارا پاس کرتے
ہین اگر پہلو مین بیٹھا تو کچھ اور خیال نہ کرنا جب دربار خداوند مین آؤ گے تو ہم تمھاری بڑی خاطر
کرینگے یاقوت سُرخ پوش نے کہا کہ ای سحاب بد فعال تم ایسے تو بہت سے میرے
ملازم ہین پہلو سے فیروزہ کے ہٹ کر بیٹھو سحاب نے کہا کہ ہم تو نہ ہٹینگے اور مل کر
بیٹھینگے آخر آپس مین یہانتک تکرار ہوئی کہ یاقوت سُرخ پوش تیغ کھینچکر اُٹھا
کہا او بے حیا اُٹھ تو مین تجکو سمجھا دون ملکہ حسینان وہ ساحرہ ہی کہ دربار خداوندی
مین سب شاہزادیان اُس سے شرماتی ہین بڑی بڑی آنکھین چہرہ آفتاب عالمتاب
دندان معقول جواب گوہر آبدار قمر عذار کبک رفتار شیرین گفتار تیری کیا یہ مجال ہی
کہ اُس کی گرفتاری کو جاے مین ابھی تجکو سمجھائے دیتا ہون میرا سے گھر مین بلا تکلف
بیٹھ جانا اُسپر یہ غرور رہی مین آج بے سمجھائے نہ چھوڑونگا سحاب بھی جھلا کر اُٹھا فیروزہ ہان
ہان کر رہی ہی مگر یہ دونون کب مانتے ہین اپنے اپنے مقام سے اُٹھ تلوار چلنے لگی شرر بھی
ہو رہے ہین آگ برساتے جاتے ہین خنجر گراتے ہین تلوار مین چمکاتے ہین مگر سحاب بد فعال

سب وار یاقوت کے روک رہا ہی ایک تلوار جو کری سر یاقوت کا زخمی ہوا زخم کھا کر یاقوت
بہت بگڑا کہا او بےحیا سامنے معشوقہ کے تو نے مجکو زخمی کیا اب مین زخم کھا کر بھاگا تجکو زندہ
چھوڑونگا یہ کہکر خون چلو مین لیا اسم سحر پڑھکر طرف سحاب کے پھینکا مارا سحاب کے ہاتھ
پانون زمین نے تھام لیے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین یاقوت جادو تلوار کھینچ کر بڑھا کہ سر
سحاب کا کاٹ لون سحاب نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند فریاد ہی یہ مجھپر ناحق کی بیداد ہی
یہ جو سحاب نے آواز دی جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا سحاب کی صدا سنکر
گھبرایا کہا صاحبو تم نے سنا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ سحاب جاکر کسی آفت مین پھنس گیا
ابھی مجکو پکارا ہی ای پنجۂ قدرت جلد جاؤ اور سحاب پر غبار کو اٹھا لاؤ سامنے ایک کھڑکی
تھی اس مین سے شہرہ پنجہ نکلا اور تڑپتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ یاقوت نے سحاب
کو چاہا ہی کہ ہاتھ مارون کہ ایک برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین ایک پنجہ تڑپ کر گرا اور
سحاب کو لے اڑا یاقوت نے پکار کر آواز دی کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی سحاب نے
جواب دیا کہ جہان جاتا ہون پھر الٹ کے آتا ہون اور تجکو بھی سزا دونگا یاقوت نے
چاہا سحر سے روکون مگر وہ پنجہ فرستادہ جمشید کب رکتا ہی سامنے جمشید کے پہونچا سحاب
کو لاکر ڈال دیا جمشید نے سحاب کو ہوشیار کیا پوچھا کہ کس آفت مین پھنس گئے تھے سحاب
نے سب ذکر کیا کہ کوہ فیروزہ پر جو پہونچا فیروزہ خاطر کے ساتھ پیش آئی مگر عاشق ظالم
اسکا یاقوت سرخ پوش ایسا آگیا اور ایسا سحر کیا کہ مین عاجز آگیا مجھے یقین کامل تھا
کہ اب مارا جاؤنگا تب مین نے قدرت کو پکارا جمشید نے کہا کہ ای سحاب ستارہ تمھارا
گردش مین ہی تم کسی کام کا قصد نہ کرو مجکو ڈر ہی کہ ملکہ حسینان کے ہاتھ سے مارے جاؤگے
وہ قاتل اسکی تحریر ہی کہ بچنا دشوار ہوگا وہ میری شاگرد رشید ہی مگر افسوس ہی کہ وصل
میرا قبول نہ کیا اور نکل گئی سحاب نے کہا کہ مین اسے گرفتار کرنے ملکہ حسینان جاتا ہون
جمشید نے بہت سمجھایا روکا اور منع کیا مگر سحاب کو قلق تھا کہ ملکہ حسینان کو لاؤن اور قدرت
کے سامنے ذلیل کرون اڑا ہوا جاتا تھا ایک شہر مین پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کمسن
چھریرے چھوٹے بال جسم تمام کمر سا ایسا ہوا لونڈا پچھے بیٹھے ہوئے پھر رہی ہی سحاب دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا

فوراً آسمان سے اُترا آیا قریب آکر اُس کا ہاتھ تھام لیا کہا اے جان جہان کہان جاتی ہو اُسنے
متاسف ہو کر کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہے رہزنی کرتا ہے سحاب نے سحر کیا کہ وہ عورت اسکے ساتھ
دوڑ کر وہ مین آئی سحاب نے مدعا حاصل کیا جیسے ہی باہر نکلا وہ عورت بھی ساتھ ہوئی
کہتی جاتی ہے کہ ارے مجھکو کچھ دیگا یا یون ہی چلا جائیگا کہ ایک جادوگر پیدا ہوا اُس عورت
نے پکار کر کہا کہ اے بابا اسنے رہزنی کی نہین معلوم مجھپر کیا کردیا تھا کہ مین اس سے راضی
ہوگئی اُس جادوگر نے پکار کر کہا کہ او بے حیا تو کون ہے کہ تو نے آبرو بیت ہماری خلل ڈالا
ناکتخدا پر ہاتھ ڈالدیا اب مین تجھکو جانے نہ دونگا آخر تو کون ہے کہ اتنی بڑی حرکت کرگذرا
مین سمجھ گیا کہ سحر کرکے تو نے اس سے وصل حاصل کیا سحاب نے کہا کہ تیری مجال ہے جو مجھکو
روک سکے مین خراجگزار خداوند جمشید ثانی ہون اُس جادوگر نے گولہ مارا سحاب نے
گولہ کاٹ کر دستک دی کہ ایک جوان زنگی پیدا ہوا اُسنے آکر اُس جادوگر کو مارا سحاب
نے چاہا کہ اب نکل جاؤن وہ عورت کمسن رو رہی ہے اور کہتی ہے کہ اے ظالم تو نے میری آبرو
لی اور میرے باپ کو بھی قتل کیا مجھکو ایسا کچھ دے کہ یہ غم میرے دل سے مٹے سحاب جادو
نے ناچار ہو کر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی پیتل کی نکالی اُس عورت کو دی اُس نے ہاتھ
ہٹا لیا اور کہا کہ یہ پیتل کی پتلی مین کیا کرونگی پھر ایک طرف سے آواز آئی کہ او بدذات
تو نے بڑا غضب کیا چھوکری کو یتیم کیا منہ ہیولا سے جادو دیکھا سامنے سے ایک جادوگرنی
ہوا پر پاؤن مارتی ہوئی آتی ہے مگر سر جھاڑ منہ پہاڑ اُس کمسن نے کہا کہ او شخص اب تجھکو
سزا ملیگی کہ مادر مہربان آپہونچین وہ جادوگرنی زمین پر آئی کہ منہ ہیولا سے جادو دیکھ کر کھڑا
ہلانے لگی گرد جھڑنے لگی ایک سنگ گرد پیدا ہوا سحاب کو گرد نے گھیر لیا اب سحاب دیوانہ وار
وحشی مثال کھڑا ہے بھر یا دشمن آتا ہے ہیولا سے جادو نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا ایک جھٹکا مارا
کہ سحاب منہ کے بل گرا ہیولا سے جادو نے ایک لات ماری کہ سر سحاب کا پھٹ گیا
دریا سے خون جاری ہوا ہیولی نے سحاب کو مار کر اُس لڑکی کا ہاتھ تھام کر کہا کہ کہان
او کمینہ پر بیٹا تو نے آبرو کو خاک مین ملایا اب پنچایت مین حقہ پانی بند ہو جائیگا جسیا بیٹا
روٹی دونگی تب برادری مین بیٹھنے پاؤنگی یہ کہکر تمانچے مارتی ہوئی اُس لڑکی کو بھی لے گئی

کا لاشہ سحاب کا بونڈے مین گرد کے لپٹا اُڑتا ہوا چلا جمشید قصر ہفت رنگ مین بیٹھا
ہوا تھا کہ لاشہ سحاب کا آکر گرا جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ ارے سحاب کو کسنے مارا یہ کہکر
آئینہ نکالا اُس مین دیکھکر زانو پر ہاتھ مارا کہا دختر ہیولی سے اِسنے فعل یہ کیا اور شوہر
ہیولی کو قتل کیا اُس نے آکر اِس کو مارا کیسی کیسی افتاد مین پڑ رہی ہین تا بہ لشکر طلسم کشانہ
پہونچنے پایا سیلاب سردار خدا رسیدہائی سحاب کا بیٹھا ہوا تھا اپنے مقام سے اُٹھا کہا
یا خداوند مین ملکہ حسینان کو لاؤنگا اور راہ مین کہین نہ ٹھہرونگا جمشید نے کہا اختیار
ہی مگر ستارہ گردش مین ہی روح سامری مٹانے کی کوشش مین ہی اچھے خداوندگار کے
ہین کہ اپنے بندون کو ہلاک کراتے ہین مذہب مسلمانون کا بڑھاتے ہین دیکھیے انجام
کیا ہو مگر تقدیر مضبوط کرچکا ہون کہ طلسم نہ ٹوٹیگا سردار آپس مین ہنسے ایک سے ایک
کہتا ہی کہ قدرت اپنی کہے جاتے ہین دن بدن زوال ہی جو ساحر جاتا ہی وہ زندہ نہین
پلٹ کر آتا اب دیکھیے میان سیلاب سردار خوار جاتے ہین راہ مین کہین یہ بھی پھنسین گے
مگر سیلاب سردار خوار سب سحر تیار کر کے جست وخیز کرتا ہوا چلا راہ مین جاتا تھا کہ میان
برق فرنگی جنگل مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آتا ہی برق فرنگی نے پکارا
کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مین کچھ پوچھونگا سیلاب دیکھکر ہنسا کہا مین حاضر ہوا
آپ مجھسے پوچھیے مین کچھ آپسے پوچھونگا برق نے تیور دیکھے کہ بہت خراب معلوم ہوتے
ہین اسنے مجکو پہچان لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کرے کہا آپ ٹھہریے مین آتا ہون یہ
کہکر چاہا بھاگون سیلاب نے گیر کی آواز دی برق فرنگی زمین پر گرا تڑپنے لگا سیلاب
نے قریب آکر ایک تمانچہ مارا اور کہا کہ او مکار میرے ساتھ مکاری کرتا ہی تو برق فرنگی عیار
ہی برق نے کہا کہ میرا کوئی یار نہین ہی مین ایک مرد مسافر ہون سیلاب نے مُنھ پر ہاتھ
پھیر دیا رنگ وروغن عیاری کا اُڑگیا سیلاب برق کو کھینچتا ہوا لے چلا برق غل
مچا رہا ہی کہ مجھ مسافر کو ناحق پکڑ لیا ہی کشان کشان لیے جاتا ہی یارو مجبور ہاکر دو یہ ظالم
زندہ نہ چھوڑیگا کہ پہلو سے آواز آئی ای سیلاب یہ کیا کیا دیکھو قدرت کیا فرماتے ہین
سیلاب نے دیکھا کہ ایک جادوگر نامہ ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہوا اور پکارتا ہوا کہ

نامہ دیکھو تو قدرت نے مجکو بھیجا ہی سیلاب پھر ہنس پڑا یہ ساحر چالاک تھا تیور دیکھ کر گھبرایا مگر
سوچا اگر بھاگونگے تو یہ سحر سے گرفتار کر لیگا قریب آکر کہا کہ یہ نامہ پڑھ لیجیے پھر آپ کو اختیار ہی
مجکو بھی کیا عیار سمجھا ہی آپ کو غصہ از حد ہی مجکو بھی یہ کد ہی کہ نامۂ خداوند پڑھوا لون
اُس کے بعد آپ کو اختیار ہی سیلاب نامہ لیکر لفافہ کھولنے لگا جیسے ہی خط کھینچا بیہوشی اُڑی
سیلاب چرخ کھا کر گرا چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک بیت یہ عیاری
من آنم جست دچالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ آید با دگر د تیز گامم ٭
خلیفہ او لم چالاک نامم ٭ نعرہ کر کے خنجر مارا خنجر اُچٹ گیا اب چالاک گھبرایا کہ کیا کرون کیونکر
یہ قتل ہو ایک پتھر اُٹھا کر سر کے نیچے رکھا اور دوسرا پتھر اوپر سے مارا کہ سر سیلاب کا
پاش پاش ہوا برق فرنگی بھی رہا ہو گیا مگر لاشۂ سیلاب اُڑتا ہوا چلا سامنے جمشید کے
آیا جمشید نے منھ پیٹ لیا کہا صاحب جواب تو سامری وجمشید سے ہمین سے معرکہ پڑا ہی
وہ مسلمانون کو بنائین اپنے مذہب کو مٹائین اور مین اُن کے مذہب کو روشن کرونگا چند
دن مین مسلمان قتل ہونگے اور مذہب اسلام کا پتہ نہ لگیگا سرداروں نے آپس مین اشارے
کیے کہ دیکھو قدرت کیا باتین بناتے ہین اتنا نہین ہو سکتا کہ ایک عورت بگڑ گئی ہی
اُس کو تسخیر کر لین جمشید نے یہ بات سُن لی کہا یارو تم لوگ کیا جانو کہ کیا ہونے کو ہی جو
جو ساحر مجھسے باغی ہین اُن سب کو قتل کراؤنگا بہرحال تدبیر دکھاؤنگا مجال ہی کہ مسلمان
مجھ تک آسکین یا قصر ہفت رنگ کو بہ نگاہ کج دیکھین سب نے دست بستہ عرض کی کہ
یا خداوند ایک دن اُن کو چھانٹ لیجیے جو آپ سے باغی ہین اُن پر برق گرائیے خود اُن کو
قتل کیجیے مگر ہم لوگون کو ہاتھ سے مسلمانون کے بچائیے دیکھیے اب کوئی برا سے گرفتاری ملکہ
حسینان نہین جاتا سب کو خوف پیدا ہو گیا کہ تا بہ لشکر طلسم کشا نہ پہونچین گے سحا
پر وہ معاملہ گذرا اور سیلاب کو عیارون نے گھیر رکھا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا
جمشید نے جو ابر کو دیکھا ہنسنے لگا کہا وہ ساحرہ آئی ہی کہ جسکا طلسم مین مثل و نظیر نہین بلکہ
سکان زمین کی ساحرہ بے فن ہی حُسن مین بھی بے مثال ہی کہ وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ حسین وجمیل تخت پر سوار اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا

کہا یا خداوند آپ کا اعتقاد دیکھتا ہوں اب میں کدو کاوش کرونگی ہنس ہنس کے جو سکان سے یہ
باتیں کہیں جمشید بیقرار ہوگیا ہاتھ سکان کا تھام لیا کہا ای سکان بیٹھو ہم تم سے تنہائی میں
باتیں کرینگے سکان کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا کہ میں تو مدد کو آئی ہوں اور قدرت
اس طرح فرماتے ہیں بگڑ کر جواب دیا کہ یا خداوند آپ کو اپنی بات کا بالکل پاس نہیں کیسی
کیسی ذلتیں ہوئی ہیں کہ طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن میں آئے مسلمانوں نے چہار طرف
سے گھیرا ہے میں جاتی ہوں اور لشکر طلسم کشا کو برباد کرتی ہوں یہ کہہ کر اُٹھی اور فوراً
روانہ ہوگئی مگر سوچتی ہوئی جاتی ہے کہ ای سکان یہ کیا معرکہ ہے کہ بہار اعجاز بیان
ایسی شاہزادی اور ملکہ حسینان حسن پرست کہ سب سے زیادہ حسین و جمیل ہے یہ دونوں جاکر
کس بات میں پھنسیں ملکہ حسینان تو اپنے حسن کے آگے کسی کی حقیقت نہیں جانتی تھی یہ
یہ سوچتی ہوئی جاتی ہے کہ کان میں گانے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا سامنے کوہ گبیرنگ
ہے گبیرنگ جادو مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزیں جمع ہیں ایک گائن خوش آواز لہجہ سوز و گداز
سامنے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

پانوں کہتے ہیں کہ چل کوچہ جاناں کی طرف
وحشت دل لیے جاتی ہے بیاباں کی طرف

گل عارض پہ نہ عاشق کہیں بلبل ہو جائے
بے نقاب آپ چلے کیوں ہیں گلستاں کی طرف

ای جنوں کیا چمنستان میں بہار آئی ہے
ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریباں کی طرف

غیر کو بوسہ عارض کی اجازت جو ملی
یاس سے میں نے نگہ کی رخ جاناں کی طرف

یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آ جائے
آج پھر جاتا ہے صیاد گلستاں کی طرف

زلف جاناں لب رنگین کے قریں ہے دیکھو
کیا دھواں دھار گھٹا آئی بدخشاں کی طرف

چلنے دیتی نہیں یہ آبلہ پائی سطوت
پاس سے دیکھتا ہوں خار بیاباں کی طرف

گبیرنگ نے جو سکان کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم آئیے ہم کو سرفراز کیجیے
سکان مکدر ہو رہی تھی گبیرنگ کے جلسے میں چلی آئی گبیرنگ نے پوچھا بی سکان کہاں سے
آئی ہو آج تو تیور بے بل پڑے ہوئے ہیں سکان نے کہا کہ ای گبیرنگ کیا کہوں
قدرت کو ذلتیں ہو رہی ہیں میں تو خیر شکر آئی کہ جاکر ان کی مدد کروں مسلمانوں کو مٹاؤں قدرت

نے یہ کہا کہ تنہائی مین چاہو مجھکو بہت ناگوار ہوا اگر ای گیرنگ اپنی ذرا عقل لڑاؤ اور طبیعت
کو زور دو کہ بہار اعجاز بیان و ملکہ حسینان جاکر کس دام مین پھنسین کہ قدرت کی
دشمن ہوگئین یہی چاہتی ہین کہ طلسم کو مٹائین نام سامری کو نہ لے مجھکو بڑی حیرت ہی
گیرنگ نے کہا کہ مین نے خبر سُنی ہی کہ طلسم کشا بادشاہ لشکر اسلام ہین سب فرزندان
مین صاحبقران کے بہت حسین و جمیل ہین جو شاہزادی گئی وہ عاشق ہوگئی سکان
نے کہا کہ ای گیرنگ میرا ارادہ ہی کہ مین جاکر مقابلے مین بادشاہ کے اُترون ملکہ حسینان
و بہار اعجاز بیان کو رفتہ رفتہ آکر طلب کرون اُن سے حال پوچھون کہ کیون شاہزادیو
تمنے قدرت کو کیون چھوڑا جو تمپر معاملہ گذرا اگر یہی تم پر بھی گذرا تو جو کچھ کیا وہ خوب کیا
اگر یہ نہین گذرا تو چلو مین صفائی کرا دون یقین ہی دونون شاہزادیان میرے ساتھ
چلی آوین خداوند سے اُن کی خطا معاف کراؤن یہ کہکر گیرنگ سے رخصت ہوئی لشکر
سحاب تو مقابلے مین اُترا ہوا تھا اس لشکر کو دیکھکر سکان اُتری بارگاہ مین آکر بیٹھی
سب افسر خوش ہوگئے کہ افسر اعلیٰ تو آیا اب مقابلہ ہوگا مگر سکان نے ایک نامہ لکھا
کہ ای بہار اعجاز بیان و ای ملکہ حسینان مین برائے بربادی لشکر طلسم کشا آئی ہون
اس مین تم پر بھی زوال آئیگا مناسب یہ ہی کہ مجھسے ملاقات کرو اور صاف صاف کہو مین
دل سے اُس کی تدبیر کرونگی ورنہ آگ برسا دونگی یہ نامہ لکھکر اُڑا دیا بادشاہ دربار مین بیٹھے
ہوئے ہین یہ خبر سُن چکے ہین کہ سکان زمین کن برائے مقابلہ آئی ہی یقین ہی
کہ آفت برپا کرے کہ نامہ گود مین آکر بہار اعجاز بیان کی گرا بہار نے وہ نامہ
پڑھا کہا کہ ای ملکہ حسینان دیکھو بی سکان آئی ہین ہم کو بُلاتی ہین ہم اُنکی ملاقات کیواسطے
جاتے ہین جیسا سوال کرینگی ویسا جواب دینگے ملکہ حسینان نے کہا کہ مین بھی
ساتھ چلونگی دونون شاہزادیان طرف بارگاہ سکان کے چلین سکان کو خبر ہوئی
کہ بی بہار و ملکہ حسینان آتی ہین برائے استقبال نکلی دونون شاہزادیون کو دیکھا
کہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے لباس فاخرہ زیب جسم کمال چمک دمک سے
آکر سکان سے ملین الگ سکان دونون کو اپنی بارگاہ مین لائی مقام معزز پر لاکر

جگہ دی شراب وغیرہ پیش کی ان شاہزادیون نے انکار کیا کہ ہم تمھاری شراب نہ پئین گے
سکان نے کہا کہ اسمین کیا عیب ہی ملکہ حسینان نے ہنس کر کہا کہ ای سکان ہمارے
تمھارے مذہب مین فرق ہی تم انسان کو خدا جانتی ہو اور ہم اُس خدا اسکے ماننے والے ہین
کہ جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا سکان نے کہا کہ مین نے پہلے ہی اس کا
خیال کیا تھا کہ یہ شاہزادیان مطیع اسلام ہوئین نیا مذہب اختیار کیا میری مراد یہ ہی کہ
تم نے قدرت کو کس بات پر فراموش کیا تم کو چاہیے ہی کہ قدرت کو فراموش نہ کرو کیونکہ
شاہزادیو تمھاری شرکت کا مسلمانون سے کیا باعث ہوا بہار اعجاز بیان نے کہا
کہ ای سکان صاف تو یہ ہی کہ ہم ہمراہ سے مقابلہ آئے تھے بادشاہ کے جمال کو دیکھ کر اسقدر
مبہوت ہوے کہ اپنے ہوش مین نہ رہے اول تو اُن کا یہ عدل و انصاف ہی کہ پانچ چھ شاہزادیان
عاشق جمال ہین سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین آج تک یہ نہین کیا کہ ایک کا مرتبہ کم ہو
اور ایک کا زیادہ ہو ہرچند کہ ملکہ حسینان سب سے زیادہ خوبصورت ہین مگر وہی
طریقہ اُن کے ساتھ بھی صرف کیا ہی سب کا اعزاز و اکرام بادشاہ کرتے ہین اور
ہم سب آٹھ پہر اسی فکر مین ہین کہ جمشید کو مٹائین اور طلسم مین عملداری بادشاہ کی کرائین
تم اپنا مطلب کہو کہ ہم کو کیون طلب کیا تمھارا رقعہ دیکھتے ہی ہم چلے آئے کچھ خوف نہ کیا دشمن
کی بارگاہ مین اکیلا آنا اچھی بات نہ تھی اب جو تمھین منظور ہو وہ ظاہر کرو سکان نے
کہا کہ مین ایک نگاہ بادشاہ کو دیکھنا چاہتی ہون ملکہ حسینان نے کہا کہ مین ابھی بادشاہ
کو بلواتی ہون ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ جاکر بادشاہ سے عرض کرو کہ سکان زمین کن برائے
مقابلہ حضور آئی ہین ہمکو بلا بھیجا ہم بھی موجود ہین حضور بہر اسے چند ساعت سرفراز کرین
کہ سکان ملاقات کی مشتاق ہین یہ بڑی فہیم شاہزادی ہی یقین ہی حضور بھی دیکھکر اِن کو
بہت خوش ہون کنیز نے جاکر بادشاہ سے کہا بادشاہ جو تخت سے اُٹھے تجرین و گلگونہ وغیرہ
بھی ساتھ ہوئین مگر میثاق نے بادشاہ کو روکا کہا ای شہریار دربار مین دشمن کے یکہ و
تنہا جانا مناسب وقت نہین ہی شاید کوئی سحر اُسنے تیار کیا ہو تو مشکل ہو کنیز کو واپس کیجیے
اور کہلا بھیجیے کہ ہم بسبب کار ضروری کے نہین آسکتے طبل جنگی بجواؤ میدان کارزار مین

نکالو یا تم خود یہان آؤ ہم وعدہ کرتے ہین کہ ہماری بارگاہ مین سحر وساحری کا چرچا نہین ہی
تہمت الہٰیہ نوشتہ ہی پادشاہ نے فرمایا اے میثاق گو کہ ہزار طرح کا تردد ہی مگر ملکۂ حسینان
نے کچھ سمجھ کر بلوایا ہی پھر بھی سب سردارون نے کہا کہ حضور میثاق بہت صحیح کہتا ہی اب اگر
حضور جاوینگے تو رنج وملال اٹھاوینگے اُسنے دام مکر بچھایا ہوگا آپ اس علم سے باہر
نہین ضرور بندگان عالی پھنسینگے اس وجہ سے منع کرتے ہین کنیز کو واپس کیا زبانی
میثاق کے کہلا بھیجا کہ ہم نہ آوینگے کنیز جو پلٹ کر سکان کے پاس پہونچی اور جواب
مذکور دیا اُسنے ملکۂ حسینان سے کہا کہ کیون بی بی تم تو اُن پر عاشق ہو اور وہ تمھارے بلانے سے
نہ آئے ہم نے جانا تھا کہ اطاعت کرو گی مگر تم ایسی مبہوت ہو رہی ہو کہ ہمارا کہنا نہ مانا
یہ کہکر دونون شاہزادیون کو رخصت کیا کنارے تک لشکر کے آکر پہونچا گئی لشکر پادشاہ
کو دیکھا کہ منزلون مین اُترا ہوا ہی سوچ رہی ہی کہ سب کو تباہ کر دونگی کیا مجال ہی کہ کوئی
زندہ بچے ملکۂ حسینان و بہار اعجاز بیان کو سمجھا دیا ہی کہ اگر بادشاہ آوینگے تو میرے
ہاتھ سے مع لشکر بچ جاوینگے ورنہ میرا سحر قہر ساحری ہی جسمین ہزار طرح کی جلالت بھری
ہی وہ سحر کرون کہ سب اہل اسلام ٹکڑا ٹکڑا کر مرین مگر بہار و ملکۂ حسینان جب اپنے لشکر
مین آئین بادشاہ سے عرض کی کہ حضور کیون نہ تشریف لائے یقین تھا کہ وار تیغ ابروے
خمدار کا سکان پر پڑتا ساری جلالت بھول جاتی میثاق نے کہا کہ ای بہار مناسب نہین تھا
جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی کس ترکیب سے لوح لے گیا اب دیکھیے اُسکا انجام کیا ہی
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان درازی دی پھر کہا قطعہ
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ۔ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ۔ نگین سعادت بنامت بواد
ہمہ کار عالم بکامت بواد ۔ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سکان زمین کن
نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ لشکر حضور کو تباہ و برباد کرے میثاق نے
دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ سحر سکان کے رد کرنے کو سحر اُسکا چلنے نہ دون
یہ کہکر میثاق اُٹھا گرد لشکر کے حصار سحر کیا کہ کسی کا سحر یہان نہ آسکے یہان بھی جواب
مین طبل جنگی بج گیا ہی رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو سکان جوشان و خروشان میدان مین

آئی پکار کر آواز دی کہ ای بہار مین تم سے مقابلہ چاہتی ہون بہار نے یہ سنکر طاؤس اپنا
بڑھایا سکان نے جو بہار کو آتے ہوئے دیکھا صحرا کی طرف دیکھ کر آواز دی ای ضرغام جادو
جلد آؤ اس لشکر کو کھا جاؤ یکایک جنگل سے گرد اڑی کئی ہزار شیر صحرائی پیدا ہوئے جھپٹتے ہوے
طرف لشکر اسلام کے چلے جب قریب حصار پہونچے سر ٹکرانے لگے اور پلٹ کر طرف صحرا کے
بھاگے سکان نے کئی سحر ایسے کیے کہ شیران صحرا آئے اور ریچھ بھی صحرا سے دوڑتے ہوے
آئے مگر حصار میثاق سے نہ گذر سکے سامنے سے آکر پلٹ گئے سکان نے جھلا کر جھولی سے
نشتر نکالا پیشانی پر مارا قطرے خون کے لیکر لشکر اسلام پر پھینکے آسمان سے آگ برسنے لگی
کئی سو جوان ہلاک ہوے میثاق نے جو دیکھا کہ آگ برس رہی ہی سحر کیا کہ پانی برسا آگ کا
برسنا موقوف ہوا سکان نے حیران ہوکر للکارا کہ ای میثاق تمھین میرے مقابلے مین آؤ یہ
سنتے ہی میثاق جست کر کے سامنے سکان کے پہونچا بہار پیچھے رہگئین سکان
نے جو میثاق کو آتے دیکھا ایک دو قطرے زمین پر مارا چند شعلہ ہائے آتش میثاق پر گرے
میثاق نے سحر کر کے دفع کیے اور آسمان کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ای برق قہاری سکان
کو لینا آسمان سے برق گری کہ سر سکان کا زخمی ہوا اسکے ساتھ والون نے جو دیکھا کہ
سکان کے سر سے خون جاری ہوا سب لینا لینا کہہ کے آپڑے میثاق و بہار مل کر
سحر کر رہے ہین بادشاہ جمجاہ نے جو دیکھا کہ میثاق کو ساحرون نے گھیرا ہی اور بہار پر بھی
انبوہ ہی مرکب بڑھایا سامنے صف کے آکر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ سے منم شاہ شاہان
فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ تجلی دہ بزم اسلامیان ٭ نہال گلستان صاحبقران
بادشاہ کا جو نعرہ ہوا سکان زمین کن نے سر اٹھا دیا جمال بے مثال شاہی پر نگاہ پڑی
بس تصویر تصویر ہو گئی ایک ساحر نے سحر کر کے مرکب بادشاہ کا رو کا پشت پہ سے آ کے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ بادشاہ کے سر پر او چھا سا زخم آیا چاہا دوسرا ہاتھ مارون سکان
کو بہت ناگوار ہوا کہ اس ساحر نے بڑا مکر کیا چاہتا ہی شاہ کو قتل کرون کارد سحر نکال کر
پھینک ماری اس ساحر کے سینے کو توڑ کر پار گذری جس کسی ساحر نے ملک سے بادشاہ پر
حملہ کیا اسے بڑھ کر سکان نے مار ا کہ افسردن کو قتل کر کے خیال مین آیا کہ ای سکان

بادشاہ کس خوبی سے لڑ رہے ہین کہ سحر اُنپر کسی کا تاثیر نہین کرتا ہزارون ساحرون مین گھرے ہوئے ہین اور شاہزادیون نے سحر کی بوچھار کی ہو سیکڑون سر گراتے پھرتے ہین سکان نے طبل بازگشت بجوایا لشکر علیحدہ ہوئے سکان رنجیدہ پلٹی دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہو کہ ای سکان کل تو نے بہار و ملکۂ حسینان کو طعنہ دیا تھا وہ ہی بڑا بول تیرے سامنے آیا اب مین جا کر خداوند سے کہدونگی کہ کسی اور کو بھیجے مین میثاق کے سحر کا جواب نہین دے سکتی یہ سوچ کر رات ہی کو لشکر تیار کرایا پہر رات رہے کوچ کرکے روانہ ہوئی مگر تصویر خیالی سعد شہریار کی آنکھون کے نیچے ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھتی ہو کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر پکار اُٹھتی ہو کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار تو نے کیا کجروی دکھائی کہ طائر دل دام زلف عنبرین بادشاہ مین پھنسا جسکا چھوٹنا دشوار ہو اب کد و کوشش بیکار ہو ای سکان قدرت سے رخصت ہو کر اپنا قصر بند کرکے بیٹھ رہون کسی سے نہ ملون سب طرح خرابی ہو مجکو نہ گوارا ہوا کہ بادشاہ پر چشم زخم پہونچے لگی افسوس کو قتل کیا آخر ایک دشت مین آکر پہونچی کہ چہار جانب بڑے بڑے پہاڑ ہمسر فلک نیلوفری ہین مگر کوہ سرسبز و شاداب ہین نخل ہاے بار آور کی شاخین جھکی ہوئی ہین سر سجدے مین جھکائے ہین اپنے پیدا کرنیوالے کو یاد کر رہی ہین طائران زمزمہ سرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف ہین وہ مقام سکان کو پسند آیا لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا اگر بنا معرکہ دیکھا کہ طائر وہانکے مثل انسان کے کلام کر رہے ہین آواز دیتے ہین کہ ای لشکر والو اس صحرا مین نہ اُترنا ورنہ عفریت جادو ضرور آفت برپا کریگا جس وقت اُس کو خبر ہوگی آکر سبکو کھا جائیگا زور اپنا دکھائیگا مگر سکان نے ان لفظون کو خیال نہ کیا لشکر کو اُتار دیا ایک بارگاہ استادہ کرا کر اُس مین آپ آکر بیٹھی محفل عیش و نشاط آراستہ کی کسی طرح دل نہین بہلتا دو پہر رات گئے تک بیٹھی رہی بعد دو پہر کے چاہا کہ اُٹھون اور خاصہ نوش کرکے آرام کرون کہ آواز گانے کی کان مین آئی کان کھڑے ہوئے کہ ای سکان اس صحراے وحشت انگیز مین کون گا رہا ہو حیرت مین آکر بارگاہ سے نکلی دیکھا سامنے درۂ کوہ کے ایک شامیانہ استادہ ہو اُسکے نیچے مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہو گردنازنینان مہجبین قاعدے

سے بیٹھی ہین اور ایک شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

اُس شمع تجلی نے ستایا مرے دل کو — پروانہ صفت ہائے جلایا مرے دلکو
اپنا جو سمجھتے تو نہ یون تلوون سے ملتے — تم جانتے ہو یار پرایا مرے دل کو
فرقت مین تمھاری کبھی تڑپا کبھی مچلا — ای جان جہان چین نہ آیا مرے دل کو
لی مفت مری جان اسے عشق بتاقد کا — کیون دار پہ تم نے نہ چڑھایا مرے دل کو
سچ سچ کہو تڑپا کے مجھے تم کو ملا کیا — کیون دام محبت مین پھنسایا مرے دلکو
ہی جی مین یہی ترک ملاقات کرون مین — ستایا بہت اُسنے ہی دکھایا مرے دلکو

سکان نے اُس جلسے کو دیکھ کر بہت پسند کیا ایک گوشے مین آکر ٹھہری ایک کنیز نے سکان کو دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب گوشے مین بیٹھی ہی اشعار عاشقانہ سُن سُن کر آنکھون مین اشک بھرے ہین اُس کنیز نے کوہسار جادو سے جاکر اطلاع کی کہ ای شہنشاہ ایک نازنین نہایت حسین وجمیل ایک گوشے مین آکر بیٹھی ہی اور آپ کو دیکھ رہی ہی کوہسار نے پلٹ کر دیکھا نگاہ اُس کی جو جمال سکان پر پڑی مبہوت ہو کر اُٹھا سامنے آکر کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی محفل مین آکر بیٹھو اچھی طرح گانا سُنو بہت عمدہ گائنین موجود ہین وہ سب گائین گی اور آپ کو گانا سُنائین گی سکان اور ہی خیال مین تھی تصویر بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی کچھ جواب نہ دیا کوہسار نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور آپ محفل مین تشریف رکھیے سکان نے کہا کہ او سا کھو کے لٹھے کیون اسقدر مبہوت ہوتا ہی مین نے دور سے جلسہ دیکھ لیا مین محفل مین نہ جاؤنگی کوہسار نے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہوگی مگر چند ساعت تشریف رکھیے مین آنکھون سے خدمت کرونگا کیا مجال ہی کہ آپ کے خلاف کوئی امر ہو سکان نے ہاتھ چھڑا کر جواب دیا کہ زیادہ بے تکلف نہ ہو اپنے مقام پر جا کر بیٹھ مگر کوہسار نے چاہا دست اندازی کرون سکان نے ایک تمانچہ مارا کوہسار گال سہلا کر رہ گیا کنیزون کو بہت ناگوار ہوا چند نے اُٹھ کر کہا کہ ای شہنشاہ آپ کو اس گستاخ نے تمانچہ مارا ہم پر بہت شاق ہوا اگر حکم ہو تو اسکو سزا دین آپ کے پہلو مین لاکر بٹھا دین یہ سُنتے ہی کوہسار نے اشارہ کیا چند

کنیزون نے چاہا کہ سکان کو گرفتار کرلین سکان نے ہاتھ ہلادیا اُن کنیزون کے سر اُڑگئے
اب کوئی قریب نہین آتی دور سے لینا لینا کر رہی ہین مگر مرنے پر کنیزون کے کوہیار نے
کچھ نہ کہا منتین کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر اُتر در پر سوار لباس سُرخ پہنے
ہوئے آکر پہونچا اور کوہیار کو منع کیا کہ خبردار اس کو ہاتھ نہ لگانا کوہیار نے کہا کہ
تم کون ہو ہماری اسیر جان جاتی ہو ہم لاکر محفل مین بٹھادینگے مرادِ دلی حاصل کرینگے
اِسنے ہماری کئی کنیزین قتل کرڈالین اور ہمنے کچھ نہ کہا اگر سحر کرونگا تو یہ دیوانی ہوجائیگی
اُسنے کہا کہ میرا سُرخ پوش جادو نام ہی مین مدت سے اسپر عاشق ہون کیونکر یہ
گوارا کرون کہ تم اس کو تکلیف پہونچاؤ مین نہ دیکھ سکونگا کوہیار نے کہا اے سُرخ پوش
معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری قضا آئی ہی بہت پریشان ہوگے سُرخ پوش نے کہا کہ کل
لشکر کو اشارہ کرو کُل کنیزین مجھپر بلوہ کرین تب میرے سحر کا مزہ دیکھو کوہیار نے کہا کہ
بڑے مغرور ہو اپنے سحر کا بڑا دعویٰ ہی یہ کہکر اشارہ کیا ایک پتھر گرا کہ شانہ سُرخ پوش
کا زخمی ہوا سُرخ پوش نے زخمی ہوکر تلوار کھینچی کوہیار پر ہاتھ مارا کوہیار نے وار
کو اُس کے روک لیا مگر سکان نے جو دیکھا کہ یہ دونون مصروفِ جنگ ہین وہان سے
اُٹھی تخت پر بیٹھ کر روانہ ہوگئی ادھر کوہیار نے سُرخ پوش کو بہت عاجز کیا آخر مجبور ہوکے
سُرخ پوش بھاگا اور کوہیار پیچھے چلا مگر کوہیار چہار جانب دیکھتا ہی کہ وہ معشوقہ کہان
گئی حیران ہوکر سر پٹکنے لگا کہتا تھا کہ اُس سُرخ پوش نے اِس وقت معشوقہ کو کھویا
ورنہ مین نہ جانے دیتا افسوس اُس ظالم نے آکر یہ فتور ڈالا سر اُٹھاکر دیکھا کہ کُل لشکر سکان
تیار ہو رہا ہی سوچا کہ جہان وہ ہوگی وہان یہ سب جاوینگے پیچھے پیچھے چلا مگر سُرخ پوش
جو بھاگا دربار مین جمشید کے آیا جمشید نے دیکھا کہ سر سے سُرخ پوش کے خون جاری ہے
اور بدحواس آکر گر پڑا جمشید نے پوچھا کہ اے سُرخ پوش خیر تو ہی کہان زخمی ہوئے اُس نے
سب حال بیان کیا جمشید ہنس رہا ہی کہتا ہی جو شاہزادی جاتی ہی آفت مین مبتلا ہوجاتی
ہی اب مین سُرخ پوش کو کیا جواب دون اتنے مین یہ معرکہ ہوا کہ سُرخ پوش تو فریاد
کر رہا ہی اور جمشید سر جھکائے بیٹھا ہی کہ دھڑ دھڑ کے کی شیر کے آواز آئی جمشید تانی تخت پہ

اُچھل پڑا دیکھا کہ کوہیار تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے بارگاہ مین گھس آیا کہا یا خداوند اِس
سُرخ پوش کو میرے حوالے کیجیے کہ مین اس کے ٹکڑے اُڑا دون جمشید نے کہا کہ ای کوہیار
معشوقہ کون تھی سُرخ پوش نے کہا کہ یا خداوند ملکہ سکان زمین کن ہی کہ مین مدت سے
اُسپر عاشق ہون آج یہ دعوی عشق کرتا ہی اس وجہ سے مجکو ناگوار ہوا مین اسکے ہاتھ سے
زخمی ہوا جمشید نے کہا کہ او سُرخ پوش اپنی زبان کو بند کر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکال
قدرت کو اُسپر توجہ ہی یہ ذکر تھا کہ برق چمکی ملکہ سکان آکر پہونچین کوہیار نے کہا کہ یا
خداوند مین اسکو ساتھ لیجاؤنگا سکان نے کہا کہ یا خداوند آپ حکم دیجیے کہ یہ بجیا مجھپر
دست انداز ہو دیکھیے تو کیسا ذلیل کرتی ہون مین اسی وجہ سے چلی آئی کہ یہ دونون وحشی
مزاج لڑ رہے ہین دونون کا سحر مین سمجھ گئی دونون کو ذلیل کر سکتی ہون کہ کوہیار طرف
سُرخ پوش کے چلا جمشید منع کرتا ہی کہ او کوہیار یہ کیا بدعت کرتا ہی مگر کوہیار نے
نہ مانا سُرخ پوش سے تلوار چلنے لگی ایک مقام پر کوہیار نے جھکائی دیکر ہاتھ مارا دیا کہ
سُرخ پوش کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ گر کر تڑپا سُرخ پوش کو مار کر کوہیار جادو طرف
سکان کے چلا سکان نے کہا کہ یا خداوند اس کو منع کیجیے میرے قریب نہ آئے ورنہ بہت
پچتائیگا جمشید نے ہرچند منع کیا مگر کوہیار نے نہ سُنا چاہا سکان سے لپٹ جاؤن
سکان زمین کن نے کان سے بجلی نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری ایک برق چمکی
گری کہ کوہیار کے بھی دو ٹکڑے ہوے جمشید نے ہنس کر کہا کہ ای معشوقہ قدرت تجنے
کیا کار نمایان کیا ہی رقیب قدرت کو مارا یہ دونون بے حیا اسی لائق تھے کہ یون
مارے گئے ان کو جہنم مین بھیجونگا ای سکان میرے پاس آکر بیٹھو سکان نے کہا کہ یا
خداوند انھین لفظون پر یہ آفت برپا ہوئی ہی کہ یہ دونون مارے گئے جہنم مین پہونچے
آپ پھر وہی کلمے زبان سے نکالتے ہین جو قدرت کے دل مین خیال ہی وہ محال ہی اس
دل سے دور کرین جمشید ثانی نے کہا کہ مین ایسا سحر کرونگا کہ تو خود مجھپر مائل ہو جائیگی
سکان نے جواب دیا کہ خداوند اگر آپ ایسا کرین گے تو مجھے زندہ نہ پاوین گے
جس وقت ہوشیار ہونگی جان دیدونگی یہ سُنتے ہی جمشید نے بقہر و غضب حکم دیا کہ

اسکی زبان مین سوزن دواسے قید کرونگا یہ کیا ستم ہی کہ دشمن پر ہمارے مائل ہوئی ہی
اور ہم سے انکار سکان تڑپ کر اُٹھی چاہا کہ پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن ایک ساحر
نے لپک کر ہاتھ پکڑا قصد کیا کہ زبان مین سوزن دون سکان زمین کن نے سحر کیا کہ وہ
ساحر جلنے لگا دربار مین جمشید کے یہ ہنگامہ ہو رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر
سیہ فام و بد انجام تخت پر سوار آکر پہونچا جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ یا خداوند
یہ میری معشوقہ پر کیا بدعت ہی مین مدت سے اسپر مرتا ہون آج مین نے سُنا کہ دربار خداوند
مین اس پر بدعت ہو رہی ہی نہ چین پڑا فوراً چلا آیا امید وار ہون کہ یہ مجکو مرحمت ہو مین
سمجھا لونگا اس پر جو سودائے عشق مسلمانان سوار ہی وہ اُتار دونگا اس کو رام بنا لون گا
جمشید ثانی نے کہا کہ او مہنت جادو تو بڑا گستاخ ہی کہ قدرت جسپر توجہ فرمانا چاہتے
ہین تو اُسپر اپنا عشق ظاہر کرتا ہی خبردار او ملعون اب نام نہ لینا ورنہ آتش قہر سے تجکو
جلا دونگا مہنت نے جواب دیا قدرت کو اختیار ہی مگر مین آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو کر
آیا ہون بدون معشوقہ کو لیے نہ جاؤنگا جو چاہیے مجھپر بدعت کیجیے وہ سب گوارا کرونگا
یہ کہکر سکان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب چلو باغ آراستہ ہی ہر شجر گلہاے رنگارنگ
و شگوفہاے بوقلمون سے پیراستہ ہی تم کو باغ مین لیجاکے بٹھاؤنگا کنیزان چینی و رومی موجود
ہین وہ خدمت کرینگی جو حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا سکان نے کہا کہ ای مہنت جادو قدرت
سے تو مین انکار کر رہی ہون یہ تم نے کہان کا راگ پھیلایا ایسا نہو کہ فساد عظیم ہو جائے
مہنت نے کہا کہ مین کسی طرح نہ مانونگا تم کو اپنے ساتھ لیکر جاؤنگا جمشید ثانی نے وزرا
کو حکم دیا کہ اس بے ادب کو سمجھا دو ایک وزیر نے کہ ساحر زبردست ہی مہنت کو
اُٹھکر گھورا کہ کیون ای مہنت جادو ادب سے نہین رہتے ہو ایسا نہو کہ قدرت
کو غصہ آجائے تو آتش قہر سے جلا دین یہ کہکر مہنت کا ہاتھ پکڑا مہنت جادو نے اپنا
ہاتھ چھڑا کر سحر کیا کہ وزیر پر ایک خنجر گرا شانہ وزیر کا نشانہ ہوا وزیر جو زخمی ہوا اور زیادہ
غصہ آیا وزیر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر مہنت کا اُڑ گیا مرتے ہی مہنت کے اندھیرا ہوا
اُس اندھیرے مین سکان تڑپ کر نکلی جمشید نے جو دیکھا کہ سکان اُڑتی ہوئی جاتی ہی

ایک جادوگر کو اشارہ کیا کہ صمصام جادو اس کا نام ہی کہا ای صمصام سکان کو لینا یہ
جانے نہ پاے صمصام بموجب حکم جمشید ثانی روانہ ہوا آگے آگے سکان جاتی ہی اور
تعاقب مین سکان کے صمصام جاتا ہی قضاے کار بادشاہ اسلام واسطے شکار کے
صحرا مین آے تھے اور میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و ملکہ حسینان و
گلگونہ و بحرین وغیرہ ساتھ تھے کہ آسمان پر نعرہ ہوا اد گیسو بریدہ و شوخ دیدہ کہان
جاتی ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ آگے آگے ایک مہ جبین بھاگی ہوئی آتی ہی اور تعاقب
مین اُس کے ایک ساحر سیہ فام و بد انجام للکارتا ہوا آتا ہی بادشاہ نے میثاق سے
مخاطب ہو کر کہا کہ ای میثاق اس ظالم سے اس عورت کو بچاؤ میثاق نے للکارا او
ظالم اظلم خبردار او بدخواہ اس خوشخو کو کیون ستاتا ہی اور سکان کی طرف متوجہ ہو کے
کہا کہ ای مہ جبین حضور موجود ہین آکر فریاد کر اور اپنی کیفیت بیان کر تب حال کُھلے کہ
یہ کیا معرکہ ہی اور تو کیون بھاگتی ہی اور او ساحر تو کیون پیچھا کرتا ہی سکان نے جو میثاق
کو مہربان پایا پلٹ پڑی اور پُکار کر کہا کہ ای شہریار مین ہون سکان زمین کن یہ بےحیا
مجھکو گرفتار کرنے آیا ہی اور مین دربار سے جمشید ثانی کے بھاگی ہون کیا خدا کی قدرت
ہی کہ اس صحرا مین حضور سے ملاقات ہو گئی اور خیرخواہان دولت بھی ہمراہ ہین اب میرا
کوئی کیا کر سکتا ہی مگر صمصام نے چاہا کہ تڑپ کر میثاق پر گرے میثاق جہان دیدہ و
کار آزمودہ ہی اس کے سحر کو کب مانتا ہی ایک گولہ مار دیا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا
صمصام مر کر گر پڑا سکان نے جو بادشاہ جمجاہ کو دیکھا جُھک کر سلام کیا بادشاہ نے
پوچھا کہ کیون او نیکبخت تیرا کیا ارادہ ہی مین براے کفالت موجود ہون سکان نے
قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا عرض کی کہ جمال بے مثال کی گلچین ہون بادشاہ جمجاہ
نے ہاتھ تھام لیا اور سر سکان کا سینے سے لگایا سکان زمین کن بھی ہمراہ رکاب ہوئی
عرض کرتی ہوئی آتی ہی کہ اس کنیز پر کئی افتادین پڑین مگر آپ کے اقبال سے بچی اور
اس وقت جنگل مین حضور کا ہونا میرے واسطے غنیمت ہو گیا ورنہ یہ دشمن خدا پیچھا نہ
چھوڑتا بادشاہ نے فرمایا کہ کسکی مجال ہی کہ جو تم کو ستائے چل کے لشکر مین رہو یہ ذکر تھا

کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک تاجدار بشوکت تمام تخت پر سوار ہے پشت پر تین لاکھ ساحر
اُس تاجدار نے جو ان سب کو دیکھا شاطر ہمراہ تھا کہا دریافت تو کر کہ یہ کون لوگ ہین شاطر
نے نام بادشاہ دریافت کر کے فوراً اپنے مالک سے اطلاع کی کہ یہ طلسم کشا ہین وہ تاجدار
بہت خوش ہوا کہا صاحبو آج بڑا مطلب حاصل ہوا کہ بادشاہ مل گئے اگر ان کو کہین لوح
مل گئی تو بڑا غضب ہوگا یہ کہہ کر فوج کو اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کر لو تین لاکھ فوج لینا
لینا کہہ کر چلی سعد شہریار بھی اُن سب پر جا پڑے کلکال جادو تاج پہنے ہوئے اپنے
تخت پر سوار سب کو ترغیب دے رہا ہے کہ ہان یارو لڑو ان سب کو گرفتار کر لو میناق نے
بڑھ کر سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین اور ملکہ بہار نے بھی بڑھ کر پھولون کا گجرا مارا سب پر
پھول برسنے لگے جس پر پھول پڑا وہ جل کر خاک ہو گیا جب کئی ہزار جادوگر مارے گئے تب
کلکال گھبرایا یہ بھی دیکھ لیا کہ سرداران بادشاہ سب ساحران زبردست ہین کسی سے
نہین رُکتے رستانہ لڑ رہے ہین جس ساحر نے سحر کیا اُس کو دیوانہ کر دیا لیکن خوب جما ہوا
لڑ رہا ہے کلکال نے بڑھ کر سعد کو روکا سعد شہریار نے وار اُس کا خالی دیا ہاتھ تیغہ
قمقام کا مارا اُس جادوگر نے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ جو تڑپ کر گرا سر کلکال کا زخمی ہوا
ساحرون نے سب طرف سے بلوہ کیا چاہا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لین اُس مقام پر خوب
تلوار چلی بحرین نے جو دیکھا کہ ایسا نہ ہو بادشاہ گرفتار ہو جاوین سحر کیا کہ دریائے قہار
پیدا ہوا سب ساحر ڈوبنے لگے ایک طرف سے بہار اعجاز بیان نے سحر کیا پھول برسے
ہوائے سرد چلی غنچے چٹاک کر کھلے بلبلین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھین نظم

کل تو دل پس پس گیا اتنا ہجوم غم ہوا — یاد ہے زیر فلک ایسا بھی مجمع کم ہوا
اس دلِ ناشاد مین کوئی نہ خوش اک دم ہوا — رنج نے رہ کر اُٹھایا رنج غم کو غم ہوا
آنکھ جب اُس فتنہ گر کی جھک گئی سر خم ہوا — وہ جو زیر خاک تھے اُن کا عجب عالم ہوا
حسرتِ تعزیر تھی تقصیروارون کو ترسے — دل کی دل ہی مین رہی گیا جلد غصہ کم ہوا
آرزو ناصح کی بر لائین مری تنہائیان — شاق دم بھر جسکی صحبت تھی وہ ہی ہمدم ہوا
دل مین تو ہو ادب مغرور جھکتے کس سے ہم — سر خدا جانے ترے سجدے سے کیونکر خم ہوا

غیر اپنون کو بنایا جلوہ گاہ یار نے
دوسرا غم دوست مجھسا تھا نہ عالم مین جلا

آنکھ نا محرم ہوئی جسدن سے دل محرم ہوا
دوست اسیر ایک مدت مین کسی کا غم ہوا

ساحران اہل اسلام نے ایسے سحر کیے کہ کلکال جادو بھاگا کہتا تھا کہ یارو کیسا ستم ہو کہ سب نامی جادوگر طلسم کشا کے شریک ہو گئے میثاق ایسا ساحر کہ جسکا عالم مین مثل نہین ہو اس کا سحر کون روک سکے کئی ہزار جادوگر اُسی ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے اب چلکر شکست درست کرون پھر آکر سب کو گھیر کر مار لونگا اپنو جاکر تیاری کرون مدت سے خیال تھا کہ مسلمانون کو گھیرون ایک کو زندہ نہ چھوڑون مگر ایسی غفلت مین مقابلہ پڑا کہ مین برائے شکار آیا تھا اور اس جھگڑے مین پھنس گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ساحران نامی جمشید کے شریک مسلمانان ہو گئے ہین نئی کیفیت یہ دیکھی کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا ایک ساحر نے کہا کہ جنے خبر سنی ہو طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ ہو رازداران طلسم اس لوح کو بنا کر رکھ گئے تھے وہ طلسم کشا کو ملی اب کون اُن سے لڑ سکتا ہو کلکال نے کہا کہ اس جنگ کو ہم فتح کرین گے وہ لشکر لیکر آؤن کہ گاؤ زمین بار نہ اُٹھا سکے یہ کہتا ہوا اُٹھی کوہ پر آکر ٹھہرا کہا یارو خدمت خداوند مین چلو سب نے کہا کہ یہی بہت درست ہو چلکر خداوند سے فریاد کیجیے یقین ہو قدرت تقدیر کرین گے یہ صلاح کرکے کلکال نے لشکر اپنا ایک صحرا مین چھوڑا آپ خدمت جمشید ثانی مین آیا سب حال بیان کیا کہا مجکو حکم دیجیے کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرون سب کو گرفتار کرکے لاؤن جمشید نے حکم دیا اور کہا کہ ای کلکال پہلے تم کو اس وجہ سے شکست ہوئی کہ ہم نے تم کو حکم نہ دیا تھا تمھاری فتح کیونکر ہوتی بدون حکم ہمارے جو کام کروگے ایسا ہی ہوگا رنج اُٹھاؤ گے اب جاؤ اور سامان کر لو پہلوان بھی ساتھ ہون چونکہ تم خود ساحر زبردست ہو ضرور غالب آؤگے اور مین یہان سے تدبیر کرتا ہون کہ اب شکست نہ ہوگی یہ کہکر کلکال کو خلعت رخصتی دیا کلکال مرغ زرین بنا ہوا اُڑا آیا صحرائے برہوت مین پہونچا کہ برہوت مردم دریدہ ہان رہتا تھا کلکال نے اس سے ملاقات کی کہا ای برہوت مین حکم خداوند لایا ہون میرے ساتھ چلو طلسم کشا سے مقابلہ ہو تم بھی اپنی جرأت دکھاؤ برہوت نے کہا کہ مین نے

آج کل بڑی ورزش کی ہے زوروں پر چڑھا ہوا ہوں مدت سے سُنتا تھا کہ مسلمانوں کا بلوہ ہے
مگر اب تک حکم نہیں ملا تھا تم چلو میں بھی آتا ہوں ساٹھ ہزار فوج میرے ہمراہ ہے اگر دیو ہو تو
اُس سے بھی مقابلہ کروں کلکال روانہ ہوا بعد اس کے جانے کے برہوت نے ساٹھ ہزار فوج
لیکر کوچ کیا کلکال صحراسے ماران میں آیا ماران اژدر شکار نامے پہلوان یہان کا
حاکم ہے اُس کو بھی آمادہ کیا یہان سے رخصت ہو کر اپنے لشکر میں آیا چار لاکھ ساحر جمع کیے
نوبت و نقارہ بجواتا ہوا چلا یہان بادشاہ اسلام جنگ مذکور فتح کر کے اپنے لشکر میں آ گئے
سب نے صلاح دی کہ اب جزیرہ عنبر بار کی طرف چلیے دوسرے دن سب لشکر تیار ہوا
ارادہ ہے کہ بڑھیں کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی کلکال جادو چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
بادشاہ کو جو معلوم ہوا کہ یہ شکست خوردہ سابق ہمارے مقابلے میں پھر آیا ہے بارگاہیں
استادہ کرا دیں دوسرے دن برہوت مردم در ساٹھ ہزار فوج سے آیا اُس کے دوسرے
دن ماران اژدر شکار بھی آکر پہونچا یہ سب خبریں بادشاہ جمجاہ کو گذر رہی ہیں اب کلکال
نے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریاں
ہونے لگیں چار پہر رات اسی سامان میں بسر ہوئی اب وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا
وان سحر کا ظہور ॥ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ॥ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ॥
بہت کر نجوادر روشن نگاہ ॥ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ॥ نشان آگے آگے خط صبح کا ॥
کیا دبدبہ خلق پر آشکار ॥ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ॥ صبح کو ہر دو لشکر میدان میں آئے
کلکال جادو سب کا افسر بنا ہوا آگے بڑھا ہوا برہوت و ماران دونوں ساتھ ہیں
صفیں جمیں نقیب نقابت کر کے ہٹے کلکال نے برہوت کی طرف دیکھا برہوت نے گینڈا
بڑھایا جھومتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فرد گران
ہر کرا بار سر بر تن است ॥ حکم علاجش بدست من است ॥ میں وہ پہلوان ہوں کہ جسکے مقابلے
میں گیا اُسکو قتل کیا افسر کاران میرے مقابلے میں آئے سعد بن قنباد کو جوش جرأت آیا
گھوڑا بڑھا کر مقابلہ برہوت میں آئے برہوت نے سراپا دیکھ کر دل سے کہا کہ اگر اس
جوان کو زیر کر دنگا تو اپنا شہرہ بڑھا دنگا یہ سوچ کر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا

بہرہوت نے تیغہ کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے اسکے وار کو سپر پر روکا تیغہ کا قمقام
کو کھینچ کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ بہرہوت کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر والے اسکے کانپ گئے
ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام بڑے جری و بہادر ہین اُس پہلوان کو مارا کہ
جسکا مثل و نظیر نہ تھا بادشاہ جمجاہ نے پھر مبارز طلبی کی کلکال نے ماران اژدر شکار
کی طرف دیکھا ماران نے گینڈا اپنا صف سے نکالا اور کلکال سے کہا کہ بہرہوت دیکھنے کا
پہلوان تھا مگر بڑا بودا تھا کیا جھٹ پٹ ہاتھ سے شہریار کے مارا گیا اب مین جا کر
سر لاتا ہون مین کبھی کسی جنگ سے خالی نہین پھرا اس طرح بلبلاتا ہوا میدان مین
آیا مگر جمال بیمثال بادشاہ پر جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہو گیا دیکھکر آواز دی
کہ اے شہریار میری اطاعت کیجیے مین آپ کو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ آپکی
عنایت آپ زیادہ مہربانی نہ فرمائیے میدان کارزار ہے زبان تیر و کلمہ شمشیر سے کام کر
ماران نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دو گھڑی کامل نیزہ بازی
ہوئی بادشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اسکا کاٹ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے ماران کے
نکل گیا ماران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے بار رد بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر بنگاہ غور دیکھ رہے ہین بادشاہ اس
زور سے لڑ رہے ہین کہ جسکا مثل نہین جب ماران کو پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار جھٹکے مارتے
ہین کہ ماران حیران ہو جاتا ہے الجھ الجھ کے نکلتا ہے جرأت شاہ سے دل دہلتا ہے تین پہر
کامل لڑا پہر دن رہے کہا کہ اے شہریار اب پلٹ جائیے کل پھر ہمارے آپکے مقابلہ ہوگا
بادشاہ نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہین ماران نے کہا کہ مین وہ پہلوان ہون کہ جس سے لڑا
اُس کو مارا اب مین نہ لڑونگا کل ایسی جنگ کرون کہ آپ کو حال کھلے کہ مین کیسا پہلوان ہون
گو آج کے دن آپ کا اقبال یاوری پر تھا کہ بچ گئے مگر اب کل اقبالمندی کا حال کھلیگا یہ
سنکر بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا ماران ہاتھ چھڑا کر گینڈے پر سوار ہو کر چلا بادشاہ کو کچھ
جواب نہ دیا بادشاہ بھی پلٹے مگر ماران سامنے کلکال کے آیا کلکال نے پوچھا کہ کیون اے
ماران خالی کیون پلٹے ماران نے کہا کہ وہ جوان تو معشوق ہے مین نے اچھی طرح اُس سے

زور کبھی نہین کیا اکثر نیچے آجاتا تھا ہر چند کہ اُسنے گیسے تاسے مگر مجکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاگرد
بدن دبا رہے ہین آج مین نے دل اُسکا بڑھا دیا کل زیر کرکے با قید لاؤنگا میرے ہاتھ
زندہ بچنا اُس کا دشوار ہی کلکال یہ سُن کر خاموش ہو رہا مگر سمجھ گیا کہ ماران کا جی چھوٹ گیا
کہا اپنی بارگاہ مین جاؤ کل سمجھا جائیگا ای ماران کل مین بھی سحر کرونگا زمین ہلا دونگا طبقے
زمین کے آسمان پر پہونچا دونگا کہ ماران کلکال سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا دل
مین یہ سوچ رہا ہی کہ اب طلسم کشا سے کیا بنتا ہے کرونگا اُسکے مقابلہ ہوا تو ضرور زیر ہو جاؤنگا
اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عیار اس کا آفتاب جہانگرد آیا اور دست بستہ عرض کی کہ
حضور آج کیوں خاموش بیٹھے ہین مین نے سب حال جنگ و جدل دیکھا حقیقت مین آپ ہی کا
کا کلیجہ تھا کہ اتنی دیر لڑا کیسے آپ نے بڑا کمال کیا کہ میدان سے چلے آے اب حضور کو کیا
منظور ہی ماران نے جو عیار کو بہت مہربان پایا کہا ای آفتاب کیا پوچھتا ہی ایسا پیچ
اُٹھایا ہی کہ آج تک کبھی میدان سے خالی نہین پلٹا مگر آج طلسم کشا کے مقابلے سے پلٹ آیا
آفتاب نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن ماران نے کہا کہ ہان
ای آفتاب طلسم کشا کو جس طرح ہو گرفتار کر لا تو وہان پھر کوئی میرے مقابلے کے لائق نہین
ہی مین سب پر غالب آؤنگا آفتاب جہانگرد وعدہ کرکے ماران سے رخصت ہوا باہر
نکل کر صورت تبدیل کی لشکر طلسم کشا مین آیا ایک ایک سے پوچھتا ہی کہ طلسم کشا کس بارگاہ
مین رہتا ہی ایک دوکاندار نے بتا دیا کہ سامنے جو بارگاہ سُرخ رنگ ہی اُسمین تشریف
رکھتے ہین جب آفتاب کو معلوم ہوا ایک گوشے مین آکر بیٹھا دو پہر رات گئے نقب و ہی
مرہ نقب کا بارگاہ مین توڑا گرد مین اٹا ہوا نقب سے نکلا قریب چھپر کھٹ کے آیا اُس شب کو
بادشاہ نے لوح محفوظ اُتار کر سرہانے رکھدی تھی آفتاب نے بادشاہ کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھ کر اُسی نقب سے لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا فیروزہ بن عمرو کہ طلایہ پر تھا ایک
دوکان پر سو گیا تھا خواب مین دیکھا کہ بادشاہ کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی فوراً آنکھ
کھل گئی گھبرا کر اُٹھا قریب بارگاہ کے آیا نگہبانون سے دریافت کیا سُنا خیریت ہی فیروزہ اندر
بارگاہ کے داخل ہوا دیکھا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی اور ایک طرف پڑا ہوا ہے بارگاہ مین مہرہ نقب کا

لگا تو گھبرا کر نقب مین پھاند پڑا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا ایک بلندی پر سے دیکھا کہ ایک
عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی ہرچند فیروزہ بن عمرو دوڑا مگر چونکہ وہ عیار دور تھا نہ پایا وہ عیار
اپنے لشکر مین داخل ہوگیا فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ماران تھا وہی آقا کو لے گیا اور کوئی
غیر نہین آیا خیال مین آیا کہ چل کر لشکر مین خبر کر دون تو پھر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر لشکر مین آیا اور
یہان یہ حال ہو چکا تھا میثاق کوہ گردان و بحرین جادو و بہار اعجاز بیان و ملکہ حسینان
و سکان زمین کن وغیرہ یہ سب شاہزادیان پریشان کھڑی ہین میثاق کوہ گردان ان
سب سے کہہ رہا ہی کہ یارو خبر تو معلوم ہو کہ آقا کو کون لے گیا کہ یکایک آواز زنگ کی کان مین
آئی سب نے دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو روتا ہوا آتا ہی میثاق نے کہا کہ اے فرزند خواجہ عمرو
کوئی آقا کو لے گیا فیروزہ نے اُسی آہ وزاری مین جواب دیا یارو کیا پوچھتے ہو مجھے ذرا
دیر ہوگئی اگر چند ساعت پیشتر پہونچتا تو اُس عیار کو گرفتار کر لیتا میری تقدیر نے رسائی
شہ کی مین محروم رہ گیا وہ عیار پشتارہ لیکر بارگاہ ماران مین داخل ہوگیا تب مین مجبور و
ناچار ہو کر پلٹ آیا میثاق نے کہا کہ ہم ابھی چلتے ہین اے فیروزہ تم اتنی خبر لاؤ کہ وہ
آقا سے کس طرح پیش آیا فیروزہ نے کہا کہ مین ابھی خبر لاتا ہون یہ کہہ کر روانہ ہوا صورت
بدلتا ہوا چلا مگر آفتاب نے پشتارہ لاکر سامنے ماران کے ڈال دیا ماران پشتارہ دیکھ کر
گھبرا گیا کہا کلکال کو خبر کر دو ایک خدمتگار نے جاکر کلکال سے اطلاع کی کہ طلسم کشا
گرفتار ہو آئے آپ چل کر قتل کیجیے یہ سُن کر کلکال خوشی خوشی آیا مگر ماران مُنہ چھپا کر
بیٹھا کلکال نے کہا کہ اے آفتاب اس کو ہوشیار کر آفتاب نے کہا کہ اے شہنشاہ ساحران
یہ جوان ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا پہلے آہنگرون کو بلوا کر اسکو مسلسل و مطوق
کیجیے تب ہوشیار ہونیکا حکم دیجیے آہنگر آئے بادشاہ کو مسلسل کیا ہتھکڑیان بیڑیان
پہنا مین آفتاب جہانگرد نے بادشاہ کو ہوشیار کیا آنکھ جو بادشاہ کی کھلی خانہ زنجیر مین عمل ہوا
بادشاہ نے اُٹھتے ہی دیکھا کہ کلکال مقام صدر پر بیٹھا ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی کلکال نے کہا کہ اے بادشاہ اپنے کو کس حال مین پاتے ہو بادشاہ نے فرمایا کہ جیسے
شیر ہمیشہ گوسفندان مین آتا ہی کلکال نے کہا کہ آپ کو اپنی جرأت کا بڑا گھمنڈ ہی بادشاہ

نے فرمایا او نامرد عیار کی حرفت یہ کام کیا اُس پر گھمنڈ جب تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کہ ماران
پر بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ منھ چھپائے ہوئے بیٹھا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ او نامرد تونے اقرار
کیا تھا کہ کل مقابلہ کرونگا اُس کا یہ انجام ہوا کالکال نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ فیروزہ یہ حال دیکھکر
بھاگا یہاں سرداروں نے میثاق کے ساتھ جمع ہو کر صلاح کی کہ بارے یہ تو دیکھو کہ لوح محفوظ
گلے مین بادشاہ کے ہی کہ نہین ملکہ حسینان نے کہا کہ لوح محفوظ اُن کے سرہانے زیر تکیہ
موجود ہی میثاق نے لوح کو نکال کر جھولی مین رکھا اور سب سرداران لشکر کو جو معلوم ہوا
کہ بادشاہ قید ہو گئے کل لشکر کو تیار کرایا شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین
اس طرح سے سب کے سب چلے مگر میثاق پر پروانہ پیدا کر کے ان سب کے آگے جاتا ہی وہان
جلاد قوم کا زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوئے قریب بادشاہ آیا گردن پر کوئلے کا خط دیا آواز دین
لگانے لگا قہر در سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد
چیست ؛ تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازوئے پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون
حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے کالکال نے کہا کہ ہم کو اختیار ہی بادشاہ نے جو یہ رنگ
دیکھا بلک بلک کر دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم کارساز و اے بندہ نواز اس مشکل کو آسان کر نظم

الغیاث اے حاکم تخت حکومت الغیاث	الغیاث اے والی ملک ولایت الغیاث
الغیاث اے دادبخش اہل حاجت الغیاث	الغیاث اے حامی وقت مصیبت الغیاث
المدد اے داروے درد دل ہر دردمند	الغیاث اے چارہ ساز اہل علت الغیاث
دافع ہر محنت و غم دافع رنج و الم ؛	ہمدم ہر اہل دم وقت مصیبت الغیاث
منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا ؛	مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر	معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
دستگیر بندہ بے دست و پا در بیکسی	ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث
مالک و فرمانروا و اہل حکم و اہل زور	اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث
ذوالجلال و قادر و قیوم و رحمٰن و رحیم	خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

بادشاہ جمجاہ مصروف دعا ہین جلاد نے کالکال سے پوچھ کر خنجر چمکایا چاہا ہاتھ ماروں

میثاق نے جو آسمان سے دیکھا کہ ہمارے بادشاہ قتل ہوتے ہیں آسمان سے ہاتھ ہلایا ایک
برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے کلکال نے ایک آواز ہیبتناک سُنی کہ او کلکال تو ایسا
مغرور ہوا کہ ہمارے بادشاہ کو قتل کرتا ہے ہم میثاق کوہ گردان سب نے دیکھا کہ میثاق
پردہ اُٹھا کر اندر آیا در گہر سالار نے چاہا کہ روکے میثاق نے ایک طمانچہ مار دیا در گہر سالار
کا سر اُڑ گیا میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ بارگاہ میں اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے
میں شاہزادیاں آپڑیں سب نے پڑھ پڑھ کر سحر کیے ملکہ حسینان نے کڑا پھینک مارا ملکہ
بہار اعجاز بیان نے گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے ایک طرف سے گنگا و جمنا آکر گری سحر بین
نے دریائے سحر جاری کیا ہر شاہزادی نے آتے آتے اپنا سحر کیا ان سب کے سحر سے قیامت
برپا ہو گئی بارگاہ میں آگ لگ گئی میثاق کوہ گردان نے اُسی اندھیرے میں بادشاہ
کے گلے میں لوحِ محفوظ پہنائی بادشاہ اپنے نام کا نعرہ کر کے اُٹھے نعرہ بادشاہ جمجاہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ تجلی دہ بزم اسلامیان ٭ نہال
گلستان صاحبقران ٭ نعرہ کر کے لڑنے لگے لشکر باہر آپڑا صدائے گیر و دار کی بلند ہوئی تلوار
چلنے لگی ہنگامہ برپا ہوا شہ گرا جمارے سردار بارگاہ میں جنگ کر رہے ہیں چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر بادشاہ
کو نکال لیں اسی میں بادشاہ نے ستون بارگاہ تھام کر ایک ہلہ مارا کہ بارگاہ لہرائی ماران نے
غل مچایا کہ ای کلکال ہوشیار ہو کہ بارگاہ گرا چاہتی ہے یہ کہہ کر باہر نکلا بادشاہ بھی باہر آئے
بارگاہ گری صدہا ساحر دب کر مرے ایسا ہر مغلوبہ ہو رہی ہے فیروزہ نے بادشاہ کو مرکب پہنچایا
بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے تیغہ خون آلود ہاتھ میں لیے جنگ مغلوبہ کر رہے ہیں کہ ماران
اکڑتا ہوا سامنے آیا آواز دی کہ ای بادشاہ تمہاری قضا میرے ہاتھ سے ہے بادشاہ جمجاہ
پیوستہ ہو جا پڑے خوب آپس میں تلوار چلی شاہزادیاں دیکھ رہی ہیں کہ کس دھوم سے بادشاہ
لڑ رہے ہیں ماران دنگ ہے جس مقام پر ماران نے ہاتھ مارا بادشاہ نے وہی جواب دیا
مگر کلکال نے آگ برسائی خنجر گرائے بہار سے اور اس سے مقابلہ پڑا ہے بہار ایسے سحر
کو کب مانتی ہے ہنس ہنس کے دفع کر رہی ہے ایک گلدستہ اسم سحر پڑھ کر مار دیا کلکال نے
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی جو حکم کرو وہ بجا لاؤں ملکہ نے

کہا کہ اے کلکال قصر ہفت رنگ مین جمشید تمھارے انتظار مین ہی کلکال نے کہا کہ مین ضرور جاؤنگا قدرت کی ضرور خبر لونگا یہ کہکر بھاگا سب سردار بادشاہ کو لیکر پلٹے ماران اژدر شکار ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا لشکر کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی بادشاہ بفتح وفیروزی داخل بارگاہ ہوے مگر کلکال اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہی یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم کلکال پر کیا گذری کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا جمشید نے کہا کہ دریافت کرو یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہنگامہ گیرودار بلند ہی ہر ساحر وغیر ساحر دردمند ہی آخر کو گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ کلکال فوج پر سحر کر رہا ہی اور ہزار ہا جادوگر اس کے ہاتھ سے مارے گئے مگر سب چاہتے ہین کہ کلکال کو گرفتار کرلین کلکال ایسا نہین ہی کہ ہر کس وناکس اسپر ہاتھ ڈالے بجوش وخروش لڑ رہا ہی کئی سو افسر اس کے ہاتھ سے مارے گئے ہین اُن کے مرنے کی صدا بلند ہی جمشید نے کئی مرتبہ پکارا کہ او کلکال کیون دیوانہ ہوا ہی ارے میرے پاس آ مین جانتا ہون کہ تو اپنے ہوش مین نہین ہی لیکن ایسا نہ ہو کہ قدرت کوئی تدبیر کر دین کہ فرشتگان جہنم تجکو آکر لیجا دین اور تجھے جہنم مین لیجا کر جلا دین ہر چند جمشید ثانی الکارتا ہی مگر کلکال اس قدر مبہوت ہی کہ جواب نہین دیتا ساحرون سے لڑے ہی جاتا ہی جس ساحر نے بڑھ کر سحر کیا کلکال اُسی کے اوپر جا پڑا خواہ تلوار چلی خواہ سحر ہوا ہر نوع کلکال اُسپر غالب آیا دریاے خون بہ رہا ہی لاشے تڑپ رہے ہین بعض ساحر بدحواس ہو ہوکر آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا جب قتل کر چکا تو لاش دیکھکر رو یا پکار کر آواز دی کہ اے فرزند نوجوان تجکو کسنے قتل کیا یا خداوند جمشید ثانی یہ آپ نے کیا دکھایا کہ مین نے اپنے فرزند کی لاش کو دیکھا اگر قاتل سامنے ہوتا تو اُسکا بھی یہی حال کرتا ایک ساحر پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کہا کہ اب کیون روتے ہو خود کردہ را درمان نیست اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو قتل کیا اور پھر الم کرتے ہو رونا عبث ہی کہ دشمن کو مارو اس ظالم نے آکر ایسا بدحواس کر دیا کہ باپ کو بیٹا اور بھائی کو بھائی نہین سوجھتا اُس ساحر نے کچھ جواب سخت دیا آپس مین تلوار چلنے لگی

کہ کلکال اڑتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان جمشید کھڑا تھا جمشید کو جو دربار گاہ پر دکھائی دیا
گولے پھینکے جمشید گھبرایا کہ ایسا نہ ہو کوئی گولہ پڑ جائے سحر کرکے بلند ہوا آسمان پر آکر نعرہ کیا
کہ منم جمشید ثانی او بے حیا اب تو راہ راست پر نہ آئیگا ہر چند کہ جانتا ہون تو اپنے ہوش
مین نہین ہی مگر قدرت کا کہنا نہین سُنتا یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالکر پھینکا یار
کلکال کے سینے پر پڑی سینے کو توڑکر پار گذری جب کلکال مارا گیا تب یہ ہنگامہ برطرف ہوا
جب جمشید دربار مین آکر بیٹھا تو کہا اے قدرت کا ارادہ ہی کہ کوہ بوقلمون پر چلے جائین
ایسا نہ ہو کہ مسلمان یہان آجائین اسلیے کہ مسلمان بہت قریب آگئے ہین سب نے منع کیا
اور کہا کہ بوقلمون جادو نے کئی مرتبہ لکھا کہ صاحبقران ادھر سے گذرینگے لہذا کوئی
مددگار بھیجیے اس وجہ سے وہان جانا مناسب نہین ہی کوہ بوقلمون سے تو ہزار درجہ یہ
مقام بہتر ہی مناسب یہ ہی کہ پہلے اُس کو نامہ روانہ کیجیے اگر وہ رضامند ہو تو اچھا دن دیکھکر
کوچ کیجیے جمشید خاموش بیٹھا ہی دل تو دھڑک رہا ہی مگر زبان سے یہی کہتا ہی کہ وہ تقدیر کرین
کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر سبز نمایان ہوا اُس ابر مین رعد
کی گرج برق کی چمک خوشبو بھی آتی ہی چند طائر بھی زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین جمشید
نے جو اُس ابر کو دیکھا پکار اُٹھا کہ میرا قوت بازو وزینت پہلو آپہونچا اب یہ سبکا خاتمہ کریگا
اس کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا وزرا نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہی جمشید ثانی نے کہا
کہ زمرد زہر خوار اسکا نام ہی ابتدائے خدائی سے ما بدولت کی خدمت مین ہی قدرت
نے اس کو بہت کچھ تعلیم کیا ہی ابر سبز اُس کی علامت ہی حقیقت مین یہ وہ ساحرہ ہی کہ جنگ کرکے
حریف کو مارے دم دے کے قتل کرے اس کے ساتھ ایک عیارہ ہی وہ بلائے روزگار ہی
اگر وہ اب بھی ہی تو سب کو گرفتار کرلائیگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک
جادوگرنی سے ادھیڑ تاج زمرد سر پر رکھے ہوے تخت پر سوار پشت پر ہزارہا ساحران غدار
پہلوے تخت کے ایک مہ جبین نہایت حسین وجمیل قنطورہائے زر لفتی سے آراستہ کمندین
بازوون پر پنجہ کمر مین لگائے ہوے سپر پشت پر اس کروفر سے بیٹھی ہی جمشید نے اشارہ کیا
وزرا نے اُٹھکر زمرد کا استقبال کیا زمرد نے آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا کہا یا خداوند

آجکل دشمنون کا بڑا ہنگامہ ہی مین نے راہ مین خبر پائی کہ لوح کو آپ چھپاتے پھرتے ہین
نوجوان شاہزادیان شریک طلسم کشا ہوئین وہ پتے بتاتی ہین مشہور ہی کہ ملکہ حسینان گل گئین
بی بہار اعجاز بیان بھی شریک اہل اسلام ہوگئین مجکو یہ خبرین سن کر بہت ناگوار ہوا کہ
ان شاہزادیون کی شامتین آئی ہین یہی خیال ہوا کہ اس وقت سختی مین جاکر قدرت کا
شریک ہون سنا مین نے کہ لڑائی بڑی تھی قدرت نے زخم کھایا جسکا نشان ظاہر ہی جمشید
نے کہا کہ ای خیرخواہ دولت شاہزادیون نے تو ایسے رنج و ملال دیے کہ لوح طلسمی کو
اب جزیرۂ عنبر افشان مین رکھا ہی اور عنبر بار جادو بڑی خیرخواہ ہی وہ کسی کو تابہ لوح
نہ آنے دیگی کیون ای زمرد جادو تمھارے بزرگ تو ہمیشہ اس طلسم مین رہے عہدہ ہاے
جلیل پائے یہ بھی کوئی قاعدہ ہی کہ لوح طلسمی دستیاب نہ ہو اور مجکو کوئی قتل کر ڈالے زمرد
نے کہا کہ یہ سراسر خلاف ہی بدون حصول لوح طلسم کشا کی مجال نہین ہی کہ قدرت سے مقابلہ
کر سکے اب قدرت ان مقدمات کو میری راے پر چھوڑین مین شاہزادیون کو گرفتار کرکے
حاضر خدمت کرونگا جسکو منظور ہو قتل کیجیے یا اپنی خدمت مین رکھیے جمشید نے کہا کہ ای زمرد
اس عیارہ کی بھی کچھ تعریف کرو زمرد نے کہا کہ کالگونہ صحرا النورد اس کا نام ہی دختر برق نگاہ
اب اسکی عیاری اس زور پر ہی کہ خواجہ عمرو عاجز ہو جاوینگے جبکا ارادہ کریگی اُسکو
پکڑ لائیگی جمشید نے حکم دیا کہ جسقدر چاہو فوج ہمراہ لو اور کوچ کرکے مقابلہ سعد شہر یار
مین جاؤ کل لڑ بھڑ کر پلٹ گئے ہین اپنے نزدیک اُنھون نے قدرت کو شکست دی گر بینے
معرکے سے قدم نہین ہٹایا ہزارون دشمنون کو قتل کیا آخر طبل بازگشت بجوا دیا جمشید
نے خلعت رخصتی زمرد کو دیا زمرد مرغ زرین بنا ہوا باہر نکلا کالگونہ صحرا النورد دست و
خیز کرتی ہوئی لشکر کا انتظام اسی کے متعلق ہی نوبت و نقارے بجتے ہوے ساحران غدار
تین لاکھ سوار و پیدل دریاے بحر مین غوطہ مارتے ہوے نیزے چمکاتے ہوے بطرف لشکر
اسلام کے روانہ ہوے جمشید ثانی بڑی خوشیان کر رہا ہی کہتا ہی یار وہ ساحر آیا ہی کہ
جسکا طلسم مین مثل نہین عیارہ بھی وہ اُس کے ساتھ ہی کہ جو عمرو و برق کو گرفتار کریگی رنگو
بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ لکہا سے ابر سبز پیدا ہوے آمد ساحر ان غدار

ظاہر ہوئی بادشاہ بیرون بارگاہ نکل آئے جملہ افسر ہمراہ ہین دیکھا ایک جادوگر بر منظر
تخت پر سوار تین لاکھ ساحران غدار پشت پر مقابلے مین آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر
اُتر ا ملکہ گلگونہ نے بڑھکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ زمرد جادو اس افسر کا نام ہی اور یہ قلعہ
سبز پوشان کا حاکم ہی ہمارے مقابلہ آیا ہی ملکہ گلگونہ نے آکر بادشاہ سے کل حال عرض کیا
بادشاہ نے فرمایا سمجھا جائیگا اگر زمرد جادو آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ گلگونہ جہانگرد یا تہا
عیاری سے آراستہ ہوکر مثل طاؤس طناز سامنے آئی زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ نہ ابتک
طبل جنگی نہین بجوایا تا اول تمہارا کمال دیکھ لون کہ لشکر اسلام مین جاؤ کسی سردار کو گرفتار
کر لاؤ یہ سُن کر گلگونہ روانہ ہوئی ایک ضعیفہ کی شکل بن کر لشکر اسلام مین آئی کنیزین شاہزادیون
کی پھر رہی ہین ایک کنیز کو بیہوش کر کے اُسکی شکل پر سب کنیزون مین مل کر پھرنے لگی سب حال
دریافت کر لیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ میرا نام شگوفہ ہی اور مین کنیزون مین ملکہ گلگونہ کی داخل
ہون ملکہ گلگونہ ہی کے ساتھ شام کو آئی ملکہ گلگونہ نے خاصہ کھا کر آرام کیا تب اُس عیارہ نے
اُس کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی اس طرح جلد نکل گئی کہ کسی نے اسکو نہ دیکھا
لا کر زمرد کے سامنے پشتارہ رکھدیا کہا ایک سردار کو لائی اب اسی طرح سب سردارونکو
فرداً فرداً گرفتار کر لاؤنگی زمرد نے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو ملکہ گلگونہ تو قید ہوئی مگر عیارہ نے
یعنی گلگونہ جہانگرد اپنی ہمنام کو قید کرا کے پھر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئی ایک
بڑھیا کی شکل بن کر آئی اب فکر مین میثاق کی ہوئی ایک غلام کو میثاق کے بیہوش کیا اُسی کی
شکل بن کر میثاق کے ساتھ ساتھ پھر رہی ہی مگر بادشاہ جو صبح کو دربار مین آئے کنیزان
گلگونہ روتی ہوئی آئین اور عرض کی کہ ای شہریار آج گلگونہ کو کوئی چرا لیگیا بادشاہ
نے فیروزہ کو بلایا کہا کیون ای فیروزہ خوب حفاظت کرتے ہو آج گلگونہ کو کوئی چرا لیگیا
فیروزہ نے کہا کہ مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون یہ کہکر فیروزہ چلا دربار مین زمرد جادو
کے آیا ہرچند دریافت کیا مگر کچھ حال نہ کھلا ناچار ہو کے پلٹ آیا گلگونہ جہانگرد نے
حکم دے دیا ہی کہ خبردار کوئی میرا ذکر دربار مین نہ کرے فیروزہ پلٹ کر سامنے بادشاہ کے
آیا عرض کی کہ حضور لشکر زمرد مین گیا تھا کچھ حال دریافت نہین ہوا وہان کچھ ذکر نہین بادشاہ

نے فرمایا اب آئندہ کو احتیاط رہے مگر میثاق دربار مین حاضر ہی گلگونہ جہانگیر بشکل غلام
پشت پر میثاق کی حاضر ہی مگس رانی کر رہی ہی مگر دربار شہنشاہی کو دیکھ کر جی مین کہتی ہی
کہ جتنے ساحر بیٹھے ہوئے تھے وہ سب انکے شریک ہو گئے بادشاہ جس طرف دیکھتے ہین سب
اپنی آنکھین نیچی کر لیتے ہین ہر چند کہ وہ شاہزادیان بسبب ادب شہنشاہی خاموش
بیٹھی ہین مگر معلوم ہوتا ہی کہ ستارے چمک رہے ہین بادشاہ ایک ایک سے بخلق و مروت
باتین کرتے ہین شاہزادیان دست بستہ ہو کر جواب دیتی ہین کہ بجا ارشاد ہوا جب رات
ہوئی تو میثاق اُٹھا اور عرض کی کہ غلام کو ثابت ہوتا ہی کہ مجھپر کوئی افتاد پڑنے
والی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مجال ہی اے فیروزہ خبردار میثاق کی حفاظت کرنا اگر
کوئی افتاد نہ پڑنے پائے کہ یکایک معلوم ہوا خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین بادشاہ نے
میثاق کو اشارہ کیا کہ چھوٹے دادا جان کو استقبال کر کے لاؤ میثاق باہر نکلا
خواجہ عمرو کو سلام کیا خواجہ نے جو ہمراہ میثاق غلام کو دیکھا عجیب طرارانہ فرار پایا
جی مین کہتے ہین کہ ظاہر مین یہ غلام نجیب و نفیس ہی مگر طراری چہرے سے ظاہر ہی کہ فیروزہ نے
آکر سلام کیا خواجہ نے فیروزہ کو گلے سے لگایا فیروزہ نے عرض کی کہ اے قبلہ و کعبہ
عجب طرح کا معرکہ گذرا کہ کوئی گلگونہ شاہزادی کو چرا لے گیا لشکر دشمن مین پتہ نہین ملتا
حیران ہون کہ کیا کرون خواجہ نے کہا کہ اے فرزند یہ غلام جو پشت پر میثاق کی کھڑا ہی اگر
دام کمند مار کر اسے گرفتار کر لو یہ اصل مین غلام نہین معلوم ہوتا فیروزہ نے کہا کہ قبلہ و
کعبہ جو فرمائین وہ بجا ہی مگر یہ غلام تو روز میثاق کے ساتھ رہتا ہی بڑا معتبر ہی خواجہ
نے کہا کہ جو ہم کہتے ہین وہ کر دیکھو ابھی حال کھل جائیگا یہ وہ غلام نہین ہی فیروزہ نے
کہا کہ ناحق کو میثاق سے ملال ہوگا خواجہ نے کہا کہ تم کنارے ہو جاؤ ہم گرفتار کیے
لیتے ہین کیا مجال کہ ہمارے سامنے سے نکل جائے یہ کوئی عیار مکار ہی تو ناحق دلیل کرتا ہی
جب فیروزہ نے انکار کیا تو خواجہ عمرو میثاق سے باتین کرتے کرتے طرف غلام کے متوجہ
ہوئے فرمایا ایک صراحی پانی کی تو اُٹھا لا غلام پلٹا کہ پانی لینے جاؤن جیسے ہی اُس نے
منہ پھیرا خواجہ عمرو نے حلقہ ہائے کمند مارے گلگونہ جہانگیر بڑی طرار و فرار رہی بیٹھے ہی

حلقہ ہائے کمند گلے مین پڑے طرارہ بھر کے حلقہ ہائے کمند سے نکل گئی دور جاکر جو گری سر سے پگڑی گری
جو باندھے ہوئے تھی وہ بھی گری موئے مشکین کھل گئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ لکۂ ابر قریب
ماہ تابان ہے ایک نازنین حسین و جمیل حُسن کی رعنائی ہونٹھون مین سجائی سینے پر ابھار دو دیکھے
کو درست کرنے لگی خواجہ نے بیقرار ہوکر پکار کے آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام
دل مشتاقان تو گل کسکے گلستان کی ہے اور ماہ کس آسمان کی ہے تیرے شعلۂ حُسن نے
جھلون کو جلا دیا بڑا انتشار ہوا اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ او مکار کیا بیہودہ بکتا ہے یہ بھی
تو نے ایک فقرہ بنایا کہ اپنے کو عاشق گردانتا ہے اگر گرفتار ہوگا تو فقرہ بندھا ہوا ہے کہ
بسبب محبت کے گرفتار ہوا منم گلگونہ جہانگرد یہ کہکر بھاگی خواجہ تھوڑی دور اُس سے
آگے بڑھ کر ایک جھاڑی مین آکر چھپے حلقہ ہائے کمند خس پوش کیے جیسے ہی گلگونہ جہانگرد
اُس مقام پر پہونچی دل دھڑکا رُک گئی پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے
مین سمجھ گئی کہ تو چھپ کر بیٹھا ہے عمرو نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے کئی آوازین دے کر ایک پتھر مارا
کہ خواجہ کے پاؤن کے قریب آکر گرا خواجہ سمجھے کہ اِسنے دیکھ لیا مگر خیال مین گذرا کہ
تھوڑی دیر اور تامل کرو گلگونہ جہانگرد نے دوسرا پتھر مار کے جست کی حلقۂ کمند مین آکر
پھنسی خواجہ عمرو نے جھٹکا مارا گلگونہ گری خواجہ نے چاہا کہ جھک کر منھ پر منھ رکھدون
گلگونہ نہایت چست و چالاک ہے دونون ہاتھون سے حباب مارے کہ خواجہ کے دماغ پر
پڑے خواجہ بیہوش ہوکر گرے گلگونہ نے پشتارہ باندھا لے بھاگی دربار مین زمرد
کے آکر پہونچی اور ہنس کر کہا کہ ای زمرد آج مین اُس شخص کو لائی کہ جسکا تمام دنیا مین شہرہ ہے
اب اس کو خواہ قتل کرو خواہ قید کرو زمرد نے کہا کہ ہوشیار کرو اِس سے کلام کرین دیکھین کیا
کہتا ہے گلگونہ نے خواجہ کو ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ کی آنکھ کھلی آواز دی کہ ہمیشہ دلبر
سیان مبارک باشد زمرد نے پوچھا کہ ارے تو کون ہے عمرو نے کہا کہ گویا ہون ملکہ مجکو
ناحق پکڑ لائین گلگونہ نے قریب آکر چپکایا عمرو نے کہا کہ یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے مین خود
بیقرار ہو رہا ہون بقول شاعر فرد ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا گلگونہ نے کہا کہ او ساربان زادے کیا بیہودہ

باتین کرتا ہی کوئی عیاری دکھا عمرو نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگر عیاری کی ملکہ خواہان
ہین تو مین عرض کرتا ہون کہ یہ خنجر جو میری کمر مین لگا ہی بلکہ اس خنجر کو لیکر میری گردن پر لگائین
خطر کبھی نہ پڑیگا پھر مین اسی خنجر سے چورنگ کاٹ کر دکھادونگا گلگونہ نے کہا کہ او مکار
یہ کیا گمان ہی اگر تو نے چورنگ سیکھا ہی تو مین بھی اُس سے آگاہ ہون خواجہ عمرو نے کہا کہ تکرار
سے کیا فائدہ خنجر موجود ہی لگائیے مین نے اپنا خون معاف کیا آپ کے ہاتھ سے قتل ہونا ہمین
یقین ہی روح کو راحت ہو دور دل سے درد فرقت ہو ای شہنشاہ ساحران دیکھیے آپکے
سامنے ہی وہ عیاری کرون کہ آپ خود تعریفین کرین زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ خنجر مار دے
کہ اسکا سر اُڑ جائے گلگونہ نے بڑھ کر خنجر کمر سے عمرو کی نکالا خنجر ہاتھ مین لیکر کہا کہ کیون
خواجہ اپنے عہد پر قائم ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین بدل راضی ہون خنجر لگائیے اپنی
چُستی وچالاکی دکھائیے گلگونہ خنجر کھینچنے لگی دیکھا کہ خنجر نیام سے نہین نکلتا کہا او ساربان زادے
اسی پر تجکو گھمنڈ ہی کہ خنجر مین زنگ ہی یہ نہ کاٹیگا مگر مین کھینچتی ہون کیسا ہی کُند ہوگا سر تمھارا
اُڑادونگی عمرو نے کہا کہ آگر خنجر لگائیے کمال اپنا دکھائیے زیادہ باتین نہ بنائیے گلگونہ نے
زور کرکے خنجر کھینچا نیام سے خنجر کے دھوان نکلا دماغ پر گلگونہ کے پڑا کہ چرخ کھا کر گری
خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا اور کہا کہ ای زمرد جادو تم نے دیکھا بس اب مین جاتا ہون
یہ کہکر عمرو نے جست کی سراچہ بارگاہ کا فرا گیا باہر نکلتے نکلتے کئی جادوگرون کو مارا اُنکے
مرنے سے اندھیرا ہوگیا عمرو اُسی اندھیرے مین نکل گیا بعد جانے عمرو کے زمرد جادو نے
گلگونہ کو ہوشیار کیا گلگونہ نے کہا کہ وہ ساربان زادہ کہان گیا زمرد جادو نے کہا کہ
ساربان زادے نے عجب فقرہ دیا گلگونہ نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران بیشک عیاری
نئی تھی مین نے فقرہ کھایا فقرہ دے کر نکل گیا مگر مین پھر گرفتار کرلاؤنگی یہ کہکر پھر چلی جنگل
مین جست وخیز کرتی ہوئی آتی تھی کہ برق فرنگی پھرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھکر سلام کیا
کہا اُستانی صاحبہ آداب وتسلیمات عرض ہی دیکھا اُستاد کیسے نکل گئے اب تم کو وہ عیاریان
سکھائین گے آفت کی عیارہ بنائین گے گلگونہ نے کہا کہ چپ رہو کیون بیہودہ بکتا ہی
وہ اُستاد تیرا کیا مسخرہ ہی ابکی جو گرفتار کرونگی تو فوراً قتل کرڈالونگی مجکو فقرہ دیکر نکل گیا

برق نے کہا کہ اُستانی اب اُستاد تم سے چکی پسوائیں گے گلگونہ نے کہا کہ اُسکی کیا مجال
ہی کہ جو مجھپر ہاتھ ڈالے برق فرنگی نے کہا کہ اُستانی مین بھی چاہتا ہون کہ کچھ عیاری
کرون ہاتھ پاؤن ہلاؤن گلگونہ نے بڑھکر نیمچہ مارا برق نے خالی دیا آپس مین نیمچہ چلنے لگا کہ
خواجہ عمرو پھرتے ہوے اُس طرف آ نکلے پکار کر آواز دی کہ او برق فرنگی یہ کیا گستاخی
کر رہا ہی خبردار تو ہاتھ نہ اُٹھانا ایسا نہ ہو اُن کے دل پر صدمہ پہونچے برق نے پلٹ کر
کہا کہ اُستاد یہ تو بلاے روزگار ہی مین کیونکر زندہ بچونگا برق نے جو منھ پھیرا گلگونہ نے جھپٹ کر
حباب مارا کہ برق گرا چاہا نیمچہ مارون کہ سر اُڑ جاے خواجہ عمرو جست کر کے بیچ مین آ گئے کہا
اے جان جہان یہ میرا فرزند ہی نیمچہ نہ مارنا خواجہ سے نیمچہ چلنے لگا خواجہ نے پلٹ کر ایک حباب
بیہوشی دارو سے بیہوشی مار دیا کہ برق ہوشیار ہوا اگر دیکھا کہ اُستاد سے نیمچہ چل رہا ہی برق
سامنے کھڑا ہو کر تعریفین کرنے لگا کہ اُستانی کیا کہنا گلگونہ لفظ اُستانی سے بہت بگڑتی ہی کہ
نگوڑے مچھوڑے کیا بیہودہ بکتا ہی اور کیون مجھپر گالی چڑھاتا ہی برق نے کہا اُستانی مین تو
تابعدار ہون مجھسے بہت مطلب نکلین گے اُستاد تم کو چھوڑ کر چلے جاوین گے تم اکیلے مکان
مین گھبراؤ گی آگ وغیرہ کی خواہش ہوگی ہمین سے مطلب نکلیگا اُستاد کی بیبیان بہت ہین
ایک محل تمھارا الگ ہوگا کہ سامنے سے چند ساحر سیر کرتے ہوے آتے تھے جادوگرون کو دیکھ کے
خواجہ عمرو بھاگے ایک طرف برق بھی بھاگا گلگونہ نے کہا کہ ارے جادوگرو ان پر
سحر کرو یہ دونون میرے شکار جاتے ہین اُن جادوگرون نے چاہا کہ عمرو پر سحر کرین عمرو
تو جست کر کے نکل گیا مگر برق جو سامنے سے بھاگا ایک جادوگر نے گھیر کہ دیا برق کے پاؤن زمین
نے تھام لیے اُس جادوگر نے آ کر ہاتھ تھام لیا کہا کیون بی عیار بچی اب مین اسکو مار ڈالون
گلگونہ نے کہا کہ صاحب اختیار ہی انھین عیارون کی وجہ سے طلسم مین آفت برپا ہی بڑے
بڑے جادوگر مارے گئے اگر یہ مارے جاوین تو غدر موقوف ہو جائے ہرچند کہ ان سب کی
قضا میرے ہاتھ سے ہی مگر اب تم کو اختیار ہی سب ساحر چلے گئے وہ جادوگر برق کو کھینچتا ہوا
لیچلا برق منت و خوشامد کرتا ہی مگر جادوگر نہین مانتا برق کو طرف پہاڑ کے لیے جاتا ہی
ایک مقام پر برق ٹھہر اکہا اب آگے نہ جاؤنگا اُس جادوگر نے ایک سونٹا مارا کہ برق

بلک گیا کہا حضور مین چلتا ہون اب نہ رکونگا برق کو ایسی چوٹ لگی کہ آنکھون سے آنسو نہین
تھمتے بلک بلک کر رو رہا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او جادوگر خبردار اسکو قتل نکرنا
اسکی کیا خطا ہی مین نے نازونعم سے پالا ہی مگر بدوضع ہی افسوس اس ظالم نے اپنی اوقات
ضائع کی جب تو تم ایسے نالائقون نے آکر ظلم سے گرفتار کیا ہی کہ دیکھنے والون کا دل پھڑکتا ہی
جادوگر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ گوری صورت سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوئے لٹھیا
ہاتھ مین روتی ہوئی آتی ہی وہ لاٹھی اٹھائی کہ جادوگر کو مارے ان جادوگر نے کہا کہ دیکھو بڑی بی
اگر میرے لاٹھی لگیگی تو بہت بری طرح پیش آؤنگا یہ تمھارا کون ہی بڑھیا نے کہا بیٹا یہ میرا
فرزند ہی اسی پر زندگی ہی باپ اسکا زمیندار تھا اُس کے مرتے ہی یہ آوارہ ہوا سب مال
و اسباب دیہات وغیرہ جوے مین ہار دیا مین اس کو ڈھونڈھتی پھرتی ہون کھانا پکا رکھا ہی
اس کے خیال سے مین نے بھی نہین کھایا اب اسکو کھلا لونگی تب کھاؤنگی اب تو مین ضعیف ہوئی
دوسرے شوہر نے بھی انتقال کیا اب کون صورت ہی کہ لڑکا پیدا ہو میرے دروازے پر
چل کے دیکھو دس بیس نوجوان کھڑے ہونگے مین کسی کو منہ نہین لگاتی ہون میرے مشتاق
آتے ہین صبح ہوئی دس پانچ نے آکر دروازہ گھیر لیا مجبور رہ کر کسی کو محرم نہین کرتی لڑکے ڈھیلے
پھینکتے ہین نکل آتی ہون اُن سے بھی عجب مضحکہ رہتا ہی اس ساحر لڑکون سے بڑی چہل پہل
رہتی ہی اچھلنے کودنے ہین نانی اماں کہہ کر لپٹ جاتے ہین ایک دن تم بھی ہمارے محلے مین آنا
دیکھنا کتنے لڑکے جمع رہتے ہین مین کسی کا دل میلا نہین کرتی مگر یہ بتاؤ کہ اس کمبخت سے کیا
خطا ہوئی جو تم نے اس کو گرفتار کر لیا چھوکرا میرا بیشک ہاتھ لپک ہی اگر اسنے کچھ چرایا ہو تو
مین اُس کا بدلہ دون اکثر اس سے خطا ہوتی ہی اور کسی کا مال چرا لاتا ہی جانتا ہی کہ بڑھیا
مان ادا کریگی حقیقت مین مین اپنے اوپر جبر کرتی ہون اور چاہتی ہون کہ اس کو کسی طرح
کا رنج نہ پہونچے تم نے اس طرح پر گرفتار کیا ہی کہ اُسکے ہاتھ ٹوٹے جاتے ہین یہ کہکر بڑھیا نے
کمر سے بٹوا نکالا اُسمین سے کچھ روپے کچھ اشرفیان کچھ نگینے جواہرات کے نکال کر دکھائے
کہا لو بیٹا اس مین سے کچھ لے لو اور برق کو ایک لاٹھی ماری کہا کمبخت ایسے ظالمون کا مال
نہ چرایا کر مین بدلہ دینے کو موجود ہون تیرے کھانے بھر کو اب بھی رقم بہت ہی کیون چرائے

کرتا ہی جادوگر نے کہا کہ مین روپیہ نہ لونگا میرا مال مجھے ایا نہین بڑی بی تمھاری باتون سے دلکو فرحت ہوئی بڑھیا نے کہا بیٹا سامنے گاؤن ہی بڑھیا والا محلہ مشہور ہی جب وہان آؤگے تب بہت آرام پاؤگے اور راضی ہوگے مین تمھارے واسطے انتظام کر رکھونگی جادوگر نے کہا بڑی بی مین ضرور آؤنگا بڑھیا نے کہا کوئی چیز ہی بطور نشانی کے لیلو وہ سامنے غار مین بہت سا اسباب ہی وہ جادوگر برق کو ساتھ لیکر چلا ایک مقام پر بڑا سا گڑھا تھا بڑھیا نے اُس گڑھے کو دیکھ کر پکار کر آواز دی لو میان ساحر صاحب کل مال اس گڑھے مین رکھا ہی آؤ نکال لو مگر ایمانداری کرنا سب مال نہ لے لینا جادوگر قریب آیا بڑھیا نے کہا کہ وہ دیکھو سامنے پاندان رکھا ہی اور ایک لگن بھی ہی اور ایک طرف ایک صندوقچہ بھی رکھا ہی جادوگر نے جھانک کر دیکھا کہا بڑی بی سارا غار خالی پڑا ہی کوئی شی اس مین نہین معلوم ہوتی بڑھیا نے کہا کہ تمھین نہ سوجھیگا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک تھوڑی ناک کٹوا ڈالو وہ دیکھو سامنے صندوقچہ رکھا ہی جیسے ہی جادوگر جھکا کہ دیکھون صندوقچہ کہان ہی بڑھیا نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈال دیے اور نعرہ کیا نعرہ کرکے ایک جھٹکا مارا کہ جادوگر گرا گرتے گرتے خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا برق سے کہا کہ اے بھاگ برق و خواجہ ایک جانب چلے مگر گلگونہ پھر بشکل خدمتگار لشکر مسلمانان مین آئی یہی فکر ہی کہ میثاق کو گرفتار کرون یا کسی طرح ملکہ بہار اعجاز بیان کو لون تو مطلب پورا ہو میثاق خود ہوشیار ہی خدمتگار نے کہا اب بارگاہ مین چلیے میثاق نے کہا تجکو کیا ضرورت ہی خدمتگار نے عرض کی کہ آج صبح سے حضور نے کچھ نوش نہین فرمایا چہرہ اُداس ہو رہا ہی میثاق نے کہا کہ مجھے ابھی خواہش نہین ہی خدمتگار نے کہا کہ حضور کس فکر مین ہین مجھسے ارشاد فرمایے مین انتظام کردون میثاق نے کہا کہ مجھے اُسی عیار بچی کا خیال ہی کہ میری فکر مین آئیگی اگر مین قید ہوگیا تو بڑی خرابی ہوگی میرے نام کے سب ساحر دشمن ہین خدمتگار نے کہا کہ مین حفاظت کرلونگا آپ تشریف لیچلیے کیا مجال ہی کہ عیار بچی آسکے اس طرح باتین کرکے میثاق کو گلگونہ بارگاہ مین لائی جام بھر کے دیا کہا ایک جام تو نوش فرمایے میثاق نے جام پیا پیتے ہی بیہوش ہوا گلگونہ نے بشتارہ باندھا سوچی کہ کس طرف سے لیچلون آخر نقب کھود کر دور جا کر نکلی پشتارہ لے کر چلی

قضاے کار سرہنگ جادو ملازم زمرد بھی دعوی کر کے نکلا ہی کہ مین میثاق کو لے آؤنگا
اِسنے دور سے جو دیکھا کہ گلگونہ پشتارہ بدوش آتی ہی پکار کر آواز دی کہ کیون ملکہ گلگونہ کے
لائی ہین یہ کیسا پشتارہ ہی گلگونہ جہانگرد نے خوش ہو کر کہا کہ ای سرہنگ جادو مین بڑی
جانکاہی سے میثاق کوہ گردان کو لائی ہون سرہنگ کو رشک ہوا کہ میرا وعدہ خلاف
ہوتا ہی اگر یہ پشتارہ لے گئی تو زمرد انعام دیگا یہ سوچ کر سحر کیا کہ پانون زمین نے تھام لیے
اور پشتارہ گلگونہ کی دوش سے گرا اب گلگونہ غل مچانے لگی کہ ای سرہنگ یہ کیا غضب کیا
عیار بچی کو بھی فقرہ دینے لگے ارے مین انعام مین تم کو شریک کرونگی مگر سرہنگ نہین مانتا
ہی چاہتا ہی پشتارہ لے لون گلگونہ کو اسی مقام پر چھوڑ جاؤن اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے
راہگیر بنے ہوئے یہین پکار کر آواز دی کہ او جادوگر عورت پر کیون ظلم کرتا ہی سرہنگ نے
کہا کہ تو کون ہی جو دخل دیتا ہی یہ ہمارے لشکر کی عیار بچی ہی جو چاہین سو کرین خواجہ عمرو نے
قریب آکر ایک حباب مارا کہ سرہنگ بیہوش ہو کر گرا خواجہ عمرو نے خنجر مار کر سرہنگ
کو قتل کیا گلگونہ نے مرتے ہی سرہنگ کے رہائی پائی نیچہ پکڑ کے جھپٹی عمرو سے نیچہ چلنے لگا
پشتارہ زمین پر پڑا ہی خواجہ عمرو نے نیچہ مارتے مارتے حباب دافع بیہوشی میثاق پر
ماردیا میثاق کو ہوش آیا اب تو گلگونہ بھاگی میثاق اُٹھا خواجہ کو دیکھکر کہا کہ ای
خواجہ تمنے بڑا کام کیا ورنہ مجکو یہ عیار بچی لے چلی تھی اگر سامنے زمرد کے پہونچتا تو وہ
قتل کر ڈالتا میرے نام سے وہ ملعون جلتا ہی خواجہ نے کہا کہ مین اس عیار بچی کو گرفتار کرلون
تو پھر زمرد کی فکر کرون مگر گلگونہ جہانگرد گھبرائی ہوئی سامنے زمرد کے آئی زمرد سے سب
حال بیان کیا کہ مین میثاق کو گرفتار کر لائی تھی مگر سرہنگ نے یہ فساد برپا کیا اپنی جان
بھی دی اور میثاق کو میرے ہاتھ سے کھویا اگرای شہنشاہ ساحران بیشک عمرو بڑا عیار
ہی کیسا جھٹ پٹ سرہنگ کو مار لیا دربار ساحرون سے بھرا ہوا ہی کہ ایک خدمتگار
نے بڑھکر زمرد کو سلام کیا کہا حضور مین نے رات کو جمشید ثانی کو خواب مین دیکھا کہ مجکو
آکر علم موسیقی تعلیم کر گئے امیدوار ہون سماعت فرمائیے پی گلگونہ جہانگرد تم بھی سنو
یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگا نظم

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر ٭ نشے کا ڈورا بلا ہے جان ہے اس تلوار پر
خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ ٭ عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر
کیا کروں پست و بلند راہ الفت کا بیان ٭ چاہ میں اک پاؤں ہے اک پاؤں ہے دیوار پر
رنگ شب اُڑتا ہے گیسوے سیہ کو دیکھ کر ٭ داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر
تو جو اے عیسیٰ نفس آیا عیادت کے لیے ٭ تندرستوں کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر
دوست کو لیکر بغل میں رات بھر سوتا ہوں میں ٭ رشک ہے دشمن کو میرے طالع بیدار پر
یار کی فرقت میں رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا ٭ پانی بھر جاویگا اس گھر کی ترے دیوار پر
خود غلط ناحق نہ ہوں تقلید آتش سے ہلاک ٭ چرب کب منصور بن سکتا ہے کھنچ کر دار پر

اس طرح پر اُس خدمتگار نے یہ اشعار گائے اور تانیں ماریں کہ گلگونہ بہت خوش ہوئی کہتی جاتی ہے کہ بڑا صید آکے نکل گیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ رنگ ساقی گری پھیلاؤں کہا کہ شہنشاہ ساحران امیدوار ہوں کہ میرے ہاتھ سے شراب پیجیے مگر گلگونہ نے جو آنکھ لاکر دیکھا پہچان لیا کہ یہ عمرو عیار ہے للکارا کہ او ساربان زادے میں نے تجکو نگاہ سے پہچان لیا خواجہ جست کرکے بھاگے راہ میں ایک جادوگر کھڑا تھا اُسنے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا خواجہ نے کہا بھائی چھوڑا ہے جادوگر نے ہاتھ چھوڑا عمرو نے اُس ساحر کی کلاہ لی اور جست کرکے بھاگے گلگونہ کے مُنہ سے نکل گیا کہ بار ولینا ہر چند کہ اور جادوگر دوڑے مگر خواجہ بھاگے ہوے جاتے ہیں جنگل میں آکر ایک جھاڑی میں چھپے ایک ساحر موسوم بہ سیمین عذار خواجہ عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا جنگل میں آیا سامنے درۂ کوہ کے ایک جھیل تھی اُس میں ہاتھ دھونے لگا عمرو نے للکارا کہ او جادوگر یہ کیا کرتا ہے یہ پانی بُرا ہے ماران سیاہ آکر پیتے ہیں ایسا نہو گل کر رہجاؤ سیمین عذار نے پُکار کر کہا کہ او ساحر میں نے کیا خطا کی ہے کیسے کلمات سخت زبان سے نکالتا ہے عمرو نے کہا کہ ارے گدھے سُنا دیا کہ اس جھیل میں آکر اژدہا پانی پیتا ہے اگر تو پیے گا تو پانی ہوکر بہ جائیگا بس یہ آبرو ہوگی کہ پناہ پانی مشکل ہوگی جادوگر نے کہا کہ میرا پیاس سے بُرا حال ہے عمرو نے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں لاکر پانی پلاتا ہوں یہ کہکر درۂ کوہ میں گھس گئے جام پانی کا بھر کے لائے بیہوشی اُس میں ملادی سیمین عذار کو وہ پانی پلاکر

بیہوش کیا جب سیمین عذار بیہوش ہو کر گرا تب خواجہ نے اُسے قتل کیا قتل کر کے سب کپڑے
اُسکے اُتارنے لگے اور جادوگر جو تلاش مین عمرو کی نکلے تھے آواز سُنی کہ کسی نے سیمین عذار کو
قتل کیا آواز سُن کر دوڑے آکر دیکھا کہ لاشہ سیمین عذار کا جنگل مین پڑا ہی اور ایک راہگیر
کپڑے اُتار رہا ہی للکارا کہ او راہگیر کیا کرتا ہی اس جادوگر کو کسنے مارا عمرو نے کہا مین ادھر
سے گذرا مین نے لاشہ پڑا ہوا دیکھا دل کو افسوس ہوا کہ کون اِس کو مار کر ڈال گیا خیال
آیا کپڑے اِسکے اُتار کر اُن کو بیچ کر اسکے دفن کی تدبیر کرون تم کیا مجکو قزاق سمجھے ہو مین بندہ
سامری ہون ایک بندہ سامری یون جنگل مین پڑا رہے اور کوئی دفن نہ کرے جادوگرون
نے کہا کہ یہ ہمارے لشکر کا ساحر ہی ہم دفن کرین گے عمرو نے کہا کہ بھائیو اس سعادت مین
ہم بھی شریک ہونگے مگر بھائیو کچھ کھا پی لو پھر اُس کے بعد ارتھی بناؤ یہ کہکر خواجہ عمرو نے
شکر کی پڑیا کمر سے نکالی شربت بنایا کہا بھائیو ایک ایک جام پی لو جادوگرون نے آپس مین
کہا کہ یہ بہت معقول آدمی معلوم ہوتا ہی عمرو نے ایک ایک جام سب کو پلایا شربت پیکر
سب جادوگر بیہوش ہوے عمرو نے اُن سب کو قتل کیا سب کے کپڑے اُتار لیے کہ سامنے
سے گرد اُڑتی دیکھا کہ گلگونہ جہانگرد آتی ہی خواجہ عمرو گلگونہ کو دیکھ کر بھاگے گلگونہ نے
عمرو کو جاتے ہوے دیکھا جب قریب درہ کوہ آئی دیکھا کہ آٹھ نو جادوگرون کے لاشے پڑے
ہین حیران ہو گئی کہ ان جادوگرون کو کسنے مارا جی مین کہتی ہی کہ عمرو بلاے روزگار ہی
ان جادوگرون کو کیونکر مار گیا عمرو پر پنجہ بمشکل قابض ہوگا اتنے جادوگرون کو ایک مرتبہ
مار گیا اس سوچ مین کھڑی تھی کہ گانے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک گوّیے کا لڑکا مشروع
کا پائجامہ پہنے ہوے انگرکھا نینو کا گلابی رنگا ہوا ٹوپی بھاری سر پر ڈفلی ہاتھ مین اشعار
عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی گلگونہ کو بہت اچھا معلوم ہوا پکار کر کہا کہ میان گوّیے صاحب
ذرا ٹھہر جائیے اپنا گانا سنائیے لڑکے نے کہا ہمارا وقت ٹھہرنے کا نہین ہی اس وقت بھٹی پر
جاوینگے وہان دو چار آنے پاجاوینگے شراب پینے والے آتے ہین نقد بھی دیتے ہین اور
شراب بھی پلاتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ہم روپیہ دینگے لڑکے نے کہا کہ اماں جان مین کیا
بیوقوف ہون کہ جینی کا ٹکڑا لے لون مین پیسہ لیتا ہون نانا جان کو بٹّے پر سے گر پڑے اُنکا کو ...

اُتر گیا اب مین گھر کا انتظام کرتا ہون روز جو آنے آٹھ آنے لیجاتا ہون نانی امان کو جا کر دیتا ہون
نانی امان خود بھی دو چار آنے کی مزدوری کر لیتی ہین وہ محلہ مشہور ہی جو اُس طرف سے آتا ہی
نانی امان اُسے ضرور دیکھتی ہین اشارے کرکے بلاتی ہین نوجوان لوگ دو چار پیسے دیدیتے
ہین گلگونہ سمجھی یہ تو بالکل بیوقوف ہی اپنی برائیان بیان کرتا ہی تو بڑا عیاری کا کھول کر کچھ
پیسے نکالے کہا لو پیسہ لو لڑکے نے خوشی خوشی پیسہ لے لیا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا قطعہ

فرقت نے تیری دل کو ستایا یہان تلک — آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری واہ وا — تجھسے عزیز مین نے نہ کی اپنی جان تلک
آزردہ مجھسے کیا سنگ دل اند کبھی ہوا — آکر نہ کھائے اُسنے مرے استخوان تلک
بار گناہ سر پہ جو تھا تھک کے رہ گیا — افسوس مین پہونچ نہ سکا کاروان تلک
رسوائیون کا آپکی اس درجہ تھا خیال — دل جل گیا پہ مُنھ سے نہ نکلا دھوان تلک
کیا کیا تمھارے ظلم نہ دلپر سہا کیے — لائے مگر نہ حرف شکایت زبان تلک
دفتر شکایتون کے ہین صد پارے ہوئے — مین حال دلکا اُن کو سناؤن کہان تلک
الجھائین گے یقین ہی سب قدسیون کے دل — نالہ پہونچ گیا جو مرا آسمان تلک
سائل کو بے طلب کیے سطوت جہان پناہ — کیا لطف ہی سوال جو آیا زبان تلک

اُس لڑکے نے اس طور سے یہ اشعار گائے کہ گلگونہ بہت راضی ہوئی کہنے لگی واہ میان
صاحبزادے خوب گاتے ہو لڑکے نے کہا کہ آپ نے مجھکو سمجھا نہین مین تان درازخان کا
نواسہ ہون اور تان توڑ خان کا پوتا ابھی آپ نے میرا گانا سنا نہین اگر گاؤن اور میرا
دل لگ جائے تو طائر آشیانون سے نکل آوین اور میری تعریف کرین تب آپ کو میرے گانے
کا لطف ملے ابھی آپ نے کیا سنا گلگونہ نے کہا ہماری بارگاہ مین چلو سامنے زمرد جادو کے
تم لوگ گائین تم تو روپون کو چینی کے ٹکڑے بتاتے ہو ہم تم کو کیا سمجھائین وہان تم کو بہت کچھ ملیگا
لڑکے نے کہا کہ ہم کو کہین جانے کی فرصت نہین ہی اسی مقام پر جو دینا ہو وہ دیجیے گلگونہ نے
کہا کہ اس وقت ہمارے پاس کچھ موجود نہین ہی لڑکے نے کہا میرا بڑا نقصان تو یہ ہوا کہ
شراب نہ پی کچھ جمع نکالیے کہ شراب بھٹی سے لائی جائے ہم بھی پئین تم بھی پیو گلگونہ نے روپیہ

نکال کر دیا کہا لو صاحبزادے یہ لیجاؤ اسکی شراب لاؤ تب مطلب نکلے لڑکا روپیہ لیکر دوڑا اور
لوٹی ہوئی مٹکی مین شراب لایا لاکر رکھدی جام بھر کر اول گگلگونہ کو دیا گگلگونہ نے کہا صاحبزادے
تم پیو لڑکے نے کہا مین بد تمیز نہین ہون نانی امان نے سکھا دیا ہی کہ خبردار بے ادبی نہ کرنا
ہر ایک سے ساتھ ادب کے ملنا آپ پہلے نوش فرمالین تب مین پیونگا گگلگونہ نے ہر چند کہا
کہ پہلے تم پیو لڑکے نے کہا یہ خطا مجھسے نہ ہوگی ناچار ہو کر گگلگونہ نے جام لیا پیتے ہی کلیجے مین
آگ لگ گئی کلیجہ جلنے لگا کہا کیون صاحبزادے اس شراب مین کیا تھا کہ کلیجے مین پیتے ہی آگ
لگ گئی لڑکے نے کہا کہ ای مادر مہربان مجھسے خطا تو ہوئی کہ شراب مین بیہوشی مل گئی مگر معاف
کیجیگا کہ مین آپ کا فرزند ہون گگلگونہ نے کہا کہ ارے تو کون چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرہ چالاک سے بہ عیاری من آنم جست و چالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ آید
باد گرد تیز گامم ٭ خلیفہ اول چالاک نامم ٭ گگلگونہ اٹھی کہ چالاک کو گرفتار کر لون مگر بیہوشی
اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گر ہی چالاک نے چاہا کہ پشتارہ باندھون کہ پہلو سے آواز آئی کہ
او جوانا مرگ یہ کیا حرکت بیجا کی ارے مان کے ساتھ یہ بے ادبی چالاک نے پلٹ کر دیکھا
کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوے آتے ہین چالاک سیدھا ہو کر کھڑا ہوا جیسے ہی خواجہ عمرو قریب
پہونچے خواجہ کو یہ گمان بھی نہ تھا چالاک نے حباب مار دیا خواجہ بیہوش ہو کر گرے چالاک
نے خواجہ کو ایک درخت سے لگا کر بٹھا دیا اور سر گگلگونہ کا خواجہ کے زانو پر رکھدیا اور
دونون ہاتھ مین فتیلہ رفع بیہوشی لیا ایک فتیلہ ناک مین خواجہ کی دیا اور ایک ناک مین
گگلگونہ کی دیا خواجہ کو چھینک آئی قطرات گندیدہ مُنھ پر گگلگونہ کے جو گرے گگلگونہ کی آنکھ
کھلی خواجہ نے سر گگلگونہ کا اپنے زانو پر پایا چاہا کہ دست درازی کرون اور گلے سے لگا لون کہ
چالاک نے آکر سلام کیا کہا ای مادر مہربان یہ کیا غضب ہی کہ آپ جنگل مین اپنے عاشق سے
ہم آغوش ہین خیمے مین تشریف لے چلیے بارگاہ شاہی موجود ہی وہان تشریف رکھیے یہ
صاحبقران کے عیار ہین ان کو سب کچھ ممکن ہی گگلگونہ نے ایک لات خواجہ کو ماری خواجہ
لڑکھڑا کر گرے گگلگونہ اُٹھ کر بھاگی خواجہ اُٹھتے ہی چالاک پر خفا ہونے لگے کہ کیون او نالائق یہ
تو نے کیا حرکت کی بزرگون سے کوئی ایسی حرکت کرتا ہی چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ مین نے

کیا خلاف کیا مادر مہربان کہکر کلام کیا ہرچند کہ گوتا بن کر عیاری کی تھی مگر مادر مہربان کہنا
تھا ایسا کم سن بنا تھا کہ مادر مہربان کہنے سے اُنھون نے ہرگز انہین مانا چالاک کو خواجہ نے
ایک دو تمانچے مارے کہا جاؤ دفع ہو اب کبھی خبردار میری مدد کو نہ آنا چالاک نے سر جھکا کر
کہا کہ اگر خبر پاوینگے تو ہم سے ضبط نہ ہوسکیگا اور اگر خبر نہ ملی تو مجبوری ہی خواجہ عمرو نے
چالاک کو ایک طرف روانہ کیا اور خود تلاش مین گلگونہ کی چلے اِسی فکر مین ہین کہ اگر
گلگونہ مل جاے تو اُس کو گرفتار کرون ایسا نہ ہو کہ کسی آفت مین پھنس جاؤن خدمتگار
بن کر طرف لشکر زمرد کے چلے لشکر مین آکر دیکھا کہ کُل لشکر تیار ہو رہا ہی دریافت کیا تو حال
معلوم ہوا کہ زمرد کا یہ ارادہ ہی کہ لشکر اسلام پر شبخون مارون خواجہ عمرو یہ خبر دریافت
کرکے بھاگے خدمت سعد شہریار مین آے آکر عرض کی دشمن تو آمادۂ کارزار ہین اور
آپ غافل بیٹھے ہین ایسا نہو کہ خدانخواستہ لشکر کو انتشار ہو بادشاہ نے فرمایا مین اُن کو
پھر آگاہ کیے دیتا ہون حکم دیا کہ ای بہار اعجاز بیان ایک نامہ زمرد کے پاس بھجوا دو
بہار اعجاز بیان نے بہت خوب کہکر قلم اُٹھایا بادشاہ لکھوانے لگے کہ ای زمرد جادو ہم کو
دریافت ہوا کہ تمھارا ارادہ شبخون کا ہی اگر یہان آؤ گے تو بڑا رنج اُٹھاؤ گے نکلنا مشکل
ہوگا چہار جانب سے گھر جاؤ گے مگر زمرد جادو افسرون سے کہہ چکا ہی کہ شبخون کی
تدبیر کرو کہ یکایک خبر پہونچی کہ ایک ساحر نامہ سعد شہریار لیکر آیا ہی زمرد نے بلوایا نامہ
لیکر پڑھا جواب مین لکھا کہ مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین شبخون مارون میدان مین لڑونگا یہ جواب بادشاہ
کے پاس آیا اُدھر شبر نگ جادو کارگزار زمرد مسلح ہوکر جو آیا تھا زمرد نے حکم دیا کہ
سامان شبخون معطل رہے اور طور سے لڑونگا شبرنگ جادو ٹہلتا ہوا باہر نکلا سب
افسرون کو منع کیا کہ لشکر تیار نہ کرو مسلمانون کو معلوم ہو گیا شبخون غفلت مین جاتے ہین جب
وہ آگاہ ہوگئے تو کیا ضرورت ہی شبرنگ حکم دے کر پلٹا اور قریب اُس خیمے کے پہونچا کہ جس مین
ملکہ گلگونہ قید ہین آواز سُنی کہ بلاب بلاب کر دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و
ای ربّ کارساز مجھے قید سے رہا کر مقام افسوس ہی کہ خواجہ نے ہماری رہائی کی فکر نہ کی
ورنہ اب تک رہا ہو جاتے شبرنگ نے پوچھا کہ اس خیمے مین کون قید ہی لوگون نے بیان کیا

کہ ملکہ گلگونہ مطیع سعد شہریار کی اس خیمے مین قید ہین شبرنگ آیا دیکھا کہ خیمہ روشن
ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ برج آفتاب ہی ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سر جھکائے بیٹھی ہوئی
رو رہی ہی شبرنگ حال مصیبت دیکھکر گھبرایا کہا کیون او مہ جبین کس عالم مین ہی اور کیون
روتی ہی گلگونہ نے اشارے سے کہا کہ اپنی مصیبت پر روتی ہون جو منظور قضا و قدر تھا
شبرنگ بیٹھ گیا کہا اے ملکۂ عالم تم نے غضب کیا کہ قدرت کا اعتقاد چھوڑا اور خدائے
نادیدہ کو اختیار کیا نہین ممکن ہی کہ تمھاری سفارش کرین ورنہ زمرد سے کچھ کہتے مگر
زمرد نہ مانیگا اُس کے مزاج مین ظلم ہی لیکن اگر مجھکو سرفراز کیجیے تو مین کوئی تدبیر کرون
گلگونہ مدت سے شہریار بادشاہ ہی اکثر فیروزہ کی باتین سنتی ہین جی مین کہتی ہی کہ اس کے
کہنے کو ہان کر دو وقت پر جو منظور خدا ہوگا وہ دیکھا جائیگا گلگونہ نے اشارے سے کہا تمھارا
کیا عمدہ ہی شبرنگ نے کہا کہ افسر لشکر زمرد ہون مجھکو زمرد جادو بہت مانتا ہی آج رات
کو آکر تم کو رہا کرونگا یہ کہکر چاہا کہ اُٹھے ایک خدمتگار بھی گھس آیا شبرنگ سے کہا کہ مین
آج کئی دن سے تدبیر کر رہا ہون مگر کوئی صورت رہائی کی نہین نکلتی موقع نہین پاتا
شبرنگ نے کہا کہ تو نے کیا تدبیر کی تھی خدمتگار نے کہا کہ مین نے چاہا تھا کوئی نہ دیکھے
اور سوزن ان کی زبان سے نکال دون یہ ساحرۂ زبردست ہی لڑ بھڑ کر نکل جائیگی شبرنگ
نے کہا کہ تیری حقیقت کم ہی زمرد وہ سزا دیتا کہ تجھکو بھی معلوم ہوتا کیا عجب ہی کہ تجھے
قتل کر ڈالتا خدمتگار نے باتین کرتے کرتے ایک حباب مار دیا کہ شبرنگ بیہوش ہو کر
گرا گلگونہ نے اشارے سے کہا کہ او خدمتگار یہ تو نے کیا کیا خدمتگار نے کہا کہ آپ نے
اپنے غلام کو نہین پہچانا منم فیروزہ بن عمرو یہ کہکر زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی کہا
اے ملکۂ عالم مین شبرنگ کو آپ کی شکل بنا کے قید کیے دیتا ہون آپ غرق زمین ہو کر نکل جایئے
دیکھون میان شبرنگ پر کیا گذرتی ہی گلگونہ تو غرق زمین ہو کر نکل گئی مگر زمرد نے بیٹھے بیٹھے
سوچا کہ گلگونہ کو بلواؤن اگر اطاعت کرے تو بہتر ہی ورنہ قتل کرون ایک خدمتگار سے حکم دیا
کہ جا کر نگہبانون سے کہو کہ گلگونہ کو بارگاہ مین لاؤ یہان شبرنگ جو بیدار ہوا تو دیکھا بولا
نہین جاتا اور زبان مین سوزن ہی حیران بیٹھا تھا کہ نگہبانون نے آکر کہا کہ بی گلگونہ چلو

تھیں شہنشاہ ساحران بلاتے ہیں شبرنگ اٹھا نگہبانون کے ساتھ بارگاہ میں آیا زمرد
کو سلام کیا گلگونہ نقلی نے جو سلام کیا زمرد بہت خوش ہوا کہنے لگا اب تو راہ پر ہی ورنہ
یہ مسلمان کسی کو سلام نہیں کرتے ایسے مغرور ہیں پکار کر کہا کہ ای گلگونہ میری اطاعت کیجیے
جمشید ثانی کی مطیع ہو شبرنگ بول نہیں سکتا گلے میں گیند عیاری کا ٹھسا ہی غین غین
کر کے اشارہ کر رہا ہی کوئی اشارے کو نہیں سمجھتا کہ زبان میں اسکے سوزن ہی اسوجہ سے
بول نہیں سکتا ایک ساحر سے کہا کہ اسکی زبان سے سوزن نکال لو کہ جو کہنا ہو وہ کہے
میں اس کی بات سنونگا شبرنگ کی زبان سے سوزن بھی نکالی مگر شبرنگ کلام نہیں
کرتا لوگ حیران ہیں کہ زبان سے سوزن بھی نکل گئی اور گلگونہ بات نہیں کرتی کوئی کہتا
ہی مغرور ہی کوئی کہتا ہی یہ اطاعت نہ کریگی خداوند سے بیزار ہی اسی ڈر کے مارے
کلام نہیں کرتی کہ زنگ کی آواز آئی اور گلگونہ جہانگرد آکر پہونچی اسنے جو شبرنگ
کو دیکھا کہا ای شہنشاہ ساحران یہ تو گلگونہ نہیں ہی تیور تو اسکے دیکھیے اور گلے پر اشارہ
کرتا ہی گلے میں اسکے گیند ہی جب گیند گلے سے نکلیگا تو یہ کلام کریگا سبھون نے گلے سے اسکے
گیند نکالا تب شبرنگ نے فریاد کی کہ میں ہون شبرنگ جادو گلگونہ کہاں ہی زمرد نے
جو یہ حال سنا گھبرا کر کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کیون ای شبرنگ تم قیدخانے میں کیونکر پہونچے
شبرنگ نے بیان کیا کہ میں ملکہ گلگونہ کو دیکھنے گیا تھا ایک خدمتگار نے آکر نہیں معلوم
کیا کر دیا کہ میں بیہوش ہو گیا پھر مجھکو خبر نہیں کہ کیا معرکہ گذرا گلگونہ نے کہا کہ طریقے سے
معلوم ہوتا ہی وہ خدمتگار عیار تھا تمکو بیہوش کیا اور ملکہ گلگونہ کو نکال لے گیا دربار میں
زمرد کے بڑا غریو ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ مسلمانون کے عیار بلاے روزگار ہیں کیا غضب
کی عیاری کر گیا گلگونہ نے کہا کہ یہ کوئی عیاری نہیں ہی میری کنیزیں اس سے بہتر عیاری
کرتی ہیں مجھسے کل عمرو کا سر لیجیے جس پر مسلمانون کو بڑا ناز ہی ای شہنشاہ ساحران آپ ملاحظہ
فرمائیے گا عمرو کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ اسکا مثل نہیں مگر میں نے خیال کیا وہ کچھ
حقیقت نہیں رکھتا دربارہ میں اس دن خنجر کی عیاری کر کے نکل گیا میں نے کچھ خیال نہ کیا
مگر خیر اب ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہکر گلگونہ اٹھی چند ساحر لشکر سے لیے اور چند کنیزون کو

ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کیا کنیزون کو چھوڑ کر چلی صرف ایک کنیز کو ساتھ لیا
یہان فیروزہ جو ملکہ گلگونہ کو لیکر آیا تو بادشاہ نے بڑی تعریف کی خواجہ کو بہت ناگوار ہوا
فرمایا گلگونہ کو بڑا صدمہ ہوا ہوگا بادشاہ نے فرمایا اگر دشمن کو صدمہ پہونچا تو اچھا ہوا یہ
سُن کر خواجہ نے کہا کہ وہ دشمن نہین ہی ہماری دوست ہی اور حقیقت مین جسدن خواجہ
دربار مین زمرد کے گائے گلگونہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ میرا عاشق ہی اسپر بھی خیال مین ہی
کہ عمرو کو پاؤن تو قتل کردن یہان خواجہ بھی کہنے سے بادشاہ کے آمادہ ہوئے بانہا سے
عیاری لگا کر چلے صحرا مین جاتے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک جوان ماہ طلعت چلا آتا ہی
عمرو نے اُس سے ملاقات کی پوچھا تو کون ہی کہان جاتا ہی اُس جوان نے کہا کہ مین تلاش
مین عمرو کی نکلا ہون عمرو نے پوچھا کہ عمرو سے تجھے کیا کام ہی اُس جوان نے کہا کہ مین گلگونہ
کا زرخرید ہون اُسکی کنیز ہی گلشن نامے اُسپر عاشق ہوا ملکہ کو خبر ہو گئی ملکہ نے مجکو قید
کیا آج نگہبانون کو غفلت ہوئی تو مین نکل بھاگا اگر عمرو مجکو ملتا تو مین گلگونہ کو گرفتار
کرا دیتا مگر یہ وعدہ کرا لیتا کہ گلشن کنیز مجکو دیجیے گا عمرو نے کہا کہ مین ہی عمرو ہون مین
تجھسے وعدہ پختہ کرتا ہون کہ گلشن کنیز کا عقد تیرے ساتھ کر دونگا اُس جوان نے کہا کہ میرے
ساتھ چلیے کنارے پر لشکر کے ایک جھیل ہی پہلو پر اُس جھیل کے ایک جنگل ہی وہان گلگونہ
نے کئی خیمے استادہ کرائے ہین ایک خیمہ کہ ظاہر مین بہت حقیر ہی اگر دیکھنے والا دیکھے تو اپنے
دل مین تصور کرے کہ اس مین کنیزین رہتی ہونگی مگر اُسی خیمے مین ملکہ آرام کرتی ہین آپکو
لیچلون اور آپ اُس خیمے مین چل کر گرفتار کر لیجیے اور لے آئیے وہ ضرور مسلمان ہوگی آج
اُسنے اشتہار دیا ہی کہ جو مجکو زیر کرے مین اُس کی اطاعت کرونگی اور جسے مین زیر کرونگی
تو قتل کر ڈالونگی اکثر عیار اُسنے قتل کیے خواجہ سے باتین کرتا ہوا وہ جوان چلا قریب ایک
جھیل کے پہونچا خواجہ نے دیکھا کہ چند خیمے استادہ ہین کنیزین جابجا بیٹھی ہین جس خیمے کا
وہ جوان پتہ دیتا ہی وہ سب سے کنارے ہی اور وہان کوئی نگہبان کبھی نہین وہ جوان خواجہ
کو لیکر چلا قریب خیمے کے آکر کہا کہ سراپچہ چاک کیجیے عمرو نے سراپچہ چاک کر کے دیکھا کہ ملکہ
گلگونہ پلنگ پر پڑی ہوئی سو رہی ہی جوانی کی نیند موے مشکین چہرے پر پڑے ہوے

دوپٹہ ڈھلکا ہوا دو حباب دریاے نور یا دو گنبد بلور کے کھلے ہوے ہین خواجہ عمرو نے
جو معشوق کو اس حال سے دیکھا بیقرار ہوگئے جھپٹ کر اندر خیمے کے گئے بیہوشی نکالی کہ
اس کو بیہوش کرون مگر وہ جوان کہ خواجہ کی پشت پر کھڑا تھا اُسنے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیا
اور جھٹکا مارا خواجہ گرے اُسنے حباب مار کر بیہوش کیا نعرہ کیا کہ منم گلگونہ جہانگرد کیون
او ساربان زادے اسی مُنھ پر دعوی عیاری وہ جوان گلگونہ تھی ایک کنیز کو اپنی شکل بناکے
پلنگ پر سُلادیا تھا وہ کنیز تعریفین کرتی ہوئی اُٹھی گلگونہ نے جواب دیا کہ مین جسدن چاہتی
اسے گرفتار کرلیتی مگر صرف اتنا دیکھتی تھی کہ دیکھون یہ ساربان زادہ کیا کرتا ہی دیکھا تم
سب نے کہ مین نے اسے کیونکر گرفتار کرلیا سب کنیزین تعریفین کررہی ہین کوئی کہتی ہی کہ آسے
جلد قتل کیجیے کوئی کہتی ہی زمرد کے پاس لے چلیے مگر پہر رات پچھلی باقی ہی گلگونہ نے کہا کہ
اس وقت میان زمرد سوتے ہونگے نیند مین اُٹھین گے تو پریشان ہونگے سامنے کنارے
جھیل کے جو یہ شجر ہی اس مین اسکو باندھ دو پہر حفاظت کرو صبح کو دربار مین زمرد کے
لے چلونگی عین دربار مین قتل کرونگی کنیزون نے خواجہ کو شجر سے باندھ دیا گلگونہ
خود کرسی بچھا کر بیٹھی کنیزین اور ساحر نگہبانی کررہے ہین گلگونہ خود بیٹھی ہی عمرو کو ہوشیار
کیا گلگونہ نے کہا کہ کیون ساربان زادے اسی مُنھ پر دعوی عیاری اب کل زندہ نہ بچوگے
عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مجکو گمان ہی کہ آپ جانتی ہین کہ یہ میرا عاشق ہی پس عاشق کو
کوئی قتل کرتا ہی ہر چند کہ مین خواہان ہون کہ اپنے دست مبارک سے قتل کیجیے کہ بار سر
اُترجاے بقول شاعر فرد ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ❊ سنبھل سکتا
نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا ❊ سر جسم پر بار ہی افسوس یہ ہی کہ ایک دن آغوش تمنا
مین نہ آئین کہ ہوس دل کی نکل جاتی اب تڑپتا ہوا دنیا سے جاؤنگا گلگونہ نے کہا کہ کیا بیہودہ
بکتا ہی پھر تو نے وہی جھگڑا نکالا کنیزین چاؤن چاؤن کرکے قریب عمرو کے آئین عمرو کو
ستانے لگین کوئی کہتی ہی اس لنگوٹے کی آنکھین پھوڑ ڈالو ہماری ملکہ کو گھور رہا ہی کوئی
کہتی ہی کان کاٹ لو اس موے کو اپنی عیاری پر بڑا گھمنڈ ہی کیون خواجہ اب کیونکر
رہائی پاؤگے خواجہ جواب دیتے ہین کہ اگر مجکو جانا منظور ہوتا تو ہزار صورتین تھین مگر اسکو

فوزِ عظیم جانتا ہون کہ معشوق نے گرفتار کیا معشوق ہی کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون گرعدم مین روح بھٹکے گی گلاگونہ نے منہ پھیر لیا تیر وکمان ہاتھ مین ہی بیٹھی حفاظت کر رہی ہی کنیزین پیچھے تھامے ہوے حاضر باش و ناظر باش پکار رہی ہین مگر خواجہ کو اپنی زندگی سے یاس ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیقراری مین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای مالکِ حقیقی و ای ربِّ حقیقی اس ظالم کے پنجے سے رہا کر آج تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ملک الموت اپنے مقام سے چلے ہین یہی چاہتے ہین کہ کسی صورت سے قبض روح کرون صبح کو یہ مجکو دربار مین زمرد کے لیجائیگی زمرد جلاد مزاج ہی فوراً قتل کا حکم دیگا افسوس یہ ہی کہ ہماری گرفتاری کی کسی کو خبر نہین ہوئی چالاک یا برق یا جان بخش ہمارا اختر قران کیونکر پہونچ سکتا ہو دس بیس جادوگر ہین وہ حفاظت کر رہے ہین ای خالق تو مدد کر نظم

زہے جانان کہ بخشد تازہ جان ہر جسم بیجان را ۔ خجل زان لب جان بخش سازد آب حیوان را
زہے مہری کہ شد پرتو فگن از مطلع وحدت ۔ زہے ماہے کہ روشن کرد نورش اوج عرفان را
زہے سلطان کہ ہر سرکش نہد گردن بہ فرمانش ۔ زہے حاکم کہ دارد سرنگون گردون گردان را
زہے دلبر کہ لمعان رخش بر اوج محبوبی ۔ کند روشن مہ تابندہ و مہر درخشان را
زہے گلرو کہ آب و تاب رخسارش پر انوارش ۔ دہد نشو و نما تازہ بہر موسم گلستان را +
خداوندی کہ اقلیم خدائی زیر فرمانش ۔ شہنشاہی کہ بخشد تاج سلطانی غلامان را
بہر ملت بمحراب سجودش ماندہ خم گردن ۔ مسیحائی و موسائی و ہندو و مسلمان را +
بیک دم ناتوانان را ببخشد او توانائی ۔ بیک لحظہ ببخشد تازہ وسعت تنگدستان را

خواجہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین مگر گلاگونہ چانگرد کرسی پہ بیٹھی ہی کنیزین بھی گھیرے ہوے بیٹھی ہین سامنے جھیل ہی مگر اسمین مچھلیان تڑپ رہی ہین مچھلیون کی تڑپن دیکھ کر گلاگونہ نے کہا کہ اس وقت جھیل کیا کیفیت دکھا رہی ہی ارے ڈگن لاؤ کہ مین شکار کھیلون کنیزین جا کے ڈگن لائین گلاگونہ نے ڈگن پھینکی کنیزین بھی مصروف شکار ہوئین ہاتھ ہو رہا ہی جب مچھلی ڈگن مین پھنستی ہی سب کنیزین ہاتھ کرتی ہین کہ مالکہ حقیقتہً مین آپ شکار بھی خوب کھیلتی ہین جب ڈگن پھینکی کبھی کوئی وار خالی نہین گیا کہ یکایک جنگل سے شہپر کے دھڑکے کی آواز آئی سب نے

دیکھا کہ ایک شیر ببر اٹھارہ ہاتھ کا دھڑوکہ مار کر قریب جھیل کے آیا وہان سے جست جو کرتا ہی
جھیل کے اس پار آیا کنیزین اور ساحرے بھاگے ایک کنیز کو شیر نے پکڑ کے چیر ڈالا اتنے گلگونہ
بھی بھاگی جب سب کنارے سے جھیل کے بھاگ گئے تو وہ شیر ٹہلتا ہوا قریب خواجہ کے
آیا خواجہ ہیبت سے اُس شیر کی بیہوش ہو گئے شیر نے قریب آکر ایک چنگل مارا کمند بن
توڑ کر خواجہ کو منہ مین دبا لیا طرف صحرا کے بھاگا گلگونہ نے کہا کہ اب وہ شیر چیر پھاڑ کر
کھا جائیگا کنیزون نے کہا واری مقام افسوس ہی کہ شیر نے جنگل سے آکر یہ تہلکہ ڈالدیا
اور عمرو کو لے گیا بقول آپ کے روح عمرو کی خوف سے نکل گئی ہو گی اب زندہ نہ بچیگا
یہان تو یہ چاؤن چاؤن ہو رہی ہی مگر عمرو کو جو ہوش آیا تو دیکھا کہ مین دہن مین شیر کے
دبا ہون مگر حیران تھے کہ کسی دانت نے شیر کے جھبیتا شیر نہین کی تمام جسم محفوظ ہی اُس شیر
نے جنگل مین لاکر خواجہ کو زمین پر ڈال دیا خواجہ حیران ہین کہ شیر نے کیون چھوڑ دیا ایکبار
شیر نے گھنڈیان شکم سے کھول کر کھال الگ کی اندر سے ہنر قِران نکلے خواجہ کو سلام کیا
کہا اُستاد جب غلام نے آپ کی گرفتاری کا حال سُنا تو بیقرار ہو کر دور سے دیکھ رہا تھا
آخر سوچا کہ شیر بن کر چلون آکر حضور کو رہا کیا خواجہ عمرو نے قِران کو گلے سے لگا لیا
کہا ای جان بخش عمرو تو نے بڑا کار نمایان کیا مجھے امید نہ تھی کہ مین رہائی پاؤنگا مگر تم
عین وقت پر پہونچے خواجہ و قِران طرف لشکر کے روانہ ہوئے مگر گلگونہ صبح کو دربار
مین زمرد کے آئی کہا ای شہنشاہ مبارک ہو کہ عمرو مارا گیا ایک شیر صحرائی عمرو کو اٹھا کر
لے گیا سب حال گلگونہ نے بیان کیا سب سرداران زمرد خوش ہوئے گلگونہ نے کہا
کہ اب مین جا کر میثاق کو گرفتار کر لاؤن یہ کہکر بانہائے عیاری لگائے اور زمرد جادو
نے کہا کہ عمرو سب کو روکتا تھا سمجھا دیتا تھا اب وہ تو مرا ایک فقرے مین میثاق کو
گرفتار کر لاؤنگی ایک ہفتے مین سب سردارون کو لیجیے زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ اگر یہ
لڑائی تیرے ہاتھ سے فتح ہوئی تو مین قدرت سے تجھکو کہکر عہدہ ہائے جلیل دلواؤنگا
گلگونہ خوشی خوشی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی مگر خواجہ نے میثاق سے کہا کہ
تمہاری فکر مین گلگونہ آئیگی پھر میثاق سے خواجہ نے کہا کہ مین چاہتا ہون تمہاری شکل

بن کر سو رہون گلگونہ ضرور گرفتار کرنے آئیگی میثاق نے کہا کہ جو مناسب جانیے وہ کیجیے
خواجہ نے یہ تدبیر کی کہ میثاق کی شکل بنکر خیمے مین لیٹ رہے مگر گلگونہ جو آئی عمرو کا خوف
نہین ہی جانتی ہو کہ عمرو مارا گیا شیر نے چیر پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا پھرتے پھرتے قریب اُس
خیمے کے آئی خدمتگارون سے دریافت کیا کہ میثاق کہان ہین خدمتگارون نے کہا کہ
اسی خیمے مین آرام فرما رہے ہین آج دربار مین نہین تشریف لے گئے گلگونہ ایک گوشے
مین آئی کنارے بیٹھ کر نقب کھودنے لگی مہرہ نقب کا خیمے مین توڑا سر نکال کر دیکھا کہ میثاق
پڑا سو رہا ہی گلگونہ جھپٹ کر قریب آئی چاہا بیہوش کرون جھک کر میثاق کو دیکھنے لگی چاہا
کہ حباب مارون عمرو نے منھ سے حباب مارا کہ گلگونہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اُٹھ کر پشتارہ
باندھا اور پشتارہ باندھ کر باہر نکلے منظور رہوا کہ بارگاہ شاہ مین جاؤن جا کر گلگونہ کو پیش کرون
بیچ مین صحرا تھا اُس کو طی کرتے ہوے چلے جاتے ہین جنگل کو طی کر کے بارگاہ شاہ مین پہونچنے
کو سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا کہ فیروزہ آتا ہی پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا ٹھہر جائیے
خواجہ عمرو ٹھہرے فیروزہ قریب آیا کہا جناب قبلہ و کعبہ کئی سو عیار بچیان لشکر اسلام
مین جنگ کر رہی ہین اگر آپ جاوینگے تو وہ سب آپکو گھیر لین گی پشتارہ مجھے دیجیے مین
جا کر درہ کوہ مین چھپا دون اور آپ دوسری طرف سے آئیے بار بچیون کو جنگ کر کے ہٹائیے
اس طرح فیروزہ نے گھبرا کر کہا کہ خواجہ نے کچھ خیال نہ کیا اور پشتارہ فیروزہ کو دیدیا
پشتارہ لیکر فیروزہ نقلی بھاگا عمرو نے پکار کر کہا کہ ای فرزند اُس طرف کہان جاتے ہو
فیروزہ نقلی نے جواب دیا کہ او ساربان زادے میں الماس سبک رو وزیرزادی ملکہ کی
اُس الماس پر چالاک عاشق ہی جیسے ہی الماس پشتارہ لیکر چلی خواجہ تو حیران دیکھ
رہے ہین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی چالاک پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ او شفتل کہان
جاتی ہی الماس پلٹ پڑی چالاک سے تیغ چلنے لگا چالاک پکارتا ہی کہ قبلہ و کعبہ آئیے
آپ بھی شریک ہو جائیے جب خواجہ قصد کرتے ہین کلیجہ دھڑکتا ہی رُک جاتے ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑی تھی اسے کار زہر چادو واسطے شکار کے نکلا تھا دور سے دیکھا کہ الماس گرفتار
چالاک سے جنگ کر رہی ہی دور سے للکارا کہ او چالاک خبردار ایسا نہ ہو الماس کو

کوئی چشم زخم آجائے تو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے زمرد کو جو آتے ہوئے دیکھا جست کرکے بھاگا زمرد نے الماس کو ساتھ لیا اور گلگونہ کو ہوشیار کیا گلگونہ نے کہا کہ ای شہنشاہ مجکو تعجب آتا ہی کہ عمرو کیونکر زندہ ہوا عمرو کو تو شیر لے گیا تھا عمرو نے بشکل میثاق مجکو گرفتار کیا الماس نے بڑا اکار نمایان کیا کہ مجکو رہا کرلائی یہ کہکر الماس کو اشارہ کیا کہ جاکر میثاق کو لا آج مجکو معلوم ہوا کہ تو نے بھی عیاری مین کمال پیدا کیا الماس مثل سبک رو برائے گرفتاری میثاق چلی جنگل مین جو آکر پہونچی ایک طرف سے رونے کی آواز آئی الماس کے کان کھڑے ہوئے آواز کی طرف متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے ایک جوان حسین گرد چہرے پر پڑی ہوئی گریبان پھٹا ہوا روروکر یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

محفل مین جھلملاتی ہی جو بار بار شمع / کس شعلہ رو کے رشک سے ہی بیقرار شمع
کرتا ہی گرمیان جو وہ محفل مین غیر سے / جلتا ہی تیری طرح مرا جسم زار شمع
اُس شعلہ رو پہ بزم مین جل جل کے تا سحر / آخر نثار ہوگئی پروانہ وار شمع
تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن / تربت مین ہوگا میرا دل داغدار شمع
بے نور ہوگی صبح کو اتنا نہ کر غرور / بس رات بھر ہی بزم مین تیری بہار شمع
سر کاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم / پروانون کو جلا رہی ہی ای نگار شمع
تاثیر اسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام / گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع
سطوت دیا ہو راہ خدا کا لحد مین ساتھ / کچھ غم نہین نہ ہو جو قریب مزار شمع

اور دامن کے نیچے اُس جوان کے ایک کاغذ رکھا ہی اُس کو دمبدم آنکھون سے لگاتا ہی کبھی سینے پر رکھ لیتا ہی الماس نے قریب آکر کہا کہ ای شخص تجھپر کیا مصیبت ہی کہ اس صحرائے پر خطر مین آکر بیٹھا اگر کوئی شیر ببر یا نکل آئے تو چیر پھاڑ ڈالے اُس جوان نے بہ نگاہ غور طرف الماس کے دیکھا اور ایک چیخ مار کر آہ کی اور بیہوش ہوگیا وہ کاغذ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا الماس نے جو یہ حال دیکھا لپک کر کاغذ اُٹھا لیا کہ دیکھون اسمین کیا لکھا ہی یہ شخص تو عجب حال مین ہی کہ اس کا حال دیکھا نہین جاتا مگر اُس کاغذ مین اپنی تصویر پائی حیران ہوگئی کہ ای الماس اپنے تیری تصویر کیونکر پائی مگر عاشق جان کر رحم آیا زمین پر

بیٹھکر سر اُسکا زانو پر رکھ لیا سینے پر ہاتھ رکھا تو کلیجہ اُچھل رہا ہی کہ دھڑکنے کی کلیجے کے آواز
آرہی ہی الماس نے بہ محبت گرد چہرے کی پاک کی اُس جوان کی آنکھ کھلی الماس نے حال پوچھا
کہ کیون صاحب یہ تصویر کہان سے پائی اور آپ کا نام نامی کیا ہی اُسنے کہا کہ مہربانا
حال کیا کہون یہان سے تین کوس پر قلعہ ہی وہان کا میرا باپ حاکم ہی گیہان تاجیہ نام
ہی میرا نام سرفراز تاجدار ہی اتنی بڑی سلطنت مین ایک اولاد مین ہون مجھکو اختیار
ہی جو چاہے سو کرون میرے حکم سے کوئی خلاف نہین کرسکتا تھا ایک دن ایک سوداگر آیا
اُس سے کچھ اسباب خریدا ایک صندوقچہ بھی مول لیا ہرچند کہ تاجر نے کہا تھا کہ یہ صندوقچہ
خالی ہی مگر جب سوداگر دے کر چلا گیا تو مین نے صندوقچہ کھولا تو یہ تصویر نکلی بس تصویر کے
دیکھتے ہی مجھپر آفت آئی کہ آب و دانہ ترک ہوا صحبت سے آدمیون کی گھبرانے لگا ہر وقت
تنہائی کا جویا تھا ایک مہینہ کامل جب یہی رنگ رہا تو باپ کو خبر ہوئی وہ تشریف لائے
الے بلے کہکر اُنکو بھی ٹالا مگر عیش و راحت ترک ہونے لگا ایک دن شب کو پڑا سو رہا تھا
خواب مین دیکھا کہ صاحب تصویر سامنے کھڑی ہی اور کہ رہی ہی کہ صحرای ریگستان
مین آؤ ذرا دشت پیمائی کا مزہ چکھو آنکھ جو کھلی رات کم باقی تھی قصر سے کمند مار کر اُترا
چوکی پہرے والے سب غافل تھے یہان نکل آیا اور یہ قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کرون بیہوش
ہوکے اس نخل کے نیچے گرا پھر صاحب تصویر کو خواب مین دیکھا کہ فرما رہی ہین ای عاشق بیچارے
خبردار جان نہ دینا مین اسی مقام پر آؤنگی اس کلمے نے قلب کو تسکین دی آج تیسرے
دن تم کو دیکھا نہین معلوم مان باپ کا کیا حال ہوگا مادر مہربان کا قول تھا کہ ای نور نظر
باہر نہ نکلو باپ چاہتے تھے کہ میرے پاس بیٹھو وزرا و امرا سب حاضر رہتے تھے جس روز
مین پیدا ہوا چھ سو لڑکے اُس روز شہر مین پیدا ہوے باپ نے خوشی کے مارے اُن سبکو
محل مین رکھ لیا وہ ہر وقت گھیرے رہتے تھے آج تین دن سے نہ یار رہے نہ وفادار رہے کوئی
نہین پوچھتا وہ لڑکے کیسے گھبراتے ہونگے الماس حیران ہی کہ مین کہان اور یہ پری لقا و پیکر
کہان مگر کچھ ہو یہ شاہزادہ تیرا عاشق صادق ہی عیش و آرام چھوڑ کر چلے آنا اس دشت
کی تنہائی مین جفا اُٹھانا پاس بیٹھ گئی کہا او ظالم تیرے بیان نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل کو

غم و الم سے بھر دیا ہاے کیا کرون کیونکر تجکو تسکین دون اُسنے کہا کہ آپ میری تخت گاہ پر تشریف
لے چلیے تھوڑی دور چل کر ملازم ملینگے محافہ منگا دونگا اُس مین سوار کر کے تمھین لے چلونگا
ابیس نے کہا کہ مین تمھارے ساتھ ہون اب تم سے جدا نہ ہونگی مگر ملاک میری آج کل
میثاق ہے جنگ عمرو ہی مین فکر مین میثاق کوہ گرد ان کی نکلی ہون اُس جوان نے انجان بنکر
پوچھا کہ میثاق کون شخص ہے الماس نے بیان کیا کہ میثاق بڑا جادوگر ہے چاہتی ہون کہ
خالی نہ جاؤن جو مل جائے اُسے لیجاؤن جوان نے گھبرا کر کہا کہ وہ دیکھو سامنے ایک شخص
دُبلا سا آتا ہے الماس جیسے ہی پلٹی کہ شاید عمرو ہوگا اُس جوان نے حلقہ کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور حباب مار کر الماس کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک سے بہ عیاری
من آنم چست و چالاک بچشم دشمن اندرم کہ ناوک ہر نہ آید با دگرد تیز گام ہا خلیفہ
اولم چالاک نامم ہو پشتارہ باندھ کر لیکیا لگا یہان وہ وقت ہے کہ بادشاہ دربار مین بیٹھے
ہین سب سردار جمع ہین خواجہ بھی بیٹھے ہین اور بادشاہ سے کہہ رہے ہین کہ بسبب افلاس
دیر ہوئی ورنہ اب تک گلگونہ کو پکڑ لاتا بادشاہ فرما رہے ہین کہ خواجہ تم کو کہان تک
دین تمھاری خواہش کبھی کم نہ ہوگی دن بدن بڑھتی جاتی ہے مگر میثاق کوہ گردان نے پانچ
توڑے منگوا کر رکھے سامنے سب عیار حاضر ہین خواجہ روپیہ حاصل کر رہے ہین اور
برق سے مخاطب ہو کر کہتے ہین کہ اے نوا دھر کیون دیکھتا ہے کیا نظر لگا ئیگا ایک
ایک سے کہتے ہین آج میری ہوشیاری دیکھنا کہ کس طرح گلگونہ کو لاتا ہون کہ کسی کو خبر
ہو وہ عیاری کرون کہ سب دنگ ہو جائین کہ زنگر کی آواز بلند ہوئی سب دیکھنے لگے
کہ چالاک پشتارہ بدوش آ کر پہونچا الماس کو پیش کیا بادشاہ نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو
چالاک نے ہوشیار کیا اور ہاتھ باندھکر کہا اے ملکہ عالم شرط پوری ہوئی کس خوبصورتی سے تم کو
گرفتار کیا الماس نے پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا کہا اے شہریار مین اطاعت مین حاضر ہون
عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اپنی معشوقہ کو لاتا ہون خواجہ نے کنارے آ کر رنگ
و روغن عیاری کا لگایا الماس کی شکل بن کر تیار ہوے طرف لشکر گلگونہ کے چلے اُس وقت
دربار مین آ کے کہ زمرد جادو تخت پر بیٹھا ہے جملہ سردار جمع ہین گلگونہ بھی بیٹھی ہے مکار

بیان کر رہے ہین کہ الماس کو چالاک نے گرفتار کیا وہ شریک مسلمانان ہوئی گلگونہ کہہ رہی
ہی کہ وہ کبھی مسلمان نہ ہوگی میرے نام کی عاشق ہی کہ الماس نقلی آکر پہونچی پادشاہ کو سلام کیا
گلگونہ کے قدمون سے لپٹ گئی گلگونہ نے پوچھا ای الماس کیونکر رہائی پائی الماس نے
کہا کہ ای ملکہ عالم حقیقت مین چالاک مجکو عجب رنگ سے گرفتار کرکے لے گیا کہ کچھ زور نہ
چلا مین نے مناسب جان کر کہدیا کہ مین اطاعت کرتی ہون بھلا یہ کب ہوسکتا ہی کہ مین بدون
آپکے کسی مقام پر رہ سکون لیکن آج عجب معرکہ ہوا کہ جب مین اُس خیمے مین پہونچی جو کہ خیمہ
چالاک کا ہی سو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لائے اور مجھسے
ارشاد فرمایا کہ علم موسیقی تجکو عطا کرتا ہون جو رنگ ساقی گری عمرو مین ہی وہ ہی تجکو بھی دیا
عمرو تیرے ہی ہاتھ سے گرفتار ہوگا تو مین امید وار ہون کہ میرا بھی امتحان لیجیے یہ کہہ کر
بایان کھینچا اور کچھ اشعار عاشقانہ گائے زمرد جادو نے بڑی تعریفین کین کہا ای الماس
بیشک تو منظور نظر خداوند ہوئی الماس نقلی نے کہا اب چاہتی ہون کہ ساقی گری کو بھی ملاحظہ
فرمائیے کنجی میخانے کی مجکو ملے زمرد جادو نے خوش ہو کر کلید میخانہ دی الماس نقلی کلید
لیکر میخانے مین آئی پکار کر آواز دی کہ صاحبو مین ساقی ہوتی ہون کوئی آج باقی نہ رہے
خادم وغیرہ دوڑے گلابیان اور قرابے اُٹھا اُٹھا کر لے گئے الماس نقلی پچاس ساٹھ گلابیان
آراستہ کرکے محفل مین لائی گھنگرو پانون مین باندھے اول گت ناچی کہ تمام اہل محفل تعریفین
کرنے لگے مگر گلگونہ کا دل دھڑک رہا ہی ہر طرف دیکھ رہی ہی کہ کہین عمرو تو نہین کبھی خادمون
کو دیکھتی ہی کہ الماس نے لاکر جام دیا گلگونہ نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا ابتو عمرو
نے دورہ باندھا کوئی اہل محفل نہ باقی رہا کہ جسکو شراب نہ پلائی ہو تھوڑی دیر مین محفل مین
ہنگامہ ہونے لگا کسی نے کسی کو نوچ لیا کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کوئی خود اُٹھ کر
ناچنے لگا گلگونہ نے جھلا کر کہا کہ ارے صاحبو کیا محفل شاہ کو بازار بنایا ہی یہ کہکر اپنے
مقام سے اُٹھی زمرد بھی اپنے مقام سے اُٹھا اس کے ساتھ مصاحب بھی اُٹھے جیسے ہی قدم
بڑھایا لڑکھڑا کے گرے گلگونہ بھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرۂ عمرو ۵ عمرو ہون مین عیار صاحبقران ۰ مرے مکر سے کانپتا ہی جہان ۰ تراشندہ

ریش کھار ہون ، زمانے کا مکار دغدار ہون ، مرا تیز رفتار ہو کر قدم ، جو صبا ٹھوکرین کھائے
پھر پھر قدم ، اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ، نہ پائے مری گرد پاپوش کو ، دوندہ جہانگرد
طرار ہون ، جہانگیر عالم کا عیار ہون ، نعرہ کرکے قصد ہوا کہ گلگونہ کو اُٹھا لون قضائے کار
سیماب آتش فرار نامے ایک ساحر ہی کہ زمرد جادو سے بڑی دوستی رکھتا ہی اُڑتا ہوا اُسطرف
پھر آیا دیکھا اسنے کہ سب اہل دربار بیہوش پڑے ہین ایک شخص سب کو برہنہ کر رہا ہی سمجھا کہ یہ
کوئی دشمن ہو وہین سے للکارا کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی اور جھولی سے ہاتھ ڈالا گولہ نکالنے لگا عمرو نے
دیکھا کہ اگر یہ گولہ مار دیگا تو پاؤن زمین تھام لے گی ایک گولہ فولادی زنبیل سے نکالا یہ
کہکر پھینکا کہ اپنے کو بچا سیماب نے جلدی مین مُنھ پھیر لیا عمرو نے جو دیکھا کہ اس کا مُنھ پھرا
جست کرکے سراپچہ فرار ہوئے اور گلیم اوڑھ لی گلگونہ کو نہ اُٹھا سکے سیماب نے آکر باران بھر برسایا
سب ہوشیار ہوئے زمرد جادو سے ہوشیار ہوتے ہی ملاقات ہوئی زمرد نے پوچھا کہ
ای بھائی کیونکر آپکا اتفاق ہوا سیماب نے کہا کہ مین نے بیٹھے بیٹھے خبر سُنی کہ زمرد جادو
برائے مقابلۂ طلسم کشا گئے ہین دل گھبرایا کہ چلکر ملاقات کرون یہان جو آیا تو یہ معرکہ دیکھا سب
بیہوش پڑے ہین ایک شخص دُبلا پتلا تنتنیا سب کے کپڑے اُتار رہا تھا مین نے للکارا تو وہ
بھاگ گیا گلگونہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی عیار تھا مگر مجھکو بڑا تعجب ہی کہ عمرو کو شیر اُٹھا کر
لے گیا عمرو کیونکر بچا کہ جا بجا عیاریان کرتا پھرتا ہی ہرکارون نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ہمنے
یہ خبر پائی تھی کہ وہ شیر نہ تھا مہتر قران تھا اتنا بڑا صاحب لیاقت ہی کہ جھبیل کو فرا کے آیا
کنیز کو دبوچ کر مار ڈالا اور عمرو کو لے بھاگا عمرو کو ہمنے دربار مین دیکھا کہ باتین کر رہا تھا
بادشاہ کے یہان سے خلعت لا گلگونہ نے کہا کہ خیر اب مین سمجھ لونگی یہ فقرہ بھی معلوم ہوا خواجہ
جو یہان سے بھاگے دربار مین آئے بادشاہ سے عرض کی کہ ای شہریار بڑی عیاری خالی گئی
سب کو بیہوش کر چکا تھا کہ آسمان سے ایک جادوگر آیا اُسکو دیکھ کر بھاگا گوشے سے چھپا ہوا
دیکھا کیا کہ اُسنے آکر سب کو ہوشیار کیا یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی امیدوار
باریابی ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ بلا لو کنیز اندر آئی بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا
نامہ ہاتھ مین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے نامہ پڑھا طرف سے گلگونہ کے بعد القاب شاہی لکھا تھا

کہ اے شہریار عمرو سے اور مجھسے معرکہ پڑا ہے چھپ چھپ کے وہ عیاریان کرتے ہین اب تک تو اُنکے
کیے کچھ نہ ہو سکا سر میدان آکر مقابلہ کرین تو حال عیاری کُھلے بادشاہ سے جو نامہ پڑھا خواجہ
رونے لگے کہا اے شہریار مین اُس سے مقابلہ نہ کرسکونگا میرا اُسپر ہاتھ نہ اُٹھیگا مارا جاؤنگا
بادشاہ نے ہرچند فرمایا مگر خواجہ نے جواب لکھا کہ اے ملکۂ عالم مین رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت
مین حاضر ہون چونکہ عاشق صادق ہون سر جُھکا دونگا جسطرح چاہنا قتل کرنا یہ نامہ لکھکر کنیز کو دیدیا
کنیز نامہ لیکر دربار زمرد مین آئی کہا اے ملکۂ عالم عمرو تو مبہوت ہو رہا ہے کہتا ہے مین مقابلہ نہ
کرونگا سر جُھکا دونگا جسطرح چاہین قتل کرین گا گلگونہ نے کہا کہ یہ فقرہ ہے وہ بلا کا عیار ہے نہین
معلوم کیا فطرت کریگا یہ کہکر زمرد سے کہا کہ مین اپنا لشکر عیار بچیون کا لیکر علیحدہ ہوتی ہون
اور طبل جنگی بجواتی ہون آپ بھی تماشا دیکھیے گا اسطرح سر میدان قتل کردن کہ ماہیان دریا اور
مرغان ہوا اُس کے حال پر روئین اور مجھے رحم نہ آئے یہ کہکر اُٹھی کئی سو عیار بچیون کو ساتھ لیکر
علیحدہ خیمے مین اُتری یہان مہتر قران کو خواجہ نے بُلا کر خلعت دیا وہ رومال شالی کہ جسمین
ہزارون چھید تھے تانا اُڑگیا تھا صرف بانا باقی تھا مہتر قران نے رومال لیکر آنکھون پہ
رکھ لیا کہا اُستاد اس خلعت کا کیا باعث ہے جالاک کو خلعت دیجیے وہ اُسے گرفتار کر لائے
اُسکے عقد کی تیاری ہو رہی ہے خواجہ نے کہا کہ یہ خلعت حفاظت جان کا ہے قران نے
کہا کہ اُستاد یہ بڑا بار آپ نے رکھا مجھسے نہ اُٹھیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ سوا سے تمھارے
کوئی اس لائق نہین ہے کہ لشکر گلگونہ سے صداے طبل جنگی آئی عمرو نے سر اُٹھا کر پوچھا
کہ یہ کیسی آواز ہے قران نے کہا کہ ہرکارے آتے ہونگے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ
گلگونہ نے طبل جنگی بجوایا ہے عمرو نے آہ کی کہا لو یارو پیمانۂ عمر لبریز ہوا سر رشتۂ حیات منقطع
ہوا یہ کہکر خواجہ رونے لگے پھر کہا مین طبل جنگی نہ بجواتا کہ اُس کو صدمہ ہوگا مگر خیر جواب مین
طبل جنگی بجواؤ عیارون نے نقارہ بجا دیا خواجہ عمرو اُٹھنے لگے کہ مین ذرا پھر آؤن
قران نے ہاتھ پکڑ کر کہا اُستاد مین آپ کو کہین نہ جانے دونگا ایسا نہ ہو آپ جاکر کسی بلا
مین پھنس جاوین خواجہ نے کہا کہ کیا تمنے مجکو قید کیا ہے قران نے کہا کہ اُستاد آج شب
کو کہین نہ جانے دونگا اگر آپ یہان سے نکلین گے تو بُرا ئی ہے ہرچند عمرو نے قصد کیا کہ جاؤن

مگر قران نے بندہ اُٹھایا کہ ایک بندہ آپ کو ماردونگا ایک اپنے مار لونگا خواجہ ناچار ہوکے
بیٹھے قران نے کھانا اپنے سامنے کھلوایا کہا اب پلنگ پر آرام فرمائیے خواجہ بہت روئے اور
پھر کہا کو صاحبقران نے مجھ پر دباؤ ڈالا ہی اگرچہ ہر و ناچار ہون جو کہین گے وہ قبول کرونگا
ای حضرت قران ناچار ہوکر پلنگ پر لیٹتا ہون مگر افسوس تم بیٹھے رہ گئے قران نے کہا کہ اب
مین نے خواب و خورد اپنے اوپر حرام کیا ہی کہ آپ نے حفاظت جان کا خلعت مرحمت فرمایا
خدا انجام بخیر کرے خواجہ لیٹا ہر سو رہے پچھلی رات کو قران کو بھی نیند آگئی خواجہ نے دیکھا
کہ حضرت قران سو گئے سوچے کہ خواجہ چلو چل کر قدمون پر اُس سرکش کے گرو اور سب حال اپنا
اُس سے کہو کہ یہ سب خرابیان حضرت قران کی ذات سے ہوئین میری کیا مجال کہ آپ سے
مقابلہ کرون یہ سوچ کر اپنی بطی اپنے تئین پلنگ کے نیچے گرا دیا تکیہ اُٹھا کر بیچ مین رکھکے اوپر
چادرہ اُڑھا دیا اور آپ سر اُٹھا بھاگ کر کے نکل بھاگے جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین ایک
جنگل مین آکر پہنچے کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر کہہ رہا ہی کہ او ظالم
خنجر مار کوڑے کیون مارتا ہی مجھے یہ صدمہ نہین اُٹھتا خواجہ آواز کی طرف متوجہ ہوے
ایک مقام ویران پر پہنچے دور سے دیکھا کہ ایک نخل نالے مین ہی اُس مین ایک نازنین بندھی
ہی اور ایک زنگی کوڑا ہاتھ مین لیے ہوے اُس نازنین کو کوڑے مار رہا ہی عمرو نے جو اُس
مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہوگیا کوڑے جو پڑتے ہین تو لباس بدن کا اُڑ گیا ہی خون کے سیلاب
اُٹھ رہے ہین اور وہ زنگی بے درد نہین مانتا کوڑے مارے جاتا ہی وہ نازنین بلک بلک کر
پکارتی ہی کہ کوئی بندہ خدا ایسا ہی کہ مجھے ہاتھ سے اس ظالم کے بچالے ورنہ جان نکلیگی
یہ ظالم یون ہی ہلاک کر ڈالیگا عمرو نے للکارا کہ او زنگی سیہ رو تجھکو کچھ رحم نہین آتا زنگی نے کہا
کہ خبردار او شخص تو دخل نہ دینا ورنہ بہت پچھتائیگا تیرے ہاتھ کیا آئیگا مگر عمرو نے ایک
پتھر مارا وہ زنگی نے خالی دیا دوسرا پتھر پھر عمرو نے کلہ گوپھن مین دیا اور پکار کر کہا کہ او سیہ رو
ابھی سر اُڑ جائیگا امان نہ پائیگا یہ کہکر عمرو نے پتھر مارا زنگی جست کر کے بھاگا مگر عمرو پیچھے زنگی کے
نہ گیا قریب اُس نازنین کے آیا رسیان کھولین وہ بیہوش ہوکر گر پڑی عمرو نے پانی کا چھینٹا دیکر
ہوشیار کیا اُس نازنین نے جو آنکھ کھولی عمرو کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای شخص تو نے

بڑا احسان کیا عمرو نے پوچھا کہ یہ کون تھا اُس نازنین نے کہا کہ گھر کا غلام تھا سامنے جو گاؤن
ہی میرا باپ وہان کا زمیندار ہی یہ ظالم مجھپر عاشق تھا آج سوتے مین اُٹھا لایا یہان لاکر
کہا وصل قبول کر مین نے نہ مانا اُس نے یہ حال کیا آپ اتنا احسان کیجیے کہ مجھکو میرے گاؤن
تک پہونچا دیجیے عمرو نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو مین پہونچا دیتا ہون اُس نازنین نے کہا
کہ مجھسے تو اُٹھا نہین جاتا اگر احسان کیا تو پورا احسان کرو کہ اپنے کاندھے پر سوار کر لو
مین بھی اسکا بدلہ کرونگی باپ بھی میرا احسان مانیگا خواجہ عمرو ناچار ہوتے اور جھککر
بیٹھے وہ نازنین کاندھے پر سوار ہو گئی خواجہ لیکر چلے راہ مین عمرو کو یہ معلوم ہوا کہ گلے مین
کچھ پڑا الٹ کر کہا کہ اسے نیچے گلے مین کیا ہی اُس نازنین نے جھٹکا مارا اور پکار کر کہا کہ
منم گلگونہ جادو خواجہ حلقۂ کمند مین پھنسے اُس نازنین نے حباب مار کر بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھ کر لے چلی مگر دل کانپ رہا ہی یہان مہتر قران کی جو آنکھ کھلی پلنگ کو دیکھا
کہ بستر خواجہ کا نہین معلوم ہوتا مہتر قران نے چادر جو ہٹایا دیکھا کہ تکیہ رکھے ہین قران
نے منہ پیٹ لیا نگہبانون سے پوچھا نگہبانون نے کہا کہ دروازے سے نہین گئے قران
نے دیکھا کہ سرانچہ چاک ہی مہتر قران سمجھے کہ اُستاد خود نکل گئے بغدہ پکڑ کر اُٹھے جست وخیز کرتے
ہوئے چلے دور سے دیکھا کہ گلگونہ پشتارہ لیے جاتی ہی مہتر قران دوسرے رستے پر آگے جست
وخیز کرتے ہوئے بڑھے آگے نکل گئے اب دیکھا گلگونہ پیچھے رہگئی ایک گوشے مین چھپکر بیٹھے
جو انتظام منظور تھا وہ کیا گلگونہ چلی آتی تھی دور سے دیکھا کہ ایک سفید رومال جنگل مین
پڑا ہی گلگونہ قریب آئی سمجھی کہ یہ رومال کسی راہگیر کا گرا ہی وہ رومال اُٹھایا دیکھا کہ ایک
کونے مین کچھ روپیے بندھے ہین اور کچھ اشرفیان اور چونیان بھی ہین ایک کونے مین کچھ
پھول بیلے کے بندھے ہین سمجھی کہ کسی شوقین کا رومال ہی پھول لیکر گلگونہ سونگھنے لگی جیسے ہی
بو دماغ مین پہونچی غش کھا کر گری بیہوش ہوئی اب مہتر قران گوشے سے نکلے خواجہ کو قاعدے
سے ایک درخت کی جڑ سے لگا کر بٹھایا اور سر گلگونہ کا خواجہ کے زانو پر رکھدیا دونون
ہاتھون مین فتیلہ رفع بیہوشی لیا ایک دماغ مین خواجہ کے دیا اور ایک دماغ مین گلگونہ
کے دیا خواجہ نے ہوشیار ہوتے ہی گلگونہ کو گلے سے لگا لیا مہتر قران نے آکر سلام کیا

کہا اُستانی یہ مقام اس لائق نہیں ہی بارگاہ مین چلیے خیمہ استاد کرا دون گاگوتہ نے جھلا کر
ایک لات خواجہ کو ماری کہ خواجہ گر پڑے اور آپ جست کرکے نکلی مہتر قران سے کہا کہ ادکا لیے
ہم سمجھ گئے کہ تم سب نے مل کر عمرو کو بنایا ہی کارہاے نمایان تم لوگ کرتے ہو عمرو کا اُستاد نام
رکھا ہی اس نگوڑے کو کیا سلیقہ ہی آج تک کوئی عیاری معقول نہ کی کہ ہم اُس کی تعریف کرتے
قران نے کہا کہ اُستانی جب اُستاد عیاری کرین گے تب تم کو معلوم ہوگا کہ عیاری کیا چیز ہی
ہم سب ان کے تعلیم کردہ ہین گلگوتہ نے کہا کہ خیر کل میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکر اپنے لشکر
کی طرف روانہ ہوئی خواجہ بھی اُسی طرف چلے تھے کہ قران نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کہا اُستاد
اِدھر آئیے اُدھر آپ کہان جاتے ہین خواجہ نے سر جھکا لیا مہتر قران کے ساتھ طرف لشکر کے
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا چالاک و برق فرنگی آتے ہین پوچھا خلیفہ صاحب کیا
گذری قران نے سب حال بیان کیا خواجہ نے فرمایا ای برق و چالاک قران مجھپر ظلم
کرتا ہی برق نے کہا کہ اُستاد قصور تو فرمائیے آپ ایک عورت سے اپنے کو ذلیل کراتے ہین ہوش
مین آکر عیاری کیجیے معشوقہ کو ساتھ لیکر آرام فرمائیے عمرو نے ایک تمانچہ مارا کہا او بےحیا تو
اِن باتون کو کیا جانے تجھے کبھی عیاری نہ آئیگی قران نے منع کیا کہ ای برق خاموش رہو ہم
لوگ اپنی جان لگا دینگے مگر اُس ظالم کے ہاتھ سے اُستاد کو بچائین گے ای برق فرنگی
غافل نہ رہنا ورنہ بہت پچھتاؤگے برق نے کہا خلیفہ صاحب تمھارے سامنے کسکی مجال ہی
کہ عیاری کرسکے زبردستی کی عیاری کرتے ہو قران خواجہ کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے عیارون
کو دیکھا کہ تیاری کر رہے ہین کوئی نقب کھودتا ہی کوئی بیہوشی پھیلاتا ہی خواجہ نے کہا کہ
صاحبو یہ کیا جھگڑا کر رہے ہو میرے تو ہوش و حواس درست نہین ہین مگر یہ خبر جو گلگوتہ
نے سُنی کہا صبح کو دیکھو کیا قیامت برپا کرونگی اسکی عیار پچپان کبھی جستجو کر رہی ہین چار پہر رات
اسی فکر و کوشش مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت ۔۔۔ خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند ۔۔۔ لحافِ غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست ۔۔۔ بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

علم آفتاب نکلا جب ۔ فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ۔ رونق تخت لاجورد ہوا

دیگر

ہوا میدان چرخ سے اک بار ۔ مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

شیر اعظم بصد شوکت و حشم برآمد ہوا شعاعین پھیلنے لگین ہر طرف یہی صدا تھی سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی روشنی نے آفتاب کی تمام عالم کو منور و روشن کیا ملکہ گلگونہ لباس زرین پہنکر دریا کے جواہر مین غوطہ زن جوڑا ترچھا باندھا ہوا تخت پر سوار کنیزین چہار جانب سے گھیرے ہوے اس شوکت و شان سے میدان مین آکر پہونچی ادھر سے خواجہ تخت پر سوار قران نامدار ساتھ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے برق و چالاک راست و چپ ساتھ ہین و دیگر شاگرد جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف زمرد جادو بالشکر ساحران میدان مین آکر پہونچا ایک طرف سے بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی میدان مین آکر پہونچے صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر ۔ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ۔ یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و رہ دراز ست و ما بیخبریم

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے گلگونہ تیغہ لیکر تخت سے کودی جست و خیز کرکے میدان مین آئی مگر دیکھ رہی ہی کہ خواجہ بھی تخت پر سوار ہین لیکن نقاب چہرے پر ڈالے ہین حیران ہو گئی کہ ای گلگونہ یہ کیا معرکہ ہی کہ نقاب چہرے پر ڈالی ہی اس مین بھی کچھ مطلب ہی مگر گلگونہ نے میدان مین آکر جست و خیز کرکے آواز دی کہ او ساربان زادے کیا مقابلے مین نہ آئیگا یہ تو نے برقع بیحیائی کیسا منھ پر ڈالا ہی خواجہ عمرو نے تخت رکھوایا اور گلگونہ کی طرف چلے مگر تیغہ یا خنجر پاس نہین ہی بالکل نہتے ہین گلگونہ نے جو عمرو کو آتے ہوے دیکھا سر سے گوپھن کھولا گلہ گوپھن مین پتھر دیا اور عمرو کی طرف پھینکا خواجہ نے دیکھا کہ پتھر طرف سر کے آتا ہی بیٹھ گئے پتھر نکل گیا گلگونہ نے دوسرا پتھر کھینچا مارا عمرو نے جست کی کہ پتھر پاؤن کے نیچے سے نکل گیا

سات پتھر گلگونہ نے عمرو پر مارے مگر عمرو نے پتھر خالی دیے جب کوئی پتھر عمرو نے نہ کھایا تو گلگونہ
کمندین لیکر جھپٹی عمرو پر کمندین مارنے لگی جب عمرو پر کمندین مارتی ہی عمرو جست کرکے خالی
دیتے ہین کبھی حلقون مین سے سُبک ہو کر نکل جاتے ہین آخر گلگونہ نے دیکھا کہ عمرو کمندون مین
کبھی نہ پھنسا تب ناچار ہو کر تیغ کھینچا عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک عرض میری
قبول کیجیے سر مین نذر کرتا ہون گلگونہ نے کہا کہ او عاشق فاسق بیان کر کہ کیا چاہتا ہی عمرو نے
کہا کہ مین چاہتا ہون ہاتھ گلے مین ڈالون تم تیغ مارو سر کٹ کر قدمون پر گرے میری آرزو
حصول ہو جائے گلگونہ نے کہا کہ او نگوڑے مکار یہ آرزو تیری کبھی پوری نہ ہو گی ای عمرو
تو نے وہ وہ مکر میرے ساتھ کیے کہ مین نے آج تک یہ جھگڑے نہ دیکھے تھے مگر یہ بتاؤ کہ کہان
مجھکو گرفتار کیا تمھارا شاگرد جو کالیا ہی اُسنے ہر مقام پر آکر مدد کی اپنی عیاری دکھائی لیکن
تمسے کچھ نہوا اب تیغ جھمکاتے کے ساتھ گلگونہ سے چل رہا ہی مگر خواجہ خالی دے رہے ہین
اپنے کو بچاتے ہین اور یہی کہے جاتے ہین کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین سر
برا اپنے نذر لایا ہون اس کو قبول فرمائیے مگر آرزوے دل نکال دیجیے اپنے قریب آنے دیجیے
مین دونون ہاتھ حمائل گردن کرون میری آرزو نکل جائے بعد مرنے کے روح نہ تڑپے ای
جان جہان و ای سردار معشوقان تم عاشق کے دل کے حال سے آگاہ نہین ہو یہ راتین ہجر کی
تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین وہ سیاہی ہوتی ہی کہ دل کو یقین ہوتا ہی کہ بخت سیاہ کا سامنا ہی یا سپیدی
بات ہی کہ نشان پر وہ ظلمات ہی گلگونہ ان باتون کو سُن کر ہنس ہنس کر جواب دیتی ہی کہ او
سامان زادے کیون باتین بناتا ہی اب تیری زندگی کا چراغ گل ہوتا ہی آج ضرور قتل
کرونگی تیرے قتل سے مُنہ نہ موڑونگی یہ کہکر تیغ کمر کو بتاکر سر پر مارا کہ پہلے سر پر خواجہ کے بڑا
اوچھا سا زخم آیا خواجہ نے کہا ابکی تیغ ایسا لگائیے کہ سر تن سے اُڑ جائے مگر قدمون پر سر گرے
کہ آرزوے قدمبوسی حاصل ہو جائے کوئی حوصلہ دل مین نہ رہے گلگونہ نے تیغ چمکا کر کہا کہ ابکی
ایسا ہاتھ مارون کہ رشتۂ حیات قطع ہو خواجہ نے گھبرا کر کہا کہ دیکھو صاحب ایسا نہ کرنا مجکو زندگی
بہت عزیز ہی ابھی مین نے دنیا کا کیا دیکھا مگر گلگونہ نے تیغ چمکا کر قصد کیا کہ ہاتھ مارون خواجہ خوف
سے بھاگے گلگونہ پیچھے پلی بھاگنا خواجہ کا چالاک وغیرہ کو ناگوار گذرا کہتے ہین بڑے غضب کی

بات ہی کہ خواجہ سامنے سے بھاگے جاتے ہین قران نے کہا کہ ای چالاک یہ مقدمہ عیاری ہی اسمین
تمھین کیا دخل ہی دیکھو تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہی نہین معلوم اُستاد کیا سوچے ہین مین جانتا ہون کہ
یہ پھیر بھی خالی از لطف نہین ہی اور کیون بھاگے جاتے ہین یار و تماشا دیکھو کچھ زبان سے نہ کہو
مگر خواجہ بھاگتے بھاگتے ایک نخل کے نیچے پہونچے زیر نخل ایک غار تھا کہ اُس مین اپنے تئین
گرا دیا گلگونہ جھک کر دیکھنے لگے دل سے باتین کر رہی ہی کہ اس غار مین کیا ہی مگر اُس غار
مین خواجہ نے نقب لگائی تھی دوسری جانب سے نکل کر پشت پر گلگونہ کی آئے کنیزون نے
غل مچایا کہ ای ملکۂ عالم اپنے کو بچایئے عمرو پشت پر آپہونچا گلگونہ آواز کنیزون کی سُنکر پلٹی تھی کہ
عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ سہ
گزان اُستاد عیاران عالم ٭ سراپا دانش و عقل مجسم ٭ ہاغ دین زرکرش آبیاری ٭ جہان تنگ
در خنجر گزاری ٭ بہر کشور بلاے جان کفار ٭ عمرو آن شاہ عیاران عیار ٭ کنیزون نے جو دیکھا
کہ ہماری مالک کو لیے جاتا ہی دوسی عیار بچیان تیغ کھینچ کر آپڑین ادھر سے عیاران اسلام
پہونچے چالاک و برق و قران مع شاگردون کے آپڑے عیار بچیون کی کیا حقیقت تھی کہ
وہ ان لوگون سے لڑسکتین جو جسکے قریب پہونچا حباب مارا اور بیہوش کیا لے بھاگا گرز بھی
چل رہا ہی آخر عیار بچیون نے شکست کھائی خواجہ عمرو گلگونہ کو لیے ہوئے سامنے بادشاہ
کے آئے کہا ای شہریار انعام لائیے بادشاہ نے فرمایا خواجہ آج تمھارا عقد ہوگا تو ہم لوگون
کو کچھ شیرینی وغیرہ کھلاؤ خواجہ نے عرض کی کہ حضور بخوبی جانتے ہین کہ مجھے افلاس گھیرے ہی
جو آپ پرورش فرمائین گے تو مطلب نکلیگا ورنہ اگر ہاتھ کھینچین گے تو کوئی مطلب نہ نکلیگا بیٹے
بڑی جانبازی کی کہ اس کو گرفتار کر لایا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے اوپر احسان کیا
ہمپر کیا احسان ہوا آپ ہی کے قتل کی درپے تھی دعوی عیاری کرتی تھی مگر آپ نے کچھ خیال
نہ فرمایا آخر اس کو گرفتار کیا بادشاہ خواجہ کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر زمرد جادو
بہت جھلایا کہتا ہوا پلٹا کہ مین نے بڑی بیوقوفی کی کہ گلگونہ کے بھروسے پر رہا اگر سحر سے
لڑتا تو اپنا نام آدھے لشکر کو قتل کر چکا ہوتا مگر اب تامل نہ کرونگا ایک دن کے سحر مین زمین
ہلا دونگا دو میدان داریون مین سارے لشکر کا خاتمہ ہی ساحر آپس مین کہہ رہے ہین کہ

گھمنڈ ان کا بجا ہے بادشاہ اسلام پر سحر تاثیر نہین کرتا ایسا ہی ساحر ہو کہ اول لوح محفوظ
لے بعد اس کے اُن کو گرفتار کرے تو البتہ ممکن ہے کہ لشکر مسلمانان شکست کھائے زمرد جادو
پلٹ آیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا سب رفقا جمع ہوئین اپنے سحر کے گھمنڈ مین بلبلا رہا ہے کہتا ہے وہ
آگ لگاؤن کہ مسلمانون کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے سب سردارون نے بھی کہا کہ آپ نے
گلگونہ کا ناحق بھروسا کیا اپنے نام پر طبل جنگی بجوائیے خواہ آپ میدان مین نکلیے یا ہم سب کو
حکم دیجیے صرف بادشاہ پر سحر تاثیر نہ کریگا کل لشکر تو سحر مین پھنسے گا اگر یہ سوچیے کہ بادشاہ
سب کو بچا لیوین گے تو اتنا بڑا لشکر ہے کہان کہان پہونچین گے آخر عاجز ہو جاوینگے تھک کر
گر پڑین گے ہم لوگ بلوہ کر کے گرفتار کر لین گے اس صلاح پر زمرد رضامند ہوا کہا مین
خود میدان مین نکلونگا یقین ہے کہ میان میثاق میرے مقابلے مین آوین میثاق کو دم بھر
مین گرفتار کر لونگا شاہزادیون کی یہ مجال نہین کہ مجھسے مقابلہ کرین یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی
پر چوب پڑی ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر خدمت بادشاہ مین آئے اور
ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ ای ہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد ۔ وہی نگہبان تن و جان
تو اللہ الصمد ۔ لم یلد یار ت و لم یولد ہمہ جا دستگیر ۔ و لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفوا احد ۔
شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو زمرد جادو نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اسکا
ارادہ ہے کہ معرکہ آراے نبرد ہو اور سحر سے مقابلہ کرے بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا یہان بھی
نقارہ رزمی کڑکڑایا تیاریان ہونے لگین شب کو بادشاہ نے گلگونہ کو بلایا اور پوچھا کہ خواجہ
زمرد کو کیونکر گرفتار کیا گلگونہ نے عرض کی کہ بیشک سے مین زیر ہوئی اب مجھکو کیا عذر ہے خواہ
قتل کرین خواہ بخشین بادشاہ نے گلگونہ کا عقد ساتھ خواجہ کے کیا اور الماس کا عقد ہمراہ
چالاک کیا شب کو خواجہ نے حجلہ عروسی مین جا کر گوہر مراد حاصل کیا یہ خبر زمرد کو پہونچی
زمرد [illegible] کہا کہ کل یہ رنگ سب مٹا دین گے میرے ہاتھ سے مسلمان مہلت نہ پاوین گے
چار پہر رات گذر کر جب ساحر زرین پوش بصد جوش و خروش ہو تماشاخانہ مشرق سے نکلا میدان
چہرہ زیبرہ ہوئی مین آکر ٹھہرا تمام میدان نورانی و منور ہوا کہ زمرد جادو تین لاکھ ساحرون کو
ساتھ لیکر میدان مین آیا ادھر سے بادشاہ بشوکت تمام وارد میدان کارزار ہوئے اور

میثاق وغیرہ ساتھ ہین شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار سب کے سب تیار ہین میدان
مین آکر ٹھہرے صف بندی ہوئی نقیبون نے نکل کر نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ کر ہٹے لیکن
زمرد کو نہایت غصہ تھا خود ہی میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے بادشاہ جمجاہ نے مرکب نکالا زمرد نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا سحر کرنے لگا
مگر کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی کہ لوح محفوظ سینہ پر چسپاں رہتی ہی بادشاہ نے قریب
آکر ایک نیزہ مارا کہ شانہ اسکا زخمی ہوا معلوم یہ ہوئی دوپہر تلوار چلی ساٹھ ہزار ساحر واصل
جہنم ہوا شاہزادیون نے آگ برسا دی میثاق پرون کو درہم و برہم کر رہا تھا اب تو
زمرد گھبرایا کہا یارو تمنے دیکھا کہ کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جب ساٹھ ہزار آدمی لشکر
زمرد کے قتل ہوئے تو زمرد نے شکست فاش کھائی آخر طبل بازگشت بجا کر پلٹا مگر
ملول و حزین و اندوہگین اکیلا بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ کوئی میرے پاس نہ آئے تنہا مدہوش
بیٹھا ہوا رو رہا ہی دمبدم زانو پر ہاتھ مارتا ہی کہ کیا بدنامی ہوئی اب کیا منہ لیکر پھرون خداوند
کو کیا روے سیاہ دکھاؤن فرماوینگے ای زمرد تم نے جاکر کیا کیا عبث بچی کچھی آبرو بھی اپنی
کھویا وہ جاکر شریک مسلمانان ہوئی اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ زمین تھرائی ایک ساحرہ بدرو
و بدخو بال سر کے کھلے ہوئے سیاہ تہمد باندھے ہوئے چدریا نیلی اوڑھے ہوئے زمین سے
نکلی زمرد کو گلے سے لگایا کہا ای برادر کیا معرکہ گذرا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ آپکی
پراگندگی کی خبر پہونچی آپ کی مدد کو آئی ہون مسلمانون کو بڑا گھمنڈ ہی کہ لشکر گراں ہی مگر
سب کو ایک آن مین تباہ کردونگی لاشون سے میدان بھر دونگی زمرد جادو نے کہا کہ ای
توسن خوش قدم کیونکر قتل کریگی توسن نے کہا آپ بیٹھے تماشا دیکھیے اور مشہور کیجیے کہ غضب
خداوندی مین بادشاہ پھنسے ہین اب خداوند کو غصہ ہی کہ کوئی زندہ نہ بچیگا مرکب والے صحرائی
آوینگے لشکر اسلام کو تباہ کرینگے میرا آنا کسی پر ظاہر نہ کرنا زمرد خوش ہوگیا کہا ای
توسن تیرے آنے سے دل کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی توسن خوبی زمرد سے وعدہ کرکے
رخصت ہوئی زمین مین غرق ہوکر روانہ ہوگئی لیکن زمرد نے یہ مشہور کیا کہ خداوند کا نامہ
آیا ہی مرکبان صحرائی آینگے اور لشکر طلسم کشا کو تاہیت مار مار کر روند ڈالینگے اور طلسم کشا کی

بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاوینگے بادشاہ نے بھی یہ خبر سُنی کہ زمرد نے یہ مشہور کیا ہی کہ مرکبہاے
صحرائی آوینگے وہ لشکر اسلام کو تباہ کر دینگے بادشاہ نے فرمایا خداے بزرگ است
جو کچھ ہو گا وہ دیکھینگے پہر رات گئے تک دربار مین رہے بعد اُسکے دربار برخاست کیا
خوابگاہ مین آرام فرمایا یکایک فیروزہ نے تھوڑی دیر کے بعد آکر جگایا کہا ای شہریار دو
گھوڑے صحرا سے آئے ہین لشکر کو تباہ کر رہے ہین بہسون خیمے گرا دیے ہین صدہا سپاہی
مارے گئے بادشاہ گھبرا کر باہر نکلے دیکھا حقیقت مین دو گھوڑے لشکر تباہ کر رہے ہین بڑے
بڑے چابکسوار و سائیس نامدار جب گھوڑون کو گھیرتے ہین گھوڑے دولتیان اور ٹنگین
مارتے ہین بادشاہ نے ہر چند اشارہ کیا کہ ان گھوڑون کو گرفتار کر لو مگر وہ گھوڑے صبح تک
لشکر مین رہے اور پامال کرتے رہے جب صبح ہونے لگی اور ستارہ سحری آسمان پر چمکا دونون
گھوڑے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بادشاہ جمجاہ نے جو شمار چاہا ہرکارون نے پرچہ دیا کہ دس
ہزار آدمی آپ کے لشکر کے گھوڑون کی بدعت سے کام آئے بادشاہ کو سناٹا آگیا رفیقون سے
پوچھا کہ یہ کیا معرکہ تھا سب نے عرض کی کہ جنگلی گھوڑے تھے اتفاق سے ادھر نکل آئے اور
چابکسوارون نے اور سائیسون نے کیسی کیسی کوشش کی کچھ نہ ہوا گھوڑے لڑ بھڑ کر
نکل گئے ایک ہرکارے نے عرض کی کہ مین پیچھے مرکبون کے گیا تھا جنگل مین جا کر گھوڑے
غائب ہو گئے یہ پتہ نہ ملا کہ کہان سے آئے تھے اور کہان گئے بادشاہ خاموش ہو رہے پہر رات
گئے آرام فرمایا آنکھ بھی نہ لگنے پائی تھی کہ لشکر مین غلط ہوا بادشاہ گھبرا کر نکل آئے دیکھا وہی گھوڑے
کوہ سرین دکوہ کفل پشت برہنہ لجام وغیرہ ندارد لشکر کو پامال کر رہے ہین رات بھر وہی
ہنگامہ رہا دس ہزار آدمی آج بھی کام آئے تیسرے دن بادشاہ نے صبح تک وہی تماشا دیکھا
صبح ہوتے ہوتے گھوڑے طرف صحرا کے روانہ ہوے آج بھی پرچہ اخبار گذرا کہ دس ہزار جوان
مارے گئے خیمے بہت سے گرے بادشاہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ پیچھے مرکبون کے جاؤ دیکھو
یہ کہان جاتے ہین ہرکارے پیچھے پیچھے گھوڑون کے چلے جا کر دیکھا کہ جنگل مین جا کر وہ گھوڑے
نابود ہوے ہرکارے ناچار ہو کر پلٹ کر آئے آکر بادشاہ سے خبر کہی کہ گھوڑے جنگل مین
غائب ہو گئے پتہ اُن کا نہین ملتا بادشاہ نے فرمایا دیکھا جائیگا سب سردار اپنے اپنے

مقام پر خاموش بیٹھے ہین بادشاہ نے میثاق سے پوچھا کہ ای میثاق یہ کیا معرکہ ہی میثاق نے
کہا جنگلی گھوڑے ہین اتفاق سے نکل آئے روشنی لشکر کی دیکھکر ادھر متوجہ ہوگئے میری
عقل مین اور کچھ نہین آتا سات دن برابر وہ گھوڑے آئے سب کو معلوم ہوا کہ میثاق
کامل و اکمل ہی اگر مقدمہ سحر ہوتا تو ضرور آگاہ ہو جاتا مگر سات دن کے عرصے مین ہزارون
آدمی مارے گئے ہرکارون نے لاکھ جستجو کی مگر کچھ پتہ معلوم نہ ہوا بادشاہ حیران و پریشان
ہین جب رات آتی ہی تو بادشاہ بہت گھبراتے ہین فرماتے ہین بندگان خدا پر کیا مصیبت
ہی رات بھر گھوڑے لڑتے ہین صبح کو شمار ہوتا ہی کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا فرزند قتل ہوا کسی کا
باپ راہی ملک بقا ہوا لشکر مین عجب ہنگامہ ہوتا ہی مجھپر بہت شاق ہی بندگان خدا کا قتل ہونا
غضب ہی کاشکے کسی سے لڑائی پڑتی دس اگر یہان کے قتل ہوتے تو دس وہان کے قتل ہوتے
یہ بھی منظور تھا دو گھوڑے منھ زور چست و چالاک نہایت بے باک لشکر پر آپڑتے ہین ہزارہا
چابک سوار قتل ہوتے ہین سب نے کیسا کیسا گھیرا مگر وہ طرارہ بھر کے نکل جاتے ہین یہ ذکر
تھا کہ خواجہ عمرو تشریف لائے بادشاہ نے فرمایا کیون ای شہنشاہ اوج عیاری اب
تیا عقدہ بہت منظور خاطر ہوا کہ آپ رات دن حجلۂ عروسی مین داخل رہتے ہین آپکو کچھ خبر بھی ہی کہ
ہمپر کیا گذرتی ہی آج سات دن سے برابر دو گھوڑے جنگل سے آتے ہین دس ہزار جوانون
کو قتل کرکے نکل جاتے ہین جس کو پشتک ماردی وہ پامال ہوا جسکو دولتی ماری ہاتھ پاؤن
ٹوٹ گئے منھ سے پکڑکے سر چبا جاتے ہین اس طرح سے دس ہزار جوان روز قتل ہوتے ہین ایک
کنارہ لشکر کا خالی ہو گیا خاک اڑ رہی ہی سب سردارون نے خواجہ سے منت کہا کہ اسکی کچھ
تدبیر کیجیے خواجہ نے کہا کہ مین مرد مفلس کیا ترکیب کرون چالاک اپنی معشوقہ کو لائے انکو
خلعت دیا گیا جب مین کوئی کار نمایان کرتا ہون تو مجکو ایک خرمہرہ بھی بطور انعام کے
سرکار سے نہین مرحمت ہوتا سب نے اس گفتگو پر خواجہ کی کچھ کچھ روپیہ پیش کیا اور یہ کلمہ
کہا کہ یہ رونمائی کی بابت آپ کو دیا گیا ہی بعد ظہور اس امر کے اور بھی آپ کو دیا جائیگا خواجہ
نے روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور لشکر سے نکلے شام سے صحرا مین آکر ایک نخل پر بیٹھے پہر
رات گئے دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا وہ ہی دونون مرکب طرارے بھرتے ہوے آتے ہین

خواجہ اُن کے پیچھے چلے دونون گھوڑے لشکر پر آکر گرے رات بھر جنگ کرتے رہے صبح کو
جب چلے تو خواجہ اُن کے تعاقب مین ہوے جنگل تک تو گھوڑے آئے بعد اُسکے خواجہ نے
دیکھا کہ ایک بونڈلہ گرد کا بلند ہوا اُس بونڈلے مین وہ گھوڑے مخفی ہوے خواجہ عمرو
دیکھ رہے ہین کہ یہ گھوڑے کدھر جاتے ہین تھوڑی دور بڑھ کر وہ بونڈلہ بھی غائب ہو گیا
خواجہ پلٹ آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا کہ گھوڑون کا حال نہین کھلتا مگر مین آپ سے
یہ عرض کرتا ہون کہ کسی نے ان کو بھیجا ہی جنگل مین ایک بونڈلہ گرد کا اُٹھا اول اُس مین
وہ دونون گھوڑے داخل ہوے بعد تھوڑی دیر کے وہ بونڈلہ بھی نظرون سے غائب ہو گیا
انشاء اللہ آج دریافت کرلاؤنگا شام تک خواجہ لشکر مین رہے شام کو تخت زبرجدی پر
سوار ہوے طرف لشکر زمرد کے چلے تخت اُڑتا ہوا جاتا ہی زمرد اپنی بارگاہ مین بیٹھا
ہی کہ دیکھا تخت پہ خداوند جمشید ثانی تشریف لائے ہین اپنے مقام سے پکارتا ہوا اُٹھا
کہ خداوند تشریف لائیے جمشید نے کہا کہ مین تیری ملاقات کو آیا ہون کئی دن سے تیرا
کچھ حال نہین معلوم تھا تخت جمشید کا اُترا جمشید نقلی بارگاہ مین زمرد کی آکر بیٹھا زمرد
نے کہا کہ یا خداوند جو سوچا تھا وہ سب خلاف ٹھہرا گلگونہ مسلمان ہو گئی بادشاہ پہ سحر تاثیر
نہین کرتا لیکن اب وہ تدبیر ہوئی ہی کہ چند روز مین لشکر مسلمانان تباہ ہو جائیگا رات بھر
مسلمانون کو چین نہین ملتا جمشید نقلی نے کہا کہ مین سب کچھ جانتا ہون لیکن تم اپنی زبان سے
بیان کرو کہ یہ سحر کیسے کیا زمرد نے ہنس کر کہا کہ یا خداوند آج تک مین نے زبان سے نہین
نکالا پھر زمرد نے چپکے سے کہا کہ یا خداوند جس روز گلگونہ مسلمان ہوئی مین اُس روز نہایت
پریشان بیٹھا تھا کہ اب کیا ہوگا میدان بھی لڑا آیا مگر کوئی مدعا حاصل نہ ہوا اُس وقت بہن
میری توسن خوش قدم آکر پہونچی اور اُسنے مجکو تسکین دی آج سات آٹھ دن سے دو گھوڑے
لشکر اسلام مین آتے ہین رات بھر جنگ کرتے ہین اس آٹھ دن مین ستر اسی ہزار آدمی
لشکر اسلام کے قتل ہوے رات کی نیند اُن سب کی جاتی رہی اب نہین معلوم بلکہ توسن خود
گھوڑے کی شکل بن کر آتی ہین یا کسی اور کو روانہ کرتی ہین مجھپر بھی یہ راز نہین کھولا یہ سُن کر
جمشید نقلی نے کہا کہ بس اب خاموش رہو مین سمجھ گیا اب مین تدبیر کرلونگا وہ تقریر کرون

که ایک مسلمان زنده نه رہے جب بادشاه اکیلے ره جاوینگے تب تدبیر ہو جائیگی یہ کہہ کے
جمشید اُٹھا کہا ای زمرد رخصت ہوتا ہون زمرد نے کہا بھی یا خداوند چند ساعت تشریف
رکھیے صحبت عیش آراستہ ہوگی گانا وغیره سُنیئے شراب نوش فرمائیے جمشید نے کہا که ای
قوت بازو مجکو بڑی ضرورت ہی یہ کہہ کر اُٹھا تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوا جنگل مین آکے
تخت زنبیل مین رکھ لیا زمرد کی شکل بن کر صحرا مین کھڑے ہوے پکار کر آواز دی که ای
ہمشیره صاحبہ تمھاری ملاقات چاہتا ہون جب تین آوازین دین تو ایک طرف سے
آواز آئی که ای برادر کیا ہی میری ملاقات کو تم کیون چاہتے ہو زمرد نقلی نے کہا که ای
ہمشیره کچھ کہنا ہی ایک طرف سے دیکھا که توسن خوش قدم آتی ہی لیکن دونون ہاتھون
مین دو مٹی کے گھوڑے ہین قریب آکر کہا که ای برادر مجکو کیون تکلیف دی زمرد نے کہا که ای
ہمشیره حقیقت مین تم نے خوب انتظام کیا آج جو مین نے خبر منگائی تو یہ معلوم ہوا که ستر
اسّی ہزار اہل اسلام مارے گئے یقین ہی که دس پانچ روز مین بادشاه اکیلے ره جاوینگے
پھر اُن کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی سو دو سو سے بلوه کر کے گرفتار کر لینگے توسن نے
کہا که ای برادر اگر تم پہلے سے کہتے تو اتنا طول نہ بڑھتا زمرد نے کہا که ای ہمشیره تمھاری
مدد سے سب کچھ ہو جائیگا پندره بیس دن مین کوئی زنده نہ بچیگا زمرد نے جیب سے
گلوری نکال کر کہا که لو ہمشیره یہ گلوری کھالو وه گلوری توسن نے کھائی کھاتے ہی کہا
که ای بھائی اس گلوری مین کیا تھا که کلیجہ جلنے لگا زمرد نقلی نے کہا که ای ہمشیره صاحبہ
مین بھول گیا بیہوشی پڑ گئی یہ سُنتے ہی توسن نے کہا که ارے تو کون عمرو نے کہا او توسن
تو نے کیا مجکو نہین پہچانا توسن نے کہا که مین خوب جانتی ہون که تو میرا بھائی ہی عمرو
نے کہا که مین تیرا باپ ہون توسن نے کہا که یہ کیسی باتین کرتے ہو مین تمھاری خیرخواه ہون ایسی
باتین نہ کرو عمرو نے کہا که ای توسن اتنی منہ زوری نہ کرو مین تم پر سواری لونگا تجھے نہین
پہچانتی ہو منم سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری توسن چاہتی که عمرو کو گرفتار کرے
دو قدم چلی تھی که لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعره کیا نعره کہ منم [illegible] عمرو [illegible]
مین عیار صاحبقران [illegible] نام سے کانپتا ہی جہان [illegible]

مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار ہو کر قدم ٭ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ٭ اُڑا دون صبا
کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو ٭ دو ندہ جہانگرد طرار ہون ٭ جہانگیر عالم
کا عیار ہون ٭ خنجر مار کر سر توسن کا علیحدہ ہوا عمرو نے کپڑے اُتار لیے لاشہ برہنہ جنگل مین
ڈال دیا مگر زمرد نے ہرکارے مقرر کر رکھے ہین کہ جب مرکب آیا کرین تو مجھکو خبر پہونچایا کرو
ہرکارے ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین پہر رات گذری دو پہر رات گذری صبح ہو گئی مگر کوئی
مرکب نہ آیا ہرکارے پریشان پلٹے سامنے زمرد کے آکے کہا ای شہنشاہ نہین
معلوم کیا ماجرا گذرا کہ آج شب کو مرکب نہین آئے مسلمان خوب چین سے سوئے آٹھ دن کے
بعد مسلمانون کو سونا نصیب ہوا سب ٹانگ پھیلا کر سو یا کیے ہمکو رات بھر گھوڑون کا نشان تک
نہ معلوم ہوا زمرد نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا آج کیا بلا کہ عالم سو گئین کہ رات کو مہم
نہین کیا سرداران نے کہا کہ حضور یہ کیا ماجرا ہے زمرد نے کہا کہ بہن میری آمادہ بربادی
مسلمانان ہوئی ہے وہ ہی گھوڑے روانہ کرتی ہے آج رات کو سو گئی ہو گی شاید دن کو مرکب
آوین مسلمان بھاگنے بھرین گے ایک مسلمان نہ بچیگا مگر یارو مین نے آج سر دربار ذکر کر دیا
مجھکو خوف ہے کہ عمرو نہ سُنتا ہو سب نے کہا کہ حضور عمرو یہان کہان وہ گلگونہ سے عیش مین ہے
دو دو دن بارگاہ شاہی مین نہین آتا عیش کرتا ہے گلگونہ کو بھی عمرو پر توجہ ہے گانا سُنا کرتی ہے
اُسکے گانے پر عاشق ہے مگر زمرد گھبرا رہا ہے کہتا ہے ہمشیرہ کی کیونکر خبر منگاؤن کہ چند ساحر روتے
پیٹتے ہوے آئے کہنے لگے کہ ای شہنشاہ ساحران ہم جنگل مین واسطے سیر کے گئے تھے کہ جنگل مین
لاشہ توسن کا ملا سر تو کوئی کاٹ کر لے گیا مگر لاشہ بے سر پڑا تھا ہم اُٹھا لائے کہ ان کو جلوا دیجیے
اور ارتھی بنوا دیجیے کہ اصلی مرکز پر پہونچ جاوین زمرد لاشہ اپنی بہن کا دیکھ کر بہت رویا کہا یارو
تعجب کی بات ہے بہن نے کسی سے ذکر نہین کیا پھر اس کو کسنے مارا مین جا کر خداوند سے پوچھتا ہون
یہ کہکر اُٹھا خدمت جمشید مین آیا کہا یا خداوند مجھپر ظاہر کیجیے کہ توسن کو کسنے مارا جمشید نے ہنسکر
کہا کہ ای زمرد تمہین نے عمرو سے بیان کر دیا اور عمرو نے تمہاری شکل بنا کر اُسے جنگل مین مارا
زمرد بولا مین نے کب عمرو سے بیان کیا جمشید نے کہا کہ عمرو میری شکل بن کر آیا تھا تمنے سب حال
اُس سے کہدیا اُسنے یہ کار نمایان کیا زمرد نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور جا کر عمرو کو لاتا ہون ٭

ایسا داغ اُسنے مجکو دیا کہ اُس کو تڑپا تڑپا کر مار ونگا یہ کہکر جلا لاشہ توسن کو جلوا دیا یہان عمرو
نے صبح کو جنگل مین آکر ایک جادوگر کو اپنی شکل پر بنایا اور آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھ رہے کہ
زمرد جو اُڑتا ہوا آیا اُسنے دیکھا کہ عمرو پھرتا ہوا آتا ہی تڑپ کر گرا عمرو کو اُٹھا لے گیا خوشی خوشی
سامنے جمشید کے لایا کہا یا خداوند معاوضہ خون توسن مین اس کو قتل کرونگا اِسنے بڑے
مددگار کو مارا دل پر داغ ہی جمشید نے کہا تم کو اختیار ہی سامنے بیٹھا کر ہوشیار بھی نہ کیا عالم
غشی مین ایک تیغہ مار دیا جادوگرون مین ہلڑ ہوا اُس ہنگامے مین کسی نے یہ بھی نہ سُنا کہ ساحر
کے مرنے کی آواز کب آئی لاشہ جنگل مین پھنکوا دیا زمرد نے کہا ہرچند کہ میری بہن کا خون
ہوا اگر بدلہ ہو گیا عمرو ایسا عیار قتل ہو گیا مگر خواجہ دربار مین بادشاہ کے بیٹھے ہین کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار دربار مین جمشید کے زمرد نے خواجہ کو قتل کیا
بادشاہ نے پوچھا کہ ای شہنشاہ عیاران کسکو قتل کرایا عمرو نے کہا کہ ایک جنگلی ساحر تھا
کچھ دل مین آیا اُسکو اپنی شکل بناکر چھوڑ دیا وہ ساحر بہت خوش ہوا یہ نہ جانتا تھا کہ موت
لیے جاتی ہی مگر زمرد سامنے جمشید کے بہت رویا اور پیٹا عرض کی کہ یا خداوند میری بہن کا
مارا جانا بڑا غضب ہوا ہرچند کہ مین نے بدلہ لیا مگر اُس کی صورت میری آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہی اگر یہ طریقہ ایک مہینہ کامل رہتا تو سب لشکر تباہ ہو جاتا یہ ذکر تھا کہ بو نے بد
دماغ مین آئی کہ تمام اہل دربار نے ناک بند کر لی جمشید نے کہا کہ یارو ناک نہ بند کرو خاموش
بیٹھے رہو خبیثہ مردارخوار آتی ہی یہ اُسکی آمد کی علامت ہی جب وہ آتی ہی تو پہلے بوے بد پھیلتی
ہی اگر وہ آئی ہی تو آفت برپا کریگی یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بال
جیسے رسیان بٹی ہوئی ہین زمین سے سر نکالا کپڑے میلے پہنے جابجا کپڑون مین پیوند سوسی
کا لنہگا اُس مین گاڑھے کا پیوند ناک سے قطرات گندیدہ گرتے ہوے اکثر ہاتھ کو ناک
مین لگا دیتی ہی اور اُنگلیون کو چاٹ جاتی ہی ایک آبخورے مین کچھ اشیاے نجس رکھی ہوئی
ہین اس طور سے برآمد ہوئی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا کہ ای خبیثہ مردارخوار
کہا سے آتی ہو خبیثہ نے کہا کہ یا خداوند مین نے خبر سُنی ہی کہ قدرت کو بڑے [illegible] سے سوجھی
مین چل نکلی وہ کون لوگ ہین کہ قدرت سے لڑتے ہین کچھ خوف نہین کرتے جمشید نے کہا کہ

وہ مجکو خدائی نہین مانتے ہین اور مین اُن کو اپنا بندہ نہین جانتا جس دن تدبیر کرونگا
دم بھر مین غارت کر دونگا خبیثہ نے کہا کہ اگر کنیز کو حکم ہو تو سب کو گرفتار کر لاؤن جمشید
نے کہا کہ ای خبیثہ جاؤ زمرد کا ساتھ دو جو کچھ کرنا سمجھ کے کرنا خبیثہ نے کہا کہ مین جا کر وہ
آفت برپا کر دونگی کہ مسلمانون کو زندگی دشوار ہو جائے آب و دانہ ترک کر دین تڑپ تڑپکر
مرین زمرد نے کہا کہ ملکہ خبیثہ چلو مین تم کو اپنی بارگاہ مین جگہ دونگا خبیثہ نے کہا
کہ آپ چلیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر زمرد تو روانہ ہوا بعد زمرد کے خبیثہ بھی چلی
کہ ذکر اسکا ہوگا لیکن لشکر بادشاہ جمجاہ اُسی صحرا مین اُترا ہی صبح کا وقت ہی کہ لشکر مین ہلڑ
ہوا بادشاہ نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ یہ کیا ہلڑ ہی چالاک برق نے آکر عرض کی کہ ایک
اگھورن لشکر مین آئی ہی پھٹا ہوا لہنگا پہنے ہوے ایک چدریا سیاہ سر پر اوڑھے ہوے
اور ہاتھ مین اُسکے آدمی کی کھوپری ہی اُسمین غلیظ بھرا ہوا ہی جسکی جانب اشارہ کرتی ہی
وہ لوگ بھاگتے ہین بازارون مین غل ہو رہا ہی بادشاہ نے فرمایا اُس کو لشکر سے نکالدو
سپاہی اُٹھے جس بازار مین وہ دوڑی دوڑی پھرتی تھی چند سپاہیون نے جاکر کہا کہ تم
ہمارے لشکر سے نکل جاؤ اگھورن نے اُن سب سے آنکھ ملا کر کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ
چلو آگے آگے اگھورن گئی پیچھے پیچھے پچیس سپاہی بھی اُس کے ساتھ گئے افسرون نے جو روکا
تو سپاہیون نے جواب دیا کہ جہان یہ جاوےگی وہین جاوینگے اور وہ خود ہم سے کہتی ہی
کہ ہمارے ساتھ چلو جنگل مین جاکر ایک کنوان تھا کہ اُس مین وہ اگھورن پھاند پڑی پچیس
سپاہی بھی اُسی کے ساتھ پھاند پڑے ہرکارون نے یہ خبر آکر بادشاہ سے کہی بادشاہ جمجاہ نے
میثاق سے کہا کہ ای میثاق کچھ ذہن مین آیا کہ یہ کیا معرکہ ہی میثاق ہنسے عرض کی کہ
ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ زمرد کی مدد کو خبیثہ مردارخوار آئی ہی یہ شعبدہ اُسی کا ہی کل
غلام اسکی تردید کریگا دوسرے دن بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے تھے میثاق بھی حاضر ہی کہ
ہرکارون نے عرض کی کہ وہی اگھورن آئی ہی بازار والون نے جو للکارا اور منع کیا کہ
ہمارے لشکر مین نہ ٹھہرو کھوپری جو اُسکے ہاتھ مین تھی اُسنے اُسے پھینک دیا اُسمین کرم
تھے وہ جو زمین پر گرے اور دوکاندار اُٹھے کہ اُسکو بازار سے نکالدین جسکے پاؤن مین کرم

لپٹ گئے وہ پانی ہو کر بہ گیا سپاہیوں نے کہا کہ ہمارے لشکر سے نکل جاؤ ورنہ ہم تمھیں ماریں گے
وہ ہنستی ہوئی طرف جنگل کے بھاگی پچاس سپاہی آج کبھی اسکے ساتھ گئے اُسی جنگل میں جا کے
آنکھوں میں پھانس پڑے اور بازار میں جو دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں سے اُترے اُن کے
پاؤں میں کیڑے لپٹ گئے چالیس پچاس دوکاندار پانی ہو کر بہ گئے میثاق نے کہا کہ کل میں
بازار میں موجود رہونگا میثاق نے رات کو سحر تیار کیا کہ ایک مرغ کاان بنا کر شانے پر
بٹھا لیا سویرے بازار میں آئے میثاق ایک طرف آ کر بیٹھے ہیں کہ وہ ہی الگورن پیدا ہوئی
میثاق کو دیکھ کر بیٹھنے لگی میثاق نے جب دیکھا کہ الگورن بازار میں نہیں آتی کھوپری ہاتھ
میں لیے ہوئے کھڑی ہے جیسے ہی میثاق نے للکارا اُسنے کھوپری کو پھینکا کہ کرم گرے
میثاق نے مرغ کو اشارہ کیا دوکاندار دوکانوں سے نہ اُترے میثاق نے منع کر دیا
ہے کہ تم لوگ اپنی اپنی دوکانوں سے نہ اُترنا مرغ جو زمین پر اُترا اُن کیڑوں کو چن چن کے
کھانے لگا ہر چند کہ اُس الگورن نے پکارا مگر کوئی سپاہی ساتھ نہ ہوا اور عرض کی کہ
اے شہنشاہ ساحران ہم کو الگورن بلاتی ہے میثاق نے منع کیا مگر مرغ نے سب کیڑے
چن لیے الگورن بھاگ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہری اور پکار کر آواز دی کہ اے میثاق میں
ابھی مگر رات کو قیامت برپا کرونگی میثاق اپنے مقام سے اُٹھے الگورن نے وہیں سے
للکارا کہ اے میثاق مجھ سے بچو نگی آخر کہاں جاؤ گے میثاق نے کہا کہ او الگورن تجھکو پکڑ پا
کے مار ڈالونگا الگورن نے جواب دیا کہ اے میثاق بہت پریشان ہو گے وہ آفت برپا کروں کہ
بھاگے گی راستہ نہ ملے میثاق نے کہا کہ کچھ بھی نہ ہوگا الگورن بھاگ گئی دوسرے دن صبح
کو میثاق بازار میں بیٹھے ہیں اور بادشاہ بھی تشریف لائے ہیں کہ دیکھیں کیا گذرتی ہے
کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا وہ لو سے سے پیدا ہوئی کہ تمام اہل لشکر
فریاد کرنے لگے وہ ابر آ کر لشکر پر چھایا اول بوندیاں پڑیں بعد بوندیوں کے کرم آسمان
سے برسنے لگے جس پر پڑا اگر آدھ پانی ہو کر بہ گیا میثاق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا وہ ہی مرغ نکال
اُس کو چھوڑ دیا مرغ کرم چننے لگا مگر ابر چھایا ہوا ہے اسقدر کرم برس رہے ہیں کہ شمار
نہیں تھوڑے سے کرم چنے ہیں کئی ہزار آدمی پانی ہو کر بہ گئے اسقدر لو سے بدحال ہو کر لوگ

گھبراتے پھرتے ہین میثاق نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری اُس مرغ کے دس بارہ ٹکڑے ہوے اُتنے ہی مرغ بن کر تیار ہوے مرغ منھ کھولے کھڑے ہین جو کیڑا آسمان سے گرتا ہو اُسے منھ مین روک لیتے ہین زمین پر نہین آنے دیتے ہوا پر مرغ اُڑتے پھرتے ہین مگر ملکہ بہار جو اپنے خیمے سے نکلین چند کنیزین ساتھ ہین اور بوے بد دماغ مین آئی بہار اعجاز بیان نے ایک گلدستہ اُٹھا کر طرف ابر کے مارا کہ ابر کو جا کر گلدستے سے ٹکڑے ٹکڑے کیا تمام لشکر مین پھول برسنے لگے وہ بوے بد مبدل بخوشبو ہوئی تمام دو کا ندار یا تو پریشان بیٹھے تھے بوے خوش جو آئی سب کے دماغ تازہ ہو گئے مرغون نے میثاق کے کرم کو چن لیا غرض لشکر کا موقوف ہوا رات کو زمرد جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ بوے بد سب کے دماغ مین آئی زمرد نے خوش ہو کر کہا کہ شاید خبیثہ مردار خوار تشریف لاتی ہین کہ یکایک زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ خبیثہ نکلی اُسی حال خراب سے کہ تمام بدن مین کیڑے لپٹے ہوے اُن کیڑون کو کھاتی جاتی ہو اور زمرد کے قریب آ کر کہا کہ اے برادر لشکر مسلمانان مین بڑے بڑے جادوگر ہین بہار اعجاز بیان نے پھول برسائے تاثیر سحر کی موقوف ہو گئی اور میثاق نے مرغ بنا کر چھوڑے اُنھون نے کرم کو چن لیا اب تامل کرو مین دوسری تدبیر کرونگی زمرد نے کہا کہ اے ہمشیرہ کوئی زور لشکر مسلمانان پر نہین چلتا یہ ذکر تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی خبیثہ سر اُٹھا کر دیکھنے لگی پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت لباس گلنار پہنے ہوے اور ایک آبخورہ ہاتھ مین اُسمین نمک بھرا ہوا اُسکو ہاتھ مین اُچھالتا ہوا اور یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے نظم

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس　　ہاے اسپر کبھی تجھے رحم نہ آیا افسوس

دل دیا اُسکو کہ بیرحم بھی نا قدر بھی ہے　　بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس

بھول کر بار فقط سے مرے آیا تھا　　حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سُنایا افسوس

کبھی ہنس ہنس کے نہ کین آپنے دو دو باتین　　عمر بھر مجھکو محبت نے رُلایا افسوس

ہاے اُلجھن ہے شب و روز پریشانی ہے　　زلف مین اُسکی عبث دل کو پھنسایا افسوس

اب جو بیٹھے ہوے پچتاتے ہین کیا ہوتا ہے　　ان حسینوں نے نہ کیون دل کو بچایا افسوس

استخوان کوئی سگِ یار کے قابل نہ رہا | آتشِ عشق نے اس درجہ جلایا افسوس
قبر مین بھی یہی ارمان سدا ہی سطوت | بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

خبیثہ نے جو یہ اشعار سُنے اور اپنے رنگ کا جوان دیکھا بیقرار ہوکر پکارنے لگی کہ ای میان گانے والے ذرا یہان آؤ اور زمرد سمجھا کہ شاید ہمشیرہ نے کوئی سحر تیار کیا ہی لوگون سے کہا کہ اس جوان کو بُلالو ہمشیرہ بُلاتی ہین وہ جوان ہنستا ہوا بارگاہ مین آیا خبیثہ کو لپٹ گیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مجھکو سامری نے بھیجا ہی مین تمھاری ملاقات کو آیا ہون خبیثہ نے کہا کہ مجھکو کیا تم سے انکار ہی جو حکم دو وہ بجا لاؤن جوان نے اہل محفل کی جانب اشارہ کیا کہ یہ سب لوگ بیٹھے ہین ان سے دل حاصل نہ ہوگا خبیثہ نے ہاتھ تھام لیا وہ جوان اور خبیثہ باتین کرتے ہوے چلے زمرد تو اسی گمان مین ہی کہ شاید یہ سحر خبیثہ کا ہی کہ اس جوان کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کریگی شاید یہ لشکر اسلام مین جاکر آفت برپا کرے گانے مین اس کے تاثیر ہی مگر خبیثہ ساتھ ساتھ اُس جوان کے صحرا مین آئی وہ ہی کنوان جس مین سپاہی گرے تھے وہان لاکر بٹھایا کہا لو اب مین سب طرح موجود ہون جوان نے ہنس کر کہا کہ ای خبیثہ شراب لاؤ ہم تم بیٹھ کر پئین تب لطف ہو خبیثہ یہ سُنکر بھاگی میخانہ مین جاکر ایک گھڑا شراب کا اُٹھا لائی لاکر سامنے اُس جوان کے رکھا کہا لو صاحب شراب پیو جوان نے کمر سے جام نکالا مٹی کا پیالہ تھا بڑی مدت کا جا بجا سے ٹوٹا ہوا خبیثہ نے کہا کہ ای جوان تمھارا نام کیا ہی اس جوان نے کہا کہ مخبس شعبدہ گر مجھے کہتے ہین خبیثہ خوش ہوگئی کہ یہ جوان جو خدمت مین رہیگا تو بڑی دل لگی رہیگی آٹھ پہر گانا سُنائیگا پہلو مین رہیگا اشارہ کیا کہ یہ جو جام تم نے نکالا ہی ہمارے ہی تمھارے لائق ہی جوان نے جام لبریز کیا اور زمین پر رکھدیا کہا ای خبیثہ سامری کے نام کی شراب گراؤ خبیثہ نے چند قطرے یا سامری کہکر زمین پر گرائے زمین پکنے لگی خبیثہ نے کہا کہ ای مخبس یہ شراب کا کیا فعل ہی مخبس نے جواب دیا کہ ای خبیثہ یہ شراب مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوئی اب اس کو پی جاؤ خبیثہ نے وہ جام پیا اُس جوان نے دوسرا جام لبریز کیا کہا ای خبیثہ یہ بھی پی جاؤ خبیثہ نے وہ بھی جام پیا اب تو لاؤ لاؤ لگ گئی وہ جوان پلانے جاتا ہی جام

پھر جام دیتا ہی دس جام برابر پلائے آدھا گھڑا شراب کا پلا دیا خواجہ عمرو حیران ہین کہ
نصف گھڑا پلا دیا اور اس کو نشہ نہین معلوم ہوتا دمبدم لاؤ لاؤ کہے جاتی ہی عمرو نے اول
جو دو جام اس کو دیے تھے وہ سادے تھے بعد کے جامون مین بیہوشی کم تھی ابکی مرتبہ عمرو نے
بہت سی بیہوشی ملاکر خبیثہ کو جام پلایا یہ جام پیتے ہی تھرکنے لگی ہاتھ چمکاتی ہی اور کبھی ہاتھ
بڑھاتی ہی چاہتی ہی گلے مین اس جوان کے ہاتھ ڈالدون خواجہ اپنے کو بچاتے ہین مگر اس
جام نے وہ تاثیر کی کہ گھبراکر اُٹھی چاہا ناچون جیسے ہی چرخ مارا لہراکر گری خواجہ نے اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو ؎ عمرو ہون مین عیار صاحبقران ۔۔ مرے نام سے
کانپتا ہی جہان ۔۔ تراشندہ ریش کذا بان ۔۔ زمانے کا مکار و غدار ہون ۔۔ مرا تیز رفتار
ہو گر قدم ۔۔ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ۔۔ اُڑا دون صبا کے کبھی مین ہوش کو ۔۔ نہ پہونچے
مری گرد پاپوش کو ۔۔ دو نیمہ جہانگیر و طرار ہون ۔۔ جہانگیر عالم کا عیار ہون ۔۔ عمرو نے خنجر
کمر سے کھینچا چاہا قتل کرون کہ کنوئین کے پانی نے جوش مارا عمرو نے دیکھا کہ وہ جو سو سوا سو
سپاہی کنوئین مین کودے تھے وہ سب پانی پر بیٹھے ہین عمرو نے ہر چند پکار کر کہا کہ یارو
کیون حیران بیٹھے ہو خبیثہ کو مین نے بیہوش کیا اب تو نکل آؤ مگر اُن جوانون نے کچھ جواب
نہ دیا بس عمرو نے چھاتی پر چڑھ کر خبیثہ کا سر کاٹا مرتے ہی خبیثہ کے پانی کنوئین کا خشک
ہوگیا وہ سب جوان بیٹھے ہین اور پکار رہے ہین کہ اے اُستاد ہم کو نکالیے عمرو نے کمند پھینکی
اور کہا اسپر چڑھ آؤ وہ سب جوان صحیح و سالم کمندون کے حلقون مین پانون رکھکر نکل آئے
عمرو نے دیکھا کہ سب صحیح و سالم ہین خبیثہ کا لاشہ دیکھکر وہ جوان سب خوش ہوئے عمرو
سب کو ساتھ لیکر چلا لاشہ خبیثہ کا برہنہ پڑا ہوا ہی کنوئین سے ایک سگ صحرائی نکلا
خبیثہ کی لاش کو منھ مین دباکر طرف لشکر زمرد کے چلا زمرد بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چند کتے
دروازے پر غل مچانے لگے زمرد نے کہا کہ یہ سگ ہاے صحرائی کہان سے آئے سب نے دیکھا
کہ اُنھین کتون مین ایک سگ کلان ہی وہ لاشہ خبیثہ منھ مین دبائے ہوے آتا ہی لوگون نے
زمرد سے بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہی خبیثہ مردار خوار قتل ہوئی ایک سگ سیاہ لاشہ
اُسکا منھ مین دبائے ہوے لاتا ہی زمرد روتا ہوا باہر نکلا کتے سے پوچھا کہ ارے خبیثہ

پر کیا گذری کتے نے اپنی آواز مین کچھ کہا زمرد نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو تم لوگ سمجھے وہ جوان جو
آیا تھا وہ عمرو عیار تھا لگا کر خبیثہ کو لے گیا جنگل مین لیجا کر قتل کیا میرا سارا خاندان برباد
ہوا ہمارے خاندان مین خبیثہ وہ ساحرہ تھی کہ جس معرکے پر گئی اُس کو فتح کیا مگر یہان
آکر ایسی حقیر ہوئی کہ اُس کا مکر نہ چلا بہار اعجاز بیان و میثاق نے مل کر اس کا سحر
مٹایا ورنہ یہ وہ سحر کرتی تھی کہ لشکر دشمن لوے بدسے پریشان ہوجاتا تھا مہلت نہ پاتا تھا
لیکن میثاق وہ ساحر ہے کہ اُسنے رنگ سحر خبیثہ مٹایا بہار اعجاز بیان نے پھول
برساکر سب کو بچایا تاثیر سحر کی نہ ہونے پائی مگر مقام افسوس ہے کہ اہالی چاہ صحرائی نے اُسکو
نہ بچایا مین جاکر دریافت کرتا ہون یہ کہکر زمرد صحرا مین آیا کنوان دیکھا کہ خشک پڑا ہے اور
تھالے خون کے جابجا بھرے ہین قیدی بھی اس کے نکل گئے زمرد روتا ہوا لشکر مین آیا اور
سردارون سے کہا کہ آج رات کو شبخون مارونگا یا تو آج اپنی جان دی یا لشکر مسلمانان
مٹادیا کہ ایک جوان غول مین سے نکل کر سامنے زمرد کے آیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران
کیا ارادہ ہے آج آپ کو تردد زیادہ ہے زمرد نے کہا کہ ارادہ ہے کہ لشکر دشمن پہ شبخون مارون
جوان نے کہا کہ بہت بہتر تجویز کی ہے زمرد سے باتین کرکے سب حال دریافت کرلیا زمرد اپنے
مقام سے اُٹھا اور کہا اول تو مین عمرو کو لاتا ہون لاتے ہی قتل کرونگا بعد اُسکے شبخون
مارونگا یہان خواجہ زمرد سے حال شبخون کا دریافت کرکے طرف لشکر کے جاتے ہین صحرا مین
آتے تھے ایک مسافر کو دیکھا کہ جاتا ہے دوڑ کر کمر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ بھائی تم نے دیکھا کہ
اس گانون مین بیل جاتا تھا اُسنے اس مقام پر آکر بچہ کو سینگ مارا کہ کمر مین اس مقام پر درد
ہو رہا ہے ٹٹول لیا کہ کمر مین اس کے ہمیانی بندھی ہے کہا بھائی ذرا یہان ٹھہر جاؤ تو ہم تمھین
شربت پلائین تم ہمارے گھر دیا دو یہ کہکر خواجہ نے اُسکو کنوئین کی جگت پر ٹھہرایا اپنے پاس سے
شکر نکالی پانی بھر کے شربت بنایا پہلا جام مسافر کو پلایا مسافر پیتے ہی گر کر بیہوش ہوا عمرو
نے اول اُس کی ہمیانی کھولی روپئے نکال لیے کپڑے وغیرہ اُتار رہے ہین کہ زمرد جادو جو
اُڑتا ہوا آتا تھا اُسنے آسمان سے دیکھا کہ عمرو ایک مسافر کے کپڑے اُتار رہا ہے جی مین کہتا ہے
کہ یہ سارہان زادہ دن بھر لوٹتا پھرتا ہے اس کے پاس مال بہت ہوگا یہ سوچ کر آسمان سے

سحر کیا کہ عمرو کے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا زمین پہ پانون تھام لیے زمرد نے اُترکر عمرو کو گرفتار کیا
بہت خوش ہی کہ اب اس ساربان زادے کو قتل کرونگا یہ خبیثہ اور میری بہن کا قاتل ہی سب
عزیز خوش ہونگے کہ معاوضہ خون خبیثہ لیا یہ سوچ کر عمرو کو لیچلا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا
سامنے سے ایک ساحر آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای زمرد جادو کیا کارنمایان کیا عمرو ایسے عیار
مکار کو گرفتار کیا دیکھو قدرت نے کیا فرمایا ہی کاغذ ہاتھ مین تھا جھپٹ کر قریب زمرد کے آیا
کہا قدرت قصر ہفت رنگ مین بیٹھے تھے خود بخود ہنسے سردارون نے پوچھا کہ قدرت کا کوئی فعل
خالی از مصلحت نہین ہوتا قدرت نے کہا کہ ای ماہیان جادو جلد اسنے کو پہونچاؤ کہ زمرد عمرو
کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی اُسپر افتاد پڑا چاہتی ہی چاہیے یہ نامہ دیکر ہوشیار کردو کہ کسی
کے دام مکر مین نہ پھنسے یہ کہکر کاغذ ہاتھ مین دیا زمرد نے پشتارہ عمرو کا زمین پر رکھدیا
اور کاغذ ہاتھ مین لیا جیسے ہی لفافہ کھولا دھوان نکلا زمرد جادو ارے کہکر بیہوش ہوا
اُس ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ برق سے مرا نام ہی برق خنجر گزار ٭ کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون ٭ کہے کون مکار و غدار ہون ٭ کرون سیکڑون کوس کی راہ
طی ٭ ارسطوے ذی علم شاگرد ہی ٭ ہنر بر قدم غرب ہی شرق ہی ٭ چھلاوہ ہون مین نام بھی برق
ہی ٭ جیسے ہی نیمچہ مارا زمرد کے سر سے اُچٹ گیا برق حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ عمرو
چاہتے ہین کہ زمرد جھٹ پٹ قتل ہو تو مین رہائی پاؤن لباس وغیرہ اسکا اُتارلون برق
نے جب دیکھا کہ مین نے کئی نیمچے مارے اور تاثیر نہ ہوئی اسکی کمر سے کردھنی کھولنے لگا اب عمرو
کو کہان تاب کہا ارے کمبخت یہ کیا بدعت کرتا ہی خبردار کردھنی نہ لینا مین پہلے ہی اس کو
تاک چکا تھا اور تو چاہتا ہی کہ مین کردھنی لیکر نکل جاؤن برق نے کہا کہ اُستاد آپ کا پشتارہ
باندھکر لیچلونگا میثاق وغیرہ سحر اُتار دینگے خواجہ نے کہا کہ لیچل برق فرنگی نے زمرد
کو تو وہین چھوڑا آپ عمرو کو لیکر چلا لیکن ایک ساحر لشکر زمرد کا کسی کام کو جنگل مین آیا تھا اُسنے
جو زمرد کو بیہوش دیکھا ہوشیار کیا کہا ای شہنشاہ ساحران آپ یہان کہان بیہوش پڑے
تھے زمرد نے کہا کہ مجھکو عیار بیہوش کرکے ڈال گئے چاہتے تھے کہ قتل کرین ہنر نے مجھکو بچایا
وہ بھاگ گئے آخر اُٹھکر وہان سے اپنے لشکر مین آیا ساحرون نے پوچھا کہ کہان تشریف لیگئے تھے

زمرد نے کہا کہ مین تلاش عمرو مین گیا تھا عمرو کو گرفتار کیا لیکن عیار ساحر بن کر آیا اُسنے عمرو کو
رہا کر لیا لشکر مسلمانان مین بڑے بڑے ساحر موجود ہین سحر عمرو کا اُتار لین گے کہ پھر کار سے
دور ٹرے ہونے آسے لیکن بدد عا کے عرض کی کہ برق فرنگی پیشتار ہ عمرو کا ایک بارگاہ سعد مین
پہونچا میثاق نے سحر آپ کا اُتارا عمرو صحیح وسالم ہوکر آپ کی فکر مین نکلا ہی زمرد نے کہا کہ مین
خود اُسکی فکر مین ہون صبح وشام مین لاتا ہون یہ کہہ کے پھر چلا خواجہ عمرو بارگاہ سعد سے
نکلے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ساربان نرا دسے کہان جاتا ہی منم زمرد جادو کڑک کے
گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دے کر لیپٹا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یار دوڑو مجکو زمرد لیے جاتا ہی
میثاق کوہ گرد ان کے کان مین جو آواز آئی اپنے مقام سے اُٹھا بیرون بارگاہ آکر دیکھا
کہ خواجہ پنجے مین زمرد کے دبے ہوے ہین زمرد چاہتا ہی کہ بلند ہوکر نکل جاؤن میثاق
نے قصد کیا کہ سحر کرون ہاتھ مین زمرد کے ایک بیضہ سیاہ تھا میثاق پر پھینک مارا پکار کر
آواز دی کہ ای سحر سامری میثاق کو خاموش کر دے ایک گنبد مختصر آسمان سے میثاق
پر گرا میثاق اُس مین بند ہو گیا زمرد نے چاہا اُترون اور میثاق کو بھی گرفتار کر لون کہ
سامنے سے بحرین آتی تھی بحرین نے دیکھا کہ پنجے مین زمرد کے عمرو دبا ہوا ہی اور میثاق کو
زمرد نے ایک گنبد سیاہ مین بند کیا ہی بحرین نے للکارا کہ او ناہنجار میثاق کو تو نے
شعبدے مین پھنسایا زمرد نے پکار کر کہا کہ ای سحر سامری بحرین کو بھی لینا بحرین کا قصد
ہی کہ ایک ٹکر مار کر اس گنبد کو گرا دون جیسے ہی گنبد مین گھسی بحرین بھی خاموش ہوئی زمرد
عمرو کو لیکر بلند ہوا لشکر مین غل ہوا کہ بحرین و میثاق کو زمرد اپنے سحر مین پھنسا گیا اور
عمرو کو لے گیا بادشاہ یہ سُنتے ہی بارگاہ سے نکل آئے تمام شاہزادیان ہمراہ ہین کہا نہین
ہٹ جائین ہم لوگ سحر کرتے ہین مگر برق فرنگی نے سُنا کہ اُستاد کو زمرد گرفتار کر کے لے گیا
برق فرنگی تڑپ کر چلا بہار اعجاز بیان نے بادشاہ کو ہٹا کر اسم سحر پڑھ کر گنبد پر پھونکا
کہ گنبد پھٹ کر گرا میثاق و بحرین نکل آئے بہار اعجاز بیان نے پوچھا کہ ای میثاق
یہ کیا ماجرا ہوا کہ تم ایسے ساحر ہو کر یون پھنس گئے میثاق نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین کیا
بیان کرون مین نے قصد کیا تھا کہ سحر کرون مگر اُسکا سحر چل گیا یہ سحر ساختہ سامری تھا مین

ہرچند قصد کیا کہ گنبد سے نکلون مجکو کوئی سحر یاد نہین آیا مگر تم نے کمال کیا کہ سحر سامری کو دفع
کردیا اب ایک فکر ہی کہ عمرو کو زمرد گرفتار کرکے لے گیا ہی ایسا نہ ہو کہ اُن کو آزار پہونچائے
بہار اعجاز بیان نے کہا کہ مین اکیلی جاتی ہون اور مین پڑتا ہی تو عمرو کو لیکر آتی ہون یہ کہکر
بہار اعجاز بیان اُڑتی ہوئی چلی یہان برق فرنگی تلوپتا ہوا چلا راہ مین ایک ساحر کی
شکل بنا دربار مین زمرد کے آیا زمرد نے آتے ہی اول عمرو کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا کہ
جلاد کو بلاؤ اور پکار کر کہا کہ کیون او ساربان زادے تو نے خجستہ کو مارا کچھ خوف نہ آیا
اب اپنے کو کس حال مین پاتا ہی عمرو نے کہا کہ ای زمرد اس حال مین پاتا ہون کہ میرا دستور
ہی کہ جہان گرفتار ہوا مالک کو مارا آج تمھاری قضا ہی بہت دن جیسے بڑے بڑے کار ہا
نمایان کیے آج قضا تمھاری دامنگیر ہوئی جب تو مجکو گرفتار کیا لیکن اب مجکو چھوڑ دو جو اپنی
زندگی چاہتے ہو تو مجکو رہا کر دو زمرد نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ کہ جلاد سامنے آیا کہا
ای شہنشاہ ساحران جسکو حکم ہو اُسے قتل کرون زمرد نے کہا کہ اس ساربان زادے
کا سر کاٹ لے جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا مگر چپکے سے کہا کہ کیون ای اُستاد والا نژاد
کیونکر پہونچا سنبھل کر بیٹھیے مین قید کاٹتا ہون زمرد نے پکار کر کہا کہ او جلاد کیا چپکے چپکے
باتین کرتا ہی ہاتھ مار دے کہ سر اسکا اُڑ جائے خواجہ سنبھل کر بیٹھے برق خنجر لیکر پیترے
بدلنے لگا زمرد سے کہتا ہی ہوشیار رہیے گا مین ہاتھ مارتا ہون زمرد نے کہا کہ مجکو کیا
ہوشیار کرتا ہی گردن کا سر کاٹ لے برق نے جھپٹ کر خنجر مارا کہ ہتھکڑی کٹی اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرہ کہ برق [illegible] منم برق رفتار خنجر گذار کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار [illegible] مین برق رفتار
ہاذن [illegible] کون مکار و غدار ہون [illegible] کرون سیکڑون کو مین کی راہ ملی [illegible] ارسطو سے [illegible]
[illegible] قدم [illegible] مغرب [illegible] مشرق ہی [illegible] ہون مین نام بھی برق ہی خواجہ کی بیڑیان دور کین
مگر برق نے بیڑیان کاٹ کر ایک ساحر جو ابر کلا اتفاقاً اسکو خنجر مار دیا [illegible] سے مین عمرو و
برق نکلے بیرون بارگاہ آئے مگر زمرد دوڑا باہر آکر دیکھا کہ دونون نے کئی جادوگرونکو مارا
ہی اور لڑتے ہوے جاتے ہین جادوگر سامنے آیا کسی کو حباب مار دیا کسی کو خنجر مارا کہ شکم
چاک ہو [illegible] پاک ہوتا ہی زمرد نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دوسرے سحر کیا اور آواز کیردی دونکو

اشارہ کیا برق و خواجہ عمرو نے کہا کہ بسم اللہ نکل جائیے خواجہ عمرو و برق جست و خیز
کرتے ہوئے نکلے سہار نے چلتے وقت اور ایک گلدستہ بار دیا کہ پھول برسنے لگے اسقدر
پھول برسے کہ ملازمان زمرد نے دامن و آستین بھر لیے مگر زمرد نے لاکھ لاکھ سحر کیا لیکن
کسی سحر نے تاثیر نہ کی بلکہ ایسا بھی نہوا کہ خواجہ و برق رک جاتے کنارے پر لشکر کے آکر
خواجہ و برق جست و خیز کرتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے سہار بھی اڑتی ہوئی چلی زمرد
ناچار ہو کر پلٹا اپنے ساتھ والون سے کہتا ہے کہ حقیقت مین عمرو بڑا صاحب اقبال ہے کہ
کس طرح نکل گیا اور کسی کے روکے سے نہ رکا مگر سہار سامنے بادشاہ کے آئی خواجہ و
برق بھی پہونچے بادشاہ نے حال پوچھا سہار اعجاز بیان نے مسکرا مسکرا کر سب کیفیت
بیان کی بادشاہ سن کر بہت ہنسے فرمایا ای سہار کیا کارنمایان کیا کس زور و شور سے جا
دونون کو رہا کیا اور رہا کر کے لائین اب سب کو نا پر ہوا کہ زمرد کی مجال نہین کہ کسی اہل
اسلام پر ہاتھ ڈالے ہرکارون نے عرض کی کہ آج کئی دن سے زمرد تدبیرین کر رہا تھا
کہ خواجہ کو گرفتار کرون اور معاوضہ خون خجیشہ مین قتل کرون مگر خدا نے اسکی آرزو نہ
پوری کی کہ خواجہ رہا ہوے مگر زمرد جو پلٹ کر آیا نہایت ہی مکدر تھا افسران فوج
نے پوچھا کہ ای افسر ساحران کیا تردد ہے زمرد نے کچھ جواب نہ دیا اور افسر کہ جو زیادہ گستاخ
تھے انھون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران مزاج کیسا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابھی
حال لشکر اسلام سے آگاہ نہین ہوے زمرد نے کہا کہ مین خوب آگاہ ہون ان شاہزادون
کا شریک ہونا قدرت پر شاق ہے مگر قدرت سے کچھ ہو نہین سکتا اگر اتنا کہتا ہون کہ بدون
عمرو کو قتل کیے چین نہ لونگا اگر سوچتا ہون تو تصویر خجیشہ آنکھون کے نیچے پھرتی ہے اگر
بارگاہ مین آکر بیٹھتا ہون تو عزیزون کا خیال آتا ہے کہ جو ان مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے
ہین ایسے ایسے ذکر و اذکار بیٹھا ہوا زمرد کر رہا ہے کہ طرف سے سحر کے گرد اڑی دیکھا کہ
ایک عیار طرار قلندورہ زر بفتی و پیتا وہ سقرلاتی لگائے ہوے پیدا ہوا بلا تکلف بارگاہ
مین آیا زمرد کو سلام کیا کہا حضور نے غلام کو نہین پہچانا زمرد نے کہا کہ آجکل میرے
حواس درست نہین ہین ایسے ملال اٹھائے ہین کہ آب و دانہ ترک ہو گیا نیند نہین آتی تم

اپنا تو حال بیان کرو کس ضرورت سے یہاں آئے ہو عیار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کیٹی
بیٹھے سے رہتا یا مسلمانان میں اثر سنتے ہیں اور ایسا ایسا بیان پڑے ہیں کہ ہمشیرہ میری گلگونہ جہانگرد
کہاں ہیں میں نے خبر سنی تھی کہ ہمشیرہ نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہے یہ خبر فرحت اثر سنکر حاضر ہوا ہوں
زمرد نے پوچھا کہ میری بارگاہ میں کبھی آئے ہو عیار نے کہا کہ میرا نام میمونہ ہے شاگرد ہو اکثر اپنی
ہمشیرہ کے ساتھ حاضر ہوا ہوں ملکہ کو بلا دیجیے وہ سب میرا حال بیان کرینگی زمرد نے
ایک آہ کی کہا اے میمونہ عجب سانحہ گذرا حقیقت میں گلگونہ ایسی لڑی کہ عمرو کبھی چھپڑواتا
مگر عمرو وہ بلا سے روزگار ہے کہ گلگونہ کو گرفتار کرکے لے گیا گلگونہ نے اطاعت عمرو اختیار
کی اب آپس میں بڑی محبتیں ہیں ہم نے خبر سنی ہے کہ عمرو کے سامنے گلگونہ گایا کرتی ہے اور گانا
عمرو کا سحر ہے ایک دن ہماری بارگاہ میں گایا تھا آج تک ہم سب کو خیال ہے گانا اس کا
سنیں یہ مجال نہیں ہے کہ گانے سے عمرو کے کوئی خورد و کلاں یا پیر و جوان رضامند نہ ہو میمونہ نے
کہا یہ حضور کا فقط خیال خام و تصور ناتمام ہے گلگونہ اس فکر میں ہوگی کہ عمرو کو غافل پاکر
پکڑ لاؤں زمرد نے کہا کہ اے میمونہ نہیں معلوم تمہارے ذہن میں کیا ہے کہ ہماری بات کا
اعتبار نہیں کرتے ہو عمرو نے گلگونہ سے نکاح کر لیا اب وہ اسکی زوجہ ہے میمونہ بولا تو غلام
رخصت ہوتا ہے ہمشیرہ کو بلا کر لاؤں اور عمرو کو بھی گرفتار کر لاؤں اب عمرو کو معلوم ہوگا
کہ عیاری ایسا چیز ہے زمرد نے کہا کہ جب جاؤگے اور گلگونہ سے ملوگے تب تم کو حال معلوم
ہوگا گلگونہ بہ شوق تمہارے نہ آئیگی اور عمرو پر ہاتھ نہ ڈالیگی میمونہ نے کہا کہ آج ہی حضور پر
حال کھلا جاتا ہے میمونہ زمرد سے وعدہ کرکے صورت بدل کر لشکر اسلام میں آیا جس خیمے
میں خواجہ تھے دروازے پر آکر کھڑا ہوا جب خواجہ بارگاہ بادشاہ میں گئے تو میمونہ ایک
کنیز کی شکل بن کر اندر آیا گلگونہ کو دیکھا کہ مسند پر بیٹھی ہے کنیزیں گھیرے ہوئے ہیں میمونہ نے
آکر گلگونہ کو سلام کیا گلگونہ نے دیکھا کہ ایک کنیز بلا وقت سلام کرتی ہے پوچھا کہ کیوں کیا
مراد ہے اور کیا چاہتی ہے میمونہ نے دست بستہ عرض کی ذرا کنارے چلیے تو میں کچھ آپ سے
عرض کروں گلگونہ اٹھی ایک گوشے میں آئی میمونہ قدموں پر گر پڑا اور کہا اے ہمشیرہ صاحبہ
اس غلام کو آپ نے نہیں پہچانا گلگونہ آنکھ ملا کر ہنسی کہا کہ اے میمونہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا

اگر آئے ہو تو مناسب یہ ہی کہ عمرو کی اطاعت کرو مین نے بڑی بڑی کوشش کی حقیقت مین
عمرو بڑا صاحب اقبال ہی کہ کسی طرح سے زیر نہین ہوا آخر سر میدان مقابلہ پڑا اس طرح مجکو
گرفتار کر لایا کہ مین نے اطاعت کی اور یہ بھی خوب سمجھ لیا کہ مذہب اسلام ٹھیک ہی اب تمھین
مناسب ہی کہ اگر ہم سے میل چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ ایک دن زمرد وغیرہ سب قتل ہونگے
ان مین سے کوئی زندہ نہ بچیگا اگر اطاعت کرتا ہی تو ٹھہرو ورنہ واپس جاؤ ایسا نہ ہو کہ عمرو
کو خبر ہو جائے تو پیچھا چھڑانا مشکل ہوگا عمرو وہ شخص ہی کہ صاحبقران جسکا شاگرد ہی کہ اگر
پہلوان دیوخصال ہو تو اُسکے ہاتھ سے پناہ نہ پائے دوسرا شاگرد برق فرنگی بلائے
روزگار ہی اس طرح کی عیاری کرتا ہی کہ اُسکا فقرہ کوئی روک نہین سکتا برق نے وہ وہ
کارہائے نمایان کیے کہ جنکا مثل نہین مگر خواجہ یہی کہا کرتے ہین کہ تجکو عیاری کرنا کبھی نہین
آئیگی لیکن یہ عیار وہ خیرخواہ ہین کہ عمرو کی باتین سنتے ہین اور پھر جانبازی کرتے ہین بیٹا
عمرو کا چالاک وہ بلائے روزگار ہی کہ جسنے ملکہ حیرت کے ساتھ شادی کی کہ جو زوجہ
افراسیاب تھی میمونہ نے گھبرا کر کہا کہ افراسیاب کون شخص تھا گلگونہ جہانگیر نے کہا
کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا کہ اٹھارہ سو ملک کا مالک تھا اہل اسلام نے جا کر گھیرا تو ہر وقت
افراسیاب اپنی جان سے بیزار رہتا تھا آخر کو مارا گیا اہل اسلام نے کل طلسم پر قبضہ
کر لیا یہ جمشید ثانی کیا بیچا ہی آخر کار ایک روز یہ بھی مارا جائیگا بس اے میمونہ اور
کچھ گمان نہ کرنا ورنہ بہت پچتاؤ گے میمونہ نے حیران ہو کر طرف گلگونہ کے دیکھا مگر دل
مین یہ ہی کہ اگر بن پڑے تو گلگونہ کو گرفتار کر کے لیچلون پھر قدمون پر گر پڑا کہا ہمشیرہ مین
بڑی کدوکوشش کر کے تم تک آیا مگر افسوس ہی کہ محروم ہی چلا گلگونہ نے کہا کہ اے میمونہ
بہتر اسی مین ہی کہ سر دربار بارگاہ شاہ مین آؤ اور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہو یا اگر تمھارے
دل مین اعتقاد نہین آتا تو برق فرنگی تمھاری فکر کریگا آخر میمونہ رخصت ہوا بارگاہ
میمونہ سے نکلا جس کنیز کو بیہوش کر کے اسکی شکل بنا تھا اُس کو بیدار کر دیا اور آپ بھاگا
دربار زمرد مین آیا سب کیفیت بیان کی زمرد نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے اب اُس کو اعتقاد
خدا سے نادیدہ کامل طور پر ہو گیا ہی میمونہ نے کہا کہ اگر مین جلد نہ چلا آتا تو وہ مجکو عیار دینے

گرفتار کرا دیتین مگر خواجہ نے جو شام کو گلگونہ کو کچھ مکدر دیکھا پوچھا کہ کیون صاحب مزاج
کیسا ہی مین آج آپ کو بہت پریشان پاتا ہون گلگونہ نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری
آج عجب طرح کا معرکہ گذرا کہ اگر اُس کو صاف صاف بیان کرون تو آپ پریشان ہونگے
مگر برق کو بلا بھیجیے تو مین صاف صاف کہدون عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھسے تو بیان کرو مین
اُس کی تدبیر کرلونگا اور برق کو تم کیا جانتی ہو وہ نہایت بے وقوف ہی کوچہ عیاری مین
اُسکو بالکل دخل نہین ہی چالاک البتہ کسی قدر ہوشیار ہی اور قران تو بلاے روزگار ہی
اِن مین جس سے کہدو گی وہ فکر تمھارے مزاج کے موافق کریگا گلگونہ نے کہا کہ تمھین ان
باتون سے کیا مطلب کہ وہ بے وقوف ہی تم اُس کو ذرا میرے پاس بھیجدو مین اُس سے
کہدونگی یہ ذکر تھا کہ برق خود براے سلام ملکہ گلگونہ آیا اور کچھ تھوڑی سی شیرینی بھی لایا
اور کہا اُستانی صاحبہ یہ ملائی کے گلگلے کیا عمدہ آپ کی بہو نے گھر مین پکائے ہین ذرا نوش
فرمایئے گلگونہ نے کہا بیٹا برق ذرا میرے پاس آؤ کنارے لیجاکر کہا کہ ای برق فرنگی
بھائی میرا میمونہ نامے آیا ہی وہ مجھ تک آیا تھا مجکو سمجھاتا تھا مگر مین نے صاف صاف
کہدیا کہ مین نے بدل اسلام اختیار کیا ہی اب مین شرکت کفار نہ کرونگی مگر تیور بد تھے
ایسا نہو یہ بدی پیش آئے تم ذرا خیال رکھنا برق فرنگی نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور
اُس کو گرفتار کرکے لاتا ہون ہرچند گلگونہ نے روکا مگر برق کب رُکتا ہی اُسی وقت
بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوا لشکر زہرد مین آکے دیکھا کہ میمونہ انتظام
لشکر زہرد مین مصروف ہی کنیزین اسکی جابجا پھر رہی ہین برق نے میمونہ کو پہچانا دیکھا
کہ عیار چالاک معلوم ہوتا ہی جب میمونہ انتظام لشکر کرکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق نے
پیچھا کیا جب وہ جاکر داخل بارگاہ ہوا برق نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی صورت بن کر
اندر آیا میمونہ کو جُھک کر سلام کیا میمونہ نے کہا کہ کیون گلشن کیا مطلب ہی برق نے کہا
حضور عجب معرکہ گذرا حضور سے عرض کرنا ضرور ہی شب کو جو سو گئی خداوند جمشید ثانی خواب
مین آکے بڑی مہربانی فرمائی مین نے مُنھ پھیر لیا کلام نہین کیا تو قدرت سے فرمایا کہ ہم نے
تجکو کمال علم موسیقی دیا جسکے سامنے گائیگی وہ مبہوت ہو جائیگا یہ کہکر ہمیرے گلے پر ہاتھ رکھا

فرمایا صبح کو امتحان کرنا مین امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے آپ کو بھی تو واضح ہو کہ علم موسیقی مین
مین کامل ہوئی میمونہ نے کہا کیا تعجب ہے تو جسمین بھی ہے اور کم سن کیا تعجب ہے کہ قدرت کو توجہ
تجبر ہوئی ہو گلشن نقلی نے ہنس کر جواب دیا جی ہان حضور انھون نے دست شفقت بھی
میرے اوپر پھیرا تھا اس عرصے مین آنکھ کھل گئی یہ کہکر بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکا
بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

کب مین رویا ہے شکوہ کیون بُلایا آپنے
بیٹھے بٹھلاتے نیا طوفان اُٹھایا آپنے

جسکو اپنے حسن پر دیوانہ پایا آپنے
رفتہ رفتہ خاک مین اُسکو ملایا آپنے

جانب صحرا چلا مین بھی گریبان پھاڑ کر
مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا آپنے

عاشقون مین ناتوان مجکو سمجھ کر اے صنم
جانکر جو غم فرقت گرایا آپنے

کیا ہوا ہے سون جایا جو حنا نے اپنا رنگ
خون عاشقون مین مرا آخر لگایا آپنے

فاتحہ کا ذکر کیا مر کر کبھی آیا نہ یاد
حیف ہے ایسا مجھے دل سے بھلایا آپنے

یا حسین ابن علیؑ شاید ہوئی کوئی خطا
کربلا مین پھر نہ سطوت کو بلایا آپنے

میمونہ نے گلشن کو بلا کر اپنے پہلو مین بٹھالیا کہا اے گلشن اصل یہ ہے کہ قدرت ستر سے اوپر
مائل ہوے تو نے گانا مانگا وہ ملا اور نہ سلطنت مرحمت فرماتے گلشن نقلی نے کہا کہ حضور ایک
بات اور ہے علاوہ گانے کے ساقی گری مین بھی کمال مرحمت ہوا اور مجھسے فرمایا کہ پاؤن سے
ناچنا ہاتھ سے پیتا نا سر سے شراب پلانا خود قدرت نے اپنے سر پر جام رکھا اور ناچتے ہوے
میرے سامنے آئے اور یہ کلمہ کہا کہ ایسی کنیزان خوش رو کو سر سے شراب پلانا چاہیے شراب پلا کر
غائب ہو گئے مجکو خیال ہے کہ تمھارے سامنے اسکا بھی امتحان ہو جاے میمونہ نے ہنس کر کہا
کہ اے گلشن آگاہ ہو کہ قدرت تم پر مائل ہوے جب تو تم کو شراب پلائی گلشن نقلی نے کہا
اگر امتحان اس کمال کا بھی لیجیے تو کنجی میخانے کی مجکو عنایت فرمایئے میمونہ نے اُسی وقت
خوشی مین آکر کلید میخانہ مرحمت کی برق فرنگی بشکل کنیز مذکور کلید لیکر میخانے مین آیا پکار کر
آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خادم و خدمتگار دوڑے گلابیان وغیرہ
لے لے کر چلنے لگے برق نے خوب شراب تقسیم کی چالیس پچاس گلابیان بڑے تکلف سے لے کر

محفل مین آیا میمونہ خوش ہوگیا کہا دیکھو میری کنیز نظر کردہ ہوئی کس نزاکت سے شراب لائی کیا قدرت کے اشارے کا یہ فیض ہی کہ خود بخود دل چاہتا ہی کہ شراب اسکے ہاتھ سے پیجیے برق نے قوبڑا گھنگرو پاؤن مین باندھے اور گت شروع کی قطعہ ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا وجد کرنے لگا نذر وادا + سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل + ماہ تابان پہ چھا گیا بادل چپکی چاشنی بتا کے سسکی لی + جان اُسنے سسک سسک کر دی + گت ناچ کر جام بلوریں لبریز کیا سر پہ رکھکر گھٹنے کے بل بیٹھا ہوا سامنے میمونہ کے آیا میمونہ اس کمال کو دیکھ کر مبہوت ہو رہا ہی جیسے ہی برق جھکا اور ہنس کر کہا کہ ایسے عیارون کو سر سے شراب پلانا چاہیے میمونہ نے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا دل مین بندوبست کر رہا ہی کہ گلشن پر قبضہ کرون یہ کمال تو بس اس لائق ہی کہ مجکو حاصل ہو محفل مسلمانان مین جاکر سب کو بیہوش کرون اس کمال کو دیکھ کر ہر شخص حیران ہوگا برق نے میمونہ کو پلا کر دورہ باندھا ساری محفل کو شراب پلائی بعد تھوڑی دیر کے ہنگامہ ہونے لگا کوئی ہنستا ہی کوئی تعریفین گلشن کی کر رہا ہی کوئی کسی کنیز کے ساتھ دل لگی کرتا ہی میمونہ بیٹھے بیٹھے بلبلا یا یہ کہکر اُٹھا کہ صاحبو تمنے ہماری محفل کو بازار بنا لیا میمونہ اُٹھتے ہی گرا بیہوش ہوا لیٹا لیٹا کہ کر اور بھی سب لوگ اُٹھے بقول شخصیکہ جو اُٹھا وہ گویا جہان سے اُٹھا تھوڑی دیر مین سب برلب فرش فرش ہوے برق نے تن کر نعرہ کیا نعرۂ برق ع منم برق رفتار وخنجر گذار + کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار + تڑپنے مین مین برق رفتار ہون + کسے کون مکار و غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی راہ طے + ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی + برق کا ارادہ ہوا کہ میمونہ کو لیکر بھاگون مگر خیال مین گذرا کچھ اپنا فائدہ بھی کرلون کنیزون کے کپڑے چھڑے اُتارنے لگا مگر زہرد اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی پوچھا کہ میمونہ کیا کر رہا ہی خدمتگار نے کہا کہ آج تو نیا معرکہ ہی گلشن نامے کنیز ساقی گری کر رہی ہی دروازے پر اُن کی بارگاہ کے خادم و خدمتگار بھی ملاحظہ کر رہے ہین چند بیہوش پڑے ہین زہرد نے کہا کہ بڑا غضب ہوا معلوم یہ ہوتا ہی کہ کوئی عیار اہل اسلام مین سے آپہونچا میان میمونہ بھی چلے گرفتار کرکے لیجائیگا وہان جاکر یا مسلمان

یا قتل ہو جاوینگے اور سے کوئی جائے اور جا کر حال محفل دیکھے اگر لے گیا ہو تو اور تدبیر کرو
اور اگر ابھی نہ لے گیا ہو تو اسکو بچاؤ جو عیار ہو اسکو پکڑ لو کمیت جادو کہ پہلو مین بیٹھا
ہوا تھا یہ کہکر اُٹھا کہ غلام جا کر تدبیر کیے لیتا ہی زمرد نے کہا کہ جلدی جاؤ کمیت جادو
فوراً بلند ہوا بلندی سے دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر ایک شخص کنیزون کے کپڑے
اُتار رہا ہی کمیت کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ او ناعیار کیا کرتا ہی برق
نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر آتا ہی گولہ کمر سے نکال کر پھینکا اور پکار کر آواز دی
کہ منم برق جادو کمیت سمجھا کہ لشکر طلسم کشا مین جادوگر بہت ہین شاید یہ بھی جادوگر ہو
گولہ اسکا دفع کرون جیسے ہی گولہ قریب آیا کمیت نے ہاتھ مارا گولہ پھٹا اور چھینٹین
اُس کی دماغ پر پڑین فوراً بیہوش ہوا لڑکھڑا کر گرا کمیت جادو بھی ایک طرف بیہوش پڑا ہی
برق کا ارادہ ہوا کہ کمیت کو قتل کرون اور میمونہ کو لیجاؤن برق فرنگی تو اس فکر مین
ہی مگر وہان زمرد نے گھبرا کر کہا کہ یارو خبر تو لو کہ کمیت کو اسقدر عرصہ کیون ہوا یہ سُن کر
سرشار جادو پر پرواز پیدا کر کے چلا اس جلدی مین آیا کہ برق فرنگی کمیت جادو کو
قتل نہ کر سکا نہ میمونہ کو لیجا سکا کہ آسمان سے آواز آئی کہ منم سرشار جادو او ناعیار کیا
کرتا ہی خبردار میمونہ و کمیت کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ جلا کر خاک کر دونگا برق فرنگی جست کر کے
بھاگا سرشار نے پیچھا کیا اب برق دیکھتا ہی کہ یہ ملعون میرے پیچھے آتا ہی کیا کرون ایک
مقام پر فرار کا تھا کہ سرشار نے نعرہ کیا برق نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن سرشار
نے آواز گیر دی برق فرنگی گرا سرشار زمین پر آیا ارادہ کیا کہ برق کا سر کاٹ لون کہ
سامنے سے ایک جادوگر آیا اُسنے پکار کر کہا کہ خبردار ای سرشار اسکو قتل نہ کرنا زمرد کا
حکم نہین ہی اسی وجہ سے منع کیا ہی اس کی قید سے سلطنت قدرت کی جائیگی ای سرشار اسکو
میرے حوالے کرو پھر اپنا اُتارا لو سرشار نے جو اُتارا اُس جادوگر نے پشتارہ برق کا
باندھا لیکر بھاگا سرشار پلٹا دربار گاہ میمونہ پر آیا دیکھا دروازے پر خادم و چوبدار
وغیرہ بیہوش پڑے ہین باران سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا میمونہ کی جو آنکھ کھلی پکار کر
آواز دی کہ بی گلشن کہان گئین سرشار نے کہا کہ ای میمونہ وہ تمہاری کنیز گلشن نہ تھی

وہ برق فرنگی عیار تھا مین نے اُسکو گرفتار کر کے بخدمت زمرد روانہ کیا ہی اب وہ کل صبح کو
فوراً قتل کیا جائیگا یہ کہ کر کمیت جادو کو بھی ہوشیار کیا میمونہ نے کہا کہ مین بھی دیکھون کہ
برق فرنگی کیسا عیار ہی مین اپنے ہاتھ سے سزا دونگا کمیت نے کہا کہ دربار زمرد مین
چلیے زمرد دربار سجھ رہا ہوگا میمونہ و کمیت و سرشار و چند کنیزین دربار زمرد مین آئین
سرشار نے کہا کہ کیون حضور برق فرنگی عیار کو آپ نے کیا کیا زمرد نے کہا کہ وہ مجھ تک
تو نہین آیا ورنہ مین فوراً قتل کرتا کسکی معرفت تمنے روانہ کیا تھا سرشار نے کہا کہ حضور نے
اعلان جادو کو روانہ کیا تھا اُسنے مجھسے یہ کہا کہ ای سرشار اسکو قتل نہ کرنا زمرد نے منع
کیا ہی اسکی قید قدرت کے پاس جائیگی زمرد نے کہا کہ وہ بھی کوئی عیار تھا اُسنے تمکو دھوکا
دیا کہ برق کو رہا کر لے گیا میمونہ نے کہا کہ عیاران اسلام بڑے مکار ہین خیر اب مین آمادہ
ہوا اب اُنکا مکر مجھپر نہ چلیگا مین ہر وقت ہوشیار رہونگا ہرگز دھوکا نہ کھاؤنگا جو کوئی ایسی
باتین کریگا اُس کو فوراً گرفتار کر لونگا زمرد نے کہا کہ ای میمونہ گلگونہ نے وہ وہ عیاریان
کین مگر کچھ زور نہ چلا آخر گرفتار ہو کر مسلمان ہوئی میمونہ نے کہا کہ آج شب کو ملاحظہ
کیجیےگا کہ کیا کرتا ہون یہ کہ کر آمادہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا
لشکر مین آیا دوکانداروں سے سوال کیا اگر پیسے کا سوال کیا تو دوکاندار نے چار پیسے
دیے لشکر آباد رہا یا دل شاد ایک دوکاندار سے پوچھنے لگا کہ میان برق فرنگی کہان
ہین دوکاندار نے بیان کیا کہ بارگاہ شاہی مین ہونگے پھر اُسنے بیٹھ کر چالاک کو پوچھا
چالاک پھرتا ہوا آتا تھا وہان ٹھہر گیا میمونہ آگے بڑھا دوکاندار نے کہا کہ خلیفہ صاحب
آپ کو یہ فقیر جو آگے گیا ہی پوچھتا تھا چالاک سمجھا کہ شاید یہ میمونہ ہی دن کو دریافت
کر رہا ہی رات کو عیاری کریگا جھپٹ کر قریب آیا پکار کر کہا کہ فقیر صاحب روپیہ لیتے جائیے
میمونہ پلٹا چالاک نے قریب آ کر ہاتھ بڑھایا میمونہ نے چاہا لیکر آگے بڑھون چالاک
نے کہا کہ لو شاہ صاحب دوسرا دوکاندار بھی دیتا ہی میمونہ اُس طرف پلٹا چالاک نے
حلقۂ بے کمند مار کر میمونہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا دربار شاہی جما ہوا تھا
کہ چالاک میمونہ کو لیے ہوئے آیا اب تو غل ہوا کہ چالاک میمونہ کو گرفتار کر لایا خواجہ

جو سُنا کہ میمونہ گرفتار ہوا فرمایا لاؤ چالاک نے میمونہ کو ستون سے باندھا خواجہ عمرو نے
کہا کہ مسلمان ہو میمونہ نے کچھ جواب نہ دیا سناٹے مین خاموش ہی کہ مین کس واسطے آیا اور
کس بلا مین پھنس گیا خواجہ نے جو اس کو خاموش دیکھا حکم دیا کہ اس کو قید کرو عیارون
نے لیجا کر ایک مکان مین بند کیا مگر ہرکارے لشکر زمرد کے حاضر تھے وہ خبر لیکر بھاگے
زمرد سے آکر بیان کیا کہ حضور میمونہ گرفتار ہو گیا عمرو نے اُس کو فلان مکان مین بند
کیا ہی زمرد اُٹھا کہا مین ابھی جا کر رہا کیے لاتا ہون یہ کہکر چلا قریب لشکر آکر دونون
پانون زمین پر مارے غرق زمین ہو کر قید خانے مین آیا میمونہ سرنگون بیٹھا تھا زمرد نے
میمونہ کو پنجے مین دبایا پھر اُسی طرح غرق زمین ہو کر روانہ ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ
پھرتے ہوے اُس طرف آے نگہبان دروازے پر بیٹھے تھے خواجہ نے اُنسے کہا کہ میمونہ
کو دیکھا مجھکو خیال یہ ہی کہ اگر اسکو قتل کرونگا تو گلگونہ کو رنج ہوگا دروازہ کھولکر اندر
جو آے تو دیکھا زنجیرین کٹی پڑی ہین اور نقب لگی ہوئی ہی میمونہ ندارد خواجہ نے یہ
آکر نگہبانون سے کہا کہ اسکو کوئی ساحر آکر لے گیا چالاک و برق نے جو سُنا اُسی وقت
روانہ ہوے کہ دربار مین زمرد کے جا کر دیکھین کہ کیا امر کہ ہی برق و چالاک خدمتگار
بنکر بارگاہ زمرد مین آئے دیکھا زمرد کہ رہا ہی کہ اے میمونہ یہ عیار بلاے روزگار
ہین اب تم اُن کا پیچھا نہ کرو میمونہ کہ رہا ہی کہ حضور مجکو چین نہ آئیگا جب تک کسی کو قتل
نہ کرونگا یہ کہکر باہر نکلا چالاک تو پلٹ گیا مگر میان برق فرنگی نے کنارے آکر رنگ و
روغن عیاری کا لگایا چودہ پندرہ برس کے لڑکے کی شکل بنا چاندی کے کڑے ہاتھ مین
ایک زنجیر چاندی کی کمر مین پڑی ہوئی حلوائی سے ایک روپئے کی مٹھائی لی اور پکار کر
آواز دی کہ مہتر صاحب مین آپ کا نام سُن کر آیا ہون چاہتا ہون کہ آپ کا شاگرد ہون
تین برس سے عمرو کا شاگرد تھا اُسنے کوئی نسخہ نہ بتایا مین عمرو کو گرفتار کرا دونگا میمونہ
نے کہا کہ تم کون ہو برق نے کہا کہ وہ جو سامنے گانون ہی اُس زمیندار کا بیٹا ہون گھر
سے صدہا روپئے لاکر عمرو کو دیے عمرو نے وہ نسخہ کبھی نہ بتایا کہ جس سے دشمن کو سلاتے ہین
روز فرمایش کرتا تھا آج دس روپئے لاؤ کل بیس چاہیے ہونگے مین لاتا تھا اور عمرو کو

دیتا تھا اب مین نے سُنا کہ میان میمونہ براسے دغا آلہ عمرو آئے ہین مین نے کہا ہین اُنکا
جاکر شاگرد ہون یہ مٹھائی حاضر ہے نذر سامری دیجیے اور اپنا مُنھ بھروائیے میمونہ سوچا کہ
عمرو بڑا اطماع ہے شاگرد کا مُنھ بھرواتے ہین کہ شاگرد اُستاد کا مُنھ بھرواتا ہے مگر خاموش ہو رہا
لڑکے نے کہا کہ کنارے چلیے نذر اسپر دیجیے پھر مین آپ کو کھلاؤن میمونہ خاموش ہوکے
ایک نخل کے نیچے آیا ٹوکری ہاتھ مین لیکر کچھ بڑبڑا کر ٹوکری پھیر دی کہ لو ای فرزند مین نے
نذر لات و منات دے دی برق نے ایک دو ڈلیان مٹھائی کی ہاتھ مین لین کہا اُستاد
مُنھ کھولیے میمونہ نے مُنھ کھولا برق نے دونون ڈلیان مُنھ مین دین اور کہا زہر مار کیجیے
میمونہ نے سُنا نہین جیسے ہی ڈلیان کھائین چرخ مار کر گرا برق نے پشتارہ میمونہ کا باندھا
لے بھاگا یہان وہ وقت ہے کہ دربار شاہی جما ہوا ہے چالاک وغیرہ حاضر ہین خواجہ عمرو
بھی بیٹھے ہین میثاق وجملہ شاہزادیان بھی حاضر دربار ہین کہ زنگ کی آواز آئی سب
دیکھنے لگے دیکھا برق فرنگی پشتارہ بدوش دربار مین آیا خواجہ نے کہا کہ ای برق کسکو
لائے برق نے کہا کہ اُستاد میمونہ کو لایا عمرو نے کہا کہ اب اسکو قید نہ کرو ستون سے
باندھ دو میمونہ کو ستون سے باندھا عمرو نے آپ فتیلۂ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا
میمونہ کی جو آنکھ کھُلی دیکھا کہ دربار شاہی جما ہے اور سب بیٹھے ہین خواجہ نے قریب آکر کہا
کہ ای میمونہ دو مرتبہ تمھاری گرفتاری کو ہوا اب ہم دربارہ تمھین سے لات و منات
پر لعنت کرو تاکہ ہم کلمہ تعلیم کرین میمونہ سوچا کہ ان لوگون کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی
پکار اُٹھا کہ ای شہنشاہ افوج عیاری بہتر یہ ہے کہ مجکو اپنی غلامی مین لیجیے جب خدمت مین
حاضر رہونگا یقین ہے کہ فنون عیاری بھی تعلیم فرمائیے گا اور میرے شاگرد ہونے سے آپ
بہت خوش ہونگے اور فرمائین گے کہ یہ شاگرد مجکو خوب لا فرزندان حضور مجھسے راضی ہونگے
خواجہ نے کلمہ پڑھایا میمونہ بصدق دل مسلمان ہوا خواجہ میمونہ کو ساتھ لیکر بادشاہ
کے سامنے آئے میمونہ نے پائے تخت کو بوسہ دیا خواجہ کو مسلمان ہونے سے میمونہ کے
بڑی خوشی ہوئی کچھ سٹری ہوئی برفی و پیڑے نکالے وہ دربار مین تقسیم کیے اور سب سے کہا
کہ مین نے نذر مانی تھی کہ جب میمونہ مسلمان ہوگا تو سب اہل دربار کا مُنھ میٹھا کر دونگا

اور میمونہ کو لاکر گلگونہ سے ملایا گلگونہ نے کہا کہ ای میمونہ اصل تو یہ ہو کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیاک بچہ میرے شوہر کا شاگرد ہی اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں اُنھون نے کیے ہین غرضکہ چالاک و برق میمونہ سے مہلت پاکر اپنے کاروبار مین مصروف ہوے اور ہرکارون نے یہ خبر دریافت کی اور طرف زمرد کے بھاگے جاکر خبر کی کہ ای افسر ساحران میمونہ مسلمان ہوگیا خنجر عمرو ہوا زمرد خاموش ہو رہا مگر دل سے باتین کر رہا ہو کہ مین نے میمونہ کو لاکھ سمجھایا لیکن اُسنے میرا کہنا نہ مانا ای زمرد اب کیا تدبیر کرون کہ میمونہ کسی طرح پھر آجائے اگر اُن مین رہا تو ہمارے لشکر سے عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے بڑی کد و کاوش کی مگر کچھ زور نہ چلا یہ ذکر تھا کہ ناگاہ ابر سرخ رنگ آسمان پر نمایان ہوا یاقوت جادو بڑا بھائی زمرد کا آکے پہونچا کہا ای برادر مجکو خبر ملی کہ ملکہ گلگونہ اور بھائی اُنکا میمونہ شریک اسلام ہوگئے جو دین قدیم تھا وہ چھوڑا اخیر پچھتاوینگا زمرد نے کہا کہ ای یاقوت اگر بن پڑا تو بہتر ہو مگر ای یاقوت مسلمانون نے بڑے سامان کر لیے ہین میثاق کوہ گردان و سوار اعجاز بیان و بی سردار حسینان و گلگونہ و ملکہ یاسمن و بحرین وغیرہ ایسے ایسے ساحر موجود ہین عیار وہ بلا سے بروزگار ہین کہ میمونہ قید ہوگیا تھا برق جاکر قیدخانے سے لایا برق فرنگی شاگرد رشید خواجہ ہو وہ پھر گرفتار کرکے لے گیا خواجہ نے کہا کہ اب قید نہ کرونگا ای میمونہ مسلمان ہو وہ بخوف جان مسلمان ہو گیا یاقوت نے کہا کہ اب طبل جنگی بجوائیے دیکھیے میدان مین کیا قیامت برپا کرتا ہون زمرد نے بہت سمجھایا مگر یاقوت نے نہ مانا تاکید کرکے طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے آکر بادشاہ سے خبر کی بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی کڑکڑایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور ٭ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ٭
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ٭ بہت گرم خو اور روشن نگاہ ٭
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ٭ نشان آگے آگے خط صبح کا ٭
کیا دبدبہ خلق پر آشکار ٭ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

[illegible]

دونون طرف کے لشکر تیار ہوکر میدان کارزار مین آکر پہونچے یاقوت بلبلاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرنے کی ہو وہ نکلے تم لوگون نے میرے بھائی کو بہت ستایا اب اُسکا بدلہ لونگا جیسے ہی اسنے پکارا سردار حسینان طاؤس اپنا بڑھا کر نکلین بادشاہ سے اجازت لی مقابلہ یاقوت مین آئین یاقوت نے جو سردار حسینان کو آتے ہوے دیکھا جمال جہان آرا دیکھ کر دنگ ہوگیا کچھ سحر نہ کیا جب سردار حسینان سامنے آئین کہا اے شہنشاہ اقلیم خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی مجکو بڑا تاسف ہوتا ہے کہ تم ایسی شاہزادی شریک مسلمانان ہوئین قدرت کو کیسا قلق ہوا ہوگا اگر اب آپ ادھر آنے کا قصد کرین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ قدرت سے خطا معاف کرا دونگا آپ آگاہ ہونگی کہ مین بادشاہ قلعہ یاقوت نگار ہون جو چاہون سامان کرون کل ملک آپ پر نثار کرونگا سردار حسینان نے کہا بس اب بیہودہ نہ بکو یہ میدان کارزار ہے کمال اپنے سحر کا دکھاؤ یاقوت نے کہا کہ میرا ہاتھ آپ پر نہ اُٹھیگا ملکہ نے کہا کہ کوئی ہلکا سحر کرو یاقوت نے کہا اے ملکۂ عالم بہت باتین مجکو مانع ہین اول تو آپ کے بزرگون سے اور میرے بزرگون سے ملاقات ہے مجکو بڑا قلق ہوگا اگر آپ کو میرے ہاتھ سے کوئی چشم زخم پہونچیگا ہرچند کہ اور بھی شاہزادیان مسلمان ہوئین مگر آپ کا شریک ہونا بڑا غضب ہے سردار حسینان نے جب بہت کہا تو یاقوت نے ایک گولہ پھینکا سردار حسینان نے گولہ کاٹ کر پاے نازک سے کڑا نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر پھینک مارا ایک شعلۂ جوالہ تھا کہ طرف یاقوت کے چلا یاقوت پیچھے ہٹتا جاتا ہے اور نام اپنے پیرون کا لیتا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے کو بچاؤن مگر وہ کڑا قریب آکر پھٹا اُس مین سے ایک سُنہری پتلی نکلی نکلتے ہی اُسنے قریب یاقوت آکر سلام کیا اور پشت پر ہاتھ پھیر دیا جیسے ہی پشت پر ہاتھ پھیرا آنکھین یاقوت کی سُرخ ہوگئین اور چہرہ تمتمایا جھومنے لگا اور زور وشور سے ہوا بھی ٹھنڈی چلی پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم میرا تو یہ حال ہے کہ ربط وضبط محال ہے یہ کہ کر جھوم جھوم کر یہ چند اشعار پڑھنے لگا نظم

سہنے ترے فراق مین ایسے اُٹھاے رنج — نزدیک اب خوشی نہین آتی سواے رنج
مرجاؤن مین کہ برسون رہون مبتلاے رنج — اسکی خوشی ہے دل سے کہین اُسکے جاے رنج

جس طرح اُسکے ہجر مین ہمنے اُٹھائے رنج ۔ دشمن بھی اس طرح سے نہو مبتلائے رنج

اِن بیوفا حسینون سے اپنا لگا کے دل ۔ کیا فائدہ اُٹھائیے بیٹھے بٹھائے رنج

افسوس خواب مین بھی تو آئی نہین خوشی ۔ دل مین ہمارے اب یہ بندھی ہی ہوائے رنج

طاقت نہین ہی مجھمین کہ سطوت بیان کرون ۔ مین نے فراق یار مین کیا کیا اُٹھائے رنج

یہ اشعار پڑھ کر سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن شاہزادی نے جواب دیا کہ زمرد کا سر لاؤ تو تمھارا کہنا قبول کرین اُسکا سر لانا یہ ہمارا اجر ہی یاقوت نے کہا ابھی لایا زمرد تخت پر سوار بیٹھا تھا کہ یکایک دیکھا یاقوت جادو آنکھین مثل خون کے سُرخ تیغ کھینچے ہوے آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ تم یاقوت جادو اور زمرد بچیا تو نے مالک کو کیا صدمہ پہونچایا کہ اُنھون نے سر میدان ارشاد فرمایا بس اب اسی مین بہتر ہی کہ تخت سے اُترا ورنہ تخت سلطنت کو تختۂ تابوت بناؤنگا بذات قتل کرونگا زمرد نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس دیوانے کور و کو نہین معلوم سردار حسینان نے کیا سحر کر دیا کہ اسکا قلب اُلٹ گیا مجکو گالیان دیتا ہی اور مجھسے بہت چھوٹا ہی مین نے اسکو گودیون مین پالا سحر سکھایا اخبار افراسیاب مین بھیجا لاکھون روپئے خرچ کیے تب یہ لائق سحر کے ہوا فوج والے بڑھے جو روکتا ہی یاقوت زبان تیغ سے جواب دیتا ہی چند افسرون کو مارا اب تو لوگون نے آکر فریاد کی کہ اے شہنشاہ وہ ہم کو مارتا ہی ہم اُسپر ہاتھ نہین ڈالتے اگر فرمائیے تو مار کر نکال دین زمرد نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ جس طرح بن پڑے میرے سامنے سے ہٹاؤ اب تو ساحرون نے بلوہ کیا مگر یاقوت ساحر زبردست ہی جب گولہ مارا دس دس کو برباد کر نکل گیا کوئی قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہی یاقوت کے ہاتھ سے ہزار دو ہزار آدمی مارے گئے چاہتا ہی لٹھ بھڑ کر قریب زمرد کے پہونچون اور اسکو تخت سے اُتار لون ساحر پرے باندھے ہوے ہین یاقوت کو نہین آنے دیتے بڑھ بڑھ کر روکتے ہین بہت بڑا ہنگامہ ہی کہ آسمان پر لکۂ ابر سُرخ پیدا ہوا ہزار ہا طائر زمزمہ کرتے ہوے وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ جمشید ثانی للکارتا ہوا آتا ہی کہ او یاقوت یہ کیا بیحیائی ہی کہ بھائی سے یہ فتور کرتا ہی یا دور ہو یاقوت نے کہا کہ او بیحیا جھوٹے خداوند مجکو ڈراتا ہی مین خوف

نہ کرونگا تیرا ابھی سر کاٹ لونگا جمشید نے کہا کہ او دیوانے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ میرے اوپر
دست انداز ہو تجھ ایسے میری سرکار مین بہت سے غلام ہین ایک تمانچہ مار دونگا کہ تیرا سر
اُڑ جائیگا یاقوت نے کہا کہ او نابکار تیری قضا آئی ہی جمشید نے بہت سمجھایا چاہتا تھا کہ
یہ پلٹ جائے اور زمرد پر تو چوٹ نہ کرے بندے میرے مجھپر طعن کرینگے کہ وہ اپنے ہوش مین نہ
تھا اُسے مار ڈالا اور یہ سمجھا نہین مانتا مگر سردار حسینان یاقوت میدان مین کھڑی تھی یا
جمشید کو جو دیکھا پلٹ آئی بہار اعجاز بیان سے پوچھا کہ تُو کیون پلٹ پڑی ہی سردار حسینان
نے کہا تُو اپنے نگوڑا بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی بار سحر اسکا ہم لوگ
نہین اُٹھا سکتے اس وجہ سے مین چلی آئی کہ ایسا نہو مجھپر پلٹ پڑے اور گرفتار کرکے لیجائے
اب تو مین اطمینان سے بیٹھی ورنہ مجھے چین نہ لینے دیتا خدا نے آبرو بچائی دیکھیے اب کیا ہو یہان
تو یہ ذکر ہین وہان جمشید و یاقوت سے تکرار ہوئی آخر جمشید نے جھلا کر تخت اپنا بڑھایا اور
قریب یاقوت آیا یاقوت نے جو دیکھا کہ جمشید میرے قریب آیا کہا ای جمشید مین زمرد کو زندہ
نہ چھوڑونگا معشوقہ نے سر مانگا ہی جمشید ثانی نے کہا کہ کیا مجال ہی جو زمرد پر ہاتھ ڈال سکے
بس بہتر اسی مین ہی کہ کنارے جا کر بیٹھ ایسا نہو کہ تیری قضا آجائے اسپر یاقوت نے کہا کہ تُو
خودخواہان ہون کہ تجکو قتل کرون جمشید نے تخت یہان تک بڑھایا کہ پاس یاقوت کے
آگیا جمشید نے ہاتھ تھام کر کہا کہ ای یاقوت بس اب خاموش رہو زیادہ نہ بلبلاؤ ہر چند
جمشید نے سمجھایا مگر یاقوت خاموش نہ ہوا جواب دیے گیا جمشید نے جھلا کر ایک تمانچہ
مار دیا کہ سر یاقوت کا اُڑ گیا یاقوت کو مار کر قریب تخت زمرد آیا زمرد تخت سے کود پڑا
پایۂ تخت جمشید پر ہاتھ رکھ کر کہا یا خداوند مین نے اسکو ہر چند منع کیا کہ مسلمانون مین بڑے
بڑے ساحر ہین تو اُن کے مقابلے مین نہ جا کوئی تجھے نہ دیگا مگر اسنے نہ مانا طبل جنگی بجوا کر
میدان مین گیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اسنے صرف اتنا جو پکار کر
کہا سردار حسینان نے نکل کر اس کو دیوانہ کیا اور یہ اُس کو دیکھ کر عاشق ہوا جمشید
نے کہا کہ اب قدرت جانتے ہین پلٹ جاؤ زمرد جادو رنجیدہ پلٹا مگر ساتھ والون سے
کہتا ہوا کہ یارو تم نے دیکھا کہ کیا ہوا یاقوت کی موت دامنگیر تھی قدر سنتا

کیسا کیسا سمجھایا مگر یاقوت نے نہ مانا ہر چند کہ قدرت پر زوال آیا ہی مگر پھر بھی قدرت سے کون مقابلہ کر سکتا ہی اگر ایسے نہ ہوتے تو دعوی خدائی کیون کرتے اب وقت خرابی آیا مگر جمشید جو یہان سے پلٹا ابر کو چمکاتا ہوا جاتا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحت عشق
دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق

مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی ثروت عشق

ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھائے صدمے
ایسا تھا مجھ مین کہان زور یہ ہی طاقت عشق

اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی
دل غنی ہو مرا ہی پاس مرے دولت عشق

کیون پلایا ہی مجھے جام شراب ای ساقی
مین نہین آپ مین طاری ہی بہت غفلت عشق

تلخ کامی کا مزہ جسکے مقدر مین ہوا
بس اُسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق

رات دن مین جو حسینون مین رہا کرتا ہون
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق

کیا مزا اسمین ہی ذلت کے سوا ای سطوت
خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

جمشید نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو پہلوے کوہ کے ایک باغ ہی دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اُسی باغ کے اندر سے گانے کی آواز آتی ہی جمشید تو جانتا ہی کہ جو کوئی اس حوالی مین ہوگا وہ میرا مطیع ہوگا تخت کو بڑھا دیا دروازے پر باغ کے آیا تخت سے اُترا باغ مین داخل ہوا وہ بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا چار جانب گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نخل چھوٹے چھوٹے پھولون سے لدے ہوے گلدستے بنے ہین ہر سمت جوش بہار ہی ہر چند کہ وقت شب ہی لیکن آشیانون سے طائر چہک اُٹھتے ہین جانتے ہین کہ صبح ہوگئی نسیم ہر روش پر خرامان ہی جھونکون سے ہوا کے جو نخل ہلتے ہین تو اُن سے پھولون کا مینہ برس رہا ہی جمشید یہ سامان دیکھکر مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہی کہ یہ کس معشوق سبز رنگ کا باغ ہی جسکا ہر پھول رشک داغ ہی ہر سمت چمنستان لالہ بڑے تکلف سے آراستہ ہین صاف ثابت ہی کہ ستارے چمک رہے ہین پھول مہک رہے ہین طائر آشیانون سے چہک رہے ہین جھونکے نسیم کے سنسنا رہے ہین جمشید یہ تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین جو پہونچا دیکھا کہ ایک چبوترہ

بلور کا ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی اور ایک نازنین پری پیکر حور منظر ابرو ہلال عارض بدر آسمان کمال
مسند پر بہ تکلف بیٹھی ہی ایک گائن نہایت شوخ و شنگ نئی تڑپ تڑپکر وہی اشعار مذکور گا رہی
ہی جمشید ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے
ایک ساحر آیا تخت پر سوار تاج شاہی سر پر رکھے ہوے موتیون کے مالے گلے مین نہایت
آراستہ و پیراستہ تخت سے اپنے اُترا مگر اُس نازنین مسند نشین نے جو دیکھا یقین کامل ہوا کہ
اسے صدمہ پہونچیگا چہرہ متغیر ہوگیا گائن خاموش ہو رہی مگر یہ جوان جو آسمان سے آیا تھا اکڑتا
ہوا پھولون کو اُٹھا اُٹھا کر سونگھتا ہوا قریب محفل آیا اُپکار کر کہا کہ ای گلعذار حسین آرا تمنے
ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آوین گے دل کو تیرے تسکین دینا گے دو پہر رات گئے تک انتظار
کیا آخر خود ہی چلے آئے اُس نازنین نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ حقیقت مین وعدہ خلاف
ہوا مین لباس وغیرہ پہن کر آبیٹھی اور گائن نے آج وہ اشعار گائے کہ دل کو بیقرار
کر دیا اسی شغل مین پھنسی رہی نہ آسکی اب کل پرسون آؤنگی اُس جوان نے کہا کہ ای ملکہ عالم
مجھپر یہ رات پہاڑ ہوگی جلسہ آراستہ ہی وہ وہ گانے والیان بُلائی ہین کہ اگر سُنو تو ہوش سنت
نہ رہین خوش آواز گل فروش کیسی خوش آواز ہی اگر زہرہ فلک سُنے تو زمین پر آجائے
انسان مبہوت ہوجائے آپ تشریف تو لے چلیے گلعذار نے کہا کہ اس وقت تو مجکو فرصت
نہین ہی مگر وقت پر آؤنگی اُس جوان نے کہا کہ آپ میرے مزاج سے واقف ہین جب آپ
تشریف لے چلین گی تو طبیعت کو فرحت ہوگی ایسا نہ ہو کہ اہل جلسہ پریشان ہوکر صحبت
کو برخاست کرین اُس نازنین نے کہا کہ تم چل کر ٹھہرو ہم صبح ہوتے آوین گے جوان نے
کہا کہ ہم نہ مانین گے تمکو ضرور تخت پر سوار کر کے لے چلین گے وہ نازنین لاکھ انکار کرتی ہی
مگر یہ جوان نہین مانتا یہی کہے جاتا ہی کہ ابھی چلو ای گلعذار ہم دو پہر تڑپے ہین آج کھانا تک
نہین کھایا مین جو اپنے باغ مین جاتا ہون تو کوئی نخل اچھا نہین معلوم ہوتا ہرچند کہ مالازمون
نے بڑے تکلف سے نخل آراستہ کیے ہین مگر دل کی کسی کو کیا خبر ہی تمھاری محبت کا دل پر
اثر ہی اُس نازنین نے کہا کہ ای شمشاد جاذو زیادہ تکرار نہ کرو اور چلے جاؤ ایسا نہ ہو مجھکو
غصہ آجائے تو پھر کبھی نہ آؤنگی مین کچھ تمھاری نوکر نہین ہون ہرچند کہ وعدہ کیا تھا وہ پورا

نہ ہوا اور وقت آویںگے کیا اس مین ستم ہو گیا اپنی ہی کہے جاتے ہو ہمارا کہا نہیں سنتے اور تم سے
کہنے کہا تھا کہ ہم سے محبت کرو مجھے تو ان باتون سے نفرت ہی مین اپنی صحبت مین شگفتہ ہوتی ہون
وہ جوان یہ کہتا ہوا بڑھا کہ بس اب اُٹھو جو تجلے کر چکیں اب تخت پر سوار ہو تھوڑی دیر مین
چلی آنا وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی کہا صاحب مین تو نہ جاؤنگی اُس جوان نے کہا کہ ای بلا کہ عالم ہر چند
باغ تمھارا سحر بند ہی مگر تم نے افسوس ہی کہ سحر نہ سیکھا اس کمال سے محروم رہین اُس نازنین
نے کہا کہ مین نگوڑی سحر کو سیکھ کے کیا کرتی جن لوگون نے سیکھا وہ کس فیض کو پہونچے مجھے ستا
رکھو نہ یا وہ حکومت نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گے اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا قریب مسند کے
آکے اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا اپنے تخت پر بٹھایا قصد ہوا کہ لیجاوین اُس نازنین نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ صاحب مجکو زبردستی لیے جاتے ہو میرا دل نہیں چاہتا اُس
جوان نے کچھ جواب نہ دیا جمشید کو یہ معرکہ دیکھ کر بہت ناگوار ہوا دل سے کہتا ہی کہ الٰہی جمشید
یہ کیسا ستم ہی کہ اس نازنین کو یہ جوان زبردستی لیے جاتا ہی وہ نہیں جاتی کیا زبردستی ہی اسکو
روک لون یہ سوچ کر آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ ای شمشاد تاجدار اس مہ جبین پر کیون
بیعت کرتے ہو وہ نہیں جاتی اپنے جلسے مین بیٹھی ہی اب گلعذار نے جو جمشید کو دیکھا چہرہ
سُرخ ہو گیا تخت سے کود پڑی کہا مین تو نہ جاؤنگی اُس جوان نے پھر ہاتھ تھاما کہا مین ضرور
لیجاؤنگا یا خداوند آپ کیون دخل دیتے ہین آج آپ کو یہان دیکھا مین مہینون سے روز
آتا ہون یہ امروز فردا پر ٹال دیتی ہی ہزار بار دیپہ میرا کہا گئی آج ضرور لیجاؤنگا جمشید نے
کہا معشوق یون ہی رقم کھا جاتے ہین مین تو نہ جانے دونگا اس نازنین پہ بیجا رحم آتا ہی شمشاد
نے کہا کہ یا خداوند مین آپ کا پاس کرتا ہون ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے مین آج نہ مانونگا
اہل جلسہ سے کہہ کر آیا ہون کہ مین جا کر گلعذار کو لاتا ہون وہ سب انتظار کر رہے ہونگے اگر
خالی جاؤنگا تو بڑا حجاب ہوگا جمشید نے کہا کہ ای شمشاد اگر بگڑوگے تو کیا کروگے ایک تمانچہ
ماردونگا کہ سر اُڑ جائیگا شمشاد نے کہا کہ یا خداوند اس وقت اگر قضا آپ ہی کے ہاتھ سے ہی
تو ناچار ہون ورنہ سحر مین کم نہیں ہون اتنا یہ سُن کر جمشید آگے بڑھا جھولی پہ ہاتھ ڈالا قصد کیا
کہ گردن شمشاد نے پیشتر ہی سے گولہ نکال کر مارا جمشید ایسے سحر کو کب مانتا ہی اُلٹا ہاتھ

مار دیا وہ گولہ پھٹ کر گرا آپس مین سحر چلنے لگے جب جمشید سحر کرتا ہی تو شمشاد تھرا جاتا ہی ہاتھ پاؤن مین
رعشہ پڑ جاتا ہی اور شمشاد جب سحر کرتا ہی تو جمشید ہنس ہنسکر دفع کر دیتا ہی اور کہے جاتا
ہی کہ ای شمشاد دیکھو ابکی خیر ہی قدرت کو غصہ نہین آیا اگر قدرت کو غصہ آجائیگا تو کیفر بہت
پچتاؤ گے تم کو جہنم مین پھینک دونگا آگ مین جل جلکر تڑپو گے مگر شمشاد ایسی کب سنتا ہی
تلوار مارے جاتا ہی جب شمشاد نے تلوارین برسائین تو جمشید کو تاب نہ آئی للکار کر آواز دی
کہ او شمشاد کیون عورت پر دباؤ ڈالتا ہی بس اب تیری قضا دامنگیر ہی تیرے قتل کی یہی تدبیر
ہی ہر چند جمشید نے سمجھایا مگر شمشاد نے نہ مانا سحر کیے گیا گلعذار حیران حیران دیکھ
رہی ہی اور دل مین کہتی ہی کہ مین نہ شمشاد کو چاہتی ہون اور نہ خدا و نہ جمشید ثانی کی
خواہان ہون یہ ناحق آپس مین دونون لڑ رہے ہین شمشاد بیکار اپنی جان دیتا ہی جمشید
سے کیونکر سر بر ہوگا مگر جمشید نے جب دیکھا کہ یہ جاہل کسی طرح نہین مانتا تو کارد سحر جھولی
سے نکالی شمشاد پر پھینک ماری شمشاد نے ہر چند چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر کب بچ سکتا
تھا کارد آکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری شمشاد کے مرنے سے دیر تک اندھیرا رہا
جب تاریکی دفع ہوئی تو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشاد جادو اور جمشید ثانی ٹہلتا ہوا
سامنے گلعذار کے آیا کہا ای معشوقہ خوبرو سردار حسینان منظور نظر قدرت تھی وہ جاکر
طلسم کشا پر مائل ہوئی اب مین چاہتا ہون کہ اسی عہدے پر تجکو قایم کرون گلعذار نے
عرض کی کہ قدرت نے شمشاد کو ناحق مار ا وہ تو دیوانہ مزاج تھا میرے اوپر ہمیشہ آکے
یون ہی دباؤ ڈالتا تھا مگر کبھی مین نے اسکا کہنا قبول نہین کیا مگر آج اسکی قضا تھی
کہ آپسے تکرار کی یہ نہ سمجھا کہ قدرت پر سحر کیونکر تاثیر کریگا قدرت تشریف لیچلیں مین باواجان
نخل صحرائی سے صلاح کرونگی اگر انھون نے بھی قبول کیا تو ضرور حاضر ہونگی جمشید نے
کہا ای گلعذار مین انتظار کرونگا اور بیقرار رہونگا گلعذار نے کہا کہ مین نے تو
عرض کیا کہ اگر باوا جان قبول کر لین گے تو مین ضرور حاضر ہونگی جا بجا سے خطوط میری
تقریب کے آئے ہین باپ نے وہ خط رکھ چھوڑے ہین ابھی کسی کو قبول نہین کیا اگر ایک
کو قبول کرین گے تو باقی لوگ بلوہ کرین گے جمشید یہ سنکر چلا گیا گلعذار بعد جانے جمشید کے

باغ سے نکلی ایک صحرا مین آکر آواز دی کہ ای والد نامدار مجھے کچھ عرض کرنا ہی یہ سُنا ایکطرف سے
تخل صحرائی آیا بیٹی کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسے دیے ہرچند کہ گلعذار کو یہ ترکات باپ
کے ناگوار ہوتے ہین مگر باپ جان کے خاموش ہو رہتی ہی اور چونکہ تخل صحرائی کی زوجہ
انتقال کر چکی ہی یہ چاہتا ہی بیٹی پر قبضہ کرون اسی وجہ سے کسی کا پیغام قبول نہین کرتا ہی
بیٹی کی صورت دیکھ کر دلمین کہتا ہی کہ ایسی حسین کو اور کے حوالے کیون کرون خود ہی نہ قبضہ کرون
گلعذار نے کہا کہ کل عجب معرکہ ہوا اول تو شمشاد نا چار آیا نہین معلوم قدرت
کہا سے آتے تھے ایک تخل کی آڑ مین کھڑے تھے جب شمشاد نے پھیر دیا وڈالا تب قدرت نے
اُس کو مارا اور فرما گئے ہین کہ سردار حسینان نکل گئین تم اُس عہدے پر آؤ تخل صحرائی نے
کہا کہ ای گلعذار تو نہ گھبرا مین کل آؤنگا جو منا سب ہی وہ کر گذرونگا جن جن کے خط آئے ہین
اُنکو جواب صاف دیدونگا گلعذار خاموش ہو رہی باغ مین آکر مصروف عشرت ہوئی کنیزدن سے
کہتی ہی عجب طرح کا معرکہ ہی کہ قدرت یہ کہہ گئے ہین اور باپ نے عجب جواب دیا ہی کہ جس کا
منشا مین نہین سمجھی مگر تشریف لاوینگے دیکھون کیا فرماتے ہین یہ ذکر تھا کہ تخل باغ خشک
ہونے لگے جانور اُڑنے لگے گلعذار نے کہا کہ شاید والد آتے ہین یہ اُن کے آنے کی علامت
ہی درختون پر زوال آتا ہی طائرون کو تردد ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ
تخل صحرائی تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار فوج پشت پر قریب باغ آکر فوج کو اُتار آپ تنہا باغ
مین آیا گلعذار نے آکر سلام کیا تخل صحرائی نے گلے سے لگا لیا کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر
مین نے تجویز کر لیا کہ تمھارے ساتھ شادی کر لون تجھ ایسی معشوقہ کو غیر کے حوالے نکرون
گلعذار نے سر جھکا کر کہا کہ ای والد نامدار آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہین آج تک ساحری پرستون
مین یہ رسم نہین ہوئی مگر آپ ایسا فرماتے ہین مین آپ کو کیا جواب دون تخل نے کہا مین لشکر
اسی واسطے لایا ہون کہ با ہم جشن ہو اور روشنی کیجائے اور میری تیرے ساتھ شادی ہو
اب کچھ تامل نہ کرو گلعذار نے کہا کہ آپ باہر چل کر ٹھہریے مین سمجھ کر جواب دونگی تخل صحرائی
باہر نکل کر بارگاہ مین آکر بیٹھا مصاحبون سے اپنے کہنے لگا عجب مشکل ہی کہ مین مدت سے بیٹی
پر مرتا ہون آج اُسنے صاف صاف جواب دیا کل پھر سوال کرونگا اگر مان لیا تو بہتر ورنہ

بجبر راضی کرونگا سب نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ یہ بڑے غضب کی بات ہی کسی ساحری پرست نے
ایسا نہین کیا آپ ایسا ارادہ نہ کیجیے ورنہ بدنام ہو جائیے گا سب ساحری پرست برا کہینگے
دوسری خرابی یہ ہی کہ قدرت عاشق ہوے ہین وہ بلوہ کرینگے اُن کے بلوے کو بھلا کون
روکیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی قمقام خون آشام نامے پہلوان جمعیت تمام آکے
پہونچا لشکر کو لیکر قریب باغ آکر اُترا اور نخل سے کہلا بھیجا کہ ہمارے خط کا آپنے جواب
باصواب دیا تھا اور اس مہینے کا وعدہ کیا تھا لہذا براہ مہربانی وعدے کو اپنے پورا کیجیے
نخل نے کہلا بھیجا اب وہ تقریب غیر ممکن ہی اُس وقت اقرار کیا تھا اب اس اقرار کا خیال
نہین پلٹ جاو قمقام نے جو یہ جواب سُنا قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نخل صحرائی کو شاید اپنے
سحر پر بڑا گھمنڈ ہی مین وہ سحر کرونگا کہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا اُنسے کہدو کہ شادی کی تیاری کرین
اسی مین خیر ہی ورنہ طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرین نخل نے جو یہ جواب سُنا کہا دیوانہ ہوا ہی ایک سحر
مین بجا کیگا اُس کی کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکے یہ کہکر باہر نکل آیا منظور ہوا کہ سحر کرین
کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار فوج لیے کروفر سے
آکر پہونچا دربارگاہ پر جو نخل صحرائی کو کھڑے ہوے دیکھا تو بزرگ جان کر جھک کر سلام کیا
نخل صحرائی نے جواب سلام دے کر اشارہ کیا کہ ای شہنشاہ آپ کہان آئے اُس تاجدار
نے اشارہ کیا کہ مین خط بھیجتا ہون میرے آنیکا سبب آپ پر ظاہر ہوگا یہ اشارے آپس مین
ہو رہے ہین ادھر قمقام صفدر تاجدار کو دیکھکر ساتھ والون سے بولا کہ نخل صحرائی
نے شاید اس سے بھی وعدہ کیا ہی یہ بھی اس امید پر آیا ہی کہ اُسکی بیٹی سے شادی کرے
مگر ان سب کو سمجھا دونگا صفدر تاجدار کی بھی یہ لیاقت ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ ذکر تھا
کہ دوسری گرد اُڑی تیغور جادو بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا اُسنے بھی نخل صحرائی کو
پیغام دیا شام تک چھ جادوگر اور پانچ تاجدار اسی حسرت مین آکر اُترے سب نے
اپنے طور پر نخل صحرائی کو نامے لکھے نخل نے سب کو جواب باصواب دیے کہ بیٹی کی شادی
نہ کرونگا اور تدبیر ہو گئی یہان تو یہ صورت ہی اُدھر مقابلہ شاہ اسلام مین زہر جادو نے
اپنے مصاحبون سے صلاح کر کے طبل جنگی بجوایا اسکو منظور یہ ہوا کہ یہ لوگ طبل جنگی کے

خیال مین رہین ہمنا شب کو شبخون مارون شاید غالب آؤن ورنہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگا یون
اپنی جان بچاؤنگا یہ سوچ کر شبخون آیا جیسے ہی نعرہ زمرد کی صدا بلند ہوئی تو میثاق اپنی
بارگاہ سے نکلا شاہزادیان بھی اپنے اپنے خیمون سے نکلین لشکر زمرد کو گھیر لیا زمرد کو
نکلنا دشوار ہوگیا میثاق نے وہ آگ برسائی کہ تمام لشکر آگ مین جلا اب زمرد اکیلا
رہگیا بادشاہ بھی اپنی بارگاہ سے آکے مصروف جنگ ہوے زمرد جادو نے جب دیکھا
کہ شاہزادیون نے اور میثاق نے وہ آگ برسائی کہ کل لشکر کا خاتمہ ہوا تو ہر اسکے
اُٹھ گئے اپنے کو تخت سے گرایا پر پرواز پیدا کرکے اُڑا بہار اعجاز بیان نے گلدستہ
سحر بار اِک پھول جو زمرد پر برسے مبہوت ہوکر آسمان سے اُترا آیا بہار اعجاز بیان کی
طرف یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا نظم

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوے — شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے
گلے زبان پر آئے بہت ملال ہوے — جو ہجر مین تھے وہ صدمے شب وصال ہوے
ہوا زوال اگر صاحب کمال ہوے — بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے
شباب یار نے پائی نمود سینے سے — بہار باغ مین آئی ثمر نہال ہوے
رقیب سفلہ کرین عیش ایک ہم پیدا — الم کے واسطے اے رب ذوالجلال ہوے
سمند ناز کی جولانیون نے ڈھایا ظلم — ہزارہا دل عشاق پائمال ہوے
شب وصال نہ شانے نے انکو فرصت دی — یہ کیسے گیسوے جانان مجھے وبال ہوے
نہ آیا وعدہ فراموش کیا کہون رعنا — کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

بہار نے جو دیکھا کہ زمرد مبہوت ہو رہا ہی تو میثاق کو اشارہ کیا میثاق کو وہ گردان
گولہ مارا دیا کہ زمرد کی پشت کو توڑ کر پار گذرا مرتے ہی زمرد کے لڑائی فتح ہوگئی شاہ نے
فرمایا کہ اب لشکر کھر نہ کھولے اے میثاق یون ہی لشکر چلا چلے مجکو متقابلہ عنبر بار سے
منظور ہی کہ لوح طلسمی ملنیکی تدبیر ہو اور خواجہ کا بھی ہاتھ تھام لیا کہ چھوٹے دادا جان آپ
بھی چلیے خواجہ بھی ساتھ ہوے یہان قریب باغ گلعذار جو سبب شاہ و تاجدار اُترے
ہوے تھے تو خواب صاف پاکر سب نے طبل جنگی بجوایا ادھر سے بھی جواب مین طبل جنگی بجوادیا

مگر گلعذار کو جو یہ خبرین ہوئین بے اختیار رونے لگی کہا صاحبو یہ کیا آفت ہی یک انار و صد بیمار باواجان نے خوب قیامت برپا کرائی ہی بین ان مین کسی کے ساتھ نہ جاونگی اپنی جان دونگی صحرا مین نکل جاؤنگی دشت نوردی مین بسر کرونگی کنیزین کہتی ہین حضور چلکر قصر پر بیٹھین جنگ کا تماشا دیکھین چھ جادوگر ہین ایک ایک ان مین بلاے روزگار ہی پانچ تاجدار ہین کہ فن پہلوانی مین اپنا مثل نہین رکھتے آپکے باپ کس کس سے لڑینگے دروازے پر باغ کے ایک بنگلہ بنا ہی مقیش سے چھایا ہوا نہایت آراستہ و پیراستہ یہ سب لشکر رات بھر تیاریان کیا کیے صبح کو میدان مین آکر جمے ایک طرف سے نخل صحرائی بھی آیا ملکہ آکر اس بنگلے مین بیٹھی تاجدارون کو اور ساحرون کو دیکھا کوئی ان مین پسند نہ آیا جی مین کہتی ہی کہ دیکھیے خداوند کیا کرین اگر انسے باواجان نے مہلت پائی تو خداوند سے کیونکر جان بچاوینگے کہ وہ خداوند ہین تقدیر کرکے لڑینگے اول سب سے قمقام پہلوان گینڈا اڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر ساحر سے مقابلہ نہ کرونگا غیر ساحر جسکا دل چاہے میرے مقابلے مین آئے سر سام نامے پہلوان ایک طرف کھڑا کہہ رہا ہی سب کو مار کر معشوقہ کو لونگا نخل صحرائی کو قلم کرونگا نہین معلوم یہ جنگلی کیا سمجھا ہی سب سے وعدہ نوکر لیا اب کسی کو بھی نہین دیتا قمقام وسط میدان مین گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی سب سے آنکھ ملا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی کہ تمام صحرا بھر گیا گلعذار گھبرائی کہ یہ کون آتا ہی چلمن اٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار آفتاب جمال و خورشید مثال چلا آتا ہی بارہ چودہ ہزار شاہزادیان ہمراہ ہین آگے آگے ایک ساحر گولہ فولادی کو چرخ دیتا ہوا پشت پر چار لاکھ فوج گلعذار بہ نگاہ حسرت اس تاجدار کو دیکھنے لگی اور شاہزادیونکو دیکھا کہ چار طرف سے گھیرے ہوئے مثل کنیزان کنیزین نظارہ جمال اس شہریار کا کرتی ہوئی بہت ساتھ ہین مثل سردار حسینان و بہار اعجاز بیان و گلگونہ و ملکہ یاسمن وغیرہ ان شاہزادیون کو دیکھ کر گلعذار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ دریافت تو کر یہ تاجدار کون ہی حقیقت مین یہ اس لائق ہی کہ اسکی خدمت مین مشرف ہون ایسی ایسی شاہزادیان ساتھ ہین کہ جنکا حسن و جمال مین مثل نہین کنیز گئی اور دریافت کرکے آکر عرض کیا

کہ اے ملکہ عالم یہ طلسم کشا ہین اور یہ سب شاہزادیان عاشق جمال ہین آگے جو سب کے ساحر
ہی یہ وزیر اعظم خداوند ہی اور میثاق کوہ گردان اسکا نام ہی مگر قمقام نے پھر وہی پکار کر
آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ نے دیکھا کہ وہ ہی تاجدار یعنی سعد شہریار گھوڑا
اُڑا کر مقابلہ قمقام مین آئے گلعذار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ قمقام نے نیزہ مارا شہریار
نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا قمقام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قمقام کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا استخوان
قمقام کے چور چور ہوے دوسرا پہلوان یعنی سر سام مقابلے مین آیا وہ بھی ہاتھ سے
بادشاہ کے واصل جہنم ہوا اکلیل جادو کہ اسی فکر مین کھڑا تھا اژدر پر چڑھا کر میدان مین
آیا بادشاہ پر سحر کیا بادشاہ نے لوح محفوظ کو جنبش دی سحر اکلیل جادو کا باطل ہوا حیران
تھا کہ یہ معرکہ ہی کہ سحر تاثیر نہین کرتا تلوارین برسائین خنجر گرائے بادشاہ نے قریب آکر نیزہ مارا
کہ سینے کو توڑ کر اکلیل کے پار گذرا آہ نہ کرنے پایا کہ اٹھا کر زمین پر مارا کہ استخوان اکلیل کے چور
چور ہوے چھوٹے ساحر اور پانچون پہلوان ہاتھ سے بادشاہ کے مارے گئے کسی کے لشکر نے
بلوہ نہ کیا اس خیال سے کہ لشکر بادشاہ کے ساتھ بہت ہی بارگاہین اُکھڑوا لین خزانے چھکڑون
پر لدوا لیے جسطرف سے آئے تھے اُس طرف روانہ ہو گئے لیکن شخل صحرائی یہ سب معرکہ دیکھکر
حیران ہو گیا کہ ایسے ایسے تاجدار مارے گئے اور ساحر بھی قتل ہوے مگر فوجون نے بلوہ
نہ کیا اگر بلوہ کرتے تو شاید مغلوبہ سے کچھ مطلب نکلتا اگر شاہ کے ساتھ لشکر ایسا ہی سواران
شیر شکار پیادہ پایان تہور شعار اسی پر آمادہ ہین کہ مغلوبہ اگر ہوتی تو ہم جان و دل سے
شریک ہوتے اور کچھ نقدی بھی ہاتھ آتا قبضے پر ہاتھ رکھے جھوم رہے ہین امیدوار ہین کہ
جنگ ہو شخل ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ ایسے جانباز کسی کی فوج مین نہین سب آمادۂ
جنگ و مہیاے کارزار ہین کیون یارو اب کیا کرون ان کو روکون کہ نہ روکون ساتھ والے
کہتے ہین کہ یہ طلسم کشا ہین کسی کے روکے سے نہ رکین گے تا جزیرۂ عنبر بار جاوین گے مشہور
ہی کہ خداوند نے لوح عنبر بار کے پاس رکھی ہی ہم لوگ کیا روک سکتے ہین مگر گلعذار نے
جو کئی مرتبہ چلمن اُٹھائی تو بادشاہ سے نگاہ مل گئی بادشاہ بھی دیکھ کر عاشق ہوے فرمایا اگر

میثاق یہ باغ کسکا ہی میثاق نے کہا یہ باغ گلعذار چمن آرا کا ہی یہ جو نخل صحرائی سامنے کھڑا ہی اسکی دختر ہی بادشاہ نے اُسی مقام پر لشکر اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی ادھر گلعذار کو بڑا اشتیاق ہی کہ اس شہریار سے کیونکر ملون بنگلہ مین آکر بیٹھی مگر ملول و حزین دل پر ہجوم غم و الم کسی سے بات نہین کرتی آج شب کو خاصہ بھی نہین کھایا دو پہر رات گئے سر نگون بیٹھی تھی اور نگاہ طرف بارگاہ شاہی کے تھی کہ کان مین آواز گانے کی آئی یہان فیروزہ بن عمرو سامنے بادشاہ کے تانین مار رہا تھا بادشاہ تعریفین کر رہے تھے گلعذار نے جو کان لگا کر سُنا تو معلوم ہوا کہ یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی **نظم**

ترک اسلام کیا مذہب و ایمان چھوڑا
حیف اک بت کو نہ مردان علیخان چھوڑا

لاکھ وہ دست گریبان ہوا لیکن مین نے
مرتے مرتے بھی نہ اُس شوخ کا دامان چھوڑا

وحشت عشق کی کچھ خانہ خرابی کو نہ پوچھ
قیس نے ایک نہین دشت و بیابان چھوڑا

زندگی خواب ہی غافل یہ زمانہ ہی خیال
تو نے اسپر بھی نہ ابتک اُسے نادان چھوڑا

دست گستاخ نے کیا کام کیا ہی شب وصل
کہ کسی طرح نہ اُس شوخ کا دامان چھوڑا

خام تھا عشق زلیخا کا کہ خلوت تھی نصیب
اُسنے یوسف سے پریزاد کا دامان چھوڑا

اُٹھ گیا محفل عشاق سے وہ آفت جان
کوئی نالان کوئی حیران کوئی بیجان چھوڑا

ترک دنیا کو کیا ایک بقول رعنا ؞؞
تجکو دنیا نے نہ مردان علیخان چھوڑا

یہ آواز سُن کر گلعذار سے صبر نہ ہو سکا لباس مردانہ پہنا کنیزون نے پوچھا آپ کہان جائیےگا کہا مین در باغ تک جاتی ہون میرے ساتھ کوئی نہ آئے کنیزین تو رُک گئین مگر ملکہ ٹہلتی ہوئی در باغ سے نکلی دور سے دیکھا کہ تمام لشکر مین روشنی ہی بازارون مین جگہ جگہ گل فروشان ہی ایک جانب نشے بازون کا لون پر بھنگیڑ ان کے ہنگامے کر رہے ہین کسی نے چرس پھونکی اور پکار کر کہا کہ بی ساقن صاحبہ سال جہان کے ٹہرے پلاؤ تمھاری نگاہ سے نشہ ہوتا ہی بھنگیڑن نے چلم بھر کر دی جوان نے حقے کا ہاتھ بڑھایا کہ بی ساقن ذرا منہ لگا دو ساقن نے دم لگا کر جو حقہ دیا تو نہال ہوگئے پکار اُٹھے فرد نہ آئندہ ہے کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہی بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہی ۔ ہر طرف یہی ہنگامے ہین ایک جانب

میخانے مین شرابی شراب پی کر بلبلا رہے ہین کوئی گرا پڑا ہی کوئی بیٹھا ہوا جھک رہا ہی کسی کی
پگڑی گلے مین کوئی ننگے پاؤن پھر رہا ہی کوئی بیقرار ہوکر پکارتا ہی کہ یارو ایسی صحبتین کب
کسیکو نصیب ہوتی ہین گلعذار ایسے جو یہ ہنگامہ دیکھا شرم و حجاب سے دامنگیر ہوا کنارۂ لشکر
بادشاہ سے پلٹی طرف باغ کے تو نہ گئی صحرا کیجانب منھ اٹھا کیا خیال مین ہی کہ باغ آگے ملیگا
کوئی آدھ کوس راستہ طی کر گئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ کچھ لوگ بیرون درۂ کوہ اُترے ہوے ہین
لالٹینین لگی ہین اُن مین شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین یہ سامان دیکھ کر گلعذار ڈر گئی
اور سمجھی کہ مین راستہ بھول گئی پلٹی اور راستے پر نکل گئی وہ دو پہر رات اسی دوا دوش مین
کٹی کہ مرغ سحر نے اذان دی سوچی کہ اب تو روشنی ہوتی جاتی ہی جلد باغ مین پہونچ جانا چاہیے
ایک طرف چل نکلی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اور روشنی ہونے لگی مگر ابھی نیر اعظم بلند نہین
ہوا طائر اپنے آشیانون سے نکلکر شاخہاے نخل پر بیٹھے حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی کرنے
لگے بقول شاعر فرد ہر گیاہے کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + دیگر برگ درختان
سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + تھوڑے عرصے مین تاریکی دفع ہوئی صبح
ہوگئی دیکھا وہی جنگل ہی نہرین موج مار رہی ہین بعض شجر بے برگ و بار ہین مگر پودے جابجا
آراستہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ چادر مروارید فرش زمرد پر ڈالدی ہی بلکہ یہ سب سامان
کھڑی دیکھ رہی ہی مگر جی مین کہتی ہی کہ افسوس ایسا راستہ بھولے کہ تا بہ باغ نہ پہونچے اُسی
جنگل ہی مین پھنسے رہے اب دیکھون یہ عشق کیا مزا دکھاے لوگون کی زبانی سُنا کرتی تھی
کہ عاشق و معشوق دونون تباہ رہتے ہین اُسکے تو خلاف دیکھا کہ کسی معشوق کو رنجیدہ نہین
دیکھا مگر ہماری تقدیر مین آوارگی ہی کس خیال سے نکلے تھے اور کیا انجام ہوا یقین ہی کہ
اسی صحرا مین ہلاک ہون کل گیارہ عاشق مارے گئے ہم جنکے عاشق ہوے اُن سے یون
جدا ہوے کہ کنارے تک لشکر کے جاکر پلٹ آے کے اس صحرا مین آکر پہونچے دیکھین اب تقدیر
کیا دکھاے حضرت عشق کے کرشمے نئے ہین سُن چکی ہون کہ مجنون و فرہاد نے کیا کیا صدمے اٹھائے
مگر کچھ ہاتھ نہ آیا قیس دیوانہ وار وحشی مثال دشت نجد مین رہا فرہاد نے کوہکنی کی انجام یہ ہوا
کہ آجتک وہ دیوانے مشہور ہین بقول شاعر فرد عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار +

عشق وہ باغ ہی جس مین نہ کبھی آئے بہار + وصل معشوق ہوا تباہ و برباد رہے کیا کیا رنج و الم سہے
نظم طوق و زنجیر اسکا گہنا ہی + میان مجنون نے جسکو پہنا ہی + گو کہ گذری نہین پہ سُنتے ہین +
اسکے دیوانے تنکے چُنتے ہین + یہ کرشمے اسی کے سارے ہین + کیسے کیسے جوان مارے ہین + زلیخا
کی بربادی حضرت یوسف کی آبادی کون دل شاد رہا ہر شخص سے ظلم سہا اس سوچ مین گلعذار
کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد اُٹری دیکھا کہ ایک تاجدار مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر دو چار
سوار شکار کھیلتا ہوا آتا ہی گلعذار نے جو اُس تاجدار کو دیکھا گھبرا گئی حیران تھی کہ کہان
جا کر چھپون کہ اُس تاجدار نے دور سے دیکھا کہ ایک معشوقہ پری پیکر دریاے جواہر مین
غوطہ زن حُسن مین رشک چمن زیور پھولون کا زیب بدن دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا پکار کر
آواز دی کہ ای شمع شبستان دلبری و ای رواج دہندہ رنگ ساحری تو کون ہی کہ
اس دشت ہولناک مین تنہا کھڑی ہی میرے ساتھ چل مین تجھکو تخت پر بٹھاؤن عزت و
آبرو بڑھاؤن گلعذار نے جواب دیا کہ ای تاجدار والا مقام مجھ آوارۂ دشت وحشت
مصیبت و پابند دام غم و حسرت سے متوجہ نہو جس راہ سے آتے ہو اُس راہ جاؤ
ہم سے تعرض نہ کرو گوہر ریزی زبان کی سُن کر وہ تاجدار موسوم بہ گوہر تاجدار بیقرار
ہو گیا گھوڑا بڑھا کر چلا ملکہ نے بہت منع کیا کہ او دیوانے وحشی مجھسے تعرض نہ کر ورنہ بہت
پچھتائیگا مین اپنی جان دیدونگی تیرے ہاتھ کیا آئیگا مگر اُس تاجدار نے نہ مانا گھوڑا
اُڑا کر قریب آیا ملکہ نے تیغہ کھینچا جیسے ہی گوہر تاجدار قریب آیا ملکہ نے تیغہ مارا گوہر
نے ہاتھ بچا کر کلائی تھام لی اور پُکار کر آواز دی کہ ہان یارو محافہ لاؤ ملازم محافہ لائے ملکہ کو
اُسمین سوار کر کے لیچلا ملکہ روتی ہوئی محافے مین جاتی ہی ادھر مخل صحرائی نے جب دیکھا کہ وہ
سب لشکر والے چلے گئے فقط لشکر بادشاہ اسلام اُترا ہوا ہی تو رات بھر تو خیال مین بیٹھا
رہا صبح کو سوچا کہ چل کر ایک نگاہ دیکھ تو آؤن گلے تو لگا لونگا پیشانی پر بوسہ دونگا
سب عاشق اُسکے مارے گئے اب تو مجھکو قبول کریگی یہ سوچتا ہوا اُٹھا طرف باغ کے چلا
دروازے پر باغ کے آکر دیکھا کہ چند کنیزین حیران و پریشان زار زار رو رہی ہین ایک
سے ایک کہتی ہی کہ بُوا مین نے یہان تک آتے ہوے دیکھا تھا ایک کہتی ہی مین رو رہی

دور سے دیکھ رہی تھی سامنے جو لشکر اُترا ہوا ہی اُس طرف گئین یقین ہی کہ طلسم کشا پر مائل ہوئین
دوسری نے کہا ہوا یہی صحیح جھوٹ نہ بولو کنارے تک لشکر کے جاکر پلٹ آئی تھین پھر طرف
باغ کے نہ آئین مجکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ راستہ بھول کر کسی طرف نکل گئین کہ ملکہ کے
باپ کو آتے ہوئے دیکھا حیران ہوگئین کہ اب جو یہ پوچھیگا تو کیا جواب دین گے سنخل نے
آکر پوچھا کہ ارے گلعذار کیا کرتی ہی سب کنیزین رونے لگین کہا واری کیا بتائین کچھ
عرض نہین کرسکتے دو پہر رات گئے سے ملکہ غائب ہین اسی خیال سے ہم لوگ پریشان ہین
یہ مضمون سُن کر سنخل صحرائی بہت گھبرایا کہا صاحبو یہ بات نہ کہو مجکو ملال ہوتا ہی اب اُس
گوہر بےبہا کو کہان تلاش کرون کنیزون نے کہا کہ کیا عرض کرین ملکہ کا بلاوجہ چلے جانا
اور بلا تکلف غائب ہوجانا ہم کو تو بہت ناگوار ہوا شاید کوئی بھوت پلید اُنپر سوار ہوا
اب اُسکے قبضے سے نکلنا دشوار ہی جو کوئی اُن کو دکھا دے تو ہم لوگون کی جان مین جان
آئے سنخل نے یہ سُن کر جواب دیا کہ ارے کمبختو تم نے خیال نہ رکھا اور ملکہ کو اکیلا نکلجانے دیا
نہین معلوم کس خیال مین نکلی اب کہان تلاش کرون بہت حیران ہون کہ کہان جاکے
ڈھونڈھون کل اُس کے عاشقون کا جماؤ ہوا وہ سب ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے
مارے گئے لشکر لیکر افسر چلے گئے کنیزین عرض کرتی ہین جو حکم ہو وہ بجالاوین ملکہ کو جاکر
ڈھونڈھین سنخل نے کہا کہ جاکر تلاش کرو ایک کنیز طرف صحرا کے چلی ایک طرف لشکر اسلام کے
روانہ ہوئی جو طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی تھی اُس سے راہ مین برق سے ملاقات ہوئی
برق نے پوچھا کہ ای نازنین کہان جاتی ہی کنیز نے کہا کہ ہماری ملکہ غائب ہوگئی ہین اُنکی
تلاش مین نکلی ہون برق نے نام دریافت کرکے کنیز کو بیہوش کیا اُس کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا برق
آپ اُس کی شکل بن کر باغ مین آیا یہان باغ مین دیکھا کہ کنیزین واسطے ملکہ کے رو رہی ہین ہر
سے کنیزون نے پوچھا برق نے کہا کہ لشکر اسلام مین نہین گئین یہ کہکر برق فرنگی پھر طرف
صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار جاتا ہی اور ایک محافہ ہمراہ ہی اُس محافے کو دو
تین سو سوار گھیرے ہوئے ہین وہ تاجدار دمبدم قریب محافے کے جاتا ہی اور ٹھنڈی سانسین بھرتا
ہی اب برق کو یقین ہوا کہ گلعذار اسی محافے مین ہی مگر کیا تدبیر کرون تھوڑی دور وہ لوگ

چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان لحیم و شحیم گینڈے پر سوار پشت پر چند کس اسباب شکار ہمراہ آتے دکھلائی دیا راہ کے چلنے مین پردہ محافے کا اُڑا اُس پہلوان کی نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک نازنین حسین و جمیل محافے مین سوار ہی مگر آنکھون سے دریاے اشک جاری ہے نہایت بیقرار ہی کسی کی تصویر آنکھونکے آگے پھر رہی ہی یہ اشعار زبان پر ہین نظم

کردیا زار غم عشق نے ایسا مجکو ۔ موت آئی بھی تو بستر پہ نہ پایا مجکو

یاد آجاتی ہی جب زلفِ چلیپا مجکو ۔ صاف ہوتا ہی شبِ ہجر کا دھوکا مجکو

کبھی جنگل کبھی بستی مین پھرایا مجکو ۔ آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو

کون ہی گرمِ رہِ وادیِ وحشت مجسا ۔ آہوون نے کبھی صحرا مین نہ پایا مجکو

روز روشن ہو نہ کیونکر میری آنکھون مین سیاہ ۔ ہی ترے گیسوِ شبرنگ کا سودا مجکو

چین اسلام مین کبھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا ۔ کوئی کہتا ہی بُرا اور کوئی اچھا مجکو

بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شبِ ہجر ۔ سببِ وصل ہوا عالمِ رویا مجکو

روبرو تم کو خدا کے بھی کرون گا قائل ۔ لے لیا دل نہ دیا آپ نے بوسا مجکو

روز و شب شوخ نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ ۔ رُخ دکھایا کبھی گیسوے چلیپا مجکو

فخر سے بزم بتان مین وہ کہا کرتے ہین ۔ پیار کچھ روز سے اب کرتے ہین رعنا مجکو

اُس پہلوان نے جو جمال بے مثال ملکہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا تڑپ کر گینڈا آبڑھا دیا پکار کر آواز دی کہ ای صفدر تاجدار اِس معشوقہ ناراض کو کہان لیے جاتے ہو تاجدار نے جواب دیا تم کیون پوچھتے ہو اُس پہلوان موسوم بہ آلات خشت زن نے پکار کر آواز دی ہم اپنی آنکھون سے دیکھ چکے کہ وہ رو رو کر اشعار پڑھ رہی ہی معلوم ہوا کہ ناراض ہی ہم نہ یجانے دینگے صفدر نے کہا اپنی پہلوانی کا گھمنڈ ہی آلات نے جواب دیا کہ ای صفدر آج حال میری پہلوانی کا تم پر کھلا خیال کرو کہ تمھارے کیسے کیسے پہلوان مارے آدھا ملک دبا لیا کچھ تمھارے کیے نہ ہوسکا آج مجھسے اس طرح کلام کرتے ہو ضرور اس معشوقہ کو تم سے چھین لونگا صفدر تاجدار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا ای آلات خشت زن قریب نہ آنا ورنہ وہ نیزہ مارونگا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر جائیگا ادھر آلات نے جو دیکھا

کر یہ نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی تو خشت آہن کمر سے نکال کر کلہ گوپھن مین دے کر کھینچ ماری کہ سنان
نیزہ اُڑ گئی صفدر نے کہا کہ ای آلات اسی ضرب پر گھمنڈ ہی آلات نے کہا کہ میرا لقب یہی ہی
اسی کے بھروسے پر لڑتا ہون صفدر نے کہا کہ اگر قریب آنے دو تو دیکھون کہ کیا کرتے ہو
آلات نے کہا کہ لو اب خشت نہ مارونگا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا صفدر نے بڑھ کر تلوار
کا ہاتھ مارا آلات نے تلوار کو تلوار پر روکا کمر کو بتا کر سر پہ ہاتھ مار دیا تڑپ کر تلوار
جو گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سوار جو صفدر تاجدار کے کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے
آلات نے خشت ہاے آہنی مارنا شروع کین کئی سوارون کو گرا دیا اب کوئی سوار قریب
نہین آتا پھرا ہیان آلات بھی جنگ کرنے لگے آلات نے ایک خشت آہن صفدر تاجدار
کو ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا ساتھ والے بھاگے وہ پہلوان تیغ خون آلود کھینچے ہوے
چھینٹین خون کی بدن پر پڑی ہوئین کف منھ سے جاری اس حال سے قریب محافے کے آیا پردہ
اُٹھا کر پوچھا کہ ای نازنین مین نے اُس تاجدار کو مار ڈالا اب اپنا حال بتا کہ تجکو اسنے کہان سے
گرفتار کیا اُس نازنین نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ای پہلوان مین آوارۂ دشت مصیبت
گرفتار دام محبت کسی وجہ سے صحرا مین نکل آئی اس ظالم نے بجبر یہ مجھے گرفتار کر لیا اور محافے
مین سوار کر کے لیچلا تھا موت اُس کی تمھارے ہاتھ سے تھی اگر تم کو میرے حال پر رحم آیا ہو تو
مجکو چھوڑ دو آلات نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تمھارے اوپر
جان جاتی ہی مین کیونکر صبر کرون یہ سمجھ لو کہ صحراے جنون خیز میرے قبضے ہی صفدر تاجدار
کو قتل کیا اب اُسکے قلعے پر بھی قبضہ کر لونگا دونون مقام میرے قبضے مین آوینگے سیکڑون
کنیزین حاضر خدمت کرونگا ایسے آرام سے گذریگی کہ بہت محظوظ ہو گی گلعذار نے جواب دیا
کہ او ظالم اب تو مین تیرے قبضے مین ہون جو ظلم چاہے کر سواے خاموشی کے کیا چارہ ہی
مگر یہ سمجھ لے کہ مین ناراض ہون ناراض عورت سے کیونکر بسر کریگا آلات نے کچھ عذر ملکہ
کا نہ سنا محافے کو لیکر چلا برق نے دور سے یہ سب معاملہ دیکھا بھاگا ہوا خدمت بادشاہ مین آیا
یہان مخل صحرائی باپ ملکہ کا گینڈے پر سوار ہو کے چلا کہتا تھا کسکی مجال ہی کہ میری دختر کو
کو لیجاے صحرا مین ایک مقام پر آ کر دیکھا کہ چند لاشے پڑے ہین سوچا کہ یہان کشتہ وخون

ہوا اُسی نشان پر چلا مگر یہان برق نے جو آکر بادشاہ سے کہا بادشاہ بھی سوار ہوے جستجو مین
گلعذار کی چلے مگر آلات جاتا تھا کہ تخل صحرائی آپہونچا محافے سے رونے کی آواز آرہی تھی
گلعذار بلک بلک کر روتی ہی کہ ای فلک یہ کیا معرکہ ہی کہ دشمن کے ہاتھ مین پھر پڑی یہ بیچیا
سیہ رو و بدخو لعیم و شحیم اپنی جرأت پر ناز کرتا ہی کہ باپ کی آواز کان مین آئی پردہ اُٹھاکر دیکھا
کہ باپ میرا اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہی آتے ہی سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین جس پر
تلوار پڑی اُسکا سر اُڑ گیا آلات خشت زن نے جو دیکھا کہ اسکے سحر نے قیامت برپا کی گینڈا
بڑھاکر چلا کہ تخل پر جا پڑون مگر تخل نے خنجر پھینک مارا کہ آلات کی کمر پر پڑا کمر کو دو ٹکڑے
کرکے نکل گیا تخل صحرائی آلات کو مار کر قریب محافے کے آیا کہا کیون او شوخ دیدہ تو نے
دیکھا کہ مین نے اسکو کیونکر مٹایا عمر بھر مشقت کرکے یہ سحر حاصل کیا ہی اب مجھسے کون مقابلہ کرسکتا
ہی سوچ تو سہی کہ مین نے تجکو پرورش کیا تو بہت کم سن تھی جب مین نے خیال نکیا اب تو جوان
ہوئی اور میرا دل تجھپر راغب ہوا تو تو انکار کرتی ہی وہ ہی باغ رہنے کو ملیگا وہ ہی کنیزین
ملک پر تجھے اختیار ہی تیرا ہی حکم و احکام ہوگا ملکہ رونے لگی اور سر جھکاکر جواب دیا کہ ای
باوا جان سب جادوگرون مین بدنام ہو جاؤ گے مشہور ہوگا کہ تخل صحرائی نے بیٹی پر قبضہ کیا
پھر کیا جواب دو گے بہت شرمندہ ہوگے تخل نے جواب دیا کہ مین نہ مانونگا ہر چند ملکہ
نے ڈرایا کہ مین اپنی جان دیدونگی مگر یہ کب سنتا ہی کہا واہ عجیب لوگون نے رسم مقرر کی ہی
کہ بیٹی کو پال پوس کے غیر کے حوالے کردیتے ہین ہم سے یہ نہ ہوسکیگا جو کوئی پوچھیگا کہ تیرے
قبضے مین کون ہی مین جواب دونگا کہ معشوقہ ہی گلعذار نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا کہ
آپکو اختیار ہی مین عورت ہون میرا کیا زور چلیگا مگر یہ سمجھ لیجیے کہ جسدن مہلت پاؤنگی
دن کو یا رات کو نکل جاؤنگی پھر آپ تڑپین گے مجھے اسی جنگل مین چھوڑ دیجیے تڑپ تڑپ کر اپنی
جان دونگی مگر آپکی خدمت مین نہ رہونگی تخل نے پردہ ڈال دیا کہارون سے کہا محافہ
لیچلو کہارون نے ذرا ہی عذر کیا تھا کہ تخل نے گولہ سنبھالا کہا اگر اسکو مارونگا تو تم سب
جل جاؤ گے کہارون نے بخوف جان محافہ اُٹھا لیا تخل پائے محافے کے ہاتھ رکھے ہوے
لیکر طرف باغ کے چلا مگر حال یہ ہی کہ جون جون باغ قریب آتا ہی گلعذار کی بیقراری و

اشکباری بڑھتی جاتی ہی بہر مرتبہ کہتی ہی کہ کیا ستم ہی باغ قریب آتا جاتا ہی اب باغ مین جاکر یہ پھل ملیگا کہ یہ دشمن خدا ارادہ آبرو لینے کا کریگا جسکو شرم و لحاظ نہین یالات و منات اس وقت مین مدد کرو اس ظالم کی جفا کو رد کرو ہاے مین کبھی بدنام ہوجاؤنگی کیونکر اس ظالم کی بدعت سے نجات پاؤنگی جب در باغ سامنے معلوم ہونے لگا شخل نے قریب آکر کہا کہ لو بی بی اُتر جاؤ کنیزون مین جاکر عیش کرو مین در باغ پر اُترا رہونگا تمھاری حفاظت کرونگا جب تسخیر ہوجاؤگی تب یہان سے جاؤنگا میرا کیا نقصان ہی قلعے مین نہ رہا اسی مقام پر رہا اُس وقت گلعذار نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے مُنھ کیا اور پکار اُٹھی کہ ای آسمان کے خداے نادیدہ تو مشکل کو آسان کر شہریار کو سُنا ہی کہ وہ تیرے مطیع و منقاد ہین مین اُنکے مذہب کو قبول کرکے اُنھین کے خدا کو پکارتی ہون کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی تو ہی آکر اس وقت مین مدد کر

نظم

نہ کرد نکتۂ وحدت کس از زبان تشریح ٭ کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح
نشد زبان تکلم بشرح آن جاری ٭ نگشت نوک قلم آشنا بدان تشریح
بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا ٭ بیان ز بندۂ عاجز نہ گردد آن تشریح
بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت ٭ کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح
ز کنہ ذات الٰہی نشد کسی واقف ٭ فرشتہ کرد نہ تفصیل انس و جان تشریح
کسیکہ واقف راز حقیقت حق شد ٭ نشد زبان سکوتش روان بدان تشریح
شگفتہ صد گل رعناست اندرین گلزار ٭ کند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
پر از نکات عجیب است متن موجودات ٭ چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح
ز عام و خاص بہوش ہر آنکہ زاہد را ٭ کنند بر سر بازارگان ازان تشریح
نہند گوش بنظم تو اہل حق ہندی ٭ اگر بوحدت و کثرت کنی بدان تشریح

بیقرار ہوکر جو گلعذار نے دعا کی سامنے سے گرد اُڑی یا تو گلعذار محافے سے اُتری نہ تھی یا پردہ اُٹھا کر دیکھنے لگی کہ دیکھا وہی جوان آفتاب جمال و خورشید مثال گھوڑے کو اُڑائے ہوے آتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او ظالم بیٹی کو کہان لیے جاتا ہی کچھ تجکو ہمچشمون سے

شرم نہین ہی نخل صحرائی نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا
مین نے تو چاہا تھا کہ آپ سے تعرض نہ کرون ہر چند کہ آپ نے میدان مین آکر پانچ تاجدار
اور چھ ساحران غدار مارے مگر مین نے دخل نہ دیا مگر اب تم چڑھ کر آئے ہو بیشک تم کو
مٹا دونگا مین مثل اُن ساحرون کے نہین ہون کہ سحر تاثیر نہ کرے ایک سحر مین بھاگتے
راستہ نہ ملیگا بادشاہ گھوڑا اُڑا کر قریب آئے فرمایا او بیغیرت بیٹی پر قبضہ کرتا ہی اور تجکو
شرم نہین آتی اُسپر یہ گھمنڈ ہی کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہون پہلے سحر کر کہ تیرے سحر کا زور
دیکھون نخل نے کہا کہ ای بادشاہ میرا سحر خالی نہ جائیگا تجکو دیوانہ بنا دیگا یہ کہکر جھولی مین
ہاتھ ڈالا گولہ فولادی نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
گولہ پھٹ کر زمین پر گرا محافے سے گلعذار دیکھ رہی ہی اور دعائین کرتی ہی کہ ای پروردگار
اس دشمن کو پست کرائیو اسکا غرور مٹائیو اب اُس شیر سے مقابلہ ہی کہ جسنے چھ ساحرون
کو مارا کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی اس ملعون کا بھی سحر تاثیر نہ کرے یہ شہریار غالب آئے
اور مجکو اپنے ساتھ لیجائے بڑے آرام سے بسر ہوگی نہ کہ اس دشمن خدا کے ساتھ تڑپ
تڑپ کر بسر ہوگی کیونکر شام ہوگی اور کیونکر سحر ہوگی حقیقت مین اس ظالم نے بڑا ظلم
کیا خدا اس کے ہاتھ سے مجھے بچائے میری عصمت مین فرق نہ آئے تو کریم و رحیم ہی مگر
بادشاہ سحر کو نخل کے دفع کرتے ہوے جیسے ہی قریب آئے نخل نے تلوار کھینچی تلوار کو
جنبش دی صدہا تلوارین بادشاہ پر برسین مگر جب بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
سحر کو مٹایا کوئی تلوار بادشاہ پر نہ پڑی نخل حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی میرا سحر تاثیر نہین
کرتا کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے تمام نخل
جھومنے لگے نخل نے جو ابر سیاہ کو دیکھا ہنس کر کہا کہ ای بادشاہ اب کیونکر بچوگے قدرت
آ پہونچی بادشاہ نے کہا کہ قدرت بھی مثل تیرے ہین وہ بھی بھاگین گے کہ وہ ابر آکر
پھٹا جمشید ثانی نمایان ہوا للکار کر آواز دی کہ او نخل صحرائی اپنی بیٹی کو مجھے دے
اگر اولاد ہوگی تو خدائی تیرے گھر مین آئیگی کیا مرتبہ حاصل ہوگا ای بادشاہ پلٹ جاؤ مین
اس معشوقہ کو لونگا مثل سردار حسینان اسکو نہ چھوڑونگا مجھے سردار حسینان کا آجتک

قلق ہی مگر ناچار ہوا کہ وہ خود نکل گئی تمھارے لشکر مین پہونچی مین نے زیادہ کد و کاوش کی
مگر اس کے مقدمے مین بڑی کوشش کرونگا اس کو نہ چھوڑونگا اور تصور تو کرو کہ ایک
معشوقہ پر قبضہ کر چکے دوسری پر بھی دانت ہے مجھسے یہ صبر نہ اُٹھیگا یہ کہکر طرف بادشاہ کے چلا
بادشاہ نے تیغہ ہلالی کھینچا مگر میثاق وغیرہ جو بارگاہ مین آئے اور خبر سُنی کہ برق فرنگی
نے آکر کچھ خبر کہی بادشاہ اُسی وقت روانہ ہو گئے میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ سب شاہزادیان
یہین موجود ہین گھبرا کر کہا صاحبو مقام افسوس ہی کہ بادشاہ یکہ و تنہا گئے اور کوئی تم مین سے
ساتھ نہ پہونچا ایسا نہو کہ ساحران شعبدہ باز کسی مکر مین پھنسا لین تو ہم لوگ کیا کرینگے
یہ کہکر میثاق چلے سردار حسینان سب کے آگے آگے ایک طرف بہار اعجاز بیان
اور سب شاہزادیان ہمراہ ہین اُس وقت میثاق آکر پہونچا کہ نخل صحرائی کہہ رہا ہی
کہ ہان خداوندان کو گرفتار کر لیجیے میرے حوالے کیجیے قید مین مار ڈالونگا جمشید بھی غصے
مین تلوار کھینچ کر بڑھا کہ پہلو سے آواز آئی منم میثاق کوہ گردان جمشید نے جو میثاق
کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام تجکو کچھ خوف نہین ہی قدرت کے مقابلے مین آیا ہی
آج وہ تقدیر کرون کہ سب کو دیوانہ کر دون او سردار حسینان تجکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا
دشمن کی شریک ہو گئی مگر سبکو بادشاہ کا چہرۂ زیبا دیکھکر جوش محبت ہوا سردار حسینان
نے گجرا سونے کا ہاتھ سے اُتارا بہار اعجاز بیان نے گلدستہ نکالا دونون نے جو حل کر
سحر کیا اُس صحرا مین پھول برسنے لگے نخل صحرائی نے جوش مین آکر چند پھول اُٹھا لیے
اُن کو جو سونگھا آنکھین سُرخ ہو گئین پکار کر آواز دی کہ ای سردار حسینان و ای ملکہ
بہار اعجاز بیان مین تم دونون کا تابعدار ہون اب آج سے بیٹی کا نام نہ لونگا تمھارے
ساتھ شادی کرونگا سردار حسینان نے ہنس کر آواز دی کہ ای نخل صحرائی تجھکو جو
ہماری خواہش ہی تو جمشید کا سر لا نخل صحرائی جمشید پر جا پڑا بہار اعجاز بیان نے اور پھول
برسائے نخل کو اور زیادہ جوش ہوا تلوار کھینچ کر جمشید پر جا پڑا جمشید منع کرتا ہی کہ ای
نخل صحرائی کیون دیوانہ ہوا ہی ایک تماچہ مین سر اُڑا دونگا وہ تقدیر کرون کہ تجکو
مٹا دون مگر نخل نے کچھ نہ سُنا ہر بات مین شاخ نکالتا ہی پیچ کی بات نہین سُنتا قریب

جمشید کے پہونچا تلوار کے ہاتھ مارنے لگا جمشید ہنس ہنس کے ٹال دیتا ہی جب دس پانچ
وار دفع کر چکا تو شغل کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک تمانچہ مارا کہ سر شغل کا اُڑ گیا شغل کو
مار کر طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا بادشاہ پر سحر کرنے لگا میثاق وغیرہ دفع کر رہے ہین جب
سحر جمشید کا مٹتا ہی تو کف افسوس مل کر کہتا ہی کہ ہائے یہ لوگ میرے معین و مددگار تھے
اب بادشاہ کے طرفدار ہوئے کبھی میثاق پر سحر کرتا ہی کبھی شاہزادیوں پر کبھی یہ ارادہ
کرتا ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کر لون کئی مرتبہ گھوڑے پر سحر کیا کہ گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بہار
نے بڑھ کر لگام تھام لی گھوڑے کی بدلگامی موقوف ہوئی مگر بادشاہ تلوار کھینچے ہوئے قریب
جمشید کے پہونچے جمشید نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ شانہ جمشید کا نشانہ ہوا بادشاہ نے سایے مین تلوار کے
لیا جمشید سوچا کہ اگر ابکی ہاتھ پڑا تو میرے دو ٹکڑے ہونگے شانے سے تو خون بہ رہا ہی
اپنے کو زمین پر گرا دیا دونون پاؤن زمین پر مارے کہ نقب سحر ظاہر ہوئی غرق زمین ہوکے
غائب ہوا مگر چلتے وقت کہہ گیا کہ ای بادشاہ اسلام اب تو گلعذار کو لیجاؤ لیکن چھین لونگا
گلعذار کو تمھارے لشکر مین نہ رہنے دونگا جب جمشید غائب ہوا تو بادشاہ گھوڑے
سے کود کے قریب محافے کے آئے پردہ اُٹھا کر روئے زیبا دیکھا تو وہ رو رہی تھی یا تنگی
نخل صحرائی سے اور بھاگنے سے جمشید کے چہرہ سُرخ ہو گیا جیسے ہی بادشاہ نے محافے
مین سر ڈالا جوش محبت مین گلعذار نے بلائین لین عرض کی کہ ای شہریار سبحان اللہ کیا
کہنا آپ کے ملازمون کو خدا سلامت رکھے کہ جنھون نے آکر مجکو بچایا کیون ای شہریار
کہین یہ سُنا ہی کہ باپ بیٹی پر عاشق ہو تاجدار کو مار اب باغ مین لایا تھا کہ جبر کرونگا
مگر خدا نے آپ کو خوب وقت پر پہونچایا مجکو تو آپ کے مذہب کا اعتقاد ہوا پہلے نگوڑے
لات و منات کو پکارا کوئی بھی مدد کو نہ آیا اس مذہب والون نے ضد کرکے یہ مذہب
باطل اختیار کیے ہین ان مین کوئی کرامت نہین ہی سحر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی
آخر ناچار ہو کر بھاگا اب کنیز آپ کے ہمراہ ہی کنیزون نے جو خبر سُنی کہ شغل مارا گیا اور جمشید
نے فرار پر قرار کیا سب باغ سے نکل آئین محافے کو آکر گھیر لیا کہتی تھین کہ ای ملکۂ عالم کنیزین

بھی ساتھ چلین گی بادشاہ نے کہا صاحب سب کو ساتھ لے لو کنیزین بادشاہ کو دعائین
دینے لگین کہتی تھین کہ ہم سب آپکے خدمتگزار رہین ہمیشہ مصروف جانبازی رہین گے خطا سے
فاش نہ کرین گے ملکہ نے کہا صاحبو اسباب ضروری جو باغ مین ہے وہ تو لے لو اب ہم کیا یہان
پلٹ کر آوین گے مگر سردار حسینان کو گلعذار کو دیکھ کر شاد ہوا بادشاہ جمجاہ نے جو
سردار حسینان کو خاموش دیکھا بہ محبت فرمایا کہ کیون ای ملکہ عالم تم کیون خاموش ہو
سردار حسینان نے سر جھکا کر جواب دیا ہم تو خیر خواہ دولت ہین مگر ہمارے رنج و خوشی
کا خیال بھی حضور کو چاہیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ آپ لوگون کو کوئی ملال ہو
اس وقت تمکو بہت پریشان پاتا ہون سردار حسینان نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا
حضور کو پروردگار مظفر و منصور کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو جمشید ثانی واصل جہنم ہو
اور ظلم و بدعت طلسم سے کم ہو کنیز کچھ مکدر نہین ہے تشریف لے چلیے بادشاہ جمجاہ
نے محافے کو مع کنیزون کے ہمراہ لیا اور اسباب باغ کا بھی لدوا لیا بادشاہ ایکطرف
محافہ لیکر چلے مگر میثاق کوہ گردان چھکڑے پر سوار ہو کر اسباب کو لیے ہوے جاتا ہے
بادشاہ اسلام تو نکل گئے میثاق نے دیکھا کہ چھکڑے رہروی نہین کرتے گاڑی بان
رسیون کے سٹرا کے مار رہے ہین مگر بیل نہین بڑھتے ہر ہر طور سے چھکڑون کو کھینچتے ہین
مگر چھکڑے کسی طور سے آگے نہین بڑھتے میثاق گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ جو چھکڑے آگے
نہین بڑھتے میثاق ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہے سر اٹھا کر جو دیکھا تو نخل پر
ایک طائر کالا بیٹھا ہے جب زفیل مارتا ہے تو چھکڑے چلنے سے رک جاتے ہین میثاق سمجھا
کہ یہ کوئی ساحر ہے یہ سوچ کر میثاق نے چند دانے ناش کے مارے کہ وہ طائر اڑ کر بھاگا
کئی وار میثاق نے کیے مگر طائر نے اپنے کو بچایا جب وہ طائر اڑ گیا اور سامنے سے
غائب ہوا تب بھی چھکڑے رہروی سے باز ہین بیل آگے نہین چلتے میثاق دل مین
کہتا ہے کہ ای میثاق معلوم ہوتا ہے کہ ایک ساحر کہین اور ہے اسکی فکر چاہیے چند دانے
ناش کے نکالکر چہار جانب پھینکے کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام سامنے آیا للکار کے
آواز دی کہ ای میثاق یہ چھکڑے یہان سے نہ جاوین گے میثاق نے کہا کہ یہ مال

بادشاہ اسلام ہی اسکو کون روک سکتا ہی اُس ساحر نے بڑھ کر سحر کیا کہ چھکڑے پیچھے ہٹے
اب میثاق گھبرایا چھکڑے سے اُتر پڑا اُپکار کر آواز دی کہ او ساحر مغرور یہ تو غیر ممکن ہی
کہ مین زندہ جاؤن اور مال یہان رہجائے مین کیا مُنھ دکھاؤنگا بادشاہ فرمائینگے کہ
مال کہان چھوڑا اُس وقت مجکو بڑی شرمندگی ہوگی بہتر یہ ہی کہ سامنے سے ہٹ جا اُس
ساحر نے سحر کیا چھکڑے پیچھے ہٹنے لگے میثاق نے نیام سے تلوار کھینچی اُس ساحر پر جا پڑا
اُس ساحر نے سحر کیا میثاق پر تلوارین برسین مگر میثاق پر تاثیر نہ ہوئی میثاق نے
سب تلوارون کو توڑا جب تلوارین ٹوٹین تو وہ ساحر بہت گھبرایا میثاق نے
سحر کیا کہ چھکڑے پھر چل نکلے مگر گوشۂ صحرا سے کئی سو ساحر تیغ بکف پیدا ہوے اور
میثاق پر آکر سحر کرنے لگے کہ پہلو سے بوے خوش آئی قضائے کار بہار اعجاز بیان
کہ یہ پیچھے رہ گئی تھین نمایان ہوئین دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کئی سو ساحرون کو ساتھ
لیے ہوے میثاق پر سحر کر رہا ہی اور سب کا یہی ارادہ ہی کہ سحر کر کے میثاق کو گرفتار
کر لین مگر میثاق شیرانہ لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا کئی ساحرون
کو مار چکا ہی مگر وہ سب کا افسر نعرے کرتا ہی کہ منم طہبران صحرا نشین کہتا ہی کہ اے میثاق
بڑے غضب کی بات ہی کہ ہمارے جنگل سے یون ہی نکل جاؤ اور محصول نہ دو میثاق نے
کہا کہ ہم خود تم سے جزیہ لینے کے خواہان ہین اگر ساحری پرستی ترک نہ کروگے تو ہم
تم سے جبر جزیہ لینگے اب بہتر یہ ہی اطاعت اسلام کرو یہ سُنکر اُس ساحر نے گولہ فولادی
مارا میثاق نے ہاتھ ہلا کر دستک دی وہ گولہ پھٹ کر گرا بہار نے کہا کہ اے میثاق
تامل کرو مین اسکی تدبیر کیے لیتی ہون ابھی اسکو شکست دیتی ہون یہ کہکر بہار نے
گلدستۂ سحر مارا گلدستہ جو پھٹا ایک ہنگامہ برپا ہوا ہزارہا طائر پیدا ہوے غلغلہ کرتے
تھے اُن کے غلغلے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

جھوٹ سچ باتو نبیں باز آؤ خدا کیواسطے — چپ رہو بس منھ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے
منھ سے بولو بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے — معجزہ عیسیٰ کا دکھلاؤ خدا کے واسطے
قلب عاشق جل رہا ہی سوز غم سے خود بخود — آتش ہجران نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے

ہم تو تم پر جان دین تم بیرخی ہم سے کرو ۔ بیوفا اتنے نہ ہو جاؤ خدا کے واسطے
وصل کی شب مختصر ہی صبح ہجران ہی قریب ۔ مجکو باتون مین نہ بہلاؤ خدا کے واسطے
ہی نظر کا پھیرنا چشم مروت سے بعید ۔ مرتے ہین دیدار دکھلاؤ خدا کے واسطے
یاد ہی کہتے تھے شب کو اب نہین بگڑینگے ہم ۔ زہر منگوا کے نہ تم کھاؤ خدا کے واسطے
اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین ہنر ہر ۔ غش سے چونکو ہوش مین آؤ خدا کے واسطے

یہ اشعار سُن کر طیران جادو مبہوت ہوا پکار کر آواز دی کہ ای میثاق اس شاہزادی کو مین نہین پہچانتا اسکا نام نامی بتائیے میثاق نے کہا کہ کون ایسا ہی کہ انکے نام سے نہین واقف بہار اعجاز بیان انکا نام ہی طیران نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای بہار اعجاز بیان مین تمھارا تابعدار ہون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن بہار نے کہا کہ ان چھکڑون کو روانہ کردو اور تم قصر ہفت رنگ مین جاؤ جمشید تمھارا جو جھوٹا خداوند ہی اُسکا سر لاؤ خبردار لشکر سے نہ ڈرنا بڑھ بڑھ کر سحر کرنا جب وہ نکلے اُسکا سر کاٹ لینا مین تمھارے انتظار رہتی ہون طیران نے یہ سُن کر اول تو ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ چھکڑے روانہ ہوئے اور خود تلوار نیام سے کھینچی چہرہ اور آنکھین سُرخ ہوئین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا بہار و میثاق ہنستے ہوئے چھکڑون کو لیکر لشکر اسلام مین آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا بہار اعجاز بیان نے بہت بڑا کارنمایان کیا اب جمشید کو صدمہ پہونچیگا لیکن طیران جادو جھومتا ہوا لشکر جمشید مین پہونچا لشکر کو دیکھتے ہی گولہ مارا کہ کئی سر اُڑ گئے جمشید بارگاہ مین بیٹھا ہی اسنے غریو سُنا پوچھا کہ یہ کیا شور کہ ہی لوگون نے کہا کہ طیران جادو مبہوت و بدحواس ہی آکر لشکر پر گرا ہی اور قدرت کا نام لیکر گالیان دے رہا ہی یہ سُن کر جمشید باہر نکلا دیکھا کہ طیران جادو آنکھین سُرخ چہرہ تمتمایا ہوا لشکر پر گولے مار رہا ہی جمشید نے للکارا کہ او طیران کیون دیوانہ ہوا ہی یہ کیا بدعت کر رہا ہی طیران نے کہا کہ او بیحیا مین تیری فکر مین آیا ہون جمشید نے ایک وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے بڑھ کر ایک گولہ مارا کہ طیران کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جب طیران جادو کا لاشہ

زمین پر گرا بیہوش ہوا نے آواز دی کہ کشتی مرا نام سن خیران جادو ہے جمشید ثانی نے کہا کہ ای
وزیر اعظم یہ کیا کیا یہ تو بے خطا تھا سحر مین مبتلا ہو کر آ پڑا تھا ہمارا اعجاز بیان نے اسکو دلوا
کر کے بھیجا تھا قدرت کو اسکے قتل ہونے کا بڑا رنج ہوا جس سحر اکا یہ حاکم تھا اسکا سحر اجالی
پڑا رہیگا اُسکی کون حفاظت کریگا وزیر نے کہا کہ حضور نے سمجھایا مین نے بھی بہت سمجھایا
مگر اسنے نہ مانا آخر ہون نے گولہ مار دیا ایسون کی یہی سزا ہے کہ کتے کی موت مارے جاوین
کہ پھر آئندہ کوئی ایسا قصد نہ کرے جمشید نے کہا کہ بی سردار حسینان وبی بہار کو قدرت
سے بڑا ملال ہے جس ساحر پر اُنکا زور چلیگا اور اُسپر سحر کرینگی وہ ضرور یہان آئیگا وزیر
نے کہا کہ قدرت اُسکا سامنا نہ کرین مین سمجھا دیا کرونگا جمشید نے کہا شب کو مین نے آئینے
مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے طرف جزیرۂ عنبر بار کے کوچ کیا ہے تو عنبر بار کو
ایک نامہ لکھو کہ ای عنبر بار ہوشیار رہو طلسم کشا آتے ہین اگر مناسب ہو تو ہفت دریچہ
حائل کردو کہ نہ آسکین مضمون مذکور کا نامہ ایک ساحر یوتیمار نامے لیکر چلا جمشید
نے سمجھا دیا کہ قریب دریا پہونچکر آواز دینا کہ ای عنبر بار جادو منم فرستادۂ خداوند
تب عنبر بار نامہ منگوا لیگی یوتیمار نامہ لیکر چلا بھاگا ہوا جاتا ہے راہ مین برق فرنگی عیار
پھر رہا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک جادوگر جاتا ہے اسنے اپنی صورت ایک ساحر کی
بنائی اور پکار کر آواز دی کہ بھائی کہان جاتے ہو اس دھوپ مین ذرا ٹھہر جاؤ بیٹھکر
یوتیمار ٹھہرا برق فرنگی جست کرتا ہوا قریب آیا کہا بھائی کہان جاتے ہو یوتیمار
نے کہا کہ نوکری بُری چیز ہے طرف عنبر بار کے جاتا ہون یہ نامہ قدرت کا پہونچاؤنگا
برق نے کہا کہ مین نے اس وجہ سے ٹھہرایا کہ لون چل رہی ہے ایک جادوگر ابھی ابھی
بیہوش ہو کر گرا ہے ایالی قریہ اُس کو اُٹھا لے گئے اُسنے انتقال بھی کیا مجھکو یہ خیال ہوا
کہ ایسا نہ ہو تمکو بھی لون لگ جائے ذرا ٹھہر جاؤ ہوا کھا لو تب جانا جب جادوگر ٹھہرا برق نے
حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکی شکل بنکر
چلا جب قریب دریا کے پہونچا تو حیران تھا کہ اب کیا کرون مگر مچھلیان دیکھین کہ چھوٹی چھوٹی
مچھلیان شناوری کر رہی ہین اور کانون مین اُنکے بالیان پڑی ہین اُن مین مروارید بے بہا

پڑے ہین برق کے منہ مین پانی بھر آیا ڈگن نکالی چارہ لگا کر پھینکی مگر مچھلیون کا یہ حال ہی کہ
کانٹے منہ مین لیکر پھینک دیتی ہین کہ دریا سے ایک نہنگ نکلا اُسنے برق پر حملہ کیا برق
جان بچا کر بھاگا جی مین کہتا ہی کہ ای برق یہ مقام عجائب وغرائب ہی کہ مچھلیان گرفتار
نہین ہوتین کیونکر نامہ پہونچاؤن ایک گوشے مین آکر چھپا دن بھر تو گذرا رات جو ہوئی صحرا
مین روشنی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے جنگل سب روشن ہوا فرش بچھا ایک جادوگرنی تخت
پر سوار کئی سو کنیزین ساتھ دریا سے نکلی کہتی ہوئی کہ کیون صاحبو کوئی نیا شخص آیا تھا اُسنے
ارادہ کیا تھا کہ مچھلیان پکڑے مگر یہ مچھلیان کب گرفتار ہوتی ہین کنیزون نے عرض کی یہان
تو کوئی نہین آیا عنبر بار نے کہا تم کیا جانو ہمکو تو خبر ہوئی مگر آنیوالا آئیگا تو پلٹکر نہ جا سکیگا
یہ خبر بھی ملی کہ قدرت نے نامہ لکھا ہی کہ ہفت دربند تیار کر دو مین ہشت دربند بناؤنگی اِس
زور و شور سے سحر کرون کہ میان میثاق وغیرہ عاجز ہون سحر نہ کر سکین اگر سحر کرین تو تاثیر
نہو کنیزون نے عرض کی لونڈیان انتظام کو حاضر ہین وسط صحرا مین فرش بچھا فرش پر
آکر عنبر بار بیٹھی گانا سننے لگی ایک ڈومنی بیٹھی ہوئی تانین مار رہی ہی برق نے جو دیکھا
کہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ہوشیار کی شکل بنا ہانپتا ہوا
سامنے عنبر بار کے آیا اور نامہ عنبر بار کو دیا عنبر بار نامہ پڑھنے لگی مگر کنیزون نے پشت
پر سے آکر برق کو گرفتار کر لیا ہرچند برق کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم مین آپ کا ملازم ہون
عنبر بار نے کہا کہ او مکار و حیلہ ساز بس اب باتین نہ بنا مین تیرا سر خدمت مین خداوند
کی روانہ کرونگی یہ کہکر حکم دیا کہ برق کو لیجا کر زندان موجہ مین قید کرو ایک کنیز نے برق
کی کمر مین نیچہ دیا اور دریا مین پھاند پڑی برق بیہوش ہو گیا جب برق کی آنکھ کھلی دیکھا کہ
ایک مکان ہی گرد اُسکے دریا ہے قہار برق فرنگی اکیلا بیٹھا ہی کہ صبح کو دیکھا ایک طفل
شناوری کرتا ہوا آیا اُسی مکان مین پہونچا برق کو دیکھکر آواز دی کہ ای شخص تو نے کیا
خطا کی کہ زندان موجہ مین مقید ہوا برق نے کہا کہ مین قوم کا گویا ہون گانے مین خطا ہوئی
خلاف وقت کی راگنی گائی اُسی پر گرفتار کیا ناچار ہو گیا کل سے اسی مقام پر قید ہون آب و
دانہ بھی بند ہی طفل نے دریا مین ہاتھ ڈال کر دو روٹیان اور کباب برق کو دیے برق نے

ایک نوالہ کھا کر دوسرا نوالہ طفل کو دیا جب طفل نوالہ کھا چکا تو برق نے پوچھا کہ کیوں حضور
اگر یہاں سے نکلوں تو کیونکر باہر جاؤں سرحد دریا سے نکلنا دشوار ہے طفل نے کہا جب ہائی
اُڑ گئے تو اسی دریا میں کود پڑنا کنارے پر پہونچو گے بس پھر نکل جانا برق خاموش ہو رہا
تھوڑی دیر میں وہ طفل بیہوش ہوا برق اُسے بیہوش کر کے اُٹھا اور اپنے تئیں دریا
میں گرا دیا تو غوطے کھا کر بیہوش ہو گیا جب آنکھ کھلی اپنے تئیں کنارے پر دریا کے پایا
طرف صحرا کے بھاگا ایک طرف سے آواز آئی کہ او جانے والے کہاں جاتا ہے تو نہیں جانتا
یہ مقام ہفت در بند ہے راستہ یہاں کا بالکل بند ہے مگر برق نے اُس آواز کا خیال نہ کیا
کہ دور سے دیکھا ایک شیر سو رہا ہے برق کی آہٹ نے اُس شیر کو جگایا شیر نے اُٹھتے ہی
قصد کیا کہ برق پر جا پڑوں مگر برق بھاگا کہ پھر ایک جانب سے آواز آئی کہ او
قیدی کہاں جائیگا برق نے جواب دیا کہ مجھکو مالک نے رہا کیا خطا میری معاف ہوئی
ایسا ممکن نہیں کہ مجھے کوئی گرفتار کر سکے پھر آواز آئی کہ آخر تیرا کیا نام ہے برق نے کہا کہ میرا
نام تان توڑ خان ہے یہ کہکر گانے لگا پھر کہا اگرچہ میں جاہل ہوں مگر آپ کرم فرمائیں میرا
گانا سنیں تو معلوم ہو کہ گانے والے ایسے ہوتے ہیں آواز آئی ہاں گا اپنا گانا سنا ہم ملکہ سے
تیری سفارش کریں گے برق نے گنگنا کے دو تین تانیں ماریں ایک ساحر بشکل عجیب و غریب
بیچ نخل سے نکلا گانا برق کا سُن کر جھومنے لگا برق گاتا ہوا اور بتاتا ہوا بڑھا اُس ساحر
نے کہا کہ مجھکو خبر ملی کہ قیدی زندان سے بھاگا ہوا جاتا ہے برق نے قریب آکر ایک حباب
مار دیا ماہیان جادو بیہوش ہوا برق نے خنجر مارا کہ شکم چاک اور قصہ پاک ہوا اندھیرا
ہو گیا برق فرنگی اُسی اندھیرے میں بھاگا پھر دور سے دیکھا کہ دریا سے بہت سی مچھلیاں نکلیں
اور اُس جادوگر کے لاشے میں آکر لپٹ گئیں دریا میں کھینچ کر لے گئیں عنبر پار جادو تخت پر
بیٹھی تھی کہ مچھلیوں نے لاشہ ماہیان لاکر سامنے پہونچایا عنبر پار نے کہا کہ ارے اسے
کسنے مارا قیدی کو لاؤ چند مچھلیاں گئیں اور قید خانے سے پلٹ کر آئیں عرض کی داری وہاں
تو ایک طفل بیہوش پڑا ہے اور وہ قیدی نہیں ہے عنبر پار نے کہا ارے غضب ہوا اُس نے
سہنگ خر دے راستہ پوچھا اُسے بیہوش کر کے نکل گیا اُس طفل کو اُٹھا کر لاؤ مچھلیاں گئیں

اور اُس طفل کو اُٹھا کر لائین عنبر یار نے ہوشیار کیا وہ طفل روتا ہوا اُٹھا کہا ای ملکۂ عالم
اُس عیار نے مجکو دھوکا دیا اور بیہوش کرکے نکل گیا مین نے بتا دیا تھا کہ اپنے تئین دریا
مین گرا دینا کنارے پر پہونچو گے اُسی طرح وہ نکل گیا ماہیان نے راہ مین روکا وہ بھی
اُس کے ہاتھ سے مارا گیا عنبر یار نے کہا کہ اب بڑی خرابی ہو گئی کہ عیار راستہ دیکھ گئے
دریا مین آوینگے سات جادوگر محفل سے چھانٹے کہ نام اُن کے وقت پر عرض کرونگا سات
جادوگر فرداً فرداً روانہ ہوے ایک نے دریا سے نکل کر سحر کیا کہ پانی پر سے آگ لگا دوسرے
نے اُس سے آگے بڑھ کر کیفیت بنایا کہ اُس مین سر رونے لگے ہوے ہین تیسرے نے بڑھ کر
سحر کیا کہ سر راہ ایک قلعہ بن کر تیار ہوا چوتھے نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ چہار دیوار
آہن کی بن کر تیار ہوئی پانچوین نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک نخل کلان زمین پر
روئیدہ ہوا کہ جسکا سایہ دور تک پڑنے لگا ہزارہا طائر اُسپر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
چھٹے نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک باغ بن کر تیار ہوا کہ جسمین صدہا گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون و نہرین سلسبیل آسا جاری ہین اور اُسمین حباب شناوری
کر رہے ہین ساتوین نے باغ سے آگے بڑھ کر سحر کیا ایک دشت ویران کفِ میدان ظاہر ہوا
بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین کسی مقام پر درخت کا نام نہین اگر ذرہ اُڑ کر جسم پر پڑتا ہی
تو آبلہ پڑ جاتا ہی یہ تیار کرکے ساحر اپنے اپنے مقام پر چھپ کر بیٹھے مگر برق فرنگی جو
یہاں سے نکلا طرف لشکر کے چلا آتا تھا کہ خواجہ سے راہ مین ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کہ میاں برق کہاں سے آتے ہو برق نے سب کیفیت بیان کی اور کہا ایسی ساحرہ
ہی کہ رات کو نکل کر صحرا مین بیٹھتی ہی جیسے ہی مین نے نامہ دیا کنیزون نے گرفتار کر لیا اور خود
اُسنے بیان کر دیا کہ نامے کی خبر مجکو پہونچگئی بڑی ہوشیار ساحرہ ہی اور کچھ ساحر جمشید نے
بھی اُسکے پاس بھیج دیے ہین مین نے راہ مین آکر یہ خبر پائی کہ سات جادوگرون نے آکر
سات مقام بنائے ہین اپنے کمال پر مغرور ہین اُن کا قول یہ ہی کہ اب اس راہ سے کوئی نہ
آسکیگا جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا اگر فرمائیے تو جا کر خبر لون خواجہ نے کہا کہ خبردار تم نہ جانا
یہ کہکر خواجہ سے برق رخصت ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر جاتا ہی برق

نے بڑھ کر اُس سے ملاقات کی ساحر کی صورت بنا ہوا تھا پوچھا بھائی کہاں جاتے ہو اُس نے
کہا کہ ویرانہ دشت نشین جو اول دربند پر ہی اُسکا بھیجا ہوا ایک کار ضروری کو بخدمت
خداوند جاتا ہون برق نے حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال کر دیکھا اُسمین
مرقوم تھا کہ خداوند غلام آپ کا ویرانہ دشت نشین فلان مقام پر سحر کرکے بیٹھا ہی وہ جنگل
بنایا ہی کہ انسان کی تو کیا حقیقت ہی اگر جانور کا بھی گذر ہو تو جل کر گر پڑے وہ حدت ہی کہ
صحراے محشر کا نمونہ دکھایا ہی جنگل تپ رہا ہی لیکن اگر آنیوالا یہ اسم جو حاشیے پر مرقوم ہی اسے
پڑھتا ہوا مجھ تک آئے تو جنگل سے گذر کر مجھ تک پہونچے برق نامہ لیکر بہت خوش ہوا اُس
جادوگر کو تو کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل بن کر کھڑا ہوا اور چاہتا ہی پلٹون کہ نوبت و
نقارے کی آواز کان مین آئی بعد تھوڑی دیر کے دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے
آگے آگے میثاق کوہ گردان پشت پر بادشاہ اسلام وجملہ شاہزادیان نمایان ہوے
برق نے بڑھ کر میثاق سے ملاقات کی اور کہا کہ مین صحبت ویرانہ دشت نشین مین جاتا ہو
میثاق نے برق کی بہت تعریف کی کہ ای برق کیا کہنا حقیقت مین کمال کرتے ہو مین بھی
عقب مین آتا ہون برق آگے چلا عقب مین میثاق روانہ ہوا لیکن برق فرنگی جست و
خیز کرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا وہ گرمی تھی کہ پسینے پسینے ہو گیا آخر وہی اسم پڑھتا ہوا
صحرا کو طی کرنے لگا اب گرمی نہین معلوم ہوتی دشت کو طی کرکے ایک پہلو پر دیکھا کہ ایک قصر
بنا ہی اُس قصر کے دروازے پر بلا تکلف آیا جواب نامہ نامے کی پشت پر لکھ لیا ہی اندر قصر
کے آکر دیکھا کہ مسند بچھی ہی اور ایک جادوگر بشوکت تمام مسند پر بیٹھا ہی گرد اور جادوگر
بیٹھے ہین برق نے آکر سلام کیا ویرانہ نے کہا کہ ای دشت نورد نامہ دے آگے برق نے
کہا کہ یہ نامہ حاضر ہی پشت پر کچھ جواب لکھا ہی غلام نے پڑھا تھا مگر پڑھا نہین گیا ویرانہ
نے وہ نامہ لیکر دیکھا پشت پر مرقوم ہی کہ ای ویرانہ دشت نشین نامہ تمھارا پہونچا ہم قدرت
پر آوین گے قدرت کو اس اسم کی ضرورت نہین تمنے خوب انتظام کیا ہی ویرانہ یہ مضمون
پڑھ کر خاموش ہو رہا برق نے دست بستہ عرض کی کہ جب مین صحبت خداوند مین پہونچا
تو دیکھا قدرت شراب پی رہے تھے مجھسے فرمایا کہ کچھ گاؤ مین نے عرض کی کہ یا خداوند مین

اس علم کو نہین جانتا میرے گلے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جا ہمنے تجکو علم موسیقی عطا کیا پھر جو مین نے بیٹھکر گایا تو قدرت بہت خوش ہوے تم بھی گا تا سُنو تو کمال خداوندی ظاہر ہو کہ فقط گلے مین ہاتھ لگا دیا کمال حاصل ہوا کیا قدرت کو اختیار ہی جو جسکو چاہین عطا کرین یہ کہکر سامنے بیٹھ کر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

نام خدا شباب ہو دل مین امنگ ہی ‎ ‏طفلی مین اور رنگ تھا اب اور رنگ ہی
گردن مین آکے سانس اٹکتی ہی بار بار ‎ ‏طوق گلو سے اپنے جنون دم بتنگ ہی
تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہی کیا بھلا ‎ ‏اعجاز کا نگین ہی یہ اور وہ سنگ ہی
دھکی حقیر پر طناب زر مین ہی جو یار ‎ ‏یہ جنگ زرگری ہی کہ سچ عزم جنگ ہی
آیا ہی جب سے باغ مین وہ غیرت چمن ‎ ‏رنگت گلونسے غنچونسے خوشبو بتنگ ہی
سیر چمن خوش آتی ہی ہم کو نہ سیر دشت ‎ ‏ہی جوش عشق اور ہی دل مین امنگ ہی
غائب ہوے جو آنکھ سے دلمین پہونچگئے ‎ ‏ہر تقیہ میری آنکھ کا اُن کی سرنگ ہی
گل کیطرح سے کھلتے ہین سُن سُن کے غنچہ لب ‎ ‏دلچسپ وہ ہنر کے شعرون کا رنگ ہی

برق فرنگی نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ ویرانہ تعریفین کرنے لگا کہتا تھا کہ ای دشت نورد تم کو قدرت نے بڑا کمال دیا برق نے کہا کہ مراد قدرت کی یہ تھی کہ دربار تمھارا روشن ہو جائے اور گانے کا مزہ ملے مجکو یہ کمال عطا فرما دیا مین دیر تک سامنے قدرت کے گایا انعام بھی دیا اور یہ بھی فرمایا کہ صحبت ویرانہ مین رونق رہیگی ویرانہ کو بڑا کام درپیش ہی قدرت کو پس وپیش ہی کہ ایسا نہ ہو عیاران اسلام آکر آفت برپا کرین ویرانہ نے کہا کہ کیا مجال ہی عیار کی کہ جو میرے دشت مین آئے یا عیاری کو زبان ہلائے برق نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگرچہ آپ نے دفعیہ تحریر کر دیا تھا مگر اسقدر گرمی تھی کہ معلوم ہوتا تھا جسم پھنک جائیگا یہی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو پانون جل جاوین بمشکل اُس دشت سے نکلا ہون ویرانہ نے کہا کہ اب حدت بڑھیگی تب کیفیت ظاہر ہوگی جو مسلمان قدم رکھیگا وہ جل کر خاک ہو جائیگا اور خاص یہ دشت مین نے واسطے عیارون کے بنایا ہی وہ لوگ بڑے طرار و فرار ہین ہر مقام پر گھس جاتے ہین اگر اس دشت مین آئینگے تو جل بھن کر دا

خاک ہو جائینگے اور جو عیار کسی طور سے نکل آیا وہ یہان گرفتار ہوگا برق یہ سنکر ہنس رہا
ہو کہ ویرانہ دشت نشین نے کہا ایک گلابی شراب کی تو اُٹھا لاؤ برق نے کہا کہ اے
شہنشاہ مین آپ سے عرض کرنا بھول گیا جب قدرت سے ملاقات ہوئی تو مین نے جاکر
قدمون کو بوسہ دیا قدرت نے کہا کہ ہم کو شراب پلاؤ مین نے ارادہ کیا کہ شراب پلاؤن
قدرت نے کہا کہ او بے ادب جس طرح اورون کو پلاتا ہی اُسی طرح ہم کو بھی پلائیگا مین نے
کہا یا خداوندا اگر سر پہ شراب رکھ لونگا تو جام گر پڑیگا فرمایا ہم تقدیر کرتے ہین تو جام سر پہ
رکھ مین نے جام سر پہ رکھا عمداً چاہتا تھا کہ جام گرے جھپٹ کر کبھی چلا کبھی لیے جام سر
سے نہ گرا قدرت کو کئی جام پلا دیے ایک قطرہ شراب کا نہ گرا نہین معلوم قدرت نے اپنے ہی
واسطے تقدیر کی تھی یا یہ کمال ہمیشہ مجکو مرحمت ہوا اسکا بھی امتحان کیجیے وہ خداوند تھے آپ
مالک ہین ویرانہ نے کلید میخانہ از ار بند سے کھول کر دی کہا لو جسکو چاہو تقسیم کرو برق
نے آتے ہی آواز دی آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خادم یہ سنکر دو کُپے شراب
اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے گر محفل مین ذکر ہو رہا ہی کہ آج اس ساحر کو قدرت نے بڑا مرتبہ دیا
اور سب جواب دیتے ہین کہ قدرت کو خیال آگیا یہی کمال مرحمت فرما دیا اُن کا کیا خرچ ہوا
ہر چند کہ تقدیر بہت جانتے کی کہ جس طرح سب ہین اُسی طرح خداوند بھی ہین اب دیکھین
کیا گذرتی ہی جو لوگ جلسے مین نہ آتے تھے وہ بھی آکر جمع ہو گئے کہ برق فرنگی گلابیان لیکر
آیا رعنائی کشتی کی دیکھ کر سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ شخص بیمثل ہی
برق نے ناچتے ناچتے جام لبریز کرکے سر پہ رکھا توڑے لیتا ہوا طرف ویرانہ کے چلا سب
اہل محفل تعریفین کر رہے ہین خود ویرانہ دشت نشین وجد کرتا ہی مگر سر جھکا کر بیٹھا ہی جیسے
کوئی بڑی فکر مین ہی کہ برق فرنگی توڑے لیتا ہوا سامنے ویرانہ کے آیا سر جھکا یا کہا اے
شہنشاہ ساحران قدرت نے ہمیشہ کے لیے یہ کمال عنایت کیا ہی مین نے کیسا کیسا چاہا کہ
سے جام گرا دون مگر جام نہ گرا انجام بخیر ہوا یہ دون ردو قدح آپ کے سامنے آگیا ایسے
شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہکر سر جھکایا ویرانہ دشت نشین نے جام لیا
جام ہاتھ مین لیکر دیکھنے لگا پہلے تو ہاتھ ہلایا کہ برق کا رنگ و روغن اُڑ گیا سب نے دیکھا کہ ہاتھ

انگریز سامنے کھڑا ہو سب حیران ہو گئے مگر ویرانہ دشت نشین نے کہا کہ صاحبو دیکھو کیا دلیری
ہے کہ بے تکلف میری صحبت مین چلا آیا کس تدبیر سے شراب پلانے کا ڈھنگ نکالا مجکو جب ہی
سحر نے خبر دی تھی جب یہ قصر مین آیا ہے مین جب ہی چاہتا گرفتار کر لیتا مگر خیال مین آیا کہ
عیارون کی باتین سُن لون حقیقت مین یہ لوگ کامل و اکمل ہین جو تدبیر کرین گے اُسکو پورا
کر دین گے کیون مکار تو یہ نہ سمجھا کہ عنبر بار نے جن ساحرون کو بھیجا ہے تو یہ کیا بالکل جاہل
ہین کچھ تو نے خوف نہ کیا اور محفل مین گھس آیا اب مین تیرا سر خدمت عنبر بار مین روانہ کرونگا
کہ ملکہ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے ملازمون نے یہ کام کیا اور یہ تو ملکہ نے خود کہہ دیا تھا کہ ایک
عیار آیا پھرتا ہے تاک لگ جائیگا مگر جو آئیگا مین اُسے فوراً قتل کرونگا قید کرنے سے کیا فائدہ
جہان قید کیا یہ لوگ مکر کر کے چھوٹ جاتے ہین آخر اہل اسلام کا دستور ہے کہ جو ساحر گرفتار
ہو گیا یا تو اُسے اپنا مطیع کیا یا فوراً حکم قتل دیا برق فرنگی رونے لگا کہا کہ اے شہنشاہ
ساحران مین نے ہزارہا ساحر قتل کیے اور لاکھون دیکھے مگر آپ ایسا ساحر نگاہ سے نہین
گذرا اب مین آپ کی اطاعت کرونگا یہ سُن کر ویرانہ دشت نشین ہنسا کہا اے برق فرنگی
اب مین تمہاری بات کا اعتبار نہین کرتا برق نے کہا کہ حضور یہی طریقہ اہل اسلام کا ہے کہ
اگر اطاعت کی تو اُسکی جان بخشی ہوئی ورنہ اُسکو قتل کیا مین دل سے اطاعت کرتا ہون
آج سے کل تک عمرو کو یعنی طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤنگا یہان تک کہ کل فرزندان صاحبقران
کو گرفتار کرلاؤنگا اور خود صاحبقران کو گرفتار کر کے آپ کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا ویرانہ
نے جواب دیا کہ اے برق کیون اسقدر باتین بناتا ہے مین تیری مکاری کو خوب سمجھتا ہون
کہ جو تو اس وقت کہتا ہے سراسر اسکے خلاف کریگا برق نے کہا کہ حضور آپ تو ساحر بےنظیر
ہین اگر مین اسکے خلاف کوئی امر کرون تو فوراً گرفتار کر کے قتل کیجیے اور پھر اگر مین کوئی عذر کرون
تو ہرگز نہ مانیے گا برق نے بہت کچھ کہا مگر ویرانہ نے کہا کہ اگر شاید تم سچ بھی کہتے ہو تو ہمکو یقین
نہین خوف ہے کہ تم مار سیاہ ہو جب پہلو پاؤ گے ڈس لو گے ہمارا دل نہین مانتا آج مجکو کئی
دن یہان آئے ہوے گذرے ہین کوئی کام مجھسے نہین ہوا یہ پہلا کام ہے مین اسمین نہ مانونگا
آئندہ جو کوئی گرفتار ہوگا سمجھا جائیگا یہ کہکر سامنے ایک حجرہ تھا اُسمین برق کو بند کر دیا

سرکوب جادو ایک جادوگر ہی اُس سے کہا کہ ای سرکوب تم حفاظت مین برق کی مصروف
رہو کسی وقت غافل نہ ہونا یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے گھر افراسیاب کا تباہ و برباد کیا
ہوش ربا ایسے طلسم کو فتح کیا جب افراسیاب جادو مارا گیا تو اُسکے بعد حیرت نے
بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ نہ بن پڑا اور شاہزادے بھی خروج کر کے نکلے تھے ہنگامہ
بلند تھا اس طلسم کی کیا حقیقت ہی مگر قدرت نے ہم لوگون کے انتظام سپرد کیا ہی یہ لوگ
لڑائی فتح کر لین گے سرکوب جادو اس طرح برق فرنگی کی حفاظت مین مصروف ہو کے حجرے
کے دروازے پر بیٹھا ہی اور کسی کو آنے نہین دیتا کہ رونے کی آواز کان مین آئی
سرکوب نے حجرے کا دروازہ کھول کر کہا کہ کیون میان برق کیون رو رہے ہو
اس دن کی خبر نہ تھی سامنے ایسے ساحر کے چلے آئے برق کے آگے روپون کا ڈھیر تھا
برق نے سرکوب کو دیکھ کر اُسپر چادرہ ڈال دیا سرکوب نے کہا کہ مہتر صاحب یہ روپئے
کیسے ہین برق نے کہا کہ حضرت یہ روپئے ہمارے ہین یہی مجکو رُلا رہے ہین اب ارادہ تھا
کہ بنا سے گھر مین جمع کرین نوٹ لیکر بیٹھ رہین گے اُسکا سود ہمیشہ لیا کرین گے اور
اصل کا روپیہ ہمارا برقرار رہیگا اب نہین معلوم یہ سب روپیہ کسکی تقدیر کا ہی اب تو
ہماری تقدیر سے یہ اُترا کس مشقت سے یہ سب روپیہ جمع کیا تھا وہ سب یون برباد جاتا
ہی اب آج کچھ زور نہین چلتا سرکوب نے جو روپون کا ڈھیر دیکھا مُنھ مین پانی بھر آیا
کہا کیون مہتر صاحب اگر یہ روپیہ ہم کو دے دو تو ہم تمھاری سفارش کرین برق نے قدمون
کو بوسہ دیا کہا ای سرکوب مین وعدہ کرتا ہون کہ بعد قتل بادشاہ مین دل سے اطاعت کرونگا
تم کو ملکون پر بادشاہ کرونگا سرکوب نے وہ روپئے لیکر اپنی دھوتی مین باندھے
برق نے کہا پھر اور بھی کیون باقی رہے جو مجھے ممکن ہی وہ سب لیلو مگر میری جان بچاؤ
سرکوب کے خیال مین گذرا سفارش اسکی کرین گے آئندہ مالک کو اختیار ہی اگر یہ کہیگا
مجھسے روپیہ لیا ہی تو مین انکار کرونگا قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا روپیہ مجکو سب ہضم
ہو جائیگا یہ سوچ کر قریب آیا کہا مہتر صاحب اور جمع نکالو مین مالک کے قدمون
پر سر رکھدونگا اور یہی کہونگا کہ برق کو قتل نہ کیجیے یہ بڑے کام کا عیار ہی ضرور

میرا کہنا مانین گے برق نے ایک پوٹلی اور دی اور کہا نقد ہی اب میرے پاس نہین ہی سرکوب
نے پوچھا اسمین کیا ہی برق نے کہا کھول کر دیکھو سرکوب اُس پوٹلی کو لیکر گرہ کھولنے لگا
دیکھا پوٹلی کھلتی نہین کہا میان برق صاحب اب تم تردد نہ کرو مین ضرور تمکو بچا لونگا برق
نے پوٹلی کی گرہ کا حال بتایا کہ اس طرح گرہ کھولو جیسے ہی سرکوب نے گرہ کھولی سڑاکا ہوا
دھوان نکلا سرکوب بیہوش ہو گیا جیسے ہی سرکوب بیہوش ہوا برق نے زبان مین
سوزن دی اور گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین اور اپنے
جسم سے قید دور کی آپ سرکوب کی شکل بن کر نکلا اور سرکوب کو اپنی شکل بنا دیا ہی تھوڑی
دیر دروازے پر حجرے کے بیٹھکر دربار مین ویرانۂ دشت نشین کے آیا کہا ای شہنشاہ ساحران
عجب معرکہ گذرا کہ مین دروازے پر قیدخانے کے بیٹھا تھا کہ ایک سناٹا ہوا مین نے سر
اُٹھا کر دیکھا کہ خداوند جمشید اول مع جمشیدن تخت پر اُڑے ہوے جاتے ہین مین نے کوئی
بادشاہ جلیل جانکر سلام کیا فرمایا ای سرکوب تو نے ہم کو پہچانا کہ ہم کون ہین مین نے اُنسے
دست بستہ عرض کی کہ فدوی نے نہین پہچانا اُنھون نے فرمایا کہ ہم خداوند سابق ہین تم لوگ
ہم کو مردہ جانتے ہو قدرت کہین مر سکتے ہین اب تیرا بڑا رتبہ ہوگا کہ ہمارے دشمن سخت
کی حفاظت کر رہا ہی لیکن عمرو عیار آنے کو ہی اُسکی فکر رکھنا اگر اُسکو گرفتار کر لیا تو کل
لڑائی فتح ہی ہم بھی اسی فکر مین نکلے ہین ڈھونڈھ کر اُس کو لاتے ہین مگر تم کو مناسب یہ ہی
کہ صحراے ویران مین جاؤ ایک نخل کلان جو اُس صحرا مین ہی عمرو تھک کر وہان بیٹھا
ہی وہان سے گرفتار کر لاؤ ہم بھی تمھین مدد دین گے ویرانہ نے کہا کہ ای سرکوب جلدی
جاؤ برق فرنگی وہان سے نکلا جنگل مین آکر پھرنے لگا دیکھا ایک جادوگر جاتا ہی اُسکو پکار کر
بلایا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کر کے عمرو کی صورت بنا یا لیکر بھاگا دربار مین ویرانہ
کے آیا کہا ای شہنشاہ مین نے جا کر دیکھا کہ یہ جڑ مین چھپا بیٹھا تھا مجکو دیکھ کر بھاگا مین پیچھے
دوڑا مگر یہ تو بہوا ہی کب اسکو پا سکتا تھا اُس وقت تخت خداوند جمشید اول پھر ظاہر ہوا
ظاہر مین مر گئے ہین مگر سب طرح کا اختیار رکھتے ہین تخت پر سے آواز دی کہ او زمین
پاؤن عمرو کے تھام لے عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین پر اب بھی قدرت کا قبضہ ہی کچھ سحر نہین کیا

فقط اتنا کہا کہ ای زمین دشمن ہمارا نکلا جاتا ہی اِسکے پاؤن پکڑ لے اُسی وقت زمین سے دھوان نکلنے لگا عمرو گر کر بیہوش ہوا مین نے گرفتار کیا مگر مجھسے فرمایا کہ ای سرکوب و ای مقبول درگاہ بدولت اب اس کو ہوشیار نہ کرنا جاتے ہی قتل کر ڈالنا ہر چند کہ ویرانہ کو گرفتار ہونے سے عمرو کے بڑی خوشی ہوئی لیکن دل دھڑک رہا ہی کہتا ہی کہ یہ کیا بات ہی کہ اس خوشی مین یہ دل کی دھڑکن آج تو وہ دن ہی کہ ساحر خوشیان کرین وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس نے عنظلی آباد کو تباہ و برباد کیا کیسے کیسے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے مگر ہمارا اقبال کہ ہمنے گرفتار کر لیا سرکوب نے کہا اب مین اسے قتل کرتا ہون یا حکم ہو تو جنگل مین لیجا کر قتل کرون ویرانہ نے کہا جنگل مین لیجا کر قتل کرو یہ بھی سُنا ہی کہ جس مقام پر یہ لوگ قتل ہونگے وہ زمین آباد نہ ہوگی جنگل اگر ویران ہوگا تو کوئی حرج نہین ہی وہین سے سر کاٹ لاؤ یہ سنکر برق فرنگی بھاگا جنگل مین آکر اُسکا سر کاٹا مرنے سے آواز بھی بلند ہوئی ہی برق فرنگی کو خیال تھا کہ جب جادوگر کا سر کٹیگا صورت بدل جائیگی آواز بھی بیر دین گے یہان جنگل مین کون سننے والا تھا سر کاٹکر پھر سر کو بشکل سر عمرو آراستہ کیا لاشہ پھینک دیا سر کو اپنے رومال مین باندھکر دربار مین لایا ویرانہ نے سر عمرو دیکھا سب خوشیان کرنے لگے مگر ویرانہ خاموش بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا کیفیت ہوئی کہ عمرو اتنی جلدی مارا گیا سب کتابون مین یہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی پھر سرکوب نے کیونکر مارا برق نے جو دیکھا کہ ویرانہ خاموش بیٹھا ہی کہا ای شہنشاہ ساحران آپ کا مطلب مین سمجھا یہ مطلب ہوگا کہ عمرو ایسا شخص اسطرح مارا گیا حضور خود خداوند کو منظور ہوا خود آکر موجود ہوگئے تقدیر کرکے گرفتار کرایا قتل مین بھی شریک ہوے آپ کیون سوچتے ہین ویرانہ کو ان باتون سے تسکین ہوئی شگفتہ ہوکر کہا کہ ای سرکوب مجھے بڑا انتشار یہ ہی کہ سب کتابون مین یہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی مگر معلوم ہوا کہ قدرت نے تقدیر پلٹ دی یہ اسنے خداوند ہین اب بھی جبین کرتے پھرتے ہین کتابون کا لکھنا خلاف کرا دیا آپ آکر عمرو کو گرفتار کرایا اگر قدرت نہ آتے تو عمرو کبھی گرفتار نہ ہوتا سرکوب نے جواب دیا بیشک نہین معلوم کیا آفت برپا کر دیتا یہ کہکر سر سامنے ویرانہ کے ڈال دیا اور

کہا ای شہنشاہ آج تو ایسی خوشی ہی کہ دل چاہتا ہی گائین بجائین بیٹھکر سحر یاد کرین شراب اسقدر پئین کر روح سامری شاد ہوئے یہ کہکر خوشیان کرنے لگا باپان اُٹھا کر سید ہا سیدھا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

شب وصلت جو ہین پچھلے پہر تکبیر ہوتی ہی — موذن کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی
اشارہ ہی کہ بینگے قتل اپنے ہاتھ سے مجھکو — جو قبضہ چوم کر زیب کمر شمشیر ہوتی ہی
تلاش رزق مین کیون در بدر پھرتے ہو بے پیر — نہین ہوتا ہی کچھ جب گردش تقدیر ہوتی ہی
خفا ہو کر مری جانب سے منھ کیون پھیر لیتے ہو — سوا بوسے کے مجھسے کونسی تقصیر ہوتی ہی
قلم کرتا ہی سر کس جرم پر تو شمع محفل کا — خطا سرزد یہ مجھسے ناحق ای گلگیر ہوتی ہی
نہ سمجھے ہین ادھر اک میکدہ ہم رند ای ساقی — اُدھر نہ یاد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

یہ اشعار جو برق نے سنائے وہیرانہ سُنکے گانے وہیرانہ خوش ہو گیا شراب منگوا کر محفل مین رکھوائی برق نے اُلٹ پلٹ کرکے بیہوشی ملائی قصد ہی کہ پلاؤن کہ ایک خدمتگار سرکوب کا قیدخانے مین پہونچا دیکھا قیدی بیہوش پڑا ہی جگانے لگا جگانے سے جب اُسکے ہوش نہ ہوا تو اُسنے پانی منھ پر چھڑکا رنگ وروغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی سرکوب ہوشیار ہوا خدمتگار نے پوچھا آقاے نامدار یہ کیا ماجرا ہی سرکوب نے طرف گلے کے اشارہ کیا خدمتگار نے گیند نکالا ابسرکوب باتین کرنے لگا سرکوب نے خدمتگار سے کہا کہ دربار مین وہیرانہ کے جا دیکھ وہان کیا ہو رہا ہی خدمتگار جو پہونچا دیکھا محفل عیش آراستہ ہی سرکوب نقلی سب کو شراب پلایا چاہتا ہی خدمتگار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران آقا میرا سرکوب قیدخانے مین بیہوش پڑا تھا رنگ وروغن چہرے پہ ملا تھا مین نے پانی ڈالا رنگ وروغن تو اُتر گیا اور صورت اصلی ظاہر ہوئی اُنھون نے مجھسے کہا کہ دربار مین جاکر دیکھ کہ کیا ہو رہا ہی یہان رنگ ہی اور ہی شراب کا چرچا ہو رہا ہی وہیرانہ وشست نشینون نے وہ شراب کتے کو پلائی کتا سر پٹکنے لگا آخر برق کو گرفتار کیا برق نے چاہا تھا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر وہیرانہ نے جانے نہ دیا کہا اگر بڑھیگا تو ابھی ابھی پھونک دونگا برق ناچار ہو کر کھڑا رہا ساحرون نے گرفتار کر لیا اب جو منھ دھویا

صورت اصلی نکل آئی ویرانہ بہت جھلایا کہا میدان خونی کی تیاری کرو مین جانتا تھا کہ یہ ظالم ضرور فتور کریگا سرکوب کو قیدخانے سے بلوایا سب حال پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا مکاری برق کی ظاہر ہوئی اُسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دار بن استادہ ہوئین ویرانہ سامنے آکر بیٹھا جب جلاد جمع ہوچکے تو عرض کی گئی کہ سب سامان تیار ہی ویرانہ نے حکم دیا کہ برق کو لاؤ سب ساحر برق کو کشان کشان لائے اُسوقت برق نہایت بیقرار روتا کیا پھرا ایک ایک کے آگے ہاتھ باندھتا ہی کہ یارو بیخطا ہون مگر کوئی نہین سُنتا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اس ظالم نے دن دہاڑے یہ عیاری کی اگر رات ہوتی تو کیا قیامت برپا کرتا معلوم ہوا کہ کوئی فقرہ اسکا عیاری سے خالی نہین ہی جلادون نے برق کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کہا اب کیون گڑگڑاتا ہی تیری کون سُنے گا مکاریان تیری ظاہر ہوئین ایک جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا جب تو برق فرنگی بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم وای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر

نظم

ای بندۂ خدا تو خدا از خدا طلب	در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب
درکار ہرچہ ہست ترا از خدا طلب	مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیست ویدا ز بندگان مدا	گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن	سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ	ہر مقصدے کہ ہست از ان آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن	تسکین دل ز درگہ آن دلربا طلب

برق نے بلک بلک کر جو دعائین مانگین زندگی سے ناامید ہوچکا ہی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قضائے کار میثاق کوہ گردان جب صحرا مین پہونچا تو گرمی سے ایسا پریشان ہوا کہ عرق عرق ہوگیا جب زیادہ بلند ہوا تب گرمی موقوف ہوئی اُس مقام پر پہونچا اور دیکھا کہ برق فرنگی زیر تیغ بیٹھا ہی کرسی پر ویرانہ دشت نشین بیٹھا ہی جلاد برق کو گھیرے ہوئے ہین کسی کے ہاتھ مین خنجر کسی کے ہاتھ مین تلوار کوئی گولہ لیے کھڑا ہی کسی کے ہاتھ مین تیر و کمان ہی ویرانہ کہہ رہا ہی کہ ارے اسے جلد قتل کرو ایک جلاد کے سب [illegible]

اُسنے سب کو ہٹایا اور خنجر لیکر چلا برق نے آنکھیں بند کرلین سوچتا ہی کہ کہان کہان گئے
اور کیا کیا عیاریان کین مگر قضا یہان پر تھی جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ خنجر ماردون میثاق
نے ہاتھ ہلایا کہ ایک برق کڑک کر گری جلاد کا سر اُڑ گیا ویرانہ نے دیکھا کہ آسمان سے برق
آئی اُسنے جلاد کو مارا اور ایک سنہرہ پنجہ گرا ہی وہ کمر بند برق کی پکڑا ہی اور اُٹھا کر لیے جاتا ہی
ویرانہ نے کہا کہ ارے تو کون جاتا ہی پنجے کو روکو ن مگر یہ سحر میثاق کی وہ گردان ہی کہ بلا
روکے سے رُکتا ہی لیکر بلند ہو گیا مگر ویرانہ نے دیکھ لیا کہ میثاق کھڑا سحر کر رہا ہی
للکار کر اپنے مقام سے اُٹھا میثاق پر کئی سحر کیے مگر میثاق ان ایسون کے سحر کو کب
مانتا ہی ہر ایک ساحر کو دفع کیا برق کو تو پنجے لے گیا اب ویرانہ سے اور میثاق سے لڑائی
پڑی سب نے مل کر میثاق پر سحر کی بوچھار کی مگر میثاق نے سب کے سحر دفع کر کے ایک کارد
پھینکی کہ جس سے مس ہو گئی اُسکا سر کٹ کر گر پڑا کئی سو جوان ساحران نکار گزار جو ہمراہ
ویرانہ تھے سب مارے گئے اب ویرانہ چاہتا ہی مین نکل جاؤن مگر میثاق آسمان سے
اُتر آیا زمین پر جا ہوا کھڑا ہی ویرانہ سے رد و قدح ہو رہی ہی جو سحر ویرانہ نے کیا اُسے
میثاق نے دفع کر دیا اور جو سحر میثاق نے کیا ویرانہ بمشکل دفع کرتا ہی تلوارین
برس رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ویرانہ نے جان پر کھیل کر آخری سحر کیا شانہ
میثاق کا زخمی ہوا میثاق نے اُس زخم کا خون لیکر کارد پر لگایا اور کارد پھینک ماری
ویرانہ نے دیکھا کہ کارد مثل شعلہ چمکتی ہوئی طرف سینے کے آتی ہی چاہا بھاگ جاؤن
زمین نے پاؤن تھام لیے اب ویرانہ ناچار ہوا کبھی اپنا ہاتھ کاٹ کر خون پھینکتا ہی
کہ اس خون کو لیکر کارد ہٹ جائے مگر وہ کارد تو جہانگیر ہی ویرانہ کے قتل کی تدبیر ہی
دستکین دیتا ہی جب دیکھا کارد نہین رکتی تو جھولی سے ایک پتلی نکالی پتلی پیتل کی سنہری
سامنے کھڑی کر دی خیال یہ تھا کہ یہ پتلی کارد کو تھام لیگی مجھ تک نہ آنے دیگی مگر کارد جب
قریب پتلی کے آئی پتلی نے ہاتھ ڈال دیا مگر اُف کہہ کر چھوڑ دیا وہ کارد پتلی کے سینے پر پڑی
توڑ کر پشت کو پار گذری پتلی تو زمین پر گر کر جلنے لگی وہ کارد پھر اُسی طرح طرف سینہ ویرانہ
کے چلی جب تو ویرانہ ناچار ہوا بھاگ نہین سکتا چاہتا ہی پرواز پیدا کرون پر بھی بازو کی

پیدا نہ ہوسے زمین پر پڑا لوٹ رہا ہی کہ کارد آکر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذر ہی ویرانہ
کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا میثاق ویرانہ کو مار کر پاپڑا صحرا مین آکر دیکھا کہ پنجہ صحرا جو
برق کو اُٹھا لایا تھا صحرا مین لیے ہوے ہی برق چاہتا ہی مین چھوٹون تو جا کر دیکھون کہ
میثاق نے کیا کیا مگر پنجے نے برق کو نہ جانے دیا میثاق نے آکر کہا کہ ای جھنروالا گہر
ویرانہ مارا گیا اب تمھین جو بن پڑے وہ کرو میثاق تو رخصت ہو گیا برق فرنگی اول
مقام ویرانہ پر آیا دیکھا تمام علامتین نابود ہوئین ویرانہ کی شکل بنکر چلا مقام ویرانہ
کو طی کر کے سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک باغ ہی دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق کھلا ہی
اُس دروازے کے آگے برقین چمک رہی ہین برق حیران ہوا کہ اب کیا کرون ایسا نہ ہو
کہ مین اندر جاؤن کوئی برق مجھپر گرے اور دو ٹکڑے کرے کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا ہی کہ باغ
کے اندر سے ایک عورت نکلی بھاری کپڑے پہنے یہ اشعار گاتی ہوئی

نظم

دامن نہ چھوٹا مر کے بھی دشت غبار انگیز کا ‌‌ ‌‌ ہین اک بگولہ بن گیا صحرائے وحشت خیز کا
تا حشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ اے باغبان ‌‌ ‌‌ دھبّا ہی میرے خون کا دامن ہی اُس خونریز کا
شوقِ شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا ‌‌ ‌‌ عالم رگِ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا
بیداد دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہین ‌‌ ‌‌ دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دستاویز کا
آشفتہ ہو سنبل بھی ہی سرگشتہ بوے گل بھی ہی ‌‌ ‌‌ سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا
جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین جسکی دوا ‌‌ ‌‌ پرہیزگارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا
وسعت نہین آفاق کی تیری یہ جولان گاہ ہی ‌‌ ‌‌ گردش ہی ہفت افلاک کی کاوا ترے شبدیز کا
ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے ‌‌ ‌‌ دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

اُس عورت نے جو یہ اشعار گائے برق کو ایک ولولہ پیدا ہوا طرف اُس عورت کے چلا
اُس عورت نے اشارے سے برق کو بلایا جب برق قریب اُس عورت کے پہونچا وہ جو برقین
تڑپ رہی تھین سب برق کو لپٹ گئین اُس عورت نے آکر برق کا ہاتھ تھاما کشان کشان
اندر باغ کے لے گئی گلفشر دش جادو جو یہان کا حاکم ہی بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی کہ وہ عورت برق
کو لیے ہوے آئی کہا ای شہنشاہ یہ دیکھا کون شخص ہی طرف باغ کے آتا تھا مین نے گرفتار کر لیا

گلفروش اُٹھا قریب آکر کہا کہ ای ویرانہ دشت نشین تم کیون یہان آئے برق فرنگی نے
جواب دیا کہ آپ کی ملاقات کو آیا تھا منظور ہوا کہ کچھ اپنا حال کہون اور کچھ آپ کا حال سُنون
لشکر بادشاہ اسلام قریب آچکا ہی چند پیر بتا دیجیے وہ کرون گلفروش نے قریب آکر مُنھ پر ہاتھ
پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا گلفروش نے دیکھا کہ ایک انگریز قندورہ زر لفتی سے
آراستہ سامنے کھڑا ہی گلفروش نے کہا کہ بہتر صاحب آپ ہین معلوم ہوتا ہی کہ ویرانہ
مارا گیا مگر میرے سحر سے کوئی نہین بچ سکتا مین ایسے دھوکے نہ کھاؤنگا پکار کر آواز دی کہ ای
گرم آفتاب تم اسکو لیکر قید کرو ایک جادوگر پہلوے باغ سے آیا اُسنے آتے ہی برق فرنگی
کو پکڑ لیا اور کشان کشان لیکر چلا سامنے حوض تھا جس مین آب صاف و شفاف بھرا تھا اُسمین
برق کو ڈھکیل دیا نہین معلوم برق پر کیا گذری کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا مگر میثاق
جب برق فرنگی کے ساتھ سے پلٹا تو ایک صحرا مین آکر دیکھا کہ ایک راہگیر ایک مسافر کے
کپڑے اُتار رہا ہی عقل سے سمجھ گیا کہ یہ ہمارے پیر و مرشد ہین پکار کر آواز دی کہ ہان ای
اُستاد والا نژاد یہ ملعون اسی کے لائق تھا کہ کپڑے اسکے اُتار لیجیے اور کنوئین مین اس کو
ڈال دیجیے یہ سُن کر خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ میثاق کوہ گردان آتے ہین پکار کر آواز دی
کہ ای وزیر اعظم کہان سے آتے ہو صبح کا وقت بھنی بیٹے کا زمانہ یہ بے حیا سامنے آگیا اسی کو
غنیمت جانا کہ بوہنی تو ہو جائے دن بھر خالی نہ گذرے ای میثاق عجب عسرت مین گذرتی
ہی ابکی مہینے ہین ایسی کمی پڑی کہ سود بھی نہین پہونچا مہاجن مجھکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین کھو گیا
ہوا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری برق نے دربند اول فتح کیا مگر طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ دوسرے دربند پر برق جو گیا تھا وہان کچھ افتاد پڑی ورنہ اب تک پلٹ کر
آجاتا ایسا نہ ہو خدا نخواستہ اُسکو کوئی قتل کر ڈالے تو مشکل ہو خواجہ نے فوراً صورت
بدلی طرف باغ گلفروش کے چلے میثاق آسمان پر سے دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ جب خواجہ
سامنے باغ کے پہونچے وہ ہی علامت دیکھی کہ پریان تڑپ رہی ہین ایک گویے کی شکل بنکر ایک
نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

بندہ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحت عشق | دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق

فخر سے میرے قدم چومنے مجنون آیا ۔۔ لیگئی جب مجھے صحرا کی طرف شدتِ عشق
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی ۔۔ دل غنی ہی مرا ہی پاس مرے دولتِ عشق
کیا مزہ اسمین ہی ذلت کے سوا ای سطوت ۔۔ خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورتِ عشق

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ وہ ہی عورت باغ سے نکلی مگر سر ہلاتی ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای گویّے تو کس مصیبت مین مبتلا ہی کہ تنہا بیٹھا گا رہا ہی عمرو نے جواب نہ دیا اُس عورت نے قریب آکر ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا ارے چل گلفروش تیری بڑی قدر کریگا وہ مرتبہ اعلےٰ ملیگا کہ تو نہال ہو جائیگا یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا یا تو برقین نظر پڑ رہی تھین گویا راستہ در باغ کا اُن کا تھا یا وہ برقین سب غائب ہوگئین خواجہ بےخوف اُس نازنین کے ساتھ باغ مین آئے دیکھا چہار جانب گلہاے رنگارنگ زمین پر پڑے ہین ہوا سے اُڑتے پھرتے ہین طائران نغمہ سرا درختون سے گرتے ہین اُن پھولون کو اُٹھا کر لیجاتے ہین اپنے آشیانے بناتے ہین خواجہ گنگناتے ہوے اُس نازنین کے ساتھ آتے ہین طائرون نے جو خواجہ کو آتے ہوے دیکھا منقارون سے پھول گرا دیے شاخون پر جا بیٹھے وہ پھول سب انگارے ہوگئے جس طرف خواجہ جاتے ہین وہ انگارے دوڑتے ہین چاہتے ہین کہ پانْو مین لپٹ جائین اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ای شعلہ خوار یہ گویّا ہی مین اسکو ساتھ لاتی ہون کچھ خیال نہ کرو تب وہ شعلے پھر پھول معلوم ہونے لگے اس طور سے خواجہ وسط باغ مین پہونچے دیکھا گلفروش مسند پر بیٹھا ہی پکار کر کہا کہ ای دلفریب یہ دوسرا کون شخص ہی کہ جسکو اپنے ساتھ لائی ہو سارا باغ پریشان ہو رہا ہی دیکھتی ہو کہ طائران باغ پھول نہین اُٹھاتے سنبل نے بال کھول دیے ہین لالہ یا دل داغدار اپنا داغ دکھا رہا ہی یہی مراد ہی کہ غیر باغ مین نہ آنے پائے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آجائے تو باعث خرابی ہو مشہور ہی کہ وہ بیر انہ مارا گیا اب عیار اس طرف رُخ کرین گے مجکو بڑی احتیاط چاہیے اُس عورت نے کہا کہ ای شہنشاہ کوئی آپکے حکم کے خلاف نہ کریگا مگر یہ گویّا آوارہ ہوکر ایک نخل کے نیچے گا رہا تھا مین بلا لائی کہ آپ بھی گانا سنیے اگر گانا سُنین گے تو بہت محظوظ ہونگے گلفروش نے کہا کہ ای دلفریب قدرت نے لکھا ہی کہ عمرو ضرور اس باغ مین آویگا فکر سے غافل نہ رہنا خواجہ حیران حیران ہو رہا تھا

دیکھ رہے ہین اب جو یہ باتین ہوئین خواجہ نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران ایسا نہ ہو کہ آپ کو پریشانی ہو مین ابھی نکل جاؤن یہ کہکر پلٹنے لگے گلفروش نے ہاتھ ہلادیا کہا صاحبو دروازہ بند رکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے پھر کسی کے کیے کچھ نہ ہوسکیگا گلفروش کے کہنے سے دروازہ بند ہو گیا طائر اپنے اپنے آشیانون مین جا بیٹھے خواجہ نے کہا کہ حضور ہنکو کیا حکم ہوتا ہی میرا ٹھہرنا ایسے مقام پر مناسب نہین کہ آپ کو شک ہوتا ہی دلفریب نے کہا کہ میان گویے صاحب دو چار اشعار گائیے پھر چلے جائیے گا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جھولی سے ڈفلی نکالی اور اُسمین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین
راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین

کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے
ای دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین

قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُسنے
باتون مین پھنسا رکھا بیداد اسے کہتے ہین

تصویر تصور نے کوچے کی ترے کھینچی
فردوس اُٹھا لایا بہزاد اسے کہتے ہین

ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین
قول اہل سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

اس طرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گلفروش جھومنے لگا دمبدم کہتا تھا کہ بڑے میان کیا خوب گاتے ہو یہ باغ پُر بہار ہی میوے کھاؤ یہین رہو عمرو نے جو اتنا اشارہ پایا دو چار پانچ چھہ امرود توڑے چاکو اپنے پاس سے نکالا پھانکین بنا کے سامنے گلفروش کے لائے گلفروش نے کہا کہ بڑے میان تم کھاؤ تم ہمارے مہمان ہو خواجہ نے کہا عنایت حضور کی مگر آپ نوش فرمائیے تو دل کو میرے ڈھارس ہو مین اب اس باغ سے نہ جاؤن گا جس میوے کا خیال کرتا ہون اُس میوے کو اس باغ مین پاتا ہون حقیقت مین آپنے کیا انتظام کیا ہی کہ فصل و غیر فصل کا میوہ موجود ہی میرا جی چاہتا ہی کہ ایک قاش حضور کو کھلاؤن اور ایک بی دلفریب کو کھلاؤن گل طائر منھ اُٹھا کر مجکو دیکھتے ہین مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو مجھپر ٹوٹ پڑین تو پھر جان کا خوف ہی گلفروش نے کہا کہ میان گویے صاحب تم کو طائر آزار نہ پہونچائینگے یہ طائر کرامات خداوندی کے ہین دشمن کے جویا ہین کہ اگر دشمن مل جائے تو اُسکو ہلاک کرین تم اپنے اوپر کچھ گمان نہ کرو تم کو تو امان دی یہ باتین

سُن کر خواجہ نے قاش امرود گلفروش کے منھ مین دی گلفروش نے جیسے ہی وہ قاش
کھائی کہا بڑے میان صاحب اس لذت کا امرود کبھی ہم نے نہین کھایا دلفریب نے آکے
خواجہ سے کہا کہ ایک قاش ہمکو بھی دیجیے خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ امرود مین نے بڑی
مشقت سے توڑے ہین جس درخت مین پختہ دیکھا اُسے توڑ لیا تو مالک نے بھی پسند فرمایا
یہ کہکر ایک قاش کاٹی نمک اُسپر چھڑکا کھا لوبی دلفریب ہم تو تمھارے ممنون احسان ہین
کہ تم ہمکو اس باغ مین لائین ورنہ ہم کیونکر آسکتے ہزار طرح کی خرابیان تھین مگر تم نے یہ
احسان کیا کہ ہم کو یہان تک پہونچایا اب ہماری بات کا بُرا نہ مانو ہم ضعیف آدمی ہین
تمھارے کام کے نہین دلفریب نے ہنس کر کہا کیون بڑے میان تمھارا کیا نام ہی باتین
تو خوب بناتے ہو عمرو نے کہا کہ میرے ہاتھ سے امرود نوش فرمائیے یہی میری خوشی ہی دلفریب
نے منھ کھول دیا قاش کو منھ مین لیا جیسے ہی عمرو کھلا کر ہٹا گلفروش نے پکار کر کہا کہ ای
بڑے میان صاحب اس قاش مین کیا تھا سر گردش کرتا ہی عمرو نے کہا کہ ذرا ٹہلیے ہوا
لگے تو گرمی موقوف ہو دلفریب و گلفروش جیسے ہی اُٹھے لڑکھڑا کر ایک تھالے مین گرے
عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو سے عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم * رنگ از رخ نجنک بد اختر
ببرم * در مجلس خسروان چو گردم ساقی * تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم * نعرہ کرکے عمرو نے
گلفروش کو قتل کیا جیسے گلفروش کو خنجر مارا اور گلفروش کا سر کٹا وہ طائر جو درختون
پر بیٹھے تھے وہ سب زمین پر گرے ساحرون کی شکل بن کر عمرو پر حملہ آور ہوے عمرو نے
چاہا جست کرکے نکلون مگر کئی سو ساحرون نے جو سحر کیا خواجہ ایک مقام پر گرے زمین
نے پاؤن تھام لیے جادوگر تلوار کھینچ کر چلے کہتے ہوے کہ او مکار تو نے ہمارے افسر کو
مارا ہماری آنکھون کے نیچے اندھیر اہی ایسا نہ ہو کہ خداوند کو خبر ہو جائے یا عنبر بار
سُن لین تو فرمائین گی کہ تم سب دیکھا کیے اور افسر تمھارا قتل ہو گیا عمرو کے تو پاؤن
زمین تھامے ہی ہر چند عمرو کہتا ہی کہ بھائیو مین نے گلفروش کو نہین مارا گلفروش
کو دلفریب نے قتل کیا مین چاہتا تھا کہ دلفریب کو اس جرم پر قتل کرون تم لوگون نے
مجھے عیار سمجھا جادوگرون نے کہا کہ او مکار تیری باتون سے فریب پیدا ہی گلفروش

ایسے افسر کو قتل کیا اور پھر باتین بناتا ہی ہم تجکو زندہ نہ چھوڑین گے ضرور قتل کرین گے تلوار کھینچ کر جب جادوگر بڑھے تو عمرو بیقرار ہوا تڑپ کر دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق لیل و نہار وای معین و مددگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے رحم اپنا شریک کر نظم

فی الحقیقت خانۂ دنیا سرای محنت است ۔ معدن رنج و غم و آلام دکان آفت است
طالبان ذات حق را فقر و فاقہ دولت است ۔ خاکساران خدا را خاکساری دولت است
حب دنیا وحشت است و نخوت است و غفلت است ۔ زحمت است و ذلت است و حسرت است و حیرت است
بر سر استادہ است در دنیای دون پیک اجل ۔ آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقت رحلت است
ہر چہ ہست اندر کف امروز حق دیگر است ۔ مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت است
قوتش ناقوتی و طاقتش ناطاقتی ۔ فرصت اش غمگینی و عزت سراپا ذلت است
ہست پا ہر گز مثال اندر غم مال و منال ۔ زانکہ در دنیا مآل مال داغ حسرت است

عمرو بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہا ہی اور جادوگر اکٹھا ہو کر چلے تلوارین کھینچے ہوے چاہتے ہین کہ عمرو پر وار کرین عمرو نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان تو مجھے کوہ سراندیپ پر وعدہ کر چکا ہی اور مین نے اب تک اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا آج تو بالکل ملک الموت سامنے ہی یہ تو ظاہر ہی کہ مین بے گناہ معصوم ہون جب مرونگا تو بہشت کے سوا کہان جاؤنگا بہشت مین سنتا ہون جواہر کے مکان ہین دیوارین تک کھود کر زنبیل مین رکھ لونگا پس مجکو نہ بلائیے ورنہ وہ مقام ویران ہو جائیگا جادوگر باتون پر عمرو کی ہنستے ہین قصا سے کارمیثاق کوہ گردان اُڑتا ہوا آیا آسمان سے دیکھا کہ گلفروش کا لاشہ پڑا ہی اور دلفریب بیہوش پڑی ہی اور ساحر عمرو کو قتل کیا چاہتے ہین تلوار کمر سے نکالکر پھینکی اسقدر تلوارین برسین کہ سب ساحرون کے سر اُڑ گئے ایک تلوار دلفریب پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے خواجہ اُٹھے جادوگرون کے کپڑے اُتارنے لگے باغ ویران ہو گیا خواجہ نکل کر بھاگے باہر نکل کر طرف تیسرے دربند کے چلے جیسے ہی سامنے جنگل کے پہونچے ہزارہا طائر جنگل سے اُڑے غلغلہ کرنے لگے کہ دشمن آتا ہی اس کو گرفتار کرو خواجہ اُلٹے بھاگے ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور ایک

جادوگرنی بال موسے پریشان نیلہ لنہگا پہنے ہوئے نیلی چدر یا اوڑھے ہوئے اس طرح سے آہو پر
سوار ہی کہ آدھا جسم زمین پر اور آدھا آہو پر آہو دوڑا ہوا آتا ہی وہ ساحرہ قریب نخل آکر پہونچی
آہو سے اُتری اور پکار کر آواز دی کہ ارے کمبختو یہان تو کوئی نہین ہی کیون غل مچاتے ہو یہان
تو سناٹا پڑا ہی وہ طائر درخت سے اُڑے اور گرد اُس ساحرہ کے چرخ مارا ساحرہ پھر آہو پر
سوار ہوئی جدھر سے آئی تھی اُدھر ہی چلی خواجہ نے اُس ساحرہ کا پیچھا کیا کوس بھر پر جاکر
ایک مکان تھا وہ ساحرہ اُس مین داخل ہوئی خواجہ نے باہر سے سُنا کہ اُسی قصر سے گانے
کی آواز آتی ہی جب گانا موقوف ہوا تو خواجہ ایک ساحر کی شکل بن کر دروازے پر مکان
کے آئے اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ غزال جادو مین کچھ عرض کرونگا وہ ساحرہ بالاے
بام آئی پکار کر کہا کہ کیون اے ساحر کیا کہتا ہی ساحر نے کہا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت
تا نتیا ہمارے گانون مین آیا ہی لڑکون کے کپڑے اُتار لیے ہین جب مین دوڑا تو وہ بھاگ کر
ایک غار مین چھپا ہی آپ چلیے چل کر اُسکو گرفتار کر لیجیے میرے لڑکے کے کپڑے دلوا دیجیے یہ
سُن کر غزال جادو نے کہا کہ نشان تو عمرو کا بتاتا ہی یہ حرکتین اُسی کی ہین جسطرح بنے اُسے
گرفتار کرون بندگان سامری کو آزار پہونچاتا ہی اگر وہ گرفتار ہو تو ہم لوگونکی جان بچے
غزال جادو کوٹھے سے اُتری عمرو لگا کر پھیلا کہتا ہوا جاتا ہی کہ دیکھیے اس مقام پر کھڑا تھا
یہان لڑکے کے ہاتھ سے کپڑے اُتارے مین دوڑا تو یہان سے بھاگا وہ سامنے غار ہی اُس مین
گھُس پڑا تھا پھر نہین نکلا مین انتظار کیا کیا غزال کہتی ہی کمبختو ادھر اُدھر کی باتین نہ کرو ہمین
بتا دو ہم گرفتار کر لین گے اگر عمرو ہوا تو تم کو بہت کچھ ملیگا شہنشاہ بار نے ہم کو اسی واسطے
مقرر کیا ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ اگر ہمنے عمرو کو گرفتار کیا تو خوب انعام ملین گے ہم تم کو
بھی شریک کرین گے خواجہ عمرو کہتے ہین آپ مالک ہین لڑکون کے کپڑے مل جائین تو ہم آپ کا
شکریہ ادا کرین سامنے غار کے آکر کہا کہ وہ دیکھیے دبا ہوا بیٹھا ہی غزال نے دیکھ کر کہا مجھکو
نہین معلوم ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ سحر کیجیے زمین اُس کے پاؤن تھام لے مین اُتر کر پکڑ لاؤنگا
غزال نے گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر چاہا کہ گرائے پھینکون عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے
مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا

ایسے افسر کو قتل کیا اور پھر باتین بناتا ہی ہم تجکو زندہ نہ چھوڑین گے ضرور قتل کرین گے تلوار کھینچ کر جب جادوگر بڑھے تو عمرو بیقرار ہوا تڑپکر دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق لیل و نہار و ای معین و مددگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے رحم اپنا شریک کر نظم

فی الحقیقت خانۂ دنیا سراے محنت است　　معدن رنج و غم و آلام و کان آفت است

طالبان ذات حق را فقر و فاقہ دولت است　　خاکساران خدا را خاکساری دولت است

حُب دنیا وحشت است و نخوت است و غفلت است　　زحمت است و ذلت است و حسرت است و حیرت است

بر سر استادہ است در دنیا دون پیک اجل　　آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقت رحلت است

ہر چہ ہست اندر کفت امروز حق دیگر است　　مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت است

قوتش ناقوتی و طاقتش ناطاقتی　　فرصت اش غمگینی و عزت سراپا ذلت است

ہشت یا ہر گز مثال اندر غم مال و منال　　زانکہ در دنیا مآل مال داغ حسرت است

عمرو بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہا ہی اور جادوگر اکٹھا ہوکر چلے تلوارین کھینچے ہوے چاہتے ہین کہ عمرو پر وار کرین عمرو نے بیقرار ہوکر عرض کی کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان تو مجھے کو سراندیپ پر وعدہ کرچکا ہی اور مین نے اب تک اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا آج تو بالکل ملک الموت سامنے ہی یہ تو ظاہر ہی کہ مین بے گناہ معصوم ہون جب مرونگا تو بہشت کے سوا کہان جاؤنگا بہشت مین سُنتا ہون جواہر کے مکان ہین دیوارین تک کھود کر زنبیل مین رکھ لونگا پس مجکو نہ بُلا ئیے ورنہ وہ مقام ویران ہو جائیگا جادوگر باتون پر عمرو کی ہنستے ہین قضاے کار میثاق کوہ گردان اُڑتا ہوا آیا آسمان سے دیکھا کہ گلفروش کا لاشہ پڑا ہی اور دلفریب بیہوش پڑی ہی اور ساحر عمرو کو قتل کیا چاہتے ہین تلوار کمر سے نکالکر پھینکی اسقدر تلوارین برسین کہ سب ساحرون کے سر اُڑ گئے ایک تلوار دلفریب پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے خواجہ اُٹھے جادوگرون کے کپڑے اُتارنے لگے باغ ویران ہوگیا خواجہ نکل کر بھاگے باہر نکل کر طرف تیسرے دربند کے چلے جیسے ہی سامنے نخل کے پہونچے ہزارہا طائر نخل سے اُڑے غلغلہ کرنے لگے کہ دشمن آتا ہی اس کو گرفتار کرو خواجہ اُلٹے بھاگے ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھ دیکھا اُدھر سے گرد اُڑی اور ایک

جادوگرنی بال موئے پریشان نیلا لہنگا پہنے ہوئے نیلی چادر یا اوڑھے ہوئے اس طرح سے آہو پر
سوار ہے کہ آدھا جسم زمین پر اور آدھا آہو پر آہو دوڑا ہوا آتا ہے وہ ساحرہ قریب نخل آکر پہونچی
آہو سے اُتری اور پکار کر آواز دی کہ ارے کمبختو یہان تو کوئی نہین ہے کیون غل مچاتے ہو یہان
تو سناٹا پڑا ہے وہ طائر درخت سے اُڑے اور گرد اُس ساحرہ کے چرخ مارا ساحرہ پھر آہو پر
سوار ہوئی جدھر سے آئی تھی اُدھر ہی چلی خواجہ نے اُس ساحرہ کا پیچھا کیا کوس بھر پر جاکر
ایک مکان تھا وہ ساحرہ اُس مین داخل ہوئی خواجہ نے باہر سے سُنا کہ اُسی قصر سے گانے
کی آواز آتی ہے جب گانا موقوف ہوا تو خواجہ ایک ساحر کی شکل بن کر دروازے پر مکان
کے آئے اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ غزال جادو مین کچھ عرض کرونگا وہ ساحرہ بالائے
بام آئی پکار کر کہا کہ کیون اے ساحر کیا کہتا ہے ساحر نے کہا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت
تانبیا ہمارے گانون مین آیا ہے لڑکون کے کپڑے اُتار لیے ہین جب مین دوڑا تو وہ بھاگ کر
ایک غار مین چھپا ہے آپ چلیے چل کر اُسکو گرفتار کر لیجیے میرے لڑکے کے کپڑے دلوا دیجیے یہ
سُن کر غزال جادو نے کہا کہ نشان تو عمرو کا بتاتا ہے یہ حرکتین اُسی کی ہین جسطرح بنے اُسکے
گرفتار کرون بندگان سامری کو آزار پہونچاتا ہے اگر وہ گرفتار ہو تو ہم لوگون کی جان بچے
غزال جادو کوٹھے سے اُتری عمرو لگا کر پیچھا کہتا ہوا جاتا ہے کہ دیکھیے اس مقام پر کھڑا تھا
یہان لڑکے کے ہاتھ سے کپڑے اُتارے مین دوڑا تو یہان سے بھاگا وہ سامنے غار ہے اُس مین
کود پڑا تھا پھر نہین نکلا مین انتظار کیا کیا غزال کہتی ہے کہ تو ادھر ادھر کی باتین نہ کر وہین
بتا دے ہم گرفتار کر لین گے اگر عمرو ہوا تو تم کو بہت کچھ ملیگا شہریار نے ہم کو اسی واسطے
مقرر کیا ہے کہ عمرو کو گرفتار کر کے لاؤ اگر ہمنے عمرو کو گرفتار کیا تو خوب انعام ملین گے ہم تم کو
بھی شریک کرین گے خواجہ عمرو کہتے ہین آپ مالک ہین لڑکون کے کپڑے مل جائین تو ہم آپ کا
شکریہ ادا کرین سامنے غار کے آکر کہا کہ وہ دیکھیے دبا ہوا بیٹھا ہے غزال نے دیکھ کر کہا مجکو
نہین معلوم ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ سحر کیجیے زمین اُس کے پانون تھام لے مین اُتر کر پکڑ لاؤنگا
غزال نے گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر چاہا کہ گولہ پھینکے عمرو نے حلقہ پاسے کمند گلے
مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کر کے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا

کہ میثاق کوہ گردان آکر پہونچا عمرو نے کہا کہ اے میثاق اب چہ بتا دربند کہان ہے اور کیا
علامت ہے میثاق نے کہا کہ وہ سامنے دیوار آہن معلوم ہوتی ہے خواجہ نے کہا کہ مین جاکر
دیکھون کہ کیا معرکہ ہے یہ کہکر عمرو آگے بڑھا دیکھا کہ سامنے دیوار آہن کے ایک حوض کلان
ہے اُس مین ہزارہا مچھلیان تڑپ رہی ہین عمرو نے ایک ڈھیلا اُٹھا کر حوض مین پھینکا
حوض کے پانی نے جوش مارا ہزارہا مچھلیان نکل کر جنگل مین پھرنے لگین پانی جوش مار رہا
ہے دو گھڑی کامل حوض مین غریو رہا عمرو کو پناہ پانی مشکل ہے یہی خیال ہے کہ آبرو بچے تو بڑی
بات ہے بعد تھوڑی دیر کے غریو موقوف ہوا ایک ساحرہ آہنتاب جادو نام حوض سے
نکلی کہتی ہوئی کہ کسی صاحب کا گذر یہان کبھی ہوا مین ایسی نہین ہون کہ دھوکا کھاؤن گی
اُس آنے والے کی مشکین باندھ کر لیجاؤنگی عمرو نے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا
نکالا گلفروش کی شکل بن کر اُڑتے ہوئے چلے پکارتے ہوئے کہ نانی جان مجھے بچاؤ مین نے
بڑی تدبیر کر کے اپنی جان بچائی ہے مگر اب ساحرون کا اجماع ہے میثاق کوہ گردان
کے سحر سے بچنا دشوار ہے بی سردار حسینان بھی ہین بہار اعجاز بیان گلدستہ تانے ہوئے
میرے پیچھے آتی ہین مین ان کے سحر کا کیا جواب دون تمکو یہ طاقت ساحری جمشید نے
دی ہے کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچالو آہنتاب نے جو گلفروش کو آتے ہوئے دیکھا
ساحرہ گفتہ چہاندیدہ و کار آزمودہ ہے پکار کر آواز دی کہ اے گلفروش ہمنے تو آواز سنی تھی
کہ تم قتل ہو گئے گلفروش نقلی نے جواب دیا کہ مین نے سحر کر کے اپنے کو مخفی کیا تھا ہمشکل کو
قتل کرایا عمرو نے قریب آکر ہاتھ آہنتاب کے چومے اُسی جلدی مین حباب مار دیا آہنتاب
چرخ مار کر گری بیہوش ہوتے ہی عمرو نے خنجر مارا خنجر نے تاثیر نہ کی اب عمرو گھبرایا میثاق بلندی
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری یہ یون قتل نہ ہوگی تم
حوض کے جاکر آواز دو کہ اے ماہی جان نثار جلد آؤ ایک مچھلی نکلے گی اُسکو گرفتار کر کے جب
اُسکو ذبح کر لوگے اور خون اُسکا خنجر پر لگاؤ گے تب یہ قتل ہو گی عمرو نے جال کاندھے پر
ڈالا میثاق آسمان سے دیکھ رہا ہے عمرو نے کنارے پر آکر آواز دی کہ اے ماہی جان نثار
جلد آ کہ پانی حوض کا کھولا ایک ماہی کلان مُنہ کھولے ہوئے نکلی قصد کیا کہ تڑپکر عمرو کو

دہن مین لیلون مگر عمرو نے چال مارا وہ مچھلی پھنسی عمرو نے جلدی خنجر مار دیا خون اُس کا خنجر پر لگا کر آہنتاب کو مارا آہنتاب کے دو ٹکڑے ہوے مگر پانی حوض کا کھولنے لگا آواز آئی کہ اُستاد غلام کو بچائیے عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام وبد انجام برق کی گردن پکڑے ہوے ہی اور ایک ہاتھ مین خنجر ہی چاہتا ہی کہ برق کا سر کاٹ لون برق تڑپ رہا ہی خواجہ نے چاہا کہ اس ساحر کو مارون اور برق کو بچاؤن برق نوبت بجانا دکار دبیرا ستخوان ہی اُسی بیقراری مین بلک بلک کر دعائین کبھی مانگ رہا ہی عمرو نے جھپٹ کر حباب مارا اُس ساحر نے مُنھ پھیر لیا حباب پشت پر پڑا پلٹ کر اُسنے ہاتھ مارا عمرو کی بھی گردن لی کہا او ظالم تو نے آہنتاب کو مارا ہمارا گھر ویران ہوا ہم کیا تجھکو زندہ چھوڑین گے مین جانتا تھا کہ اپنے شاگرد کو اس حال زار مین دیکھ کر گھبرائیگا وہ ہی ہوا کہ مین نے فورًا گرفتار کر لیا اب عمرو و برق کو اُس ساحر نے کہ نام اُسکا فولاد دریا بار ہی زیر تیغ بٹھایا چاہا خنجر مارون کہ دونون کے سر اُڑجائین برق تڑپنے لگا اور دونون ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور پکار اُٹھا کہ ای کریم ورحیم وای سمیع و علیم اس آفت ناگہانی و بلاے آسمانی سے مجکو نجات دے نظم

خداوالی وغیب دان لایزال ॥ خبردار احوال ماضی وحال ॥
گہ از ماہ نو بدر سازد عیان ॥ گہ از بدر ظاہر نماید ہلال ॥
غنی را گہے میکند تنگ دست ॥ گہے مفلسان را دہد گنج و مال ॥
بہر بے خبر زو خبر میرسد ॥ رساند بہ بے علم فضل وکمال ॥
بہر سمت پرتو فگن نور اوست ॥ نماید زہر سو جمالش جمال ॥
بحکمش بہ بستان شود جلوہ گر ॥ گل تازہ بر شاخ رنگین نہال ॥

برق نے جو بیقرار ہوکر دعا کی اور خواجہ نے آمین کہی تیر دعا فورًا ہدف مراد پر پہنچا اور نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان او فولاد دریا بار خبردار عمرو و برق کو قتل نکرنا اگر ایک موے جسم بھی میلا ہوگا تو دریاے خون بہادونگا یہ کہکر ایک گولہ مارا کہ فولاد کے سینے کو توڑ کر پار گذرا فولاد کے مرتے ہی وہ دیوار آہنی گری اور حوض بھی خشک ہوگیا

ایک آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فولاد دریا بار بتا کنندہ دیوار آہن بود فولاد کو مارکر میثاق
طرف برق کے متوجہ ہوا اور کہا کہ کیون ای برق تم تو دربند دوم پر گرفتار ہوئے تھے
یہان کیونکر پہونچے برق نے کہا کہ ای میثاق جب گلفروش نے مجھکو گرفتار کرکے ایک
حوض مین مقید کیا تو فولاد یہ اسے ملاقات گلفروش ہر روز جاتا تھا اُس سے دوستی تھی
گلفروش نے میرا حال فولاد سے بیان کیا فولاد نے کہا کہ ای گلفروش اسکا رہنا
تمہارے یہان مناسب نہین ہی مین اس کو اپنے دربند پر لیجا کر قید کرونگا پس روز مجھپر بڑی
بدعت کرتا تھا جب اسکی زوجہ آہنتاب ہاتھ سے اُستاد کے ماری گئی تب یہ ملعون بیقرار
ہوکے نکلا اور اُسکا یہی ارادہ تھا کہ مجکو اور اُستاد کو قتل کرے مگر خدا نے عین وقت پر تمکو
پہونچایا کہ یہ بیچارا تمہارے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا خواجہ نے کہا کہ او نالائق تو قتل ہوتا
مجکو کون مار سکتا ہی مجھسے کوہ سر اندیب پر خداوند کریم سے وعدہ ہو چکا ہی کہ جبتک
تین مرتبہ اُس پیری جیبر کا نام نہ لونگا وہ ہرگز میرے قریب نہ آئیگی ابھی تو مین نے ایک مرتبہ
بھی نہین یاد کیا اور یہان جو گرفتار ہوگیا تھا وہ بھی تیری بدنصیبی کا سبب تھا ورنہ گرفتار
بھی نہ ہوتا میثاق نے کہا کہ اس بحث سے کیا نتیجہ اب اس کے آگے قصور جادو کا دربند
ہی کہ جسنے قلعہ کو سیج بنایا ہی برق ایک جانب روانہ ہوا میثاق خواجہ سے وعدہ کرکے
ایک جانب گئے خواجہ عمرو حیران کھڑے ہین کہ نوبت دلفگار کی آواز کان مین آئی دیکھا
کہ سعید ابن قباد مرکب باد رفتار پہ سوار تاج شہریاری بر سر اور چار قب شہنشاہی دربر
موتیون کے بالے لٹکے ہین پٹکے سے نیمچہ ہلالی زیب کمر سپر پشت پر سب شاہزادیان گیر ہوے
طاؤسان زرین بال پہ سوار ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ ہمارے شہریار جو لنگاہ ڈالے
خون کے دریا بہا دین جو جو شاہزادیان غیر ساحرہ شریک بادشاہ ہوئی ہین اُن کے ساتھ
تو بادشاہ نے عقد کیا مگر سردار حبشیان و بہار اعجاز بیان محروم وصل ہین ان سے
یہی وعدہ ہی کہ بعد قتل جمشید ثانی سحر سے تم لوگ توبہ کرو گے تو ہمین عقد مین کوئی عذر نہوگا
ان شاہزادیون نے بخوشی اس امر کو قبول کیا ہی عمرو نے بادشاہ کو دیکھا کہ پشت پر لشکر

بیشمار ہی بادشاہ خواجہ کو دیکھ کر گھوڑے سے کود پڑے خواجہ کو گلے سے لگالیا کہ آپ کی وجہ
سے یہ راستہ ملا کہ آپ نے یہ مقامات فتح کیے خواجہ نے باتین کرتے کرتے سعد کو بیہوش کیا
بیہوش کر کے زنبیل مین رکھا شاہزادیون نے پوچھا کہ بادشاہ کو کیا کیا عمرو نے کہا کہ میری
زنبیل مین ہین ان کو لیکر فکر لوح مین جاتا ہون سب شاہزادیون نے پرپرواز پیدا کیے
لشکر کو اُسی صحرا مین اُتار دیا ابھی خواجہ روانہ نہین ہوے تھے لشکر اُتر رہا ہی کہ ایک
طرف سے زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سرمست مردم در دیوانہ بارہ ہزار دیوانون
سے اپنے صحرا مین بیٹھا تھا لشکر کی جو آمد دیکھی غصّے مین اُٹھا کہتا ہوا کہ یہ کون گستاخ ہین
کہ جو ہمارے صحرا مین آئے سب کو جا کر مٹاتا ہون خواجہ نے دیکھا کہ یہ دیوانے کسی
سردار کو نہ مانین گے مفت مین سردار قتل ہونگے سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا کہا کہ
شہریار دیوانہ سرمست آپ کے مقابلے مین آیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ مین تو
بڑے آرام مین تھا ایک تخت پر بیٹھا تھا شاہزادیان حسین وجمیل خاطر کر رہی تھین اور
اسباب عیش ونشاط مہیا تھا کہ آپ کا حکم پہونچا خواجہ سعد شہریار کو بلاتے ہین مین یہان
آگیا یہ کہکر بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو بھی صحبت مین ہین کہ دیوانے
نے طبل جنگی بجوایا بیٹھے بیٹھے جوش دیوانگی ہوا کہا مین ابھی جا کر بادشاہ اسلام کو لاتا ہون
سب دیوانون نے قصد کیا کہ ہمراہ چلین سرمست نے منع کیا کہ کسی کی احتیاج نہین
اکیلا چوبدست ہلاتا ہوا چلا بادشاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ سرمست آتا ہی
بادشاہ اُٹھے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے سرمست آکر پہونچا پکارکے
آواز دی کہ کیون آقاے سُرخ تمنے کچھ خوف نہ کیا میری سرحد مین چلے آئے مجھ کو
نہایت غصہ ہی یہ کہکر چوبدست آہن کو چرخ دیا سرداران شاہی آکر جم گئے بادشاہ
نے چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا سرمست لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی سعد نے ایسے
گھسے مارے کہ دیوانہ چیخنے لگا کہتا تھا کہ ای آقا بس اب چھوڑ دیجیے ورنہ میری جان نہ
بچائیگی بادشاہ نے فرمایا اسلام اختیار کر سرمست نے کلمہ پڑھا اور کہا غلام کا
حال سُنیے کہ شب کو عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ آسمان سے آئے مجھ کو

سمجھا یا کہ کل بادشاہ اس طرف سے گذرین گے تو جاکر شریک ہونا مجکو صرف امتحان منظور تھا
یہ کہکر سرمست نے پھر کلمہ پڑھا بارہ ہزار دیوانے بھی آسے ایک طرف اُتر پڑے اب عمرو
نے سعد کو زنبیل مین رکھا اور طرف قلعے کے چلے سب شاہزادیان بھی عقب مین چلین
مگر قصور جادو بانی بناے قلعہ قلعے مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ چار مقام
فتح ہو چکے اب مسلمانون کا اس طرف قصد ہی قصور نے کہا کہ وہ لوگ کیسے ساحر تھے کہ
غیر ساحر کے ہاتھ سے مارے گئے ہین قلعے مین کسی کو نہ آنے دونگا ہان یارو ایک کام کرو کہ
جنگل جاکر کاٹو سامنے قلعے کے آگ روشن کردو لکڑیون کے انبار لگا دو اُسی وقت کئی ہزار
ساحر اُٹھے لکڑیان کاٹ کر انبار لگا دیے آگ روشن کردی وہ شعلے اُٹھ رہے ہین کہ اگر
طائر ہوا پر گذرتا ہی تو جل کر گر پڑتا ہی قصور نے بالاے قلعہ سے یہ سب سامان دیکھا کہا
صاحبو بادشاہ کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر ہین میثاق کوہ گردان کو اپنے سحر پہ
بڑا ناز ہی وہ اس آگ کو آتش سحر تصور کریگا جب قدم رکھیگا تو جل کر خاک ہو جائیگا یہ
کہکر بارگاہ مین آکر بیٹھا کئی سو افسران بالیاقت لشکر مین فروکش ہین مگر خواجہ جست و
خیز کرتے ہوے جو سامنے قلعے کے آئے دیکھا کوس بھر تک آگ روشن ہی ایک گھسیارہ جنگل
مین گھانس چھیل رہا تھا خواجہ عمرو نے آکر اُس کاہ فروش کو پانچ روپیے چورن کے
دیے اور کہا کہ جاکر اس آگ کی خبر لاؤ گھسیارہ روپون کی لالچ مین جیسے ہی قریب
آگ کے پہونچا چیخ مار کر بھاگ آیا خواجہ سمجھ گئے کہ یہ آتش اصلی ہی روغن موسیقار
نکالا سارے بدن مین مل لیا کچھ کپڑون مین ملا قریب آگ کے آکر دعا کی کہ ای پروردگار
رحیم اپنا شریک کریہ آتش ضرر نہ پہونچاے جس طرح میرا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام
تو نے آتش کو گلزار کیا اُسی طرح اس عبد ذلیل کو بھی بچائیو یہ دعا کرکے سوچنے لگے
رنگ ور وغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے اور آگ کو روندتے
ہوے چلے اس روغن کا حال شاید ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ترکستان پر حفظ بن داؤد
آیا تھا وہ آگ ہاتھونسے ملتا تھا اُسنے صاحبقران سے کہلا بھیجا تھا کہ آپ کو اپنے مذہب پر بڑا
ناز ہی مین نائب لات ومنات ہون مین اور آپ آگ مین گھس چلین امیر نے قبول کیا

رات کو عمرو نے جاکر عیاری کی دو وجہین اس روغن مین ہین یا تو روغن اُس جانور کا
تھا کہ جسکو سمندر کہتے ہین یا روغن موسیقار تھا بہر نوع وہ روغن خواجہ لائے امیر سے کہا
اس روغن پر حفظ بن داؤد کو ناز ہی حقیقت مین جس شئی مین اسکو لگا دیجیے اُسکو آگ
نہ جلائیگی امیر نے فرمایا مین اپنے کریم پر ناز کرتا ہون کہ جسنے میرے جسد پر آتش کو گلزار کیا
امیر نے وہ روغن نہ لگایا مگر عمرو نے وہ روغن زنبیل مین رکھ چھوڑا اور سادہ روغن
برائے حفظ بن داؤد قرابون مین رکھ آئے تھے اُسنے وہ بدن مین لگایا صبح کو میدان
مین آیا امیر نے ہاتھ حفظ بن داؤد کا پکڑا اور آگ مین پھاند پڑے حفظ بن داؤد جلکر
خاک ہوا امیر پر بحکم خدا آگ نے اثر نہ کیا عمرو وہ روغن لگا کر خان کے پاس آیا اور حفظ
بن داؤد کی شکل بن کر نعرہ کیا کہ ای خان اعظم لات ومنات آئے ہین چوسر کھیل رہے
ہین بازی ہرے ہین ہزار روپئے دیکر اپنے بیٹے کو بھیجو خان اعظم نے بیٹے کو توڑا دے کر
روانہ کیا عمرو نے اُسکو بھی کھینچ کر جلا دیا اُس روز عمرو نے چار سو بیٹے خان اعظم کے جلائے
اور چار سو توڑے لیے وہ ہی روغن عمرو کے پاس موجود تھا جسکو اس وقت بدن مین
لگا لیا آگ کو روندتے ہوے چلے قصور جادو کو ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایک ساحر
دُبلا پتلا آگ کو روندتا ہوا آتا ہی قصور گھبرا کر بالائے قلعہ آیا دیکھا حقیقت مین ایک
جادوگر آگ کو روندتا ہوا آتا ہی قصور نے پُکار کر کہا کہ او جادوگر تو کیون نہین جلا یہ تو
آتش اصلی ہی جادوگر نے پُکار کر کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مجکو خداوند جمشید ثانی
نے بھیجا ہی مگر فرما دیا تھا کہ کوس بھر تک آگ ہی آگ ہی تو ہمارا نام لیکر چلا جائیو مین اُنکا
نام لیتا ہوا چلا آیا آگ نے مجھپر تاثیر نہ کی مین آپ کے پاس آیا ہون مجھے کچھ عرض کرنا ہی
اور نامہ بھی خداوند کا لایا ہون مجھے آگ کیا جلا سکتی ہی قصور سمجھا کہ باعث کرامت خداوند
ہی قدرت نے اسے حکم دے کر بھیجا ہی اسی وجہ سے آگ مین چلا آیا اور آگ نے اسکو نہ
جلایا خواجہ راستے کو طی کر کے قلعے مین پہونچے قصور سے ملاقات کی خواجہ نے نامہ
نکال کر دیا قصور نے نامہ لیکر پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ ای قصور جادو یہ نامہ دار پہونچتا
ہی اسکی رائے پر کام کرنا ایک سحر بھیجا ہی اُسکو تیار کر لینا اُسکا کوئی توڑ نہ کر سکیگا قصور

نے کہا کہ ای عزیز جادو وہ کیا سحر ہی جسکو قدرت نے تعلیم کیا ہو وہ بتاؤ عمرو نے کہا کہ انگیٹھی
منگاؤ اُس مین آگ روشن کرو تو مین سحر تعلیم کرون قصور نے ایک انگیٹھی مین آگ روشن کی
خواجہ نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا اسکو آگ پر ڈالو اسمین سے دھوان نکلیگا
ایک پُتلی پیدا ہوگی وہ ہی تمھارے ساتھ رہیگی قصور نے لوبان ڈالا جیسے ہی دھوان نکلا
جُھک کر دیکھنے لگا وہ دھوان دماغ مین پہونچا بیہوش ہوا عمرو نے قصور کا پشتارہ باندھا
لے بھاگے یہان ہمراہیان قصور نے جو آکر دیکھا قصور کو نہ پایا اور نہ نامہ دار کو دیکھا
سب گھبرا گئے برائے تلاش دوڑے یہان خواجہ قصور کو لیکر ایک جنگل مین آئے
ایک درخت سے قصور کو باندھا ہوشیار کر کے کہا کہ ای قصور اب شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتے ہو مگر جو جادوگر تلاش مین نامہ دار کی نکلے تھے اُن مین سب کا افسر یعنی
سردار جادو آسمان پر چمکا اِسنے دیکھا کہ قصور بندھا ہوا ہی اور ایک عیار کوڑا لیے
کھڑا ہی چاہتا ہی کہ کوڑے مارے سردار جادو نے آسمان سے سحر کیا عمرو کے پاؤن
زمین نے تھام لیے اب خواجہ گھبرائے سردار زمین پر آیا قصور کو کھولا کہا ای شہنشاہ
آپ کیونکر گرفتار ہوے قصور نے بیان کیا کہ یہ عمرو عیار ہی نہین معلوم آگ مین کیونکر آیا
مجکو لاکر یہان باندھا تھا کہتا تھا مسلمان ہو مین نے کچھ جواب نہین دیا تھا کہ تم نے آکر
رہا کیا اب مین اسکو قتل کرتا ہون یہ کہکر خنجر کو کھینچا چاہا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو نے بیقرار
ہوکر دعا کی ملکہ سردار حسینان کہ آسمان پر اُڑی ہوئی آتی تھی اِسنے آسمان سے دیکھا
وہین سے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے قصور کے چھوٹا سردار نے سر اُٹھاکر جو سردار حسینان
کو دیکھا سحر کرنے لگا آگ برسادی سردار حسینان اسکے سحر کو کب مانتی ہی اپنے کو بچا رہی
ہی سحر دفع کر رہی ہی کہ دوسرے پہلو سے بہار اعجاز بیان ظاہر ہوئی اور آسمان سے
دیکھا کہ ایک جادوگر سے سردار حسینان لڑ رہی ہی بہار اعجاز بیان نے ایک
گلدستہ مارا ہوا سے سردچلی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طرف سے
سردار نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہی نظم

کاسۂ سر بادۂ گلگون کا پیمانہ بنا		خاک سے رندون کی بعد مرگ میخانہ بنا

روے جانان پر تہ گیسو نہین خال سیہ — مرغ دل کے واسطے وہ دام یہ دانہ بنا
کیا اثر ہی عشق مین معشوق عاشق ہوگیا — وہ بھی دیوانہ ہوا مین جسکا دیوانہ بنا
زندگانی مین نہ سلجھائی ہوئی کاکل حبیب — مرگئے شب استخوان شانہ سے شانہ بنا
کل تلک رعنا سے شرما کر ملاتا تھا نہ آنکھ — آج پھر قتل کیا سفاک جانانہ بنا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی وہ نازنین قریب سردار کے آئی کہا ای سردار چادو چلو تم کو ہماری مالک نے بلایا ہی سردار سمجھا کہ جسکی یہ کنیز ایسی حسین وجمیل ہی اُسکی مالک کیسی خوبصورت ہوگی چل کر دیکھو آؤن قصور سے کہا کہ آپ تشریف رکھین مگر ابھی عمرو کو قتل نہ کیجیے گا مین معشوقہ کو فقط دیکھ کے ابھی ابھی آتا ہون ہرچند قصور نے سمجھایا مگر سردار نے نہ مانا بگڑنے لگا کہا آپ کو اختیار ہی عمرو کو قتل کرکے چلے جائیے گا سردار تو اُس نازنین کے ساتھ گیا مگر قصور نے پھر ارادۂ قتل عمرو کیا بہار اعجاز بیان نے اسپر بھی سحر کیا کہ ایک نازنین اسکو بھی اسی طرح لگا کر ایک باغ مین لے گئی وہ نازنین تو غائب ہوگئی قصور نے دیکھا کہ ایک اور معشوقہ کے پہلو مین سردار بیٹھا ہی قصور اُس نازنین کو دیکھ کر عاشق ہوگیا کہا کیون ای سردار میری معشوقہ کے پاس تو کیون بیٹھا ہی سردار نے بگڑ کر کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی باغ سے نکل جا دونون مین تلوار چلی قصور نے سردار کو قتل کیا اُس نازنین کے پہلو مین جا بیٹھا نازنین نے سر پر ہاتھ رکھدیا قصور بھی جل کر خاک ہوا بہار وسردار حسینان نے آسمان سے اُتر کر خواجہ کو رہا کیا اور کہا اے ای شہنشاہ اوج عیاری اب سردار وقصور زندہ نہین رہے بلکہ بہار اعجاز بیان خواجہ سے یہ باتین کر رہی تھین کہ ایک آندھی سیاہ چلی اور قلعہ گرا خواجہ نے لشکر کو سعد شہریار کے لاکر مقام قلعہ پر اُتارا اور آپ موافق بتانے میثاق کے طرف کھیت کے چلے جب قریب کھیت کے پہونچے دیکھا عمدہ سر دے لگے ہوے ہین خواجہ نے ایک سردا توڑا ایک میمون نکلا خواجہ تو الگ ہوے اُس میمون نے ایک چیخ ماری کہ صدہا میمون پیدا ہوے اُن بندرون نے خواجہ کو گھیر لیا خواجہ ہرچند جست کرکے بھاگتے ہین مگر وہ میمون پیچھا نہین چھوڑتے ایک مقام پر خواجہ آکر چہار طرف سے گھر

جست کرکے درخت پر پہونچے بندر بھی جست کرکرکے درخت پر آئے خواجہ کو لپٹ گئے چاہتے ہین چیر پھاڑ کر پھینک دین خواجہ بیقرار ہوے کہ ان ظالمون سے کیونکر جان بچے بلک کر دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم ورحیم واے سمیع وعلیم ان ظالمون سے بچالے نظم

هست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش — بادشاهی گر طلبداری غلام زار باش

عاشق ذات مسیحائی اگر ای دردمند — در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش

از دل و جان با خدا سر رشتهٔ الفت بند — خواه در تسبیح باش و خواه در زنار باش

با همه وحش و طیور و دام و دد کن دوستی — در جهان گنجینه دار مخزن اسرار باش

روز بهر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب — شب بشکل ماه بهر بندگی بیدار باش

خواجہ نے جو بلک کر دعا کی ایک جادوگر جنگل مین بھاگا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک شخص کو صدہا بندر لپٹے ہوے ہین چاہتے ہین بوٹیان کاٹ کر پھینک دین اُس جادوگر نے آتے ہی ایک گولہ مارا ایک بندر کا سر پھٹا دوسرا بندر اُچک کر اُس ساحر کی گردن پر سوار ہوا دو چار بندر اور اُچک اُچک کر لپٹ گئے بوٹیان نوچ کر اُس ساحر کی پھینک دین پھر سب طرف خواجہ کے چلے آوازہ اُس جادوگر کے مرنے کی بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من دشت جادو بود زوجہ اُسکی ویرانہ گیسو دراز پہاڑ مین بیٹھی تھی شوہر کے مرنے کی جو آواز سُنی دزہ کوہ سے نکل آئی دور سے دیکھا سامنے نخل کے لاشہ شوہر کا پڑا ہے اور ایک شخص درخت پر اُچکتا پھرتا ہے شوہر کا لاشہ دیکھ کر ویرانہ گیسو دراز پریشان ہوگئی پکار کر آواز دی کہ ارے میرے شوہر کو کسنے مارا عمرو نے کہا ان بندرون نے تیرے شوہر کو مارا یہ سُنتے ہی اُسنے بال اپنے سر کے کھول دیے اور کاکلون کو جھٹکے دینے لگی زنجیرین بن کر گردن مین بندرون کی پڑین جسکے جھٹکا مارا اُسکا سر کٹ کر گرا جب دس پانچ بندر مرے تب بندرون نے ویرانہ گیسو دراز پر حملہ کیا مگر وہ ایسی تیز تھی کہ بندرون کو اپنے قریب نہین آنے دیتی جب زلفون کو جنبش دی ایک دو بندرون کو مارا یہ کشاکش ہو رہی تھی بندر بڑھتے جاتے ہین مگر وہ ساحرہ زلفون کو جنبش دینا موقوف نہین کرتی صدہا بندر مارے خواجہ نخل سے دیکھ رہے ہین ایک بندر کلان

کہ سب سے بڑا ہے جست کرتا پھرتا ہے قبضے میں ویرانہ کے نہیں آتا زنجیرون مین نہین پھنستا
فضائے کا میثاق کوہ گردان اُڑتا ہوا آتا تھا آسمان سے دیکھا کہ بندرا ایک ساحرہ سے
لڑ رہے ہین اور خواجہ کھڑے ہوئے ہین میثاق نے آتے ہی ایک گولا مارا مگر اُس
میمون کلان نے مُنھ سے شعلۂ آتش چھوڑا وہ شعلہ بھڑک کر میثاق پر گرا کہ ہاتھون مین آبلہ
پڑ گیا میثاق نے اُس آبلہ کو توڑا اُسمین سے پانی نکلا وہ پانی میمون کلان پر پھینک مارا
میمون کلان جلنے لگا اُس میمون کے جسم سے شعلے نکلے جس بندر پہ پڑے وہ بھی جلنے لگا
تھوڑی دیر مین وہ سب میمون جل کر خاک ہوئے اُس کھیت سے ماران سیاہ نکلنے لگے
میثاق کی طرف چلے میثاق نے ایک دستک دی کہ گوشۂ صحرا سے چند طاؤس آکے
سانپون کو نگلنے لگے تھوڑے عرصہ مین سانپون کو نگل گئے مگر ایک مارسیاہ کہ جو سب
سانپون مین کلان تھا پر پرواز پیدا کر کے اُڑا میثاق کے گلے مین لپٹ گیا میثاق گر کر
بیہوش ہوئے عمرو نے گھبرا کر سعد کو زنبیل سے نکالا اور بیان کیا کہ اس مارسیاہ نے
میثاق کو بیہوش کیا ہے بادشاہ تلوار کھینچ کر طرف مارسیاہ کے چلے وہ مارسیاہ پر پرواز
پیدا کر کے اُڑا قصد تھا کہ گلے مین بادشاہ کے لپٹ جاؤن بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
لوح کے عکس سے وہ مارسیاہ تھرایا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مار کلان کا سر اُڑ گیا
اب تو وہ سر اُٹھتا پھرتا ہے کسی کے روکے نہین رُکتا اور یہی چاہتا ہے کہ بادشاہ کے سر پہ
بیٹھ جاؤن مگر بادشاہ لوح محفوظ کو چمکا دیتے ہین تب وہ سر زمین پر گرتا ہے جس مقام پر گرتا
ہے زمین سے شعلے نکلنے لگتے ہین اسقدر وہ سر تڑپا کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا مگر میثاق
کو ہوش نہین آتا کہ ناگاہ گنگا گوشہ جادو آسمان پہ آکر چلی دیکھا مارسیاہ نے تمام صحرا مین آگ
لگا دی تھی اب سر اُچھلتا پھرتا ہے یہی قصد کرتا ہے کہ بادشاہ کے سر پہ بیٹھ جاؤن مگر بسبب
لوح محفوظ کے کچھ زور نہین چلتا گنگا گوشہ نے ایک دستک دی کہ ایک طاؤس زرین بال
پیدا ہوا اُس طاؤس نے آکر سر نگل لیا تب وہ آگ موقوف ہوئی یکایک اُس کھیت سے
ایک ساحر نکلا نعرے کرتا ہوا چلا کہ اے ماران آتشبار تمھارا کچھ زور نہ چلا آواز آئی کہ مین نے
میثاق ایسے جادوگر کو بیہوش کیا مگر بادشاہ کے پاس لوح محفوظ ہے اس وجہ سے اُنکے

قریب نہین جا سکا جب جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بدن مین آگ لگ جائیگی اُس جادوگر
نے یہ سحر کیا کہ جسم مار اس طرح تڑپا کہ تمام صحرا مین آندھی چلنے لگی ایسی آندھی چلی کہ سب
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اور گلگونہ بھی جھونکون سے ہوا کے گر کر بیہوش ہو گئی
جب گلگونہ بھی بیہوش ہوئی تو اُس ساحر نے پکار کر آواز دی کہ ای باد انگیز بادشاہ
کو لینا یہی طلسم کشا ہین کئی ہزار جادوگر گوشہ صحرا سے پیدا ہوے بادشاہ نعرہ کرکے اُن
سب سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے مین سب جادوگرونکو
قتل کیا جسکا نام باد انگیز ہے وہ بلا سے دور کھڑا ہو دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب نہین
آتا مگر ایسی ہوا چلائی کہ بادشاہ کے پاؤن زمین پر نہین رُکتے اُٹھے جاتے ہین جب نعرہ کرکے
زور کرتے ہین پاؤن زمین مین دھنس جاتے ہین مگر پھر اُبھر آتے ہین خواجہ نے گھبرا کے
لوح محفوظ بادشاہ سے لی میثاق و گلگونہ کو اُس کرکے ہوشیار کیا میثاق نے اُٹھتے ہی آواز دی
کہ ای شہریار لوح کو چرخ دیجیے اور اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کیجیے بادشاہ نے لوح کو
گردش دی اور اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کیا کہ آندھی موقوف ہوئی دیکھا وہی ساحر ہوا
کے ساتھ آیا ہی ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا شاخ کو ہلا رہا ہی جیسے ہی آندھی موقوف ہوئی اُسنے
آواز دی کہ ای زراعت جادو منم باد انگیز اب مین جاتا ہون سانوین دربند سے جو
باران جادو ہی اُسکو لاتا ہون میری تو زبان مین لکنت ہی زراعت نے یہ سُن کر
آواز دی کہ ای باد انگیز جو کچھ کرو وہ جلدی کرو ایسا انقلاب کبھی نہین ہوا کہ ہم سحر
بھولے جاتے ہین کوئی سحر یاد نہین آتا جو سحر کرتے ہین وہ بالکل فراموش ہوا جاتا ہی عمل کر
نہین پورا ہوتا تصویر خیالی مٹی جاتی ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی یہ باتین سُن کر میثاق
نے پکار کر کہا کہ ای شہریار جوا خواہ زراعت جاتا ہی اگر یہ باران کو لایا تو بڑی آفت
برپا ہوگی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ باد انگیز سو گز بلند ہو چکا ہی بادشاہ نے کمان
کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیۂ لوح پڑھا تاک کر سینہ پہ کھینچ کو
تیر مارا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من
باد انگیز جادو بود زراعت نے جو یہ دیکھا کہ باد انگیز ایسا ساحر مارا گیا کیسے صدا

شعبدے سیکھے اگر کوئی سحر نہ چلا ناچار ہوکر مارا گیا مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر زراعت
کھیت سے باہر نکلا اور پکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ حقیقت مین صاحب اقبال ہو
وہ جادوگر مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا کیا کیا اُسنے سحر کیے ای میثاق تمکو کچھ پاس نہوا بابا وانگیز
ایسے کو قتل کرایا میثاق نے کہا او زراعت اُس کا کیا غم کرتا ہے اپنی فکر کر ورنہ آکے
اطاعت شاہ کر مین ضامن ہوتا ہون کہ جو عہدہ تیرا ہے اُس سے زیادہ سرفرازی ہوگی
جو لوگ اس وقت شریک ہوے جنھون نے شہریار کی مدد کی وہ ہی سب عہدہ ہائے
جلیل پہ سرفراز ہونگے اور جن لوگون نے بغاوت کی وہ مارے جاوینگے مہلت نہین
پاوینگے یہ کہکر میثاق نے للکارا کہ اب کہان جاتے ہو کوئی اور تخم بوؤ گے زراعت
نے میدان مین آکر ایک دو پتھر زمین پہ مارا کہ کئی سو کھیت سرسبز و شاداب تیار ہوسے
ہوا جو چلی میثاق نے کھیت گندم کا دیکھا بالیان اُسکی توڑین ہاتھ پہ مل کر تعریف
کرنے لگا کہ کیا زراعت معقول ہے چند دانے اُنمین سے کھائے کھاتے ہی دیوانہ ہوگیا
بادشاہ کو جھک کر سلام کیا کہ اب غلام رخصت ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ای میثاق
تم کو کیا ہوگیا ہے کہان جاتے ہو میثاق نے کہا کہ اب مین خدمت سے رخصت ہوتا ہون
نگاگونہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار میثاق اپنے ہوش مین نہین ہے اُسکے اوپر
عکس لوح محفوظ ڈالیے تب اسکے ہوش درست ہونگے بادشاہ نے لوح محفوظ کو
گلے سے اُتارا عکس جو لوح محفوظ کا میثاق پہ ڈالا میثاق گرکر بیہوش ہوا خواجہ نے
بڑھکر میثاق پر پانی کا چھینٹا مارا میثاق نے ہوشیار ہوتے ہی زراعت کو للکارا
کہ او بیحیا مجھے شاہ سے جدا کرتا ہے میرا مُردہ بھی حضور سے جدا نہ ہوگا وہ دن پروردگار
دکھائے کہ شہریار کے سامنے انتقال کرون اور وہ میرا جنازہ مثل اہل اسلام کے اُٹھائین
ہم بھی انجام بخیر ہوکر نجات پاوین یہ کہکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کھیت سب خشک ہوگئے
اناج تمام گر پڑا جل کر خاک ہوا زراعت نے ہاتھ زانو پر مارا کہتا تھا کیا کرون
اس ظالم پر کوئی زور نہین چلتا ہر وقت یہی فکر ہے کہ سحر تازہ کرون بادشاہ کا جاہ و جلال
بڑھاؤن بادشاہ طرف زراعت کے چلے زراعت نے جو دیکھا کہ بادشاہ میرے مقابلہ پہ آتا

آتے ہین ایک دستک دی کہ کئی شیران صحرائی بادشاہ پر آپڑے بادشاہ نے اُن
شیرون کو مارا زراعت نے کئی سحر ایسے کیے کہ شیر و پلنگ وغیرہ مقابلے مین آئے مگر ہاتھ سے
بادشاہ کے مارے گیے جب تو زراعت نے پکار کر آواز دی کہ اے گندم گون و اے
نخود جادو تم کس فکر مین ہو اب بادشاہ کو گھیر لو کئی ہزار جادوگر اُنھین کھیتون سے
پیدا ہوے بادشاہ پر حملہ کرنے لگے بادشاہ نے نعرہ کیا اور اُن ساحرون پر جا پڑے
میثاق و گلگونہ بھی سحر کرنے لگے وہ ساحر بھاگتے پھرتے ہین میثاق کے سحر کی کب
برداشت کر سکتے ہین گلگونہ نے سحر کیا کہ ہوا سے سرد چلی تلوارین برسنے لگین سب
جادوگر مارے گئے آخر مین زراعت نے بادشاہ کو دوڑانا شروع کیا کہ سامنے
آتا ہے اور بھاگ جاتا ہے مگر گلگونہ ایک مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے زراعت نے بڑھ کر
گلگونہ پر ہاتھ ڈالا کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑا گلگونہ نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ
اے شہریار یہ ہیجیا کنیز کو لیے جاتا ہے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جیسے
ہی سیہ کمان کا کڑکا زراعت کو یقین ہوا کہ اب نہ بچونگا چاہا بلند ہو کر اپنے کو بچاؤن
مگر بادشاہ نے تاک کر تیر مارا کہ تیر سنے خطا نہ کی سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ادھر
تو زراعت مر کر گرا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زراعت جادو بود اُدھر گلگونہ
پنجے سے چھوٹی میثاق نے بڑھ کر روکا اور تمام کھیت جل گئے بادشاہ بفتح و فیروزی چاہتے
تھے پلٹین کہ سب فوج آکر پہونچی خواجہ نے بارگاہ مین آکر بادشاہ سے عرض کی کہ ایک
خدمتگار نے عطر کی شیشی بھیجی ہے ذرا اسے سونگھیے اور پہچانیے کہ یہ کاہے کا عطر ہے بادشاہ
یہ کلام خواجہ کا سُنکر ہنس پڑے فرمایا خواجہ مجکو بیہوش نہ کر جس مقام پر کا وعدہ ہو
مین اُسی مقام پر آؤنگا عمرو نے کہا نہین شہریار آپکو بیہوش کر کے کیا کرونگا اے میثاق
اب آگے کون مقام ہے میثاق نے کہا اب جو آگے جائیے گا تو مقام باران جادو
ملیگا اے خواجہ اگر باران کو مارا تو ساتون در بند تمام ہون گے ہم لوگ بھی حاضر ہوتے
ہین خواجہ نے شیشی عطر کی جیب سے نکالی بادشاہ کو سنگھائی بادشاہ سونگھتے ہی عطر سے
بیہوش ہوے عمرو نے سعد شہریار کو زنبیل مین رکھا اور کمر ہمت باندھ کر طرف باران

روانہ ہوسے ایک مقام پر پہونچے دیکھا صحراے وسیع ہی مگر نہایت سرسبز و شاداب ہزارہا ہاد ویسے
نخل کے اُس صحرا مین روئیدہ ہین زیر نخل پھولون کے انبار ہین طائران زمزمہ سرا کی ہر سو
پکار ہی آشیانون سے نکلے ہوسے شاخون پر بیٹھے ہین کلیل کر رہے ہین ہواے سرد چل رہی ہی
مگر سامنے ایک تالاب ہی آب صاف وشفاف سے مملو اُس تالاب مین ہر سمت ہزارہا حباب
مثل چشم محبوب لاجواب شناوری کر رہے ہین طائر شاخون سے اُتر کر اُس تالاب کا
پانی پیتے ہین زمزمہ سرائی کی ترقی ہوتی ہی عمرو نے جو اُس تالاب کو دیکھا سمجھے کہ یہ بھی کچھ
شعبدہ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جادوگر موہاے سر سے قطرے پانی کے ٹپکتے
ہوسے دوڑا ہوا قریب تالاب کے آیا کچھ پڑھا پاٹ کیا دونون ہاتھون جماکر پھاند پڑا طرفہ
سے معلوم ہوا ڈوب گیا خواجہ نے ایک ڈھیلا اُٹھا کر تالاب مین پھینکا جیسے ہی ڈھیلا
تالاب مین پڑا پانی مین تلاطم پیدا ہوا ایک مچھلی اُس ڈھیلے کو مُنہ مین لیے ہوسے نکلی
چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا ڈھیلا ایک طرف پھینک دیا خواجہ جی مین کہتے ہین
کہ ای خواجہ جس مقام پر ڈھیلا گرنا ناگوار ہی انسان بھلا کیونکر جا سکتا ہی ایک ساحر کی
شکل بن کر تیار ہوسے منظور ہوا قریب تالاب جا کر پکارون کہ ای یاران جادو مجھ کو
عنبر بار نے بھیجا ہی یہ جو جادوگر صحرا سے آیا اور تالاب مین پھاند پڑا شاید یہی یاران جادو
تھا یہ سوچ کر قصد کیا کہ پکارون طائرون نے جو عمرو کو آتے ہوسے دیکھا غل مچانے لگے
ہر ایک کی یہی آواز تھی کہ ای یاران ہوشیار ہو جاؤ وہ ہی ساربان زادہ آگیا اسکو
روکو ساحر صحرا سے پیدا ہوسے طرف خواجہ کے دوڑے خواجہ نے گلیم اوڑھ لی وہ جادوگر
بہت پریشان ہوسے ڈھونڈھ کر اُس صحرا مین جا کر غائب ہو گئے خواجہ بھی اُسی
صحرا مین ایک جھاڑی مین چھپے خواجہ کو تمام دن اسی صحرا مین گذرا شام کو زیر تالاب
روشنی ہوئی کچھ کنیزین پیدا ہوئین کنارے تالاب کے فرش بچھایا شامیانہ بہ سلک مروارید
آراستہ کیا بعد تھوڑی دیر کے تالاب مین کشتی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر ایک معشوقہ
کو لیے ہوسے اُس پر بیٹھا ہی مگر وہ معشوقہ نہایت حسین و جمیل ہی گرد کنیزین گھیرے ہوسے
وہ کشتی کنارے پر آکر پہونچی وہ ساحر تاج پہنے ہوسے لباس فاخرہ زیب جسم معشوقہ

کو ساتھ لیکر مسند پر بیٹھا ایک گائن سے کہا وہ سامنے آکر بیٹھی سازندون نے اپنے ساز درست کیے وہ گائن یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

خضر اُس راہ مین لے جاتے نہین تم مجکو ۔ گم کرون ہوش کوئین ہوش کرے گم مجکو
شوق کی جستجو یون نے یہ کیا گم مجکو ۔ ڈھونڈھتا ہون مین تمھین ڈھونڈھتے ہو تم مجکو
اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی ۔ دل نہین ہون مین جو کر دوگے کہین گم مجکو
وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی ۔ حیف ٹھہرنے بھی تو دے گردش انجم مجکو
گفتگو طور پہ باہم نہ کچھ آ جائے کلیم ۔ شوق دیدار تمھین شوق تکلم مجکو
گریۂ عشق کی نیرنگ نمائی دیکھو ۔ چند قطرون نے دکھائے کئی قلزم مجکو
دیکھ کر انجمن آرا تجھے جلتا ہی فلک ۔ داغ یارب دیئے ہوتے اُسے انجم مجکو
پھر وہی بھیس زمانے کی چلی جاتی ہی ۔ چھیڑ سے جاتا ہی شب و روز یہ کژدم مجکو
حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز ۔ آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجکو
آپ مین کون ہی سمجھاتے ہو یہ کسکو جلال ۔ آدمی سمجھے ہوے کیون ہین یہ مردم مجکو

ان اشعار کی آواز سُن کر خواجہ انتظار مین ہین کہ یہ گائن اُٹھے تو مین اسکی گردن لون قضا سے کار وہ گائن بولا کر اُٹھی ایک گوشہ مین جاکر بیٹھی خواجہ کو ظرافت سوجھی گلیم اوڑھ لی فقط سر و ہاتھ کھلے رکھے اُس گائن کے سامنے آکر ہاؤ کی گائن نے دیکھا کہ ایک سر اور دو ہاتھ چلے آتے ہین آہ کر کے بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو کنارے ڈالدیا اُسی کے کپڑے اور گہنا پہن کر اُسی کی صورت بن کر محفل مین آ کے سامنے یاران کے بیٹھ کر گانے لگے یاران نے کہا کہ اے سنبل خوش گلو آج تو تم ایسا گائین کہ دل کو بیقرار کر دیا خواجہ نے کہا کہ حضور وقت کی بات ہی یاران نے کہا کہ ایک جام تو مجکو پلاؤ خواجہ خوش ہو گئے کہ اب مطلب نکل آئیگا جلدی سے گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھ کے سامنے یاران کے پیش کیا جیسے ہی جام ہاتھ مین یاران کے آیا شراب سے ایک شعلہ نکلا منہ پر عمرو کے پڑا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑگیا صورت اصلی نکل آئی سازندون مین ایک غل ہوا کہ صاحبو یہ تو عمرو عیار ہی یاران

نے کہا صاحب مجکو ذرا شک گذرا تھا اسی وجہ سے مین نے کہا کہ مجکو ایک جام پلاؤ جام ہاتھ
مین آتے ہی انجام کھل گیا مین نے سحر سامری تیار کیے ہین جو بھائی برہن مارے گئے ایک ایک
بے نظیر تھا مگر کچھ زور نہ چلا خواجہ فریاد کرنے لگے کہ ای یاران جادو مین نے تمھارے بھائیو نکا
کو نہین مارا بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے اگر تم مجکو نوکر رکھ لو تو مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن
تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا یاران نے کہا کہ او ساربان زادے اب دام مکر
پھیلاتا ہی میرے ہاتھ سے تیری قضا ہی سب اپنے بھائیون کے خون کا بدلہ لونگا میرے
رہنے کا مکان چل کر دیکھ یہ کہکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا چلنے والا بیان تھی تالاب مین غوطہ
کھانے پڑے یاران خواجہ کو لیکر پھاندا خواجہ بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک بارہ دری آراستہ و پیراستہ ہی اُس مین یاران بیٹھا ہی اپنے کو اُسکے
سامنے مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان بیٹھے ہین یاران نے کہا کہ او ساربان زادے
یہ رات تجھپر بھاری ہی صبح کو قتل کرونگا لیکن کچھ کام آئیگا خواجہ نے کہا مین گانے کو حاضر ہون
مگر امیدوار ہون کہ جان بخشی کیجیے یاران نے برائے تسکین جھوٹ کہدیا کہ صبح کو تمکو ضرور
رہا کردونگا مگر کنیزون سے اشارہ کیا کہ صبح مین اسی مکان کے اسکو قتل کرونگا میرے
چھ عزیز دارون کا خون اسکی گردن پر ہی بھلا مین ایسے شخص کو رہا کردونگا مگر خوش گلو
کو ڈھونڈھو کہ کہاں ہی کنیزین برائے جستجو روانہ ہوئین ایک زینے مین آکے دیکھا کہ
خوش گلو بیہوش پڑی ہی اُسکو ہوشیار کرکے لائین مگر خوش گلو حیران ہی کہ مین اس مقام
پر واسطے رفع حاجت کے آئی تھی مجکو کسنے بیہوش کیا سب کنیزون نے حال بیان کیا کہ
ساربان زادہ تیری شکل پر آیا اُسی نے تجکو بیہوش کیا یہ سنکر خوش گلو بہت برہم ہوئی اور
دربار مین یاران کے آئی ادھر عمرو پریشان ہی کہ اب کیونکر جان بچیگی دلمین خواجہ
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای بانی بناے قصر نجات اس دشمن کے ہاتھ سے نجات دے نظم

تازہ رنگ و بو دہد در ہر چمن گلزار فیض		باخزان کارے ندارد گلشن بیخار فیض
جلوہ گر در بزم محبوبی است شمع فیض حق		روشن است از اوج خوبی بجو خور انوار فیض
آفتاب فیض بخشد روشنی ہر چار سو		جا بجا گوہر ببارد ابر گوہر بار فیض

کہ لیکر مسند پر بیٹھا ایک گائن سے کہا وہ سامنے آکر بیٹھی سازندون نے اپنے ساز
درست کیے وہ گائن یہ اشعار عاشقانہ بتابتا کر گانے لگی نظم

خضر اُس راہ مین لے چلتے نہین تم مجھکو
گم کرون ہوش کو مین ہوش کرے گم مجکو

شوق کی جستجو یون نے یہ کیا گم مجکو
ڈھونڈھتا ہون مین تمھین ڈھونڈھتے ہو تم مجکو

اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی
دل نہین ہون مین جو کردوگے کہین گم مجکو

وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی
جب ٹھہرنے نہی تو دے گردش انجم مجکو

گفتگو طور پہ باہم نہ کہین آجائے کلیم
شوق دیدار تمھین شوق تکلم مجکو

گریۂ عشق کی نیرنگ تماشائی دیکھو
چند قطرون نے دکھائے کئی قلزم مجکو

دیکھ کر انجمن آرا تجھے جلتا ہی فلک
داغ یار سب دیے ہوتے اُسنے انجم مجکو

کجروی تجھسے زمانے کی چلی جاتی ہی
ہجر سے جاتا ہی شب وروز یہ کژدم مجکو

حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز
آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجکو

آپ مین کون ہی سمجھاتے ہو یہ کسکو جلال
آدمی سمجھے ہوے کیون ہین یہ مردم مجکو

ان اشعار کی آواز سُن کر خواجہ انتظار مین ہین کہ یہ گائن اُٹھے تو مین اسکی گردن لون
قضا سے کار وہ گائن بولا کر اُٹھی ایک گوشہ مین جاکر بیٹھی خواجہ کو ظرافت سوجھی
گلیم اوڑھلی فقط سر وہاتھ کھلے رکھے اُس گائن کے سامنے آکر ہاؤ کی گائن نے دیکھا کہ ایک
سر اور دو ہاتھ چلے آتے ہین آہ کرکے بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو کنارے ڈالدیا
اُسی کے کپڑے اور گہنا پہن کر اُسی کی صورت بن کر محفل مین آئے سامنے باران کے
بیٹھکر گانے لگے باران نے کہا کہ ای سنبل خوش گلو آج تو تم ایسا گائین کہ دل کو بیقرار
کردیا خواجہ نے کہا کہ حضور وقت کی بات ہی باران نے کہا کہ ایک جام تو مجکو
پلاؤ خواجہ خوش ہوگئے کہ اب مطلب نکل آئیگا جلدی سے گلابی اُٹھائی جام
لبریز کیا ہاتھ پر رکھکے سامنے باران کے پیش کیا جیسے ہی جام ہاتھ مین باران
کے آیا شراب سے ایک شعلہ نکلا منہ پہ عمرو کے پڑا کہ رنگ وروغن عیاری کا اُڑگیا
صورت اصلی نکل آئی سازندون مین ایک غریو ہوا کہ صاحبو یہ تو عمرو عیار ہی باران

نے کہا صاحبو مجکو ذرا شک گذرا تھا اسی وجہ سے مین نے کہا کہ مجکو ایک جام پلاؤ جام ہاتھ
مین آتے ہی انجام کھل گیا مین نے سحر ساحری تیار کیے ہین چھ بھائی ہین مارے گئے ایک ایک
بے نظیر تھا مگر کچھ زور نہ چلا خواجہ فریاد کرنے لگے کہ ای یاران جادو مین نے تمھارے بھائیونکو
نہین مارا بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوے اگر تم مجکو نوکر رکھ لو تو مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن
تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا یاران نے کہا کہ او ساربان زادے اب دام مکر
بچھاتا ہی میرے ہاتھ سے تیری قضا ہی سب اپنے بھائیون کے خون کا بدلہ لونگا میرے
رہنے کا مکان جل کر دیکھ یہ کہکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا جلنے والیان بھی تالاب مین فورًا
پھاند پڑین یاران خواجہ کو لیکر پھاندا خواجہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک بارہ دری آراستہ و پیراستہ ہی اُس مین یاران بیٹھا ہی اپنے کو اُسکے
سامنے مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان بیٹھے ہین یاران نے کہا کہ او ساربان زادے
یہ رات تجھپر بھاری ہی صبح کو قتل کرونگا لیکن کچھ گاؤ خواجہ نے کہا مین گانے کو حاضر ہون
مگر امیدوار ہون کہ جان بخشی کیجیے یاران نے بر اے تسکین خاطر و کہدیا کہ صبح کو تمکو ضرور
رہا کر دونگا مگر کنیزون سے اشارہ کیا کہ صبح مین آسی مکان کے اسکو قتل کرونگا میرے
چھ عزیز دارون کا خون اسکی گردن پر ہی بھلا مین ایسے شخص کو رہا کرونگا مگر خوش گلو
کو ڈھونڈھو کہ کہان ہی کنیزین بر اے جستجو روانہ ہوئین ایک زر شتے مین آکے دیکھا کہ
خوش گلو بیہوش پڑی ہی اُسکو ہوشیار کر کے لائین مگر خوش گلو حیران ہی کہ مین اس مقام
پر واسطے رفع حاجت کے آئی تھی مجکو کسنے بیہوش کیا سب کنیزون نے حال بیان کیا کہ
ساربان زادہ تیری شکل بنا آیا اسی نے تجکو بیہوش کیا یہ سنکر خوش گلو بہت برہم ہوئی اور
دربار مین یاران کے آئی ادھر خواجہ پریشان ہی کہ اب کیونکر جان بچیگی دلمین خواجہ
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای بانی بناے قصر حیات اس دشمن کے ہاتھ سے نجات دے

نظم

تازہ رنگ و بو دہد در ہر چمن گلرا فیض	با خزان کاری ندارد گلشن بیخار فیض
جلوہ گر در بزم محبوبی است شمع فیض حق	روشن است از اوج خوبی مہر خور انوار فیض
آفتاب فیض بخشد روشنی ہر چار سو	تا سحاب گوہر بار و ابر گوہر بار فیض

مستفیض از فیض ربانی ست مخلوق خدا | نیک و بد دارد ہمیشہ سیر زبان اقرار فیض

باران نے کہا کہ ہاں خواجہ گاؤ عمرو نے نئی نکالی اُسمین بیہوشی ڈالکر بجانے لگے باران
نے آنکھیں ملائے ہوئے ہین کبھی ساری محفل کی جانب متوجہ ہوتے ہین سننے والے بگوش ہوش
سن رہے ہین ہر ایک یہی قول ہے کہ علم موسیقی مین عمرو بے مثل و بے نظیر ہے اسی طرح سے
سیکڑون ساحر اینے مارے ہیں لیکن سامنے ہمارے بانکے سے کچھ زور نہ چلا اب جو ہیچ انکا کما
ظاہر ہوگا ہم لوگ سب وار کرین گے باران نے دیکھا کہ ایکا ایک محفل بار ناز دگرگون
ہونے لگا کوئی بیٹھا ہنس رہا ہے کوئی رو رہا ہے کوئی بیقرار ہوتا ہے کوئی اُٹھ کر ناچنے کا قصد
کرتا ہے کوئی کسی سے کہتا ہے کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے وہ جواب دیتا ہے کیا اس نے
اڈا مقرر کیا ہے تم کیسے مہربان ہو کہ ذرا اُڑا انہیں دیتے کہنے والے نے کہا کہ بھائی تم
خاموش بیٹھے رہو کچھ حرکت نہ کرو مین گرفتار کیے لیتا ہوں مگر باران کو عارضہ فتق ہے
پالتھی مارے بیٹھا ہے ایک رسالہ دار نے کہا کہ کیوں اے شہنشاہ آپ کی گود مین کُتیا
نے بچے دیے ہین باران نے کہا کیا اُسنے بھٹ سفر کیا ہے رسالہ دار نے کہا کہ آپ یونہی
بیٹھے رہیے ایسی لات مارون کہ سب کے سر پھٹ جائین اور یہ کتیا یون یون کرتی بھاگے
باران نے کہا کہ بھائی تم کو اختیار ہے مین بہت ممنون ہونگا جلدی کرو ایسا نہو کہ کتیا کا پلہ
میرے چھو جائے اُدھر اُسنے ہاتھ بڑھا کر مونچھ پکڑی اِدھر رسالہ دار نے لات ماری باران
بیقرار ہوگیا کہا ہائے مار ڈالا رسالہ دار نے کہا کہ اے شہنشاہ پکڑے رہیے بچے اسکے
بھاگنے نہ پائین باران چلا کر چلا تھا کہ اُس لات مارنے والے کو سزا دون بیہوشی اپنا
کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا سب اہل محفل لیٹا لیٹا کہ کر اُٹھے جو اُٹھا
وہ بیہوش ہوا تھوڑے عرصے مین سب برلب فرش ہوئے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرۂ عمرو ہے عمرو ہوں مین عیار صاحبقران ٭ مرے مکر سے کانپتا ہے جہان ٭ تراشندۂ
ریش کفار ہوں ٭ زمانے کا مکار و غدار ہوں ٭ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ٭ صبا ٹھوکرین کھائے
ہر ہر قدم ٭ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پائے مری گرد پاپوش کو ٭ دو دمدمہ
جہانگرد طرار ہوں ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہوں ٭ نعرہ کر کے خنجر کھینچا پہلے باران کو مارا

پھر محفل مین شکار کھیلنے لگے ساحرون کے کپڑے اُتارے پھر قتل کیا جس وقت عمرو نے باران
کو مارا ایک دہ ناٹا ہوا وہ مکان گر گیا دیکھا سامنے تالاب ہی پانی خشک ہو گیا مچھلیان
تڑپ رہی ہین خواجہ عمرو ساری بارگاہ کو لوٹ کر بھاگے طرف جزیرہ عنبر بار کے چلے
دیکھا وہ ہی دریاے تھا موج مار رہا ہی اور مچھلیان سر پیٹ رہی ہین صدائین بلند ہین
کہ غضب ہوا باران بھی قتل ہو گیا ای ملکہ عنبر بار ہوشیار رہو اب سار بان زیادہ ادھر
بھی آتا ہی لیکن عمرو کو تردد ہی کہ دریا مین کیونکر داخل ہون کنارے پر کھڑے سوچ رہے ہین
کہ دریا مین غل اٹھا ہوا چند مچھلیان نکل کر خواجہ پہ گرین ہر چند عمرو نے چاہا کہ اپنے کو
چھڑاؤن مگر مچھلیون نے کھینچ کر خواجہ کو دریا مین گرا دیا خواجہ بیہوش ہو گئے آنکھ
کھلی تو دیکھا کہ چند جادوگر مجھکو کشان کشان لیے جاتے ہین اور رہا ہی کہ اس ظالم نے
غضب کیا باران جادو کو مارا بعض کہتے ہین کہ سب دربند اسی کی کوشش سے فتح ہوے
ورنہ یہ وہ مقام تھے کہ سالہا سال لڑائی پڑتی تب شاید یہ مقام فتح ہوتے باران البتہ
ساحر تھا کہ یون جھٹ پٹ مارا جاتا آخر کشان کشان عمرو کو ایک دیر مین لائے عنبر بار جادو
بیٹھی پوجہ کر رہی ہی کئی سو پتلے سنگی تخت پر رکھے ہین ایک پتلہ کلان بالاے تخت بیٹھا ہی
بدن اُسکا چمک رہا ہی معلوم ہوتا ہی ستارے لپٹے ہوے ہین کنیزون نے بڑھکر عنبر بار
سے عرض کی کہ نگہبانان دریا عمرو کو گرفتار کر لائے یہ ظالم فتاح ہفت دربند قاتل باران
حاضر ہی عنبر بار نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ مین پوجہ سے فراغت پاؤن تو اس ظالم کو
قتل کرون مگر اسکو یہان کیون لائے شکم مین اس پتلہ کلان کے لوح طلسمی کو رکھا ہی
جب تو چمک رہا ہی کہ اسپر نگاہ نہین ٹھہرتی اس ظالم نے لوح کو دیکھ لیا ایسا اس کو
زندہ نہ چھوڑونگی فوراً قتل کرونگی یہ کہکر پھر پوجا کرنے لگی سامنے آگ روشن ہی کچھ لونگ
وغیرہ اُسپر ڈالتی جاتی ہی خواجہ سوچے کہ بعد پوجہ کرنے کے یہ مجھکو قتل کریگی اب جو کرنا ہو
وہ کر گذرون یہ سوچ کر زنبیل پر ہاتھ ڈالا اور یہ بھی سُن لیا کہ لوح طلسمی اس پتلے مین ہی جو تخت
پر رکھا ہی سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا بادشاہ ہنستے ہوے نکلے مسلح و مکمل تیغ برق تاب
قبضہ مین ہی عمرو نے کہا کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیے لوح محفوظ کو جنبش دیجیے بادشاہ نے

نکلتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ جمجاہ سے منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس وجم ۔ ہزبر دمان صف شکن نوجوان ۔ نہال گلستان صاحبقران ۔ وہ چارون جادوگر جو عمرو کو گرفتار کیے تھے اُن کو تو نکلتے ہی بادشاہ نے قتل کیا مگر عنبر بار نے نعرۂ سعد کی جو آواز سنی پلٹ کے دیکھا کہ میری جانب لڑتے ہوئے آتے ہین تڑپ کر باہر نکلی ایک آواز دی کہ یارو ہین سنکہا خدا آج طلسم کشا آجائیگا عین دمیم عین نعرہ ہوگا اب چہار جانب سے گھیر لو بادشاہ جمجاہ نے چاہا کہ اُس پتلے پر جا پڑوں ساحرون نے تو آکر بادشاہ کو گھیرا اور وہ پتلا اپنے مقام سے اُٹھا جست کی اور غائب ہوگیا اب کشا کشی جنگ کی پڑی ہوئی ہے خواجہ عمرو حتہ آتشبازی مار رہے ہین بادشاہ جمجاہ کی برق شمشیر تڑپ رہی ہے کبھی لوح محفوظ کو جنبش دیتے ہین عنبر بار نے پکار کر آواز دی کہ یارو ایک سردار اور ایک بیار ایسی جنگ کر رہے ہین کہ تم سب کو عاجز کر دیا اور تم سے کچھ نہین ہو سکتا ارے بلوہ ہی کرکے گرفتار کر لو چہار جانب سے بلوہ کرکے ساحر آتے ہین جب برق شمشیر چمکتی ہے تو ہٹ جاتے ہین غلغلۂ گیرودار بلند ہے یکایک آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان اور آکر شریک جنگ ہوا اور ایک طرف سے سردار حسینان کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے بہار اعجاز بیان کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے ملکہ گلگونہ کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے ملکہ یاسمن رنگین پوش کڑک کر گری کہ صدہا ساحرون کے سر اُڑ گئے اور ایک طرف سے ملکہ مجرین کے دریا کے غراٹے کی آواز آئی اور ایک جانب سے ملکہ مرواریہ سفید پوش آکر پہونچین اور ایک طرف سے خونخوار بلند بالا بجلا لت تمام آکر پہونچا اور اسی طرح سب شاہزادیان اور ساحران نامی وغیرہ آکے پہونچے اور نام بنام جو نعرے ہوئے عنبر بار گھبرا گئی کہنے لگی کہ طلسم کشا کے شریک ایسے ایسے ساحران نامی ہوگئے کہ جنکا مثل و نظیر اس طلسم مین نہ تھا حقیقت مین بہت بڑا صاحب اقبال یہ شخص ہے مگر فوج پر نعرے کر رہی ہے کہ یارو تم لوگ بہت ہو اور ہمراہیان طلسم کشا چند کس ہین ان کو گھیر کر مار لو بہار اعجاز بیان کا گلدستہ چل رہا ہے کہ چند شاہزادیان پیدا ہوئین اور آپس مین مل کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

ہجر مین جسکے ہوئی ہاے یہ حالت میری
جانتا ہی نہین افسوس وہ صورت میری

دوستو کیا کہون تغییر ہی حالت میری
عشق گیسو مین پریشان ہی طبیعت میری

دم نکل جائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہی دلکو
ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری

مہندی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے
یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری

وہ نزاکت کے سبب آنہین سکتے مرے پاس
مجکو اُٹھنے نہین دیتی ہی نقاہت میری

غم فرقت مین ترقی و تنزل کے مزے
غم جو بڑھتا ہی گھٹی جاتی ہی طاقت میری

سنگدل جو کہ زمانے مین بہت ہی مشہور
آگئی اُس بت کافر پہ طبیعت میری

ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی
ہاتھ پھیلاؤن نہین چاہتی ہمت میری

مجکو کیا ڈر ہی علی کا ہون غلام ای سطوت
بس کرین گے وہ مدد روز قیامت میری

ہزارہا ساحران اشعار کو سُن کر سر ٹکراتے پھرتے ہین چاہتے ہین میدان جنگ سے نکل جائین مگر بادشاہ نے دیر دیر سے پلٹ کے دیکھا کہ وہ پتلہ سنگی غائب ہوگیا حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا جسکے پاس لوح تھی وہ غائب ہوگیا خواجہ بھی ایک گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین لیکن لشکر بادشاہ جہان فروکش ہی سب سردار بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ سرمست دیوانہ چہ بدست ہلاتا ہوا اندر آیا کہا یارو تم کو کچھ خبر ہی کہ آقاے سُرخ کہان ہین تم سب کو کیونکر چین پڑا مین نے تو آج کئی روز سے کھانا نہین کھایا جلد خبر منگواؤ شاید کہین جنگ ہو تو اُن کی مدد کو چلو کہ سامنے سے زنگ کی آواز آئی چالاک و برق آکر پہونچے پکار کر آواز دی کہ یارو بادشاہ مقام عنبر بار پہ پہونچ گئے چھ سات لاکھ ساحر سے بادشاہ جنگ کر رہے ہین مگر میثاق کوہ گردان مع شاہزادیون کے پہونچ گیا ہی ان سب نے جنگ کو بہت روکا ہی لاکھون ساحر قتل کیے ہین یہ سُنتے ہی سرمست دیوانہ پلٹا اپنی فوج مین آ کے آواز دی کہ ہان یارو تیار ہو آقا مقام عنبر بار پہ پہونچ گئے مغلوب ہو رہی ہی ابھی ابھی برق و چالاک نے خبر پہونچائی دیوانون کو تیار کر کے سب کے آگے آگے سرمست چلا زنجیرین ہلاتا ہوا چہ بدست کو گردش دیتا ہوا بارہ ہزار دیوانے پشت پر سب چیخین مارتے ہوے اور سردار بھی اپنی اپنی فوج لیکر چلے اُس وقت آ کر پہونچے کہ بادشاہ زخمی

تو ہوے ہین مگر اُسی حواس سے لڑ رہے ہین جبین گرمی جنگ ہی کہ اول سرمست دیوانہ آکر
گرا اور جملہ سردار چار لاکھ فوج سے آکر پہونچے لیکن عنبر بار نے جو دیکھا کہ فوج شاہی آگئی
کل سردار جانباز و سرفروش کہ جنکو جرأت کا جوش ہی وہ مصروف جنگ ہوے مگر دیوانے
نے لاکھون ساحر مارے جو بدستین اسکے ہمراہی ہلا رہے ہین جب چیخ مارتے ہین ساحران
دیوانون کی آواز سے گھبرا جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یاران دیوانون سے
خداوندلات و منات بچاوین مگر سرمست دیوانہ ایک طور سے جنگ کر رہا ہی جس
غول پر جا پڑا افسرون کو مارا فوجون کے پاؤن اُٹھا دیے ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ
بی عنبر باران دیوانون کو روکو یہ کسی کے روکے نہین رُکتے جس فوج پر جا پڑے
اُسے تہ و بالا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا عنبر بار جا دو غل مچا رہی ہی اور سحر میناکو
روکتی ہی ہر مرتبہ جھولی سے پتلے سحر کے نکال کر اُڑاتی ہی اور پکار کر آواز دیتی ہی
کہ ارے جزیرون مین خبر کرو وہ پہلوان جو خداوند کے معتقد ہین اُن سے کہو فوجین
لیکر آوین اور جنگ کو روکین اب طرز جنگ بگڑا جاتا ہی اُن پتلون نے جا کر آسمان سے
آوازین دین کہ ای بندگان جمشید ثانی اگر جی چاہے تو آکر شریک جنگ ہو کہ جزیرہ عنبر
معرض زوال مین ہی اگر ایسے وقت مین شریک جنگ ہو تو لوح کو ہاتھ سے طلسم کشا کے
بچالو ہر چند کہ قدرت نے بڑی کد و کوشش کی لیکن وہ عیار مکار بادشاہ کو ساتھ لیکر
دیر خداوندی مین پہونچ گیا جنگ ہو رہی ہی سہراب اژدر گیر کہ دو لاکھ فوج کا مالک
ہی اپنے جزیرے مین بیٹھا ہی یہ آواز سُن کر باہر نکل آیا دیکھا کہ آسمان سے آواز آتی ہی
اور پتلہ ہاے سحری غل مچاتے ہوے جاتے ہین سہراب اژدر گیر نے کل فوج کو تیار کیا
اور گینڈے پر سوار ہوا روا روی کرتا ہوا چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہی لشکر ساحران کے پیر اُٹھے جاتے ہین آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا دوسرے جزیرے
کا مالک ضعیفان زال رستم زاد یہ آواز سُن کر مع فوج کے سوار ہوا آکر شریک
جنگ ہوا اب ساحرون نے جو دیکھا کہ یہ پہلوان ہماری مدد کو آئے تو جم کر لڑنے لگے
نقیبون نے جو دیکھا کہ فوجین ملی ہوئی ہین مغلوبہ ہو رہی ہی آوازین لگانے لگے کہ ای

جوانان شیر دل اور ای ساحران سامری پرست یہ دنیا مقام گذرگاہ ہی ایک دن سب کو مرنا ضرور ہی جم کر لڑو نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار　　تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو　　ہو خبر ایسے ہین اگر قصر فریدون کے گذار

اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا　　جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار

رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرداروں مین　　عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام　　ارغنوان وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار

بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین　　کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ　　واہ ری تیری تنک ظرفی یہ این عز و وقار

جن پہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس　　آجکل وہ لب جو چغد کا ہی آشیانہ دار

گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے　　مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار

چیلین منڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سمت　　ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار

قصر کو جانے دو باشندون کو وانکے دیکھو　　تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت　　نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی　　کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ساحرون کو حوصلۂ جنگ ہوا بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے اور بڑھ بڑھ کر سحر کیے مٹھے ماش کے دانون کے جو مارے غیر ساحر سحر مین ان کے پھنسے گھوڑے رہروی سے رُکے اُس حال مین ساحرون نے اُن کو قتل کیا لیکن بادشاہ جمجاہ نے جو دور سے دیکھا کہ ساحرون نے غیر ساحرون کو تسخیر کر کے گھوڑون سے سوارون کو اُتار لیا چاہتے ہین کہ تلوارین مارین بادشاہ نے بڑھ کر لوح محفوظ کو گردش دی کہ سحر ساحرون کا باطل ہوا یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان گینڈے کو اُڑائے ہوئے آتا ہی آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم حسان شیر ہیران ای عنبر یار نہ گھبرانا مین سب کو مٹائے دیتا ہون دیکھیے تو کس طرح جنگ کرتا ہون یہ

جو آواز آئی میثاق کوہ گردان بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ ای حسان ما بدولت سے
مقابلہ کر تب رنگ جنگ معلوم ہو حسان نے گولہ میثاق کو مارا میثاق نے گولہ کاٹا
دو دو سحر آپس میں چلے تھے کہ حسان تلوار کھینچ کر دوڑا دور سے بہار اعجاز بیان نے
دیکھا کہ حسان طرف میثاق کے جاتا ہی گلدستہ مار دیا جیسے ہی گلدستہ پھٹا ہوا سے
سرو چلی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے چند طائر اُڑتے ہوئے قریب سر حسان آئے گرد سر
چرخ مارنے لگے ایک طائر نے چیخ ماری کہ منقار سے اُسکی شعلہ ہاے آتش نکلے وہ جل کر
خاک ہوا خاک اُسکی سر حسان پر گری حسان جھوم گیا آنکھیں سُرخ ہوئیں ملکہ بہار
سے پوچھنے لگا کہ کیوں ملکہ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤں مگر عنبر پارہ نے دور سے دیکھا کہ
بہار امعین و مددگار سحر پر سحر بہار ہوا چاہتا ہی ایک گولہ اُٹھا کر مارا کہ آسمان پر
جا کر پھٹا اسقدر شعلہ ہاے آتش نکلے کہ یا تو پھول برس رہے تھے یا سب پھول جل گئے
جب پھول جلے تو حسان کے ہوش درست ہوئے طرف بہار اعجاز بیان کے چلا
کہ سحر کروں انکا رنگ مٹاؤں اپنا رنگ جماؤں یہ سوچ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ماش
کے دانے نکالے پھینک مارے جیسے ہی وہ ماش کے دانے بلند ہوئے معلوم ہوتا تھا
طائر اُڑ رہے ہیں اُن طائروں نے گرد سر بہار آکر چرخ مارا بہار کے ہاتھ سے گلدستہ
چھوٹا زمین پر گرتے ہی گلدستے سے ایک شعلہ نکلا کہ گلدستے کو جلا کر خاک کیا وہ خاک
جو اُڑی روے بہار پر پڑی چہرہ اُداس ہوا جتنا زیور گل گلے میں پہنے ہوئے تھی وہ
سب مرجھا گیا جب بہار کا سب زیور بیکار ہوا تو عنبر پارہ نے سحر کیا صحرا سے ایک
زنگن پیدا ہوئی اُسنے آکر بہار کو سلام کیا کہا ای ملکہ عالم چلیے باغ پر بہار میں آپکی
طلب ہی بہار نے ارادہ کیا کہ میں ساتھ زنگن کے جاؤں میثاق نے جو دور سے
دیکھا گھبرا گیا اور پڑھ کر سحر کیا کہ صحرا سے ایک زنگی آیا اُسنے آکر زنگن کا ہاتھ تھام لیا
کہا بی بی چلو تمھاری نوکری کا حرج ہوتا ہی باغ میں میں اور تم مل کر پانی پہونچاؤں گا
ہوا گرم چل رہی ہی درخت خشک ہوے جاتے ہیں زنگن نے کہا چلیے جب وہ زنگن ساتھ
زنگی کے چلی تو عنبر پارہ نے پکارا کہ بُوا کس کام کو آئی تھیں خالی پلٹ چلیں اُس زنگن نے

کچھ جواب نہ دیا زنگی کے ساتھ ہنستی ہوئی چلی گئی میثاق نے قریب بہار آکر کہا کہ ای
ملکۂ عالم تم سحر کرتی ہو اور کا بھی تو سحر روکو اگر اس زنگن کے ساتھ جاتین تو نہین معلوم وہ
کس بلا مین پھنساتی مگر حسان نے جو میثاق کو دیکھا کہ بہار سے باتین کر رہا ہی تلوار
کھینچ کر دوڑا پکارتا ہوا کہ او دشمن لات و منات میری محبوبہ سے باتین کر رہا ہی بہار
نے پکار کر کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی مگر میثاق نے بہار کو منع کیا آپ حسان کا مقابلہ کیا
حسان نے ہاتھ تلوار کا مارا میثاق پر تلوارین برسنے لگین میثاق پر کچھ تاثیر نہوئی مگر
میثاق نے ایک تلوار کو دیکھا کہ بڑے زور و شور سے چمکتی ہوئی طرف سر کے آتی ہی
میثاق نے اپنی انگلی تراش کر قطرۂ خون اس تلوار پر پھینکا جیسے ہی قطرۂ خون میثاق
اس تلوار پر پڑا وہ تلوار چمکتی ہوئی طرف حسان کے چلی حسان نے بہت چاہا کہ اپنے
کو بچاؤن مگر نہ بچ سکا تلوار آکر سر پر پڑی ہر چند کہ حسان نے کئی سپرین حائل کین مگر
تلوار نے گر کر سپرین کاٹین اور حسان کے دو ٹکڑے کیے حسان کے مرتے ہی عنبر بار
گھبرائی پلٹ کر دیکھا کہ نصف لشکر کا خاتمہ ہو چکا ہی سوچی کہ اب شکست فاش ہوگی جلدی
سے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر شکست خوردہ کو لیکر پلٹی سعد شہریار بفتح و فیروزی پلٹے
سعد نے پکار کر کہا کہ ای عنبر بار بہتر اسی مین ہی کہ لوح طلسمی حوالے کر دو ورنہ ہم ضرور
حاصل کرین گے تمھین ضرر پہونچیگا عنبر بار نے جواب دیا کہ لوح طلسمی نہ ملیگی لوح ایسے
مقام پر ہی کہ جہان ہوا بھی نہین جا سکتی آپ نے دیر مین یہ سمجھ کر بلوہ کیا تھا کہ پتلۂ کلان
کے جسم مین لوح ہی دیکھا وہ پتلہ کیسا غائب ہو گیا اب ایسے مقام پر ہی کہ سوا میرے
کوئی وہان نہین جا سکتا خواجہ نے میثاق کو اشارہ کیا کہ تم لشکر لیکر اترو مین
بادشاہ کو لیکر قصر سیاہ مین جاتا ہون میثاق نے اشارہ کیا کہ بہت خوب خواجہ
نے اسی وقت سعد شہریار کو بیہوش کیا اور زنبیل مین رکھ لیا ایک کنیز کی شکل بنکر
عنبر بار کے ساتھ ہوے کنیز بھی وہ کہ جو مقرب عنبر بار ہی جب خواجہ قریب عنبر بار
کے آئے تو عنبر بار نے کہا کہ ای شگوفہ مین قصر سیاہ مین چلونگی تو بھی ساتھ چلنا
شگوفہ نقلی نے عرض کی واری مین آپ کے ساتھ ہون چل کر لوح کا انتظام کیجیے

اور مسلمانون سے پھر لڑائی پڑیگی کہ یہ لوگ اندر جزیرے کے آ گئے عنبر بار نے کہا کہ مجال ہی جو لوح پر نگاہ ڈال سکین شگوفہ نقلی نے جواب دیا حضور آپ کا انتظام ایسا ہی ہی آپ کے انتظام مین کون دخل دے سکتا ہی عنبر بار نے شگوفہ نقلی کا ہاتھ تھام لیا اپنی بارگاہ مین آئی جلسہ آراستہ کیا شگوفہ نے کہا واری اگر حکم ہو تو آج مین گاؤن خداوند تشریف لائے تھے ارشاد فرما گئے ہین کہ علم موسیقی مین تجکو کمال دیا یہ سُنکر عنبر بار کے کان کھڑے ہوے کہا ای شگوفہ مجھے تجھپر بدگمانی ہوتی ہی شگوفہ نقلی نے کہا واری مجھپر سحر کیجیے جس طرح منظور ہو امتحان کر لیجیے جب قصر سیاہ مین لے چلیے یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

خط سے جوبن پر عذار یار ہی ٭ واہ کیا آئینہ جوہر دار ہی ٭
مستعد جان بخشیون پر یار ہی ٭ گر یہ سچ ہی تو عجب پیکار ہی
آستین سے پوچھیگا کا ہیکو اشک ٭ ابتو منھ پر زخم دامن دار ہی
ناز سے وہ گل جو ٹھکرا تا نہین ٭ کیا ہمارا جسم لاغر خار ہی ٭
کیا کہون مین کیا ہی قاتل کی نگاہ ٭ تیر ہی برچھی نیشتر تلوار ہی ٭
سچ تو ہی عشق بتان ہی کفر زا ٭ ہر رگِ تن رشتۂ زنار ہی
شکل نرگس مین ہمہ تن چشم ہون ٭ ہر مو کیا حسرتِ دیدار ہی
خط سبز اپنا دکھا زخمی ہون مین ٭ احتیاج مرہم زنگار ہی ٭
بھیڑ او یوسف خریدارو نکی ہی ٭ تیرا کوچہ مصر کا بازار ہی ٭
دانت پر قاتل لگا یا کیا اسے ٭ تیغ ابری ابر گوہر بار ہی ٭
جا کے سطوت کربلا مین موت آئے ٭ اب دعا خالق سے یہ ہر بار ہی

یہ اشعار گا کر عنبر بار کو خوب راضی کیا عنبر بار نے ہاتھ تھام کر قریب پہلو مین بٹھا لیا کہا ای شگوفہ اب قدرت تجکو اپنا معشوق بنائین گے اور تجھپر نگاہ مہر ہوئی اور مرتبہ بھی تیرا اعلی ہوگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا چلو لوح کا انتظام کرین شگوفہ نقلی کو ساتھ لیکر عنبر بار اُٹھی بیرون بارگاہ آئی سامنے ایک قصر تھا کہا ای شگوفہ یہی قصر سیاہ ہی

چلو چل کر دیکھین سنگی پتلے پر کیا گذری اُس مکان کا آکر دروازہ کھولا اسقدر اندھیرا تھا کہ
کچھ معلوم نہ ہوتا تھا شگوفہ نے گھبرا کر کہا کہ واری یہان تو کچھ سوجھتا نہین عنبر یار نے کہا کہ
یہ قصر سیاہ ہی دیکھو مین ابھی روشنی کرتی ہون یہ کہکر عنبر یار نے ہاتھ ہلایا شعلے چمکنے لگے
خواجہ نے دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہی اُسپر وہ پتلہ بیٹھا ہی سب بدن مثل برق کے چمک رہا
ہی عنبر یار نے کہا کہ ای تصویر قدرت کیون ملول و حزین ہو پتلے نے کہا کہ ای عنبر یار آج
مجکو معلوم ہوتا ہی کہ میری قضا ہی عنبر یار نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ یہان کوئی
نہین آسکتا پھر کون تجکو قتل کریگا پتلے کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای عنبر یا
اسی غرور سے قدرت تباہ پھر رہے ہین دیکھو تمکو آگاہ کرتا ہون بادشاہ لشکر اسلام اسی
قصر مین موجود ہین اب تو خواجہ گھبرائے فرمایا ای عنبر یار دیکھو تلاش کر لو سوائے میرے
اور آپ کے اس مقام پر کون آیا عنبر یار نے پھر چہار جانب دیکھا سوائے شگوفہ کے
اور کوئی اُس مقام پر نہ تھا عنبر یار نے کہا کہ ای تصویر ساحری یہان کوئی نہین ہی تم
با اطمینان رہو گھبراؤ نہین مین اور تدبیر کرتی ہون خواجہ سوچ رہے ہین کہ ای عمرو
اب مین کیا کرون کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے جزیرے مین آگ لگ گئی عنبر یار نے تو رُخ
طرف جزیرے کے کیا خواجہ نے اتنے عرصے مین سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا بادشاہ
نے اُسی سنگی پتلے کو بالائے تخت زبرجدی دیکھا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ
شہنشاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ منہ صف شکن شیر دل
نوجوان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭ نعرۂ شاہ کی صدا سُنکر پتلے نے قصد کیا کہ پھر
نکل جاؤن خواجہ نے جھپٹ کر پاؤن پتلے کا تھام لیا پتلہ خاموش بیٹھا رہا کہ بادشاہ
نے پلٹ کر پتلے پر ہاتھ مارا پتلے نے سر آگے کر دیا تلوار جو بادشاہ کی پڑی پتلے کو خوب
کاٹتا تا بہ جگرگاہ جب تلوار پہونچی تو سینے کے مقام پر دیکھا کہ ایک تختی لٹک رہی ہی اور
وہ مثل برق چمک رہی ہی خواجہ نے کہا کہ ای شہریار لوح ہاتھ ڈال کر نکال لیجیے
بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ لوح کو لوٹ پتلے نے ہاتھ ہٹا دیا عنبر یار نے جو ہنگامہ
دیکھا کہ بادشاہ نے پتلے کو تا بہ سینہ قلم کیا اور لوح معلوم ہونے لگی بادشاہ قصد کرتے ہین

کہ لوح کو لیلون پتلہ ہاتھ سے ہٹا دیتا ہی عنبر یار نے نکل کر ایک چیخ ماری کہ ای اہل فوج
جلد آؤ بادشاہ سے لوح کا سامنا ہی اب نہ آؤ گے تو کب آؤ گے تین لاکھ ساحر دوڑ پڑے
آکر قصر کو گھیر لیا عنبر یار بھی سحر کر رہی ہی بادشاہ اسلام قریب تخت کھڑے ہین ہر مرتبہ ہاتھ
بڑھاتے ہین مگر لوح پر ہاتھ نہین پڑتا کہ پہلو سے قصر سے ایک دیو لحیم و شحیم چوبدست
آہنی کو چرخ دیتا ہوا ظاہر ہوا اور آواز دی کہ ای سعد شہریار منم کیوس آدمخوار
عمرو نے پکار کر کہا کہ ای شہریار اپنے کو بچائیے یہ دیو بڑا زبردست معلوم ہوتا ہی اُس
دیو نے قریب آکر چوبدست لگائی بادشاہ نے کلہ چوبدست تھام لیا کشاکش ہونے لگی
بادشاہ چاہتے ہین چوبدست چھین لون مگر وہ دیو چوبدست نہین چھوڑتا جب بادشاہ
طرف دیو کے متوجہ ہوے سنگی پتلے نے چاہا کہ مین نکل جاؤن خواجہ اُسکی ٹانگ
پکڑے ہوے ہین کہ بادشاہ نے اُس چوبدست کو چھین لیا دیو نے خنگل مارا بادشاہ نے
کلائی تھام کر ایک گھونسہ مارا کہ دیو کا سر چٹ گیا مرنے سے دیو کے پتلہ مضمحل ہوا
بادشاہ دیو کو مار کر طرف پتلے کے متوجہ ہوے پھر ہاتھ مارا پتلے نے پکار کر کہا کہ ای
عنبر یار لوح جاتی ہی میرے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین عنبر یار نے بہت سے سحر
کیے کئی شیر قریب بادشاہ کے آئے اور ہاتھ سے بادشاہ کے مارے گئے عنبر یار
بھی چاہتی ہی کہ لوح کو بچاؤن مگر لوح نہین بچ سکتی بادشاہ نے سحر دفع کر کے پھر
ہاتھ مارا ابکی مرتبہ ہاتھ تختی پر پڑا ایک آواز آئی کہ ای عنبر یار غضب ہوا لوح بادشاہ
کو مل گئی اب کیون کد و کوشش کرتی ہی یہ آواز سُنکر عنبر یار خاموش ہو رہی لیکن
بیرون قصر تلوار چل رہی ہی لشکر نے قصد کیا تھا کہ قصر مین جاکر بادشاہ پر بلوہ کرین
میثاق کوہ گرد ان نے آکر لشکر کو روکا مگر بادشاہ لوح گلے مین ڈالکر بیرون قصر
چلے خواجہ عمرو بھی حقہ آتشبازی مارتے ہوے نکلے عنبر یار نے دیکھا کہ بادشاہ حمجا
لوح پہنے ہوے نکلے نکلتے ہی مصروف جنگ ہوے مگر عنبر یار ملول و حزین دیکھ رہی ہی
کہتی ہی غضب ہوا لوح سعد کو مل گئی ساتھ والون سے کہتی ہی مین نے کیا کیا تدبیر کی
مگر کچھ نہ بن پڑا اسار یان زرادے نے وہ تدبیر کی کہ بادشاہ کو قصر سیاہ مین پہونچا دیا

اور بادشاہ نے لوح حاصل کر لی لیکن بادشاہ جو باہر نکلے گھمسان کی جنگ ہونے لگی
عنبر بار کے کان میں آواز آئی کہ ای عنبر بار اپنی جان بچاؤ عنبر بار نے جو یہ آواز سنی
افسرون سے اشارہ کیا کہ متفرق ہو جاؤ افسرون نے جو اشارۂ عنبر بار پایا آپس میں
صلاح کر کے منتشر ہونے لگے کوئی طرف جزیرے کے بھاگا کوئی طرف صحرا کے چلا عنبر بار
نے دیکھا کہ افسر تو سب بھاگ گئے اب مطمئن ہوئی چاہا نکل جاؤن اپنے تئین زمین پر
گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے اُڑی چاہا بلند ہو کر نکل جاؤن میثاق نے آواز دی کہ ای
شہریار عنبر بار جاتی ہی ہر چند کہ اب کوئی آپ کا کچھ کر نہین سکتا لیکن اگر نکل گئی تو
فساد بڑھیگا اور حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتار کر
لوح سے تیر کو مس کیا اور اسم حاشیہ دم کر کے تیر مارا تیر نے خطانہ کی سینہ پر کینہ عنبر بار
پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذر گیا لاشۂ عنبر بار گرا آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری
ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنبر بار جادو بود خواجہ نے
جو جزیرے کو خالی دیکھا ڈھونڈھتے ہوئے خزانے پر پہونچے خزانے پر کئی ہزار ساحرون
کا پہرا ہی عمرو نے چوبدار کی صورت بن کر اُن کو حکم پہونچایا کہ ملکہ عنبر بار تو خدمت
خداوند مین گئین تم کو حکم دیا ہی کہ اپنی جان بچا کر نکل جاؤ صحرا مین جا کر ٹھہرو خداوند
کی طرف سے مدد آئیگی خواہ پہلوان خواہ ساحر انھین کے ساتھ تم بھی آنا سب یہ سُن کر
طرف صحرا کے بھاگے عمرو نے اندر آ کے دیکھا کہ توڑے چنے ہوئے ہین صندوقچے جواہر
کے برابر برابر رکھے ہین تمہارے خسروی سونے چاندی کے جا بجا رکھے ہین ہر ایک پر
یہی لکھا ہی کہ این مال بادشاہ اسلام است عمرو نے چاہا کہ جال مارون بادشاہ ظفر
بارگاہ کے جاتے تھے کہ میثاق نے خبر دی کہ حضور یہ سامنے خزانہ ہی بادشاہ جو اندر
آئے دیکھا خواجہ کھڑے ہین اور جال مارا چاہتے ہین کہا کیون خواجہ یہ روپیہ سب
تمہارے ہی حصے کا ہی یہ جو سپاہی لڑے ان کو بھی کچھ ملیگا یا نہ ملیگا بادشاہ جمجاہ نے
میثاق کوہ گردان کو اُس مقام پر مقرر کیا کہ دسوان حصہ خواجہ کو دینا اور باقی
داخل خزانۂ شاہی کرو بادشاہ تو یہ کہہ کر چلے گئے خواجہ نے میثاق کو دم دیا کہ ای

میثاق ذرا باہر چلو جیسے ہی میثاق باہر آیا خواجہ نے کہا کہ دیکھو صحرا سے گرد اُڑی ہے
کوئی ساحر براے مدد کفار آتا ہے میثاق نے پلٹ کر دیکھا حقیقت مین گرد عظیم بلند ہوئی
ہے ایک ساحر تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار ساحر پشت پر اسی جانب آتا ہے میثاق نے
ہرکارون کو اشارہ کیا کہ خبر تو لو اس ساحر کا کیا نام ہے ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے
خبر لیکر آئے عرض کی کہ اس ساحر کا نام سلطان تخت سوار ہے براے مدد عنبر بار آیا تھا
مگر اُسکو بھی خبر مل گئی کہ عنبر بار واصل جہنم ہوئی میثاق تو اس کام مین مصروف ہوا اس
عرصے مین خواجہ نے سب خزانہ جال مار کر نذر زنبیل کیا اور خزانے سے نکل آئے میثاق نام
ساحر دریافت کر کے پلٹا ارادہ ہوا کہ خزانے کا انتظام کرے دن خزانے مین آکر دیکھا کہ مال
کی قسم سے ایک حبہ نہین ہے بیقرار ہو کر دوڑا خواجہ کا دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
خدمت خزانہ مجکو سپرد ہوئی تھی مین شہریار کو کیا جواب دونگا خواجہ نے کہا کہ ای میثاق
حقیقت مین تم بڑے جانباز و سرفروش ہو تمنے بڑے اہتمام کیے تمھاری ذات سے لڑائی
فتح ہوئی میثاق نے کہا کہ خواجہ جواب دو خزانہ کیا ہوا عمرو نے کہا کہ مین نہین جانتا مین نے
جاکر جو تلاش کیا تو کوئی روپیہ خزانے مین نہ تھا خمہاے خسروی مین کوڑیان بھری تھین اُن کو
پھنکوا دیا ہر چند میثاق نے خواجہ پر زور ڈالا مگر خواجہ کب قبول کرتے ہین آخر جھلا کر میثاق
نے کہا وہ خمین تو دیجیے عمرو نے کہا کہ اُن کو زنبیل مین رکھ لیا اب اُنکا نکالنا دشوار
ہے جب کوئی خزانہ ممکن ہوگا تو ظروف بھی ممکن کیے جاوینگے کہ بادشاہ تشریف لائے پوچھا کہ
کیا تکرار ہے میثاق نے تمام کیفیت عرض کی بادشاہ نے فرمایا چھوٹے دادا جان آپ
خزانہ نہین چھوڑ نے عمرو نے کہا مین قرضدار تھا مہاجن کے آدمی ساتھ تھے اُنھون نے
تقاضا کیا مین نے دیکھا کہ بادشاہ جہجاہ زیادہ مجھے نہ ستاوینگے قرضے مین سب خزانہ
دے دیا صرف چھ ماہ کا سود پہونچا ہے اور مین اقرار کرتا ہون کہ آیندہ جو دستیاب ہو تو
میرے حصے مین سے مجرا کر کے باقی ماندہ مجکو مرحمت کر دیجیے گا مجھے کچھ عذر نہ ہوگا بادشاہ
نے ہنس کر جواب دیا بجا اب اسقدر آپکا حصہ ہوگا کہ اسوقت کی بھی رقم مجرا ہو اور باقی
آپکو مل جائے بس چھوٹے دادا جان زیادہ باتین نہ بنائیے خزانہ نکالیے زیادہ بہتر نہیست

کہ چہارم آپ لے لیجیے اور باقی ان غازیون کا حق ہی کہ جو راہ خدا مین جہاد کرتے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ بیٹا کیا تمھاری بچے پنے کی باتین ہین بھلا کبھی ایسے مال کو مین زنبیل مین رکھتا ہون وہ مین نے مہاجنون کو دے دیا سواے اس کام کے اور کسی کام کے لائق وہ روپیہ نہ تھا بقول شخصیکہ مال حرام بود بجاے حرام رفت ۔ اور وہ خزانہ تمھارے لائق نہ تھا بادشاہ سر جھکا کر بارگاہ مین گئے خواجہ بھی ساتھ آئے کمبشاق وغیرہ آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین کہ اب حضور براے فتح مرحلہ جات جاوین مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی بارگاہ مین بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ عنبر بار سے مقابلہ ہی سلطان سوار بھی سر آمد گیا ہی کہ چند سردار بھاگے ہوے آئے کلاہین دے ماریں عرض کی کہ یا خداوند عنبر بار نے بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا عمرو عیار نے بادشاہ کو قصر سیاہ مین پہونچا دیا عنبر بار نے مجبور ہو کر جان دی سب شاہزادیان رونے لگین جمشید نے کہا کہ صاحبو کیون گھبرا رہی ہو مین تدبیر کر چکا ہون کہ طلسم نہ فتح ہوگا اُن ساحرون کو روانہ کرون کہ لوح طلسمی چھین لاوین اور بادشاہ کو گرفتار کرین یہ کہکر حکم دیا کہ ایک نامہ لکھو موسیقار جادو کو کہ وہ جاکر بادشاہ سے مقابلہ کرے نامہ دار تیار ہوا نامہ لکھا گیا نامے کو لیکر نامہ دار چلا اُدھر سے بادشاہ کا یہ ارادہ ہی کہ مین مرحلہ جات پر جاؤن کہ لوح طلسمی حاصل ہو چکی

دو کلمہ داستان حسرت بیان بادشاہ جمجاہ کا جانا براے فتح مرحلہ جات و حال تباہی لشکر از دست موسیقار جادو و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام جم سے وہ مل
کہ آخر یہ دنیا ہی خواب و خیال
کہ آخر کا احوال ظاہر ہوا
کہ لاشہ اُٹھانا بصد کرّ و فر
تہی دست جاتا ہون مین شہر سے
کہ دنیاے دون ہی خیال اور خواب

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
شہنشاہ اسکندر نامور
مآل زمانہ سے ماہر ہوا
کفن سے مرے ہاتھ ظاہر رہین
کہ مین لیچلا حسرتین دہر سے
تہی دست آئے تہی ہاتھ ہی

کسی کے تو آ کام فرخندہ حال
رہا گردش چرخ سے بے خبر
دیا حکم بر وقت عزم سفر
عقیل و فہیم اس سے ماہر رہین
یہ دیکھین خردمند والا جناب
فقط حسرت دہر ہی ساتھ ہی

نہ کچھ لیکے آئے نہ کچھ لیچلے
مری نذر کا کھانا دیکھو وہان
کیا ماں نے آخر یہی انتظام
کیا موت نے آکے خالی مکان
کئی روز تک ماں پھری دردناک
دکھائے یہ رنج و الم فوت نے
نہ کچھ زور آخر کو اُن کا چلا
نہ شوکت نہ دولت وہ ہمراہ تھی
نہ آرام پایا کسی نے یہان
پلا مجکو صہبائے الفت کا جام

فقط عدل و انصاف ہی دے چلے
کہ جس گھر مین آئی نہو موت کبھی
نہ نکلا وصیت سے آخر وہ کام
بزرگان ذی ہوش جتنے کہ تھے
اُڑا ئی تھی سر پہ مصیبت مین خاک
سلیمان ذیجاہ و الاحشم +
عدم کو گئے غم مین ہو مبتلا
کیے موت نے گھر کے گھر بے نشان
ہوے لیکے حسرت یکایک روان
سُناؤن تجھے داستان جلیل

کہاں ماں سے اے مادر مہربان +
ہوا ہو نہ کوئی وہان فوت کبھی
یہ کہتے تھے رو رو کے اہل جہان
ہمین چھوڑ کر یاں سے راہی ہوے
یہ انجام آخر کیا موت نے +
کیے اُن پہ خالق نے کیا کیا کرم
چھُٹی سلطنت اور تاج شہی
ہے دنیائے دون عبرت مومنان
تو اے ساقی بے خبر لالہ فام
جو ہو نشہ ہی بھی میرا کفیل +

چہرہ رہروان منازل جرأت و طی کنندگان مراحل ہمت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین شہر مصنف مرصع نگاران جادو رقم + یہ لکھتے ہین احوال با رنج و غم + کہ جمشید نے جس نامہ دار کو بھیجا تھا وہ نامہ دار راہ کو طی کرتا ہوا چلا ایک صحراے ویران مین پہونچا دشت ویران مین خاک اُڑ رہی تھی بونڈے جو گرد کے بلند ہوے تو نامہ دار گھبرایا حیران تھا کہ اس صحرا سے کیونکر گذرونگا اسی حیرانی مین کھڑا تھا کہ گوشۂ صحرا سے گرد اُٹھی ایک تخت یاقوت احمر نہایت آراستہ پیدا ہوا تین چار لاکھ ساحر پشت پر نوبت و نقارے بجتے ہوے جو ساحرہ کہ تخت پر سوار ہے تاج مرصع سر پر رکھے ہوے تخت پر سوار رو پیہ لٹاتی ہوئی قریب سے اس نامہ دار کے گذری نامہ دار نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم غلام حیران و پریشان ہے ایک نشان مجکو بتادیجیے تو بڑا احسان ہے کہ ملکہ موسیقار جادو کا کون سا قصر ہے کہان تشریف رکھتی ہین مین نامہ دار خداوند ہون اُس ساحرہ نے سواری روکی کہا اے نامہ دار موسیقار میرا ہی نام ہے بتا آج براے سیر نکلی تھی بڑی بات ہوئی کہ تم سے ملگئی ورنہ مہینون اس دشت مین حیران رہتے اور مجکو نہ پاتے یہ اتفاق کی بات ہے کہ بیٹھے بیٹھے میرا دل گھبرایا براے سیر نکل آئی نامہ دار نے کہا کہ اے ملکہ موسیقار بڑا غضب ہو گیا کہ طلسم کشا نے لوح پائی اب وہ مرحلہ جاتتہ

رہی

جادوین گے موسیقار نے ہنس کر کہا کیا تاب و طاقت ہے کہ ایک قدم بھی وہان سے بڑھا سکین
لوح چھین لونگی طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی قدرت سے کہنا مطمئن رہین مین
اب اُنھین کے مقابلے کو جاتی ہون بادشاہ کو گرفتار کرکے لاتی ہون مگر اے نامہ دار
جواب تو مین نے تمھکو زبانی دیدیا اور طرف بادشاہ کے جاتی ہون جاکر جنگ اُن سے
آغاز کرون رنگ شعبدہ دکھاؤن مگر تم آنکھین بند کرلو اور نام خداوند زبان پر لو پھر
جو آنکھین کھولو گے تو اپنے کو راہ پر پاؤ گے اگر خداوند میری خواہش کرین تو مین دربار مین
آؤنگی جو کچھ انتظام منظور ہے وہ عرض کرونگی نامہ دار نے آنکھین بند کرلین بعد تھوڑی دیر
کے جو آنکھین کھولین اپنے کو سرِ راہ پایا حیران تھا کہ یہان مجھکو کون پہونچا گیا غرضکہ
قصر ہفت رنگ مین بخدمت جمشید ثانی آیا تمام احوال موسیقار بیان کیا جمشید نے
کہا کیون صاحب جو تمنے سُنا جس دن موسیقار جائیگی لشکر مسلمانان مین تباہی پڑجائیگی
اُسنے کہلا بھیجا ہے کہ جاکر قیامت برپا کردونگی اور لوح کو میرے پاس کیون نہ بھیجا مین اُس
حفاظت سے رکھتی کہ ہوا بھی نہ جاسکتی پھر جمشید نے کہا ایسے ایسے جادوگر میری عملداری
مین بہت ہین ایسے ساحرون کو روانہ کرون کہ دم لینا مشکل کردین قدم نہ اُٹھا سکین
لوح طلسمی چھین لیوین گے طلسم کشا کو شکست دین گے اسطرح کے سحر کرین گے کہ زمین کانپ جائے
اُن ساحرون کا کوئی ہمسر نہین ہے یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی علم ہائے زرنگاری کے
پھریرے کھلے ہوئے نشان لشکر دیکھکر جمشید نے کہا لو ملکہ موسیقار آتی ہین آمد موسیقار
دیکھکر سب ساحرون کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحر گئے اور موسیقار کو سامنے لیکر
آئے جمشید نے پوچھا اے موسیقار تم نے حال سُنا کہ لوح طلسم کشا کو مل گئی موسیقار نے
کہا کچھ پروا نہین مین لوح حاصل کرلونگی جمشید سے کہا کہ یا خداوند آپ مطمئن رہیے اور
قصر ہفت رنگ مین بیٹھ کر عیش فرمائیے مین سب مقدمات سمجھ لونگی ایک فرمان مجھکو
مرحمت ہو کہ مین جسکو طلب کرون وہ میری مدد کو آئے مین اُن سب کو لڑوا دونگی جمشید نے
ایک فرمان لکھوا کر موسیقار کو دیا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ کل ساحران مرحلہ جات و حکام
ملک کو مناسب ہے کہ موسیقار جسکو بُلائے وہ فوراً برائے انتظام آئے اور حسبِ حکم گزاری

ہین موسیقار کی مصروف ہو موسیقار کو قدرت نے نائب اپنا قرار دیا ہی جو اُس کے حکم
سے گردن تابی کریگا وہ مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا یہ فرمان موسیقار کو دیا موسیقار نے
وہ فرمان لیکر جھولی مین رکھا پھر تخت پر سوار ہوئی نوبت و نقارہ بجاتی ہوئی چلی سعد شہریار
نے صلاح کی ہی کہ ای میثاق والا تبار ہم تو ہمارے فتاحی مرحلہ جات جاتے ہین لشکر سے
ہوشیار رہنا میثاق نے کہا کہ حضور مطمئن رہین اسپہ ساحر لی پر ذ آدین گے کیا عجب ہی
کہ لشکر کو تباہ کرین بادشاہ نے فرمایا مجبوری ہی اگر مرحلہ جات نہ فتح ہونگے تو فتح طلسم ناقص
رہیگی بادشاہ آمادہ ہوے اور لوح کو بھی ملاحظہ فرمایا لوح مین بھی حکم نکلا کہ ای فتاح طلسم و
ای سیار این عجائبات جب خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو تو مناسب ہی کہ تحصیل
تمام اپنے کو مرحلہ جات پہ پہونچاؤ جب تک مرحلے فتح نہ ہونگے فتاحی طلسم ناقص رہیگی اسی
ضمن مین جمشید سے بھی مقابلہ پڑیگا شب بھر جلسہ آراستہ رہا تمام سرداران نامی جانے سے
بادشاہ کے مکدر ہو رہے ہین اور شہزادیان بے صبر و پریشان ہین کہ کل بادشاہ مرحلہ جات
پر تشریف لیجاوینگے ہم لوگون کو کس طرح قرار آئیگا بادشاہ نے بھی محبت فرمایا ہین
اپنے کو جلد پہونچاؤنگا مجکو بھی آپ لوگون کی جدائی شاق ہی جو مرحلہ فتح ہوگا مین تم
لوگون کو خبر دونگا رات بھر یہی انتظام رہا صبح کو بادشاہ نے سلاح جسم پر آراستہ کیے
تیغ سکندری ہاتھ مین لیا سپر پشت پہ قرولی کمر سے لگی ہوئی خنجر زیب ناف اس کروفر
سے بادشاہ تیار ہوکر جب چلے سب شاہزادیان ہمراہ ہوئین لیکن باموے پریشان
آئینہ رخسار پر غبار ہر ایک نالان و اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے بادشاہ
ہمارے فتاحی مرحلہ جات جاتے ہین خدا بخیر و خوبی ہم سب کو پھر اُنسے ملائے بادشاہ سب سے
رخصت ہوے منظور پر سوار ہون کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی سنتے دیکھا
کہ ملکہ موسیقار چہار دہ تخت پر سوار با لشکر گران آکر پہونچی بادشاہ نے اسپر بھی ارادہ
کیا کہ مین جاؤن پھر صحرا سے گرد اُڑی اقلیم کوہکن نامے پہلوان گینڈے پر سوار پشت
پر فوج جرار جیسے ہی اقلیم آکر پہونچا اور لشکر موسیقار سے ملحق ہوا موسیقار اسکو
پیشوا کنندہ تمام اپنی بارگاہ مین لائی مقام صدر پہ جگہ دی جام شراب لبریز کرکے حاضر کیا

جب اقلیمی نے جام پیا تو جھومنے لگا اور طرف موسیقار کے متوجہ ہوا کہا اے مقبول بارگاہ
خداوند کس طور سے مقابلہ ہوگا سحر کی لڑائی منظور ہی یا پہلوانی کی لڑائی ہوگی موسیقار
نے کہا آپ سب صاحب خاموش رہین مین سمجھ لونگی کیا اس لڑائی کی کچھ حقیقت سمجھتی ہون آپ
لوگ بیٹھکر عیش کرین دیکھا جائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی اور فکر مین چلی یہان بادشاہ عجباہ
آمد موسیقار دیکھکر رک گئے داخل بارگاہ ہوے سب سردار جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ یہ
ساحرہ بڑی زبردست ہی بہار اعجاز بیان نے کہا کہ انشاء اللہ اسکو دیوانہ کر کے
مارین گے دو گھڑی دن چڑھا ہی دربار جمع ہی کہ دزنہ گہ سالار نے آکر فرد سُرخ خدمت شاہ
مین حاضر کی بادشاہ نے ملاحظہ فرماکر فرمایا کہ یارو مین تم سب کا خدمتگزار ہون آج شب کو
مین طلایہ دونگا میثاق و بہار نے عرض کی کہ یہ خدمت ہم لوگون کے سپرد ہو بادشاہ
نے فرمایا یارو تم سب میرے معین و مددگار ہو مگر یہ کام آج میرے واسطے ہی یہ فرماکر
فیروزہ کو حکم دیا کہ اے برادر انتظام کرو آج شب کو طلایہ ہم دینگے فیروزہ بن عمرو
نے عرض کی غلام سب انتظام کر آیا شام کو بادشاہ سوار ہوے بازارون مین آکے
جابجا انتظام کیا جیسے ہی بازارون سے نکلے ملاحظہ کیا کہ سامنے لشکر کفار اُترا ہی
اُدھر اپنے لشکر مین موسیقار کھڑی ہوئی انتظام کر رہی ہی کہ ہرکارون نے کہا مجکو بادشاہ
کی خبر پہونچاؤ کہ وہ کیا کر رہے ہین یہ سُن کر ہرکارے بھاگے یہان بادشاہ کنارے
پر اپنے لشکر کے کھڑے لشکر دشمن کو دیکھ رہے ہین کہ لشکر دشمن مثل مور و ملخ اُترا ہوا
ہی اور افسران لشکر ٹہل رہے ہین ہرکارون نے جاکر موسیقار سے خبر کی کہ بادشاہ
بر سر طلایہ ہین موسیقار نے لشکر سے علحدگی کی خدمت مین شاہ کی چلی مگر میثاق
کہ عاشق جمال شہریار ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ بادشاہ کو آفت سے بچاؤن
اور دشمن کو اُنکے قریب نہ آنے دون بارگاہ سے نکلا تلاش مین بادشاہ کی چلا یہان
فیروزہ بن عمرو بازارون مین پھرتا ہوا آتا تھا کہ موسیقار نے لوگون سے پوچھا کہ یہ
شاطر کون ہی کسی نے کہدیا کہ یہ شاطر بادشاہ ہی فیروزہ بن عمرو نام ہی موسیقار نے
فیروزہ کو بیہوش کیا اور اُسی کی شکل بن کر چلی قریب بادشاہ آئی بادشاہ نے پوچھا کہ اے

فیروزہ کہان سے آتے ہو موسیقار نے گھبرا کر کہا کہ مین بازار کے انتظام مین تھا بادشاہ کو تردد ہوا کہ آج فیروزہ کو کیا ہو گیا کہ میثاق کوہ گردان آیا بادشاہ نے میثاق سے کہا کہ ای میثاق ذرا خیال کر کے دیکھو تو فیروزہ گھبرایا ہوا ہی میثاق نے بلا کر پوچھا کہ ای فیروزہ بازار مین کون کون دوکاندار ہین فیروزہ نقلی نے گھبرا کر کہا کہ مین بازار مین نہین گیا بس میثاق نے خیال کر کے انگلیون پر شمار کیا سمجھ گیا کہ یہ موسیقار ہی للکار آواز دی کہ او مکارہ سامنے سے ہٹ جا مکر کرنے آئی ہی یہ کہکر سحر کیا موسیقار نے سحر کو دفع کر دیا او پیچھے ہٹی میثاق نے تعاقب کیا تھوڑی دور پہ جا کر موسیقار نے خنجر کمر سے نکالا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ خنجر چمک کر میثاق پر گرا شانہ زخمی ہوا میثاق چرخ کھا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا موسیقار نے چاہا کہ میثاق کو اٹھا لون بادشاہ نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او لکا تا خبردار میثاق کو نہ اٹھانا اور لوح جمکائی لوح کی چمک سے موسیقار بھاگی بادشاہ نے قریب میثاق آکر لوح کا عکس ڈالا تب میثاق نے عرض کی کہ ای شہریار طریق سے معلوم ہوا کہ موسیقار آپ کی فکر مین ہی لہذا مین حضور کے ساتھ رہونگا میثاق کو ساتھ لیکر بادشاہ پھرتے ہوے اس مقام پہ گئے کہ جہان فیروزہ بیہوش پڑا ہوا تھا مبتلاے سحر موسیقار تھا میثاق نے اسکو بھی ہوشیار کیا فیروزہ سے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای میثاق تم تامل کرو اگر بنتا ہی تو مین جا کر موسیقار کو لاتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہوا طرف لشکر موسیقار کے چلا موسیقار گھبرائی ہوئی بارگاہ مین آئی سردارون نے پوچھا ملکہ عالم کہان سے آتی ہو اسنے گھبرا کر کہا کہ بادشاہ کو لینے گئی تھی مگر وہان بڑا انتظام ہی میثاق کوہ گردان وزیر اعظم خداوند ہر وقت شاہ کی حفاظت مین رہتا ہی علم نجوم مین کامل ہی مین نے ابھی بادشاہ کو لے لیا ہوتا مگر میثاق نے آکر بچا لیا سب سردار کہ رہے ہین حضور بڑے بڑے ساحر آ کیا کیا انتظام کیے مگر کچھ نہ ہو سکا موسیقار نے کہا تم لوگ دیکھنا اس تکلف سے بادشاہ کو لاؤن کہ تم سب حیران ہو جاؤ اور قیدی کو اسی وقت بخدمت خداوند روانہ کرون

قتل کا اُن کو اختیار ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی دروازہ پر ایک جادوگر حاضر ہی نامہ
خداوند لایا ہی امیدوار باریابی ہی موسیقار گھبرا گئی سوچی کہ یہ کیا معرکہ ہی ابھی مین ملکر
آئی ہون اور ابھی نامہ دار آگیا چوبدار سے کہا نامہ دار کو بُلا لو فیروزہ سامنے آیا جُھک کر
سلام کیا موسیقار نے پوچھا کہ کیون نامہ دار صاحب کیا فکر ہی نامہ دار نے نامہ نکال کر
دیا موسیقار نے پڑھا اُس مین مرقوم تھا کہ اے موسیقار مقام افسوس ہی تم برائے گرفتاری
شاہ گئی تھین مگر میثاق نے تمھارا رنگ مٹایا لہذا یہ ساحر آتا ہی کہ سحر تمکو تعلیم کریگا وہ
سحر کر کے جاؤگی تو بادشاہ کو گرفتار کر لوگی موسیقار نے کہا کہ اے نامہ دار وہ سحر کونسا ہی
نامہ دار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور مین نام سحر کا تو نہین جانتا کہ اُس سحر کا کیا نام ہی مگر
ایک انگیٹھی مین آگ سلگائیے مین لوبان ڈالون آتش پری آگ سے پیدا ہوگی وہ تعلیم
کریگی مجھسے تو یہ فرما دیا ہی کہ تم ہمارا نام لیکر یہ لوبان ایک انگیٹھی مین سامنے موسیقار
کے ڈال دینا موسیقار نے ہنس کر کہا کہ ایسا تو کوئی سحر نہین ہی نامہ دار نے کہا کہ مین
ابھی انگیٹھی لاتا ہون آتش پری نکل کر سب کیفیت ظاہر کریگی یہ کہکر فیروزہ باہر آیا
تیور تو موسیقار کے دیکھ چکا ہی باہر نکلکر بھاگا سوچتا ہوا جاتا ہی کہ اس وقت مکر نہ چلیگا ایسا
نہو مجھپر سحر کر دے کہ مین دیوانہ ہو جاؤن جب فیروزہ نکل گیا تو موسیقار نے کہا کہ دیکھو
یارو نامہ دار کہان گیا بڑی دیر ہوئی نہین آیا ساحرون نے بیان کیا وہ یہ کہتا تھا کہ
ملکہ عالم بہت ہوشیار ہین اور کسی رنگ مین پھنسینگی موسیقار اُٹھی پھر لشکر شاہ کیطرف
چلی فیروزہ درہ کوہ مین کھڑا تھا موسیقار نے جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ میان ساحر صاحب
ذرا ادھر آؤ مین ایک بات پوچھونگی فیروزہ سمجھا کہ اسنے مجکو نہین پہچانا قریب موسیقار آیا کہا
حضور فرمائیے کیا پوچھیےگا موسیقار نے اسم سحر دم کر کے طرف فیروزہ کے چھو کر دیا
فیروزہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا جو فرمائیے وہ بجا لاؤن موسیقار نے کہا کہ تم
جاکر بادشاہ کو چُرا لاؤ جو عہدہ طلب کروگے وہ ملیگا قدرت راضی ہونگے فیروزہ اُسی
حال مین سر جھکائے ہوے خاموش طرف لشکر اسلام کے چلا بادشاہ بارگاہ مین تھے فیروزہ
گھبرایا ہوا آیا میثاق نے جو دیکھا کہ فیروزہ گھبرایا ہوا ہی بادشاہ سے عرض کی کہ حضور

مقام تردد ہی فیروزہ کچھ گھبرایا ہوا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ تدبیر کرو میثاق کوہ گردان نے بہار اعجاز بیان کو اشارہ کیا بہار نے فیروزہ کو بُلا کر اپنے پاس بٹھایا سحر کرکے ایک پھول گجرے سے نکالا وہ پھول ہاتھ مین فیروزہ کے دیا فیروزہ نے بیٹھتے ہی میثاق سے باتین کرنا شروع کین اور پھول کو سونگھا چھینک آئی چھینک آتے ہی سحر موسیقار کا اُتر گیا فیروزہ گر کر بیہوش ہو گیا میثاق نے فیروزہ کو سنبھالا اور ہوشیار کر دیا حال پوچھا فیروزہ نے کہا مین سحر مین موسیقار کے تھا بارادے گرفتاری بادشاہ بھیجا آیا تھا تمنے مجکو ہوشیار کیا ورنہ مین بادشاہ کو لیجاتا میثاق نے کہا کہ ای شہریار حضور نے سُنا موسیقار کیا کیا فطرتین کر رہی ہی خدا حضور کو اُسکے ہاتھ سے بچائے فیروزہ نے کہا کہ مین جاتا ہون خبر تو اُس کو سُنا دون شاید کوئی دام پڑ جائے یہ کہکر فیروزہ بھاگا مگر گھبرایا ہوا بدحواس دربار مین موسیقار کے آیا قریب آکر کھڑا ہوا موسیقار نے پوچھا کہ ای بہتر والا کہو کیا گذری فیروزہ نے کہا کہ مین گیا تھا ارادہ ہوا کہ بادشاہ کو گرفتار کرکے لاؤن مگر میثاق نے للکارا مین بھاگ آیا ای ملکۂ عالم ایک نیا معرکہ گذرا مین بھاگا ہوا آتا تھا راہ مین قدرت سے ملاقات ہوئی مجھسے فرمایا کہ کچھ گاؤ مین جو گایا تو قدرت مجھسے بہت خوش ہوے گلے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہمنے تجھکو کمال علم موسیقی دیا جسکے سامنے گائیگا وہ مبہوت ہو جائیگا پس امتحان تو میرا کیجیے ہر چند کہ موسیقار کچھ بولی نہین مگر فیروزہ بن عمرو یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا
جسنے پر توڑ کے اُڑنے ہی سے مایوس کیا

ای فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر
وہی سعادت اُسے تونے اِسے منحوس کیا

گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جا کر
کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا

فائدہ تو اگر ای آہ بنی شعلۂ شمع
چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا

آخر کار رحمت مین گریبان پھاڑا
تنگ تو نے بہت ای پردۂ ناموس کیا

ضبط نے مجکو تری طرح بنایا ظالم
نالے دیتے ہین دُہائی ہمین محبوس کیا

کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر
مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا

عشق نے اُسکی خبر لانے کو فرقت مین جلال
دلِ مجبور کی فریاد کو جاسوس کیا

فیروزہ نے اسطرح کے اشعار گائے کہ ساحرہ بہت راضی ہوئی کہا ای فیروزہ حقیقت
مین قدرت الہی مہربانیان فرماتے ہین جب اُن کو معلوم ہوا کہ تم گرفتاری شاہ کی فکر مین
ہو کاحل کردیا اب تمھارا کون سامنا کرسکتا ہی فیروزہ نے کہا کہ یہ تو بتائیے کہ میثاق نے مجکو
پہچان لیا اور میری گرفتاری کو چلا مین بھاگ کر نکل آیا اب رات کو باہر نکلا کرونگا موسیقار
نے کہا کہ ای فیروزہ اب تم بارگاہ سے باہر نہ نکلو ایسا نہو کہ میثاق تم کو گرفتار کر کے
لیجائے فیروزہ نے کہا کہ اب مین رات کو یہین رہونگا موسیقار سوچی کہ یہ ہمارے سحر
مین ہی جو کہیگا وہی کریگا اپنی بارگاہ مین ایک صحنچی بتادی فیروزہ وہین چھپ کر بیٹھا مگر
موسیقار سے کہدیا کہ مین رات کو طرف لشکر بادشاہ کے جاؤنگا موسیقار تو مطمئن ہی
کہ یہ ہمارے سحر مین مبتلا ہی مگر فیروزہ اُسی صحنچی مین سویا جب دو پہر رات گذری تو اسکی
آنکھ کھلی اُٹھ کر دیکھا کہ موسیقار سو رہی ہی قریب پلنگ کے آیا بیہوشی نکال کر کفچے مین رکھی
وہ کفچہ برابر دماغ کے لگا دیا موسیقار سوتی تھی بیہوشی دماغ مین پہونچی چھینک مار کر فورًا
بیہوش ہوئی فیروزہ نے جلدی مین پشتارہ باندھ لیا زبان مین سوزن دیا جھولا
سرانگچہ چاک کر کے بھاگا لیکن راہ مین پشتارہ بھاری ہونے لگا اب تو فیروزہ گھبرایا اور
ایک مقام پر پشتارہ رکھدیا موسیقار جو ہوشیار ہوئی پشتارے سے نکل گئی فیروزہ
پشتارہ اُٹھا کر چلا اب گرانی نہین معلوم ہوتی صبح ہوتے ہوتے بارگاہ شاہی مین پہونچا
میثاق نے پوچھا کہ ای فیروزہ کسے لائے فیروزہ نے خوش ہو کر کہا کہ موسیقار جادو
کو لایا ہون میثاق نے اُنگلیون پر شمار کر کے کہا کہ ای فیروزہ تمنے بڑا دھوکا کھایا وہ
پشتارے سے نکل گئی تمنے کسی مقام پر پشتارہ رکھدیا تھا فیروزہ نے کہا کہ پشتارہ بھاری
ہونے لگا تھا تو مین نے ایک مقام پر رکھدیا تھا میثاق نے کہا ای فیروزہ بڑی عیاری
تمھاری خالی گئی حقیقت مین تمنے بڑی عیاری کی تھی اُسکو تسخیر کیا مگر بڑی ساحرہ ہی فیروزہ
نے کہا اُسکے باپ کو لاؤنگا مین پھر جاتا ہون میثاق نے کہا اب نجاؤ اب وہ سمجھ گئی کہ
سحر میرا اُتر گیا مگر تعجب کرتا ہون جب وہ پشتارے سے نکلی تو تمھین کیون نہ لے گئی فیروزہ نے
کہا یہ اقبال شاہی ہی مگر مین اب جاتا ہون بات بنا لونگا یہ کہکر فیروزہ پھر چلا موسیقار

جو اپنی بارگاہ مین آئی سرداروں سے کہہ رہی ہو کہ مجھکو فیروزہ لے گیا تھا مگر مین راہ سے
نکل آئی حقیقت مین بڑا دھوکا کھایا کہ اُس نگوڑے فیروزہ کو نہ لائی یہ ذکر تھا کہ فیروزہ
آکر پہونچا موسیقار نے جو فیروزہ کو آتے ہوئے دیکھا سرداروں سے کہا کہ دیکھو وہ مکار
پھر آتا ہی سرداروں نے کہا کہ دیکھیے کیا کہتا ہی اسکو گرفتار کرکے قتل کیجیے بادشاہ کا بازو
کمزور ہو جائیگا موسیقار نے سر جھکا لیا کہ فیروزہ نے آکر سلام کیا موسیقار نے پوچھا
کہ کیون مہتر صاحب لشکر شاہ مین گئے تھے کیا گذری بادشاہ کو کیون نہ لائے فیروزہ نے
کہا کہ مین آپ کو اس واسطے لے گیا تھا کہ بادشاہ آپ کو دیکھکر خوش ہونگے اُسی حال مین
مین اُنکو گرفتار کرلونگا مگر آپ نکل آئین موسیقار نے کہا کہ ای فیروزہ مکاری کی باتین
نہ کرو اب تمھارا ہم کو اعتبار نہین رہا فیروزہ نے کہا کہ مین دن کو جاتا ہون بادشاہ جمجاہ
کو گرفتار کرکے لاؤنگا موسیقار نے کہا جاؤ فیروزہ نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن موسیقار
نے ساحرون کو اشارہ کیا ساحرون نے فیروزہ کو گرفتار کرلیا کشان کشان سامنے
موسیقار کے لائے موسیقار نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ ایک جلاد قوم کا زنگی خنجر چمکاتا ہوا
آیا موسیقار نے اشارہ کیا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے خبردار تجھسے نہ پوچھنا جلاد نے
گردن پر کوئلے کا خط دیا آوازین لگانے لگا مگر ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے
خبرین لیکر بھاگے یہان میثاق گھبرا گھبرا کر بادشاہ سے کہہ رہا ہی کہ ای شہریار ہر چند کہ
فیروزہ گیا ہی مگر اب بات نہ بنیگی موسیقار ایسی ساحرہ نہین ہی کہ ان کے فقرے مین
آجائے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار کی عمر دراز ہو
دشمن کو سوز و گداز ہو عیار حضور کا گرفتار ہوا موسیقار نے حکم قتل دیا ہی بادشاہ یہ خبر
سنتے ہی بیقرار ہوگئے فرمایا ہمارا مرکب تیار کرو مین بر اسے رہائی فیروزہ جاؤنگا
شاہزادیان بھی آمادہ ہوئین میثاق بھی اُٹھا بادشاہ نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ
آئے مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوئے لشکر موسیقار مین پہونچے جس طرف سے گذرتے ہین
اور جس ساحر پر نگاہ ڈالتے ہین وہ سر جھکا لیتا ہی بادشاہ سارے لشکر مین پھرتے ہوئے
در بارگاہ موسیقار پر پہونچے دربان نے روکا بادشاہ کب رکتے ہین ایک تمانچہ مار دیا

کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا موسیقار دربار مین بیٹھی ہو کہ دیکھا ایک سر ڈھلکتا ہوا آتا ہے چاہتی تھی کہ پوچھے یہ سر کسکا ہو کسنے اسکو مارا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شجہت افروز جہانداری نامی ونامدار شاہزادہ سعد شہریار اندر بارگاہ کے آئے پہلے آکر جلادکو مارا فیروزہ پر لوح کا عکس ڈالا فیروزہ کی قید کٹکر گری فرمایا ای موسیقار مین اپنے عیار کو لیے جاتا ہون تیرے دربار مین کوئی ایسا ہو کہ مجکو روک لے کسی نے جواب نہ دیا سعد شہریار فیروزہ کو ساتھ لیکر باہر نکلے ساحرون نے کہا کہ ای ملکہ عالم شاہ اکیلے جاتے ہین لوحین بھی پہنے ہین اگر حکم ہو تو گرفتار کر لین موسیقار نے کچھ جواب نہ دیا مگر بیرون بارگاہ قرنا ہو گئی وسط لشکر مین پہونچے تھے کہ ساحرون نے آکر گھیرا سب نے ملکر بلوہ کیا اور کہا کہ آپ تو جاتے ہین قیدی ہماری مالک کا نہ لیجائیے ورنہ آپکو قتل کرین گے بادشاہ نے بلوہ فوج کا دیکھکر تلوار کھینچی نعرہ کرکے لڑنے لگے نعرہ بادشاہ اسلام سے منم شاہ شاہان فریدون حشم ✦ بہار گلستان کاوس حجم ✦ ہزبر دمان شیر دل نوجوان ✦ نہال گلستان صاحبقران ✦ ہین گرمی جنگ ہی چہار طرف سے ساحر گھیرے ہوئے ہین مگر بادشاہ افسرون کو قتل کر رہے ہین جس غول پر جاکر گرے اُسکو تہ وبالا کر دیا موسیقار نے خبر سُنی کہ بادشاہ کو فوج نے گھیر لیا اور فیروزہ بن عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی ساحرون کو جلا رہا ہی موسیقار باہر نکلی دیکھا کہ حقیقت مین اہل فوج نے بادشاہ کو گھیر لیا ہی تلوار چل رہی ہی مگر برق شمشیر بادشاہ خرمن حیات ساحران کو جلائے دیتی ہی یہ دیکھکر موسیقار نے آواز دی کہ ہان یارو انکو چہار جانب سے گھیر لو اور لوحین اُتار لو اگر یہ دستیاب ہو گئین تو جنگ کا خاتمہ ہی فوج بلوہ کر کے چلی ہو کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان اور ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم بہار اعجاز بیان ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا کہ ہوا سے سرد چلی غنچے چٹک کر گل ہونے لگے عندلیبان خوشنوا نے بجوش الحانی یہ اشعار گائے نظم

خفا تو کس لیے ای رشک حور ہمسے ہوا	ہماری کیا ہی خطا کیا قصور ہمسے ہوا
وہ ہمنے پی ہی شراب محبت ای ساقی	کہ جوش عشق کا جس سے ظہور ہمسے ہوا

گلے سے ہنس کے لپٹ جائیے خدا کے لیے — معاف کیجیے جو کچھ قصور ہمسے ہوا
تمھین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا — تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا
تمھارے کہنے سے اب ہم نہ جائین یار کے گھر — یہ امر حضرت ناصح ضرور ہمسے ہوا
لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے — گناہ گار ہین بے شک قصور ہمسے ہوا
قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے — الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا
گناہ گار اگر ہین تو تجھکو کیا زاہد — ہوا تو جرم خدا ہے غفور ہمسے ہوا
رہا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہجر — تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

کئی ہزار ساحر یہ صدائین سُن کر دیوانہ وار وحشی مثال غل مچانے لگے جھولیان سحر کی پھینکدین ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم سردار حسینان اور ایک طرف سے ملکہ یاسمن وگلگونہ کا نعرہ ہوا ان سب نے مل کر جو سحر کیے لشکر پراگندہ ہونے لگا مگر موسیقار سب طرف جاتی ہی سب کا سحر مٹاتی ہی اپنا رنگ جماتی ہی مگر میثاق کو وہ گردان کا جو سامنا پڑا موسیقار نے سحر کیا کہ میثاق پر آگ برسنے لگی میثاق اپنے سحرون کو کب مانتا ہی ہاتھ ہلا دیا کہ ابر آیا پانی برسا شعلۂ آتش بجھ گئے موسیقار بہت گھبرائی کہتی تھی کہ میثاق پر رنگ نہین جمتا قدرت نے بڑا ہی غضب کیا کہ ایسے ساحر کو روانہ کیا اور وہ آکر شریک مسلمانان ہو گیا اب وہ یہی چاہتا ہی کہ جس طرح بنے طلسم کو فتح کراؤن کیسا جانبازی سے لڑ رہا ہی مایہ دولت کے سحر کو مٹا دیا پھر کسکا سحر تاثیر کریگا رفقا نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر مناسب ہو تو طبل بازگشت بجوا دیجیے اب مسلمانون کا تانتا بندھ گیا تھوڑی دیر مین کل لشکر بھی آجائیگا افسرون کا بار نہین رکتا لشکر کو کون روک سکیگا موسیقار نے حکم دیا طبل بازگشت بجے اُسی وقت طبل بازگشت پر چوب پڑی بادشاہ سرداروں کو ساتھ لیکر پلٹے موسیقار اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سرداروں سے کہتی تھی کہ دیکھو صاحبو مین جو خاموش ہو رہی تھی تو یہی مدعا تھا جانتی تھی کہ جب بادشاہ آوین گے تو اُن کے سردار بھی پہونچین گے ملکہ بہار کے سحرون نے ہزار ہا ساحر مٹائے سردار حسینان کس زور و شور سے لڑتی ہی کیا کیا سحر کرتی ہی جو ساحرہ ہی وہ بے مثل و بے نظیر ہی لشکر آتا تھا مین خبر پا چکی تھی جب تو مین نے

طبل بازگشت بجوا دیا اگر طبل امان نہ بجتا تو آج ہی شکست فاش ہوتی ہمارے اہل لشکر کو
بھاگنے کی تلاش ہوتی مگر اب کیسا مقام افسوس ہی کہ مین خداوند سے وعدہ کر کے آئی ہون
اور یہان کوئی تدبیر نہین بنتی دل چاہتا ہی کہ خدمت خداوند مین جا کر حاضر ہون اور
عذر کرون کہ یا خداوندا دوسرے کسی ساحر کو میری مدد کو روانہ فرمائیے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے
گرد اٹھی سب نے دیکھا کہ کئی ہزار علم ہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے کئی لاکھ
فوج کے نشان آگے آگے ایک ساحر نہایت صاحب شوکت و حشمت پشت مرکب پر سوار کئی
سو افسر گھیرے ہوے آیا اُس ساحر نے جو دور سے لشکر موسیقار دیکھا فوج کو روکتا ہوا
گھوڑے سے اُترا موسیقار خود دوڑی آکر سلام کیا کہا ای وزیر اعظم کیونکر آپکا اتفاق
ہوا اُسنے کہا کہ قدرت کو معلوم ہوا کہ تمسے لڑائی پڑی تم سحر میثاق سے عاجز ہو مین مجھکو
حکم ہوا کہ ای سوفار بلند آواز اپنے کو جلد پہونچا و موسیقار کی مدد کر و ای ملکۂ عالم
تم کچھ میثاق کا خوف نہ کرو مین گرفتاری میثاق کی تدبیر کر کے آیا ہون یہ کہکر ساتھ
موسیقار کے بارگاہ مین آیا آتے ہی جھولی سے ایک کبوتر نکالا اُس کو ہاتھ پر بٹھا کر
بہ غصہ کہا کہ ای طائر راز دار میثاق کو جا کر لا یہ سُن کر وہ کبوتر اُڑا یہان میثاق
بادشاہ کو بارگاہ مین پہونچا کر باہر نکلا ہی انتظام لشکر کر رہا ہی کہ وہ کبوتر اُڑتا ہوا آیا
گرد سر میثاق چرخ مارنے لگا میثاق یا تو انتظام لشکر کر رہا تھا یا ساتھ والون سے
کہا کہ صاحبو مین تو جاتا ہون میرے بھائی صاحب آئے ہین کہین گے کیا باعث ہوا کہ
میثاق میری ملاقات کو نہ آیا افسرون نے کہا بھی کہ لشکر دشمن مین تنہا جانا بہتر نہین ایسا
نہو کہ باعث خرابی ہو میثاق نے سب کو جھڑکا کہا صاحبو دوست کی ملاقات کو دوست
جاتا ہی وہ تو اتنی دور سے آیا اور مین نہ جاؤن ضرور شکایت کریگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
بہار اعجاز بیان آئی افسرون نے بہار سے ذکر کیا کہ میثاق براے ملاقات
سوفار بلند آواز جاتے ہین بہار نے کہا اُن کی عقل کے خلاف ہی یہ کبھی ہوئی
قریب میثاق کے آئی ہاتھ میثاق کا تھام لیا کہا ای ساحر جلیل کہان جاتے ہو دیکھو
یہ سراسر خلاف ہی وہ بہ بدی پیش آئیگا میثاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم اس مقدمہ مین

دخل نہ دو بلکہ تم بھی چلو دیکھنا کیسی خاطر کریگا لیکن یہان سوفار مسند پر بیٹھا موسیقار
سے کہہ رہا ہی کہ میان میثاق آتے ہونگے پھر بیٹھے بیٹھے اُچھل پڑا کہنے لگا کہ اور مزہ
دیکھیے بی بہار میثاق کو روک رہی ہین یہ ایسا سحر نہین ہی کہ کسی کے روکے سے رُکے
مین اب اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک قفس نکالا کہ اُس مین چند طائران
سُرخ رنگ بند تھے اُن کو کھولا کہا ای طائران جمشیدی جاؤ بہار اعجاز بیان
کو بھی لاؤ یہ طائر اُڑتے ہوے چلے یہان بہار میثاق کا ہاتھ نہین چھوڑتی سمجھا رہی
ہی کہ ای میثاق مین تم کو نہ جانے دونگی کہ چند طائر آکر گرد سر بہار چرخ مارنے لگے جیسے ہی
چرخ مار کر ہٹے بہار نے کہا کہ ای میثاق ہم ایک طرح تم کو جانے دیتے ہین کہ ہم بھی
تمہارے ساتھ چلین گے میثاق نے کہا کہ میری آنکھون پر میرے سر پر دیکھنا سوفار
کیسی قدر کریگا ہم بے مطلب نہین جاتے ہین سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ وہ ہمارا ہمپلو نشین
ہی کبھی عہدے مین ہمارے اُس کے تکرار نہین ہوئی آج کسی تقریب سے آگئے ہین ہین جاکر
سب حال دیکھونگا بہار بھی ساتھ ہوئی میثاق و بہار وجد کرتے ہوے جاتے ہین
تعریفین جمشید ثانی کی زبان پر جاری ہین ہر ایک مدہوش ہو رہا ہی اُدھر سوفار بیٹھا ہوا
سحر کر رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان
آپ کی ملاقات کو آتے ہین سوفار نے کہا کہ ای ملکہ موسیقار تاثیر اسکا نام ہی
کہ جو کہا وہ ہی ہوا اس سحر کو کون روک سکتا ہی مین ابھی ان کو قتل کرونگا کچھ تو طلسم کشا
کا زور گھٹے جنکی تم شکایت کرتی ہو وہ ہی لوگ آتے ہین آہنگرون کو حکم دو کہ ہتھکڑیان
بیڑیان موجود رکھین جب وہ دربار مین آوین فورًا اُن کو مسلسل و مطوق کرین تاکہ
اُن کو بھی معلوم ہو کہ بغاوت کا یہ انجام ہوتا ہی آہنگر فورًا حاضر ہوے ہتھکڑیان
بیڑیان سامنے لاکر رکھ دین کہ میثاق و بہار آکر پہونچے سوفار سے صاحب سلامت
ہوئی سوفار نے کہا کہ ای برادر سبحان یہ ایسہ مین تمہاری ملاقات کا مشتاق تھا
میثاق کوہ گردان نے کہا کہ ای برادر جس وقت مین نے خبر سُنی اُسی وقت
برا سے ملاقات حاضر ہوا سوفار نے کہا کہ مین نے زیور آہن تمہارے واسطے

ممکن کر رکھا ہی میرے قریب آؤ تو مین زبان مین تمھاری سوزن دون دونون نے بلا تکلف زبانین باہر نکال دین سوفار نے دونون کی زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان انکو پہنا دین اور منھ پر دونون کے ہاتھ پھیرا اب دونون کو ہوش آیا بہار اعجاز بیان نے بہ نگاہ حسرت طرف میثاق کوہ گردان کے دیکھا میثاق نے اشارہ کیا کہ اپنو بلا مین پھنس گئے دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے مگر سوفار نے موسیقار سے کہا کہ اے ملکۂ عالم کیا صلاح ہی ان قیدیون کو روانہ کرون یا قتل کر ڈالون موسیقار نے کہا کہ انکا زندہ رہنا بہتر نہین ان کے قتل سے لشکر اسلام مین تہلکہ ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد فورا حاضر ہوا سوفار نے اشارہ کیا ان دونون کو قتل کرو جلاد نے دونون کو کھینچا مگر بہار نے جو یہ رنگ دیکھا بیقرار ہوکر دعا مین کرنے لگی کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے بچا لے

از دل ہر بندہ باطن جلوۂ ایمان نمود ‌‌ روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدا با صاحب عصیان نمود ‌‌ لطف فرمودہ تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد ‌‌ ذرہ را ابر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان ‌‌ درد عصیان را بمعجون کرم درمان نمود
سر بپیچید از سجود بندگی و احسرتا ‌‌ کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی ‌‌ مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمودہ حق تاب و توان ‌‌ جسم بیجان را بہ فضل خود عنایت جان نمود
در دل آمد صوفیان صاف طینت را پسند ‌‌ عمدہ مضمونی کہ ہندی درج این دیوان نمود

میثاق کوہ گردان بھی نہایت متردد ہی دل مین کہتا ہی کہ اے میثاق یہ کیا ہوا مگر فیروزہ بن عمرو فکر مین موسیقار کی نکلا ہی دربارگاہ پہ جو آیا ہلڑ سنا کہ بڑا شخص قتل ہوتا ہی فیروزہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان قتل ہوا چاہتے ہین فیروزہ گھبرا گیا رونا ہوا کہا کا ادھر بادشاہ نے لوگون سے ذکر کیا تھا کہ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان پکڑ لیے ہین اب وقت قتل قریب ہی فیروزہ یہ خبر سن کر کہا کا کہتا ہی کہ کیونکر راستہ کرون اے فیروزہ اگر خدا انکو استہ

ان دو مین سے کوئی قتل ہوگیا تو بادشاہ بہت مکدر ہونگے ان دونون صاحبون پر شہریار کو بڑا ناز ہی اور حقیقت مین ایسے کامل و اکمل ساحر ہین کہ جو معرکہ پڑا انھین دونون نے رد کا اگر یہ دخیل نہ ہوتے تو لڑائیان بگڑ جاتین اور میثاق کوہ گرد ان تو اپنا مثل نہین رکھتا حقیقت مین کیا کیا کارہاے نمایان کیے یہ باتین دل سے کرتا ہوا فیروزہ جاتا ہی صحرا مین پہونچا تھا کہ دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین فیروزہ کو بدحواس دیکھکر ٹھہر گئے فرمایا کہ کیون فرزند خیر تو ہی فیروزہ نے کہا کہ قبلہ و کعبہ غضب ہوا میثاق کوہ گردان و مالکہ بہار اعجاز بیان سوفار کے سحر مین مبتلا ہوگئے اب اُسنے قتل کا سامان کیا ہی مین نے یہ خبر سُنی تھی کہ زیر تیغ بیٹھے ہین عمرو نے کہا پھر کیون روتا ہی فیروزہ نے کہا کہ جناب قبلہ و کعبہ تصور تو کیجیے کہ جو شخص ہر وقت معین و مددگار بادشاہ ہو اور ساحر بھی زبردست ہو اُسپر یہ افتاد پڑے کیونکر بیقرار نہ ہون عمرو نے کہا کہ تو کیون گھبراتا ہی خواہ بادشاہ سے اطلاع کر خواہ نہ کر مین جاکر رہا کرتا ہون یہ کہکر خواجہ بھاگے رنگ و روغن عیاری کا لگاتے ہوے صورت بدلتے ہوے لشکر موسیقار مین آے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر نئے طور سے بجانے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

تجھسا بھی یار دلبر بیگانہ خو نہ ہو
اپنا کرے ہزار کوئی تجکو تو نہ ہو

تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہ ہو
پھر ہمسے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہو

چشمک ہی قاتل دل پرآرزو نہ ہو
شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہ ہو

جو بحث تھی کلیم سے ای یار طور پر
عاشق سے وہ کنایے مین بھی گفتگو نہو

کس درد کی دوا ہین مرے اشک بے اثر
پانی ہی وہ گلاب نہین جس مین بو نہ ہو

فریاد عاشقان سے ہی انکی غضب مین جان
سکتے ہین تنگ آکے بشر خوبرو نہ ہو

سچ ہی کہ بے طبیب سنبھلتا نہین مریض
دل کو سنبھالے کون جو ای درد تو نہ ہو

گم ہی نگاہ شوق کسی کی تلاش مین
آنکھین تو ڈھونڈھتی ہین کہین تو نہ ہو

تھم دل پکڑ لو مجھسے یہ دیکھا نہ جائیگا
آئینہ سے دوچار مرے تندخو نہ ہو

ناصح سا دوست عشق بتان مین کہان چلا
[illegible]

اسطرح خواجہ نے تانین مارین کہ چند چوبدار دوڑے ہوے سامنے سوفار کے آئے
دست بستہ عرض کی آج حضور کے لشکر مین ایک گویا آیا ہی ہر چند کہ نحیف و ضعیف ہی
مگر ایسا خوش آواز ہی کہ راہ چلنے والے بھی مبہوت ہوتے ہین طائران ہوائی بھی اشعار
سُن سُن کے روتے ہین سوفار نے حکم دیا کہ بُلا لاؤ چوبدار نے آکر اُس گویے سے کہا
گویا ساتھ چوبدار کے چلا سامنے سوفار کے آیا سوفار نے پوچھا کہ بڑے میان صاحب
کیا نام ہی اور کہان سے آتے ہو بڑے میان نے کہا کہ میرا نام اُستاد خورد برد ہی خدمت
خداوند سے آتا ہون مین آسمان پر تھا سامنے قدرت کے گایا کرتا تھا مگر ایسے قدرت
بیزار ہوے کہ مجکو آسمان سے گرا دیا کئی سو سال مین زمین پر پہونچا نحیف و ضعیف
ہو گیا سوفار نے کہا کہ کیون اُستاد آسمان پر بڑے سامان ہونگے اُستاد نے
جواب دیا کہ ای شہنشاہ ساحران ہماری بدنصیبی کہ قدرت سے جدا ہوے صاف صاف
یہ ہی کہ مین بھی جوان تھا اور قدرت کی زوجہ نہایت نوجوان حسین و جمیل تھی کہ آفتاب و
ماہتاب جو نکلتے ہین اُسکے تلوے سے مثال ہی جو سامان عمدہ ہین وہ قدرت نے آسمان
پر رکھے ہین پردہ دنیا مین غریب بن کر آتے ہین ہم لوگون کو وہ سامان نہین دکھاتے عمدہ
عمدہ فرشتے حوران قدرت کہ جنکے مسکرانے سے بجلی چمکتی ہی میوے وہ عمدہ کہ جنکے دیکھے
سے دل قوت پاتا ہی وہ قدرت کے کھانے کو ملتے ہین حور روا ایسی خوبصورت ہی لیکن اصل
معاملے کو نہ سنتی ہی مجکو پردے سے جھانکا کرتی تھی ایک دن مین نے بھی دیکھ لیا اشارہ
سے سلام کیا اشارون مین باتین ہونے لگین قدرت نے دیکھ لیا فوراً آسمان پر سے
زمین پر گرا دیا اب مجکو افسوس آتا ہی اسی وجہ سے بازار مین بیٹھا تھا کہ شاید میرا گانا
قدرت پسند کرین مگر میری آواز وہان تک نہین پہونچتی خدا اُسی انتظار کرتی ہونگی لیکن
کیون ای شہنشاہ ساحران یہ کون شخص ہی جسکے سر پر چلا دکھڑا ہی سوفار نے کہا کہ یہ
وزیر خداوند ہی مگر مسلمان ہو گیا ہی مین نے اسکو گرفتار کیا ہی ابھی قتل کرتا ہون کہ
زور مسلمانون کا کم ہو گویا چاک کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ ساحران یہ تو تم نے
اُس فریق کا نام لیا کہ جنکو قدرت بُرا کہتے ہین مین اسکو قتل کرونگا یہ کہہ کر بڑھا چلا قریب

میثاق آیا چپکے سے کہا سنبھل کر بیٹھو مین تمھین رہا کرتا ہون میثاق ہنس پڑا بہار نے پوچھا
کہ ای میثاق یہ وقت ہنسی کا ہی میثاق نے اشارہ کیا کہ اطمینان سے رہو یہ گوشے
عمرو ہین ہماری رہائی کو آئے ہین سوفار نے پکار کر کہا کہ بڑے میان تم تکلیف نہ کرو جلاد
قتل کریگا عمرو نے جلاد کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا خنجر چمکاتے ہوئے چلے اور کہتے ہوئے
کہ ای سوفار جادو مین گنہگار بندہ ہون شاید اس کام سے مقبول بارگاہ ہو جاؤن
قدرت کے قہر سے نجات پاؤن یہی چاہتا ہون کہ آٹھو پہر عبادت کرون پوجا پاٹ کیا کرون
کہ قدرت قبول کرین سب ساحرون نے کہا کہ ای وزیر اعظم بڈھے کا بھی کہنا کر لو میثاق
کو قتل کرنے دو بڑے میان خنجر چمکا کر قریب میثاق کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او مسلمان
مین تیرے قتل کو آیا ہون اب مین سمجھا کہ زمین پر اسلیے بھیجا گیا تھا کہ یہ سعادت میری تقدیر
مین تھی مسلمان کا قتل کرنا ثواب عظیم ہے اگر مجھکو ایسی مرتبہ یا لائے آسمان بلائین تو کوئی
خطا نہ کرون ہمیشہ وہین رہون خدا انہی کو دیکھ لیا کرون اور کسی بات کا انکی طرف ارادہ
نہ کرون یہ کہتے ہوئے قریب میثاق کے پہونچے خنجر چمکا کر وار کیا خنجر تو خالی گیا میثاق
کی زبان سے سوزن لی بہار نے کہا کہ خواجہ مین بھی محروم نہ رہون میثاق نے سوزن
نکلتے ہی ایک ہتّہ مارا قید کو توڑ کر پھینک دیا اور نعرہ کیا کہ او مکار دیکھون اب مجھے کون
روکتا ہی لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگا خواجہ نے بڑھ کر بہار کی بھی زبان سے سوزن نکالی سوفار
نے قصد کیا تھا کہ سحر کرون بہار نے گلدستہ مار دیا پھول برسنے لگے ہوا سے سرد چلی سوفار
نے جو دیکھا کہ ہوا سے سرد چلی اور ساحر دیوانے ہونے لگے بعض غل مچاتے ہین بعض سر
ٹکراتے پھرتے ہین بعض جمال بہار دیکھ کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین اور پکارتے ہین
کہ ای ملکہ بہار ہم گلچین گلشن جمال ہین ہمکو بڑے بڑے خیال ہین چاہتے ہین کہ قدم بوسی کرین
مثل پروانہ گرد پھرین بہار نے دوسرا گلدستہ مار دیا اب پھولون کے ساتھ آگ
برسنے لگی اور میثاق نے بھی سحر کیا دونون لڑتے ہوئے باہر نکلے ہزار ہا ساحرون کے
لاشے پڑے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ ان کو روکین مگر ان کو کون روک سکتا ہی جسقدر
سامنے گزر رہے ستھراؤ کر دیا لاشون کے انبار ہین سوفار پکار پکار کر کہتا ہی کہ ہان یارو

ان کو جانے نہ دینا خواجہ عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے اور میثاق سے یہی اشارہ ہی کہ نکل چلو چہار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا یہ دونون چاہتے ہین کہ ہم نکل جاوین اب ساحرون سے نہ اُلجھین مگر ساحر پیچھا نہین چھوڑتے ہر طرف سے بلوہ کرکے آتے ہین مگر خفیف ہو کر پلٹتے ہین میثاق کے سحر سے آگ برس رہی ہی بہار کے سحر سے پھول برس رہے ہین مگر وہ پھول گر کر تلوارین بن جاتے ہین جسپر پھول گرا اُسکے دو ٹکڑے ہوے دریاے خون بہ رہا ہی مگر سوفار نے پُکار کر آواز دی کہ او نامردو تم سب سے دو کس نہین روکے جاتے یہ کیسی بدنامی ہوگی سامنے قدرت کے پرسش ہوگی مین وزیر خداوند ہون خلاف نہ کہونگا جو گذرا ہی وہ ہی کہدونگا کہ ساحرون نے بہت روکا مگر وہ ساحر کامل ہین ان کے روکے سے نہ رُکے لڑتے بھڑتے نکل گئے ان کلمات پر جو ساحرون کو غیرت آتی ہی تو جھپٹتے ہین خواجہ حقہ ہاے آتشبازی مار دیتے ہین جسنے حقۂ آتشبازی کی آگ کو دیکھا سحر کرکے روکنے لگا مگر وہ آتش اصلی جسپر گری اُسکو جلا دیا سیکڑون جل کر گرے خواجہ اس طرح لڑتے ہوے ساتھ ساتھ میثاق و بہار کے باہر نکلے جادوگرون نے چاہا کہ ان سب کو روک لین جیسے ہی بلوہ کرکے چلے بہار اعجاز بیان نے پھر گلدستہ پھینکا ابکی خنجر برسنے لگے جسپر خنجر گرا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی ہزار ساحر مر گئے تو ساحر ہٹے الامان الامان کرتے ہوے سامنے موسیقار کے آئے کہا ای ملکۂ عالمیان ایسے ساحرون کو آپ روکیے ہمارے روکے سے نہ رُکین گے موسیقار نے کہا کہ صاحبو تم کیا کہتے ہو مین اُس ساعت کو دیکھتی ہون کہ کیا حماقت ہوئی کہ مسلمانون پر لشکرکشی کرکے آئی کیا رنج اُٹھائے ای وزیر اعظم سوفار جادو سحر کرکے روکو شاید تمھارے سحر سے رُکین مگر بہت دشوار ہی سوفار نے کمان کا ندھے سے اُتاری تیر جوڑکر قصد کیا کہ مارون سامنے سے گرد اُڑی اور نعرہ بادشاہ کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا وای نابکاران سپر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر نعرۂ شاہ کی صدا سُنکر سوفار بہت گھبرایا چاہتا تھا کسی گوشے مین چھپون اور یہ بھی دور سے دیکھا کہ لوح طلسم نوخیز جمشیدی کی

گلے مین پڑی ہی تیغہ سپر قتاب ہاتھ مین دور سے دیکھا کہ ہمارا رفیق و شفیق مجمع ساحران مین
گھرا ہی نعرہ کرکے آپڑے آتے ہی سب کے دل ہلا دیے سوفار نے گھبرا کر کہا اے موسیقا
مقام تعجب ہی کہ بادشاہ آگئے اور تم لوگون سے کوشش نہ کی موسیقار نے کہا کہ ان لوگون
مین ہر ایک کی مصیبت مین ایک شریک ہوتا ہی یہ خبر پا گئے کہ میثاق و بہار گرفتار ہوے
ہین اب کل سردار آکر بلوہ کرین گے مین توکل کی لڑائی دیکھ چکی دوپہر تلوار چلی مین نے جو
شمار کیا قریب لاکھ آدمیون کے یہان کے مارے گئے اور مسلمان صرف چند زخمی ہوے
چند نے اپنی جان بھی دی مگر ایک نے دس کو قتل کیا سوفار نے کہا کہ اب بہتر اسی مین
ہی کہ طبل امان بجوا دو اور تدبیر کرونگا جس طرح بنے گا گرفتار کرلونگا یہان شاہزادیون
مین یہ مشورہ تھا کہ ایک طرف سے آتی تھی کہ ایک افسر نے پکار کر آواز دی اے جان جہان وا ے
آرام دل مشتاقان ذرا ادھر دیکھو ہم تمھارے نہایت مشتاق ہین مجبرین کو نہایت ناگوار
معلوم ہوا پیچھے ہٹ کر جواب دیا کہ او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی اُس افسر نے بڑھکر
ہاتھ تھام لون مجبرین نے ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ صحرا سے دریا پیدا ہوا جوش مارتا
ہوا قریب لشکر کفار آیا اُس افسر نے چاہا کہ بھاگون کہ ایک کشتی پیدا ہوئی اُس پر
ایک نازنین ستار ہاتھ مین لیے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی تھی وہ کشتی سے اُتری نظم

وہ ناز سے جو فلک کی طرف نگاہ کریں ۔ فرشتے تھام کے دل اپنا آہ آہ کریں
کیا ہی خلعت نے اسے بے حس و حرکت ۔ وہ مجھکو دیکھیں تو میت کا اشتباہ کریں
چھپاتے پھرتے ہین اسواسطے تجھے اے دل ۔ کہ ہم سے چھین کے تجھکو نہ وہ تباہ کریں
جہان مین عشق زلیخا کا خلق کو قصہ ۔ ملے جو غیرت یوسف کوئی تو چاہ کریں
بتون کو عشق جنون مین جو لائین جانب کوہ ۔ تو سنگسار رہین اُٹھ کے سنگ راہ کریں
کیا فراق نے نیز سے یہ ناتوان ہم کو ۔ جو جنبش گام ہم چلین کبھی تو آہ آہ کریں
حبیب ناز سے اُٹھنے لگا کھینچ تلوارین ۔ دہان زخم سے ہم کیون نہ واہ واہ کریں
ہوئے ہین ہلال تیغ نگاہ خوب ہوا ۔ جو کہین کبھی وہ تو آنکھون کو ہم گواہ کریں
قسم خدا کی سمایا ہی وہ حسین دل مین ۔ جو حور ہو تو نہ اُسکی طرف نگاہ کریں

کبھی جو چہرے سے اپنے نقاب وہ اُلٹین | تو دل کو تھام کے عشاق آہ آہ کرین
اگر ہماری نقاہت مین شک کسی کو ہو | تو آپ ہی کی نزاکت کو ہم گواہ کرین
حسین ابن علی کا ہے غم ای سطوت | سنین جب اُنکے مصائب تو دل سے آہ کرین

یہ اشعار جو اُس افسر نے اُس نازنین کی زبان سے سُنے دوڑکر اُس محبوب کا ہاتھ تھام لیا وہ نازنین اُس جوان کو ساتھ لیکر کشتی پر سوار ہوئی جب بیچ دریا مین کشتی پہونچی تو اُس نازنین نے کشتی پر ایک بالش مار دیا کشتی چرخ مار کر ڈوبی وہ افسر بھی غرق دریاے لعنت ہوا ہر شاہزادی نے پلٹتے پلٹتے ایک افسر کو مارا اگر سوفار سامنے میثاق کے نہ آیا یہی کہتا رہا کہ جب سحر کرونگا تو سب کو گرفتار کر لونگا آخر بادشاہ جہجاہ میثاق و بہار و خیبرا کو ساتھ لیکر پلٹے داخل بارگاہ ہوے میثاق نے کہا کہ ای شہریار اب مناسب یہ ہے کہ اس جنگ سے مہلت کیجیے اور آپ براے فتاحی مرحلہ جات جائیے بادشاہ نے فرمایا یہ جنگ آج ہی فتح ہو جاتی مگر اُسنے طبل امان بجوا دیا ہم تو قاعدے کے پابند ہین پلٹ آے کل جنگ پڑے تو سوفار کو قتل کرین ای میثاق مو سیفار کی فکر کرو میثاق نے کہا آج ہی خبر سُنی ہے کہ سوفار طبل بجوادیگا مین بھی خدمت طلابہ قبول کرتا ہون اگر کسی مقام پر سامنا ہوا تو اُسکی گردن لونگا سحر پر اُسکو بڑا ناز ہے مجھے اقبال شاہنشاہی پر ناز ہے شام تک میثاق یہی باتین کرتا رہا بعد اسکے چند ساحرون کو ساتھ لیکر براے انتظام طلابہ آیا ایک بازار مین ساحرون کو چھوڑا اور آپ کنارے پر آکر ٹھہرا حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے کہ سامنے سے سوفار آیا سوفار نے جو میثاق کو تنہا کھڑے دیکھا بارہ ہزار ساحر اسکی پشت پر تھے اُن سے اشارہ کیا کہ میثاق کو گرفتار کر لو بارہ ہزار جادوگر بلوہ کرکے چلے سب سحر کرتے ہوے آتے تھے میثاق نے نعرہ کیا اور ہاتھ ہلا دیے آگ برسنے لگی جس ساحر پر شعلہ گرا وہ جل گیا مگر ساحرون نے بازار مین آواز میثاق کی سُنی جھپٹ کر آئی اُس وقت پہونچی کہ دیکھا میثاق گھرا ہوا ہے مگر سحر کر رہا ہے جب گولہ مار دیا چار چار کے سینون کو توڑتا نکل گیا ساحرین نے آتے ہی سوفار کو للکارا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ دریا جوش مار کر پیدا ہوا وہی نازنین کشتی نشین اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی ظاہر ہوئی

سوفار نے پکار کر کہا کہ ای بحرین ایسے سحر کو مین کب مانتا ہون یہ کہکر اُس نازنین پر ایک
تیر مارا اُس نازنین نے تیر تو خالی دیا مگر کشتی سے کود پڑی دریا مین ڈوبنے لگی آواز دی کہ ای
ملکہ بحرین مجکو بچالو بحرین نے ہاتھ بڑھا کر اُس نازنین کو سنبھالا مگر وہ نازنین لپٹ گئی بحرین
کو لیکر ڈوبی میثاق نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ او ملعون یہ تو نے
کیا غضب کیا یہ کہکر آپ بھی دریا مین کود پڑا بحرین کو نکالا مگر گھبرایا ہوا ہی وہ نازنین ڈوب گئی
اور دریا بھی خشک ہو گیا میثاق سوفار پر جا پڑا آپس مین سحر ہونے لگے مگر میثاق جو
سحر کرتا ہی تو سوفار ٹھہرا جاتا ہی چاہتا ہی گوشے مین چھپون مگر ممکن نہین ہوتا میثاق نے
تلوار کھینچی للکار کر آواز دی کہ ان غربا کو کیون قتل کرتا ہی میرے تیرے فیصلہ ہو جائے یہ
کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سوفار نے خالی دیا بحرین نے بھی سحر کو زور دیا یکایک سوفار
کے پاؤن کے پاس ایک غار پیدا ہوا اُس غار سے ایک اژدہا نکلا وہ اژدہا سوفار
کی طرف چلا سوفار بھاگا مگر اژدہا تعاقب نہین چھوڑتا راہ مین جس افسر نے روکا اُسکو
نگل گیا کئی سو افسرون کو اژدہے نے نگلا یہان موسیقار آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ہی
کہ خبر سُنی سوفار و میثاق سے مقابلہ پڑ گیا چاہتی ہی کہ مین بھی جاؤن کہ سوفار پکارتا
ہوا سامنے موسیقار کے آیا موسیقار نے پوچھا خیر تو ہی سوفار نے کہا کہ ایک اژدہا
میرے تعاقب مین آتا ہی اگر ہو سکے تو اُسکو روکو موسیقار نے کہا کہ ایسے اژدہے بہت سے
مارے ہین یہ کہتی ہوئی باہر نکلی دیکھا اژدہا آتا ہی موسیقار نے گولہ مارا اژدہے نے گولہ
مُنہ مین لے لیا قلابہ آتشین مُنہ سے چھوڑے کہ موسیقار نے آنکھین بند کر لین اژدہے نے
دم کھینچا موسیقار بیہوش ہو گئی اژدہے نے موسیقار کو مُنہ مین کھینچ لیا موسیقار کو
نگل کر سوفار کو ڈھونڈھنے لگا سوفار کو ناموون نے خبر دی کہ موسیقار کو اژدہا
نگل گیا آپ کی فکر مین ہی سوفار تلوار کھینچ کر نکلا جو سحر اژدہے پر کیا اژدہے نے اُسے
مُنہ مین لے لیا جب دس پانچ سحر سوفار نے کیے اور کسی سحر نے تاثیر نہ کی اژدہے نے مُنہ
کو زمین مین گرا دیا اور دُم کو چرخ دے کر سوفار پر مارا سوفار کے ٹکڑے ٹکڑے
اُڑ گئے اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سوفار جادو بود اہل فوج

دیکھا کہ دونوں افسر مارے گئے موسیقار کا پتہ نہیں لاشہ سوفار تڑپ رہا ہے فوج دوا کے
بھاگنے لگے میثاق نے کل لشکر کو شکست دی مگر وہ اژدہا سامنے کھڑا رہا جب میثاق پلٹا تو
اژدہے نے موسیقار کو اگل دیا سب نے دیکھا کہ جسم میں موسیقار کے آبلے پڑے ہوئے
ہیں چنگاریاں بدن سے نکل رہی ہیں ہڈیاں اسکی جل رہی ہیں آہ آہ کر رہی ہے میثاق
نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ موسیقار کے بھی دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی موسیقار کے دھواں
پاک اٹھا اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی ہوا نام میں موسیقار جادو لو
سعد میں تنہا نکلی پیدا ہوئے منظور ہوا کہ جا کر شہریار جنگ ہوں فیروزہ نے خبر دی
کہ میثاق نے سب کو شکست دی افسروں کو مار لیا بادشاہ نے خوش ہو کر فرمایا کہ جلد
میثاق کو بلاؤ میثاق نے آ کر سلام کیا عرض کی کہ اب حضور لوح دیکھیں اور برائے
فتاحی مرحلہ جانے پایا ہے مگر سب کے پہلے مرحلہ کا [illegible] افسر [illegible] حکیم فلاسفہ ثانی کا
اس مرحلہ کے [illegible] ہونے [illegible] حضور بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کریں
یقین ہے کہ کسی کا کہنا [illegible] بادشاہ نے اسی وقت لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح میں یہی
نوشتہ پایا کہ جو میثاق نے کہا ہے اسکا خیال [illegible] بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا
طرف مشرق کے روانہ ہونا چاہیے بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر طرف مشرق کے چلنے پر مستعدی کرتے
ہوئے جاتے ہیں کہ ذکر ان کا وقت پر ہوگا لیکن حکیم فلاسفہ ثانی اپنے دربار میں بیٹھے
ایک کتاب پڑھ رہے تھے ہنسے مصاحبوں نے پوچھا کہ کیوں جناب کیا ہنسے کہا او حمزہ
دیکھو کہ طلسم کشا میرے مرحلہ پر آتے ہیں خبر نہیں اُن کو حیران تو کروں یہ کہہ کر ایک نقشہ لکھا
اُس پر تصویر بنا کے اُسکو ہوا پر اُڑا دیا کہا بس اب اطمینان ہے مگر بادشاہ اسلام بہت
بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے کیا ہو ادھر بادشاہ لشکر سے نکل کر طرف صحرا کے چلے ہیں
فقط فیروزہ تعاقب میں ہے کہ فیروزہ نے دیکھا جنگل میں ایک غار ہے اُس غار میں سے
گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی اور نقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک نقابدار سفید پوش
اُس غار سے نکلا پشت پر کئی ہزار سوار کچھ پیدل علم ہائے زرنگاری سر کے اوپر سے کھلے ہوئے
اُس نقابدار نے آتے ہی سعد کو للکارا کہ ای بادشاہ اسلام اس صحرا میں کیوں آئے اس

صحرا مین ہماری عملداری ہی کسی کی کیا مجال ہی کہ یہان آسکے اگر آئے ہو تو مجھسے مقابلہ
کرو سعد بن قباد کو ان کلمات کی کہان تاب تھی گھوڑا بڑھا کر سامنے نقابدار کے آگئے
نقابدار نے نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑ ڈالا
نقابدار نے پیچھے ہٹ کر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری بادشاہ پر تیر مارنا شروع کیے
بادشاہ نے تیر قلم کیے دس پانچ تیر نقابدار نے مارے بادشاہ نے سب تیر قلم کیے اور
قریب پہونچ کر پہلے سے تلوار کے کمان کو قلم کیا کمان کے قلم ہوتے ہی نقابدار نے تلوار
کھینچی اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار
آپس مین رد و قدح ہوے کہ ایک مقام پر بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باش او مفلوک
تیری قضا دامنگیر ہوئی تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ فرما کر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے سپر
کو اُٹھا دیا برق شمشیر چو تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا ہوا ابرو نقابدار تک تلوار
پہونچی نقابدار زخمی ہوتے ہی بھاگا اُسی غار مین کود پڑا ساتھی بھی کود پڑے بادشاہ
کنارے پر غار کے آکر دیکھا کہ غار نہایت وسیع معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات تم بھی اپنے کو غار مین گرا دو مگر لوح سے
غافل نہ رہنا بغیر دیکھے کوئی کام نہ کرنا ہرچند کہ بادشاہ بہت پریشان ہوے مگر جی مین
کہتے ہین کہ جو لوح حکم دیتی ہی وہی کرو بے اندیشہ غار مین کود ے جب زمین پر پاؤن
قائم ہوے تو دیکھا ایک صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی جہان تک نگاہ کام کرتی ہی
تمام صحرا پھولون سے بھرا ہی ہزارہا آہوان خوش چشم جنگل مین پھر رہے ہین بادشاہ نے
ان آہوون کو بغور دیکھا کہ اُن مین ایک آہو نہایت خوشرو پھر رہا ہی بقول شاعر نظم
جل زربفت پشت کے اوپر پڑا ہوا ہے آہوے پری پیکر ؛ رم محبوب اُس سے عاری تھا
دل کے رشتے کا وہ شکاری تھا خرامان خرامان وہ سامنے بادشاہ کے آیا سعد نے چاہا
کمند مار کر اسکو گرفتار کر لون آہو سامنے سے ہٹ گیا جب بادشاہ بڑھتے ہین تو آہو
بھاگ کر دور کھڑا ہو جاتا ہی آخر بادشاہ نے اُس آہو کا تعاقب کیا کئی کوس بادشاہ
اُس آہو کے تعاقب مین آئے مگر گرفتار نہ کرسکے آخر ناچار ہو کر کمان کاندھے سے اُتاری

سیر سبزہ و گل کا آہ و حسرت کرتا ہوا اُٹھا کہ بادشاہ تھا قریب میں چلے اُس صحرا میں ایک دروازہ
باغ کا کھلا ہوا تھا آہو بالکلمت اندر باغ کے داخل ہوا بادشاہ بھی برابر اندر پہونچے
دیکھا گلہائے رنگا رنگ و شگوفہائے بوقلموں ہیں نہرین سلسبیل آسا جاری ہیں شاخہائے نخل پر طایران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہیں ہر طائر کی زبان پر یہ بصد کیفیت و سرور یہ اشعار جاری ہیں نظم

ابر گھر آیا ہوا سے خوشگوار آنے کو ہی ۔ اب خزان گلشن سے جاتی ہی بہار آنیکو ہی
ای فلک تو بھی جلیگا ایک دن مثل زمین ۔ اُسطرف بھی میری آہ شعلہ بار آنے کو ہی
کس خوشی سے میکدے کو سج رہے ہیں مغبچے ۔ ہو مبارک میکشو فصل بہار آنے کو ہی
آج دیکھوں کس قدر ساقی پلاتا ہی شراب ۔ پی چکے کچھ بادہ خوار اب میری بار آنے کو ہی
آنکھ سطوت سے جو اُس بت نے پھرائی یک بیک ۔ موت کیا اب ای مرے پروردگار آنے کو ہی

طائروں کی آوازیں سن کر بادشاہ کو فرحت حاصل ہوئی سیر باغ دیکھتے ہوئے چلے ہر مقام پر
چمن ہائے طولانی طائروں کی غزلخوانی حوض تمام پانی سے مملو سرسبز لب جو قمریوں کی
کوکو فاختہ قلندر ہمشرب کی حق سرہ بادشاہ یہ تماشا دیکھتے ہوئے وسط باغ میں پہونچے دیکھا
بارہ دری میں فرش بچھا ہی میزوں پر گلدستے چنے ہوئے ہیں آئینے قد آدم تصویریں عمدہ
آئینوں میں آراستہ ہیں کہ روح سکندر کو رشک ہو ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک
شاہزادی بصد زیب و زینت بیٹھی ہی کہ تاج سر پر لباس عمدہ زیب بدن جواہر میں غوطہ
مارے ہوئے حسن میں بے مثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال بوٹا سا قد دلجو
بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی مثل ہلال شب اول خم ہوئی یعنی سلام کیا بادشاہ نے جو
جمال جہان آرا دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیدا ہوا اُس نازنین نے
ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی کنیزوں سے اشارہ کیا صاحبو ایک
مہمان عزیز تمھارے یہاں آیا ہی اُس کی خاطر کرو کنیزوں نے لاکر گلابیاں شراب کی اور
کشتیاں کباب کی رکھیں اُس نازنین نے اپنے ہاتھ سے جام بھر دست نگارین پر رکھ کے
پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لوں کہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا وہ ہی
نقابدار سفید پوش تیغہ کھینچے ہوئے آتا ہی سامنے آکر للکارا کہ کیوں ای شہریار آپ ہماری

معشوقہ کے پاس آکر بیٹھے ہین اوگیسو بریدہ تو نے ظاہر نہ کردیا کہ یہ مقام نقابدار سفید پوش
کا ہی اُس نازنین نے تھرا کر کہا کہ ای شہریار اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے یہ زندہ نہ
چھوڑیگا بادشاہ جست کرکے بارہ دری سے اُترے سامنے نقابدار کے آگئے نقابدار نے
دیکھتے ہی نیزہ اُٹھایا مگر بادشاہ کو حیرت ہی کہ یہ وہی نقابدار ہی کہ جسکا سر زخمی ہوا تھا
اب زخم نہیں معلوم ہوتا اتنی دیر مین کیونکر اچھا ہوگیا یہ بڑا افسوس ہی مگر نقابدار نے نیزہ
چلنے لگا ہر چند کہ بادشاہ چاہتے ہین کہ نیزہ نکالون مگر کب ممکن ہی نقابدار بہت ہوشیاری
سے نیزہ بازی کر رہا ہی ایک مقام پہ بادشاہ نے نیزہ نقابدار کا تھام کر کھینچا لیکن نیزہ
ہاتھ سے نکلا نہیں مگر ٹوٹ گیا نقابدار نے جھلا کر قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا اور للکار کر
آواز دی کہ ای بادشاہ ہوشیار ہو جاؤ یہ وار تیغہ سے بے دریغ کا ہی کبھی خالی نہین جاتا یہ
کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے آگے بڑھ کر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا نقابدار نے گریبان پکڑا
گھوڑے سے کو دپڑا بادشاہ کشتی لڑنے لگے مگر جب کوئی پیچ چلتی ہی تو نقابدار الگ ہو جاتا
ہی اُسکا عکس اپنے اوپر نہین لیتا الگ الگ لڑ رہا ہی ایسے ایسے داؤ پیچ کر رہا ہی کہ
بادشاہ دنگ ہین اکثر نقابدار کو پکڑ لائے چاہا دو چار گھسے دوان مگر نقابدار ایسا جلدی
نکل جاتا ہی کہ بادشاہ حیران ہو جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اونقابدار تو فنون سپہ گری مین
بہت طاق ہی اور فنون کشتی مین نہایت مشاق ہی ایک مقام پر بادشاہ نقابدار کو پکڑ لائے
منظور یہ ہوا کہ دو چار گھسے ماردون کہ عاجز ہو جائے یہ کہکر لنگوٹ مین ہاتھ ڈالا پیچھے کھینچا
کہ عکس پڑ گیا نقابدار کا تڑپنے لگا کہا ای شہریار ذرا مجھے چھوڑ دیجیے مین اپنے کو درست
کرلون بادشاہ نے چھوڑا نقابدار اُٹھا اور سامنے سے بھاگا بادشاہ تعاقب مین چلے
اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ای شہریار اسکے پیچھے نہ جائیے یہ مکار و دغاباز ہی ایسا نہو
حضور کے دشمنون کی خرابی پیدا کرے تو مین کدھر کی ہونگی تڑپ تڑپ کر مرونگی یہ
کہکر بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ رُکے نقابدار بھاگ کر نکل گیا وہ نازنین بادشاہ
کو بلائین لینے لگی کہتی ہوئی جاتی ہی کہ ای شہریار یہ آپ ہی کی جرأت تھی کہ جو ایسے زبردست
سے بچے یہ وہ نقابدار ہی کہ اکثر دیو زادون سے لڑا اور کسی مقام پہ کمی نہین کی ابھی

جرأت پڑا اسکو بڑا ناز ہی ساحر تو نہین مگر شعبدہ باز ہی بادشاہ کو لاکر مسند پر بٹھایا جام شراب کہ بھرا رکھا تھا بہ تکلف اُٹھایا بعجز کہا کہ ای شہریار اسے نوش فرمائیے مجھپر بڑا احسان ہوگا مین بھی فخر کرون کہ طلسم کشا میرے مقام پر آئے خاطر داری میری قبول کی شراب نوش فرمائیے بادشاہ سوچے کہ ای بادشاہ بڑے تاسف کی بات ہی چند معاملے گذرے مگر لوح کو نہ دیکھا یہ سوچ کر قصد ہوا کہ لوح ملاحظہ کرون اُس نازنین نے کھڑے ہوکر عرض کی کہ ای شہریار اول جام بعدہ کلام اگر نہ نوش فرمایئے گا تو نوشا ہزادیان مجھپر ہنسین گی اگر آپ کو خیال ہی کہ مذہب میرا خلاف ہی تو یہ بات نہین ہی اس مرحلے پر سب اہل اسلام ہین حکیم فلاسفہ ثانی خدا پرست علم حکمت مین زبردست ہین سب لوگ جانتے ہین کہ حکیم مرد مسلمان ہین ہم سب اُنھین کے تابعدار و خدمتگزار ہین مگر یہی چاہتے ہین کہ آپکی تابعداری کرین اگر بوقت صحبت آپ نے اُن سے شکایت کی تو حکیم صاحب فرماوینگے کہ سواے خاطر کے تمکو کیا زیبندہ تھا کوئی تو ایسی بات خرابی کی کی کہ بادشاہ بیزار رہے لہذا کنیز کا کہنا قبول فرمائیے اور ایک جام نوش فرمائیے اس طرح منت کرکے کہا کہ بادشاہ کو کچھ نہ بن پڑا جام پی لیا کنیزین جو تھین اُنھون نے کلمہ پڑھا عرض کی کہ کیون حضور شراب کا تو مزہ خوب تھا بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین ایسا لطف شراب کبھی نہ اُٹھایا پیتے ہی نشہ ہو گیا دل چاہتا ہی کہ باغ کی سیر کرون اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا کہا چلیے سارا باغ آپ کی سیر کے واسطے ہی طائرون کی بھی خواہش ہی کہ ذرا نیچے اُتر کر کوٹھری کو ملاحظہ کیجیے دیکھیے تو اس باغ مین کیا عجائب و غرائب ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مقام آپ کی سیر سے باقی رہجائے اس باغ کو بڑی مشقت سے درست کیا ہی حکیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس باغ کی سیر طلسم کشا کرین گے تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین کے ساتھ باغ کی سیر کو چلے کنیزین مبارک مبارک کہ رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ واری حقیقت مین آپ بڑی صاحب اقبال ہین کہ طلسم کشا تشریف لائے آپ کے حکم کے مطیع ہین بارہ دری سے اُتر کر اُس نازنین نے چاہا کہ بادشاہ کو لیکر گوشہ باغ مین جاؤن کہ ایک صدا سے مہیب آئی او شوخ دیدہ تجھکو کچھ خوف نہین طلسم کشا کو

پہلو مین بٹھا لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو بڑے قد کا دار آہن ہاتھ مین لیے ہوے
اُسکو چرخ دیتا ہوا للکارتا ہوا آتا ہی بادشاہ نے اُس نازنین کا ہاتھ چھوڑ کر للکارا کہ او
بے حیا کیا بکتا ہی اُستے وہ ہی دار رہا کی بادشاہ نے تلوار سے دار کو قلم کیا ٹکڑا دار کا جو
ہاتھ مین دیو کے رہا وہ اُسنے پھینک مارا بادشاہ نے خالی دیا تب تو اُس دیو نے لپک کر
چنگل مارا بادشاہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا دیو کا ہاتھ کٹ کے گرا دیو نے ایک چیخ ماری
کہ یار و اسکو لینا چہار جانب سے ہزار ہا نرہ ہاے دیو چقماق چادرین گلھاڑے اور
زاغنول لیکر آگرے بادشاہ پر وار کرنے لگے ایک دیو نے بڑھ کر اُس نازنین کا ہاتھ
تھاما اُس نازنین نے غل مچا کر آواز دی کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے بادشاہ نے
پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار اُس مہجبین قمر عذار کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ رہا ہی کہتا ہی
حکم ہی حکیم صاحب کا اُس شوخ دیدہ کو لاؤ ہم اُسکو سزا دین گے ہرچند بادشاہ نے
للکارا مگر دیوزادون نے بادشاہ کو روکا قریب اُس نازنین کے نہ جانے دیا وہ دیو اُس
نازنین کو لے بھاگا ایک گوشے مین لا کر مصروف بدفعلی کا ہوا نازنین نے تڑپ کر کہا کہ
ای شہریار اسنے میری آبرو لے لی مین ساتھ والیون مین بدنام ہوئی آپ کی محبت مین
یہ پھل ملا تب اُس دیو نے اُس نازنین کو چیر ڈالا بادشاہ کو خیال آیا کہ لوح طلسمی کو دیکھون
کئی دیو مارے مگر لاشہ کسی کا نہین معلوم ہوتا تب بادشاہ نے لڑتے لڑتے ایک جنگل کے
پیچھے اپنے کو چھپایا لوح کو جو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات
مرنا نازنین کا دل پر بار نہ ہو یہ عجائبات طلسم ہین ایسے ایسے معاملے بہت پیش ہونگے
لہذا ان دیوزادون مین خیال کر کے دیکھو جو سب مین بلند بالا ہی پیشانی پر اُس کی
ایک خال سیاہ ہی اُسپر تاک کر تیر مارو تب یہ دیو نابود ہو سکینگے اور اگر یون عمر بھر لڑو
تو انکا خاتمہ نہ ہوگا بادشاہ نے کمان کاندھے سے اُتاری جیسے ہی سب سے بڑا دیو دیکھا
ہاں جست کر کے نکل جاؤن مگر تیر چور رہا ہوا اُسی خال سیاہ پر آکر پڑا اُس دیو کے جسم
سے قطرا خون نکلا جسپر قطرہ پڑا وہ جلنے لگا ایک آندھی سیاہ اُٹھی بادشاہ نے لوح
سینے پر رکھ لیا عرصے تک ہوا سے سنسناتی چلی بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین

عفریت خونخوار بود اب جو روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ قصر بلکہ
ایک صحرائے ویران لق و دق میدان ہی بوڑھے اگر دسکے براے تعظیم اُٹھ رہے ہین بادشاہ
حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ وہ باغ کیا ہوا یا تو وہ رعنائی و زیبائی تھی یا یہ ویرانہ ہی
دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار زمرد پوش آتا ہی دوسری
طرف سے گرد اُڑی نقابدار یاقوت پوش ظاہر ہوا تیسری طرف سے گرد اُڑی نقابدار
نیلم پوش آکر پہونچا چوتھی طرف سے گرد اُڑی نقابدار مروارید پوش بھی نمایان ہوا ان
چارون نقابدارون نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا قلعے مین تشریف لے چلیے سب مستغیث
مشتاق ہین چل کر عدالت فرمائیے ہم لوگ آپ کے استقبال کو آئے ہین کہ ایک طرف سے
ایک جوان آیا تخت یاقوت احمر اُسکے ساتھ ہی تاج اُسپر رکھا ہوا سپر و شمشیر پہلو مین
تاج کے آکر بادشاہ سے کہا کہ آپ شہریار کشور جلالت ہین تخت پر سوار ہو جیسے بادشاہ
تخت پر سوار ہوے اُن چارون نقابدارون نے چارون پایون پر تخت کے ہاتھ رکھا
بارہ بارہ ہزار جوان سب کے ساتھ ہین اُس جوان نے قریب آکر عرض کی جو تخت لیکر
آیا ہی کہ حضور تاج سر پر رکھین بادشاہ نے لوح کو نہ ملاحظہ کیا اور تاج سر پر رکھ لیا
جیسے ہی تاج سر پر رکھا ایک طرف ایک کانا دیو کھڑا تھا اُسنے تیر مارا بادشاہ کے شانے
پر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کون بے ادب ہی جسنے یون بے تکلف تیر مار دیا کچھ خیال
نہ کیا اُس کانے دیو نے دوسرا تیر پھر کمان مین پیوست کیا اب تو بادشاہ نے قرولی ہاتھ
مین لی جیسے ہی اُسنے تیر مارا بادشاہ نے قرولی سے اُسے کاٹا کئی تیر اُسنے مارے
بادشاہ نے اُن سب کو قلم کیا ترکش اُسکا خالی ہو گیا مگر پہلا تیر جو بادشاہ کے شانے پر
پڑا تھا اُس سے قطرہ ہاے خون ٹپکے چارون نقابدارون نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اس
بے ادب کو گرفتار کرین اس سے جنگ شروع ہو بادشاہ نے اشارہ کیا وہ چارون
نقابدار مع کل فوج کے جا پڑے اُس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے کیے دیو کو مار کر چارون
نقابدار پلٹے آکر بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ حضور کے تصدق سے اس دیو یک چشم
پر فتح پائی اسنے کل اہل قلعہ کو بہت پریشان کیا تھا ہم کہا کرتے تھے کہ جسدن طلسم کشا

آپکا یہ بدعت مچا ئیگی شکر ہی کہ آج اُسکا ظہور ہوا تاجداری حضور کو مبارک ہو اب
قلعے مین چل کر عدالت کیجیے کئی مقدمے ایسے ہین کہ حضور ہی کے لائق ہین بادشاہ تخت پر
سوار پشت پر اڑتالیس ہزار فوج پیدل نیزے چمکاتے ہوے سوار گھوڑے اُڑاتے ہوے
بعض افسر گھوڑا چمکا کر سامنے آتے ہین اور عرض کرتے ہین آپ کے اقبال سے مین نے ہی
نیزہ سینے پر دیو کے مارا کہ اُسی سے وہ گرا دوسرا کہتا ہی کہ مین نے ہاتھ تلوار کا مارا چند کس
کہہ رہے ہین کہ ہمنے تیرون کی بوچھار کی جسم اُسکا غربال کر دیا بڑا ظالم آج مارا گیا
زمین کفر سے پاک ہوئی بادشاہ سب کی سنتے ہوے تاج شہریاری برسر سپہر مدور
پشت الور پہ صاف ثابت ہوتا ہی کہ قرص قمر پشت پر قائم ہی تیغہ ہلالی ہاتھ مین نیزہ پہلو
مین خنجر کمر مین تھوڑی دور چلے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی نقیب دار کانپنے لگے کہا ای
شہریار غضب ہوا معلوم ہوتا ہی قلعہ ریحانہ پر ہیجان صحرا الشین چڑھ آیا اگر وہ
آگیا ہی تو قلعہ نہ بچے گا اب حضور کی عملداری نہ ہوسکیگی بادشاہ نے فرمایا تخت بڑھاؤ
مین اُسکو روکونگا کہار تخت لیکر جلدی جلدی چلے چارون نقیب دار کہتے ہوے جاتے ہین
کہ کیون صاحبو ہم نہ کہتے تھے کہ بادشاہ اسلام بڑے بہادر ہین کوئی دو کوس راستہ طی کیا
ہی کہ دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ توپین لگی ہوئی ہین گولہ انداز مصروف
جانبازی ہین ایک پہلوان لحیم و شحیم کرگدن مست پر سوار طرف قلعے کے گولون کو رد
کرتا ہوا جاتا ہی اور پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ ای اہل قلعہ آج تمکو کیا ہوا ہی کہ مال خراب
کرتے ہو مین قلعہ لے لونگا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور جگہ سے انسانون کو لاکے
قلعہ آباد کرونگا مگر آج تم سب کو برباد کردونگا اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین کہ ای کریم
رحیم و ای سمیع و علیم ای فریاد رس بیکسان و ای رب دو جہان اس ظالم کے ہاتھ سے
بچانے اگر یہ قلعے مین آیا تو ہمکو زندہ نہ چھوڑیگا نظم

گہ از خاک گردید اظہار قدرت ۔ گہ از گل بخندید گلزار قدرت
گہ از ماہ بنمود انوار قدرت ۔ گہ از مہر بکشود اسرار قدرت
بہر خطہ شد حکم تقدیر جاری ۔ بہر شہر شد گرم بازار قدرت

خدا داد نثر دین و دنیا نوشت است		خدا اگر دست تحریر طومار قدرت ؞
ہمی بخشد از فیض خود آب و نانے		بہر گلشن ابر گہر بار قدرت ؞

بادشاہ نے تخت سے اُتر کر للکارا کہ او نابکار کیون غریبون کو ستاتا ہی نقابدار قریب
سعد شہریار آئے گھوڑون سے کود پڑے کہا ان چارون مرکبون مین سے جو مرکب
حضور کے پسند ہو اُسپر سوار ہو جیے بادشاہ نقابدار زمرد پوش کے مرکب پر
سوار ہوے نقابدار زمرد پوش مثل شاطرون کے ہمراہ شہریار ہو زرین پوش غراتے
ہوے دوڑا ہوا آتا ہی جب بادشاہ نے دو نعرے کیے تب ہیجان پلٹا اور آواز دی
کہ او اجل رسیدہ تو کون ہی جو دخل دیتا ہی یہ لوگ میری رعایا ہین جب خرچ سے
تنگ ہوتا ہون آکے خرچ لیجاتا ہون نقابدار زمرد پوش نے پکار کر آواز دی کہ
ای ہیجان یہی طلسم کشا ہین یہ سُنتے ہی ہیجان پلٹا مقابلہ سعد مین آیا آتے ہی نیزہ
مارا سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھناکے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا
مارا ہیجان نے کلائی سعد کی تھام لی سعد نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوے
زمین پر آئے بادشاہ سے کشتی ہونے لگی ہیجان دنگ ہی کہ عجب شیر سے مقابلہ پڑا
کہ کسی مقام پر کمی نہین کرتا کس زور و شور سے لڑ رہا ہی دلمین کہتا ہی کہ دیکھون تقدیر مجھکو
کیا دکھائے آج تک تو میری پشت کبھی زمین سے نہین لگی آج دیکھیے کیا ہو حکیم صاحب
نے مجکو یہ کہکر بھیجا تھا کہ ایک جوان کم سن ہی جاتے ہی اُسکو اُٹھا لینا مگر یہ تو بلاے
روزگار ہی مگر اپنے نزدیک بڑے بڑے داؤ پیچ کر رہا ہی دو پہر برابر کشتی ہوئی
سعد ایک مقام پر ذرا اُڑ کے تھے کہ ہیجان لے دوڑا سات آٹھ قدم ریل کر لایا
ہلہ مارا بادشاہ نے لنگر مارا ہیجان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر کیسے کیسے زور کیے کہ اگر
پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس و حرکت نہ ہوئی
تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا سعد شہریار تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے تھام کر لے دوڑے
پندرہ قدم تک ریل کر لائے پندرھوین قدم پر ہلہ مارا دونون گھٹنے ہیجان کے

آشنا بہ زمین ہوے بادشاہ نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ کوہ شگاف کیا کہ پہلے زور
مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دے کر
چاہا کہ زمین پر مارین ہیجان نے کہا کہ مین مسلمان ہون اس سرحد مین کوئی کافر نہین ہی
حکیم صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر زیر ہونا تو اطاعت کرنا سعد نے ہاتھ سے رکھدیا چارون
نقابدارون نے ہلڑ کیا کہ لو صاحبو ہیجان دشت نشین کو اس شہریار نے زیر کیا
کہ جسکا طلسم مین مثل نہ تھا دو پہر مین زیر کر لیا ہیجان نے اطاعت کی ہر ایک نقابدار
سامنے آتا ہی اور کہتا ہی کہ ای شہریار آپ نے بڑا کارنمایان کیا کہ اس پہلوان کو
زیر کر لیا اب بادشاہ پھر تخت پر سوار ہوے ہیجان مثل چاکران کمترین کے ہمراہ رکاب
ہی نوبت و نقارے بجتے ہوے طرف قلعے کے چلے اہل قلعہ بھی پھاٹک کھول کر نکل آئے
بادشاہ پر زر نثار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حضور نے آج ہم کو بڑی آفت سے نجات دی
دیو پایہ چشم ہار گیا ہیجان ایسا پہلوان زیر ہوا مگر ابھی آپکو معرکہ عظیم باقی ہی
اہل قلعہ جو برائے استقبال آئے سب بادشاہ کو گھیرے ہوے لیکر قلعے مین آئے
دیکھا قلعہ آباد ہی رعایا دلشاد دکانین کھلی ہوئین بزازہ اور جوہری بازار نہایت
تکلف سے آراستہ جوہری بیچے دکانین کھولے ہوے بیٹھے ہین دلالون کی بول چال
گاہک کو سمجھا کر لاتے ہین دکانداروں نے ہلڑ سنا کہ سوار و پیدل چلے آتے ہین جو برابر
آوازین لگاتے ہوے تخت شہنشاہ کے ساتھ دکاندارون نے اٹھ اٹھ کر سلام کیا
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑی آفت سے ہم لوگون کو بچا لیا ہیجان ایسا زبردست طیع و
منقاد ہوا کس تکلف سے ساتھ ہی کہ پایہ تخت پر ہاتھ ہی اس شوکت سے سب شہریار کو لیکر
دار الامارہ شاہی مین آئے تخت زبرجدی بچھا تھا سب نے عرض کی کہ یہ حضور کا مقام
ہی بادشاہ جیسے ہی تخت پر بیٹھے نقابدارون نے نذرین دین نقارون پر چوب پڑی آواز
مبارک و سلامت بلند ہوئی کہ ایک وزیر اعظم آیا اُسنے سعد کو سلام کیا گوشۂ تخت
پر بیٹھ گیا بادشاہ نے جھلا کر فرمایا کہ او بے ادب یہ کیا طریقہ ہی کہ گوشۂ تخت پر بیٹھ گیا
وزیر نے کہا کہ ای شہریار آپنے کارنمایان کیا مگر میرا جو عہدہ تھا مین وہان آکر بیٹھا آپ

تخت نشینی سے غرور نہ فرمائیے کہ آپ تخت پر بیٹھے ہین بادشاہ نے جھلاکر فرمایا کہ او بے ادب
یہ کیا طعنہ دیتا ہی یہ تاج و تخت کیا ہی مین اُس تخت پر بیٹھتا ہون کہ جسکا مثل و نظیر نہین اور
وہ بارگاہ آسمان جاہ ہی کہ جہان پانچہزار پانچ سی پچپن سردار بیٹھتے ہین افسر ہمارے
صاحبقران زمان ہین کہ جنھون نے پردۂ قاف کو فتح کیا چھتیس پردون پر قبضہ کر لیا
سرکشان قاف اُن کے ہاتھ سے مارے گئے مین اس تاج و تخت کی کیا حقیقت جانتا ہون
وزیر نے جواب سخت دیا بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا کہ سر وزیر کا اُڑ گیا تمام اہل دربار
کانپ گئے کہ ایک شخص ضعیف لستہ کاغذون کا لیکر آیا پہلا مقدمہ کوتوال کا پیش کیا اسمل
مقدمہ جو بادشاہ نے ملاحظہ فرمائی اُس مین لکھا تھا کہ کوتوال شہر نے اسقدر رشوت
لوگون سے لی کہ تمام ملک کی رعایا بیزار ہو رہی ہی صدہا شرفا کی آبرو لے لی بادشاہ
نے فرمایا کہ اس ملک مین کوئی قیدخانہ ہی اُس پیر مرد نے عرض کی کہ جی ہان یہان کا
قیدخانۂ کلان نمونۂ جہنم ہی حتی کہ وہان کا سزا یافتہ وہ مشقت کرتا ہی کہ زندہ نہین نکلتا
بادشاہ نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ جرمانہ کرو اور دو برس کی میعاد کوتوال سامنے آیا
عذر کرنے لگا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا ملازمان شاہی کشان کشان کوتوال کو
لے گئے کوتوال قید ہوا سب لوگ انصاف پر بادشاہ کے بہت خوش ہوے دن بھر
مقدمات پیش رہے بادشاہ نے خوب خوب فیصلے کیے جو حکم لکھا ایسا ہی لکھا کہ تمام
حاضرین وقت تعریفین کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب قلعہ ریحانیہ نہایت
آباد ہو جائیگا ایسے عادل کا قدم آیا ہی کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکیگا اور جو ظلم کریگا
وہ سزا پائیگا چالیس مقدمے بادشاہ نے فیصلے کیے سب پر حکم شرعی لکھا مگر حال
کوتوال شہر سُن کر سب خوش ہوے یہ بھی حکم مین لکھدیا کہ اس دشمن خدا سے مشقت
لی جائے کئی مہینے کی کال کوٹھری کہ اپنی بدعت کو یاد کرے ہمیشہ قیدخانے مین فریاد کرے
لوگ بہت خوش ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بادشاہ بڑے عادل و منصف ہین
دن بھر بادشاہ تخت پر رہے شام کو سب نے عرض کی محلات مین شاہزادیان
حسین و جمیل حاضر ہین اور آپ کا اشتیاق کر رہی ہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کسی کے

ناموس مین جانا نہین چاہئے ہمارے واسطے قصر مین پلنگ بچھواؤ سامنے بارہ دری تھی اُس مین چھپر کھٹ آراستہ ہوا بادشاہ نے آکر سامان آرام کیا خدمتگار چپی پر آگئے جب بادشاہ نے آرام فرمایا خدمتگار تو اُٹھکر چلے گئے صبح کو جو بادشاہ براے نماز اُٹھے ہر طرف دیکھتے ہین تلوار کا پتہ نہین سپر بھی نہین ملتی خدمتگارون کو پکارا خدمتگار حاضر ہوے بادشاہ نے پوچھا کہ ہماری سپر و شمشیر کیا ہوئی نہین ملتی جس کسی نے اُٹھائی ہو دیدے اگر بعد اسکے دریافت ہوگا تو اُسکو سزا دیجائیگی سب نے عرض کی کہ کیا مجال جو اشیاء حضور کو ہاتھ لگا دین بادشاہ کو بڑا تردد رہا دوسری شب کو جو آکر لیٹے سامنے میز تھی اُسپر خود و تاج رکھدیا مگر منظور ہی کہ بیدار رہون دیکھون یہ کسکا کام ہی اُنگلی مین زخم لگا لیا کہ اُسکے صدمے سے نیند نہ آئی وہ پٹہ آب روان کا چہرے پر ڈال لیا مگر جاگ رہے ہین دو پہر شب تجاوز کر چکی ہی کہ ایک طرف سے دیکھا ایک جوان چست و چالاک لباس سیاہ پہنے ہوے چہرے پر نقاب سیاہ ڈالے ہوے آیا مگر وہ نقاب مانع حُسن و جمال نہین ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ گویا ابر مین ماہ تابان چھپا ہی لو نور کی چہرے سے نکل رہی ہی جست و خیز کرتا ہوا آیا چاہا خود یا تاج اُٹھالون بادشاہ نے للکارا کہ او دزد خبردار یہ کیا کرتا ہی وہ سیاہ پوش بھاگا بادشاہ نے تعاقب کیا کوٹھون کوٹھون وہ جوان جاتا ہی بادشاہ بھی اپنے کو پہونچاتے ہین مگر اُسکو نہین پاتے ایک مقام پر کوچہ کلان تھا نقابدار پھاندا گلیون مین ہوکر نکل گیا بادشاہ حیران حیران گلیون مین پھر رہے ہین مگر سیاہ پوش کا پتہ نہین ملتا ایک طرف جو سر اُٹھا کر دیکھا صحرا معلوم ہوا بادشاہ اُس طرف چلے پہلے ایک تکیہ ملا ہزارون قبرین پختہ بنی ہوئی تھین بادشاہ اُس تکیہ کو طے کرکے آگے بڑھے تھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

بلبلین اس درد سے رہتی ہین نالان باغ مین	چاک رہتا ہی ہر اک گُل کا گریبان باغ مین
گو ہر شبنم سے اپنی آنکھ رہتی ہی لڑی	یاد آجاتے ہین اُس گُل کے جو دندان باغ مین
چہرہ دیکھا جو اُس گُل کے لب جان بخش کا	پڑھ کے کلمہ ہو گیا لالہ مسلمان باغ مین

باغبان ثابت ہی یہ شبنم کے قطرون سے ہین ۔ دن کو خندان ہی ہر اک گل شبکو گریان باغ مین
اسقدر نخوت نہ کر اے باغبان پچھتائیگا ۔ فصل گل دو چار دن ہو اور مہمان باغ مین
سنتے ہین گل کان دھر کے بلبلین ہوتی ہین مست ۔ جبکہ پڑھتا ہی وہ گل سطوت کا دیوان باغ مین

یہ صدا اُسن کر بادشاہ کو تلاش ہوئی کہ یہ آواز کہا سنے آتی ہی جب خیال کیا تو معلوم ہوا
کہ سامنے دروازہ باغ کا کھلا ہی اسی باغ سے آواز آتی ہی یہ سمجھ کر بادشاہ آگے بڑھے جون
جون قریب باغ آتے ہین وہ صدا اور زیادہ مزہ دیتی ہی بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے
دیکھا آخر رات کا وقت ہی روشنی جھلملا رہی ہی مگر آواز دمبدم گانے کی آتی ہی بادشاہ
اُسی صدا کی جانب چلے وسط باغ مین پہونچکر دیکھا کہ ایک شامیانہ باسلک ہاے مروارید
استادہ ہی زیر شامیانہ فرش معقول بچھا ہی اُسپر مسند جواہر نگار لگی ہی اُس مسند پر ایک
مہ جبین آفتاب جمال شعلہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار بشوکت تمام جلوہ فرما ہی
گرد کنیزین نہایت حسین وجمیل جوان جوان بیٹھی ہین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی تانین
مار رہی ہی بادشاہ نے ایک نخل کی آڑ پکڑکر جمال جہان آرا دیکھا حواس گم ہو گئے ٹھنڈی
سانسین لینے لگے چاہتے ہین قدم اُٹھاؤن قدم نہین اُٹھہ سکتا آخرکار بادشاہ رنجیدہ
ہوکر فرش خاک پر بیٹھ گئے سر کو نخل سے لگا دیا آنکھین بند دل دردمند اس حال مین
بادشاہ بیٹھے ہین کہ ایک کنیز کسی کام کو اُٹھی اُسکی نگاہ پڑی کہ زیر نخل آفتاب چمک رہا ہی
حیران ہو گئی دوسری کنیز سے کہا کہ لوا دیکھو تو زیر نخل یہ کیسی روشنی ہی اور یہ کیا معرکہ
ہی چرچا جو ہوا بہت سی کنیزین جمع ہو گئین کوئی کہتی ہی ستارہ ٹوٹ کر آسمان سے گرا
ہی کوئی کہتی ہی سانپ نے من منہ سے نکالا ہی یہ اُسی کا اُجالا ہی ایک نے بنگاہ غور
دیکھا کہا کہ اری کمبختو تم سب کی آنکھون مین چربی چھا گئی ہی نہین معلوم کیا ہو گیا ہی
یہ نوجوان کوئی مردوا ہی اب تو کنیزون مین چاؤن چاؤن ہونے لگی اُس مہ جبین نے
مسکراکر پوچھا کہ کیا چاؤن چاؤن کر رہی ہو ایک کنیز اُن سب مین نہایت شوخ وشنگ
ہی اُسنے سامنے آکر کہا کہ واری نئی بات ہی ایک مردوا نہایت حسین وجمیل زیر نخل
بیٹھا ہی نہ بولتا ہی اور نہ کچھ بات کا جواب دیتا ہی معلوم ہوتا ہی سو رہا ہی واری ذرا

آپ بھی اُٹھ کر دیکھیے ہم لوگ تو خوف سے قریب نہین جاتے ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین آکر
دیکھا نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی دیکھا کہ ایک مرد جلیل نہایت حسین وجمیل خود زرین بسر
قبلے اطلس زرانداز و دسلیمانی زیب جسم انور شوکت وشان مثل چاکران کمترین دست بستہ
سا ستہ ہو مگر مخمل سے سر لگائے ہوے خاموش بیٹھا ہی ملکہ لیلا سے سبہ پوش کے ہوش
اُڑ گئے کنیزون سے کہا اری کمبختو کیون خوف کرتی ہو کوئی آفت کا مارا دشت غربت
کا آوارہ اس طرف بھٹک کے نکل آیا تھکا ہوا تھا سو گیا روشنی لاؤ کنیزین شمع اُٹھا کر
لائین ملکہ نے قریب آکر ہاتھ تھام کر آواز دی کہ صاحب بس سو چکے اب آنکھین کھولو
سعد نے آنکھین کھول کر اُسی معشوقہ کو دیکھا کہ قریب کھڑی مسکرا رہی ہی لیکن جب
مسکراتی ہی تو برق چمکتی ہی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیتی ہی بادشاہ نے فرمایا ای
شہنشاہ ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی تمنے تو ہمارے ساتھ بڑی گستاخی کی کہ
سپر وشمشیر ہماری اُٹھا لائین ہم اُسی تلاش مین آئے یہان آکر بیٹھ رہے لہذا معاف فرمایے
سپر وشمشیر ہماری ہم کو دے دیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ آپ طلسم کشا ہین جرأت وزور
مین یکتا ہین چل کے محفل مین تشریف رکھیے کچھ خاطر مدارات کرین بادشاہ ساتھ ساتھ
اُس مہ جبین کے محفل مین آئے آکر بیٹھے ملکہ ہٹکر بیٹھین سپر وشمشیر سامنے رکھدی کہا
حاضر ہی اسکو لیجایے کل آپ کے مقابلے کو ایک نقابدار ہفت رنگ آئیگا حال
طلسم کشائی کھل جائیگا اگرچہ آپ صاحب لوح ہین مگر اُس نقابدار کو زیر کیا تو بیشک
آپ فتاح طلسم ہین اور اگر نہ غالب آئے تو بہتر یہ ہی کہ پلٹ جایے ان مرحلہ جات پر
ارادہ نہ کیجیے ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین حاضر ہون
بادشاہ وہان سے اُٹھے سپر وشمشیر اپنی لے آئے لیکن یہان صبح کو قلعے مین بادشاہ کی
تلاش ہوئی وزرا وامرا ڈھونڈھنے نکلے کہ ہرکارون نے اُن کو خبر دی بادشاہ طرف
سے باغ دلکشا کے تشریف لاتے ہین سب نے آکر استقبال کیا وزرا نے پوچھا حضور
کہان تشریف لے گئے تھے بادشاہ نے فرمایا سپر وشمشیر ہماری غائب ہو گئی تھی اُسکی
تلاش مین گئے تھے شکر ہی پروردگار کا کہ سپر وشمشیر مل گئی مگر شمشیر سے ان کا سامنا ہوا یہ

کہتے ہوے بادشاہ دار الامارہ مین آئے آکر تخت پر بیٹھے مقدمات پیش ہونے لگے مگر وزرا
عرض کرتے ہین حضور جو حکم لکھین وہ سمجھ کر لکھین یہانکے مقدمات اپیل مین جاتے ہین حکیم صاحب
ملاحظہ فرماتے ہین جو کچھ رہجاتا ہی اُسکو درست کرتے ہین کُل مقدمات فیصل شدہ جو سامنے
جاکر پیش ہوے سب حکمون کی تعریف کی اور یہ فرمایا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہین اُنکے
جو احکام ہین وہ ٹھیک ہین اُن کے حکم پر کون اعتراض کرسکتا ہی اُنکے دربار مین ہزارہا
مقدمات روز پیش ہوتے ہین عادل و منصف صاحب اقبال و صاحب جاہ و جلال ہین
بادشاہ خاموش ہو رہے سب وزرا و امرا مقدمات کے فیصلے پر تعریفین کررہے ہین
لطف عدالت یہ ہی کہ مدعی و مدعا علیہ دونون رضامند ہوجاتے ہین بادشاہ شام
تک مصروف مقدمات رہے مہلت کرکے بیٹھے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی
گائنین خوش آواز اشعار عاشقانہ گارہی ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی دروازہ
پر ایلچی نقابدار ہفت رنگ کا حاضر ہی بادشاہ نے فرمایا بُلالو ایلچی آکر بیٹھا سلام
کرکے نامہ پیش کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای بادشاہ جمجاہ منم
نقابدار ہفت رنگ اپنے مقام سے کوچ کرچکا ہون کل آپ کے مقابلے مین آجاؤنگا
اگر مناسب ہو تو مجھسے مقابلہ کیجیے ورنہ پلٹ جائیے بادشاہ نے نامے کی پشت پر لکھدیا
کہ جواب نامہ جنگ ایلچی نامہ لیکر گیا بادشاہ نے نقابدارون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو
بیرون قلعہ چل کر اُترو چارون نقابدار بارہ بارہ ہزار فوج سے تیار ہوکر آئے بادشاہ
کو تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے بیرون قلعہ لیکر آئے بارگاہ استادہ
ہورہی ہی بادشاہ لشکر کو اُتار رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے ایک نقابدار
تخت پر سوار نقاب ہفت رنگ چہرے پر ڈالے ہی اور پشت پہ ایک لاکھ فوج ایک
مرکب باد رفتار زیور طلائی پہنے ہوے پر ابر تخت کے کلائیان مارتا ہوا اکدم سے جنور
کرتا ہوا اس دھوم سے نقابدار آکر پہونچا اُسی مقام پر لشکر اُتارا آپ داخل بارگاہ ہوا
بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ نقابدار نے طبل جنگی
بجوایا ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی

بجے یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی کہ لیلی شب نے برقع سیاہ چہرے پر ڈالا اقلیمۂ مغرب مین جاکر چھپی اور سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیاء و شعاع بڑی دھوم سے چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا دونون لشکر میدان مین آراستہ ہوئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے نقابدار ہفت رنگ نے مرکب صف سے نکالا نیزہ ہلاتا ہوا مرکب اُڑاتا ہوا میدان رزم مین آیا سلحشوری دکھا کے آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر سواے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا بادشاہ نے مرکب اُڑایا سب نے آکر گھیر لیا عرض کرتے تھے کہ ای شہریار ہم ملازم کس واسطے ہین جب ہم غالب نہ آوین تب آپ کو اختیار ہی بادشاہ نے فرمایا وہ ہمارا نام لیکر پکارتا ہی تو یہی واجب و لازم ہی کہ ہم مقابلے مین جا دین مگر یارو یہ نقابدار کون ہی سب نے عرض کی کہ ہم اسکو نہین جانتے اور نہ کبھی اسنے ہمارے ملک پر لشکر کشی کی بادشاہ تو یہ باتین کر رہے ہین مگر نقابدار گلگون پوش مرکب چمکا کر مقابلے مین حریف کے پہونچا نقابدار ہفت رنگ نے کہا کہ کیا سبب ہوا بادشاہ نہ تشریف لائے نقابدار گلگون پوش نے جواب دیا وہ تشریف لاتے تھے مگر افسرون نے روک لیا اور یہان سعد نے دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش مقابلۂ نقابدار ہفت رنگ مین پہونچا آپس مین نیزہ چلنے لگا نقابدار ہفت رنگ نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ سے گلگون پوش کے نکل گیا گلگون پوش نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار ہفت رنگ نے تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر اس کن سے ہاتھ مارا کہ نقابدار گلگون پوش زخمی ہوا نقابدار ہفت رنگ نے کہا کہ ای گلگون پوش بس اب پلٹ جاؤ نقابدار گلگون پوش پلٹا سعد شہریار مشتاق ہین کہ مین نکلون نقابدار زرد پوش جا پڑا یہ بھی زخمی ہوا چارون نقابدار جب اسیطرح زخمی ہو چکے تو نقابدار ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی کہ اب کوئی میرے مقابلے مین نہ آئیگا بادشاہ نے مرکب بڑھایا گھوڑے کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے مقابلہ ہفت رنگ مین آیا نقابدار ہفت رنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوائی

نقابدار نے کہا کہ اب تلوار کی لڑائی موقوف رہی گھوڑے سے اُتریے میرے آپکے
کشتی مین امتحان ہوگا بادشاہ بہت خوب کہکر گھوڑے سے کود پڑے نقابدار سے
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ نقابدار ہفت رنگ کسی مقام پر کمی نہین کرتا
مگر بادشاہ اسلام جب دیکھتے ہین کہ زور مین کمی ہوتی ہی لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالتے ہین
جب لوح کو سینے سے مس کرتے ہین تب قوت برقرار ہوتی ہی چاہتے ہین نقابدار کو
زیر کرون ممکن نہین ہوتا جب پکڑ لاتے ہین تو نقابدار تڑپ کر نکل جاتا ہی تا شام اسیطرح
سے نقابدار لڑا جب اندھیرا ہونے لگا تو نقابدار بادشاہ کو چھوڑکر پیچھے ہٹا کہا اے
شہریار بس اب امتحان ہوچکا بادشاہ نے فرمایا اب مقابلے مین کیا عذر ہی نقابدار
نے کہا کہ میرا دستور ہی مین شب کو مقابلہ نہین کرتا کل پھر مقابلہ کرونگا بادشاہ نے
نقابدار کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ مین نہ جانے دونگا نقابدار حیران ہی کہ اب
کیا کرون بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہین کہ حریف سے بے زیر و زبر ہوے
پلٹ جائین نقابدار نہین مانتا یہی کہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرونگا سعد فرماتے ہین کہ مین
نہ جانے دونگا یہ تکرار ہو رہی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان ژولیدہ مو گینڈے
پر سوار آکر پہونچا نقابدار کو للکارا کہ او نقابدار ہفت رنگ مجھسے مقابلہ کر تو حال
کھلے نقابدار ہفت رنگ بادشاہ کو چھوڑکر طرف ژولیدہ مو کے چلا اُس جوان
نے کہا کہ ای نقابدار بہادر مین تمھارے مطلب کو سمجھ گیا اس واسطے کہ تمھارا سارا
لشکر اس مقام پر موجود ہی اگر مین تمسے مقابلہ کرونگا تو تمھارا سارا لشکر میرے اوپر
ٹوٹ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ مین اور تم بنفس واحد یہ جو صحرا یہانسے تین کوس پر واقع
ہی وہان چلکر مقابلہ کرو نقابدار نے کہا کہ بہت بہتر ہی ساتھ اُس ژولیدہ مو کے
طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ جمجاہ یہ معاملہ دیکھکر پیچھے پیچھے اُن دونون جوانون کے
برائے تماشائے جنگ روانہ ہوے تھے کہ نقابدارون نے عرض کی حضور کو مناسب
نہین کہ تعاقب ان کا فرمائیے بادشاہ اس ارادے سے باز رہے مگر دونون نے
گینڈا اور گھوڑا مہمیز کیا اور لشکر بھی بتعجیل چلا تھوڑی دیر مین نظر سے غائب ہوکے

بادشاہ ناچار ہوکر پلٹ آئے نقابداروں سے پوچھا کہ یہ نقابدار کہاں سے آیا تھا اور کہاں رہتا ہی اگر مجکو اسکا مسکن معلوم ہو تو مین وہان جاؤن نقابداروں نے عرض کی کہ ہم نہین جانتے یہ نقابدار کہان رہتا ہی مگر آپ کو مناسب یہ ہی کہ داخل بارگاہ ہوجیے اگر اُسکو ضرورت ہوگی تو خود مقابلے مین آئیگا مگر حضور نے خوب نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار عاجز ہوکر گیا ہی کیا عجب ہی کہ اب مقابلے مین نہ آئے بادشاہ پلٹ کر بارگاہ مین آئے تخت پر بیٹھے ساقیان مہین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر ہوے اور جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدا ے ہو شاہوش و نوشا نوش بلند ہوئی عین گرمی صحبت ہی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور ایک گرد عظیم بلند ہوئی ہی کوئی لشکر گران آتا ہی بادشاہ بیرون بارگاہ نکل آئے دیکھا کہ ابر گرد نے اندھیرا کر دیا ہی سقونکو حکم دیا کہ بڑھ کر آبپاشی کر دسقون نے پہونچ کر پانی چھڑکا گرد بیٹھی دیکھا کہ ایک شخص حکیم وضع سپید داڑھی کرتا پہنے ہوے پائجامہ مشروع کا پاؤن مین تخت پر سوار ہی پشت پر بارہ چودہ ہزار جوانان جرار دو تین سو سفید پوش تخت کو گھیرے ہوے وہ حکیم کہتا ہی کہ قلعۂ ریحانہ مین کسکی عملداری ہی ساتھ والے عرض کرتے ہین کہ حضور نے سُنا ہوگا کہ سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی اُس قلعے مین داخل ہین حکیم صاحب فرماتے ہین بادشاہ کی ملاقات ضرور ہی یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ کو پہونچائی کہ حکیم صاحب براے ملاقات حضور تشریف لاتے ہین بادشاہ واسطے استقبال کے نکلے حکیم صاحب نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا تخت سے کود پڑے باادب تمام سلام کیا تمام فوج مین باجے سلامی کے بجے حکیم صاحب نے کہا کہ آپ بیشک فتاح طلسم ہین مین نے خوب پختہ کرلیا دو دن مین آپ کو بہت ہی تکلیف پہونچی مقدمات مین کیا کیا عدالت فرمائی ہی یہ سب امتحان طلسم کشائی ہین ہمارے بزرگ لکھ گئے تھے کہ جب طلسم کشا قلعۂ ریحانہ مین آوین تو احکام مقدمات سے بھی امتحان لینا یقین ہی کہ سلطنت طلسم غلام پر موقوف رہے ساحرون نے ہمیشہ بلوے کیے مگر ہمارا کچھ نہ کرسکے ملک و مال قبضے مین رہا بادشاہ حکیم صاحب کو لیکر بارگاہ مین آئے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکیم صاحب کرسی پر متمکن ہوے صحبت عیش و نشاط گرم ہی حکیم صاحب

وصیتین کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت مین آپ پر ابھی جفائین کامل گذرین گی مرحلہ جات
اس طلسم کے بہت سخت ہین بادشاہ نے فرمایا جو مرضی پروردگار قبلہ و کعبہ بھی آئے ہوے
ہین حکیم صاحب نام صاحبقران سُن کر بہت خوش ہوے کہا اُن کی ذات سے آپ کو
بڑی مددین پہونچین گی مسمار جادو کہ ساحر زبردست ہی اُسکو جمشید نے صاحبقران
کی طرف روانہ کیا ہی مگر مقام شکر یہ ہی کہ خواجہ عمرو موجود ہین وہ مسمار کی گردن لینگے اب
ناظرین دوسرا حال سُنین جب جمشید کو خبر ملی کہ بادشاہ طرف مرحلہ حکما کے گئے ہنس کر کہا وہ
وہان گرفتار ہو جاوینگے کوئی ساحر ایسا ہو کہ جا کر صاحبقران کو گرفتار کر لائے یہ سُنکر
مسمار جادو تین لاکھ فوج لیکر چلا اُدھر سے رستم آتے تھے خبر پہونچی کہ بادشاہ نے لوح طلسمی
حاصل کر لی برائے فتاحی مرحلہ جات گئے ہین تو مع لشکر یہ بھی آتے ہین ایک صحرا مین
آکر اُترے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مسمار جادو تین لاکھ فوج سے آکر مقابلہ رستم مین
پہونچا کہلا بھیجا کہ ای رستم آکر اطاعت کرو ورنہ سب کو گرفتار کر لونگا رستم نے جواب
جنگ دیا مسمار نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیار یان
رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نقیب نقابت کر چکے ہین مسمار کا ارادہ ہی
کہ مین نکلون اور نکل کر سحر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان نہایت
قوی تن و قوی ہیکل گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزہ ہلاتا ہوا آکر پہنچا
مسمار سے کہا آپ کیون تکلیف فرمائیے مین رستم کو باندھے لاتا ہون مسمار نے کہا کہ
ای شہپال پُر زور رستم ایسا نہین ہی کہ جسکو تم گرفتار کر لوگے اُس نے بڑے بڑے
پہلوانون کو زیر کیا شہپال نے کہا کہ آپ مجھسے واقف نہین ہین مین جس بیشے مین رہتا ہون
میرے خوف سے شیر قدم نہین رکھتے راہ بیشہ چھوڑ دیتے ہین اُن کو یقین ہی کہ اگر بیشے مین
شہپال کے جاوینگے تو وہ چیر کر پھینک دیگا اکثر شیر بھی مارے جزیرۂ اعظم خارہ
مین جا کر لڑا یہان سے قریب ایک مقام ہی کہ ہفت کوہ اسکو کہتے ہین وہان کوہ پیکر
کہ پہلوان زبردست تھا جا کر اُس کو زیر کیا ہفت کوہ کو فتح کر لیا اس پسر حمزہ کی کیا
حقیقت ہی یہ کہکر گینڈا بڑھایا میدان مین آکر یہ نعرہ و نعرہ کیا کہ رستم کون شخص ہی میرے

مقابلے مین آ گئے تو رستم اُسکی دیکھون بھلا رستم کب اس بات کو سُن سکتے تھے فورًا مرکب
اُڑا کر میدان مین آ گئے شہپال نے جو رستم سے چار آنکھ کی اسقدر خوف غالب ہوا
کہ دل کانپنے لگا کہا ای رستم تم نے کچھ خوف نہ کیا اور میرے مقابلے مین نکل آ ئے
رستم نے کہا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور ہم فقط پروردگار کا خوف کرتے ہین
شہپال نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ مارے رستم نے وار خالی دیے پھر اپنا تیغہ اُٹھایا
فرمایا ای شہپال فرد تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش
کن ٭ شہپال نے کہا کہ آپ کسکو ساتھ لیکر آئے ہین کیا دو مل کر لڑیے گا رستم پلٹے
کہ شاید کوئی سردار چلا آیا ہی شہپال نے ہاتھ تلوار کا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا
تلوار شہپال کی خالی گئی رستم کو بہت غصہ آیا تیغۂ کہستان کو جھکایا شہپال بخوف
جان بھاگا رستم نے پیچھا کیا شہپال نے اہل فوج سے اشارہ کیا کہ تم اس جوان کو روکو
مین تو نکل جاؤن اگر اسکی تلوار پڑیگی تو خالی نہ جائیگی اگر مین زندہ رہونگا تو تم سب کو خوش
کرونگا ساٹھ ستر ہزار جوانون نے رستم پر بلوہ کیا مگر شہپال گینڈا فوج سے نکال کر طرف
صحرا کے چلا رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ رستم سے ارشد اولاد امیر عرب ٭ کیست علمشاہ
جو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ٭ کہ بر تخت مرزہ دق افگندہ شور ٭ اس طرح
شیرانہ نعرہ کیا کہ اہل فوج کے دل کانپ گئے شہپال کے ساتھ بھاگے شہپال کا مُنھ
طرف ہفت کوہ کے اُٹھ گیا رستم قتل کرتے ہوے جاتے ہین جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار
ہوا کئی افسرون کو رستم نے مارا فوج والے بھاگے ہوے جاتے ہین مگر ٹھٹھ کھٹھ کے رستم کو
روکتے ہین رستم شیرانہ لڑتے ہوے جاتے ہین جس مقام پر جم گئے لاشون کے انبار کر دیے
لیکن شہپال بھاگا ہوا قریب ہفت کوہ پہونچا کوہان کوہ پیکر بیٹھا ہوا تھا کہ خبر پہونچی
شہپال بھاگا ہوا آتا ہی کوہان نکل آیا کہا ای شہپال خیر تو ہی شہپال نے کہا کہ ای
کوہان مین تم سے لڑا اور ہفت کوہ فتح کیا لیکن میرے تعاقب مین رستم فتحشم آتا ہی
یون اُسنے فوج کو بھگایا کہ سب بد حواس ہو کے بھاگے ہوے آتے ہین دیکھیے کیا ہو مجکو
لیچل کے چھپاؤ تم درۂ کوہ پر نگہبانی کرو رستم کو نہ آنے دینا کوہان نے شہپال کو اندر

پہاڑ کے بیچ آپ درے پر کھڑا ہوا کہ دیکھا سامنے سے ہلڑ ہوا سب فوج بھاگی ہوئی آتی
ہی اور پشت پر ایک جوان کس جو اس سے لڑتا ہوا آتا ہی کہ جو پلٹا وہ مارا گیا فوج نے
پکار کر آواز دی کہ ای کوہان ہم کو بھی پناہ دو کوہان نے اشارہ کیا کہ تم سب اندر کوہ
کے آؤ مین اس جوان کو روک لونگا سب فوج بھاگ کر اندر کوہ کے آئی کوہان آگے
بڑھا اور پکار کر کہا کہ ای رستم بس اب آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ بیک ضرب شمشیر تمہارے
دو ٹکڑے کر دونگا رستم کا غصّے سے چہرہ سرخ ہو گیا گھوڑے کو اڑا کر سامنے کوہان کے
پہونچے کوہان نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار
چھین کر کوہان کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دے کر طرف آسمان
کے پھینکا بر وقت اترنے کے ہاتھ مار دیا کوہان کو چورنگ ہوا ئی قلم کیا کچھ لوگ اسکے
ساتھ کے روکنے لگے رستم نے انکو بھی بھگا یا طرف دوسرے کوہ کے چلے سوہان قبیل یا
بھائی کوہان کا دوسرے دروازے پر نگہبان تھا رستم لڑتے ہوے جب وہان پہونچے
توسوہان نے گینڈا بڑھا کر للکارا کہ ای رستم اب آگے نہ بڑھنا ورنہ بیک ضرب تیغ
دو ٹکڑے کر دونگا رستم کو انتہا کا غصّہ تھا سوہان پر جا پڑے سوہان نے تلوار کا
ہاتھ مارا رستم نے روک کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار تا بہ جگر گاہ پہونچی رستم اسکو
مار کر اور آگے بڑھے تیسرے دروازے پر اشقال روئین تن تھا اسنے جو رستم کو
آتے ہوے دیکھا للکارا کہ ای رستم مین روئین تن ہون مجھپر تلوار تاثیر نہین کرتی مگر
رستم غصّے مین تھے اسپر بھی جا پڑے اشقال نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم سلیتین نے
خالی دے کر ہاتھ مارا شانے پر اشقال کے پڑا تلوار اچٹ گئی اشقال نے پھر ہاتھ
مارا رستم خالی دے کر جب ہاتھ مارتے ہین اشقال کو تلوار نہین کاٹتی جب دو تین
ہاتھ رستم نے یون ہی مارے اور تلوار اچٹ گئی اب جو اشقال نے ہاتھ مارا رستم
نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا
گرد سر کے چرخ دے کر زمین پر مارا گھوڑے سے کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام
کیا اشقال نے جواب دیا مین کیون مسلمان ہون مجھے کوئی نہین مار سکتا رستم نے

ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر کہ مارا کہ سر اشقال کا کھنچ آیا
پھر اہیون نے جو اشقال کو کشتہ دیکھا غلغلہ کرتے ہوے بھاگے چوتھے دروازے پر شغفتل
بن شغفتال فیل پیکر پہلوان کھڑا جھوم رہا تھا اسنے رستم کو للکارا کہ ای رستم پلٹ جاؤ
منم شغفتل بن شغفتال رستم نے سنتے ہی کچھ جواب نہ دیا گھوڑا اچھکا کر شغفتل پر جا پڑے
شغفتل نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار اسکا خالی دے کر ہتھکنی کا ہاتھ مار دیا ہاتھ
شغفتل کا کٹ کر گرا شغفتل سامنے سے بھاگا رستم تعاقب میں چلے پانچویں درے پر
شہکال کوہ شکن نگہبان تھا دیکھا کہ شغفتل بھاگا ہوا آتا ہی ہاتھ سے پرنالہ خون کا جاری
ہی پکار کر پوچھا کہ ای شغفتل خیر تو ہی شغفتل نے کہا کہ ای شہکال میرے تعاقب میں ایک
شیر گرسنہ آتا ہی اسکو روکو شہکال نے گیٹ اٹھا دیا شغفتل تو نکل گیا جس مقام پر شہپال
بیٹھا تھا وہان شغفتل بھی پہونچا مگر ہاتھ کے درد سے بیقرار ہی شہپال نے پوچھا کہ ای
شغفتل یہ کیا ماجرا ہی شغفتل نے کہا کہ ای شہریار کیا بیان کروں ایک جوان نے میری
یہ حالت کی اسکو مقابلے میں شہکال کے چھوڑ آیا ہوں یقین ہی شہکال اسکو روک لیگا
مگر شہکال نے بڑھ کر ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار سپر روکا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغ
کا مارا تیغہ گیتی ستان جو تڑپ کر گرا شہکال نے گردہ سپر کا اٹھا دیا تیغہ نے گرتے ہی
سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تیغہ تا بہ جگر گاہ پہونچا شہکال کے دو ٹکڑے ہوے
شہکال کو مار کر اسکے ہمراہیوں کو بھگایا طرف چھٹے درے کے چلے چھٹے درے کے اوپر
مینوش کوہ پیکر نگہبان تھا رستم جو پہونچے مینوش کو اپنی جرأت کا بڑا غرور تھا کہا
ای رستم میں تم سے کشتی لڑونگا رستم گھوڑے سے کود پڑے مینوش سے کشتی ہونے لگی
ساتھی اسکے دور سے تیر مارنے لگے رستم کو جو غصہ آیا کمر میں ہاتھ ڈال کے
مینوش کو اٹھا لیا ایک پہلوان پر پھینک مارا دونوں پر انٹا ہو کر گرے مینوش
کو مار کر ساتویں درے کی طرف چلے ساتویں درے پر قاموس تیغزن کہ بڑا پہلوان ہی
اسنے رستم کو دیکھ کر للکارا کہ منم قاموس تیغزن ای رستم سمجھ کر آنا رستم کو حد کا غصہ
ہی ہر مقام پر فرماتے ہیں کہ شہپال کہاں گیا پہلوان جواب دیتے ہیں وہ جاکر اب

ساتوین درے مین بیٹھے ہین مگر قاموس نے جو رستم کو غصے مین دیکھا پکار کر کہا کہ ای
نوجوان مین تیری جرأت پہ ناز کرتا ہون ہر درے پر پہلوان زبردست نگہبان تھے
وہ سب تیرے ہاتھ سے مارے گئے یا بھاگ گئے مجھسے کشتی لڑ لے تا کہ میرے دل مین حوصلہ
نہ رہے یہ سُن کر رستم گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی رستم نے کشتی مین اُس پہلوان
کو زیر کیا اُسنے کہا کہ ای آقاے نامدار مین بدل اطاعت کرتا ہون رستم نے اُسکو
کلمہ پڑھایا قاموس تیغزن کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا رستم پھر سوار ہوئے
اُس پہلوان نے رکاب پر ہاتھ رکھا اور ہمراہ رستم چلا کہا چلیے مین شہپال کو بتادون
آگے جو بڑھے لال پردہ پڑا تھا قاموس نے کہا یہی لال پردہ ہی اُس طرف شہپال
تشریف رکھتے ہونگے رستم نے پردہ توڑ کر پھینکا سر اُٹھا کر دیکھا کہ شہپال مست بیہ
بیٹھا ہی اور شغل دست بریدہ بیٹھا کر رہا ہی رستم نے سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ او
بھگوڑے اب تو مقابلے مین آ شہپال اپنی جگہ سے اُٹھا للکارتا ہوا سامنے رستم کے
آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار سپر رد کا اپنا وار کیا سر کو بچا کے کمر پر
ہاتھ مار دیا شہپال کے دو ٹکڑے ہوئے افسران فوج کو ہان حاضر ہوئے
سب نے اطاعت کی مال بہت کچھ ملا چھکڑون پر لدوا کر قاموس تیغزن کے سپرد
کیا اور قاموس کو اس ہفت کوہ کا بادشاہ کیا فرمایا تم مال لیکر آؤ مین آگے
بڑھتا ہون قاموس نے چند سوار ہمراہ کیے کہ رستم راستہ نہ بھول جائین رستم
چلے صحرا کو طی کرتے ہوئے جاتے ہین قریب ایک کوہ کے پہونچے درہ کوہ سے
رونے کی آواز آئی رستم بیتاب ہو کر نشان پہ صدا کے پہونچے دیکھا کہ ایک
نوجوان خاک منھ پر ملے ہوئے گریبان پھٹا ہوا بیٹھا ہی اور رو رہا ہی اور اسی
گریہ وزاری مین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

نہین یون جیسے دل اُسکا بھرا ہی — نیا عاشق کوئی پیدا کیا ہی
نہین دنیا یہ اک عبرت سرا ہی — کہین شادی کہین شور بکا ہی
وہ نکلے ہین جو گھر سے بن سنور کے — نہین معلوم کس کس کی قضا ہی

رخِ رنگین دکھایا ہی یہ کسنے ॥ چمن مین زرد ہر گل ہو گیا ہی
بڑھے کیونکر نہ میرے دلکی الجھن ॥ اسیر حلقۂ زلفِ دوتا ہی
پسند آ گئی ہی کسکی جامہ زیبی ॥ کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر گل کی قبا ہی
چھپایا کس قمر نے روے روشن ॥ جہان اندھیر آنکھون مین ہوا ہی
نہ اتنا غل مچاؤ عندلیبو ॥ مرا گلرو چمن مین سو گیا ہی ॥
نہین کچھ نزع کا اندیشہ سطوت ॥ مرا حامی علی مرتضےٰ ہی ॥

رستم نے ہاتھ تھام کر پوچھا کہ ای نوجوان یہ کیا حال ہی تو کہین کا تاجدار معلوم ہوتا ہی اُس تاجدار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ مین چاہتا ہون آپ کے نام نامی سے آگاہ ہون کہ مجھ ایسے آفت زدہ کا آپ نے حال پوچھا رستم نے کہا کہ ای نوجوان تو نے شاید میرا نام سُنا ہو کہ رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران عالیشان یہ سُنکر وہ جوان قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کیا خوش نصیبی ہی کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ یہان کہان تشریف لائے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہی اُسکا مین تاجدار ہون اور شبرنگ تاجدار میرا نام ہی ایک روز ایک سوداگر آیا اُس سے کچھ مال خریدا ایک صندوقچہ بھی اُس سے لیا اُس صندوقچے کو جو کھولا اُسمین ایک تصویر نکلی اُس تصویر کو دیکھ کر مائل ہوا آخر صدمۂ فراق نہ اُٹھا دیوانہ ہو کر نکل آیا آج تک یہ نہین معلوم کہ یہ شاہزادی کون ہی رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا چندروز تم پر صدمۂ فراق ہی ہم انشاء اللہ تمھاری معشوقہ کو تلاش کرینگے شبرنگ تاجدار شکریہ ادا کرکے اُٹھا کہ سامنے سے ایک شاطر آیا اُسنے آکر سلام کیا کہا ای شاہزادے غضب ہوا جلدی چلیے کفیل صحرانورد نامے قزاق کہ ہمیشہ قزاقی کرتا ہی اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ مالک اس قلعے کا قلعے سے نکل گیا اُسنے آکر قلعے کو گھیرا ہی اہل شہر جمع ہین کہ لڑبھڑ کر جان دینگے رستم نے کہا کہ ای شاطر تم جاؤ ہم وقت پر آوینگے مگر قلعہ بند کر لینا گولہ اندازون کو جمع کراؤ اُن کے ہاتھ سے توپین دغواؤ کہ یکایک کفیل نہ آسکے شاطر تو پلٹ گیا جاکر اہل قلعہ کو آگاہ کیا مگر کفیل نے طبل نوازش بجوایا صبح کو مع فوج قلعے پر آیا اور

پکار کر آواز دی کہ اگر اپنی جان بری چاہتے ہو تو پھاٹک کھول دو گولہ انداز ون نے آواز دی کہ جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہم پھاٹک نہ کھولین گے کفیل چلا فوج کو اشارہ کیا فوج جو باوہ کر کے چلی گولہ اندازون نے توپین جھکا کر فیر کی گولے جو آکر پڑے دس بارہ ہزار جوان اڑ گئے کفیل نے سب کو منع کیا کہ تم لوگ زد سے ہٹے رہو مین اکیلا جا کر قلعہ لیتا ہون جب قلعے مین داخل ہو لونگا تب چین آئیگا یہ کہکر یکہ و تنہا چلا گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہی قریب خندق کے آکر آواز دی کہ دیکھو صاحبو یون قلعے کو لے لیتے ہین اہل قلعہ پہلے خبر سن چکے تھے کہ ہمارے مالک نے کہلا بھیجا ہی کہ ہم آتے ہین اب جو یہ قریب خندق کے آگیا گمان ہوا کہ مالک نے جو کہا تھا وہ نہ ہوا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

خدا است خالق و رزاق جملہ مخلوقات
خدا است موجد اشیا و جملہ موجودات
بگیر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش
کہ دار فانی دنیاست مسکن آفات
تو غافلی و شوی بے تمیز صد افسوس
تو آدمی و کنی کار وحشیان ہیہات
مباز بازی بیہودہ در جہان ہر دم
کہ وقت مرگ بہر بازی تو آید مات
تلاش حضرت حق کن بدار خود ہشیاری
مرو بجانۂ دیگر برا اے تحقیقات

بلک بلک کر سب دعائین مانگ رہے ہین کفیل چاہتا ہی کہ خندق کو فراؤن سے قلعے مین اپنے کو پہونچاؤن بہت ہی جھلا رہا ہی کہتا ہی تم لوگ بڑے بیوقوف ہو اپنی جان نہین بچاتے قلعہ کھول کر نکل آؤ مین وعدہ کرتا ہون کہ کچھ نہ کہونگا تم سبھون کی خطا معاف کر دونگا تمنے اسقدر کد و کوشش کی صبر آگیا ہوا مین بہادر یکتا ہون مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے اس گھروندے کو آج مٹاتا ہون یہ بتاؤ کہ بادشاہ تمھارا کہان ہی آکے قدمبوسی کرے اگر خراج کا اقرار کر لیگا تو مین اسی کو حاکم کرونگا ورنہ حاکم اپنی جانب سے مقرر کر دونگا اہل قلعہ جواب دیتے ہین کہ او ظالم کیا بکتا ہی ہمارے آقا آتے ہونگے اور جو ہماری قضا اسی طرح ہی تو اپنی جان دین گے تجھ ایسے مغرور سے عذر نہ کرین گے جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہمنے یہ مذہب

جدید اختیار کیا مذہب کا نام سُن کر کفیل بہت جھلّایا کہا ارے بیوقوف خداوندان
قدیم کو چھوڑکر یہ نیا مذہب کیوں اختیار کیا اب ضرور سب کو قتل کرونگا تمھارا قتل
واجب و لازم ہوا کہ لات و منات سے پھر گئے جبھی رو رو کے طرف آسمان کے
دیکھتے ہو تمھاری آواز بھی وہان تک نہ پہونچیگی مدد کرنے والا جب آواز نہ سُنیگا
تو کیونکر مدد کو آئیگا سب اہل قلعہ سہنے لگے پکار کر آواز دی کہ او دشمن خداوند کریم
و رحیم حاضر و ناظر ہو ضرور مدد کریگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی کہ او کفیل
خبردار آگے نہ بڑھنا منم رستم پہلتن نعرہ رستم سے ارشد اولاد امیر حرب پیوست
علمشاہ چو رستم لقب ۞ دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور ۞ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ۞
سب نے دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال صاحب جاہ و جلال گھوڑے کو
اُڑاتا ہوا آتا ہی پشت پر نیرنگ تاجدار ہی نیرنگ تاجدار نے کہا کہ ای شہریار
دیکھیے وہ ظالم قریب قلعے کے پہونچ چکا ہی اگر مناسب جانیے تو مقابلہ نہ کیجیے مین
آپ کو لیکر ایک گوشے مین بیٹھ رہونگا شاید معشوق کا پتہ ملے مجھے آپ سے بڑی
امید ہی رستم نے فرمایا کہ ای نیرنگ تاجدار کیون گھبراتے ہو مین ابھی جاکر اسے
سمجھائے دیتا ہون اگر پروردگار نے چاہا تو یہ بھاگیگا اور اگر مقابلہ کریگا تو مزہ چکھیگا
سارا غرور بھول جائیگا یہ کہتے ہوے قریب پہونچے کفیل نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار سپر روکا تیغہ کھینچا
جو مثل برق کے چمکا کفیل گھبرایا حیران تھا کہ اب کون کفالت کریگا یہ تیغہ برق تاب
ہی اور یہ جوان بھی جرأت مین لاجواب ہی اگر یہ برق گریگی تو خرمن حیات کو جلا دیگی
گھبراکر فوج کو پکارا کہ یارو تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ جوان وار کیا چاہتا ہی مین
اسکے وار سے نہ بچونگا دیکھیے انجام کیا ہو اسکو گھیر کر مار لو زندہ بچ کر نہ جانے پائے
ساٹھ ہزار جوان دوڑ پڑے رستم کو گھیر لیا نیرنگ تاجدار نے اہل قلعہ کو پکارا
کہ یارو دیکھ رہے ہو کہ ان سب نے ہمارے معین کو گھیرا ہی قلعہ کھول کر نکل آؤ یہ
سُن کر سب اہل قلعہ بلوہ کر کے نکلے رستم کی سرپرستی کر رہے ہین رستم چاہتے ہین کہ

اپنے کو قریب کفیل کے پہونچاؤن مگر کفیل الگ الگ لڑ رہا ہی مقابلہ رستم مین نہین آتا
دور سے طرز جنگ دیکھ رہا ہی کہ جو سردار مقابلے مین آیا علف شمشیر آبدار ہوا انھون کے تھوڑے
عرصے مین رستم نے کئی سو افسرون کو مار لاشون کے انبار کر دیے دامن قلعہ کو کشتون سے
بھر دیا آخر کفیل شکست کھا کر بھاگا ایک اوچھا سا وار سر پر پڑا اسنفار زخم کا خون پونچھتا ہوا
طرف صحرا کے بھاگا اہل فوج بھی نکل گئے رستم نے چاہا تعاقب کرون نیر نگ تاجدار کہ
گھوڑے سے کود پڑا رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا اے شہر یار ہر چند کہ اسکی ذات سے خوف
ہی یہ بڑا مکار ہی ضرور جا کر جادو کریگا اور پھر قصد کریگا مگر آپ تعاقب مین نہ جائیے
ایسا نہ ہو کوئی فتور پڑے زخمی ہو کر بھاگا ہی اہل قلعہ نے رستم کی قدمبوسی کی عرض کرتے
تھے آپ کی ذات سے پھر قلعہ آباد ہوا ورنہ ہم لوگ مایوس تھے کہ اپنے افسر کو کیونکر پائینگے
اب تو آپ کو دیکھ کر یہ ہوش مین ہین ورنہ باتین دیوانون کی کرتے تھے نیر نگ کہتا ہی
یارو جس وقت سے مین نے اس شہریار کو دیکھا دل کو تقویت حاصل ہوئی کہ معشوق
ملونگا کوئی تدبیر پیدا ہو جائیگی تمنے انکو نہین پہچانا یہ فرزند صاحبقران ہین جنھون نے
پردۂ قاف کو فتح کیا انکے بھتیجے صاحب برائے فتح طلسم نوخیز جمشیدی گئے ہین
یہ بھی وہین جاتے ہین جمشید ثانی انکے خوف سے بھاگ کر طلسم مین آیا ہی کیا کیا فتور کر رہا
ہی ہفت کوہ کو جا کر فتح کیا جہان ہوا نہین جا سکتی تھی کوہان کوہ پیکر انھین کے ہاتھ
سے مارا گیا میری اقبالمندی ہی کہ انکا جمال دیکھا اب سب مشکلین آسان ہو جاوینگی
انکا جمال دیکھ کر میر اسود اُتر گیا اب انکو قلعے مین لیچلو سب اہل قلعہ نے رستم پیلتن
کو گھیر لیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے طرف قلعے کے لیچلے سب اہل قلعہ خوش اور
محظوظ ہین کہتے ہین کہ ہمارے آقا بڑے صاحب اقبال ہین کس بہادر کو لائے ہین
کہ جسنے کفیل ایسے سرکش کو شکست دی کوئی گرد پھرتا ہی کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہی
مگر نیر نگ تاجدار زر نثار کرتا ہوا قلعے مین لایا رستم نے دیکھا کہ قلعہ آباد رعایا
دل شاد ہی دکانون پر دکاندار خوش اور محظوظ بیٹھے ہین رستم کو سب دعائین
دیتے رہتے ہین جیسے ہی سواری رستم کی سامنے سے آئی سب اپنے اپنے مقام سے

اُٹھے جھک جھک کر سلام کرنے لگے رستم سب کو جواب سلام دیتے ہوئے دارالامارہ شاہی مین آئے شیر ناگ نے عرض کی کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہوجیے رستم نے کہا کہ خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے تاج و تخت تمھارا تم کو مبارک رہے ہمارے واسطے دنگل کافی ہی پہلوے تخت مین دنگل زرین بچھا تھا اُسپر رستم بیٹھے سپہ سالار لشکر شیر ناگ عقلاے تیغزن کا یہ دنگل ہی کل لشکر کا یہ سپہ سالار ہی اُسنے جو خبر سُنی کہ میرے دنگل پر رستم بیٹھ گئے جھلایا ہوا دربار مین آیا غرور مین بادشاہ کو سلام نہ کیا قریب رستم آکر کہا کہ یہ دنگل میرا ہی اسپر سے اُٹھیے کفیل کو شکست دے کر آپ کو بڑا غرور ہو گیا ہی رستم نے کہا کہ غرور ہمارا کام نہین ہی اس دنگل کی کیا حقیقت ہی ایسے دنگل پر ہمارے ملازم بیٹھتے ہین عقلاے تیغزن نے کہا کہ بس زیادہ باتین نہ بنائیے دنگل سے اُٹھ جائیے مین خدا لڑونگا اور اب بادشاہ کا روزگار نہ کرونگا اگر کفیل قلعے مین گھس آتا تو ہم رو کتے قلعے کو لینے نہ دیتے وہ نامرد تھا شکست کھا کر بھاگا ان کو بڑا غرور ہوا اگر قلعے مین آتا تو ایسا گرز مارتا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو جاتا اے جوان دنگل سے اُٹھو اور دنگل مجھے دین اُسپر بیٹھو شیر ناگ نے کہا کہ ای عقلاے تیغزن ہمارے مہمان کو ایسی باتین کہنا ہی اور دنگل پر بیٹھ دیکھ گفتگو سے بیجا نہ کرنا عقلا نے کہا کہ آپ نے انکو بہت مُنھ لگایا ہی اسی وجہ سے اس جوان کو بڑا غرور ہی مین غرور نکال دونگا رستم پیلتن نے کہا کہ ای شیر ناگ تاجدار تم دخل نہ دو جہان بہادر بیٹھ گئے بیٹھ گئے اسکے اُٹھانے سے ہم اُٹھین گے جو اس سے ہو سکے وہ کرے عقلا نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچ لون رستم نے منع کیا مگر عقلا کو ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ ہٹانے پر بہت بگڑا تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ بڑھا کر کلائی تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ عقلاے تیغزن مُنھ کے بھل زمین پر آیا رستم نے ایک گھونسہ مار دیا کہ سر عقلا کا پھٹ گیا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا رستم نے اشارہ کیا کہ لاشہ اسکا پھینکدو اہل فوج نے چاہا کہ بگڑین افسر ہمارا مارا گیا مگر شیر ناگ تاجدار نے پکار کر کہا کہ جسکو مارا جانا عقلا کا ناگوار ہوا ہو وہ ہمارے قلعے سے نکل جائے مگر بھائی عقلا کا سفیان تیغزن کہ اپنے

مکان پرست بیٹھا تھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپ کے بھائی کو رستم نے مار ڈالا سفیان
یہ کہکر اُٹھا کہ آج بارگاہ مین جاکر خون کے دریا بہادونگا یہ کہکر چلا کئی سو رفقا ساتھ مین اُسکے
کہتا ہوا جاتا ہو کہ شاہ نے بُرا کیا کہ میرے بھائی کو قتل کرایا اُس جوان کو منع نہ کردیا کہ دنگل پر
اسکے نہ بیٹھنا آج کئی دن سے بیمار تھا اسی وجہ سے مارا گیا ورنہ اُس جوان کی کیا
حقیقت تھی کہ میرے بھائی کو تمانچہ مارتا آج سلطنت مین نیرنگ تاجدار کی فرق آیا
جب مین بگڑا تو بگڑا دیکھیے شاہ کیا فرماوین میرے بگڑنے پر گھبرائین گے مجکو بہت سمجھاوین گے
مگر مین کسی کا کہنا نہ مانونگا اُس جوان کو بدون قتل کیے نہ رہونگا بکتا جھکتا دربار مین آیا
شاہ کو سلام نہ کیا شاہ نے کہا کہ کیون اے سفیان آج کیا ہے جو ہم کو سلام نہین کیا
سفیان نے کہا کہ اب آپ نے نئے پہلوان پائے ہماری کیا احتیاج رہی آپ کو نئے نئے
ملازم مبارک ہون قریب رستم کے آکر کہا کہ اے جوان تو نے غضب کیا کہ بھائی کو میرے
مار ڈالا مین بدلہ اُسکے خون کا ضرور لونگا بس اب اُٹھ اور مجھسے مقابلہ کر مین بھی دیکھون
کہ آپ کیسے جری و بہادر ہین بھائی صاحب اس وجہ سے مارے گئے کہ اُنکو کئی دن سے
بیمار تھا ورنہ اُن کو کون مار سکتا تھا وہ ایسا بہادر تھا کہ شاہ کی سرکار مین مدت گذری
کسی سے نہین لڑا آج نہین معلوم اُسکو کیا ہو گیا کہ جو وہ پچھڑ پڑا رستم نے کچھ جواب نہ دیا
سفیان نے کہا کہ مین تم کو اُٹھاتا ہون اُٹھتے نہین یہ کہکر تلوار کھینچی رستم نے کہا کہ اے
سفیان چلا جا ایسا نہ ہو مجھے بھی غصہ آجائے تیرے بھائی سے تجکو ملا دونگا اُسکے پاس
تجھے بھی پہونچا دونگا سفیان نے رستم کا ہاتھ تھام کر کھینچا رستم دنگل سے نہ اُٹھے سفیان
کا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی بیٹھے بیٹھے کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ استخوان چور چور ہو گئے ساتھ والون نے لاشہ اُٹھا لیا اور بارگاہ سے نکل گئے کہتے تھے
یارو یہ جوان بڑا زبردست ہے اول اسکے بھائی کو مارا اسکو کس طرح قتل کیا کہ دم لینے
کی اسکو مہلت نہ ملی اپنے بھائی سے جا ملا یہ انجام ہوا اب ہم لوگ دربار شاہ مین
نہ آوینگے اور کہین نوکری کرینگے سو جوان لاشہ سفیان کا لیکر چلے روتے ہوے
جاتے تھے راہ مین کفیل صحرا النور دلاپہ شکست کھا کر گیا تھا ایک جنگل مین اُترا ہوا تھا

ہوے رونے کی آواز سنی دیکھا تو سو جوان ایک لاشہ لیے ہوے آتے ہین اُن سب کو اپنے پاس
بلوایا پوچھا کہ یہ کسکا لاشہ ہی افسرون نے بیان کیا قلعہ شیرنگ مین ایک جوان آیا ہی
اُسکو بڑا غرور ہی عقلاے شبغزن و سفیان اُسی کے ہاتھ سے مارے گئے ہم لوگ اپنے
افسر کا لاشہ اُٹھا لائے اب کہین اور نوکری کرین گے کفیل نے کہا کہ مین زخمی ہو کر ہٹ آیا
اسی سے اُس جوان کو غرور ہوا تم لوگ میرے پاس رہو مین تم سب کو ساتھ لیکر اُس جوان کی
لشکر کشی کرونگا تم سب کو ساتھ لیچلونگا وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے لاشہ سفیان
کا ایک جنگل مین جلوا دیا اُن سو جوانون کو اپنے ساتھ رکھا اُسی جنگل مین اُترا ہوا اسی
فکر مین رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ مزے سے قزاقی کرتا تھا یہ بیٹھے بیٹھے کیا سوجھی کہ قلعے کی
ہوس ہوئی یکایک خبر پہونچی کہ ایک تاجدار آتا ہی اور اُسکے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین
اور ایک محافہ بھی ساتھ ہی اور مال بہت ہمراہ ہی کفیل نے ہرکارے بھیجے کہ دیکھو کہان
اُترے ہین ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ اے شہریار یہان سے پانچ کوس پر
ایک جنگل ہی اُسی صحرا مین وہ تاجدار اُترا ہی مگر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعہ گلزار
پر جا کر لڑا وہانسے ایک معشوق کو لایا مگر وہ معشوق قہر روتی ہی اور وصل اُسکا قبول
نہین کرتی کہتی ہی مجھے قتل کر ڈال مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی یہ تاجدار اُسے لیے ہوے
اپنے ملک کو جاتا ہی سپہر فراز نام تاجدار کا نام ہی قلعہ گلزار سے مال بہت کچھ لوٹ کر لایا ہی
کفیل نے کہا آج رات کو چل کر لوٹ لونگا اب اُس جوان سے لڑنے نہ جاؤنگا اپنا جو
پیشہ ہی وہی کرونگا پھر ہرکارے روانہ کیے کہ یہ دریافت کر لاؤ مال پر کتنے
لوگ ہین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ فوج بہت ساتھ لیکر گیا تھا ہر چند کہ بادشاہ
قلعہ گلزار مارا گیا مگر بہت جا بجا و مانگی خوب لڑی فقط دو ہزار جوان چھکڑون پر نگہبان ہین
پہلے چل کر مال پر پہونچیے پھر سوتے مین اُنپر جا پڑیے ایک بارگاہ الگ استادہ ہی
اُسمین وہ شاہزادی داخل ہی کفیل نے کہا کہ کیا تدبیر کرین ہرکارون نے کہا کہ
چار غول کیجیے چارون طرف سے جا پڑیے گا یقین ہی کہ وہ لوگ آپ کی اطاعت کرین کفیل
سوار ہوا فوج کے چار غول کیے سب کے آگے آپ ہوا دور سے آکر دیکھا کہ جنگل مین

روشنی ہو رہی ہی ایک طرف کئی سو چھکڑے ہین دو ہزار جوان گرد گھیرے ہوئے ہین کفیل نے آکر چھکڑون
پر بلوہ کیا نگہبان سب لڑے مگر مارے گئے کفیل نے وہ مال قبضے مین کیا اب طرف شاہ
کے آکر گرا وہ شاہ یعنی سرفراز تاجدار گھوڑے پر سوار ہوا کفیل سے مقابلہ کیا کفیل
کو زخمی کیا ایک طرف سے تیر جو آکر پڑا سرفراز تاجدار کا بھی شانہ نشانہ ہوا ہاتھ جو چلا
کار کا اوپر سے کفیل نے ہاتھ مارا کہ سر بھی تاجدار کا زخمی ہوا تاجدار گھوڑے کو ایڑ کر کے
بھاگا ساتھ والے بھی منتشر ہو گئے قزاقون نے آکر سب مال و اسباب لوٹ لیا لیکن
تاجدار بھاگ کر لشکر سے نکل گیا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر رات بسر کی صبح جو ہوئی گھوڑے
پر سوار ہو کے چلا کچھ آیندہ و روندہ دیکھے اُنسے پوچھا کہا سے آتے ہو اُنھون نے کہا یہان سے
دو کوس پر ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا حاکم نیرنگ تاجدار ہی ہم وہان سے آتے ہین یہ سنکر
سرفراز نے اپنے دل مین کہا کہ ای سرفراز چل کر اُس بادشاہ سے اپنا حال کہو شاید
رحم کرے اور ہمارا مال و اسباب وغیرہ اُس قزاق سے دلوا دے کیونکہ بادشاہ کی
بادشاہ مدد کرتا ہی یہ سوچ کر قلعۂ نیرنگ مین آیا دربارگاہ نیرنگ تاجدار پر پہونچا
وہ وقت ہی کہ رستم بھی بیٹھے ہین نیرنگ تاجدار معشوق کا ذکر کر رہا ہی پھر رستم فرماتے ہین
ای نیرنگ تاجدار ہرکارے روانہ کر دو جا بجا تلاش کرین یہی تصویر ہرکارون کو
دے دو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ ایک تاجدار یکہ و تنہا بیقرار و شکستہ حال
در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نیرنگ نے حکم دیا کہ بلاؤ سرفراز سامنے
آیا نیرنگ کو سلام کیا نیرنگ نے پوچھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہوا جو
اسقدر پریشان ہو رستم نے ہاتھ تھام کر اپنے دنگل کے قریب بٹھا لیا فرمایا ای
شہریار حال پریشانی اپنا ظاہر کیجیے سرفراز نے عرض کی کہ رات سے بھوکا پیاسا ہون
مال و اسباب گیا معشوقہ بھی چھین گئی ہر چند کہ ناراض تھی مگر امید تھی کہ آیندہ راہ پر آئیگی
یہ کہکر سرفراز بیقرار ہو کر رونے لگا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی رستم نے اشک اپنے
رومال سے پاک کیے کہا ای شہریار غم نہ فرمائیے حال اپنا مفصل بیان کیجیے ہم کفالت
کرین گے کفالت کا جو رستم نے نام لیا سرفراز تاجدار نے کہا عجب طرح کی مصیبت

کیا اُسکو عرض کرون اپنے ملک مین بصد عیش و عیش سلطنت کرتا تھا نہ کسی کا خوف اور نہ کوئی تردد بلا تکلف سلطنت کرتا تھا ایک دن ایک ندیم نے ذکر کیا کہ قلعۂ گلزار مین گلزار شاہ کی دختر نہایت حسین و جمیل ہی بڑے بڑے شاہون نے پیغام بھیجے مگر اُسنے نہین منظور کیا مین ذکر سُنتے ہی بیقرار ہوگیا آب و دانہ ترک ہونے لگا آخر یہ صلاح ہوئی کہ لشکر کشی کرو لشکر کشی کرکے گیا قلعے کا محاصرہ کر لیا قلعہ کے باہر ایک قصر تھا سامنے قصر کے پہونچا اُس قصر مین وہ آفت جان جلوہ فرما تھی میری نگاہ پڑ گئی حقیقت تو یہ ہی کہ ایسی معشوقہ کبھی نگاہ سے نہین گذری تھی دیکھ کر مر گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا گرتا پڑتا اپنے لشکر مین آیا آکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاری رہی صبح کو مین نے قلعے پہ یورش کیا قلعہ فتح ہوا بادشاہ مارا گیا مال و اسباب سب لوٹ لیا معشوق کو قبضے مین کیا مگر اُسنے مجھسے نفرت ظاہر کی کسی طرح میرا وصل نہین قبول کیا مین اُسکو ساتھ لیکر طرف اپنے قلعے کے جاتا تھا راہ مین ایک صحرا تھا وہان اُترا میرے آنے کی خبر ہرکارون نے کفیل کو پہونچائی کفیل نے آکر شبخون مارا یہ نوبت ہوئی کہ نگہبان مارے گئے آخر کو مین زخمی ہوا جان بچاکر نکل بھاگا یہان آکر پہونچا ہون اب امیدوار ہون کہ میرے ملک مین مجکو پہونچوا دیجیے رستم نے کہا کہ کفیل کون ہی لوگون نے کہا کہ وہ ہی کفیل صحرا نورد قزاق جو آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا ہی اور اب جاکر صحرا مین اُترا ہی رستم نے کہا کہ ای سرفراز شاہ مین اُسکو جاکر ابھی سزا دیتا ہون تمھارا مال دلواؤنگا مگر ذکر معشوقہ سُن کر شیر دلگ تاجدار نے کہا کہ ای بادشاہ تمنے اُس معشوقہ کو دیکھا ہی تمھارے خیال مین اُسکی صورت ہی سرفراز شاہ نے کہا کہ اُسکے شعلۂ حُسن نے قلب و جگر جلا دیا مگر وہ خود کسی پر عاشق ہی رات دن کو نام لے لیکر روتی ہی اور کہتی ہی آرزو یہ ہی کہ اُن تک کسیطرح پہونچون لیکن فلک نے یہ انقلاب دکھایا کہ دشمن کے قبضے مین گرا یا رات کو یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی تھی **فرد**

کیون نہ تارے آنکھون میں ہو جہان
کیا ہی پر خوف میرا صحرا ہی

ای فلک کیا قصور میرا ہی
زلف جانان کا مجکو سودا ہی
یار آیا نہ پھول اُٹھانے مرے

در بدر مجکو کیون پھراتا ہی
غول بھی بھاگتے ہین ڈر ڈر کے
عشق کا کیا یہی نتیجا ہی

ای قمر حال دل کہین کس سے		دل نالان کی کون سنتا ہی		نیرنگ تاجدار نے یہ حال

سُن کر تصویر صندوقچے سے نکالی کہا ای شہریار یہ تصویر تو دیکھیے سرفراز شاہ تصویر دیکھکر ہنسا اور کہا ہان یہ تصویر اُسی کی ہی گلعذار صنوبر خرام نام ہی وہ ہی نام بھی لکھا ہی نیرنگ نے کہا کہ ای بادشاہ مال وغیرہ تمکو مبارک ہو مگر مین نے اس معشوقہ کے واسطے گھر بار چھوڑا تھا اس شہریار کے صدقے سے پھر سلطنت ملی کفیل انھین کے ہاتھ سے شکست کھا کے گیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ چلین گے رستم نے حکم دیا کہ مرکب تیار ہو سرفراز شاہ نے کہا اگر بخیر و عافیت اپنے ملک مین پہونچونگا تو جانونگا دوبارہ زندگی ہوئی معشوقہ آپ لیجیے لیکن وہ ناراض ہی نیرنگ نے کہا شاید اُسنے خواب مین مجھے دیکھا ہو میرے دل کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جا کر اُس معشوق کے قدمون پر سر رکھونگا اور کہونگا زندگی تمھارے ہاتھ ہی یا تو غلامی مین قبول کر و یا ایک ہاتھ مار دو کہ میرا خاتمہ ہو جائے یہ سُنکر سرفراز شاہ نے کہا کہ خدا انجام بخیر کرے معشوقہ تم کو ملے مین مال و اسباب لیکر اپنے قلعے مین جاؤن رستم فورًا سوار ہوے نیرنگ تاجدار بھی ہمراہ ہوا دس ہزار فوج بھی ہمراہ لی سرفراز تاجدار شہ جاتا تھا مگر رستم نے ہمراہ لیا سب سے زیادہ نیرنگ تاجدار کو خوشی ہی کہ اس شہریار کی قدمون کی برکت سے معشوقہ غیر معلوم کا پتہ تو ملا یہان کفیل اُترا ہوا ہی مال اسقدر پایا کہ خوش ہو رہا ہی کہتا ہی اب قلعہ لیکر کیا کرونگا اسقدر مال و اسباب دستیاب ہوا ہی کہ بہ تکلف صرف کرونگا سالہا سال کم نہ ہوگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا وہ ہی جوان آپ پر آتا ہی وہ تاجدار جو زخمی ہو کے گیا تو قلعۂ نیرنگ مین پہونچا اُسی جوان سے فریاد کی وہ جوان فورًا سوار ہوا اور آتا ہی آپ تدبیر کیجیے اپنے کو اُس سے بچائیے ایسا نہ ہو کہ وہ آکر گھیرے اور لشکر کو تباہ کرے کفیل پہلے تو گھبرا گیا مگر افسرون نے کہا کہ آپ نہ گھبرائین ہم گھیر کر مار لین گے آپ سامنے سے مقابلہ کیجیے گا ہم پشت پر سے آکر مار لین گے کفیل یہ سُن کر آمادہ ہوا مگر کہتا ہی کہ مین نے اُس جوان کے ہاتھ سے ایسی شکست کھائی کہ نام سے اُسکے ڈرتا ہون دیکھون لات و منات کیا دکھائین اگر اُس جوان کو مار لیا تو قلعۂ نیرنگ پر بھی قبضہ ہوگا

معشوقہ کے سامنے شب کو گیا تھا وہ بلک بلک کر روتی ہی اور کہتی ہی مجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ
اپنی جان دیدونگی شب بھر مین نے منتین خوشامدین کین مگر وہ راضی نہ ہوئی حقیقت مین
عجب معشوق ہی چال ڈھال صورت زیبا طلعت جہان آرا خوبصورت نیک سیرت تنہا
حسین و جمیل مگر رفتہ رفتہ قابو مین آجائیگی یہ کہکر سوار ہوا اور لشکر آراستہ ہوا کہا یارو
ایسے جم کر لڑو کہ وہ جوان پریشان ہو جائے نیرنگ تاجدار بھی ساتھ ہی ہرکارے نے
عرض کی کہ اسی معشوقہ پر نیرنگ تاجدار عاشق ہی وہ جوان اُسکی بہت خاطر کرتا ہی
ہر چند کہ ہم لوگ نکل آئے لاشۂ سفیان لیکر بھاگے مگر نیرنگ تاجدار کو کچھ ملال نہوا
یہی کہتا تھا کہ جاتے ہو تو نکل جاؤ مین اور ملازم کر لونگا اور مین اب اس شہریار کے
ساتھ رہونگا طلسم نوخیز جمشیدی کی بھی سیر کرینگے صاحبقران زمان کی ملاقات
سے مشرف ہونگے بادشاہ اسلام سے بھی ملینگے کہ وہ فتاح طلسم ہین ایسے جلیل کسنے دیکھے
ہین کہ پردۂ قاف سے آکر فتاحی طلسم پر دست انداز ہوئے چار لاکھ فوج مہیا کرلی ہی
میثاق کوہ گردان ایسا سپہ سالار و شاہزادیان متعدد عاشق جمال موجود ہین
جہان لڑائی پڑی اُس لڑائی کو فتح کیا کفیل یہ حال سنکر اور زیادہ گھبرا رہا ہی کہ سامنے
سے گرد اُڑی دیکھا آگے رستم ہین ایکطرف سرفراز تاجدار اور ایکطرف نیرنگ تاجدار
پشت پر دس ہزار جوان تیغ چمکاتے ہوئے گھوڑے اُڑاتے ہوئے رستم آکر فوج
پر گرے جنگ ہونے لگی جب افسر نے کہا تھا کہ مین پشت پر جاکر مار لونگا گھوڑا اُڑا کر
چلا رستم نے اُسے للکارا کہ او بےحیا کہان جاتا ہی پلٹ کے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے وار اُسکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا افسر تیر و
کمان لیکر بڑھا رستم نے کمان کو قلم کیا اُس جوان کو بھی ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ وہ
بھی واصل جہنم ہوا چودہ افسر کفیل کے سامنے کفیل کے قتل ہوئے کفیل کے ہوش
اُڑ گئے کہتا ہی کیون یارو اس جوان کو کیونکر قتل کرین بڑی ہوشیاری سے لڑتا ہی چودہ
افسر قتل کیے دس ہزار نے ساٹھ ہزار کے جی چھڑوا دیے ہین مین کیا تدبیر کرون اگر
مہلت ملے تو لڑا بھڑ کر نکل بھاگون مگر نیرنگ تاجدار بھی اس جوان کی صحبت اُٹھا کر کیسا

دلیر ہو گیا ہی دیکھو کسقدر تے لڑ رہا ہی جو سامنے گیا وہ مارا گیا سرفراز تاجدار کہ میرے سامنے سے بھاگ چکا ہی مگر آج تو بڑے لطف سے لڑ رہا ہی کنیزون نے یہ خبر ملکہ گلزار کو پہونچائی کہ نیرنگ تاجدار فرزند صاحبقران عالیوقار کو ساتھ لیکر آیا ہی آپسے دعویٰ عشق کرتا ہی ملکہ نے کہا کہ مین شگاف خیمہ سے دیکھون تو کہ یہ جوان کون ہی جسکو مین نے خواب مین دیکھا شاید وہ ہی ہو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی شگاف خیمہ سے دیکھنے لگی جیسے ہی نیرنگ پر نگاہ پڑی آہ کرکے بیٹھ گئی کہا صاحبو مراد دل پوری ہوئی یہی جوان غارتگر ہوش ہی جب تو اسکو میری محبت کا جوش ہی مین بھی چاہتی ہون کہ اسکے قبضے مین جاؤن تو دل کو راحت ہو قلب کو فرحت حقیقت مین اسی ظالم نے خواب مین آکر متاع صبر و ہوش کو لوٹ لیا اسی کے ہجر مین دن رات چین نہین پڑتا فلک نے کسقدر آوارہ کیا مگر اس آوارگی کا یہ انجام تھا کہ جب یہ جفا اُٹھاوینگے تب معشوق کو پاوینگے اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنگ تاجدار کے ہاتھ مین تلوار کھنچی ہوئی ہی رفقا ساتھ ہین لڑتا پھرتا ہی جس خیمے مین ملکہ ہین اُس خیمے کو بہ نظر حسرت دیکھتا ہی اور زبان سے یہ نکلتا ہی نظم

اُس رُخ کے آگے ماہ کی تنویر اور ہی — ذرہ ہی اور مہر کی تنویر اور ہی
تڑپا چکا فراق مین برباد کر چکا — اب کونسی جفا فلک پیر اور ہی
تصویر اپنی دیکھے مرے آگے غیر کو — کہتے ہین وہ اک ایسی ہی تصویر اور ہی
اُس حور کا وصال میسر ہو کیا مجھے — تدبیر اور چیز ہی تقدیر اور ہی
سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا نکلے کس طرح — دام اور ہی وہ زلف گرہگیر اور ہی

کنیزون نے ملکہ سے کہا واری نہ گھبرایئے وہ دیکھیے رستم عالی شان قریب کفیل پہونچ گئے یقین ہی اب کفیل سے مقابلہ پڑے اور وہ بےحیا مارا جائے ملکہ کا یہ حال ہی کہ جب کوئی نیرنگ تاجدار پر وار کرتا ہی تو یہ تڑپ جاتی ہی اور بیتاب و بیقرار ہوکر کہتی ہی کہ ای رحیم و کریم ای مسلمانون کے خدا اسے نادیدہ میرے وارث کو بچا لے اور فرزند صاحبقران کو فتح دے یہان کفیل چاہتا تھا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن لیکن جسطرف گیا سرفراز تاجدار نے آکر روکا

اور کہا کہاں جاتے ہو رستم سے مقابلہ تو کرلو اور آواز دی کہ ای شہریار میاں کفیل جاتے ہین
رستم نے مرکب اُڑایا اور چاہا کفیل سے مقابلہ کرون مگر کفیل ہٹ جاتا ہی سامنے نہین
آتا آخر ایک مقام پر آکر نیرنگ نے گھیرا اور پکار کر آواز دی کہ ای کفیل قلعہ فتح کرنے
آئے تھے مجھسے تو مقابلہ کرو کفیل کی نظرون مین یہ کب سماتا ہی جب قریب پہونچا کفیل نے
ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کا شانہ جھول پڑا کفیل نے چاہا کہ دوسرا وار کرون اور
سر کاٹ لون نیرنگ نے نالہ کیا اور کہا کہ ای شہریار غلام کو بچائیے رستم نے جو آواز
نیرنگ کی سُنی گھوڑے کو اُڑا کر بیچ مین آگئے آواز دی کہ ای کفیل کیدہر بھاگے بھاگے
پھرتے ہو ہمنے خبر سُنی تھی کہ یہ ارادہ ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لین گے پس مین موجود ہون
جس طرح پر چاہو قتل کرو کفیل نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا
جیسے ہی چاہا پلٹون رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تیغہ کپیتان کا مارا
کفیل نے سپر اُٹھا دی مگر تیغہ کپیتان جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر
خود کو کاٹا سر کو تراشتی ہوئی تا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ کفیل زمین پر گرا نیرنگ تاجدار
نے گھوڑے پر سے کود کر سر کفیل کا کاٹا نیزے پر علم کیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کا سر
دیکھا چادرین ہلانے لگے کئی افسرون نے آکر قدمون کو بوسہ دیا رستم نے خطا معاف کی
اب افسرون کو حوصلہ ہوا آکر قدمون پر گرے رستم نے نیرنگ سے اشارہ کیا کہ خیمے
مین جاؤ مال سب سرفراز تاجدار کو دیا نیرنگ تاجدار زخم کو باندھ کر در خیمہ پر
آیا ایک کنیز کھڑی تھی اُس سے کہا کہ جا کر عرض کرو کہ آپ کا عاشق صادق حاضر ہی کنیز نے
جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے کہا کہ بلا لو اب مین اُن کے قبضے مین ہون اُن کو اختیار ہی یہ کہہ کر
برائے استقبال اُٹھین نیرنگ رعب وداب سے کانپتا ہوا اندر آیا ملکہ نے جھک کر
سلام کیا نیرنگ تاجدار نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہنشاہ ملک خوبی و
ای سرو روان باغ محبوبی خوب آوارہ کیا ملکہ نے کہا کہ مین بھی تو آوارہ ہوئی گھربار چھوٹا
ان ظالمون کے قبضے مین رہی مگر خدا نے آبرو کو بچایا کل شب بھر یہ کفیل در پر پڑا رہا منتیں
کرتا تھا کہتا تھا اسقدر مال رکھتا ہون کہ جسکا حد و شمار نہین صدہا کنیزین حاضر کرونگا

مگر مین نے خنجر لے لیا تھا کہتی تھی تو نے مجکو ہاتھ لگایا اور مین نے اپنے بھونک لیا اس خیال
سے اُسنے جبر نہین کیا ورنہ آمادۂ جبر و بدعت تھا یہی چاہتا تھا کہ جس طرح بنے قبضہ کرلون
مگر مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آوارگی مجکو سرفراز کریگی نیرنگ تاجدار نے ملکہ کو سوار کیا
مال رستم نے سرفراز تاجدار کو دیا سرفراز نے ملازمون کو اپنے طرف قلعے کے روانہ کیا
اور آپ عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب رہونگا نیرنگ تاجدار و سرفراز تاجدار بہت سی
فوج لیکر قلعۂ نیرنگ پر آئے عقد ملکہ کا بڑی دھوم سے نیرنگ کے ساتھ ہوا
نیرنگ نے گوہر مراد حاصل کیا اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو قلعے مین رہو مین
ہمراہ آقا کے جاؤنگا رستم نے کوچ کیا یہان مسمار جادو نے جو لشکر رستم رستم سے
خالی پایا چند افسرون کو سحر سے گرفتار کیا سب لوگ حیران ہین چوتھے دن مسمار
میدان مین نکلا ہی افسرون کو للکار رہا ہی کوئی مقابلے مین نہین نکلتا اہل لشکر
رستم دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس بلا سے بچا لے نظم

بود ہمیشہ منور بدیدہ جلوۂ رب ۔ بروز صورت خورشید و مثل ماہ بشب
بہر دیار مقیم است حضرت قیوم ۔ چہ ہند و سند و چہ ایران چہ روم و شام و عرب
بباغ دہر گل از خار میکند پیدا ۔ ز خاک سبزہ برآرد ز چوب خشک رطب
برای بندہ فقط بندگی بکار آید ۔ کہ نیست قدر حسب پیش حق نہ فخر نسب
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد ۔ کہ ہست جلوۂ ذاتش ز ہمہ قریب اقرب
ببرد این گل بستان جان دل از بلبل ۔ بحسن تازہ و رنگ عجیب و بوے عجب
بمہر کرد عطا از لا زوال خدا ۔ با بر جوش و خروش و برعد شور و شغب
بحمد خالق اکبر گذار ہندی عمر ۔ گہے بروز کن این کار نیک گاہ بشب

سب بیقرار و بیتاب ہوکر دعائین مانگ رہے ہین اور مسمار دمبدم نعرے کرتا ہی کہ
ہان یارو میرے مقابلے مین آؤ ورنہ مین سحر کرونگا کہ کل لشکر بیکار ہو جائیگا کہ صحرا سے
گرد اُڑی رستم سلیتن حلمشاہ نوجوان بصد شوکت و شان آکر پہونچے لشکر کو پریشان دیکھا
اہل لشکر جا بجا چھپتے پھرتے ہین خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ سحر کر دے کئی دن مین مسمار

چند سرداروں کو گرفتار کرکے لے گیا اب آج کل لشکر پر ارادہ کرتا ہے کہ سحر کرکے سبکو بیکار کردے
رستم سے سب حال سرداروں نے بیان کیا کہ جو میدان مین نکلا اُسکو مسمار نے دیوانہ
کردیا اُسی کے لشکر مین وہ سردار چلا گیا اُسنے جاکر قید کیا دس بارہ سردار اسی طرح
میدان مین نکلے جو میدان مین گیا وہ دیوانہ ہوا اُس کو گرفتار کر لے گیا رستم نے کہا
کہ مین اسکے مقابلے مین ضرور جاؤنگا جو تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا اگر اس ساحر کے ہاتھ
سے ہماری گرفتاری ہے تو ہم کو کون بچا سکتا ہے پروردگار سبب پیدا کریگا کوئی صورت
فتح کی نکل آئیگی ہرچند سب سرداروں نے روکا مگر رستم نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا
طرارہ بھر کے چلا مسمار نے جو دیکھا کہ رستم خود آتے ہین گولہ سحر کا ہاتھ مین لیکر آمادہ ہوا
کہ سحر کرون یہ سوچ کر طرف صحرا کے مارا سب نے دیکھا کہ ایک جوان زنگی گھوڑے کو
اُڑاتا کے ہوئے آتا ہے وہین سے للکارتا ہوا کہ ای رستم مین تمھارا ہم نبرد ہون یہ کہتا
ہوا قریب آیا رستم پر نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُس جوان نے دیکھ کر آواز دی
کہ گھوڑے سے اُتر لیجے میرے ساتھ لشکر مین چلیے رستم گھوڑے سے کود پڑے مسمار نے
اشارہ کیا کہ ای جلاد صحرائی اس جوان کو تو ہی قتل کر زنگی نے رستم سے کہا کہ سر جھکا کر
بیٹھیے مین آپ کو قتل کرونگا رستم نے ہتھیار پھینکدیے اور سر جھکا کر بیٹھے زنگی تیغہ کھینچکر
بر سر رستم آیا پکار کر آواز دی کہ ای مسمار جادو میرا قتل کیا ہوا زندہ نہین ہوتا ذرا
سمجھ کر حکم دیجیے گا سرداروں نے جو دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے قتل ہوتے ہین بیقرار ہو
دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے رستم کو بچا لے نظم

در گلستان جہان ہر ماہ و سال	چارسو روشن ازو نور جمال
خامہ در تحریر وصفش سینہ چاک	در ثنا نوک زبان گردید لال
گاہ از خورشید نماید روے خویش	گاہ از بدر و گہ از روے ہلال
میر سید النسان با وج معرفت	گر بہ بخشد حضرت حق پر و بال
میکند تقسیم گنج سیم و زر	حضرت قاسم بہر اہل سوال
تنگدستان را فراخی میدہد	چون کشاید آن سخی دست نوال

مالک ملک و خداوند جہان	صانع اکبر خداے لایزال
ہر دکنند حکمتش که دارد این توان	دم زند پیشش کرا باشد مجال
نیست ہمتا ہی سرا بہ ثنا فکر و شعم	حامیش باشد اگر ایزد تعال

مگر رستم سر نگون زیر تیغ بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین مسمار حکم دے رہا ہی کہ او غافل جلد قتل کر کیون دیر کرتا ہی قضاے کار میثاق کوہ گردان تلاش مین بادشاہ کی نکلا تھا آسمان سے دیکھا کہ فرزند صاحبقران گلشاد نوجوان سر نگون زیر تیغ بیٹھے ہین اور ایک جادوگر نعرے کر رہا ہی کہ ہان سر کاٹ لے کیون دیر کرتا ہی میثاق نے آسمان سے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے مسمار گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ میثاق کوہ گردان ہوا پر ٹھرا رہا ہی اسنے پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام تو قدرت سے برگشت ہوا اب آج میرے مقابلے مین آیا ہی میرے جلاد کو مار اب مین کیا تجکو جانے دونگا وہ تدبیر کرون کہ تجکو بھی اسیطرح بٹھاؤن کیا اور جلاد میرے کیے ممکن نہین ہو سکتا اگر قصد کرون تو ہزار جلاد صاحب ظلم و بیداد ایسے پیدا ہون میثاق نے اسکو تو کچھ جواب نہ دیا مگر رستم کو پکار کر آواز دی کہ ای رستم نوجوان آپ کیون مجبور بیٹھے ہین اُٹھ کر گھوڑے پر سوار ہو جیسے میثاق بھی زمین پر آیا مسمار نے سحر کیا اور ایک دستک دی ایک گنبد طلائی آسمان سے چرخ مارتا ہوا آیا میثاق نے ہنس کر کہا کہ او مسمار اس طرح کے سحر ہمارے غلام کرتے ہین دیکھ یہ قصر یون مٹتا ہی یہ کہکر میثاق نے گولہ مارا کہ وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مسمار نے آواز دی کہ ای میثاق کچھ کمال دکھاؤ میثاق نے جھولی مین ہاتھ ڈال کر ایک گولہ نکالا اُس کو طرف صحرا کے پھینک مارا وہ گولہ دور جاکر پھٹا ایک دناطا ہوا اُس مین سے دھوان نکلا اُس دھوئین سے ایک نازنین پیدا ہوئی مسمار نے دیکھا کہ وہ نازنین نہایت حسین و مہجبین ہی لباس فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن خود در رشک چمن جسم گورا معلوم ہوتا ہی کہ ستارہ چمک رہا ہی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی عجب انداز سے آتی ہی نظم

دانا کیا ہی تو نے جو ای آسمان مجھے ۔۔ ہنسین گی دانت دیکھ کے سب چکیان مجھے

سودا ہی زلف یار کے حلقون کا خود ہون قید ۔۔ صد اہین ہنھا نے عبث بیڑیان مجھے ۔۔

ای دل کسی نے یاد کیا ہی مجھے ضرور ۔۔ بیوجہ آج آتی نہین ہچکیان مجھے ۔۔

بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی ۔۔ یکسان فراق مین ہی بہار و خزان مجھے

جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند ۔۔ سم ہی ترے بغیر مئے ارغوان مجھے

تقدیر مین لکھی تھین اُٹھائین جو سختیان ۔۔ بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے

بلبل پھڑک کے کہتی تھی فصل بہار مین ۔۔ گلشن سے تو نکال نہ ای باغبان مجھے

زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار ۔۔ رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے

سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین ۔۔ آکر بچائیے گا شہ انس و جان مجھے

اُس نازنین نے آکر مسمار سے کہا کہ چلیے باغ مراد مین آپ کی طلب ہی مسمار نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای مسمار تمنے ہم کو کیون بُلایا جو لوگ کہ باغ مراد مین رہتے ہین وہ ہمسے پوچھین گے کہ تمہارا عاشق کیون نہین آیا تو مین کیا جواب دونگی ہنس ہنس کر اُس نازنین نے مسمار سے باتین کین اور پہلو پر ہاتھ رکھدیا مُنھ پھیر کر پلٹی کہا لو صاحب مین جاتی ہون مسمار نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی دار در آبدار بحر محبوبی مین ابھی چلتا ہون مجکو خود خواہش تھی کہ کسی کنیز کو بھیج کر مجھے بلواؤگی مگر تمنے یہ احسان کیا کہ خود تکلیف کی اب مجھے کیا عذر ہی یہ کہتا ہوا مسمار پیچھے دوڑا لیکن وہ نازنین جھپٹی ہوئی جاتی ہی اب مسمار چاہتا ہی کہ مین قریب پہونچون ہاتھ اسکا تھام لون اپنی عدم واقفیت کا عذر کرون کہ مین ناواقف تھا تمہارا تشریف لانا مجھپر شاق ہوا اب مین باغ مراد کا مشتاق ہوا کیون ملکہ یہ تو بتاؤ چمن شگفتہ ہین اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ باغ پر بہار ہی طائرون کی ہر سمت پُکار ہی ہر نخل کے سائے مین پھولون کے انبار لگے ہین سیر کر کے بہت خوش ہوگے یہ باتین کرتی ہوئی وہ نازنین جاتی ہی پیچھے اسکے مسمار جاتا ہی کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ہم بھی ساتھ چلین مسمار نے پلٹ کے دیکھا کہ پہلوے دشت مین ایک باغ گلستان جنت کا داغ ہی دروازہ کھلا ہوا ہی نسیم عنبر شمیم

چل رہی ہی دو تین کنیزین در باغ پر کھڑی ہین اور پکار رہی ہین کہ ای میثاق تم بھی آؤ دیکھا
نے پلٹ کر جواب دیا کہ مسمار کو لیجاؤ سیر باغ دکھاؤ یہ بہت مشتاق ہین وہ نازنین باغ مین
گئی مسمار اُسکے ساتھ داخل ہوا میثاق قریب رستم آیا گلے مین موتیون کا مالا ڈال دیا اور
کہا لشکر ساحران کو مار لیجیے رستم نے گھوڑا بڑھایا تمام لشکر ان کا ان کے پیچھے چلا میثاق تھا
جما ہوا کھڑا ہی رستم نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ رستم صف‌شکن ارشد اولاد امیر عرب + ایستم
علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + اکبر تخت مرزوق افگندہ شور +
دونون لشکر آپس مین مل گئے مگر جو سحر اہل لشکر مسمار کرتے ہین میثاق اُسے پلٹ دیتا ہی
کہ وہ سحر پلٹ کر اُنھین پر گرتا ہی کوئی آگ سے جلا کوئی پانی مین ڈوبا کسی کے سینے پر گولہ
پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا ہزار ساحر چند حملون مین مارے گئے جب ساحرون
نے دیکھا کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اُلٹے ہمین کو پامال کرتا ہی بھاگنے لگے پانون سب کے
اُٹھ گئے مگر مسمار جو باغ مین داخل ہوا آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہی کہ وہ مہجبین
کہان گئی وسط باغ مین آکر دیکھا کہ شامیانہ استادہ ہی زیر شامیانہ فرش مشجر بچھا ہی اور
اُسپر ایک مسند زرین لگی ہی اُس مسند پر ایک نازنین بصد ناز و ادا بیٹھی ہی ایک تاجدار
نہایت حسین و جمیل اُسکے پہلو مین بیٹھا ہی مسمار نے پکار کر آواز دی کہ کیون او شوخ دیدہ
مجکو لگا کر لائی اور آپ اس ظالم کے پہلو مین بیٹھی اُس تاجدار نے آواز دی کہ او بے حیا
تجکو کسنے بلایا تھا جا دور ہو یہان نہ آتا ورنہ بڑا رنج اُٹھائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا
مسمار نے کہا کہ او بیحیا اُٹھ تو سہی وہ تاجدار اُٹھا تلوار کھینچ کر دوڑا آپسمین تلوار چلنے لگی
مسمار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے وہ تاجدار روک رہا ہی روکتے روکتے ہاتھ تلوار
کا مارا تڑپ کر تیغہ گرا سپر کو کاٹ کر سر کو تراشتا ہوا تا بہ جگرگاہ پہونچا یہان جہان رستم
لڑ رہے تھے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مسمار جادو بود میثاق نے کہا کہ ای شہریار
مبارک ہو کہ دشمن آپ کا مارا گیا رستم نے فوج کو شکست دی جب لشکر بھاگ چکا تو
پلٹ کر رستم نے اپنے سردارون کو قید سے رہا کیا مال کفار قبضے مین آیا خیمے وغیرہ اکھڑوا لیے
بارگاہ پر قبضہ کیا میثاق کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے کہا ای وزیر اعظم تمنے بڑی تکلیف کی

بیشاق نے عرض کی ہین تو اس خاندان کا غلام ہون تلاش شاہ مین نکلا تھا بادشاہ
جمجاہ بعد حصول لوح برائے فتح مرحلہ جات تشریف لے گئے ہین مگر افسوس یہ ہی
کہ ہین اُن کے ساتھ نہین پہونچا کہ خدمتگزاری کرتا حکیم صاحب بڑے بڑے شدید
دکھا ہین کے پروردگار اُن کو ثابت قدم رکھے ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائین تو مشکل ہو
غلام رخصت ہوتا ہو ستمگر نے کہا کہ او بیشاق اگر تم خدمت شاہ مین پہونچنا تو ہماری
جانب سے بعد دعاے جاندرا از کہنا کہ او شہریار غلام بھی آپ تک پہونچیگا لیکن بیشاق
چند جام شراب پی کر اُٹھا مرکب پرند پہ سوار ہوا مرکب بیشاق کو لیکر اُڑ گیا ستمگر کا
قصہ یہ کہ کوچ کردن جمشید ثانی داخل قصر ہفت رنگ ہو بیٹھے بیٹھے ہنسا کلاق
خارہ شکن وزیر دست چپ قریب بیٹھا تھا پوچھا یا خداوند سبب آپ کیا ہنسے
جمشید نے کہا سمار نے زبردستی اپنی جان دی باغ مراد مین جا کر مارا گیا اُس کے
سر سے مجکو ہنسی آئی کوئی ایسا ہو کہ جا کر بیشاق کو روکے بیشاق نے بڑا ستم کیا
کہ سمار کو قتل کرایا کلاق خارہ شکن یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند سن لیجئے گا کہ زبان
بھی نہلانے دونگا مگر آپ بھی مدد شامل کیجیے کہ جس وقت قید آسکے فوراً قتل کر ڈالیے
اگر بیشاق مارا گیا تو بادشاہ لشکر اسلام کی قوت کم ہو جائیگی یہ کہکر کلاق اُٹھا جمشید
سے رخصت ہوا جمشید نے چلتے چلتے خوب سمجھا دیا کہ او کلاق ہر چند کہ سحر مین تیرا
مثل نہین ہو مگر بیشاق بھی بلاے روزگار ہی بہت سمجھ کے اُس سے مقابلہ کرنا ایسا نہو
تمہارے واسطے باعث ذلت ہو ہم خوب جانتے ہین کہ کسی مقام پر کمی نہ کروگے
لیکن اگر بیشاق کے سمجھنے مین تم پہونچا غیرت کی تو تمہارا مثل نہین مگر بہت خیال کرکے اُس سے
مقابلہ کرنا اے یہ بات ہماری یاد رکھو کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا اور میری موت اس طلسم مین
نہین ہو ایسے مقام پر موت ہو کہ جہان کوئی جا نہین سکتا پھر کیا ضرورت ہو کہ مین
وہان جاؤن اور اپنی موت کو قریب بلاؤن تم لوگ سب میرے ساتھ ہوگے اگر شاید
طلسم لوٹ گیا تو مین نکل جاؤنگا جس مقام پر جا کر خدائی اپنی قایم کرونگا سب بندے
جمع ہو جاوینگے جو مراد مانگین گے اُن کو وہ ہی دونگا وہ زور دکھاؤن کہ سب کو

معتقد کر لون باپ دادا نے ہمارے کیا کیا کرامتین دکھائین تب آج تک نام روشن ہی جب تو سامری و جمشید کا لوگ نام لیتے ہین کملاق نے کہا غلام اس فخر سے بخوبی آگاہ ہی دیکھیے کیا ہو کتاب سوانحات مین تو آپ لکھ چکے ہین کہ طلسم ٹوٹیگا جمشید نے کہا کہ اُس کتاب کو مین نے منسوخ کر دیا قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو ہم کر دین اُسے کون مٹا سکتا ہی کملاق کو بخوبی جمشید نے سمجھا یا کملاق نے اسباب سحر جھولی مین جمع کیا اور گرگدن پرند پر سوار ہوا برا سے مقابلہ میثاق چلا مگر میثاق کو وہ گرداب علمشاہ سے رخصت ہو کر اُڑا ہوا جاتا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی مین رہگئی
تجھسے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی

سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا
کچھ رہگئی چمک تو سیاہی مین رہگئی

رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین
کیسی بھٹک یہ ہمت واہی مین رہگئی

گذریگا کون ادھر سے کہ خاک ان حقیر کی
اُٹھ اُٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی

کیون ای دعا ے وصل صنم تو نے کیا کیا
چھپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی

حسرت نہ نکلی وصل مین کچھ دست شوق کی
اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہگئی

دیر اُتنی ہی ہوئی تری بخشش مین یا رب
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

میثاق آواز کی طرف متوجہ ہوا آسمان پر سے دیکھا کہ ایک باغ رنگارنگ نہایت سرسبز و شاداب ہی سبزہ وہان کا بیدار بخت عندلیبان خوشنوا کو شاخہاے زمردین تخت غنچون کی چٹک ہوا کی سنک پھولون کی مہک باغ بہشت آئین پر گلزار جنان کا شک ہی وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی کہ حالت اُسکی نور کی ہی اُسپر مسند جواہر نگار بچھی ہی ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشک بدر عارض انور فخر ماہ کمال ابرو ہلال قامت خوبی سے اُسپر جلوہ فرما ہی اور ایک تاجدار نہایت عظم و شان سے پہلو مین اُس نازنین کے بیٹھا ہی میثاق کلیجہ تھامے ہوے دیر تک جمال بے مثال دیکھا کیا آخر صبر نہ ہو سکا تخت اپنا اُتارا اگرچہ حیران ہی کہ ای میثاق اگر شاید یہ تاجدار اس مہجبین کا

میثاق نے عرض کی ہین تو اس خاندان کا غلام ہون تلاش شاہ مین نکلا تھا بادشاہ
سمجھا ہ لیکن حصول اوج برائے فتحیابی مرحلہ جات تشریف لے گئے ہین مگر افسوس یہ ہے
کہ مین اُن کے ساتھ نہین پہونچا کہ خدمتگزاری کرتا حکیم صاحب بڑے بڑے شدید سے
دکھائین گے پروردگار اُن کو ثابت قدم رکھے ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائین تو مشکل ہو
غلام رخصت ہوتا ہو کہ تم نے کہا کہ ای میثاق اگر تم خدمت شاہ مین پہونچنا تو ہماری
جانب سے بعد دعا کے جا کر اتنا کہنا کہ ای شہریار غلام بھی آپ تک پہونچیگا لیکن میثاق
چند جام شراب پی کر اُٹھا مرکب پہ ندیم سوار ہوا مرکب میثاق کو لیکر اُڑ گیا اب ستمگر کا
قصہ سنو کہ کوچ کر دن جمشید ثانی داخل قصر ہفت رنگ ہوا بیٹھے بیٹھے ہنسا کلاق
خارہ شکن وزیر دست چپ قریب بیٹھا تھا پوچھا یا خداوند یہ سبب آپ کیا ہنسے
جمشید نے کہا مسمار نے زبردستی اپنی جان دی باغ مراد مین جا کر مارا گیا اُس کے
مرنے پر مجھکو ہنسی آئی کوئی ایسا ہو کہ جا کر میثاق کو روکے میثاق نے بڑا ستم کیا
کہ مسمار کو قتل کرایا کلاق خارہ شکن یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند سن لیجیے گا کہ زبان
بھی نہ ہلانے دونگا مگر آپ کا یہ ارشاد اتنی سمجھیے کہ جس وقت قید آئے فوراً قتل کر ڈالیے
اگر میثاق مارا گیا تو بادشاہ لشکر اسلام کی قوت کم ہو جائیگی یہ کہکر کلاق اُٹھا جمشید
سے شفقت سے ہاتھ اُٹھا جمشید نے چلتے چلتے یہ سمجھا دیا کہ ای کلاق ہرچند کہ سحر مین تیرا
مثل نہین ہے مگر میثاق بھی بلا کا روزگار ہے بہت سمجھ کے اُس سے مقابلہ کرنا ایسا نہو
تمہارا ہے وہ ان کے باعث ذلت ہو تو ہم خوب جانتے ہین کہ کسی مقام پر بھی نہ کر سکے
لیکن اگر میثاق کے مقابل تم پہنچ تو تمہارا مثل نہین مگر بہت خیال کرکے اُس سے
مقابلہ کرنا اب یہ بات ہماری یاد رکھو کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا اور میری موت اس طلسم مین
مجھے بتا ہے کہ اسے مقام پر موت ہے کہ جہان کوئی جا نہین سکتا تجھے کیا ضرورت ہے کہ مین
وہان جاؤن اور اپنی موت کو قریب بلاؤن تم لوگ سب میرے ساتھ ہو گے اگر شاید
طلسم ٹوٹ گیا تو مین نکل جاؤنگا جس مقام پر جا کر خدائی اپنی قایم کرونگا سب بندے
جمع ہو جاوینگے جو مراد مانگین گے اُن کو وہ ہی دونگا وہ زور دکھاؤن کہ سب کو

معتقد کر لون باپ دادا سے ہمارے کیا کیا کرامتین دکھائین تب آج تک نام روشن
ہی جب تو ساحری جمشید کا لوگ نام لیتے ہین کملاق نے کہا غلام اس فخر سے بخوبی
آگاہ ہی دیکھیے کیا ہو کتاب سے اثبات ہین تو آپ کہہ چکے ہین کہ طلسم ٹوٹیگا جمشید نے
کہا کہ اُس کتاب کو مین نے منسوخ کر دیا قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو ہم کرین
اُسے کون مٹا سکتا ہی کملاق کو بخوبی جمشید نے سمجھایا کملاق نے اسباب سحر جھولی
مین جمع کیا اور کرگدن پر تدبیر سوار ہوا برائے مقابلہ میثاق چلا مگر میثاق کو وہ گردان
علمشاہ سے رخصت ہو کر اُڑا ہوا جاتا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی
خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی مین رہگئی
تجھسے یہ چال دل کی تمنا ہی مین رہگئی

سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا
کچھ رہگئی چمک تو سیاہی مین رہگئی

رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین
کیسی بھٹک یہ ہمت واہی مین رہگئی

گذریگا کون ادھر سے کہ خاک ان حقیر کی
اُٹھ اُٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی

کیون ای دعاے وصل صنم تو نے کیا کیا
چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی

حسرت نہ نکلی وصل مین بھی دست شوق کی
اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہگئی

دیر اتنی ہی ہوئی تری بخشش بڑی ہی جلد کی
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

میثاق آواز کی طرف متوجہ ہوا آسمان پر سے دیکھا کہ ایک باغ رنگا رنگ نہایت
سرسبز و شاداب ہی سبزہ وہان کا بیدار بخت عندلیبان خوشنوا کو شاخہاے زمردین تخت
غنچون کی چٹک ہوا کی سنک پھولون کی مہک باغ بہشت آئین پر گلزار جنان کا شک
ہی وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی کہ حالت اُسکی نور کی ہی اُسپر مسند جواہر نگار بچھی
ہی ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشک بدر عارض انور فخر ماہ کمال ابرو ہلال قامت
خوبی سے اُسپر جلوہ فرما ہی اور ایک تاجدار نہایت عظم و شان سے پہلو مین اُس
نازنین کے بیٹھا ہی میثاق کلیجہ تھامے ہوے دیر تک جمال بے مثال دیکھا کیا آخر صبر
نہ ہوسکا تخت اپنا اُتارا اگر حیران ہی کہ ای میثاق اگر شاید یہ تاجدار اس مہجبین کا

شوہر ٹھہرا تو پھر کیا تدبیر کرونگا یہ سوچتا ہوا کلیجہ پر ہاتھ رکھے ہوے تخت کو ایک گوشے مین اُتارا
آپ خرامان خرامان سامنے اُس مہ جبین کے آیا مگر میثاق نے یہ چالاکی کی کہ مُنھ پر اپنے
ہاتھ پھیر لیا ایک جوان خوشرو کی صورت بن کر تیار ہوے جواہر بہت سا پہنے ہوے
تاج یاقوتی سر پر لیکن تخت پر کوئی خادم و خدمتگار نہین ہی اُس نازنین نے جو میثاق
کو دیکھا بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای جوان یہان کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا میثاق نے بڑے عجز سے کہا کہ مین دور سے آتا ہون مشتاق جمال
ہو کر ٹھہر گیا چاہتا ہون کہ قدمبوس ہون اُس نازنین کے دل پر ایسی تاثیر ہوئی کہ
اشارہ کر کے کہا کہ آئیے تشریف لائیے میثاق بلاتکلف بیٹھ گئے گلچینی گلشن جمال کی
کرنے لگے مگر بیقراری کو دمبدم ترقی ہی لیکن وہ تاجدار حیران ہی کہ یہ دوسرا تاجدار
کون ہی کہ بلاتکلف آکر پہلو مین میری معشوقہ کے بیٹھ گیا مگر میثاق نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ
ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای گوہر بے بہاے دریاے محبوبی تمھارا نام نامی کیا ہی اُس
نازنین نے مسکرا کر کہا مجکو غنچہ مراد کہتے ہین پوچھا یہ تاجدار صاحب کون ہین اُس نازنین
نے کہا کہ مہران تاجداران کا نام ہی ادھر سے جاتے تھے آکر ٹھہر گئے آپ اپنے نام نامی
سے آگاہ فرمائیے میثاق نے کہا کہ نام آور تاجدار میرا نام ہی آپ کی صحبت
دیکھ کر گانا پسند آیا اس وجہ سے چلا آیا چاہتا ہون کہ آگاہ ہون اس مقام کا نام
کیا ہی اور یہ کہانکی سرحد ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ اس مقام کو باغ دلکشا
کہتے ہین بہزوار جادو باپ میرا اس حوالی کا حاکم ہی یہ باغ میرے نام سے بنوایا ہی مجکو
یہان کا حاکم کیا ہی مین براے سیر یہان آتی ہون میثاق یہ باتین سُنکر حیران ہوا
کہ کیا تدبیر کرون اور کیونکر اس تاجدار کو ہٹاؤن اور اپنا رنگ جماؤن لیکن
نہایت دشوار معلوم ہوتا ہی کہ یہ تاجدار اُٹھ کر جائے اور یہ مہ جبین مجھسے کلام
کرے کیونکہ تمکو پہلو سے کلام ملے اس سوچ مین میثاق ہی چاہتا ہی کہ اُس تاجدار
سے کچھ کلام کرون اور وہ تاجدار بھی خاموش بیٹھا ہی حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی جو آکے
بیٹھ گیا اس سوچ مین دونون بیٹھے ہین اور وہ نازنین جب گاتی کو اشارہ کرتی ہی

تو گائن تانین مارنے لگتی ہی اور گائن کی آواز نہایت پاٹ دار ہی حسین و جمیل بھی حد
سے زیادہ ہی قضاے کار کملاق خارہ شکن کہ جو بتلاش میثاق چلا تھا آسمان پر سے
اُس نازنین کو دیکھ کر حیران ہوا بیتاب ہو کر آسمان سے اُتر آیا مگر گھبرایا ہوا تھا آتے ہی
اُس تاجدار سے کلام کرنے لگا کہ ای تاجدار آپکا کیا نام ہی آپ کیون تشریف لائے
اُس تاجدار نے حیران ہو کر کہا کہ میرا مہران تاجدار نام ہی ہوا سے سیر جاتا تھا اس
مقام پر آکر ٹھہر گیا یہ وہ مہ جبین ہی کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو کملاق خارہ شکن گھبرایا ہوا
تھا بول اُٹھا کہ اب آپ تشریف لیجائیے تماشاے محفل دیکھ چکے اب ہمارا دخل ہی یہ سُنکر
وہ تاجدار خاموش اُٹھا ارادہ کیا کہ چلا جاؤن مگر دل نہین مانتا پلٹ کر معشوق سے کہا
کہ لو صاحب رخصت ہوتے ہین غنچۂ مراد نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ بیٹھیے کیون جاتے ہین
میثاق نے کملاق کو پہچانا کہا ای وزیر اعظم کہا نسے آتے ہو کملاق نے کہا کہ ای تاجدار
مین تلاش مین میثاق کو وہ گردان کی نکلا تھا کہ اس مقام پر آکر پہونچا اس صحبت کا
رنگ اچھا معلوم ہوا یہان بھی چلا آیا میثاق نے کہا کہ بہت مناسب ہی مگر میثاق
ایسا حلوا نہین ہی کہ جسکے پکڑنے کو آپ جاتے ہین کملاق نے جواب دیا کہ اگر میرے
اُسکے مقابلہ پڑے تو ایک سحر میرے پاس ایسا ہی کہ کیا عجب ہی میثاق مغلوب ہو
اور جو اُسکا سحر چل گیا تو مین مغلوب ہونگا مگر کیا عجب ہی کہ میری مدد کو خداوند آوین
میثاق نے کہا کہ ای کملاق نہین معلوم میثاق کہان ہی مگر مین اُسکا شاگرد ہون
مجھسے تو امتحان کر لو کملاق نے کہا کہ او دریا ندرد از زبان کو اپنی بند کر ورنہ دیوانہ
کرکے مارونگا ابھی روتے ہوے جاؤ گے میثاق اپنے مقام سے اُٹھا مہران تاجدار
بھی دلیر ہوا کہ اسکو مارو یہ نہین ہٹاتا ہی تلوار کھینچ کر کہا کہ ای وزیر خداوند مین تو ابھی
نہ جاؤنگا گلچینی گلشن جمال کی کرونگا صاحب خانہ نے ہمسے کچھ نہ کہا اور تم سختی کرتے ہو
میثاق جو اُٹھا اُٹھتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی نکال کر سامنے چھوڑ دی اور
کہا کہ ای تصویر ساحری اسکو دیوانہ کر دے وہ پتلی سامنے کملاق کے ناچنے لگی کملاق
ناچنا اُسکا دیکھنے لگا اُس وقت میثاق نے جوش مین اپنے سحر کے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ

منم میثاق کوہ گردان کملاق کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہی میثاق ہی جھولی میں ہاتھ ڈالا ایک پتلہ سحر کا نکالا سامنے اُس پتلی کے چھوڑ دیا وہ پتلہ اُس پتلی سے مضحکہ کرنے لگا مگر پتلی میثاق کی ایسی تیز ہی کہ پتلے پر ہنس رہی ہی کہتی ہی جا کیون دیوانہ ہوا ہی میرے سامنے کیا شعبدہ دکھائیگا مین ہون تصویر سامری ایسے سیکڑون شعبدے دیکھے ہین تجھسے نہین ہوسکتا کہ کملاق کو مارے یہ سنا تھا کہ وہ پتلہ تیغچہ کھینچ کر طرف کملاق کے چلا کملاق نے کہا کہ ای رفیق شفیق مدت سے تیرا پوجا کرتا ہون عین وقت پر کمی کرتا ہی ایسا نہین ہوسکتا کہ اس پتلی کو مار لے وہ پتلہ طرف پتلی کے چلا پتلی نے ایک شعر گایا کہ جسکا مضمون یہ تھا مطلع آج سیلابٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ؎ شاخہاے گل لٹاتے ہین زر گل باغ مین ؎ یہ جو پتلی نے شعر گایا پتلہ جھومنے لگا پتلی نے گا کر مبہوت کیا وہ پتلہ کملاق کی طرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارے ان کملاق نے ایک قبضہ مارا کہ پتلے کا سر پھٹ گیا پتلے کو مار کر کملاق طرف میثاق کے چلا میثاق نے کہا کہ ای کملاق اپنے سحر کا امتحان کر چکے اب کیا منظور ہی کملاق نے کہا کہ تمہاری مشکین باندھکو لیجاؤنگا کملاق نے یہ کہکر تلوار کھینچی میثاق نے پتلی کو اشارہ کیا پتلی نے سامنے کملاق کے یہ شعر گایا فرد الفت گل کا نتیجہ کیا یہی تھا ای فلک ؎ لوگ کہتے ہین کہ بلبل کا ہوا قتل باغ مین ؎ یہ شعر جو پتلی نے گایا کملاق کا چہرہ سُرخ ہوگیا میثاق کے سامنے ہاتھ باندھے لگا کہتا تھا جو فرمائیے وہ بجالاؤن میثاق نے ہنس کر کہا کہ جاؤ جا کے جمشید ثانی کا سر لاؤ جو سر لیکر آؤگے تو یہان آنے پاؤگے ورنہ انتظام ہوجاے گا کملاق خارہ شکن تلوار کھینچے ہوے یا تو سامنے کھڑا تھا یا بدحواس ہوگیا تلوار تولتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا بعد جانے کملاق کے میثاق نے مہران تاجدار سے کہا کہ اب آپ بھی سرفرازی فرمائیے اور چلے جائیے مہران تاجدار ڈرا اور سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو مجکو بھی کسی بلا مین مبتلا کرے خاموش اُٹھا تخت پر اپنے سوار ہوکر یہ بھی روانہ ہوگیا بعد جانے مہران کے میثاق نے چاہا غنچہ مراد سے کلام کرے ان غنچہ مراد نے کہا کہ مین آتی ہون واسطے رفع حاجت کے جاتی ہون یہ حیلہ

کرکے بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا کہ یہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہی ایسا نہو کہ
کوئی سحر کرے اور مین مبتلاے بلا ہون تم لوگ کہدینا کہ اُنکے باپ کے پاس سے پیامبر
آیا وہ طرف قلعے کے گئی ہین آپ کا دل چاہے بیٹھیے خواہ تشریف لیجائیے یہ کہکر تخت پر
سوار ہوکر روانہ ہوگئی کنیزون نے آکر میثاق سے کہا ہرچند کہ میثاق کو بہت
ناگوار ہوا مگر کس پر غصہ کرے کنیزون کو جھڑک دیا اور کہا تمنے وقت پر ہم سے اطلاع
نہ کی کہ ہم اُن کو نہ جانے دیتے روک لیتے کنیزون نے عرض کی ہمین مہلت نہ ملی فورًا
ملکہ چلی گئین میثاق نے کہا کہ ہم کو قلعہ کا پتہ بتاؤ ہم وہین جائین گے کنیزون نے
کہا کہ باغ سے نکل کر ایک صحرا ملیگا بعد اُس صحرا کے قلعہ ہی سر بفلک کشیدہ اُسی
قلعے کو قلعہ سبزوار کہتے ہین جب وہان جائیے گا تب ملکہ کا پتہ ملیگا میثاق محبت
مین دیوانہ ہو رہا ہی فورًا باغ سے نکلا صحرا کو طی کرکے قلعہ دیکھا طرف قلعے کے چلا جب
قریب قلعہ پہونچا دیدبان نے آواز دی کہ ای آنے والے اس طرف نہ آنا غیر کے لیے
یہان آنے کی ممانعت ہی میثاق نے کچھ جواب نہ دیا اور پکار کر کہا ہم غیر نہین ہین سبزوار
کی ملاقات کو آئے ہین دیدبان بھاگا جاکر سبزوار سے کہا سبزوار خود آیا بالا سے
قلعہ سے دیکھا کہ ایک تاجدار ہی کہ وہ اندر قلعے کے آیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی کہ
ای ساحر مین تجھے نہین پہچانتا میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای سبزوار جادو منم
میثاق کوہ گردان اس وقت صورت بدلی ہوئی ہی صورت اصلی بھی دکھاؤنگا
سبزوار نے جو نام میثاق کا سُنا مثل بید کے کانپنے لگا اور پکار کر کہا کہ آئیے تشریف لائیے
مگر مین آپ کا حال سُن چکا ہون کہ آپ نے قدرت کو چھوڑا اور بادشاہ اسلام کی اطاعت
کی میثاق نے جواب دیا تمھارا اس مین کیا نقصان ہوا جیسا موقع دیکھا ویسا کیا
اگر ایسا نہ کرتے تو ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے مارے جاتے ہم تو تمھاری ملاقات کو
آئے ہین سبزوار نے کہا کہ آئیے آپ کا گھر ہی میثاق قلعے مین آیا سبزوار استقبال
کرکے لے چلا مگر سبزوار کے آتے ہی رفقا بھی آگئے سبزوار نے رفیقون سے اشارے
سے کہا کہ بارگاہ مین جاؤ ایک جام شراب آغشتہ بدار وے بیہوشی تیار کر دیں

چاہتا ہون کہ گرفتار کرون خدمت خداوند مین بھیجدون مین سمجھ گیا ہون کہ جس واسطے
یہ آئے ہین غنچہ مراد کے باغ سے یہ فتور برپا ہوا کملاق خارہ شکن نے ان کے ہاتھ سے
شکست کھائی غنچہ مراد کی فکر مین آئے ہین وزرا نے جام شراب آغشتہ بہ داروے
بیہوشی تیار کیا جیسے ہی میثاق آکر پہونچا وزیرون نے جام ہاتھ پر رکھ کر پیش کیا کہا کہ
وزیر اعظم اول اس جام کو نوش کیجیے پھر محفل مین بیٹھیے میثاق جوش محبت غنچہ مراد مین
مبہوت ہو رہا تھا جام ہاتھ سے لیکر پی گیا پیتے ہی گھبرایا سبزوار نے کہا کہ تخت پر
تشریف رکھیے میثاق لڑکھڑا کر گرا سبزوار نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ زبان مین
سوزن دو مسلسل و مطوق کرو مین خود اسکی قید لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا انعام
بہت کچھ پاؤنگا یقین ہی قدرت سرفراز کرین یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین
بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا صدا سے فریاد فریاد آنے لگی یہ سنتے ہی جمشید دربارگاہ
پر آیا دیکھا کہ کملاق خارہ شکن میرے نام پر گالیان دے رہا ہی اور فوج پر گولے
مار رہا ہی کئی ہزار جاندو گر مارے کئی خیمے گرا دیے جمشید نے للکارا کہ او کملاق
یہ کیا معرکہ ہی اور یہ کیا صورت بنا کر آیا کملاق نے کہا کہ آپ کا سر لینے آیا ہون بہتر
یہ ہی کہ سر جھکا کر بیٹھیے مین سر کاٹ کر لیجاؤن جمشید نے جواب دیا کہ او کملاق تیری کچھ
شامتین آئی ہین ایسا سحر مین دلوانہ کردونگا جان بچانا دشوار ہوگی مگر کملاق جوش
مین تنہا تلوار کھینچے ہوے سامنے جمشید کے آیا ہر چند مصاحب کہ رہے ہین کہ ہم سب
کملاق کو روکین جمشید نے کہا وہ تمھارے روکے سے نہ رکیگا اور زیادہ فساد برپا
کریگا آتا ہی آنے دو کملاق نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے بڑھ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کملاق نے چاہا ہاتھ چھڑاؤن اور کوئی سحر کرون مگر جمشید نے
غصے مین ایک تمانچہ مار دیا کہ کملاق بیہوش ہو کر گرا جمشید نے آواز دی کہ اس کی
مشکین باندھو ملازمون نے کملاق کی مشکین باندھین مشکین باندھ کر ہوشیار کیا جمشید
نے کہا کہ اب تو تو نے سزا پائی کملاق دشنام دیکر کہنے لگا کہ او مکار تو نے خوب فتور کیا
کہ مجکو گرفتار کرلیا اب یہ باتین بناتا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ مجکو رہا کر دے جمشید نے

کملاق کے منہ پر ہاتھ پھیر دیا کملاق تھر تھر کانپا اور گر کر بیہوش ہوا چاہا جمشید نے
پھر اسکو ہوشیار کرون شاید عذر کرے سرکشی سے باز آئے مگر اب جو جمشید ثانی نے
ہوشیار کیا کملاق وہ ہی ملبلاتا ہوا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے حکم دیا کہ اسے
لیجا کر قید کرو کملاق کو کشان کشان لوگ لے گئے ایک خیمے مین قید کیا قضاے کار فیروزہ
بن عمرو پیرا سے خبر اس لشکر مین آیا تھا اسنے یہ سب خبر سُنی کہ میثاق کے سحر مین مبتلا ہو کر
کملاق قید کیا گیا ہی پھرتا پھرتا در بارگاہ پر آیا تھوڑی دیر مین اندر سے چوبدار نکلا
پکارتا ہوا کہ کوئی مزدوری کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بن کر سامنے آیا پوچھا حضور
کیا مزدوری ہی چوبدار نے کہا کہ ایک پتیلہ شراب کا واسطے نگہبانون کے جائیگا شہدے
نے کہا کہ دو گنڈے لین گے چوبدار نے کہا اُٹھالو فیروزہ نے پتیلہ شراب کا اُٹھایا
مگر مرد سے سے باتین کرتا ہوا کہ میان مرد ہے صاحب آج ایسی ہار آئی کہ دو چک نہ
بیٹھے رنگباز کی تباہی تھی جو رنگ بداوہ اُلٹا آیا ہم تو اگر کوئی بدنے والا ہوتا جان تک
بد دیتے میان مرد ہے صاحب ہمارا رنگ اگر دو چک کھیل جاے تو سلطنت جیت لین
آج کوئی چوتھا روز ہی ہمارا مغلیا پُرانا شہدا کہین مر دہ اُٹھانے گیا تھا وہان سے
چار گنڈے لایا بڑا رنگباز ہی اب جو اُسنے بدنا شروع کیا اور کا پتین رنگ کھیلنے لگی
اسقدر رنگ کھیلی کہ چار گنڈے سے چار ہزار روپئے جیتے کوٹھی والی نے کہا کہ اب
چلے جاؤ مین نے بھی کہا کہ بھائی صاحب اب اُٹھاؤ مگر بھائی صاحب نے جواب دیا آج
مدت کے بعد کا پتین رنگ کھیلی ہی آج کوٹھی جیت لونگا بابو صاحب نے بہت سے
نوٹ اور اشرفیان بددین بھائی صاحب تو جوش مین تھے سب مال کھسکا دیا بعد
عرصے کے کاپتین ٹوٹی اور بے رنگ داؤن آیا بھائی صاحب نے منہ پیٹ لیا ایک ہی
داؤن مین خاتمہ ہو گیا اب جو شمار کیا تو کئی روپئے بابو صاحب کے نکلتے ہین ہاتھ جھاڑ
کے بھائی صاحب اُٹھے اور مجھے تو آج داؤن نہین ملا جو داؤن بدا رنگ نہ کھیلی جو بدا
ہان ہان کرتے ہوے قریب قید خانے کے پہونچے نگہبانون نے آواز دی کہ کون آتا ہے
چوبدار نے کہا کہ تمہارے واسطے شراب لائے ہین نگہبانون نے دوڑ کر پتیلہ اُتروا لیا

شہزادہ پھر بیٹھ کر بترانے لگا سب نے اپنا اپنا حصہ لیا بیٹھ کر پینے لگے شہزادے سب کی چلمیں بھر رہا
ہی جسنے چلم پی بیہوش ہو کر گرا اُلٹ پڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ اندر آیا
دیکھا کملاق زنجیرین ہلا رہا ہی اور جھوم جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا — تمنے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا — ہان ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آبھی گیا وہ بیوفا — دل ہمارا ہجر مین قاصد تمہارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری — عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھام کر دلکو مین اُنکے سامنے — وہ کبھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
آہی جاتا ہی لبون تک ضبط کتنا ہی کرین — شکوہ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
دیدنی تھی نزع مین اپنی نگاہ یاس بھی — بار سا بے دید تک محو تماشا ہو گیا
مرکے ہم مرقد سے اُٹھے تو قیامت تک اُٹھے — حسرتون نے سر پہ بیٹھا حشر برپا ہو گیا
ہائے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال — ہوش مین بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

فیروزہ نے قریب آکر کہا کہ اے کملاق کیا چاہتے ہو کملاق نے کہا کہ میری زبان
سے سوزن نکال دو پھر نکل کر جمشید کو مارون فیروزہ نے زبان سے اس کے
سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن نکلی کملاق نے قید توڑ ڈالی کچھ سنگ ریزے اُٹھائے
بلبلاتا ہوا نکلا کہتا ہوا کہ تو نے بڑا احسان کیا باہر نکل کر سنگریزے پھینک مارے
کئی ہزار کے سر اُڑ گئے لڑتا بھڑتا کملاق چلا لشکر مین ہلڑ ہوا افلاس جادو کہ
طلائے سیہ تھا ہنر جشن کر دوڑا آکے دیکھا کہ کملاق دیوانہ وار و وحشی مثال لشکر مین
کھڑا لڑ رہا ہی افلاس نے چاہا کہ بھاگون کملاق کب جانے دیتا ہی ایک سنگریزہ
مار دیا کہ افلاس کا سر پھٹ گیا جو ارادہ کرتا ہی کہ جاکر خداوند سے اطلاع کرون
کملاق اُسے مار لیتا ہی آخر لڑتا ہوا دربارگاہ پہ پہونچا پھاٹک کھول کر اندر آیا
شاہزادیان غل مچانے لگین کملاق نے کئی شاہزادیون ا مارا شاہزادیون کے
مرنے کا جو ہنگامہ ہوا جمشید ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کملاق اندر قصر کے لڑ رہا ہی

شاہزادیون کے لاشے پڑے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ستارے چمک رہے ہین شاہزادیون
کے لاشے دیکھ کر جمشید بہت جھلایا آپ سے باہر ہو گیا للکارا کہ او کملاق مردود ان
شاہزادیون نے کیا خطا کی تھی کہ ان کو تو نے مار ڈالا یہ کہکر اُٹھا مگر کملاق تو مبہوت
ہو رہا تھا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی ایک طمانچہ مارا
کہ سر کملاق کا اُڑ گیا حکم دیا کہ لاشہ اسکا لیجاؤ خبردار ارتھی وغیرہ نہ بنانا یون ہی
لاش اسکی جنگل مین پھینک دو ملازم کہتے ہین کہ اس نمکحرام نے کیسی بدعت کی کئی ہزار
اہل فوج مارے گئے مگر قدرت نے کیا کمال کیا کہ ایسے بیہودہ کی کلائی تھام کر طمانچہ
مار دیا کہ سر اُڑ گیا ہزارہا فوج والون کو مارا باہر لاشے پڑے ہین اُنکے عزیز و اقارب
رو رہے ہین جمشید نے کہا کہ جو بے ادبی کریگا وہ میرے ہاتھ سے یون ہی مارا جائیگا
تیسرا وزیر کہ جسکو ابلیس بلند پرواز کہتے ہین اپنے مقام سے اُٹھا اور عرض کی
کہ یا خداوند مجکو حکم ہو کہ مین جاؤن اور میثاق کو کھینچتا ہوا لاؤن یہ سُنکر جمشید
نے کہا کہ ای ابلیس بہت سمجھ کر مقابلہ کرنا ابلیس نے جواب دیا اگر غلام کی قضا آئی
ہی تو مجبوری ہی ورنہ جا کر میثاق کو لاتا ہون یہ تو فرما دیجیے کہ انجام اسکا کیا ہوگا
جمشید نے کہا کہ اگر وہ نمکحرام گرفتار ہو کے آئے تو میرے دل کو چین پڑے کملاق
ناحق مارا گیا اپنے ہوش مین نہ تھا اگر قید رہتا تو شاید ہوش مین آجاتا لیکن وہ
ایسا بلبلایا کہ میری خوابگاہ مین چلا آیا غصے مین قدرت کو کچھ نہ سوجھا طمانچہ مار دیا ابلیس
نے کہا کہ مین وہس پہلو پہ نہ جاؤنگا اپنے کو اُسکے سحر سے بچاؤنگا یہ کہکر چلا میثاق کو
تلاش کرتا ہوا جاتا ہی مگر فیروزہ بنت عمرو بارگاہ مین جمشید کی حاضر تھا ابلیس بلند پرواز
کا روانہ ہونا دیکھ کر بھاگا پچھین بارگاہ شاہ مین بیٹھی ہی سب شاہزادیان باتین
کر رہی ہین کہ فیروزہ نے آکر خبر کہی کہ اس طرح پر ابلیس تلاش مین میثاق کی
گیا ہی اور بہت وعدہ مضبوط کر گیا ہی یہ سُنتے ہی ملکہ جہان کو سناٹا آگیا کہا ضاحبو
غضب کی بات ہی الیمانہ ہو کہ میثاق پر کوئی جفا پڑے مین جا کر اطلاع کرون اور
اُن کو ہوشیار کر دون کہ ابلیس تمہاری تلاش مین آتا ہی اور شاہزادیون نے کہا

ہم بھی چلین بحرین نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہین اور طاؤس پر سوار ہو کے چلی اُڑی
ہوئی جاتی ہی پہر رات پچھلی باقی ہی لشکر سے کوئی تین کوس نکلی تھی کہ سامنے ایک پہاڑ
دیکھا کہ نہایت لطف سے آراستہ ہی بڑے بڑے درخت سر سبز ہو رہے ہین اُسپر طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین چاندنی چھٹکی ہوئی ہی بحرین کو وہ مقام نہایت
پسند آیا آخر تاب نہ آئی اُسی پہاڑ پر اُتر پڑی سیر دیکھ رہی ہی چاہتی ہی کہ روانہ ہون
مگر حیران ہی کہ کہا جاؤن اور کیونکر میثاق کو خبر کرون ارادہ کیا ہی کہ یہان سے
چلون سامنے سے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا دیکھا ابلیس اژدہے پر سوار اُڑا ہوا آتا
ہی بحرین نے چاہا کہ چھپ جاؤن مگر ابلیس نے دیکھ لیا وہین سے نعرہ کیا کہ او بحرین
تو بھی نمک حرام کے ساتھ نمک حرام ہو گئی اب چل مین تیری خطا قدرت سے معاف کرادون
یہ سُن کر بحرین نے جواب دیا کہ ای ابلیس یہ گمان نہ کرنا مین نے قدرت کی کیا خطا
کی ہی جو اُن سے خطا معاف کراؤن مگر تم کس فکر مین نکلے ہو ابلیس نے کہا کہ مین
تمھارے عاشق کی فکر مین جاتا ہون بحرین نے کہا تمھاری قضا آئی ہی تو ایسا خیال ہی
میثاق ایسا حلوا ہی کہ جسکو گرفتار کر لاؤ گے ملاق کو اُسنے کیسا قتل کرایا کسی کا
کچھ زور نہ چلا ابلیس کو باتین بحرین کی بہت پسند آئین پہاڑ پر اُتر پڑا کہا ای ملکہ
بحرین تمھاری خوبصورتی غضب کی ہی یہ ہونٹھون کا ہلنا بدحواس کیے دیتا ہی جب
گوہر دندان کھلاتے ہین تو ایک برق گرتی ہی کہ دل کو جلا دیتی ہی کیا کہون اگر قبول کرو
تو تم کو لیچل کے اپنے مقام پر بٹھاؤن قدرت تمھاری بڑی قدر کرین گے مین آنکھین
فرش کرونگا یہ کہکر منتین کرتا ہوا چلا بحرین کہتی ہی کہ کیون دیوانہ ہوا ہی کیا بیہودہ
بکتا ہی مگر ابلیس جست کرکے قریب پہونچا مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے گرد
سر بحرین چرخ مارا اور چرخ مار کر ایک چیخ ماری کہ شعلہ مُنھ سے نکلا جل کر خاک ہوا
وہ خاک بحرین پہ گری بحرین چرخ مار کر گری گر کر بیہوش ہوئی ابلیس صورت زیبا
کو دیکھ رہا ہی اور دل سے کہتا ہی کہ کیا مہ جبین ہی جی چاہتا ہی خاک پا اس کی لیکر
طوطیا سے چشم بناؤن آخر مجبوری زبان مین سوزن دی اور بحرین کو اُٹھا کر اپنے

اُڑ دہے پر ڈالا طرف قصر ہفت رنگ کے پلٹا بہت خوش ہی کہ یہ معشوقہ مجکو قبول کریگی پڑے لطف سے گذریگی ہوا جو چلی بحرین ہوشیار ہوئی دیکھا زبان مین سوزن ہی ابلیس کے قبضے مین ہون آنکھون سے آنسو جاری ہوے دعائین کرنے لگی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے نظم

باش حاضر صبح و شام اندر حضور
سرکشی کن از دماغ خویش دور

نوش کن جام محبت نوش کن
از شراب عشق کن حاصل سرور

در میان سینہ کن روشن چراغ
تا شود ظاہر ازان بر چہرہ نور

توبہ کن از مہر گنہ ای عذر خواہ
تا بہ بخشد جرم تو رب غفور

از غبار کینہ سینہ صاف کن
تا شود رنگ از رخ آئینہ دور

عاجزی کن عاجزی کن عاجزی
حق نماید عفو تا ہر باب قصور

عذر خواہی گر کنی پیش خدا
جرمت ای عاصی خدا بخشد ضرور

ہست خلاق زمین و آسمان
رازق وحش و طیور و مار و مور

پس بہ غیر از وے بوقت احتیاج
پیش کس حاجت مبر ای بے شعور

زانکہ می بخشد خدا ے لایزال
حاجت ہر مرد سائل بے سوال

قضا سے کار فیروزہ بن عمرو جنگل مین کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ ابلیس بحرین کو لیے جاتا ہی اور بحرین اسقدر روتی ہی کہ اشکون کا دریا بہہ رہا ہی گریبان و آستین تر بتر ہین خیال مین گذرا کہ ای فیروزہ میثاق اپنی جان دے دیگا کیا تدبیر کرون یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بن کر تیار ہوا چہرہ اُداس عالم یاس دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا چلا نظم

مین پاؤن سے سر و پا کسطرح وہان کی خبر
پھیرون کو نہ ای دل ملی جہان کی خبر

اگر کسی نے کہی اُن سے کچھ یہان کی خبر
تو ہنس کے بولے یہ کہتا ہی تو کہان کی خبر

وہ دلمین رہتے ہین پر درد دل سے کام نہین
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر

لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

قمر کے حال پہ اب رحم یا علیؑ کیجے ۰۰ ضرور کیجیے اس اپنے مدح خوان کی خبر

یہ آواز جو کان مین ابلیس کے پہونچی جھانک کر دیکھا کہ ایک معشوق نہایت شوخ و شنگ
دیوانہ وار وحشی مثال جنگل مین پھر رہی ہی ابلیس سمجھا کہ شاید یہ نازنین دیوانی ہوگئی
ہو مگر کیا معشوق دلفریب ہی یہ سوچ کر ہوا سے اُترا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے
نازنین یہ کیا حال ہی اُسنے آہ کی اور صورت کو ابلیس کی دیکھنے لگی صورت کو دیکھ دیکھکر
اور زیادہ روتی ہی کبھی کہتی ہی کہ عاشق روے یار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون مگر کچھ
پتہ ملتا ہی یہ کہکر ہاے کا نعرہ مارا اور چرخ مار کر گری گرکر بیہوش ہوگئی ابلیس نے
دیکھا کہ جب وہ نازنین بیہوش ہوئی تو اُس کے سینے سے ایک کاغذ گرا ابلیس نے کاغذ
کو اُٹھاکر دیکھا اپنی تصویر کھنچی ہوئی پائی وہ ہی قد سا کھو کا لٹھا ہاتھ پانون درخت کے
ٹھنٹے عارض پر داغ چیچک صاف ظاہر ہوتا ہی کو بسر پر اولے پڑے ہین سر تصویر مرقوم
ہی کہ این تصویر ابلیس وزیر خداوند است ابلیس پریشان ہوا اُس نازنین کو
ہوشیار کیا کہا کیون صاحب یہ تصویر کہان سے پائی وہ نازنین رونے لگی پھر یون کہا
مین شامت زدہ اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ ایک تاجر آیا اُس سے کچھ اسباب خریدا ایک
صندوقچہ بھی اُسنے دیا اور کہا یہ صندوقچہ آپ ہی کے لائق ہی جب وہ تاجر چلا گیا
تو مین نے اُس صندوقچے کو کھولا اُس مین یہ تصویر نکلی ماشاء اللہ تمہارا نقشہ تیر دشت کا
دل کے پار ہوگئے آخر بیقرار ہوکر تصویر کو سینے پر رکھا اور بیتابانہ نکل آئی مگر جذب
دل نے تاثیر دکھائی کیون صاحب ابلیس تمہارا ہی نام ہی ابلیس نے کہا کہ مین
خدمتگزاری کو حاضر ہون اُس نازنین نے پوچھا یہ عورت کون ہی پہلے ہی سوت کا
سامنا ہوا مجکو یہ گوارا نہ ہوگا مین اس نگوڑی کو مار ڈالونگی ابلیس نے کہا یہ خداوند
کی گنہگار ہی اسکو گرفتار کرکے لیے جاتا ہون خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا مجھے
اس سے کوئی واسطہ نہین ہی پھر کسی عورت پہ توجہ نہ کرونگا تمہاری محبت کا دم
بھرونگا اُس نازنین نے گورا گورا ہاتھ بڑھاکر جھٹے پکڑے ایک دو تمانچے مارے کہا او
نگوڑے اگر مین تجکو مار ڈالون تو یہ عورت کیونکر ہوشیار ہو ابلیس ہنسنے لگا کہا حسن

جان تم پر نثار ہی میری جھولی مین ایک پتلی ہی جب اُسے دکھا دو گی وہ منھ پر ہاتھ پھیرے گی
تب یہ عورت ہوشیار ہو جائیگی فیروزہ نے یہ سب باتین پوچھ کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا
میری تلاش مین لوگ آتے ہین مگر مجکو نہ دینا ابلیس پلٹا کہ دیکھون کون آتا ہی فیروزہ
نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈال دیے ایک جھٹکا مارا اور حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش
کر کے اُٹھا اول جھولی مین ہاتھ ڈالا پتلی سُنہری نکالی اُس پتلی نے نکل کر بحرین کے مُنھ پر
ہاتھ پھیرا بحرین جب ہوشیار ہوئی اور فیروزہ کو پہچانا تو کہا اے فیروزہ اسکو قتل کر دیہ
بڑا جادوگر ہی وزیر جمشید مجکو پہاڑ سے گرفتار کر لایا فیروزہ نے کہا کہ مین صحرا مین پھر رہا
تھا کہ مین نے دیکھا تم کو یہ لیے جاتا ہی ایک عورت کی شکل بن کر مین نے اسکو لیا اور تمھارا
حال سب پوچھ لیا بحرین نے کہا کہ مین سحر کرون تم خنجر مارو یقین ہی کہ قتل ہونے مین اسکے
فتور ہو فیروزہ نے خنجر کھینچا چاہا مارون ہاتھ کانپا خنجر چھوٹ کر گرا بحرین نے بڑ قین
گرائین مگر ابلیس پر نہ پڑین فیروزہ نے ناچار ہو کر کہا کہ کیون ملکۂ عالم کیا تدبیر کرون
بحرین بھی حیران ہی کہ کس تدبیر سے اسکو مارون بحرین سحر کرنے لگی کہ اسکو جلا دون
پہلو سے آواز آئی کہ اے بحرین خبردار ایسی گستاخی نہ کرنا یہ وزیر اعظم خداوند ہی مَین
خارزار جادو میرے صحرا مین آکر یہ بدعت کرتی ہو بحرین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
جادوگر سیہ فام و بد انجام نعرے کرتا ہوا آتا ہی فیروزہ نے تو اپنے تئین ایک غار مین
گرا دیا بحرین غرق زمین ہو گئی خارزار جادو نے آکر ابلیس کو ہوشیار کیا اور کہا اے
وزیر اعظم یہ غفلت ایک ساحرہ اور ایک عیار تم کو قتل کرتے تھے ابلیس نے کہا اب
مسلمانون کی قضا آئی ہی سب کو تلاش کر کے مارونگا اس وقت تو مین نے دھوکا کھایا
کہ عیار نے عورت بنکے مجکو بیہوش کیا بحرین نکل گئین مگر چن چن کے سب کو مارونگا
اب تک مجکو غصہ نہ آیا تھا مگر اب بہت ناگوار ہوا خارزار نے کہا کہ اب غریب خانے پر
تشریف لے چلیے ما حضر حاضر کرون پھر آپ کو اختیار ہی ابلیس خارزار کے ساتھ ہوا
تھوڑا راستہ طی کر کے ایک باغ ملا دروازہ باغ کا کھلا تھا خارزار نے کہا کہ یہ آپکے
غلام کا باغ ہی ابلیس کو باغ مین لایا ابلیس باغ کی تعریفین کرنے لگا خارزار نے

ابلیس کو لاکر بارہ دری مین مسند پر بٹھایا آواز دی چند کنیزین آئین گلابیان وغیرہ لاکر رکھین ابلیس شراب پینے لگا نشے مین مست بیٹھا بلبلا رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل تخت اُڑاتی ہوئی آئی خارزار نے کہا کہ اى محبوب جانی و اى یار جاودانی کہان گئی تھین دیکھو تمھارے مشتاق ہوکر وزیر اعظم تشریف لائے ہین میان ابلیس کو اُس نازنین نے سلام کیا ابلیس بہ نگاہ غور اُس نازنین کو دیکھ رہا ہی اور دل مین تعریفین کر رہا ہی کلیجہ تھامے ہوئے بیٹھا ہی دل سے کہہ رہا ہی کہ حقیقت مین کیا معشوقہ پری پیکر ہی مگر وہ نازنین قریب خارزار کے آکر بیٹھی خارزار نہایت خوش ہو رہا ہی دمبدم کہتا ہی کیون صاحب شب کو نہ آنے کا کیا باعث ہوا وہ نازنین کہتی ہی میرے سر مین درد تھا لیٹی تو اُٹھ نہ سکی مجھے خود رات بھر انتشار رہا کہ صاحب یاد کرتے ہونگے مگر ابلیس سے دیکھتے دیکھتے آخر ضبط نہ ہوسکا خارزار سے کہا کہ اى برادر ہم پر ایک احسان کرو یہ معشوقہ کون ہی خارزار نے کہا کہ میری زوجہ ہی ابلیس نے کہا کہ میرے اوپر یہ احسان کرو کہ اس اپنی زوجہ کو میرے حوالہ کرو میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و بلا ہی لاکھ لاکھ دلکو سمجھاتا ہون دل نہین مانتا ہرچند مجھکو تمھارا پاس ہی مگر اپنی زندگی سے یاس ہی نظم

دل کو پسند سیر ریاض جہان نہین جسکی ہوا ہو سر مین یہ وہ بوستان نہین
وہ دل نہین ہی جسمین خیال بتان نہین ہو جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین
آئے ہین ایک روے نکو کی تلاش مین کچھ بے سبب غرور ہمارا ایمان نہین
شام و سحر فراق مین ہی زلف و رُخ کی یاد کس وقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین
تازہ رہین گے داغ جگر اپنے عمر بھر یہ وہ سدا بہار ہی جسکو خزان نہین
وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہی ہی سود ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین
اُس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہی پھولو نکی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہین
جاؤنگا ساتھ ناقہ لیلی کے دور تک کچھ قیس کی طرح سے تو مین ناتوان نہین
ادل مین کر دکھاتے ہین الفت کی انتہا قسمت کو کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین
جو نامور نقش صفحۂ ہستی مین اى نظام افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہین

اس طرح بیقرار ہوکر جو ابلیس نے خارزار سے کہا خارزار نے گھبرا کر کہا کہ اے
وزیر اعظم ذرا سمجھ کر بات کیجیے کوئی بھی اپنی زوجہ کو حوالے کرتا ہی زوجہ بھی وہ کہ جسپر جان
جاتی ہی یہ مہ پیکر رشک قمر ہماری خوشی کی جویا بڑے بڑے جادوگر اُسپر عاشق ہوے لیکن
یہ وہ ثابت قدم ہی کہ اسنے کسی کو قبول نہین کیا بعض نے بہت کچھ صرف بھی کیا نہ کہ آپ
ایسا بلا تکلف فرماتے ہین ابلیس نے کہا کہ ای خارزار مین تمہارا بہت ممنون احسان
ہون اور یہ جو مین نے کہا مجھسے ضبط نہ ہوسکا تب ناچار ہو کے کہ بیٹھا اب تمکو اختیار
ہی اگر ایسا نہ کرو گے تو مین جبر کرونگا خارزار نے کہا کہ اس معشوقہ کا اورنگ خوش
نام ہی یہ نہین ہوسکتا کہ اپنے سے اسکو جدا کرون ابلیس نے کہا کہ ای خارزار یہ تو ہم
ساحرون مین دستور ہی کہ دو دو شوہر ہوتے ہین آپس مین میل رکھتے ہین مین جو اسکو لیجاؤنگا
تو ایسے مقام پر رکھونگا کہ جہان ہرکس و ناکس آوے تم آٹھوین دن آکر دیکھ جایا کرنا تنہائی
مین بات بھی کر لینا مین تمہارے مقدمے مین نگہبانون سے کہدونگا کہ شوہر سابق ہی ان کو
نہ روکو مین تمسے نہ چھڑاؤنگا خارزار نے بگڑ کے جواب دیا کہ ای وزیر اعظم سبحان اللہ آپنے
کیا احسان کا بدلہ کیا میری زوجہ کو آپ مانگتے ہین مین کیونکر قبول کرون بس اب خاموش
رہیے ورنہ خداوند سے فریاد کرونگا یقین ہی قدرت انصاف کرین کہ تمکو چشم نمائی کرین
تم بہت پریشان ہوگے ابلیس نے کہا کہ ای خارزار مین نہ مانونگا اس معشوقہ کو لے کر
جاؤنگا میرا دل نہین مانتا اگر تامل کروگے تو ملال اُٹھاؤ گے اورنگ سر جھکائے بیٹھی
ہی ابلیس ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمہاری کیا خوشی ہی
اورنگ کچھ جواب نہین دیتی سر خم کیے بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے خارزار سے کہتی
ہی کہ صاحب تم ایسے شخص کو مکان پر کیون لائے کہ جسکو بالکل خیال نہین صاف کہ رہا ہی
خارزار نے کہا کہ ان کو بکنے دو تم خاموش بیٹھی رہو اگر وزیر ہین تو اپنے واسطے ایسا
کون بیغیرت ہوگا کہ زوجہ کو حوالے کردے اور پھر دیکھتے جاؤ مین تو قبول نہ کرونگا
ابلیس یہ سُن کر بہت برہم ہوا کہا ای خارزار دیکھو فساد نہ بڑھاؤ مین ضبط کر رہا ہون
اگر مجکو غصہ آجائیگا تو ایک سحر مین تم کو مٹا دونگا مین چاہتا ہون کہ تم پر [illegible]

خارزار نے کہا کہ بس اب خاموش رہیے مین آپکے غصّے سے نہین ڈرتا ہون ہرگز زوجہ
نہ دونگا ابلیس جھلا کر اُٹھا کہا ای خارزار تم نے بڑی خطا کی کہ مین بحرین کو لیے جاتا تھا
تم نے اُس کو نہ روکا وہ نکل گئی بس ایک معشوقہ گئی دوسری پر قبضہ کرون تم یہ کیسی باتین
بناتے ہو مین اب یہان سے جا کر مسلمانون کو قتل کرونگا مجکو عیار نے بڑا صدمہ دیا تمنے
یہ نہ کیا کہ عیار کو تو گرفتار کر لیتے سراسر خطا کر کے مجھے مجبور کرتے ہو ای اورنگ اُٹھو
اورنگ شوہر کی طرف دیکھنے لگی کہا کیون صاحب کیا کرون خارزار نے اورنگ
کا ہاتھ تھاما کہا صاحب میرے پاس آؤ ایسا نہ ہو یہ بیہودہ تمپر دست انداز ہو ابلیس
نے کہا کہ ای خارزار الگ رہو معشوقہ کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتاؤ گے خارزار
نے کہا کہ بے حیا احسان کو میدل بخدا کرتا ہی مین نے نعرہ کیا وہ لوگ بھاگے مین یہ کیا
جانتا تھا کہ تم اسکے خواہان ہو کہ معشوقہ نہ جانے پائے ورنہ بحرین کو ضرور گرفتار کر لیتا
ابلیس نے کہا کہ وہ معشوقہ ایسی نہ تھی کہ جسکو تم روک لیتے مین نے سحر کامل کر کے
اُسکو بیہوش کیا تھا اپنی جان پر صدمہ لیا تب وہ بیہوش ہوئی اس وجہ سے مجکو بڑا
افسوس ہی کہ ایسی معشوقہ خوبرو قبضے مین آ کر نکل گئی ہم وزیر خداوند ہین اگر کوئی خطا بھی
ہو تو اُسکا خیال نہ کرو خارزار نے اورنگ خوش نصیب کو ہٹا دیا ابلیس بہت جھلایا
کہا ای خارزار اسی مین خیر ہی کہ ہماری بات بخوشی قبول کرو ایسا نہ ہو کہ تمپر شاق ہو
مین اب اپنے ہوش مین نہین ہون میری عجب کیفیت ہی دل بیقرار ہو رہا ہی ہرچند
خیال کرتا ہون کہ میری زوجہ کا ناک بلند پرواز ہزار معشوقون سے بہتر ہی لیکن
اسکو بھی نہین چھوڑونگا مین اب سحر کرتا ہون خارزار نے کہا کہ آپکو اختیار ہی اگر
آپ مجھپر تلوار بہا برسائینگے اور سنگباری کرینگے تو جان دونگا مگر جدائی زوجہ کی
ہرگز نہ گوارا کرونگا ابلیس نے کہا کہ او ناہنجار و بدکردار مہمل ہی باتین کرتا ہی ہمارے
قول کا اعتبار نہین مین اگر اسکو لیکر نہ جاؤنگا تو زوجہ میری مجھپر بہت بگڑے گی مین
اُسکا بہت پاس کرتا ہون اکثر تاجدار آتے ہین اُسپر عاشق ہین مین دخل نہین
دیتا اور وہ بھی اُن تاجدارون کی خاطر کرتی ہی شاید یہ بات اُسکے خلاف ہو اور یہ

کہ تم کیسے وزیر اعظم تھے کہ ایک عورت پر قبضہ نہ کر سکے اور اُسے چھوڑ کر چلے آئے آئندہ تم سے
کیا امید ہوگی کیون اے خارزار عیار کو بھی نہ گرفتار کیا خارزار نے کہا کہ اب آپ مجھپر خطا ثابت
کرتے ہین ہین نے آپ کی جان کی نگہبانی کی اب آپ چلے جائیے اسی مین بہتر ہے اور جنگ
آمادہ رہو یہ بیچارا جبر سر موجود ہی یہ کہکر خارزار نے تلوار کھینچی ابلیس ہنس رہا ہی کہتا ہی اے
خارزار تمھاری تلوار مجکو نہین کاٹ سکتی سیکڑون صورتین اپنی حفاظت کی رکھی ہین تمھارا
وقت پر آجانا اُس عیار کے ہاتھ سے بچنا یہ بھی صورت ہمارے سحر کی تھی تمنے کیا مدد کی یہ
عنایت خداوند تھی کہ ایک طرف سے اورنگ نے آنکھین جھپکائین تیر مژگان چلے سامنے سے
آکر خارزار نے ہاتھ مارا ابلیس کچھ ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ وار اسکا نہ روکا اوپر سے تلوار پڑی
پہلو سے تیر مژگان چلے ابلیس غربال ہو کر گرا ابلیس کے مرتے ہی ہنگامہ ہو گیا ایک بونڈلہ
گرد کا لاش مین ابلیس کی لپٹا اُڑا کر لاشہ لیچلا جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی کہ لاشہ
ابلیس سامنے آکر گرا جمشید نے جو لاشہ ابلیس کا دیکھا متغیر ہو گیا کہا لو یارو غضب ہو گیا
دور کن خدائی کے گر گئے بیشاق شریک مسلمان ہوا یہ کہکر آواز دی کہ ارے ابلیس کو کسنے
مارا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید اُن کی آواز ین سمجھا کہا لو یارو غضب کی بات ہوئی
خارزار کے ہاتھ سے ابلیس ایسا ساحر مارا گیا مین حیران ہون کیا افتاد پڑی ابلیس
خارزار کے ہاتھ سے کیونکر مارا گیا ایک طائر زمزمہ سرائی کر کے کاندھے پہ آبیٹھا منقار سے
کچھ لکھنے لگا جمشید نے پڑھ کر کہا لو صاحبو نئی افتاد ہوئی کہ خارزار کی زوجہ پر ابلیس عاشق
ہوے میان بیوی نے مل کر ان کو مار لیا ارے کوئی حاضر ہی جو تھا وزیر شبہ بزچایا ک خرام
اپنے مقام سے اُٹھا کہا ہم جانتے تھے کہ مسدن ہم لوگ چار دن مل کر لڑین گے زمین کو ہلادینگے
وہ کچھ بھی نہوا ایک صاحب مسلمان ہو گئے بادشاہ کے ساتھ لڑتے پھرتے ہین دو صاحب
مارے گئے اب غلام جاکر اول خارزار کو مارتا ہی اور زوجہ کو اُسکی لاتا ہی دیکھون تو کون
روکتا ہی بعد اُسکے لشکر سعد پر جا پڑونگا ایسا لڑون کہ زمین ہلادون اب مجکو تاب نہین
ہی ابلیس ایسا وزیر مارا گیا اب جو جا کر لڑون تو وہ قیامت برپا کرون کہ مسلمان اپنی
جان سے بیزار ہو جائین اور خارزار کو بھی علوم ہو کہ ابلیس کو قتل کر کے کیا یہ مزہ لا

قلعے کو اُسکے مٹا دونگا یہ کہتا ہوا چلا جمشید نے چلتے وقت سمجھایا کہ ای شبدیز بہت مُنہ زوری نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تمپر بھی زوال آجائے مگر شبدیز نے نہ مانا پشت مرکب پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج ساتھ لی طرف قلعۂ خار زار کے چلا مگر خار زار نے جب دیکھا کہ لاش ابلیس کی روانہ ہو گئی گھبرا کر زوجہ سے کہا لو غضب ہوا اب خداوند کو بھی خبر ہو جائیگی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی آفت برپا ہوگی یہ کہکر ہرکاروں کو بُلایا حکم دیا کہ قصر ہفت رنگ سے خبر لاؤ کہ جب ابلیس کا لاشہ پہونچا تو قدرت نے کیا کیا ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے واپس آکے عرض کی ای شہنشاہ ساحران لاشۂ ابلیس جو پہونچا قدرت نے بہت افسوس کیا شبدیز چابک خرام بارہ ہزار فوج لیکر چلا ہی منظور ہی کہ قلعۂ خار زار کو تباہ کرے جو منظور ہو وہ تدبیر کریجیے یہ سُن کر خار زار اُٹھا افسران فوج کو جمع کیا سب سے کہا صاحبو تمنے سُنا ابلیس ہمارے ہاتھ سے مارا گیا قدرت برہم ہوے ہیں شبدیز چابک خرام بارہ ہزار فوج سے آتا ہی تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے عرض کی کہ غلام سبطرح حاضر ہین مگر شبدیز بلاے روزگار ہی اُس کے سحر کو کون روکیگا یہ ذکر تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز آئی قلعہ ہل گیا خار زار نے کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ نوبت و نقارہ کیسا بجتا ہی برج قلعہ ہل رہے ہین کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی شبدیز مع فوج کے آگیا خار زار مجبور ہو کر اُٹھا زوجہ سے کہا کہ صاحب اگر مین مارا جاؤن تو تم نکل جانا اپنی عصمت بچانا اورنگ نے کہا کہ مین کہان جاؤن گی مین بھی اپنی جان دونگی افسران فوج نے کہا کہ اگر تم سعد کی خدمت مین پہونچو گی تو میثاق ایسا کارگزار وہان موجود ہی بادشاہ ضرور اپنے دامن مین پناہ دین گے خار زار نے کہا کہ ای اورنگ اس سے بہتر کوئی صلاح نہین ہی سعد شہریار ہی یہ لوگ دباؤ نہ ڈال سکین گے اورنگ نے کہا تو مین اطاعت اسلام کرتی ہون مگر شبدیز جو آکر اُترا بارگاہین استادہ ہو رہی ہین شبدیز کو گمان تھا کہ خار زار قلعہ بند ہوگا یا بھاگ جائیگا یکایک دروازہ قلعے کا کھُلا خار زار تخت پر سوار پہلو مین اورنگ اسکی زوجہ پشت پر فوج بے شمار مگر اورنگ دل سے باتین کر رہی ہی کہ اگر خدانخواستہ شوہر میرا مارا گیا تو مین کیونکر خدمت شاہ مین جاؤنگی شاہ فرمائین گے کہ یہ

کون ہو تو کیا جواب دونگی خارزار افسران فوج سے کہتا ہی کہ یارو ایسا لڑو کہ اسکے
دانت کھٹے کردو بخوف چڑھ آیا ہی کچھ تو خوف کرے اسکو بھی معلوم ہو کہ قلعہ خارزار
ایسا مقام ہی افسران فوج کہتے ہین حضور ملاحظہ فرمائین گے کیا ان نامردون سے دبینگے
ایسا جم کر لڑین کہ ساتھ والے اسکے عاجز ہو جاوین اسی جنگل مین بھاگے بھاگے پھرین
آپ جم کر سحر کیجیے گا شبدیز نے جو خارزار کو آتے ہوے دیکھا اور پہلو مین زرد جبکو
پایا جل گیا کہتا تھا یارو کیا ستم ہی کہ ابلیس کو مارا اور میرا سے مقابلہ آیا ہی صبح کو قیامت
برپا کرونگا قلعہ گرا دونگا فوج کو دیوانہ کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا دیکھون
یہ کیا کرتا ہی افسران فوج کہتے ہین جب دباؤ پڑیگا تو آکر قدمبوسی کریگا شبدیز نے کہا
مین عذر نہ مانونگا ضرور قتل کا حکم دونگا قاتل ابلیس کو بھلا پناہ دونگا اس طرح سے
قتل کرون کہ ماہیان دریا مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو ترس
نہ آئے یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا بیٹھ کے سحر تیار کرنے لگا دن بھر تیاری مین سحر کی گذرا
شام کو حکم دیا طبل جنگی بجے اسی وقت طبل جنگی بجا خارزار نے خبر سنی کہ شبدیز نے
طبل جنگی بجایا ہی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا شبدیز کو بڑا تردد ہوا کہ کیا باعث ہی جو
خارزار آمادۂ حرب و پیکار ہی اپنے مقام پر یہ کیا سوچا ہی جو بادولت کے مقابلے
مین آیا ہی یارو ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کسکے بھروسے پر ہی ہرکارون نے آکر عرض کی
کہ زن و شوہر مطیع اسلام ہوے ہین اسی گھمنڈ پر مقابلہ کرتا ہی شبدیز نے کہا کہ یہ
خیال خام و تصور ناتمام ہی ہین قلعے سے آگے نہ بڑھنے دونگا کل ہی سب کا خاتمہ کرونگا
میرا وہ سحر نہین کہ خالی جائے رات تو گذرنے دو جیسا یہ مقابلے مین آیا ہی ویسا ہی
شرمندہ ہوگا جاکر گوشون مین چھپیگا کہین پناہ نہ دونگا بہت دیر تک بلبلایا کیا
افسران فوج کہتے ہین آپنے جو مرتبہ پایا ہی وہ دن کسکو نصیب ہوے رات بھر
تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر تیار ہوکر میدان مین آئے شبدیز نے میدان مین
نکل کر آواز دی کہ اے خارزار میرے مقابلے مین آو تم نے ابلیس کو مار کر قدرت
سے دشمنی پیدا کی خارزار نے جو خیال کرکے دیکھا کہ فوج میرے ساتھ بہت ہی اور لشکر

شبدیز کم ہی مغلوب بہتر ہو یہ کہکر افسرون کی طرف متوجہ ہوا افسرون نے عرض کی بہت
مناسب حضور نے سوچا ہو افسرون کے یہ کلام سُن کر خارزار نے طرف فوج کے دیکھا
کل فوج لپٹا لپٹا کہتی ہوئی طرف شبدیز کے چلی شبدیز نے اپنی فوج کو بھی اشارہ کیا
دونون لشکر آپس مین مل گئے خارزار نے بھی بڑھکر سحر کیا اورنگ نے دو پتھر مارا آگ
برسنے لگی لشکر شبدیز کے کئی ہزار جوان مارے گئے مگر شبدیز نے دم بھر مین سب سحر
دفع کیے گولے مارنے لگا جب گولہ مارا سو سو کے سر اُڑ گئے آگ برسا دی سیکڑون
جل کر خاک ہوے جب خارزار نے یہ معاملہ دیکھا کہ سحر نہین چلتا بیقرار ہو کر دعائین
مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم مین بیا معتقد ہوا ہون ظہور تیری قدرت کا
دیکھون کہ دل کو آرام آئے اس آفت سے بچا لے بدعنت شبدیز سے نجات دے
ای کریم کارساز و ای بندہ نواز تیری قدرت نمائی ظاہر ہو نظم

بسا تاجداران اہل حکومت ۔ بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہل شجاعت ۔ بسا زور مندان پر زور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت ۔ بسا رہروان و اقفان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت ۔ بسا اہل عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہل فرحت ۔ بسا اہل عصمت بسا اہل عفت
شہان جہان والیان ولایت ۔ امیران ذیجاہ و ارکان دولت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا ۔ نبردند با خود بجز رنج و حسرت
نہ آن مال ماند و نہ دولت نہ سامان ۔ نہ آن زور ماند و نہ قوت نہ طاقت
از ایشان بجز نام باقی نشانے ۔ دوبارہ نماند اندرین دار عبرت
بیا منتظر اندران نا امیدی ۔ نہ تاج حکومت نہ تخت امارت
کنن از دست خود مال در صرف نیکی ۔ وگرنہ بدل زود ماند ندامت

خارزار اور اورنگ دونون دعائین کر رہے ہین اور شبدیز جھپٹے مار رہا ہے جدھر
جا پڑا مجمع کو متفرق کر دیا مگر فوج کو اسکی فوج خارزار نے ایسی شکست دی ہے کہ وہ

سب بھاگتے پھرتے ہین مگر شبدیز طرارے بھر رہا ہی سیکڑون کو پامال کیا ہی جسطرف
سے گذرا ہاتھ ہلا دیا برق گری دو سو کے سر اُڑ گئے کبھی آگ برساتا ہی نار ہی ان سب کو
جلاتا ہی زمین سے دھوئین نکل رہے ہین نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین مگر ملازمان
خارزار قدم نہین ہٹاتے بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہین مگر آپس مین کہتے ہین کہ شبدیز کے
سحر کو کون روکے ہمارے افسر کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا اُسکا سحر تاثیر کر رہا ہی اسوجہ
سے بدحواس ہین لیکن خارزار و اورنگ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف
مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی آمد لشکر سعد ظاہر ہوئی علمہاے زرنگاری کے
پھر یرے کھلے ہوئے سردار حسینان آگے سب کے اہتمام کرتی ہوئی اور ایکطرف
بہار اعجاز بیان اور ایک طرف یاسمن رنگین پوش اور ایک طرف بحرین
بیچ مین تخت بادشاہ خالی بس یہ لشکر ظفر اثر ساتھ کر و فر کے نمایان ہوا سب کے
آگے سردار حسینان تھی اسنے جو دور سے دیکھا کہ بےبس لوگ مارے جاتے ہین
بڑھ کر آواز دی کہ ای بادشاہ تو کون ہی تجکو کسنے گھیرا ہی خارزار نے پکار کر آواز دی
دہائی ہی طلسم کشا کی ای ملکۂ عالم مین نے ابلیس وزیر کو مار ڈالا اُس کے اوپر
مجھپر لشکر کشی ہوئی ہی شبدیز بگدھریان کر رہا ہی طرارے بھر رہا ہی اسکے ہاتھ سے مجھے
بچائیے سردار حسینان نے بڑھ کر للکارا کہ او شبدیز کیون دیوانہ ہوا ہی اور کیون
بیخطاؤن کو قتل کرتا ہی ایسا نہ ہو کہ دریاے قہر الٰہی جوش مین آئے یہ کہکر کڑا ہاتھ سے
اُتار اسحر کر کے پھینک مار اکئی سو کے سر اُڑ گئے کئی سو پر برف گری فریاد کی صدا بلند ہوئی
شبدیز نے جو دیکھا کہ سردار حسینان کے سحر نے آفت برپا کی ایکطرف سے بحرین نے سحر
کیا ہی کہ دریاے سحر جوش مار رہا ہی صدہا ساحر دریا مین ڈوب رہے ہین ایکطرف
ملکہ یاسمن رنگین پوش آگ برسا رہی ہی گلگونہ نے وہ سحر کیا ہی کہ ہزارہا طائر
اُڑ رہے ہین جسکے سر پر بیٹھ گئے وہ پتھر کا ہو کر رہگیا شبدیز حیران ہی کہ کس کس کے سحر
کو برطرف کرون کیونکر اہل لشکر کی جان بچاؤن مگر یہ سوچا کہ سردار حسینان کا سحر
بڑا سخت ہی اگر ان کا سحر نہ مٹاؤن تو بڑی خرابی ہی اس وجہ سے سردار حسینان کا سحر

ستانے لگا ادھر بحرین کا سحر طوفان برپا کر رہا ہی جس طرف دریا جوش مار کر آیا ہزاروں کو ڈبو دیا شبدیز سب طرف خیال کر رہا ہی جسکا سحر دفع کرتا ہی دوسرا سحر آکر غالب ہوتا ہی آخر شبدیز گھبرا گیا مگر بہار اعجاز بیان گلدستہ ہاتھ مین لیے قریب سردار حسینان آئی کہا ای ملکہ عالم تم اپنے سحر مین شبدیز کو اُلجھاؤ جب یہ تم سے سحر مین مصروف ہوگا تو مین سحر کرونگی خدا چاہے تو دیوانہ ہو جائے اور تا بہ جمشید پہونچے کہ جمشید کو بھی خبر ہو کہ میرے وزیر اعظم پر یہ گذری سردار حسینان نے یہ سُن کر شبدیز کو للکارا کہ او وحشی مجھ تک تو آ دیکھ تو کیسا سحر کرتی ہون شبدیز آواز سن کر پلٹا سردار حسینان نے بجلی کان سے اُتار کے طرف آسمان کے پھینکی کہ ابر تیرہ و تار اُٹھا تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا شبدیز ٹٹول رہا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا آسمان سے آگ برسنے لگی چند شعلے بدن پر آکر شبدیز کے پڑے شبدیز کے جسم پر آبلے پڑ گئے اُن آبلون کو دفع کر رہا ہی او شکست ابر کی فکر مین ہی بہار اعجاز بیان نے جو دیکھا کہ سردار حسینان نے شبدیز کو اپنے رنگ مین پھنسایا بہار نے روبرو آکر گلدستہ مارا ایک عجب ہنگامہ ہوا ابر سردار حسینان لحنہ لحنہ ہو گیا مگر ہوا سے سرو چلی غنچے چٹک کر گل ہوے طائرون کا غل عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین ہر طائر خوش فعلیان کرتا ہی کوئی طائر اُڑتا ہوا سامنے شبدیز کے آتا ہی اور آوازاپنی سناتا ہی اُس آواز سے یہ مضمون پیدا ہی نظم

ہین پاؤن سے سرو پا کسطرح وہان کی خبر		پھیرو نگونہ ای دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر درد لیسے کام نہین		یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا		مکین کو خاک نہین اپنے استان کی خبر

چہار طرف سے طائرون نے شبدیز کو گھیر لیا اور سب ملکر یہ اشعار حیرت آمیز پڑھنے لگے نظم

جتنے دیکھا ہی تو ارسخ ہین ای اہل نظر		ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے او پر		یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ ندارم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز یست و ما بیخبریم

ہر طرف یہی ہنگامے ہیں طائروں نے شب بیز کو دیوانہ کر دیا سحر سردار حسینان سے
جھنکاریاں کر رہی ہیں جب شب بیز کے بدن پر گرتی ہیں یا خداوند جمشید ثانی کہہ کر اُن کو
بجھاتا ہے سب شاہزادیوں نے دور سے دیکھا کہ سردار حسینان و بہار اعجاز بیان
سے اور شب بیز سے سحر چل رہا ہے سب شاہزادیاں جھپٹ کر اُسی مقام پر آئیں اپنے اپنے
سحر کو زور دینے لگیں شب بیز پر سحر دن کی بوچھار ہے ایسا ہی ساحر زبردست ہے کہ اپنے کو
بچانے اور ڈوبنے سے بچا رہا ہے مگر دریا جو موج مار رہا ہے نہنگان خون آشام سر نکالے ہیں
چاہتے ہیں شب بیز کو نگل جائیں مگر شب بیز ہٹ جاتا ہے وہ نہنگ خالی نہیں پلٹتا دوسرے
ساحر کو نگل جاتا ہے شب بیز حیران ہے اور بہار کے سحر کو دمبدم ترقی ہے طائر بڑھتے جاتے ہیں
پھولوں کی خوشبو سے دماغ جہان معطر و معنبر ہے آخر جھومنے لگا بہار نے دوسرا گلدستہ
مارا یہ گلدستہ جو پھٹا پھول برسنے لگے گرد شب بیز کے پھولوں کا انبار ہو گیا ہر چند چاہتا
ہے اپنے کو ہوشیار رکھوں مگر شاہزادیاں بلاے روزگار ہیں اپنے اپنے سحر میں ہوشیار
ہیں اس طرح کے رنگ دکھا رہی ہیں کہ شب بیز نے بدحواس ہو کر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا
مندیل سر سے پھینکی پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ معشوقان و اے بہار اعجاز بیان
کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا ہمسے کیا چاہتے ہو شب بیز نے جواب دیا کہ میں تابعدار ہوں
یہی چاہتا ہوں کہ گلچینی گلشن جمال کی کروں بہار نے کہا کہ اے شب بیز ہم خود تمہارے
مشتاق ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ شادی کریں شب بیز اس لفظ کو سُن کر
پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے ملکۂ عالم جو حکم دو وہ بجا لاؤں بہار نے طرف
سردار حسینان کے دیکھا سردار حسینان نے اشارے سے کہا کہ سر جمشید ثانی
طلب کرو وہاں جا کر گوشت خورد بدان سگ ہوگا بہار نے ایک سوکھا ہار گلے سے
اُتار گلے میں شب بیز کے پہنا دیا کہا اے شب بیز طرارے بھرتے ہوئے جاؤ سر جمشید
لیکر آؤ میں دُلہن بن کر بیٹھتی ہوں سب سامان کر رکھونگی تمنے سر لا کر دیا اور بھونری
پھر گئی شب بیز نہال ہو گیا کہا اے ملکۂ عالم لاکھ جان میری ایک ناخن پا پہ تمہارے نثار
ہے اُس سر دود کی کیا حقیقت ہے جاتے ہی اُسکا سر کاٹ لونگا بہار نے اشارہ کیا

شید بیز قدم قدم چلا بہار نے پھر اشارہ کیا اسقدر پھول برسے کہ شید بیز کی کمر تک پھولونکا انبار ہوگیا شید بیز نے کچھ پھول اُٹھا کے اُن کو سونگھتے ہی چہرہ سُرخ ہوگیا پکار پکار کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

اے فلک عشق مین کیا تو نے کیا شاد مجھے
غوب معشوق دیا ہی ستم ایجاد مجھے

ہجر مین ہائے مری جان لبون تک آئی
اُس ستمگر نے نہ اک روز کیا یاد مجھے

منتین کرتی ہی بلبل کہ بہار آئی ہی
قید کر تو نہ قفس مین ابھی صیاد مجھے

سیر گلزار مین کہتا ہی سہی قد میرا
دم بخود ہوگیا کیون دیکھ کے شمشاد مجھے

مانگتا ہون جو دل اپنا تو وہ فرماتے ہین
تو نے کیا مجکو دیا تھا یہ نہین یاد مجھے

تو نے شیرین کی محبت مین مزہ کیا پایا
پوچھ لونگا جو ملیگا کہین فرہاد مجھے

غم ترے ہجر کے اب اُٹھ نہین سکتے مجھسے
حکم دے قتل کرے شوق سے جلاد مجھے

قبر پر فاتحہ پڑھنے کو وہ آیا سطوت
بعد مرنے کے ہی صد شکر کیا یاد مجھے

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا کیفیت یہ ہی کہ اگر کوئی ساحر راہ مین مل گیا تو اُس کو ٹوک کر مارا صدہا جادوگر راہ مین شید بیز کے ہاتھ سے مارا گیا بعد جانے شید بیز کے لڑائی فتح ہوگئی خار زار و اورنگ سردار حسینان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے کہا آپ لوگون نے ہم سب کی جان بچائی اگر آپ لوگ نہ آتے تو اس ملعون کے ہاتھ سے ہم نہ بچتے ہزار ہا جادوگر اُسکے ہاتھ سے مارا گیا تھا مگر کرامت دین خدا سے نادیدہ دیکھی کہ یاد کرتے ہی مدد ہوئی اے ملکہ عالم اگر آپ حضرات نہ آتے تو ہماری جان جاتی آپنے یہ بھی سُنا کہ یہ فساد کیا ہوا ایک وزیر جمشید کا ابلیس نامے ہمارے ہاتھ سے مارا گیا تو یہ بھیجا بدلہ لینے آیا تھا حقیقت مین یہ ساحر کامل و اکمل تھا مگر حقیر کو تعجب ہی علم کے پھرہرون پر لکھا ہی کہ این لشکر طلسم کشا است مگر اُس شہریار کو نہ دیکھا اگر اُن کی زیارت سے مشرف ہوتے تو دیدۂ دل روشن ہوجاتے بہار نے جو نام شہریار کا سُنا رنگ رو متغیر ہوگیا ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا وہ شہریار برائے فتح مرحلہ جات تشریف لے گئے ہین خدا اُن کو مظفر و منصور کرکے پھیرے آرزو دیکھنا

کرو مثل افسرون کے ہمارے ساتھ ہوتے اور ہم لوگ مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب
ہوتے تب البتہ کیفیت ظاہر ہوتی خارزار سب شاہزادیون کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا
بہار اعجاز بیان کو تخت پر بٹھایا سردار حسینان دلنگار زرین پر آکر بیٹھی مگر اور رنگ
سامان دعوت کر رہی ہے خود گلابی لاکر رکھتی ہے کنیزون کو آواز دیتی ہے کہ ارے کباب کی
کشتیان لاؤ دیر نہ لگاؤ کنیزین لا لاکر رکھتی جاتی ہین ہرچند کہ شاہزادیان اور رنگ سے
کہ رہی ہین کہ بی بی بیٹھو کنیزین کام کر رہی ہین اور رنگ خوش نصیب کہتی ہے کہ ہماری
خوش نصیبی ہے کہ آپ لوگ ہمارے قلعے مین تشریف لائے اب ہم بھی آپکے ساتھ چلینگے
ہرکارون کو حکم دیا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ شبدیز جو قصر ہفت رنگ پر گیا اُس نے
جاکر کیا کیا ہرکارے روانہ ہوے مگر صحبت مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے جام شراب
گردش مین ہے صدائے نوشانوش و نوشانوش بلند ہے خارزار بھی خدمتگزاری کر رہا
ہے ساتھ والون سے کہتا ہے دیکھو آج بارگاہ مین کیا رونق ہے یہان سامان عیش و طیش
ہے مگر شبدیز جھومتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر گریبان چاک چہرے پر خاک پڑی ہوئی
رنگ رو متغیر متردد و متحیر تلوار کھینچے ہوے جاتا ہے جمشید ثانی کہ داخل قصر ہفت رنگ
ہے وزرا و امرا بیٹھے ہین شاہزادیان حسین و جمیل گرد جمع ہین اُنسے خوش فعلی کر رہا ہے
کہ یکایک لشکر مین تلاطم ہوا فریاد و فریاد کی صدا آنے لگی کوئی جمشید ثانی کو پکارتا ہے
کوئی پکارتا ہے ای سامری و جمشید تم ہمارے خداوند ہو آکر ہماری مدد کرو جمشید نے
کہا دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ ہے چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہنشاہ حقیقت یہ
ہے کہ شبدیز تلوار کھینچے ہوے لشکر پر آکر گرا ہے غربا کو قتل کر رہا ہے جمشید نے یہ خبر سُنکر
مُنہ پیٹ لیا کہا صاحبو وزیرون کا تو خاتمہ ہوا کیسا خیرخواہ دولت کیسا ساحر باشوکت
تھا نہین معلوم کیا افتاد پڑی لوگون نے کہا کہ ایک سوکھا بیلے کا ہار پہنے ہوے ہے
اُسکو سونگھتا جاتا ہے اور دمبدم قدرت کا نام لیکر گالیان دیتا ہے کہتا ہے یہ جھوٹا
خداوند ہے جو تقدیر کرتا ہے اُلٹی ہی کرتا ہے اور پھر کہتا ہے طلسم نہ فتح ہوگا جمشید نے
کہا یارو لاکھ مسلمان کوشش کرین مگر مایہ دولت کی قضا اس مقام پر نہین ہے دیکھو لو

خداوند مردہ بھی لکھ گئے ہین یہ لفظ تفسیر طلب ہی جب ہین قتل نہین ہو سکتا تو میرا کوئی
کیا کر سکیگا وہ سحر کرون کہ آپس مین لڑ بھڑ کر مر جاوین لیس مین کسی امر مین عاجز نہین ہون
یہ کہکر جمشید چلا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر مین شبدیز ڈوبا ہوا سحر کر رہا ہی جمشید ثانی نے
ارادہ کیا کہ للکار کر جا پڑون کہ آسمان پر سے آواز آئی منم گلعذار زعفران پوش
جمشید نے ہنس کر کہا کہ یہ وہ شاہزادی آتی ہی کہ جسکے سحر سے کوئی پناہ نہ پائیگا یہ کہکر
چاہا کہ بڑھون وہ ابر سیاہ جو اٹھا تھا پھٹا دیکھا ایک تخت پر ایک جوان تاجدار ہی اور
ایک معشوقہ نہایت حسین و جمیل پہلو مین بیٹھی ہوئی ہی وہ تاجدار پکارتا ہی کہ یا خداوند
خیر تو ہی یہ آج کیون میان شبدیز بدلگامی کر رہے ہین اور یہ کیا معرکہ ہی جمشید
نے کہا کہ ای برادر تم کہان تھے سب تمھارا انتظار کر رہے تھے اُس تاجدار نے کہا
یا خداوندا اس شبدیز کو سمجھا دون آپ کو کلمات سخت کہہ رہا ہی لیکن مقام افسوس ہی
کہ آپ خداوند ہوکر کیسی پرورش کرتے ہین شبدیز بڑا گستاخ ہی جمشید نے کہا ای
نہال تاجدار کیا بیان کرون کیسا پریشان ہون اسکا مبہوت ہونا مجھپر بہت
شاق ہوا نہال تاجدار تخت سے کودا پکار کر آواز دی کہ او شبدیز بس طرارے
نہ بھر باگ اپنی روک کسکے عشق مین مبہوت ہی شبدیز نے پکار کر کہا ای نہال تاجدار
تم دخل نہ دو مین اس جھوٹے کو سمجھا دونگا خداوند بن کر بیٹھا ہی وہ شاہزادیان
جو اس طلسم مین وحید و بے نظیر تھین وہ سب شریک مسلمانان ہوئین مگر بہار اعجاز بیان
مجھسے راضی ہوئی ہی وطن نہی بیٹھی ہی مین سر اس ملعون کا لیکر جاؤن کہ وصل سے اسکے
کامیاب ہون نہال نے کہا کہ خاموش رہ کلمات خلاف زبان پہ نہ لا قدرت کو جھوٹا کہتا
ہی ایسا نہ ہو کہ تیری زبان جل جائے شبدیز نے کہا کہ کوئی تاثیر اسمین نہین ہی خداوند
مردہ کا اسنے نام مٹایا اور اپنا نام روشن کیا مگر کوئی تاثیر نہین رکھتا دن بھر شاہزادیون
کے ساتھ عیش کرتا ہی خدائی کے نام پر مرتا ہی نہال نے قریب آکر کہا کہ ای شبدیز بس
خاموش رہ جمشید کے بدلے تیرا سر بہار کے پاس روانہ کرونگا شبدیز نے کہا کہ او
بیحیا اگر اپنی معشوقہ سے کہدون تو تم سب کو دیوانہ کر دے بہار اعجاز بیان کیا خوب سحر کرتی ہی

سہال نے کہا اُنکا تو کیا ذکر کرتا ہی میری معشوقہ کا وہ سحر ہی گلعذار زعفران پوش اُنکے
نام کے موافق سحر کرتی ہی عمر بھر ہنسا کرو کیا مجال ہی کہ کوئی ہنسی کو مٹا دے ہنسا ہنسا کے
آدمی کو دیوانہ کر دیتی ہی ہان صاحب ذرا اپنا شعبدہ اسکو دکھاؤ تو اُس معشوقہ نے
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پڑیا نکالی اُس کو جو کھولا تازے پھول زعفران کے اُس مین تھے
یاسامری و جمشید کہکر طرف آسمان کے پھینکے آندھی سیاہ چلی صدہا نخل گر پڑے
اور ہزارہا خیمے اُڑ گئے شبدیز اندھیرے مین ٹٹولتا پھرتا ہی سحر کرنا بھولا یکایک
گلعذار زعفران پوش نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا ایک دناتا ہوا کہ تمام زمین
تھرا گئی شبدیز وہ آواز سُن کر گرا اور گر کر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی
دفع ہو گئی شبدیز بھی ہوشیار ہوا چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا گلعذار
نے دوسری پڑیا نکالی اُس پڑیا کو جو پھینکا یا تو تمام صحرا انحفایا دیکھا کہ صدہا چمن زعفران
کے نمایان ہوے ہزارہا طائر اُن چمنون مین بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہین یہ ممکن نہین
اُن کو کوئی گرفتار کر سکے اس چمن سے اُڑکر اُس چمن مین جاتے ہین کبھی منقارین کھولکر
غل مچاتے ہین زعفران کی اسقدر خوشبو ہی کہ شبدیز جھومنے لگا اور گلعذار سے
عذر کر کے تلوار کھینچی کہا جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن کہیے اپنا سر حاضر کر دون یہ کہکر طرف
صحرا کے چلا گلعذار زعفران پوش نے پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم خداوند کہان
جاتے ہو مجکو تو معلوم ہوا اُسکا انتظام کر دون شبدیز نے کہا صحرا نورد ہونگا دشت کی
کی جستجو ہی اُستاد خوش نہاد قیس والا نژاد کو تلاش کرونگا فرہاد کوہکن کی بھی فکر ضرور
کرونگا ان لوگون سے ملاقات کر کے آتا ہون گلعذار نے کہا کہ ایک ہم کو بڑی ضرورت
ہی وہ بھی کام کرتے آؤ بہار اعجاز بیان اپنے حُسن پر بڑا گھمنڈ رکھتی ہی اُسکا سر لاؤ
ہمارے تمھارے اقرار ہوتا ہی کہ ہم اپنی شادی تمھارے ساتھ کرینگے کسی طرح
تامل نہ ہوگا شبدیز نے کہا کہ جو حکم حضور ہو وہ آنکھون سے بجا لاؤنگا جاتے ہی
بہار کا سر کاٹ لونگا لیکن وہ تو معشوقہ خوبرو ہی جب مجھے خیال آتا ہی تو دل دھڑکتا ہی
ہی ایسا نہ ہو کہ مین اس کام کو کرون اور آپ انکار کرین گلعذار زعفران پوش نے

قریب آکر پشت پر ہاتھ پھیرا کہا ای شبدیز جو ہم کہتے ہین اُس کو سچ جانو ہم سب سامان مہیا کر رکھین گے اگر تم کو منظور ہی تو بھو نڈی پھر جائیگی شبدیز نے کہا کہ مین جان دینے پر حاضر ہون اگر آپ حکم دین تو سر اپنا کاٹ کر قدمون پر ڈالدون ہر چند کہ وہ بھی معشوقہ ہی مگر آپ سے بہتر نہین ہی گلعذار نے کہا خبردار ایسا نہ ہو کہ وہان جا کر ارادہ فاسد ہو شبدیز نے عرض کی قول مردان جان دارد فعل مردان اعتبار جو کہتا ہون وہی کرونگا مگر سب نے دیکھا کہ شبدیز کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین چہرہ زرد ہو گیا معلوم ہوتا تھا چمن ہائے زعفران سے نکلا ہی زرد روز زرد لباس بدحواس تلوار کھینچے ہوے طرف لشکر بہار کے روانہ ہوا جمشید نے آکر گلعذار کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم کیا کہنا کیا پاکیزہ سحر کیا ہی ہم وجد کرتے ہین یہ سحر ہمارے بزرگون کا بنایا ہوا ہی مگر تمنے خوب تکلف سے قبضہ کیا زن و شوہر کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا شاہزادیونکو حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے ناچ ہونے لگا مگر جمشید گلعذار کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی اور دمبدم شہال تاجدار سے کہتا ہی کہ ای شہال تم کیا صاحب نصیب ہو کیا زوجہ ملی ہی کس لطف سے بہار کے سحر کو اُلٹا کیا مین بہت خوش ہوا دیکھیے انجام کیا ہو گلعذار نے کہا کہ بہار ایسی کیا حلوا ہی میان شبدیز وہان جا کر جوتیان کہا وینگے دیکھیے پلٹ کے آتے ہین یا وہین مارے جاتے ہین جب جمشید نے دو چار جام پیے اور نشہ ہوا تو اور زیادہ بلبلانے لگا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ گلے مین گلعذار کے ہاتھ ڈالدون گلعذار ہٹجاتی ہی مگر کچھ لحاظ سے نہین کہتی شہال تاجدار نے جو یہ معرکہ دیکھا برہم ہو کر کہا کہ یا خداوند ذرا اس سے پوچھیے دست درازی نہ کیجیے مین آپ کی مدد کو آیا ہون زوجہ سے مجھے بڑی محبت ہی ہر وقت ساتھ رکھتا ہون بڑے بڑے تاجدارون نے قصد کیا مگر مین نے اس کو نہین چاہنے دیا اور یہ بھی میری محبت کا دم بھرتی ہی اگر کچھ ارادہ ہو تو اُسے دل سے نکال ڈالیے ایسا نہ ہو مجھسے کچھ بے ادبی ہو جائے اور قدرت کے خلاف ہو جمشید نے کہا کہ ای شہال یہ بندی قدرت ناہی قدرت نے سب شرف عطا کیے باپ دادا نے میرے

ایسا پتلہ بنایا کہ تم اُسپر مائل ہوئے یہ مجال نہین کسی کی کہ اسپر ہاتھ ڈالے اگر شب کو اسکو
یہان چھوڑ جاؤ گے تو کیا نقصان ہوگا صبح کو پھر آکے اسی طرح پاؤ گے خوش ہو جاؤ گے
نہال نے گھبرا کر کہا کہ یا خداوند کیا آپ نے مجھے فرساق بنایا ہی کہ زوجہ کو چھوڑ جاؤ
اور آپ اُس سے یہین کرین یہ وہ ثابت قدم ہی کہ کبھی آپ کا کہنا نہ مانے گی آپکو رنجیدہ
کریگی یہ کہکر نہال نے چھینے پر ہاتھ ڈالا جمشید نے کہا کہ اے نہال کیون دیوانہ ہوا
ہی ابھی میرا دل چاہے تو ہاتھ کو تیرے خشک کر دون کیا مجال کہ تلوار کھینچ سکے یا بدو
خداوند ہین تو ایک گندہ بندہ ہی نہال نے کہا کہ مین سب طرح سے آپ کا معتقد ہون
مگر اس مقدمے مین آپ کا کہنا نہ مانونگا جمشید نے کہا کہ مین گلعذار کو نہ جانے دونگا
آج شب کو یہان رہے پھر مین کبھی جھگڑا نہ کرونگا سب شاہزادیان حیران ہین کہ آج
قدرت کو کیا ہو گیا دوست کو دشمن بناتے ہین کیا کیا کلمات فرماتے ہین بعض کہتی ہین
بداقبالی کی یہ صورتین ہین کوئی شوہر گوارا کریگا کہ زوجہ کو اپنی چھوڑ جائے اور قدرت
عیش کرین بعض شاہزادیان اشارے کر رہی ہین کہ یا خداوند خاموش ہو رہیے مگر
جمشید اُن کو جھڑک دیتا ہی کہتا ہی کارخانۂ قدرت مین تم کو کیا دخل ہی ہم تو بہی تقدیر
کر چکے ہین اسکے خلاف نہ کرین گے اگر بخوشی نہ چھوڑیگا تو ہم بجبر نہ جانے دینگے نہال
اُٹھا کہا صاحب اُٹھو دیکھون تو کون روکتا ہی جیسے ہی نہال نے زوجہ کو اشارہ کیا
گلعذار نے چاہا اُٹھون جمشید نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اے نہال حکم خداوند سے انکار کرتا ہی
ایسا نہ ہو قدرت کو غصہ آجائے نہال نے جھلا کر کہا کہ او نا منصف اگر مین ایسا
جانتا تو تیری مدد کو کبھی نہ آتا عین وقت پہ آکر پہونچا ورنہ شبدیز قیامتین برپا کرتا جمشید
نے کہا اُسکی کیا حقیقت تھی ایک تمانچہ مارتا کہ سر اُڑ جاتا اے نہال ہٹ جا ورنہ قدرت
سحر کرتے ہین نہال نے تلوار کھینچی جمشید نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی جمشید
نے کہا کہ اے نہال اختیار قدرت دیکھا نہال نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا اسباب
سحر نکالون جمشید نے کچھ اشارہ کیا ایک مار سیاہ جھولی سے نکلا قصد کیا کہ نہال کو
کاٹون گلعذار نے ہاتھ مار دیا کہ وہ مار سیاہ جل کر زمین پر گرا آپسمین ایسے سحر ہونے لگے

نہال جو سحر کرتا ہی جمشید اُسکو مٹا دیتا ہی مگر زن و شوہر آمادہ فساد کھڑے ہین کہ
جمشید اپنے مقام سے اُٹھا چاہا نہال کی گردن تھام لون گلعذار نے برق گرائی کہ
ہاتھ جمشید کا زخمی ہوا بس جمشید بگڑا کہا کیون او بندی قدرت کے ساتھ تو نے یہ کیا
بے ادبی کی ہی شرط کہ تجھکو دیوانہ بنا دون کسی صحراے ویران مین تیری سکونت کراؤن
گلعذار چونکہ عورت ہی جمشید نے جو یہ بگڑکر کہا کانپنے لگی ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند
معاف فرمائیے واہیات بات مین تکرار نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کچھ قدرت کا نقصان ہو
جمشید نے کہا کہ اب کیا نقصان ہوگا شوہر تیرا برابری کر رہا ہی ابھی تقدیر کرکے
جلا دون جہنم مین پھنکوا دون کہ اُسکو بھی معلوم ہو قدرت سے تکرار کرنے کا یہ انجام
ہوا نہال نے کہا کہ جو آپ کے مزاج مین آئے وہ میرے واسطے کیجیے مگر زوجہ کو
نہ چھوڑونگا یہ کہکر جمشید کی نگاہ بچا کر ایک گولہ فولادی نکالا ہاتھ مین لیکر کہا یا خداوند
اس حربے سے تو بچیے یہ کہکر گولہ مارا مگر گلعذار نے شوہر کے سحر کو زور دیا اور کہا کہ
ای سحر سامری جمشید کا سر زخمی ہو کہ یہ بھی جانے ساحر ایسے ہوتے ہین گولہ سر پر
آکر جمشید کے پھٹا سر جمشید کا زخمی ہوا جمشید خون پونچھنے لگا اور پکار کر آواز دی
کہ یارو تم سب دیکھ رہے ہو یہ بیہودہ میری برابری کرتا ہی عورت کے واسطے اپنی
جان دینے کا ارادہ کرتا ہی اور مین کبھی نہ مانونگا آنکھین اسکی قدرت کو ایسی پسند
ہوئی ہین کہ تیر مژگان نے کلیجہ فگار کیا ہی گئی ہی افسر کچھ تاجدار لینا لینا کہکر طرف
نہال کے چلے نہال نے سحر کیا کئی جوانون کے سر اُڑ گئے جب تاجدارون کے سر کٹکر
گرے تو جمشید نے تخت کے نیچے ہاتھ بڑھایا تخت کے نیچے سے ایک کارد نکالی اسم سحر
پڑھ کر نہال پر کھینچ ماری ہرچند نہال نے اپنے کو بچایا نہ بچ سکا سینے پر پڑی پشت
کو توڑ کر پار گذری نہال گرا اندھیرا ہو گیا مگر گلعذار نے جو اپنے شوہر کا لاشہ دیکھا
ہرچند کہ کلیجہ تڑپ گیا مگر خیال مین آیا کہ اپنی عصمت بچاؤ نکل چلو اُسی اندھیرے مین
چلی بارگاہ سے نکل گئی کسی نے نہ دیکھا بعد تھوڑی دیر کے یہان آواز آئی کہ کشتی مرا
نامم من نہال تاجدار بود اب روشنی ہوئی جمشید نے دیکھا کہ گلعذار نکل گئی

انتہا کے نشے مین ہی پکار کر کہا کہ یارو معشوقہ کہاں گئی میرے تو کلیجے پر چھری چلگئی مین نے خاص اُسی کے واسطے شوہر کو اُسکے مار ڈالا کہ کوئی جھگڑا باقی نرہے ساحر یہ سنکر دور کے دور سے دیکھا کہ گلعذار لشکر کو طے کرتی ہوئی جاتی ہی ساحرون نے للکارا کہ ای گلعذار کہان جاتی ہو ٹھہر جاؤ قدرت یاد فرماتے ہین گلعذار نے پلٹ کر جواب دیا قدرت ریت جھک مارتے ہین شوہر کو میرے قدرت نے مارا اگر صاحب اختیار ہوتی تو بدلا لیتی مگر خیر جو عادل منصف کل کا حاکم ہی وہ اس سیحیا سے بدلہ لیگا افسرون نے دیکھا کہ گلعذار نہین رُکتی پکار کر فوج کو آواز دی کہ ہان یارو حکم خداوندی ہی گلعذار کو گھیر لو فوج دوڑ کر لینا لینا کہکر اُٹھے گلعذار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول پھینک مارے سارے دشت زعفرانی ہوگئے جسنے دیکھا وہ ہنستے ہنستے دیوانہ ہوگیا گلعذار یہ سحر کرکے آگے بڑھی جب ساحر آکر گھیرتے ہین گلعذار جان بچانے کے لیے سحر کرکے دس بیس قدم بڑھ جاتی ہی پھر اہل فوج آکر گھیرتے ہین اس حال مین گلعذار لڑتی بھڑتی جاتی ہی اہل فوج قتل ہورہے ہین کئی ہزار لاشے گرے مگر زمین پر گرتے دیکھا پھر لاش معلوم نہین ہوتی گلعذار حیران ہی کہ کیا معرکہ ہی اہل فوج چاہتے ہین گلعذار کو گرفتار کرین مگر گلعذار چہار جانب نگاہ ڈالتی ہوئی لڑتی ہوئی جاتی ہی ہرچند لوگ چاہتے ہین گرفتار کرلین مگر کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ ہاتھ ڈالدے جو قریب جاتا ہی اُسکا سر اُڑا دیتی ہی کسی کے سحر کو نہین مانتی جمشید سب یہ رنگ دربارگاہ سے دیکھ رہا ہی ارادہ کرتا ہی کہ جا پڑون مگر پھر سوچتا ہی کہ ایسا نہو پھر اس عورت کا مجھپر غالب آئے تو کیسی شرم کی بات ہی مگر شب سیز سحر مین گلعذار زعفران پوش کے جھومتا ہوا جاتا ہی یہان بہار اعجاز بیان بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ نے پوچھا کہ ای ملکہ عالم کہان چلین بہار نے کہا کہ کچھ خود بخود دل گھبراتا ہی مین جنگل کی سیر کرکے ابھی آتی ہون گلنیز نے چاہا ساتھ چلین بہار نے منع کیا کہا مین ابھی چلی آؤنگی یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکلین ٹہلتی ہوئی صحرا مین آئین صحرا کا تماشا دیکھ رہی ہین تیر و کمان ہاتھ مین ہی جس طائر پر جی چاہا تیر مار دیا یکایک ایک آواز کان مین آئی جسکا مضمون یہ تھا کہ طلسم

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر　　کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہو کر
آ گئے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف　　فرش بچھائیں ابھی دامن صحرا ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر　　گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہو کر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہی عیان　　کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر
گالیان کوسنے دیتا ہی قمر کو کیا تو　　آج جو جو کہ ترے دلمین ارادا ہو کر

جب یہ آواز کان مین آئی تو بہار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ شاشید بیر دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آتا ہی کبھی بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان وای گلعذار زعفران پوش کیونکر تم تک پہونچونگا پھر کیونکر جمال جہان آرا نظر آئیگا بہار نے جو اس حال زار سے شاشید بیر کو دیکھا حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی اسے کسنے سحر کیا مین نے تو اسے جمشید کے پاس بھیجا تھا کہ جاکر اُسکا سر لاؤ یہ کیا حال ہوا آخر کتاب سوانحات نکالی اُسمین دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ دربار مین جمشید ثانی کے پہونچا گلعذار زعفران پوش نے اِسکو دیوانہ کیا اپنی صورت کا فریفتہ کیا ہی مگر جمشید بھی اُسپر عاشق ہوا ہی شوہر کو اُس کے مار ڈالا ہی وہ دربار مین جمشید کے لڑ رہی ہی جمشید چاہتا ہی اُسپر قبضہ کرون مگر وہ نہین مانتی شوہر کو یاد کر کے رو رہی ہی چاہتی ہی جمشید پر جا پڑون مگر جمشید کیا ایسا حلوا ہی ساحر مکار ودغا باز وشعبدہ پرداز ہی کتاب سوانحات دیکھ کر بہار نے جھولی سے گلدستہ نکالا اپنے کو پشت نخل پر مخفی کیا اور اسم سحر پڑھ کر گلدستہ پھینکا گلدستہ الگ جا کر پھٹا شاشید بیر نے دیکھا بوے خوش آئی لپٹین چلی آتی ہین نخل سرسبز وشاداب طائران زمزمہ سرا شاخہاے نخل پر آ کے بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے اب شاشید بیر حیران ہی کہ صحرا کیا بہار دکھا رہا ہی سامنے چشمۂ آب تھا اُس مین اپنی صورت دیکھنے لگا رنگ اپنا متغیر پایا حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا کہ بہار اپنے مقام پر نشسین بیٹھتے ہی پھول برسنے لگے شاشید بیر نے چند پھول اُٹھا کر سونگھے اور زیادہ مدہوش ہوا کہ ایک طائر کا ندھے پر آ کر بیٹھا کہا او بیغیرت مین دربار خداوند مین جاتا ہون نہین معلوم معشوقہ پر کیا آفت ہوگی اگر اس وقت مین مدد نہ کی تو پھر کس

کام آؤ لگا یہ کہکر طائر اُڑا شبدیز پیچھے پیچھے طائر کے دوڑا ہوا جاتا ہی شبدیز جہان پہ
رک جاتا ہی طائر پلٹ کر سایہ اپنا ڈال دیتا ہی جب سایہ اسپر پڑتا ہی تو پھر ولولہ زیادہ
ہوتا ہی اگر راہ مین کوئی ساحر ملا اور اُسنے پکار کر پوچھا کہ ای وزیر اعظم کہان جاتے ہو
کس حال مین ہو تو شبدیز ٹھہر کر کہتا ہی وہ جھوٹا خداوند یعنے جمشید ثانی بیٹھا ہوا
عیش کر رہا ہوگا جاکر اُسکی گردن ناپون دعوی خدائی سے توبہ کراؤن وہ ساحر
ہنس کر کہتا ہی کہ تم وزیر اعظم ہوکر ایسا کلمہ نہ کہو شبدیز اُسپر جا پڑتا ہی اور گولہ مار کے
اُسکو مار لیتا ہی پھر طائر آکر عکس ڈالتا ہی پھر شبدیز اُسی طرح روانہ ہو جاتا ہی
اسی طرح راہ طی و پہ کرکے قریب لشکر جمشید پہونچا دور سے دیکھا کہ لشکر مین عجب
ہنگامہ ہی گلعذار زعفران پوش لاکھون جادوگرون سے لڑ رہی ہی اور پکار کر
کہتی ہی کہ او جمشید جو تیرا ارادہ ہی وہ کبھی پورا نہ ہوگا مگر مقام افسوس ہی کہ نہین
معلوم شبدیز پہ کیا گذری کہ شبدیز نے آواز دی ای معشوقہ پہری پیکر وای حور منظر
مین حاضر ہون یہ کہکر تلوار پکڑ کر جا پڑا افوج کو پامال کرنے لگا جمشید کو لوگون نے
خبر دی کہ آپ کے لشکر پر شبدیز پھر آپڑا ہزارون ساحرون کو قتل کر رہا ہی گلعذار
پر مبہوت ہو رہا ہی مگر گلعذار نے اب تک اُسپر نہین کہا شبدیز لڑ رہا ہی یہ سُن کر
جمشید نکل آیا دیکھا شبدیز لشکر سے جنگ کر رہا ہی مگر جوش و خروش بڑھا ہوا ہی دل
مین سوچا کہ اب یہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک سنگریزہ اُٹھایا سحر کرکے شبدیز پہ مارا
وہ سنگریزہ شبدیز کے سینے پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا شبدیز جو مارا گیا تو
اندھیرا ہو گیا گلعذار نے دیکھا کہ شبدیز کو جمشید نے مار ڈالا اب جو روشنی ہوگی تو یہ
مجھپر پلٹیگا اکثر ساحر خدمت مین اسکی ایسے ہین کہ مجھکو گرفتار کر لین گے یہ سوچکر لشکر
سے نکلی مگر حیران ہی کہ کہان جاؤن آخر سوچی کہ لشکر سعد شہریار مین چلو یہ سوچکر چلی
اور لشکر سے نکل گئی جیسے اندھیرا ہر طرف ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شبدیز
چابک خرام بود یہ آواز سُن کر جمشید دیکھنے لگا روشنی بھی ہو گئی دیکھا گلعذار نکل گئی زانو
پیٹنے لگا کہتا تھا کیا غضب ہوا کہ معشوقہ نکل گئی اسلم مردار خوار سے کہ صاحبو نہین ہو

کہا ای اسلم بڑھ کر خبر تو لے کہ یہ ظالم کہان گئی کون اسکو بچا سکیگا اگر دیکھنا کسی مقام پر ہو تو گرفتار کر لانا یہ کہتا ہوا پلٹا اُس راہ سے گذرا کہ جہان پر لاشۂ شبدیز پڑا اُٹھا جھلا کر حکم دیا کہ اسکا لاشہ جنگل مین پھینک دو یہ ملعون اسی لائق تھا جیسا کیا ویسا انجام ہوا ساحرون نے لاشۂ شبدیز بیرون لشکر پھینک دیا مگر اسلم جست و خیز کرتا ہوا چلا یہان بہار اعجاز بیان صحرا مین شکار کھیل کر شبدیز کو پھیر کر ایک مقام پر رُکی قضاے کار اُسی صحرا مین گلعذار کا بھی گذر ہوا دیکھا ہزارون طائر بھاگے چلے آتے ہین گلعذار حیران ہوئی کہ ان طائرون کو کسنے ستایا جو بھاگے چلے آتے ہین دور سے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان کھڑی شکار کھیل رہی ہی پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی کس حال مین ہو بہار اعجاز بیان پلٹی پلٹکر دیکھا کہ گلعذار زعفران پوش دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کرتی ہوئی آتی ہی اور زبان پر نعرہ ہی کہ حضور فریاد کرتی ہون مجکو جمشید نے لوٹ لیا میرا شوہر بے خطا قتل ہوا بہار نے ٹھہر کر آواز دی کہ میرے قریب آؤ مین مطلب تو سمجھوں کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ اری گلعذار کہان جاتی ہی منم اسلم مردار خوار یہ کہکر ایک گولہ مارا گلعذار جب تک پلٹے پلٹے وہ گولہ آکر پھٹا چند طائر پیدا ہوے ایک طائر نے سر پر آکر زفیل ماری اور زفیل مار کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا قطعہ

عشق ہوگا کسی خوش چشم حسین کا مجکو
ہی جو مطبوع گل نرگس شہلا مجکو
ہوئی زنجیر پہننے کی تمنا مجکو
ہو گیا الفت گیسو مین یہ سودا مجکو

قاصدا اُن کو یہ پیغام زبانی دینا
لب پہ دم ہی غم دوری نے ہی مارا مجکو
مرض عشق سے فوراً ابھی ہو جائے شفا
شکل دم بھر جو دکھائے وہ مسیحا مجکو

ہاے اس بات کی امید نہ تھی قاتل سے
جائیگا چھوڑکے مقتل سے تڑپتا مجکو
باغ جنت مین نہ حورون سے مخاطب ہونگا
وان بھی ہوگی ترے ملنے کی تمنا مجکو

فرحت و عیش و خوشی سے مجھے سطوت کیا کام
غم ہی دنیا مین حسین ابن علی کا مجکو

یہ اشعار پڑھ کر طائر نے ایک چیخ ماری اور جل کر خاک ہوا خاک اُسکی جو گلعذار پر گری

گلعذار نے ایک چیخ ماری پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو بچائیے یہ سحر جمشید کا تھا اسلم تلوار کھینچ کر چلا چاہا کہ گلعذار کو قتل کرون گلعذار دعائین مانگنے لگی کہ ای کریم و رحیم کرم اپنا شریک کر شوہر تو قتل ہو چکا مین بھی بیٹھا قتل ہوتی ہون نظم

ایکه در هر مذهب و ملت توئی مقصود ما ۔ در میانِ هر عبادت خانهٔ معبود ما
بود تو شد باعث نابود ما و بود ما ۔ گشت موجود از وجودت هستی موجود ما
چهره بنما تا شود بر اوج نیکو طالعی ۔ روشن از نور سعادت طالع مسعود ما
گرم بازار محبت ساختی هر چار سو ۔ اندرین سودا بیفزودی تو اصل سود ما
شعلهٔ هجرت بسوزد خرمن آب و گلم ۔ آتشِ جانسوز عشق از جان برآرد دود ما
باز کن ای فاتح ابواب الطاف و کرم ۔ چون بدست تست مفتاح درِ مسدود ما
دل منه بر هستی فانی این دنیای دون ۔ زانکه نابود است هستی انتهای بود ما

بہار نے جو یہ اشعار سنے سمجھی کہ یہ مطیع اسلام ہی کیا باعث اسپر زوال آیا یہ سوچکر بڑھی للکارا کہ او ساحر خبردار کیون اسے قتل کرتا ہی کچھ خوف خدا نہین وہ تو اپنے معبود حقیقی سے دعا مانگ رہی ہی اور تو جبر کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اسلم کب سنتا ہی جب تو بہار نے گلدستہ مارا ہوا سے سر دچلی غنچے چٹک کر گل ہونے لگے نخل تھرا کے شاخین خم ہوئین پتے تالیان بجانے لگے اسلم حیران ہو کر ٹھہرا اسلم کے ٹھہرتے ہی گلعذار نے کہا دُ ساحرہ کامل ہی آواز دی کہ او بے حیا تو کیسا مرد ہی کہ تلوار کمر مین لگائے ہی کھینچتا نہین ہر چند کہ بہار نے کہا کہ ای نازنین اب سحر نہ کرنا مگر گلعذار نے نہ مانا ایک دو شنطر زمین پر مارا کہ زمین تھرائی اسلم نے تلوار کھینچی گلعذار نے پکار کر کہا کہ تلوار کے جوہر دکھاؤ اسلم نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی گلعذار نے کہا کہ اسکو کھینچو اسلم نے تلوار کھینچ لی سر کٹا ہنگامہ ہوا مگر لاش مین اسلم کی تھرتھری پیدا تھی ایک بونڈلہ گرد کا زمین سے پیدا ہوا لاشہ اسلم کا اُس مین لپٹا طرف آسمان کے چلا بہار نے پکار کر آواز دی کہ ای گلعذار چلی آؤ یہ کیا معرکہ ہوا گلعذار نے کہا کہ دربار مین جمشید کے شوہر نے میرے جان دی مین نے جب دیکھا کہ جسکو سجدہ کرتی تھی وہ ہی دشمن ہوا تو

اطاعت پروردگار کرون اور دل سے عہد کیا کہ ای پروردگار مسلمانون مین جنکو پہونچا مگر
جمشید نے نہچانا چھوڑا اس ساحر کو بھیجا تھا کہ پکڑ لاؤ اسنے آکر سحر کیا مگر دیکھا آپ نے کہ
مین نے کیونکر اسے قتل کیا بہار نے گلعذار کو ساتھ لیا کہا ای آوارۂ دشت ادبار
لشکر مین چلو گلعذار ساتھ بہار کے طرف لشکر کے چلی مگر لاشۂ ساحر قصر ہفت رنگ
مین پہونچا سامنے جمشید کے گرا بیرون نے آواز دی کہ اسکو گلعذار زعفران پوش
نے مارا جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا لو صاحب گلعذار بھی مسلمانون مین گئی وزرا نے
عرض کی کہ یا خداوند تدبیر کیجیے اب فتح طلسم قریب ہی جمشید نے کہا کہ یہ [illegible]
طلسم فتح نہ ہوگا اور طلسم کشا سر اپنا ٹکرا کر مریگا کسکی مجال ہے کہ مجھ تک آ سکے وزرا
و امرا خاموش ہو رہے لیکن یہان سے اس داستان کو چھوڑتا ہون اب کچھ حال
میثاق کوہ گردان گزارش کرتا ہون کہ میثاق کوہ گردان کو سبزوار گرفتار کر کے
طرف جمشید کے چلا لیکن میثاق بہت پریشان ہے دل مین کہتا ہے کہ کیون ای میثاق
سبزوار نے بڑا مکر کیا کہ تم کو شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی پلا کر بیہوش کیا اور اسی
حالت مین مسلسل و مطوق کیا اب دیکھیے کیونکر رہائی ہو ہمراہیان سبزوار جب میثاق
پہ بدعت کرتے ہین تو بیقرار ہو کر درگاہ مین خداوند کریم کی عرض کرتا ہے کہ ای کریم و
رحیم خدا ای سمیع و علیم اس آفت سے بچا لے نظم

دم غنیمت دان مزن بے یاد حق ای یار دم — بگذران از عمر خود اندر جہان بیکار دم
کی کند بار دگر سوے تن خاکی رجوع — چون برون آید ز جسم لاغری یکبار دم
ہمرہان این جہان گویند یک دم الوداع — چون جدا گردد ز جسم زار آخر کار دم
کی شود جانبر ازین مہلک مرض اہل طمع — بلکہ بشمارد بحال نزع آن بیمار دم
بندۂ حق دوست کی آید بہ بند حرص و آز — مرد عاقل کی خورد از نفس مکار دم
از گناہ خود پشیمان باش و نادم روز و شب — بگذران در توبۂ تقصیر و استغفار دم
ہمچو یا تا زندۂ در فکر سیم و زر مباش — بگذران آسودہ در دنیا بہر اطوار دم

قضا سے کار بہار اعجاز بیان و گلعذار زعفران پوش باتین کرتی ہوئی آتی تھین

صحرا سے گرد اڑی بہار دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ہی اور ایک ابر ابے پیر
میثاق کو ہ گردان مسلسل و مطوق زبان مین سوزن اپنی جان سے بیزار زنجیرین ہلا رہا
ہی کوئی نیزہ مارتا ہی کوئی کلمات سخت کہتا ہی وہ تاجدار پلٹ کر حکم دیتا ہی کہ اس گنہگار
کو بہت ستاؤ اور مژدہ دو کہ کیون گھبراتا ہی وقت تیرے قتل کا قریب آگیا ہی دربار
خداوندی قریب ہی زبردستی ظلم کرنا اسکا یہ انجام ہوتا ہی اس گنہ پر وہ سپاہی جو
نگہبان میثاق ہین اور زیادہ ستاتے ہین کبھی زنجیرین ہلاتے ہین کبھی قریب آکر لعن و
تشنیع کرتے ہین کہ کیون ای میثاق تم وزیر اعظم خداوند کہلاتے تھے آج ہم لوگ بھی ہین
قید ہو قدرت تم کو اس حال مین دیکھ کر کیسا خوش ہونگے فرمادہ ہین سگے ہمارے وزیر
کا یہ حال کیا یہ ہمسے منحرف ہونے کا نتیجہ ہی اور عداوت کا یہ انجام ہوا میثاق اپنی
جان سے بیزار بیٹھا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای بیچیاؤ اسی مقام پر قتل کر ڈالو میرا پروردگار
کسی مددگار کو بھیجیگا بہار نے چھپ کر جو یہ حالات سنے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا
جی مین کہتی ہی کہ ای بہار ان دشمنون نے اسکو کہان پایا ایسا ساحر نامی و گرامی کیونکر
گرفتار ہو گیا ان کے دام مین پھنسا یہ سوچ کر گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا گلعذار نے
بھی اپنا سحر کیا اتنا بہار سے پوچھ لیا پہ سب آپس مین لڑین اور جان دین گلدستہ
بہار نے یہ رنگ دکھایا کہ لشکر پر سبز وار کے پھول برسنے لگے جتنے پھول سونگھے وہ
دیوانہ ہو گیا بھائی پر بھائی جا پڑا باپ کو بیٹے نے قتل کیا بعض گھبرا گھبرا کے یہ
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

تماشا مد نظر ہی مجکو خال روے قاتل کی
بناؤنگا سیاہی آج اپنے آنکھ کے تل کی

محبت ہو گئی ہی جب سے اک بیرحم قاتل کی
ہمارے دل نے بیتابی ہی سیکھی مرغ بسمل کی

کوئی مشکل ہوئی درپیش جو مجکو زمانے مین
تو فورا حل مرے مشکل کشا نے آکے مشکل کی

مری حسرت زدہ صورت پہ شاید رحم آیا ہی
جو کھنچکر رہگئی ہی میان سے تلوار قاتل کی

برائے فاتحہ اس شعلہ رو نے ہاتھ جب رکھا
مری تربت پہ روشن ہو گئین شمعین انامل کی

الٰہی خیر ہو شاید جنون پھر رنگ لائیگا
یہ کیون بڑھنے لگی ہی خود بخود وحشت مرے دل کی

اجل کا سامنا ہی یان کنارِ گور ہی عاشق | وہان ہی غیب کے ہمراہ رہتی سیر ساحل کی
فرشتہ بھی اگر پوچھے علانیہ کہین سطوت | لطافت سے فقط ہی شعر گوئی ہمنے حاصل کی

اور گلعذار کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ ہزارہا طائران خوشنوا اُڑتے پھرتے ہین جس کے
سر پر طائر بیٹھ گیا وہ پتھر کا ہو گیا ہزارہا اہل فوج سنگی ہو گئے افسر جو پکارتے ہین تو کوئی جواب
نہین دیتا گلعذار نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپ ٹھہر جائیے مین ابھی میثاق کو رہا کیے
دیتی ہون بہار نے تامل کیا گلعذار دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہوئی ایک سپاہی
کی صورت بنکر مجمع مین پہونچی اور پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہٹ جاؤ مین اسکو قتل کرتا ہون
لوگ سمجھے کہ نیا سپاہی ہی بادشاہ نے حکم قتل دیا ہوگا لوگ تو سب ہٹ گئے اور پہنچ
پہنچ کر گلعذار قریب آئی کہا ای وزیر اعظم سنبھل کر بیٹھو مین تمھارے قتل کو آیا ہون
میثاق گھبرا گیا سمجھا کہ شاید اُس ظالم نے حکم قتل دے دیا گلعذار نے بڑھ کے
زبان سے سوزن نکالی اور پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم اُٹھو وقت رہائی آگیا
میثاق کی زبان سے جو سوزن نکلی سب قید کو توڑ کر پھینک دیا مگر حیران ہی کہ یہ سپاہی
کون تھا جسنے سوزن نکالی چہار طرف حیران حیران دیکھ رہا ہی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا
سمجھ لیا کہ کوئی ہمارے رفیقون مین ہوگا اسنے مدد کی زمین پر پھونک کر کچھ سنگریزے
اُٹھا لیے لشکر پر پھینک مارے لاکھون سو کے سر اُڑ گئے بعض آپس مین لڑنے لگے گلعذار
بھی ایک گوشہ سے سحر کر رہی ہی کبھی آگ برسائی کبھی پانی برسایا ہزارون غرق دریاے
ہلاکت ہوے مگر سبزوار نے جو دیکھا کہ میثاق رہا ہو کر آتا ہی پکار کر آواز دی کہ
ہان یارو اسکو مار لو یہ اکیلا ہی تم بہت ہو مین سحر کرتا ہون یہ کہہ کر سحر کیا میثاق پر
تلوارین برسائین میثاق نے رد سحر کیا وہ تلوارین پلٹ کر لشکر دشمن پر برسنے لگین
ہزارون کے سر اُڑ گئے اب سبزوار نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن سمجھ گیا کہ سحر مین اسپر
غالب نہ ہونگا کیونکہ یہ بلاے روزگار ہی میرا سحر کرنا بیکار ہی تخت سے کودا ایک طرف
چلا گلعذار نے سحر کیا ایک افسر نے پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ کہان چلے سبزوار نے
کہا تو کیا جانے کہ مین کس فکر مین ہون جنگ مین مصروف ہو دشمن نکلنے نہ پائے اُس

افسر نے کہا کہ مین آپ کو نہ جانے دونگا سبزوار نے تلوار اُٹھائی اُس افسر نے تلوار
پکڑلی کہا ای شاہ غضب کرتے ہو اپنے رفیق کو قتل کرتے ہو مین تمہین قتل کرونگا بہار دور
سے تماشاے جنگ دیکھ رہی ہین اور گلعذار کے سحر کی تعریفین کرتی ہین کہ کیا عمدہ ساحرہ
ہی لشکر مین بڑی رونق ہوگی مگر دیکھیے اس جنگ کا کیا انجام ہوا اُس افسر نے جب
سبزوار کو روکا تو سبزوار نے اُسکے مُنھ پر تھوک دیا افسر نے کہا کہ تمنے ہمارا دھرم
ناس کیا یارو اس بدبخت کو لینا سب سپاہی سبزوار پر ٹوٹ پڑے گلعذار پکارتی
ہی کہ ہان یارو اسکو قتل کرو سپاہیون نے سبزوار کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور فریاد
کرنے لگے کہ ای وزیر اعظم ہمنے تمہارے دشمن کو قتل کیا اب کیون تکلیف کرتے ہو ہم سب
تمہارے تابعدار ہین اطاعت سے مُنھ نہ پھیرین گے میثاق نے ہاتھ روکا پانچہزار
آدمی جو قتل سے بچے تھے وہ سب مطیع اسلام ہوے میثاق نے جو بہار کو دیکھا
آکر ہاتھ چوم لیے کہا یہ آپ کے سحر کی تاثیر تھی بہار نے کہا کہ ای میثاق یہ میرا سحر نہ تھا
نو مسلم نے تمہاری مدد کی میثاق نے پوچھا وہ کون ہی بہار نے گلعذار کو آواز دی
گلعذار بشکل سپاہی آئی بہار نے کہا کہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ گلعذار نے سحر کرکے
صورت بدلی رنگ و روغن اُڑ گیا صورت اصلی نکلی آفتاب تھا کہ طالع ہوا میثاق
صورت زیبا دیکھ کر دنگ ہو گیا بحسرت پوچھا کہ یہ گل کس گلستان کی ہین اور ماہ کس
آسمان کی ہین بہار نے بیان کیا کہ یہ زوجہ سہال تاجدار ہین انکے شوہر کو جمشید
نے مار ڈالا لیکن چونکہ عصمت دار تھین اُس سے گریز کیا اور ہمارا مذہب انھون نے
قبول کیا اور ہماری شریک ہوئین ایک ساحر اسلم نامے آیا تھا اُسنے ان کو روکا انھون نے
اُسے واصل جہنم کیا میثاق نے بہار سے اشارہ کیا کہ اگر یہ مجھکو قبول کرین تو مین
بھی انکی خدمتگذاری کرون بہار نے گلعذار سے کہا گلعذار نے کہا کہ جو مناسب جانیگا
جو تم لوگون کی راے ہوگی وہی ہوگا جب تم مین چلی آئی تو پھر کیا عذر ہی یہ مجال
نہین ہی کہ جمشید ہمارا کچھ کر سکے مگر ای بہار بادشاہ جہجاہ آج کل کہان ہین بہار
نے کہا کہ بڑے سخت مقام پر گئے ہین مرحلہ کٹھا پر اُن کا گذر ہی خدا اُنکو مظفر و منصور کرے

اور ہم لوگ بھی قدم بوسی سے مشرف ہوں اے گلعذار جب دیکھو گی تب آگاہ ہو گی کہ کیسے رفیق پرور ہین کنیزان شاہی سے ہون میثاق نے بہار کو تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ لیے ایک طرف گلعذار نوبت و نقارے بجاتی ہوئی اس دھوم سے طرف لشکر کے چلی سرداروں کو جو معلوم ہوا کہ بہار بشوکت تمام آتی ہین واسطے استقبال کے آئے بشوکت تمام بہار کو داخل لشکر کیا گلعذار سے مل کر سب سردار خوش ہوے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ جمشید بڑا ظالم ہی اس بیچاری کو بیوہ کیا بڑا غضب کی بات ہی سردار حسینان نے جواب دیا کہ اب بد نصیبی اسکی ظاہر ہوتی جاتی ہی کہ اپنون کو بیگانہ کرتا ہی اور پھر دعوی خدائی پہ مرتا ہی اہل لشکر مطمئن ہو کر قصد رکھتے ہین کہ کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اڑی رستم جادو کہ پہلوان زبردست بھی ہی اور سحر مین بھی دعوی رکھتا ہی مقابلہ لشکر مین آکر اترا کہلا بھیجا کہ اے میثاق لشکر کو لے کر پلٹ جاؤ مین براے گرفتاری بادشاہ بھیجا جاتا ہون تم لوگ اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ نا بدولت کے ہاتھ سے مارے جاؤ میثاق نے کہلا بھیجا کہ جو تجھسے ہو سکے اسمین قصور نہ کر ہم تجھے خود مقابلہ شاہ مین جانے نہ دین گے اس ساحر نے طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو میثاق نے لشکر کو آراستہ کیا آپ سب کے آگے تخت شاہی کو تل شاہزادیان تخت کو گھیرے ہو ے ایک طرف بہار اعجاز بیان اور ایک طرف سردار حسینان اور ایک طرف بحرین اور ایک طرف یاسمن رنگین ادا اور ایک طرف گلگونہ معشوقہ اولی طلسم کشا اور ایک طرف گلعذار زعفران پوش نو مطیع اسلام منظور نظر میثاق یہ سب شاہزادیان گلعذار کو گھیرے ہوے ہین گاتیان سب باندھے ہوے تاج ہاے یاقوتی سرون پر پشت پر فوج بیشمار ہر ایک لالہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوار اس کر و فر سے میثاق لشکر میدان مین لیکر آیا اور اس طرف رستم سب کے آگے بڑھا ہوا گینڈے کو اڑاتا ہوا بڑے زور و شور سے میدان مین آکر پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے رستم نے گینڈا اپنا نکالا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین نکلے اگر ان معشوقون مین سے

کسی سے مقابلہ نہ کرونگا کوئی مرد میرے مقابلے مین آئے یہ سُن کر میثاق نے مرکب اُڑایا
رستم نے جو میثاق کو آتے ہوے دیکھا رسن سحر پھینکی میثاق نے اُس رسن کو قلم کیا
جُھولی سے ہاتھ ڈال کے گولہ نکالا طرف صحرا کے مار دیا اور پکار کر آواز دی کہ یارو تمنے
سُنا ہوگا کہ رستم و سہراب سے مقابلہ ہوا تھا باپ بیٹے لڑے ای سہراب یل آکر رستم سے
مقابلہ کر کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا کہ نہایت کمسن کرگدن مست پر سوار
ہتھیار لگائے ہوے میدان مین آکر پہونچا میثاق نے اشارہ کیا کہ ای سہراب یل
رستم سے مقابلہ کرو تمھاری جرأت دیکھین وہ جوان مقابلۂ رستم مین آیا رستم نے نیزہ
مارا چند شعلے اُس جوان پر گرے مگر اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا دو گھڑی کامل نیزہ چلا
آخر میثاق نے اُس جوان کو کچھ اشارہ کیا اُسنے نیزہ رستم کا توڑ ڈالا بعد نیزے
کے نوبت تلوار کی آئی خوب تلوار چلی مگر میثاق نے جس جوان کو بُلایا ہی اُس نے
عین گرمی جنگ مین بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا آخر دونون کرگدن و مرکب سے
کود پڑے آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر برابر کشتی ہوئی آخر سہراب نے رستم کو اُٹھا لیا
چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا سر کاٹون رستم نے کہا کہ ای جوان مین
اسی وجہ سے تجھسے مقابلہ نہ کرتا تھا تو جنگ نا دیدہ ہی وجہ یہ ہی کہ ہم لوگون مین دستور
ہی کہ جسکو ایک مرتبہ زیر کرتے ہین رہا کر دیتے ہین جب دوبارہ زیر کرتے ہین تب قتل کا
اختیار ہی سہراب نے ہاتھ روک لیا کہا جا کل پھر زیر کرلونگا رستم نے جا کر اور طاقت
اپنی بڑھائی خوب ورزش کر کے صبح کو پھر میدان مین آیا میثاق نے پھر اُسی جوان
کو بُلایا وہ جوان بڑے زور و شور سے آیا رستم سے مقابلہ ہوا رستم نے سہراب کو
زیر کیا خنجر کمر سے نکالا سہراب نے کہا کہ ای جوان یہ کیا کرتا ہی رستم نے جواب دیا کہ تو طفل
تھا مین نے فقرہ دے کر اپنے کو بچایا اب تو میرے قبضے مین آیا بھلا کب چھوڑتا ہون
ہر چند سہراب تڑپا مگر رستم نے خنجر مار دیا خنجر کوکھ پر پڑا سہراب نے آہ کر کے ایک
چیخ ماری کہ ایک شعلہ مُنہ سے نکلا اُس شعلے نے رستم کو بھی جلا دیا لشکر والے رستم
کے میثاق پر آپڑے میثاق نے ایسا سحر کیا کہ وہ سب سر ٹکرانے لگے فریاد فریاد

کی غل مچاتے تھے طرف صحرا کے بھاگے جاتے تھے میثاق نے یکہ و تنہا جنگ کی اور سب
لشکر کو بھگا یا تھوڑے عرصے مین لشکر کو شکست فاش دی مال و اسباب لوٹ لیا نقیح
و فیروزی نوبت و نقارے بجاتے ہوے اہل اسلام پلٹے داخل لشکر اسلام ہوے
اب میثاق نے صلاح کی کہ بعد دو روز کے یہان سے کوچ کرین گے اپنے کو خدمت
شاہ مین پہونچا دینگے یہ لوگ اب اس فکر مین ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام کے تدبیر فتح مرحلہ حکماے اشراقین وباقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ـ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان ٭ کہ پھر آگئی رنگ پر داستان ٭ گلابی اٹھا ساقی سیم بر ٭
کہ رندون کو بھی ہو گئی ہے خبر ٭ کہ میخانے مین جمع ہین بادہ خوار ٭ ہوئی ساقی ماہوش کی پکار
ہوے رند میخوار آ آکے جمع ٭ کہ جلسے مین ساقی ہو مانند شمع ٭ گذرنا ہے صحبت سے مشکل ہوا
کہ ساقی یہ کیون آکے مائل ہوا ٭ چلے آج میخانے مین جام مے ٭ یہ رندون کو خواہش کئی دن سے ہے
اٹھا چہرۂ پر ضیا سے نقاب ٭ کہ بیتاب ہے عاشق دل کباب ٭ سنا ساقی ماہوش نے جو ذکر
ہوئی اسکو محفل مین آنیکی فکر ٭ اس انداز سے آکے داخل ہوا ٭ کہ ہر رند میخوار مائل ہوا ٭
نشان خوشی کا ہوا زہر خند ٭ کیا رند میخوار کا [illegible] ٭ یہ رندونکو جسوقت ظاہر ہوا
کہ ساقی بھی ہمسے ہے ماہر ہوا ٭ گلابی کا ہونے لگا وان پہ دور ٭ ہوئی فکر میخوار کو اور اور
اٹھا ابر ہے آج کس شور سے ٭ ہے فریاد میخوار کی زور سے ٭ عجب رنگ پر ہے جہان خراب
دکھایا فلک نے عجب انقلاب ٭ کہ شاہان ذیجاہ و فرخندہ پے ٭ مٹے خاک مین بس یہ انجام ہے
کہان ہین وہ گردان گردن کشان ٭ کہ جنکے ہوا زور کا امتحان ٭ ہوے وہ بھی آخر کو پیوند خاک
رہے دہر مین عمر بھر دردناک ٭ مگر حال دنیا کا کیا رنگ ہے ٭ سماعت سے جسکی کہ دل تنگ ہے
بس اب آج رنگین فسانہ لکھو ٭ مگر طرز سب جادوانہ لکھو ٭ چہرہ فنا جان کشور بلاغت

و حاکیان حکایت عبرات و جلالت گوہر آبدار اسپیان کو زینت گوش سامعان ذیہوش
کرتے ہین شعر مصنف جو ہین زبدہ کا زمرۂ داستان ... وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ٭

کہ جب حکیم حکمت پسند موسوم بہ فلاسفۂ ثانی برائے ملاقات بادشاہ آئے بہت تعریف
کی عرض کی کہ حضور بیشک فتاح طلسم ہین مگر حوالی قلعۂ ریحانہ مین شکار کھیلیے جو کچھ
ہوگا آپ پر کھل جائیگا بادشاہ نے کہا کہ ہین کل جاونگا ملازمون کو حکم دیا کہ صبح کو سامان
شکار تیار رہے ہم برائے شکار جاوینگے ملازمون نے سامان شکار تیار کیا بادشاہ
دو گھڑی رات رہے تیار ہو کے بہلیون وغیرہ کو ساتھ لیکر برائے شکار چلے صحرا مین آکر
شکار کھیلنے لگے پہر دن چڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک آہوے خوش چشم طرارے بھرتا ہوا
سامنے سے آیا بادشاہ نے چاہا اُسے گرفتار کرون وہ سامنے سے بھاگا بادشاہ اُس کے
تعاقب مین چلے مگر کمال غصہ ہر کئی کوس وہ آہو بھاگا ہوا آیا پشت پر ایک قصر کے
پہونچا وہان آکر پشت کی دیوار کو فرا کر قصر کے اندر گیا بادشاہ کو صبر نہ آیا غصے مین
گھوڑے سے کود کر گیا گھوڑا اطراف ٹھہرا کے دیوار کو فرا گیا اندر آکر دیکھا کہ خانہ باغ ہی روشونکو
طے کرتا ہوا آہو جاتا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جیسے ہی سینہ کمان
کا کڑکا وہ آہو ٹھٹھک گیا بادشاہ نے تیر مارا اُس پٹھے پر پڑا دوسرے پٹھے کو توڑ کر پشت
کے پار گذر گیا تیر لگا کر آہو بھاگا ہر چند کہ زخم سے خون بہہ رہا ہی مگر گرمی مین آہو بھاگا
ہوا جاتا ہی وسط باغ مین فرش بچھا تھا مسند جواہر نگار پر ایک معشوقہ پری پیکر حور منظر
کل عیبون سے پاک دُر درج صباحت جنت کی حور طرار دو فراز حسن مین رشک ماہ کامل ابرو
رشک ہلال سرو قد خورشید خد سینے پر نار پستان بقول مصنف فرد نار پستان کی
کیا لکھون تعریف ؛؛ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا ؛؛ یا شمشاد باغ مین پھل آئے ہین شکم
بحر حسن و خوبی ناف گرداب بلا آگے کیا صفت عرض کرون خاموشی بہتر ہی اشعار ساق پا
مین تو نور کا ہی ظہور ؛؛ یا تراشی ہوئی ہی ساق بلور ؛؛ پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن ؛؛
شمع فانوس جیسے ہو روشن ؛؛ لال مہندی سے دونون تلوے کف پا ؛؛ ہاتھ ملتا تھا اپنے
دزد حنا ؛؛ مسند جواہر نگار پر بہ ناز جلوہ فگن ہی کہ وہ آہو بھاگا ہوا آیا زخم [illegible]
روش پر گرا اُس معشوق شعلہ خو نے جو اُس آہو کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو کر [illegible]
مقام سے اٹھی قریب آہو آئی زخم کو دیکھنے لگی کنیزون کو [illegible] لگین کہ کس ظالم نے آہو [illegible]

بنجرالکو تیر مارا ملکہ نے کہا کہ ارے چپ رہو ایسا نہ ہو تیر مارنے والا آتا ہو یہ کہو کسی قادر انداز نے تیر مارا ہی دیکھو کیسے مقام پر پڑا ہی کہ آہو کا کام تمام ہوا سب کنیزین گرد ہین جیسے ہجوم سیارگان بیچ مین وہ ماہ تابان کہ سعد شہریار جو تلاش مین آہو کے آتے تھے چمنستان سے نکل کر سامنے آئے ملکہ کی نگاہ پڑی دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شجاعت افروز جہانداری ہی غزال چشم شیر خشم سلاح جسم پر آراستہ کمان کاندھے پر بائین ہاتھ پر ترکش مثل دم طاؤس جلوہ فگن ہی تیغ ہلالی زیب کمر ہی سپر مثل قرص قمر پشت پر جمال شہریار دیکھ کر ملکہ مع گلگون پوش بدحواس ہوگئین مگر شہریار کی جو نگاہ پڑی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوگئے ملکہ جھپٹ کر قریب آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر بادشاہ کا اپنے زانو پر رکھا بوے زلف معنبر سنگھائی اسنے کام لخلخے کا کیا سعد شہریار ہوشیار ہوے آنکھ کھلتے ہی اس آفتاب رخ کو سرہانے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا لیکن اپنے کو سنبھال کر اٹھ بیٹھے لباس جھاڑنے لگے اس مہ جبین نے اٹھ کر ہاتھ تھام لیا کہا مسند پر بیٹھیے سعد آکر مسند پر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے گلابیان لاکر رکھین ملکہ نے ساقی سے اشارہ کیا اسنے جام پیش کر دیا بادشاہ نے ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا کہ کیون صاحب انکار کا کیا باعث ہی سعد نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہی کہ مذہب کا خیال ہی اس نازنین نے ہنسکر کہا شاید آپ لات پرست ہین سعد نے فرمایا مین تو لات و منات پر لعنت کرتا ہون ملکہ نے کہا کہ اس حوالی مین کوئی سواے مسلمان کے دوسرا نہین رہتا اور مذہب کا یہان ذکر نہین ہی آپ کا یہان کوئی دشمن نہین ہی آج شب کو آپ قصر مرواریدنگار مین تشریف رکھیے سب حال کھل جائیگا شام تک سعد شہریار اس صحبت مین رہے شام کو پہلوے باغ مین قصر تھا حقیقت مین ایسا صاف و شفاف تھا کہ جسکا قصر مروارید نام رکھا ہی سعد بسم اللہ کہکر قصر مین آئے کرسی پر بیٹھے جب سعد تنہا ہوے تو لوح کو ملاحظہ کیا اس مین نوشتہ پایا کہ اے فاتح طلسم عجائب و اے سیاح منازل غرائب اگر قصر مرواریدنگار مین داخل ہو تو بہت ہوشیار رہنا دشمن درپئے آزار ہین

بادشاہ لوح کو دیکھ کر خاموش ہو رہے سامنے آئینہ قد آدم لگا ہے اب جو اُسپر نگاہ پڑی
دیکھا مقابل مین دوسرا قصر ہے کرسیان زرین بچھی ہین ناگاہ سعد نے دیکھا کہ کچھ کنیزین
اہتمام کرتی ہوئی آئین عہدے لیکر کھڑی ہوئین بعد اُن کے اہتمام کے سردار حسینان
بڑے جاہ وجلال سے آکر پہونچین اور کرسی پر آکر بیٹھین بعد اُنکے بڑی عظمت وشان سے
ملکہ بہار اعجاز بیان آئین پھر ملکہ یاسمن رنگین پوش آکر پہونچین کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ
صاحبو سنبھل کر بیٹھو سب شاہزادیان ہوشیار ہوگئین دیکھا سامنے سے بڑے کر و فر سے
ملکہ سامع گلگون پوش آئین سب شاہزادیون نے استقبال کیا بیچ مین جو کرسی
تھی اُسپر لاکر بٹھایا سب نے عرض کی کہ ہم سب تابعدار ہین سعد بہ نگاہ غور دیکھ رہے
ہین جی مین کہتے ہین ای سعد شہریار ملکہ سامع کا بڑا مرتبہ ہے کہ ان شاہزادیون
نے استقبال کیا ہے بڑی تعظیم سے پیش آئین یکایک ہنگامہ ہوا کنیزین بھاگنے لگین
بہار نے سحر کیا کہ زمین مین سماگئی سردار حسینان قصر کو توڑ کر نکل گئین ملکہ یاسمن
نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پڑیا خاک کی لیکر سر پر ڈالی غائب ہوگئین اب خالی ملکہ
سامع گلگون پوش کرسی زرین پر رہ گئین کہ دیوار مکان کی شق ہوئی ایک
ساحرہ دیوار سے نکلی اور دوڑ کر ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا پکار کر آواز دی او مغرور
تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو مکان مین جگہ دی اسکی سزا تیرے واسطے ہوگی یہ کہکر
بلند ہوئی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مقام افسوس ہے آپ دیکھ رہے ہین
یہ مجکو لیے جاتی ہے سعد شہریار تلوار کھینچ کر اُٹھے اور للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی
ہے اُس ساحرہ کا زمین کن نام ہے زمین کن نے قصد کیا کہ سعد کو بھی لے لون مگر لوح
طلسمی جو گلے مین دیکھی گھبرا گئی سمجھی کہ ان پر سحر تاثیر نہ کریگا ملکہ کو لیکر نکل گئی سعد شہریار
نے اب جو آئینے مین دیکھا نہ وہ قصر تھا اور نہ وہ شاہزادیان اپنا عکس آئینے مین پایا
حیران ہوگئے سحر ہو چکی تھی بیقرار ہوکر باہر نکلے دروازے پر قصر کے حکیم صاحب کو پایا
کہ آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین سعد حکیم صاحب کو دیکھ کر بہت شرمندہ ہوے
حکیم صاحب نے کہا کہ ای شہریار آپ نے عجائب طلسمی دیکھے مگر سامع کو زمین کن لیگئی

مین نے بھی چاہا تمھارے کو پکڑون مگر وہ اتنی جلدی نکل گئی کہ مین قریب نہ پہونچ سکا حضور
اپنے کو پریشان نہ کرین طرف مشرق کے تشریف لیجاوین اور لوح کو ملاحظہ فرمائیے
دیکھیے کیا حکم دیتی ہی سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ تلاش زمین گون
آپکی ذات پر موقوف ہی مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے روانہ ہوجیے وہان جاکر
ایک صحرا ملیگا وہان لوح کو ملاحظہ کیجیے گا جیسا لوح مین حکم نکلے اُسکے پابند ہوجیے
سعد نے حکیم صاحب سے بیان کیا کہ لوح مین یہ حکم نکلا حکیم صاحب نے کہا بسم اللہ
تشریف لیجائیے جہان موقع ہوگا مین بھی حاضر ہونگا مجھے بڑا اشتیاق ہی مگر قواعد
سے مجبور و ناچار ہون جو بانیان طلسم لکھ گئے ہین اُسکے برخلاف نہ ہونگا سعد حکیم صاحب
سے رخصت ہوکے تنہا طرف صحرا کے چلے تھوڑی دور پر آکر ایک صحرا سے
سبزہ زار ولالہ وگلشن ملا جہان کے برگ و بار سرسبز و شاداب تھے نہرین پانی سے
بھری ہوئین پانی ہمرنگ زنگار سبزہ سیرابی و شادابی کر رہے ہین صفائی کا یہ عالم ہی کہ گویا
معشوق نے آنکھ اپنی لگا دی ہی سبزہ بیدار بخت اسرار ہا ہی کیفیت کا مزا دکھا رہا
ہی اور اوس جو پڑی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ فرش زمرد پر موتیون کا جال پڑا
ہی سعد نے بموجب قاعدے کے لوح کو پھر ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ آگے باغ زمین گون
ہی زمین گون اُسی مقام پر ملیگی سعد شہریار ہدایت لوح سے آگے بڑھے تھوڑی دور
پر جاکر دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی لوح نے بتایا کہ یہی باغ اُس
ساحرہ کا ہی کہ جو سامنے تمھارے صاحب گلگون پوش کو لائی ہی بہت ہوشیاری
سے جانا سعد بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے جیسے ہی باغ مین آئے طائر درختون
سے اُڑے آوازین دیتے تھے کہ ای زمین گون طلسم کشا آگیا زمین گون بارہ دری مین
بیٹھی تھی اُسنے جو یہ آواز سُنی نکل کر آواز دی کہ ارے کیون غل مچاتے ہو اگر طلسم کشا
آیا ہو تو اُسکو گرفتار کرو طائرون نے جو آواز زمین گون سُنی سعد پر ہجوم کیا سعد
نے تلوار کھینچی چلا کر اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو ساحر جب قتل ہوے تو طائر بھاگ گئے
پھر سامنے بارہ دری کے آئے زمین گون اُٹھی پوچھا ارے کیا ہوا طائرون نے کہا

ہمارے بھائی بند مارے گئے ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا زمین کن حیران کھڑی تھی کہ کیا
تدبیر کرون کہ سامنے سے سعد شہریار نمایان ہوے سعد کو جو آتے دیکھا زمین کن نے
سحر کی بوچھار کی مگر سعد صاحب لوح ہین جو سحر سامنے آیا وہ باطل ہوا جب کئی ایک سحر
زمین کن نے کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی تو نہایت پریشان ہوئی جی مین کہتی ہی ای زمین کن
جب سحر جواب دے تو ہم کیا کرین اور ہمارا کیا زور ہی شاہ نے فرمایا تھا کہ ای زمین کن
ہوشیار رہنا مین نے تدبیر کی اُسکا یہ انجام ہوا سعد بارہ دری مین آئے دیکھا قریب
مسند کے قفس رکھا ہی اُس قفس مین وہ ماہ جبین سرنگون بیٹھی ہی سعد کو جو آتے دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس طرف تشریف لائیے مگر زمین کن نے تلوارین اور
خنجر برسائے کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب خیال مین گذرا کہ نکل چلون بادشاہ کو خبر کرون کہ
طلسم کشا آگئے انپر سحر تاثیر نہین کرتا یقین ہی وہ کوئی تدبیر کرین یہ سوچ کر اپنے کو
زمین پر گرادیا غلاّک مار کر تھری بنی چاہا اُڑتی ہوئی نکل جاؤن سعد نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری اور ترکش سے تیر نکالا تاک کر تیر مارا ہرچند زمین کن نے اپنے کو
بچایا مگر نہ بچی تیر سینے کو توڑ کر پار گذرا سعد نے جب دیکھا کہ زمین کن قتل ہوئی باغ
ویران ہوگیا چاہا کہ قفس سے ملکہ کو نکالون کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا
خبردار قفس پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہلاک ہو جائیگا مگر سعد نے اُس آواز کا خیال نہ کیا قریب
قفس پہونچے اور قفل توڑا چاہتے تھے کہ ملکہ کو نکالین یکایک ایک دیو کو دیکھا کہ دار
ہلاتا ہوا آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ خبردار قفس سے ملکہ کو نہ نکالنا شاہ نے طلب کیا ہی
اس حکیم نے بڑا فساد کیا کہ تم کو اپنے گھر مین جگہ دی یہ کہتا ہوا جو قریب پہونچا سعد
بھی مقابلے مین آئے اُس دیو نے چرخ دے کر دار کا وار کیا سعد نے تلوار سے
دار کو قلم کیا دیو نے جھلا کر چنگل مارا کہ دبوچ کر لیجاؤن سعد نے کلائی تھام کر ایک
جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آیا ایک گھونسا مارا دیو کی پسلیون پر پڑا دیو فریاد کرنے لگا
کہ ای طلسم کشا مین اپنی سزا کو پہونچا اب گستاخی نہ کرونگا امان دیجیے سعد ٹھہر گئے مگر
کلائی دیو کی تھامے ہوے ہین دیو نے عرض کی کہ ای شہریار مین ہمراہیان عفریت

سے ہون جب آپ کے دادا جان نے اُسکو قتل کیا تو ہمراہی اُسکے بھاگے مین بھاگ کر
دامنۂ طلسم مین آیا یہان کا شاہ جو ہی جنجال تاجدار وہ مجکو سحر سے پکڑ لایا اس مقام کا
نگہبان کیا ہی وعدہ تھا کہ اگر تو طلسم کشا کو مار لیگا تو تجکو رہائی حاصل ہوگی مگر مین
اپنی بدبختی سے قید ہی رہا اب چاہتا ہون کہ کلمہ پڑھا دیجیے بخدمت آسمان پری
بھیج دیجیے مین حضور کو صبح و مسا دعائین دیا کرونگا دیو شبرنگ میرا نام ہی میری رفاقت
سے آپ بہت خوش ہونگے دربار شاہ مین پہونچا دونگا یقین ہی کہ شاہ بہت برہم ہو
مگر آپ کا کیا کرسکتا ہی مین نے کیا کوئی طریقہ اُٹھا رکھا مگر آپ پر غالب نہ ہوا ورنہ
گرفتار کر کے لیجاتا اب آپ لوح ملاحظہ فرمایئے جو لوح حکم دے وہ کیجیے سعد شہریار
نے بسم اللہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ دیو شبرنگ سچ کہتا ہی اسکے
ساتھ بارگاہ شاہ مین جاؤ جو معاملہ درپیش ہو بدون ملاحظۂ لوح کام نہ کرنا یہ
طلسم عجائب و غرائب سے مملو ہی ہر اہل دربند کو یہی آرزو ہی کہ آپ کو گرفتار کرے
مگر اپنے کو بچائے رہو فتاحی طلسم کی کرو سعد نے لوح کو دیکھ کر فرمایا کہ ای شبرنگ
ہم کو دربار شاہ مین لے چلو ملکہ نے جب دیکھا کہ سعد شہریار جانے پر آمادہ ہین
بلک کر عرض کی کہ ای شہریار یہ کنیز اکیلی بارگاہ مین رہے کیونکر اس جفا کو سہے یہ سُنکر
دیو شبرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیے مین سعد شہریار کو پھر اسی مقام پر
لے آؤنگا یہان کا بادشاہ بڑا ظالم ہی اگر اُس ملعون نے جنگ کی تو سعد شہریار
کا کیا کر سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجایئے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے
دیو بادشاہ کو کاندھے پر سوار کر کے لے چلا باغ سے نکلا تھا کہ سمت صحرا سے گرد اُڑی
نعرہ ہوا کہ منم جنجال جادو او طلسم کشا تو نے زمین کن کے ساتھ کیا کیا کیونکر باغ سے
نکلا سعد نے فرمایا وہ ملعونہ واصل جہنم ہوئی جنجال جادو نے فوج کو حکم دیا کہ طلسم کشا کو
گرفتار کرلو چہار طرف سے ساحر ٹوٹے حملے کرنے لگے جسنے حملہ کیا سعد شہریار نے لوح
سامنے کی وہ ساحر جل کر خاک ہوا جب فوج نے انتہا کا بلوہ کیا سعد نے لوح کو ہاتھ
مین لیا اور چہار جانب جنبش دی ہزارہا ساحر جل کر گرے دو تین مرتبہ لوح کو جنبش جو دی

کئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوے دیو نے جو دیکھا کہ جنجال بھاگا بھاگا پھر رہا ہی ایک چنگل
مار کر جنجال کو اُٹھا لیا اور مُنھہ مین ڈال کر نگل گیا مگر پیٹ پھٹنے لگا اِسوجہ سے کہ پیٹ کے
اندر سے ہلڑ کی آواز آتی تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من جنجال جادو
بود سعد نے دیو سے اشارہ کیا کہ دربار مین اغلام شاہ کے لیچلو وہان بھی اپنے کو
ظاہر کرون دیو نے سعد شہریار کو کاندھے پر سوار کر لیا اور اُڑتا ہوا چلا راہ مین
دیکھا کہ ایک قصر معقول بنا ہی دروازے پر اُسکے نگہبان و پاسبان بیٹھے ہین قصر مین
ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اُسپر اغلام شاہ بیٹھا ہی کئی سو طفلان ماہ طلعت گرد بیٹھے ہین
اُنسے اختلاط کر رہا ہی دور سے جو دیکھا کہ دیو نیرنگ ایک جوان آفتاب جمال کو اپنے
کاندھے پر سوار کیے لاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای دیو نیرنگ آج کس طور سے آتا
ہی دیو نیرنگ نے جواب دیا کہ ای اغلام شاہ مین تیری فکر مین ہون طلسم کشا کی
اطاعت کی اب انھین کے ساتھ رہونگا اغلام شاہ اپنے مقام سے اُٹھا اُن لڑکون
سے کہا کہ طلسم کشا کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو وہ لڑکے بڑھ کر مٹک مٹک کر سحر کرنے لگے
مگر کیا ہوتا ہی سعد شہریار لوح کو سامنے کر دیتے ہین سحر اُن لڑکون کا باطل ہو جاتا
ہی کئی سو طفل مارے گئے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو اغلام شاہ نے آواز دی کہ
افسران فوج کہان گئے نیرنگ نے بڑی بدعت کی کہ طلسم کشا کا سامنا کرا دیا وہ
سالہا سال فکر کرتا تو اس دن کا ہونا ممکن نہ تھا افسران فوج کو بلاؤ کہ صحرا سے
گرد اُڑی ساٹھ ستر ہزار جادوگر پرے جمائے ہوے آئے میدان مین جمنے لگے صفین
باندھ کر کھڑے ہوے مگر اغلام شاہ چاہتا ہی کہ مجمع فوج مین پہونچون طلسم کشا
کو گرفتار کر لون مگر کیا مجال ہی کہ وہ قریب اُس شہریار کے آسکے تیغے کو جنبش دے رہا
ہی جب جنبش دیتا ہی تلوارین برستی ہین اِسی کے لشکر والے قتل ہوتے ہین ہر طرف سے
فریاد فریاد کی صدا بلند ہی لیکن کوئی سحر تاثیر نہین کرتا نیرنگ نے چنگل مار مار کے
بہت سے ساحرون کو کھا لیا کہ دوسری گرد صحرا سے اُڑی سعد شہریار نے دیکھا کہ
پشت مرکب پر ایک جوان تاجدار گھوڑے کو اُڑائے ہوے چلا آتا ہی پشت پر بارہ

چودہ ہزار جوان آتے ہی للکارا کہ او اغلام شاہ کیوں شامت آئی ہی مفت مین
مارا جائیگا یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچ کر جھپٹا ساحرون کو قتل کرنے لگا جو ساحر مقابلہ
مین آیا اُسکو فوراً قتل کیا اس طرح وہ تاجدار لڑ رہا ہی کہ اغلام شاہ مع لشکر عاجز
ہو رہا ہی اور وہ تاجدار پکار رہا ہی کہ او اغلام شاہ تو نے بڑی بے ادبی کی یہ
نہ سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین انسے کون لڑ سکتا ہی مگر مین تجھے سزا دیتا ہون اب
کہان جائیگا کیونکر جان بچا ئیگا اغلام تلوار کھینچے ہوے تھا ہاتھ مارا تاجدار نے اُسکی
تلوار کو تلوار پر روکا اغلام کو لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی مگر تاجدار اغلام
پر غالب آیا اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر اغلام کا کھینچ لیا اُن طفلان ماہ طلعت
کو ساتھ والون نے تاجدار کے قتل کیا تھوڑے عرصے مین میدان صاف ہو گیا اُس
تاجدار نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار جمال تاجدار میرا نام ہی ہمیشہ یہی آرزو
رکھتا تھا کہ حضور سے قدمبوس ہون شکر ہی پروردگار کا کہ آپ میرے ہی زمانے مین تشریف
لائے اب قلعے مین تشریف لے چلیے کل اہل قلعہ آپکے مشتاق ہین بادشاہ اسلام اُس
تاجدار کے ساتھ چلے تاجدار نے کہا کہ ای شہریار آپ نے لوح کو ملاحظہ کیا سعد
نے فوراً ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ جو یہ تاجدار کہتا ہی اُس مین فرق نہین ہی اسکے
ساتھ بلا تکلف جائیے یہ کبھی بدی نہ کریگا بادشاہ تاجدار کے ساتھ ہوے تھوڑے
عرصے مین اول اُس باغ مین آکے ملکہ کو ساتھ لیا وہ تاجدار تخت سے کود پڑا ملکہ
کو تخت پر سوار کیا ملکہ شرم سے سر جھکائے ہوے ہین وہ تاجدار پایہ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے ہی سعد شہریار سب کے آگے نوبت و نقارے بجتے ہوے سب طرف قلعہ
جمالیہ کے چلے جب قریب قلعہ پہونچے دیکھا عجب اُداسی قلعے پر چھائی ہوئی ہی لیکن
بادشاہ خاموش ہین ملکہ نے کہا کہ ای جمال تاجدار قلعے پر اُداسی کیون ہی جمال
نے کہا کہ اب شہریار سے عرض کرونگا تو حال ظاہر ہوگا دھوم سے شاہ کو لیکر
قلعے مین آیا سعد شہریار نے دیکھا کہ شہر آباد رعایا دل شاد ہی تمام دکانون مین
دکاندار بیٹھے ہوے طلسم کشا کو دعائین دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا

اس ملک کو آباد رکھے طلسم کشا کے دم سے آبادی ہی ہر دکاندار دکان سے اپنی اُٹھا
اور سعد کو سلام کیا بادشاہ کشکر اسلام کے دونون ہاتھ چلے جاتے ہین جواب سلام
دے رہے ہین سب کا سلام لے رہے ہین وہ تاجدار بادشاہ پر سے زر و جواہر نثار
کر رہا ہی سائل ہنگامہ کرتے ہوے ہمراہ ہین قریب دار الامارہ آکر پہونچے جمال شاہ
کو یہ بھی خیال ہی کہ بادشاہ کو کوئی تکلیف نہ ہو جمال شاہ بادشاہ و ملکہ کو اندر لے گیا
ملکہ کو تخت پر بٹھایا بادشاہ کے لیے دنگل زرین حاضر کیا جب بادشاہ بیٹھ چکے تو اُس
تاجدار یعنے جمال شاہ نے پکار کر آواز دی کہ ہان یارو اب حال بیان کرو افسرون
نے کہا کہ حضور سے بہتر کون جانتا ہی سعد نے فرمایا کہ ای جمال تاجدار حال اپنا
بیان کرو کیون مکدر ہو جمال تاجدار نے دست بستہ عرض کی جب حضور شراب و غیرہ
پی چکینگے تب عرض کرونگا یہ کہکر اشارہ کیا کہ ای ملکہ عالم شراب حاضر کرو ان ملکہ نے سر جھکا کر
جواب دیا کہ ای جمال تاجدار تم کو اختیار ہی جمال تاجدار نے فورًا جام پیش کیا بادشاہ
جام پی گئے جمال تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہر یار عجب جفا مین ہون میرا
فرزند گلرنگ پر زور نام الیاس جری وبہادر تھا کہ اس اطراف مین اُسکا کوئی مثل و
نظیر نہ تھا بارھوان تیرھوان برس شروع ہوا جرأت کا اُسکی شہرہ ہو گیا ایک پہلوان
ہرا سے مقابلہ آیا اُسکو میرے فرزند نے زیر کیا جب وہ پہلوان زیر ہو کر آیا تب اُسنے
ظاہر کیا کہ سامنے جو پہاڑ ہی اُس مین ایک جوان رہتا ہی نہایت زبردست ہی تمام
دنیا مین مشہور ہی کہ اُس سے کوئی نہین لڑ سکتا اُسنے میری معشوقہ لے لی ہی چونکہ میرے
فرزند کو دعوی جرأت تھا یہ حال زار سُنکر اُس جوان کو ساتھ لیکر سامنے پہونچا اور
وہ جوان کوہی کوہ سے نکلا میرے فرزند نے اُس سے اُس جوان کی معشوقہ طلب کی
اُس جوان کوہی کو بہت ناگوار معلوم ہوا اور کہا کہ او بچیا تو کون ہی اور یہ کیا
بکتا ہی آخر اُس جوان کوہی سے اور میرے فرزند سے مقابلہ ہوا میرا فرزند دو پہر
کامل لڑا آخر اُس جوان کوہی نے زیر کر لیا اور اُس پہلوان کو جسکو میرے فرزند نے
زیر کیا تھا اُسی وقت ہاتھ تلوار کا مار کر قتل کیا معشوقہ اور میرے فرزند کو لے کے

درۂ کوہ مین چلا گیا سال بھر سے میرا فرزند اُس درۂ کوہ مین قید ہی مین نے سنا ہی
کہ وہ معشوقہ اُس جوان کو ہی سے نفرت کرتی ہی ہر چند کہ اُسنے جبر بھی کیا مگر وہ کسی طرح
قبول نہین کرتی بلکہ قاعدے سے پایا جاتا ہی کہ میرے فرزند پر مائل ہی مگر اُس جوان
نے دونون کو علیحدہ علیحدہ قفس ہاے آہنی مین رکھا ہی بلکہ ایک روز ارادہ کیا تھا کہ
میرے فرزند کو قتل کر ڈالے تو اُس معشوقہ نے کہا کہ او ظالم جفا شعار اگر اسکا ایک
موے جسم بھی میلا ہوگا تو یہ سمجھ لے کہ مین فورًا اپنی جان دیدونگی سعد شہریار نے فرمایا کہ
ای جمال تاجدار تم کیون اسقدر رنجیدہ ہوتے ہو ہم تمھارے فرزند کی رہائی کی
تدبیر کرینگے اور انشاء اللہ تعالے وہ تم سے ملیگا صرف تم مجھکو چلکر نشان اُس
مقام کا بتادو جمال تاجدار سعد شہریار کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے چلا جب سعد
قریب کوہ پہونچے تو ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او جوان کوہی درۂ کوہ سے باہر نکل یا
جمال تاجدار کے فرزند کو حوالے کر یہ نعرہ کرکے بادشاہ ٹھہرے تھے کہ اندر سے
درۂ کوہ سے ایک جوان نہایت لحیم وشحیم قدکلان گینڈے پر سوار بجوش وخروش
باہر آیا پکار کر آواز دی کہ منم قتال کوہی او جوان تو کون ہی کہان سے گریبان تیرا
پنجۂ اجل مین پھنسا ہی مین نے جمال تاجدار کے بیٹے کو قید کیا ہی اور معشوقہ بھی اُسکی
قید ہی ان دونون کے جنازے نکلینگے زندہ مجھسے کون لے سکتا ہی سعد نے کہا
کہ ای قتال اُن قیدیون کے قفس منگوا کر میدان مین رکھدو یا تم لیجاؤ یا ہم لیجاوین
قتال نے کہا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے فرمایا کہ نبیرۂ صاحبقران بادشاہ
لشکر اسلام ہر اے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون لوح طلسمی دیکھو گلے مین
پڑی ہی یہ سُن کر قتال نے کہا کہ ای سعد شہریار تمھارے واسطے نامہ آیا تھا خداوند
جمشید ثانی نے لکھا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ مین نے کچھ خیال نہ کیا یہ قدرت
خداوندی ہی کہ تم کو گھیر کر یہان بھیجا میرے ہاتھ سے یہان زیر ہونا بدا تھا سعد نے
کہا کہ اب حال کھل جائیگا یہ سُن کر قتال نے نیزہ مارا سعد شہریار مصروف نیزہ بازی
ہوے مگر قتال چھایا ہوا ہی چاہتا ہی ایسا نیزہ مارون کہ سینے کو توڑ کر پار گذر جائے

مگر سعد روک لیتے ہین ایک مقام پر سعد نے نیزہ قتال کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے قتال کے نکل گیا قتال کو بہت ناگوار ہوا کہا ای سعد شہر یار سب فنون
سپہ گری مین تم کامل و اکمل ہو مگر اب وار تلوار کا کرتا ہون کہ اگر پہاڑ پر مارون تو تا
بیخ کاٹون نخل کو بیک ضرب شمشیر قلم کرون اس وار کو روکو تو جانون کہ بیشک بڑے
بہادر ہو سعد نے فرمایا مین تیرے سامنے موجود ہون جس طرح چاہ وار کر وہ حافظ
حقیقی بچائیگا قتال نے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا قتال
لپٹ پڑا اگر ناز کرتا تھا کہ ای سعد شہر یار آج تک سوا ے تمھارے کسی نے وار میرا
نہین روکا ایک وار مین پست کر دیتا ہون میرے وار سے کوئی بچتا نہین مگر تمنے بڑا
کمال کیا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اب کیا کشتی لڑوگے سعد نے کہا کہ مین بھی چاہتا ہون
کہ کوئی عذر باقی نرہے اگر مرد کے دل مین حوصلہ رہ گیا تو پھر سرکشی کریگا قتال نے
کہا کہ مین اتنا کہے دیتا ہون کہ زور میرا قہر خداوندی ہے مگر خیر کشتی کا بھی حوصلہ نہ باقی
رہے یہ کہکر گینڈے سے اُترا سعد سے کشتی ہونے لگی وہ بادشاہ قلعہ بھی دور سے
دیکھ رہا ہی کہ جب سعد ٹکر لاتے ہین تو ایسے دو چار گھسے لگاتے ہین کہ قتال عاجز
ہو جاتا ہی اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی ایک مقام پر پُکار کر آواز دی کہ او جوان یہ زور آخر
کرتا ہون سعد نے کہا کہ بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نرہے قتال سعد کو لے دوڑا
سات قدم ریل کر لایا وہان پر آکر سعد نے لنگر مارا اوپر آکر قتال کو بھی جھایا
ایک زور اس طرح کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے
لنگر مین جس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون
سعد نے تڑپ کر اُٹھے ریل کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر پٹکہ مارا
دونون گھٹنے قتال کے آشنا بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ شیرانہ کیا
لنگر قتال کا اُکھیڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور
مین سر سے بلند کیا قتال کے ہوش اُڑ گئے پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار الامان مین
اطاعت کرتا ہون سعد نے قتال کو چھوڑ دیا قتال نے قدمون کو بوسہ دیا جمال کے

بیٹے کو لایا قفس دوسرا جسمین وہ نازنین تھی وہ جو لاکر رکھا بادشاہ نے پوچھا کہ اے نازنین تیرا وارث تو مارا گیا اب تو عقد پر راضی ہی اُسنے طرف فرزند جمال تاجدار کے اشارہ کیا بادشاہ نے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی اور اُس نازنین کا عقد ساتھ فرزند جمال کے کیا لیکن جب قتال مسلمان ہوا اور عقد سے شہریار کو فراغت ہوئی قتال کوہی اور گلرنگ پرزور کو ساتھ لیا قتال کے یہان مال بہت سا تھا کیونکہ اسنے اسطرف کا راستہ بند کر دیا تھا جو اس طرف آتا تھا اُسکو لوٹ لیا کرتا تھا وہ مال سب لدوا کے سعد شہریار کے ہمراہ ہوا بادشاہ بڑی دھوم سے داخل قصر جمالیہ ہوئے سلمع گلگون پوش کو خبر ہوئی کہ سعد شہریار آتے ہین بالاے قصر آکر بیٹھی دیکھا دروازے کیطرف سے گرد اُڑتی آگئے آگے سعد شہریار ایک طرف قتال کوہی اور ایک طرف گلرنگ پرزور اور جمال تاجدار انتظام کرتا ہوا آتا ہی بیٹے کو جو پایا یا ہی بہت خوش ہی ملکہ نے بڑی تعریفین کین کنیزون سے کہا کہ کیا کمال کیا ہی کہ قتال ایسے زبردست کو زیر کیا اسکے زور کی تمام طلسم مین دھاک تھی سوداگر لوگ شکایت کرتے تھے کہ ادھر سے راستہ بند ہی مگر بادشاہ نے بڑا کمال کیا اسکو زیر کر کے اپنا رفیق بنایا اب ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا سعد آکر داخل دارالامارۂ شاہی ہوے رفقا گرد و پیش بیٹھے طائفے عمدہ عمدہ حاضر ہوے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

دل یہ کہتا ہی حسینونکا گنہگار ہون مین	یہی باعث ہی جو زلفون مین گرفتار ہون مین
لیکے مین نقد دل آیا ہون ترے کوچے مین	تو ہی گر غیرت یوسف تو خریدار ہون مین
تو عیادت کو نہ آیا کبھی اے رشک مسیح	ایک مدت سے ترے ہجر مین بیمار ہون مین
چھوٹنا مشکل ہی یہی دل کی صدا آتی ہی	پیچ مین زلف حسینان کے گرفتار ہون مین
عشق اک طفل برہمن سے ہوا ہی مجکو	ناصحا اسلیے پہنے ہوے زنار ہون مین
قبر مین شانہ ہلا کر وہ مرا کہتے ہین	ہی نئی بات کہ تم سوتے ہو بیدار ہون مین
مین نے اے دل جسے معشوق بنایا صدحیف	اب وہ کہتا ہی تری شکل سے بیزار ہون مین
بخشش ہی دیگا گنہ میرے خدا اے سطوت	دلسے احمد کے نواسے کا عزادار ہون مین

رات بھر سامان عیش و نشاط رہا صبح کو سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ
مناسب ہی قلعہ جہاں الہیہ تسخیر ہو چکا اور قتال کو ہی مسلمان ہوا مرحلۂ آفتاب شکست کرو
اسکے بعد مرحلۂ غولان پڑیگا بڑی مشکل واقع ہوگی سعد شہریار نے قتال سے پوچھا
مرحلۂ آفتاب کہاں ہی قتال نے کہا اور تو مین نہین جانتا مگر میرے پہاڑ کے سامنے
ایک باغ ہی آٹھوین دن ایک آفتاب نکلتا ہی ہزارہا طائر آکر جمع ہوتے ہین اور شہنشاہ
طائران موسیقار آتا ہی آتشی راگ گاتا ہی کہ جسکو دیپک کہتے ہین اُس آفتاب سے
آگ گرتی ہی تمام صحرا آتش بہار ہو جاتا ہی لاکھون طائر جلتے ہین زمین سے شعلے نکلنے
لگتے ہین جب طائر جل چکتے ہین تو موسیقار بھی جل جاتا ہی پھر اُس آگ سے دیو پیدا
ہوتے ہین اور آواز دیتے ہین کہ جسکو منظور ہو ہمسے مقابلہ کرے ہم وہ دیوزاد
ہین کہ جنھون نے مٹتے ہوے سلطنت سلیمان کو دیکھا کون ایسا جلیل ہی کہ ہمسے مقابلہ کرکے
اور جان سے محفوظ رہے اگر طلسم فولاد ہو تو ہم اُسکو توڑین شاید وہ ہی مرحلہ ہو سعد
نے کہا کہ ہم چل کر دیکھین گے قتال سعد کو لیکر چلا قلعے سے نکل کر درۂ کوہ مین آئے
درۂ کوہ سے نکل کر ایک صحراے وسیع دیکھا بیچ صحرا مین ایک حوض پایا اُسمین فوارہ
لگا ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ ہزارہا زاغ و زغن آئے اُنھون نے پرون سے
جاروب کشی کی جب جاروب کشی ہو چکی تو طائر آنے لگے کوئی طائر پرند ایسا نہ تھا کہ
نہ آیا ہو سب صحرا مین جمع ہوے جب جمع ہو چکے اور دن سوا پہر آیا تو اُس باغ سے
روشنی پیدا ہوئی ایک آفتاب مدور مثل آفتاب اصلی کے روشن آکر قایم ہوا یکایک
آسمان پر فراٹا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک طائر معقول پر اُس کے ہفت رنگ منقار مثل
آفتاب چمکتی ہوئی ایک طائر پر سوار آکر پہونچا وہ طائر جو حوض مین فوارہ بنا تھا اُسپر
آکر بیٹھا سب طائران پرندے جنگل بھرا ہوا ہی سب طائر گوش بر آواز ہین وہ جو
طائر آسمان سے آیا موسوم بہ موسیقار ہی اُسنے یکایک منقار کھولی اور زمزمہ سرائی
کرنے لگا منقار مین ہزارہا روزن تھے ہر روزن سے ایک ایک راگ پیدا ہونے لگا
یہان تک دیپک کی تانین مارین کہ حوض کا پانی کھولا اور کھول کر خشک ہوا بعد اُسکے

آفتاب مین حدت زیادہ ہوئی اور شعلۂ آتش گرا موسیقار جلنے لگا جب طائرون نے
جلنا موسیقار کا دیکھا اپنے اپنے مقام سے اُڑے چاہتے تھے جھپٹ کر آگ بجھائین مگر
خود آگ مین جلنے لگے جسقدر طائر صحرا مین پھیلے ہوے تھے سب آ کر موسیقار پر گرے
یہانتک شعلۂ آتش بھڑکے کہ سب طائر جلنے لگے حوض کا پانی خشک ہو گیا تھا آفتاب
مین وہ حدت ہی کہ ہر برگ و بار سے آگ نکل رہی ہی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا جسقدر
طائر جمع ہوے تھے سب جل رہے ہین اور درختون سے آگ برس رہی ہی تھوڑے
عرصے مین سب جل جل کر خاک ہوے سعد شہریار کھڑے دیکھ رہے ہین حدت آفتاب
انتہا پر پہونچی ہی آخر یہ نوبت ہوئی کہ سب طائر جل کر خاک ہوے انبار آتش لگا ہی ایک
دیو کلان اُس آگ سے نکلا چوبدست آہنی اُسکے ہاتھ مین تھی اُس چوبدست کو کھڑا ہو کر
ہلانے لگا اور آواز دیتا تھا کہ ہان بھائیو نکلو طائر جل چکے تمھارے خروج کا وقت ہی
جب آواز دیتا ہو دو چار دیو آگ سے نکل آتے ہین تھوڑے عرصے مین تعداد طائرون
کی جیسی تھی ویسی ہی بے گنتی دیو پیدا ہو گئے پرے باندھ کر کھڑے ہوے وہ دیو کلان
جو پہلے سب سے نکلا تھا وہ پرے سے نکلا چوبدست کو ہلایا کیا آواز دی کہ الٰہی طلسم کشا
کیا یہ تماشا حیرت دیکھ رہے ہو یہی وقت جرأت ہی سعد نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا
اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ وقت جرأت ہی ان سب
دیوزادون پر جا پڑو اور تلوار کھینچو سعد شہریار نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ منم شیر دل صف شکن نوجوان ٭
نہال گلستان صاحبقران ٭ نعرۂ شیرانہ کرکے غول پر دیوزادون کے جا پڑے جس کو
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر لاش دیوزاد زمین پر گرہی اور غائب ہو گئی سعد شہریار
رستمانہ لڑ رہے ہین ہر چند کہ دیوزاد ضربے لگاتے ہین مگر بادشاہ پر کسی کا حربہ تاثیر نہین
کرتا ایک نے داہنی طرف سے وار دار شمشاد کا کیا دوسرے نے بائین پر سے چوبدست
اُٹھائی سعد بیچ مین سے ہٹ گئے اُنکے حربے اُنھین پر پڑے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا
مگر سعد وہ جنگ کر رہے ہین کہ جس طرح روز قتل عمفر بہت امیر نے جنگ کی تھی لڑتے

بھڑتے سامنے دیو کلان کے پہونچے دیو کلان نے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمھاری قضا دامنگیر ہی یہی تمھارے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکر چوبدست آہنی اُٹھائی گردش دیکر سعد پر لگائی فورًا سعد نے تلوار سے دار کو قلم کیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے جب دیو کلان مارا گیا وہ اُن سب کا افسر تھا سب دیو بھاگنے لگے دروازہ باغ کا کھلا ہی اُسی باغ مین بھاگ بھاگ کر جاتے ہین تھوڑے عرصے مین سب دیو بھاگ کر اُسی باغ مین گئے سعد طرف باغ کے چلے کہ آفتاب چمکا اور ایک دنّاٹا ہوا آواز آئی کہ ای ساکنان باغ آکر طلسم کشا کو گھیر لو یہ جانے نہ پائین انھون نے تمھارے سردار کو مارا اُسکے خون کا بدلہ لو سعد قریب در باغ پہونچے تھے کہ اندر سے باغ کے شتر سوار و سانڈنی سوار و چوبدار و لبیا و دل پیدا ہوئے بعد اِن لوگون کے ایک تخت زمردی نمایان ہوا اُسپر ایک جادوگر بیٹھا تھا مگر چہرہ اُسکا شعاع آفتاب معلوم ہوتا ہی نگاہ نہین ٹھہرتی تخت پر اسباب سحر بے شمار رکھا ہی پشت پر لاکھون جادوگر اسباب سحر سب کے ہاتھ مین نعرے کرتے تھے کہ طلسم کشا کو مار لو یار و صحرا ے آفتاب نما مین اِن کو کون لایا تماشا موسیقار کا دیکھ لیا ذرا اب پھر عجائب و غرائب دیکھین سعد نے دیکھا کہ جس مقام پر وہ طائر جلا تھا لکہ ابر آسمان پر آیا بوندیان پڑین جب خاک پر طائر کی قطرۂ ابر گرا دیکھا ایک بیضہ پیدا ہوا دوسرا قطرہ جو آسمان سے گرا وہ بیضہ شق ہوا چھلکا الگ ہو گیا اُس بیضے مین سے ایک طائر پیدا ہوا جون جون قطرے پڑتے ہین نشو و نما اُسکی ہوتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین پر پیدا ہوے وہ طائر اُڑکر طرف آسمان کے چلا منقار مین روزن تھے زمزمہ سرائی کرتا ہوا جاتا ہی اُن روزنون کی آواز سے یہ اشعار پیدا تھے

نظم

جوہین گلچین نے رکھے توڑ کر پھول اپنے دامن مین
کلیجہ شق ہوا بلبل کا یہ تڑپی گلستان مین

کہے گر ای پری دیوانہ تیرا جا کے گرم آہین
یقین ہی آگ لگ جائے ابھی صحرا کے دامان مین

جھڑکی ہی باغبان نے ذبد صبا دونکے آنے کی
خوشی سے چہچہے کرتے ہین کیا بلبل گلستان مین

مرے محبوب کے در پر کیا کرتے ہین سب سجدے
نہین باقی رہا کچھ فرق اب گبر و مسلمان مین

یہ وحشت ہی بہلتا ہی نہین بستی مین دل میرا
ترا احسان ہوگا ای جنون لیچل بیابان مین

بہت دل تنگ مثلِ غنچہ ہین گلچین کے ہاتھون سے | نشیمن بھی بنا سکتے نہین بلبل گلستان مین
شب تاریک مین دل جبکہ میرا وحشت کا گھبرایا | تو کین غولون نے روشن مشعلین آکر بیابان مین
لب رنگین پہ زلف اُنکی نہانے مین جو آئی ہی | تماشا ہی گھٹا گھنگھور اُٹھی ہی بدخشان مین
نہ پھر کیمہ ہند مین آئین گے ہرگز یہ ارادہ ہی | اگر لیجائیگی تقدیر اے سطوت خراسان مین

وہ طائر یہ آواز دیتا ہوا اسقدر بلند ہوا کہ نظرون سے مخفی ہو گیا سب جادوگر باہر نکلے غلغلا کرتے ہوے چلے کہ طلسم کشا کو مار لو وہ جو ساحر تخت پر سوار ہی آواز دیتا ہی گھیر لو طلسم کشا نے غضب کیا دیو مہران کو مارا اب مناسب یہ ہی کہ خون کا بدلا لو اور طلسم کشا کو قتل کرو ساحرون نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا مگر جسنے سحر کیا برکت لوح سے سحر پلٹا اور ساحر کا کام تمام کیا ہزارہا ساحر مر کر گرا اُس تخت نشین نے بھی کچھ ماش کے دانے پھینکے وہ شعلے بنکر پلٹے تخت نشین نے اپنے کو بچایا مگر وہ شعلہ ہاے آتش جس ساحر پر گرے وہ جل کر خاک سیاہ ہوا تخت نشین نے جو دیکھا کہ پہلے ہی وار مین کئی ہزار ساحر مرے اور میر السحر بھی جا کر پلٹا کیسے کیسے ساحر مارے گئے ساحر تخت نشین بہت گھبرایا کہتا تھا وہ رفیق مرے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا آج وہ اس طرح مارے گئے مقام افسوس ہی پھر ساحرون کو آواز دی کہ یارو سحر نہ کرو مقدمہ طلسم کشا ہی لوح طلسمی گلے مین ہی اور لوح محفوظ بھی پہنے ہی شمشیر و تیر سے لڑو یلوہ کر کے گرفتار کرو سب ساحرون نے چہار طرف سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی مگر سعد شہریار لوح کو گردش دے رہے ہین جسپر عکس پڑا وہ جل کر خاک ہوا صدہا ساحر ہاتھ سے سعد کے قتل ہو رہے ہین جسکو تاکا اُس کو مار لیا ایک پہلوان گینڈے پر سوار دو دستی شمشیر زنی کر رہا تھا اور نعرے کرتا تھا کہ منم زنجیر دار جادو میرے ہاتھ کا حربہ کبھی خالی نہین جاتا اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو حلقہ میری غلامی کا اپنے کان مین ڈالتے نام جرأت کو ما بدولت کے نام سے ناز ہی اُسنے کہا اے سعد مجھسے مقابلہ کیجیے تو مزہ جرأت کا ملے یہ چند پیادے مارے گئے میرا مثل اس لشکر مین نہین ہی سعد طرف زنجیر دار کے متوجہ ہوے زنجیر دار نے وار کیا مگر کہنا چاہتا ہی یہ تیغ بے دریغ ہی برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتی ہی اگر پہاڑ پر مارون تو اُس کو

تا بہ بیچ کا لون میرے ہی خوف سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منہہ چھپایا اگر ہوتا تو گوشمالی دیتا سعد نے اُسکا وار خالی دیا اور فرمایا کہ کیون اسقدر غرور کرتا ہی نام جراٴت پہ مرتا ہی ہماری ضرب تو قبول کر یہ فرما کر تیغۂ ہلالی کو چمکایا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھہ مارا زنجیردار چاہتا تھا کلائی پہ ہاتھہ ڈالدون مگر چمک سے تلوار کی گھبرایا سپر فولادی کو سامنے کر دیا تلوار جو چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا کلہ و جبڑے کو تراشتی ہوئی تا بہ جگرگاہ پہونچی جب زنجیردار مارا گیا وہ تخت نشین غل مچاتا تھا کہ یا رو وہ پہلوان قتل ہوا کہ جسکے بھروسے پر سارا لشکر لڑتا تھا اب کون سرپرستی کریگا افسر سے فوج کی کمر مضبوط رہتی ہی اب کون کد و کوشش کریگا یہ کہہ کر نقیبون کو اشارہ کیا کہ فوج کے دل بڑھاؤ نقیب بڑھے آوازین دیتے تھے کہ ہان جوانو وقت ننگ و نام ہی تم لوگون کو جنگ سے کام ہی دارا و کیقباد ایسے بادشاہ پیوند خاک ہوے سکندر و فریدون اس دنیا سے دردناک گئے لڑو بھڑو نام پیدا کرو نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش ❊ جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش ❊
اس چمن کی ہوا سے بہمن و دی ❊ آستین زن چراغ عقل پہ ہی ❊
خاک جب ہو گئے قد رعنا ❊ تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ ❊ تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد ❊ جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان ❊ ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار ❊ تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین ❊ چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین ❊
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن ❊ کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان ❊ فافہمو کل من علیہا فان ❊
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین ❊ باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے بقائی عالم ❊ ❊ بہہ تن اشک ہو گئی شبنم ❊

جب ہوا صرصرِ خزان کا ڈر ، خاک اڑانے لگی نسیمِ سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس گُلِ سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابلِ سیر کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار جو لقیون نے پڑھے تمام ساحر باوہ کر کے سعد پر جھپکے اب سعد کو دم نہین لینے دیتے چہار طرف سے حربے پڑ رہے ہین مگر سعد اُنکے بیچ مین لڑ رہے ہین اسقدر بلوہ ہی کہ سعد شہریار گھبرا گئے آخر بیقرار ہو کر دستِ دعا طرف آسمان کے بلند کیے اور پُکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر ای قاضی الحاجات و ای دافع البلیات اس بلا کو رد کر یکایک تیرِ دعا ہدفِ مراد پر پہونچا بقدرتِ سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک تخت یاقوتی پر حکیم فلاسفۂ ثانی ظاہر ہوے اور آتے ہی نعرہ کیا کہ ای شہریار یہ غلام آپ کا آپہونچا ماشاء اللہ ایسے بلوے کو خوب روکا کون آپ کا ہمسر ہی جرأت مین کون آپ سے بہتر ہی مگر جس مقام پر وہ آفتاب چمک رہا ہی اُس طرف سے تخت گذرا آفتاب سے برق چمکی ایک شعلہ گرا کہ تخت حکیم صاحب کا ٹوٹا مگر حکیم نے اپنے کو سنبھالا ایک عقاب بلند ... از پہلو سے پیدا ہوا حکیم صاحب اُسپر سوار ہوے تخت تو گر گیا مگر سنبھل کر بغل سے کتاب نکالی ایک نقش نقل کیا آفتاب کے سامنے وہ نقش دکھایا جیسے ہی نقش کا عکس پڑا آفتاب تھرایا حدت موقوف ہوئی ایک دم سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر قوی تن و قوی من موسوم بہ آفتاب جادو نہایت بدخو ایک کرگدن مست پر سوار ظاہر ہوا اپنی کیفیت دیکھکر بہت شرمایا کہتا تھا او حکیم تو نے غضب کیا کسی نے مجکو آج تک بصورتِ اصلی نہ دیکھا تھا مگر تجھے اب زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر کمر سے خنجر نکالا طرف آسمان کے پھینکا حکیم صاحب پر خنجر برسنے لگے طائران خوش الحان پیدا ہوتے ہین اپنے گلے دم خنجر پر رکھتے ہین حکیم صاحب نے للکارا کہ او مردود یہ کیا واہیات سحر کیا ایسے سحر ہمارے گھر کے غلام کرتے ہین ذرا مجھسے تو آنکھ ملا ساحر نے سر اُٹھایا حکیم صاحب نے وہ ہی نقش آفتاب جادو کو دکھایا جیسے ہی اُسکی نگاہ پڑی اُسنے ایک آہ کی اور پھر ایک خنجر کلان چمک کر گرا

آفتاب جادو نے آواز دی کہ ای عقاب سحر تو محافظ جان ہی جلد حاضر ہو یقین ہے کہ وہ خنجر
آفتاب جادو پر گرے کہ پہلو سے سناٹا ہوا ایک عقاب کو دیکھا کہ اُسنے آکر اپنا گلا زیر خنجر
رکھدیا خنجر کے پڑتے ہی سر عقاب کا اُڑ گیا مگر خون سے عقاب کے خنجر بھی پانی ہوکر بہ گیا
ایسے کئی شعبدے ہوے مگر وہ ساحر مُنہ نہین پھیرتا لڑے جاتا ہی پھر اُسنے ایک دستک دی
اور پکار اُٹھا کہ ای قہار زنگی آکر اس حکیم کا سر کاٹ لے دیکھا پہلو سے ایک جوان
زنگی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے آیا پکار کر پوچھا کہ ای آقاے نامدار و ای
مولاے قدر شناس کیون غلام کو تکلیف دی مین قصر گیتی نما مین بیٹھا تھا آپ کی آواز
پہونچی شکر کرتا ہون کہ وقت پر آیا جو فرمائیے وہ بجا لاؤن ہرچند کہ جہان آپکا غلام رہتا
ہی بارہ ہزار بھائی میرے ہین سب آتے تھے مگر مین نے کہا کہ صرف مجکو پکارا ہی اُس
ساحر نے کہا کہ تو مقبول درگاہ سامری و جمشید ہی تجھسے سب طرح کی امید ہی سامنے
جو حکیم کھڑا ہی اسکا سر کاٹ لے زنگی تلوار کھینچ کر چلا حکیم صاحب نے پکار کر آواز دی
کہ ای خورشید شمشیر زن اس زنگی کو لینا پہلو سے ایک جوان حسین و جمیل پیدا ہوا
آکر زنگی سے مقابلہ کیا زنگی کا وار روک کر یہ ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے اسطرح
کی ردو قدح بالاے آسمان ہو رہی ہی مگر وہ جوان زنگی کو مار کر زمین پر اُتر آیا پہلو
مین سعد کے حاضر ہی جانبازی کر رہا ہی آفتاب جادو نے کئی زنگی طلب کیے کئی جوان
طرف سے حکیم صاحب کے آئے زنگیون کو مار لیا اور ہمراہ سعد شہریار کے مصروف
جنگ ہوے آخر آفتاب جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا ساحرون کو اشارہ کیا
کہ بڑے غضب کی بات ہی ایک شخص تم سے گرفتار نہین ہوتا ساحرون نے پھر بلوہ کیا
سعد نے دیکھا کہ ہرچند پانچ چھ جوان میرے ہمراہ ہین مگر وہ بلوہ ہی کہ ہوش پراگندہ
ہین وہ جوان بھی سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین اور حکیم صاحب بھی زمین پر آئے کتاب نقوش
طلسم کھلی ہی جب نقش پھینکا سو دو سو جل گئے ساحر فریاد کرتے ہین کہ ای آفتاب
ہم کیا کرین ہمارا زور نہین چلتا قریب جو جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہی حکیم صاحب
نے پکار کر آواز دی کہ ای نقابدار بہادر براے مدد آؤ اپنے عاشق کی مدد کرو

کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا اور
شر بابِ جنگ ہوا حکیم صاحب برابر نقوش پھینک رہے ہین اُس نقابدار نے جنگ
شروع کی وہ بارہ ہزار سوار مین بارہ ہزار کو گرا دیتے ہین آخر آفتاب سامنے سے
غلغلہ کرتا ہوا بھاگا کہ یا خداوند سامری و جمشید یہ کیسی مصیبت ہی کہ سحر ہمارا
تاثیر نہین کرتا قدم اُکھڑے جاتے ہین اس نقابدار سے تو آفت برپا کی حکیم نے ہزارون
کو جلا دیا حکیم نے جب دیکھا کہ آفتاب چاہتا ہی بھاگ کر باغ مین چلا جاؤن تو پکار
کر آواز دی کہ ای نگہبان در عمل خوانی حریف جاتا ہی اسکو لینا سب نے دیکھا کہ ایک
جوان نہایت وضعدار کا کلین دوش پر خود زرین بالاے سر سپر مثل قرص قمر پشت
پر تیغۂ ہلالی چمکاتا ہوا باغ سے نکلا اور آفتاب کو للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا
ہی آفتاب نے پلٹ کر گولہ مارا وہ جوان پیچھے ہٹا نقابدار بادلہ پوش نے جو دیکھا
کہ اگر آفتاب باغ مین پہونچ گیا تو پھر دستیاب ہونا مشکل ہوگا گھوڑا چمکا کر سامنے
آفتاب کے آیا آفتاب نے کئی گولے مارے مگر نقابدار نے وہ گولے دفع کیے اور
قریب آفتاب آیا نیزے کو گردش دے کر سینے پر آفتاب کے مارا کہ پشت کو توڑ کر
نیزہ پار گذرا اُکھیڑ کر زمین پہ مارا کہ اعضا چور چور ہوے آفتاب کے مرتے ہی سب
ساحر بے حواس ہوے لڑ بھڑ کر لاشہ آفتاب کا اُٹھایا طرف صحرا کے روانہ ہوگئے
اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آفتاب جادو بود سعد شہریار نے حکیم صاحب
سے ملاقات کی پوچھا کہ آپ کو کیونکر خبر ہوئی حکیم صاحب نے کہا کہ مین ہر وقت
گردش پر آوارہ رہتا تھا قصر چوبان نما مین بیٹھا تھا کہ آپ کی آواز کان مین آئی نقابدار
کو خبر کر کے بیرا سے قدم متنگوار کی حاضر ہوا سعد شہریار نے پوچھا کہ یہ نقابدار
کون ہی حکیم صاحب نے کہا کہ آپ قریب جا کر اُسی سے پوچھیے اور باغ مین جا کر
[illegible] آرام ہو یقین ہی کہ فرحت حاصل ہو سعد شہریار حکیم صاحب سے یہ باتین
کر رہے تھے کہ [illegible] نقابدار آیا سعد نے بڑھ کر آواز دی کہ ای نقابدار بہادر
[illegible] وقت پر آ کر مدد کی مگر اپنے نام نامی سے تو آگاہ کرو کہ شکر یہ تمہارا ادا کرین

نقابدار نے قریب آکر نقاب چہرے سے اُٹھائی سعد نے دیکھا کہ ملکہ ساعع گلگون پوش
بصد شوکت ظاہر ہوئین اور ہمراہ سب کنیزین تھین ہاتھ سعد کا تھام لیا اور طرف
باغ کے لیچلین کہا ای شہریار آپ لوح نہین ملاحظہ فرماتے یہ مقدمۂ طلسم ہی ایسا نہ ہو
کہ دھوکا پڑ جائے اور باعث خرابی ہو ایسی غفلت مین لوح قبضے سے نکل جائیگی اس
طلسم مین بڑے بڑے ساحر ہین ناز رکھتے ہین کہ ہمارے سامنے عمل کی کیا حقیقت ہی
مگر حکیم صاحب ایسے ہی کامل و اکمل ہین کہ ان مکارون سے ہمیشہ لڑے اور غالب رہے
آج تک شکست نہین کھائی ہر طرح اپنے کو بچاتے ہین اس ملک مین رہنا اُنھین کا کام
ہی کہ چہار طرف ساحران غدار رہتے ہین اُن سے اپنی جان کا بچانا اور اپنی سرحد پر
قبضہ رکھنا انھین کا کام ہی اب آج شب کو اس باغ دلکشا مین صحبت آرا ہو جیسے کل آپکو
اختیار ہی کوئی آپ کو نہ روکیگا ہر مرحلے پر مدد کو پہونچونگی مگر لوح سے غفلت نہ فرمائیےگا
سب ساحر اسی فکر مین ہین کہ لوح آپ سے لین تب گرفتار کرین اُس وقت بڑی مشکل
ہوگی یہ باتین کرتین سعد کو لیے ہوے اندر باغ کے آئین باغ جنت نظیر تھا گلہاے رنگارنگ
وشگوفہ ہاے بوقلمون ہر درخت سرسبز وشاداب نہرین لاجواب طائران نغمہ سرا درختون
پر مبارکباد دے رہے ہین کہ طلسم کشا کو مبارک ہو ایسا جادوگر مارا گیا کہ جسکی ذات
سے یہ باغ نجس تھا شکر ہی پروردگار کا کہ آپ کا قدم آیا ہم سب بہت خوش ہوے
سرفرازی حاصل ہوئی سعد شہریار بارہ دری مین آکر بیٹھے ملکہ نے اشارہ کیا فورًا
ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز جام وسبو لیکر حاضر ہوے جام ارغوانی
گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین نہایت
حسین وجمیل سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

لب بلب ہونیکا عاشق سے ملال اچھا ہی ۔ پھیر دو بوسہ کسی کا یہ سوال اچھا ہی
اپنا عکس آئینے مین دیکھکے منصف ہو تمھین ۔ کون پیارا ہی بہت کسکا جمال اچھا ہی
کہہ رہا ہی مرے معشوق کے سینے کا اُبھار ۔ سرکشی کا اسی ظالم کے مآل اچھا ہی
بال و پر توڑنے مین شوق اسیری ہی بتائے ۔ قفس اچھا ہی کہ صیاد کا جال اچھا ہی

درد دیتا ہی خود اٹھ اٹھ کے تسلی مجکو
جی کو ٹھہرا جگر و دل کو سنبھال اچھا ہی

کیا مزہ وصل کا جب یار مزہ دے منھ مین زبان
گو برا مانے کوئی میرا سوال اچھا ہی

وا سے اُس درد رسیدہ کی بھی تنہائی پر
بیکسی پوچھتی ہو جس سے کہ حال اچھا ہی

موت کیون پوچھیگی پھر آنکھ کے بیمارونکو
جب تمھین دیکھکے کہتے ہو کہ حال اچھا ہی

دیکھ مر کر تو نہ ساقی سری مٹی ہو خراب
اس سے بن جاؤن جو کچھ جام سفال اچھا ہی

سچ تو یون ہی کہ وہ ہی سب شعرا مین بدتر
آپ اچھے ہین جو کہتے ہین جلال اچھا ہی

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا ملکہ نے رات بھر سمجھایا ہی کہ بعد دن ملاحظۂ لوح کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی پیچ پڑ جائے لہذا بہت سمجھ کر کام کیجیے گا اب آگے ہر جلسہ مکارۂ حیلہ ساز ہی بڑے بڑے فتور کرینگی بہت سمجھ کر قدم اٹھا سیے گا مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو میری شکل بن کر یا حکیم صاحب کی صورت بنکر لوح کی طالب ہو اُس وقت آپ کو انتشار ہو گا لوح دے نہ دیجیے گا لوح محفوظ و لوح طلسمی کی حفاظت کیجیے گا اب تو لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا حکم نکلتا ہی سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا صاف صاف تحریر تھا کہ گنج باغ مین ایک نخل شمشاد ہی اُسکو جا کر اکھیڑیے جو عجایب وغرایب ظاہر ہون اُسپر بحکم لوح کاربند ہو جیے سعد شہریار ملکہ سے رخصت ہو کر گنج باغ مین آئے اُس نخل کو اکھیڑا جب نخل اکھڑا تو بیچ سے اُسکی ایک اژدہا پیدا ہوا منھ کو مثل قبر بلا کے کھولے ہوے شعلہ ہاے آتش منھ سے نکل رہے ہین سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ اپنے کو اسکے دہن مین گرا دو سعد نے بلا تکلف اپنے تئین اُسکے دہن مین گرا دیا معلوم ہوا کہ بلندی سے کودا ہون جب پانون زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحراے وسیع ہی بونڈ لے گرد کے اٹھ رہے ہین ہر طرف نخل خشک کھڑے ہین جابجا ریگستان کے انبار لگے ہین موجۂ ریگ روان دھوکا چشمے کا دیتا ہی صحراے ویران کف دست میدان ہی کہ سامنے سے درۂ کوہ کے ایک مادہ غول نکلی پکار کر اُسنے آواز دی کہ اے طلسم کشا کس فکر مین ہو مین تمھین گرفتار کرونگی سعد نے جواب دیا سامنے سے دور ہو اپنے حامیون کو بلا اُس غولنی نے ایک چیخ ماری ہزار ہا غول صحرائی ہر گوشے سے

پیدا ہوے آنکھین مثل مشعل کے روشن شلنگین لگاتے ہوے شاخہاے نخل ہاتھ مین آکر سعد کو گھیرا سعد شہریار اُن سے لڑنے لگے جب دس پانچ غول قتل کیے تو غول یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو بھاگ چلو ایسا نہ ہو کہ مالک عالم کو خبر ہو جائے تو بہت آزردہ ہونگی اور فرمائین گی کہ ہمارے متعلقین کا پاس نہین کرتے تو کیا جواب دینگے قریب دروکوہ کے پہونچے سعد تعاقب کیے ہوے جاتے ہین چاہتے ہین ان کو نہ جانے دین مگر وہ غول جب درۂ کوہ مین پہونچے تو اندر سے درے کے شعلۂ آتش نکلنے لگے غول تو اُسی مقام پر ٹھہر گئے ایک اژدہے نے سر نکالا چتیان سبز و سرخ اُسکے سر پر پڑی ہوئی منہ سے شعلے چھوڑتا ہوا نمایان ہوا سعد حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہوا اب جو دیکھا تو پشت پر اُسکی ایک جادوگر سوار ہی کوڑا مار آتشین کا ہاتھ مین اژدر کو بڑھائے ہوے آتا ہی سعد کو دیکھکر نعرہ کیا کہ کیون اوجوان تو نے کچھ خوف نہ کیا اس مقام پر آشوب پر چلا آیا منم اژدر سوار اب کیونکر جان بچائیگا سعد نے آواز دی کہ او مغرور جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا صد ہا درخت گرے آواز آئی کہ ای طلسم کشا ذرا سمجھکر اس سے مقابلہ کرنا اسکا مرنا جیتا دونون باعث خرابی ہی سعد نے اُس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور تلوار کھینچ کر بڑھے اژدر سوار نے وہی کوڑا مارا اژدہا بلک گیا اور آواز دی اس ستانے سے قتل کر ڈال مجھے تکلیف ہوتی ہی تیری بدعبت پر غولون کو ملال ہوگا سامنے سے بھاگ جائین یہی خیال ہوگا لیکن سعد نے کچھ خوف نہ کیا اور اژدر سوار پر جا پڑے اژدر سوار نے پھر کوڑا مارا اژدہے نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی صد ہا ساحر درے سے نکلنے لگے آکر سعد کو گھیر لیا سعد لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہی سعد نے دیکھا کہ ساحر بڑھتے جاتے ہین اُسوقت بیقراری مین پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر نظم

نہ ماند صاحب دولت نہ تنگدست و فقیر ۔۔۔ نہ ملک و مال و خزانہ نہ بادشاہ و وزیر
بغیر حسرت و افسوس و رنج و درد و الم ۔۔۔ امیر برود ز دنیا سے بے بقا نہ فقیر
بشکل خاک تعلق بخاکساری دار ۔۔۔ کہ خاک جسم تو آخر خدا کند اکسیر

خدا رحیم و کریم و خدا حکیم و عظیم | خدا علیم و خبیر و خدا سمیع و بصیر
زبان کجاست کہ در حمد حق کند تقریر | کجاست خامہ کہ سازد ادای حق تحریر
خداست بندہ نواز و خداست محرم راز | خداست اہل کرم قادر و قدیم و قدیر
براہ صدق و ارادت ہر آنکہ پا بنہد | رسد بمنزل مقصود خود بلا تاخیر
جمیع خرد و کلان بندگان حق ہستند | تمام شاہ و گدا و ہمہ جوان ہمہ پیر
باوج عرش رسد دود آہ مظلومان | خطا نمیکند از مرکز ہدف این تیر
مطیع حکم بحلم و ادب جہان گردد | بخلق نیک شود خلق نیک و بد تسخیر
بغیر حمد خدا از زبان مگو ہندی | کہ در کلام تو بخشد جناب حق تاثیر

کو صحرا سے گرد اڑی نقابدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا آسکے شہریار سے جنگ ہوا اول غولون کو بھگایا پھر ساحرون پر جھکا دم بھر مین لاشون کے انبار کر دیے سعد کھڑے دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ نقابدار کیا بہادر ہو دریا جرأت کا بے بہا در ہے غولون کو بھگا چکا اب ساحرون پر گرا چند ساحر مارے گئے آخر شکست کھا کے بھاگے نقابدار خون تلوار کا پونچھتا ہوا قریب سعد آیا عرض کی کہ ای شہریار آپ نے عجائب و غرائب دیکھے یہ مرحلہ مکارہ حیلہ ساز ہو وہ بڑی شعبدہ باز ہے خیر اُسکے مکر سے بچ گئے بادشاہ نے حیران ہو کر فرمایا کہ ای نقابدار بہادر مین چاہتا ہون کہ آپکے نام نامی سے آگاہ ہون اور صورت زیبا دیکھون نقابدار نے نقاب چہرے سے ہٹائی ایک برق چمک گئی صاف ثابت ہوتا تھا کہ لکۂ ابر ہٹا ماہ تابان نکل آیا بادشاہ نے دیکھا کہ وہی معشوق طرحدار صاحب ہوش و جوش ملکہ ساربع گلگون پوش ہے دیکھ کر حیران ہو گئے ملکہ گلچین گلشن جمال کی کر رہے ہین فرمایا کہ ای ملکہ تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی مین حیران ہون کہ تم کو کیونکر خبر ہوئی ملکہ نے کہا کہ ای شہریار دل کی دھڑکن قلب کی تڑپن آگاہ کرتی ہے مجکو ہر وقت خیال تھا کہ صحراے غولان مین تکلیف ہوگی اب آگے باغ ہمیشہ بہار ہے وہان تشریف لے چلیے آج شب کو آرام فرمائیے کل صبح کو اختیار ہے سعد ملکہ کے ساتھ راہ طے کرتے ہوئے جاتے ہین مگر قدم بہ قدم ملکہ سمجھاتی ہے

کہ ابھی آپ کو کوئی تکلیف نہین پہونچی ہی وہ مکارہ بڑے بڑے فتور کریگی مجھے اسی کا رونا
ہی کہ ایسا نہو آپ کسی مکر مین پھنس جائین تو وہان کون معین و مددگار ہوگا اسوجہ سے
مین ہر مقام پہ حاضر ہونگی کسی خدمت سے منہ نہ پھیرونگی چاہتی ہون کہ دشمن قتل ہون
آپ محفوظ رہین تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق
کھلا ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار یہی باغ ہمیشہ بہار ہی جناب حکیم صاحب نے
بروقت تعمیر اس باغ کے ارشاد فرمایا تھا کہ طلسم کشا یہان تشریف لائینگے ای فرزند
جو کچھ ہو سکے خدمت کرنا طلسم کشا صاحب حسب و نسب ہین باپ انکے قباد شہریار مادر
مہربان دختر سکندر جد انکے صاحبقران اور سکندر بادشاہ ملک مغرب تھا سترلاکھ
فوج کا حاکم خود جری و بہادر ایسا حسب و نسب کسکو ملا ایسے شہریار کا تشریف لانا باعث
فخر و افتخار ہی اب آپ تشریف لیچلین ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسا باغ بنا ہوا اپنے ہاتھ سے
حکیم صاحب نے روش پٹریان بنائین نخل اپنے ہاتھ سے لگائے تھالے بنائے خود پانی
پہونچایا بادشاہ ہان ہان کرتے ہوئے اندر باغ کے تشریف لائے دیکھا باغ خلد نظیر کہ
گلہائے رنگارنگ و شگوفہائے بوقلمون کل باغ سرسبز و شاداب پانی نہرون کا لاجواب
موجین شمشیر بران حباب چشم معشوقان گرداب خنجر آبدار مچھلیان تڑپ رہی ہین کبھی نہنگان
خون آشام نکلتے ہین کبھی چشم ماہی کے چراغ جلتے ہین ہر طرف طائرون کی زمزمہ سرائی
باغ کی رعنائی و زیبائی بادشاہ تماشا دیکھتے ہوئے وسط باغ مین جو پہونچے دیکھا کہ
فرش بچھا ہی مسندین آراستہ ہین کنیزین پھولون کی پنکھیان لیے ہوئے حاضر ہین ہما
امید ہی کہ بادشاہ کچھ حکم دین تو آنکھون سے بجا لائین جو خدمتگزاری ہمارے لیے تجویز
ہو باعث فخر ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار حکیم صاحب تشریف
لاتے ہین سعد برای استقبال اٹھے دروازے پہ جا کر دیکھا کہ حکیم صاحب میانے مین
سوار آکر اترے سعد نے ہاتھ تھام لیا حکیم صاحب نے پوچھا کہ ای نور نظر و ای
بادشاہ جمجاہ کوئی تکلیف تو نہین پہونچی بادشاہ نے فرمایا کہ جہان آپکا اختیار رہے
وہان تکلیف کیسی ملکہ نے وہ احسان کیا کہ مین شکریہ ادا نہین کرسکتا حکیم نے کہا وہ

کنیز شاہی ہی خدمت کرنا اُسکا کام ہی اسی وجہ سے وہ نیک نام ہی آپ کی خدمت سے
کبھی گردن تابی نہ کریگی جس دن گردن تابی کرے آپ کو سزا کا اختیار ہی مین کبھی دخل نہ
دونگا بلکہ میرا اسے خدمتگزار ہی حاضر ہون کبھی گردن تابی نہ کرونگا یہی چاہتا ہون کہ
خدمت مین مصروف رہون اس حوالی پر دخل پاؤن آپ کی ذات سے یہانکا حاکم
رہون آج تک حکومت کی مگر ساحرون نے ہمیشہ حیران کیا اب آپ کے تصدق سے
آرام پاؤنگا تو نام ہوگا سلطنت کل طلسم کا سرکار کو اختیار ہی جس کو چاہین حاکم
کرین بادشاہ نے فرمایا مستحق سلطنت ہمارے اعجاز بیان ہی و دیگر سردار حسینہ تاج
و ملکہ یاسمن رنگین پوش ان شاہزادیون کو اختیار ہی جسکو چاہین بادشاہ کرین
جسکو چاہین نکال دین پھر حکیم نے کہا امیدوار ہون کہ ذرا لوحین اتار دیجئے مین
انکو درست کرلاؤن جو احکام نہ ہون اُن کی تدبیر کرون فتاحی مرحلہ جات مین
تقریر کرون بادشاہ نے فوراً لوحین گلے سے اُتار کر حکیم کو حوالے کین حکیم نے لوحین
لیتے ہی بیٹی سے اشارہ کیا ملکہ بھی پہلو سے اُٹھین دونون باپ بیٹیون نے الگ آکر
آواز دی کہ او طلسم کشا دیکھ لوحین یون لیتے ہین اب کیا کہتے ہو بادشاہ نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا حکیم نقلی نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی بادشاہ کے پاؤن
زمین نے تھام لیے سب کنیزون نے غل مچانا شروع کیا کہ ہمارے مالک نے بعنایت خداوند
جمشید کیا کارنمایان کیا کہ لوح محفوظ و لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لی بادشاہ نے
دیکھا کہ وہ جتنی کنیزین تھین سب ساحر تھے اور وہ حکیم و معشوقہ دونون میان بی بی
تھے ہلا کر رہے ہین کہ طلسم کشا کو پکڑ لیا لوحین لیلین مرد نے حکم دیا کہ ایک ارابہ لاؤ
بدست خداوند انکو بھجوا ارابہ تیار ہوکر آیا طلسم کشا کو اُسپر سوار کیا وہ ساحر
گھوڑے پر سوار ہوا اور وجیہ اُسکی مکارہ حیلہ ساز تخت پر سوار ہوئی ارابہ لیکر
چلی بادشاہ مجبور و پریشان جی مین کہتے ہین کہ یہ کیا غضب ہوا یہی سب حکیم صاحب
نے سمجھا دیا تھا کہ سمجھ کر طلسم کشائی کرنا مگر افسوس خیال نہ رہا آلیا مکر پورا کیا اپنا پیچھے
کیا انجام ہو موت کا سامنا ہی مکارہ دنو قید سے ہین قیاد لیکر چلی ایک سمت کو روانہ ہوئی

خدمت جمشید مین مضمون یہ تھا کہ یا خدا وند مطلب ہو گیا طلسم کشا کو لیکر آتی ہون مگر حکیم فیلاسفہ ثانی قصر جہان نما مین بیٹھے ہین بیٹی سے کہ رہے ہین کہ طلسم کشا مرحلہ مکارہ پر پہونچے تو غضب ہوا کہ مکارہ تمھاری شکل پر آئی ہی اور شوہر اُس لکاتہ کا دا ندار جادو میری شکل پر گیا ہی تو بیٹا بڑا غضب ہوا میان پی بی سے ملکر لوح طلسمی لے لی لو اور ستم ہوا کہ سعد قید ہو گئے ای نور نظر مین تو جاتا ہون جا کر تدبیر کرون اگر قید بادشاہ کی تا بہ جمشید پہونچگی تو غضب ہوگا وہ فوراً قتل کا حکم دیگا کئی مرتبہ دھوکے کھا چکا ہی اب وہ یہ نہ کریگا سامع گلگون پوش روتے لگین کہا ای والد نامدار مین کیا تدبیر کرون حکیم صاحب نے ایک موتیون کا ہار نکالا بیٹی کو پہنا دیا کہا ای نور نظر یہ وہ شی ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا تم بھی تدبیر مین جاؤ جو بن پڑے وہ کرو ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ شہریار قتل ہو جائین تو کیسی مشکل ہوگی یہ کہکر حکیم صاحب تو تخت پر سوار ہوے ایک طرف چلے ملکہ سامع گلگون پوش نے بھی چار تقش پایہ تخت مین باندھے تخت پر بیٹھ کر بد حواس و پریشان روتی ہوئی چلین چند کنیزین ساتھ ہین اُنسے کہتی ہوئین کہ اب مین کیا کرون سب طرح پر مشکل ہی طلسم کشا میرے شوہر قرار پا چکے اگر انکی قید پہونچگئی تو نہین معلوم جمشید کیا انتظام کرے کنیزین کہتی ہین کہ واری آپ کے والد نے یہ ہار پہنا دیا ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا آپ سیدھی طرف دربار جمشید کے چلیے اگر قید وہان آجائے تو رہائی مین بادشاہ کی جستجو کیجیے گا ملکہ حد سے زیادہ بیقرار ہین اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھین

نظم

اُڑا کے لیگئی صبا مرا غبار ہر طرف	کسی کو ڈھونڈھتا پھرا یہ اک سوار ہر طرف
پڑی تھی آج بزم مین نگاہ یار ہر طرف	ابھی تو دل بغل مین تھا یہ ہی پکار ہر طرف
کسی کی چشم مست کو ہی گردش آج بزم مین	بہ رنگ ساغر شراب بار بار ہر طرف
رفیق ہی گلون کی بھی شفیق بلبلون کی بھی	چمن مین دیکھ باغبان کہ ہی بہار ہر طرف
کہین ہی ذکر یا خدا کہین ہی شور یا صنم	پڑی ہی شیخ و گبر مین [illegible] پکار ہر طرف
تمھین کو ایک یاس تھی جلال دید یار [illegible]	[illegible] امیدوار ہر طرف

کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری نہ گھبرائیے یہ بھی تو آپ کے والد نے کہدیا ہی کہ طلسم کشا
کی موت نہین ہی کوئی قتل نہین کرسکتا ملکہ نے کہا کہ اب تخت طرف جمشید کے پہلو مین
آج دربار مین اُسکے جاؤنگی اب وقت جرأت ہی یا تو اپنی جان دی اور یا طلسم کشا کو
رہا کیا یہ کہکر تخت طرف قصر ہفت رنگ کے پھیرا یہان حکیم فلاسفۂ ثانی تخت کو
اُڑائے ہوئے جاتے ہین مگر سب کچھ کتاب مین دیکھکر آتے ہین کہ دیکھا نامہ دار جاتا ہی
ایک نقش اُسپر پھینکا جیسے ہی نقش اُس نامہ دار کے سر پر پڑا نامہ دار چیرخ مار کے
بیہوش ہوا حکیم نے تخت سے اُترکر وہ نامہ لیا نامہ لیکر نامہ دار کو ایک گوشے مین ڈالدیا
آپ اُسکی شکل بنے لگے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی کہ چند ساحر خوشی خوشی
دوڑے ہوئے آئے کہا یا خداوند مبارک ہو کہ مکارۂ حیلہ ساز نے طلسم کشا کو
گرفتار کرلیا اور لوحین بھی لے لین قید آتی ہی جمشید خوشی کرنے لگا کہتا تھا کہ کیون
یارو قدرت جو کہا کرتے تھے آخر وہ ہی ہوا مین کہتا تھا کہ اہالی مرحلہ وہ ساحر ہین
کہ کسی کی نہ مانین گے طلسم کشا کو گرفتار کرلین گے مکارہ نے وہ ہی کیا کہ انکو کس
فریب سے گرفتار کرلیا اب مین کیا زندہ چھوڑونگا قتل سے اُنکے مُنھ نہ موڑونگا یارو
تیاری رکھو ہر چند کہ کتاب سو اسخابت مین خداوند مردہ بھی لکھ گئے ہین اور مین نے
بھی لکھا ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین ہی لیکن وہ تدبیر کرون کہ قابض روح آکے
اور اپنا کام کرے کچھ اُن کا حیلہ نہ چلے دیکھو کیا کرتا ہون تم لوگ دیکھوگے ہر چند کہ
مین یہ بھی جانتا ہون کہ بعد قتل طلسم کشا چین نہ ملیگا اُن کے جو سب عزیز طلسم مین
آئے ہوئے ہین وہ ضرور بلوہ کرین گے اور بڑا بلوہ ہوگا کہ جا بجا لڑائیان پڑینگی مگر
مین سب سے لڑتا رہونگا وزیر سٹ گئے تو کیا ہوا تم لوگون کا قول یہ تھا کہ یہ بات بالکل
ظاہر ہو رہی ہی مین کچھ دخل نہ دیتا تھا چُپکے چُپکے تدبیرین کر رہا تھا آخر میری تدبیر
ٹھیک پڑی کہ طلسم کشا گرفتار ہوے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو مکارۂ حیلہ ساز قید طلسم کشا لیے ہوے آپہونچی
سب ساحر خوشیان کر رہے ہین جمشید کھڑا ہو گیا کہا کیون یارو تمنے ظہور قدرت

دیکھا کہ کیا تقدیر برجستہ کی تقدیر و تدبیر دونون کو زور دیا دونون مل گئیں جب
موافق پڑا کیا کیا تدبیرین کر رہا تھا ستارون کو برجون سے نکالا اپنی نحوست اُنپر
ڈالی جب یہ معاملہ ہوا یہ ذکر تھا کہ مکارہ آکر پہونچی کہا یا خداوند مبارک ہو کہ مین
طلسم کشا کو لائی شوہر میرا دامدار قید کو لیے ہوے آتا ہی مین آگے بڑھ آئی کہ
جاکر خداوند سے عرض کرون جشن کا ہنگام ہو عین خوشی مین قید طلسم کشا کی یہان
آوے بس اب تامل نہ کیجیے گا فوراً قتل کر ڈالیے ایسا نہ ہو کہ کوئی اعانت طلسم کشا
کی کرے آپ نے دیکھا کہ حکیم صاحب نے کیا فتور کیا اپنی دختر کو طلسم کشا کو دیدیا
طلسم کشا کے عزیزدار ہوے یہی لکھا ہوا تھا کہ حکیم سے مقام خوف ہی بزرگون کا
لکھنا کہین خلاف ہوتا ہی جو جو تحریر کر گئے تھے اُن سب کا سامنا ہوا اب آپ
دیر نہ کرین جمشید نے کہا کہ ای مکارہ اب تیری راے پر سب انتظام طلسم کی
کاربندی ہوگی مین تجھکو نائب قرار دونگا تو نے وہ کام کیا کہ قدرت کی خدائی بچ گئی
ورنہ خدائی پر زوال آیا تھا یہ ذکر تھا کہ دامدار قید سعد لیے ہوے دربار جمشید مین آیا
قدمون کو بوسہ دیا کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلسم بچ گیا جمشید نے دامدار کو گلے سے
لگا لیا کہا ای رفیق تو نے بڑی مشقت کی دامدار نے کہا کہ یا خداوند پہلے زوجہ میری
بشکل سامع گلگون پوش سعد کے پاس پہونچی تسخیر تو وہ کر چکی تھی بعد اُسکے مین پہونچا
جاتے ہی سوال کیا کہ لوحین مجھے دیجیے مین اِن کو درست کر لاؤن سعد آمادہ بیٹھے
ہوے تھے میرے کہنے ہی لوحین اُتار دین بس مین نے نعرہ کیا کہ ای طلسم کشا ہوشیار
ہو جاؤ تلوار لے کر اُٹھنے لگے مین نے اشارہ کیا کہ ہاتھ پاؤن بیکار ہوے راہ مین
مجکو یہی خوف تھا کہ ان کا کوئی معین نہ آجاے مگر جو مراد تھی وہ پوری ہوئی کہ آپکے
سامنے پہونچگئے اب جو فرمائیے وہ کیا جاے جمشید نے کہا اور کوئی تدبیر نہین جلاد کو
بلاؤ جلد میدان خونی کی تیاری کرو اور رعایا جمع ہو فقط اسقدر کافی ہی کہ اِن کو
قتل کر کے لاشہ جنگل مین ڈالدو اور اشتہار دو کہ ای خیرخواہان قدرت آکے لاشہ
طلسم کشا کا دیکھو جو آئیگا وہ لاشہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ جلاد سامنے آیا عرض کی یا خداوند

کیا ارشاد ہوتا ہی مکارہ نے کہا کہ ای جلاد ہم سے حکم پوچھ جو کچھ ہوگا آج سے ہم
حکم دیا کرین گے خداوند نے ہم کو نائب کیا ہماری رای سے انتظام ہوگا جن جن ملکون
پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا ہی اُن سب کو اُنکے قبضے سے نکالونگی قدرت کا حکم جابجا جاری کرونگی
ہان او جلاد سعد کا سر کاٹ لے کہ طلسم بچے جلاد خنجر کھینچکر قریب سعد آیا گردن کے
اوپر کوئلے کا خط دیا آوازین لگانے لگا کہ ہان یارو اس وقت کون ایسا ہی کہ طلسم کشا
کو بچائے بادشاہ نے بھی دیکھا کہ اب ہیرا یہ وقت آخر ہی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور پکارنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کوئی
صورت رہائی کی پیدا ہو ای رحیم اس آفت سے بچا لے کہ ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
ہزارون برقین چمکتی ہوئین صدہا طائر زیر ابر سر سے پر ملائے ہوئے زمزمہ سرائی
کرتے ہوئے زمزمون سے اُن کے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

شمع کو پروانہ بلبل کو گل تر چاہیے ۔ اور سب سے پہلے مجھکو میرا دلبر چاہیے
رات دن پیش نظر تصویر دلبر چاہیے ۔ کچھ تو تسکین دل بیتاب و مضطر چاہیے
سیر گلگشت چمن آتا ہو وہ بالا بلند ۔ باغ سے باہر نکل جائے صنوبر چاہیے
مندرج ہو اسمین حال صدمۂ بار فراق ۔ گر پڑا ہو راہ مین تھک کر کبوتر چاہیے
عاشقون کو ساتھ لیجانا جو جانا ہو کہین ۔ بادشاہِ حُسن ہو ہمراہ لشکر چاہیے
مثل جسمین نظر آیا کرے اُسکی شبیہ ۔ آئنہ اس طرح کا ہم کو سکندر چاہیے
اُس پری کے گرد پھر کے دیجہ انکو شوق ۔ خط رسانی کو بلا گردان کبوتر چاہیے
دولت الطاف اختر چاہتا ہون ای ہنرپیر ۔ کان زر مجھکو نہ مجھکو کان گوہر چاہیے

جمشید نے جو اُس ابر کو دیکھا خوش ہو کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا لو صاحبو آج بعد مدت
اُستاد والانژاد آتے ہین یہ کہکر ہاتھ اُٹھائے اور آواز دی کہ اُستاد صاحب آئیے
بڑی خوشی کے دن آپ آئے آپ بھی اس جشن مین شریک ہو جیسے وہ ابر پھٹا سب نے
دیکھا کہ ایک ساحر بڑے قد و قامت کا تخت پر سوار تاج شاہی سر پر ایک غرقی باندھے
ہوئے تلوار ہاتھ مین اس صورت سے آکر پہونچا سب ساحر اُسکو جھک جھک کر

سلام کرنے لگے ہر ایک کہتا تھا کہ ای اُستاد خداوند آپ کو کیونکر خبر ہوئی کہ آج کے
دن آپ آ گئے وہ ساحر تخت پر بیٹھا کہا یارو مین کیا اپنے فرزند سے غافل تھا آٹھ پہر
تدبیرین کیا کرتا تھا ناگاہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ لڑائی فتح ہو گئی طلسم کشا گرفتار
ہوے میرے خیال مین آیا کہ مین بھی چل کر شرکت کرون فوراً روانہ ہوا راہ مین دیکھا
کہ سب کوہ و دشت پر بہار ہو رہے ہین چشمہ ہاے آب اُبل رہے ہین مچھلیان تڑپ رہی
ہین اور آوازین دیتی ہین کہ ای اہالی طلسم مبارک ہو کہ ہم کو چین ملا عجب کیفیت ہے ئی
وہ بربادی ہوئی کہ جابجا سے تصویر خداوند پھینک دی گئی سب ڈیر خالی پڑے ہین
جن مقامون پر آٹھ پہر گھنٹ و ناقوس بجتا تھا اُن مقامون پر سناٹا پڑا ہی مسلمانونکا
یہ دستور ہی کہ اپنے اوقات نماز پر اذان دیتے ہین جابجا مسجدین تعمیر ہین یہی انتظام
ہو رہا ہی ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ سعد شہریار فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین ہم سب
انھین کے تابعدار ہین ہر وقت دعائین مانگتے ہین کہ عملداری جمشید کی اُٹھ جائے
اور حکم و احکام مسلمانون کا جاری رہے کہ عدل و انصاف کو رواج ہو کیون ای
جمشید تو نے کچھ بندبست بھی کی جمشید نے کہا کہ یا اُستاد مجھے فرصت کہان ہر وقت
شاہزادیون مین صحبت آرا رہا کرتا ہون مجھے یہ دماغ کہان کہ عدل و انصاف کو
دیکھون رعایا کو اختیار ہی جو مناسب جانے وہ انتظام کرے اُس ساحر نے پکار کر کہا
کہ ای جمشید اب کیا منظور ہی جمشید نے کہا یا اُستاد ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا قتل
ہوتے ہین جلاد موجود ہی ساحر نے ہاتھ ہلا دیا کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب نے
کہا یا اُستاد خداوند ہر چند کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی مشہور خاص و عام ہی اور
ہر ایک کا قول ہی کہ مصباح جہانگرد اُستاد خداوند ہین پھر آپ نے اس جلاد کو
کیون مار ڈالا مصباح نے جمشید سے کہا ای فرزند مین چاہتا ہون کہ میدان خونی کی
تیاری ہو سب شاہ آجائین جن جن کو صدمے پہونچے ہین وہ بھی موجود ہون اس
گنہگار پر اپنے دلون کا حوصلہ نکالین اپنے اپنے حربے کرین یہ قتل کیا کہ کوئی آگاہ
نہ ہوا اور ایسا چلبل قتل ہو جاسکے اس وجہ سے مین نے جلاد کو مار ڈالا ای جمشید

مین کتاب مین دیکھ آیا ہون کہ اب کوئی تیری سلطنت کو مٹا نہین سکتا دمبدم زور
ہوگا ہر طرف تیرے خیر خواہان دولت کو ترقی ہوگی جو جو تیرے دشمن ہین وہ کمزور ہونگے
ہر طرف سے خبرین خوشی کی آئین گی خوشی کو ترقی غم کو زوال ہوگا دیکھین انجام کیا ہوتا
ہی اب مقام خوشی ہی جمشید نے کہا یارو تم نے سنا کہ مین نے کیسی تقدیر کی ہی کہ جسکو
کوئی مٹا نہین سکتا یقین ہی کہ آٹھ پہر ناچ و راگ و رنگ ہو کسی وقت جشن سے
فراغت نہ ہو یہ کہکر مصباح نے جھولی سے ایک کتاب نکالی کہا ای جمشید دیکھ
یہ تیرے باپ دادا کی تحریر ہی یہی لکھا ہی کہ بعد رنج کے پھر راحت ہی پھر راحت کو کوئی
مٹا نہ سکیگا دمبدم عیش و راحت کی ترقی ہوگی جمشید نے کہا کہ صاحبو کیا کہتے ہو
مکارہ نے کہا کہ جو استاد فرماتے ہین انکو کون جھوٹا کرے کتاب پاس موجود
ہی اب طلسم کشا کو قید کیجیے اور نامے روانہ ہون اہالی طلسم جمع ہون مرحلہ جات
کے بھی حاکم آوین وہ بھی خوشیان منائین ایسا جشن عالی ہو کہ دیکھنے والے کہین کہ
ایسا جشن کبھی زمانہ سامری و جمشید مین نہین ہوا پھر مکارہ نے کہا کہ کیون ای
شاہزادیو آج ڈھول نہ بجیگا شاہزادیون نے جواب دیا کہ ہم تو اسکے منتظر تھے
کہ طلسم کشا کا سر کٹ کر گرے تو مبارک سلامت کی صدا بلند کرین کہ سب کو خوشی ہو
مگر اب جو ابتدائے جشن ہو تو ڈھول بجے بڑی مبارکبادیان ہم کو یاد ہین وہ سہرے
گائین کہ مسلمان بیقرار ہو جائین جمشید نے کہا نامے لکھو کہ یکایک دیکھا ہوائے
معتدل چلنے لگی سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اٹھین اور کہنے لگین کہ کیا
ہوا چلی ہی کہ جس سے خوشی ظاہر ہوتی ہی جمشید نے کہا کہ یہ ہوا نہین ہی کسی کی
آمد ہی کہ ابر زعفرانی نمایان ہوا جمشید نے کہا کہ کیون استاد یہ ابر کیسا ہی مصباح
نے کہا کہ مجھکو تو معلوم ہوتا ہی کہ دختر حکیم آتی ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا
کہ ایک شاہزادی آفتاب جمال و خورشید مثال تاج زمردی سر پر ایک موتیون کا
مالا گلے مین پڑا ہوا کہ اسکا عکس جو زمین پر پڑتا ہی تو زمین سے دھوئین نکلتے ہین
شغل تھراتے ہین پتے تالیان بجاتے ہین غنچے مسکراتے ہین حقیقت مین عجب شوکت سے

ملکہ ساحر گلگون پوش آکر پہونچین مصباح نے کہا کہ ای جمشید اسکو صحبت مین دخل نہ دیجیے دیتا ایسا نہ ہو شوہر کی محبت مین کوئی فتور کرے جمشید نے کہا کہ یا اُستاد میری محبت مین آئی ہی مین ہمیشہ حکیم سے سوال کیا کرتا تھا کہ اپنی دختر مجھے دے دے حکیم تو انکار کرتے تھے مگر یہ شاہزادی ہمیشہ اصرار کرتی تھی کہ ای باپ قدرت سے فساد نہ کیجیے مین اپنی بسر کرلونگی قدرت کو آزردہ نہ کرونگی معلوم ہوتا ہی عذر کرنے آئی ہی مین اسکا عذر قبول کرونگا اگر یہ شاہزادیون مین شریک ہو جائے تو بڑی فرحت کا باعث ہی مکان روشن رہیگا کیسی ترقی ہوگی کہ ملکہ ساحر گلگون پوش آکر اُترین جمشید کو سلام کیا جمشید یہ جمال دیکھکر مرگیا پسینے پسینے ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہتا تھا بڑا فخر ہوا کہ یہ معشوقہ دلنواز سامنے آئی ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا لیا دمبدم کہتا تھا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی اس وقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شاید اپنے عاشق قدیم کی یاد آئی ساحر گلگون پوش نے کہا کہ یا خداوند آپ خوب آگاہ ہین کہ مین ہمیشہ یہی چاہتی تھی کہ آپ کی خدمت مین آؤن مگر والد نے نہ چاہا ہمیشہ آپ کے ساحرون کو شکست دی مین ہمیشہ جھینکا کرتی تھی مگر میرا کہنا نہ مانا آ مین آج آئی ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن گنہگار کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون لوحین مجھے دکھائیے کہ مین خوشی کرون مکارہ نے لوحین سامنے رکھدین مصباح نے کہا بھی کہ ای مکارہ یہ کیا کرتی ہو ایسا نہو کہ یہ لوحین اُٹھا لے اور طلسم کشا کو دیدے تو باعث خرابی ہو جمشید نے کہا کہ وہ خیر خواہ دولت ہی کہتی ہی طلسم کشا کو قتل کرونگی تو اب اُس سے خوف کرنا بیکار ہی جو چاہے سو کرے ہم کو عذر نہین ساحر نے کہا کہ اب مین نہین رہونگی اگر والد کے سامنے جاؤن اور وہ آنے نہ دین تو مین کیا کرون میرا کیا زور ہی اس لیے کہ عمل خوانی اُن کی انتہا پر پہونچی ہی ہوکل سامنے آتے ہین کیا کیا احکام سُناتے ہین مین خداوندکی ہمیشہ کو تابعدار ہوئی تلوار منگائیے مین اپنے ہاتھ سے طلسم کشا کو قتل کرون کہ جو کچھ گمان میری جانب سے ہین وہ نکلجائین سب لوگ تسکین پاوین یہ کہہ کے لوحین اُٹھا لین ایک کنیز نے لاکر تلوار دی ساحر

اُسی تلوار کو چمکانے لگی مگر سعد شہریار یہ معاملہ دیکھ رہے ہین دعا مانگ رہے ہین
کہ ای سمیع و علیم و ای کریم و رحیم اس آفت سے بچا لے اگر اس مرتبہ رہائی ہوئی تو پھر تجھ
سے غفلت نہ کرونگا ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز میرا تو یہ اعتقاد ہی نظم

جمع کن در سینہ از ذکر خدا ای یار گنج
تا کہ نہر دست جمع زان نیکی شود ہر بار گنج

خیر کن ہر ساعت و ہر وقت ہر دم بار بار
زانکہ اندر دار عقبی باشد این در کار گنج

مطلع انوار حق دل را کن از نور یقین
کن فراہم در میان سینہ از اسرار گنج

خرج در دنیا بکار نیک کن گنجینہ را
بعد مرگت تا نماند در زمین بیکار گنج

در سخاوت زر فشان بر خلق مثل آفتاب
کن دو دستہ خرج شکل ابر گوہر بار گنج

آخرش با حسرت و غم گشت پیوند زمین
جمع قارون کرد لا حاصل چہل انبار گنج

فیض کن جاری بہر شہر و دیار از مال خویش
بر فشان زان گنج در ہر کوچہ و بازار گنج

خاکساران را شود از درگہ حق زر نصیب
سائلان را میشود از ہر در و دربار گنج

دست کی بردارد از زر ممسک اندر زندگی
با دگر کس کی سپارد تا نمیرد مار گنج

سیم و زر سازد بخیلان را درین عالم حقیر
مرد ممسک را کند اندر زمانہ خوار گنج

بے تعصب نیک و بد را مال می بخشد کریم
سیم و زر بخشد بہر مفلس بہر نادار گنج

وای بر مالے کہ باشد موجب بے غیرتی
حیف بر گنجیکہ گردد باعث ادبار گنج

ہند یا در پارسی حمد خدا منظوم کن
جمع گردد تا دران دیوان از ان اشعار گنج

بادشاہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین بادشاہ کے جو آنسو بہ رہے ہین تو ملکہ کے
دل پہ صدمہ پہونچ رہا ہی اشارے کرتی ہین کہ نہ گھبرائیے اس بیحیا کو تسخیر کرلون تو
آپ کو رہا کرون مجھے اسقدر امید نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ ایسے تیکو مان لیا
اب آسمان ہی لوحین میرے قبضے مین ہین جس وقت چاہون آپ تک پہونچون مگر ذرا
سختی ہی اسی کا خیال ہی کہ ایسا نہ ہو جھگڑے مین آپ گرفتار ہو جائین مین تو لڑ بھڑ کے
نکل جاؤنگی جب نیچے پلا لی کھینچا یہ سب بھاگین گے خود جمشید کو تسخیر کرکے نکاونگی یہ کہکر
لوحین لیکر اٹھی پکار کر کہا کہ ارے کمبخت تو نے اتنی رستے کو جہسے نہ جانا اب بھی دیکھ تو تجھے

ابھی قتل کرتی ہون کہ خداوند کو بھی تسکین کامل ہو جو ہونا ہو وہ ہو جائے کاہے کو
دیر لگے یہ کہکر اُٹھی جمشید نے کہا کہ صاحب بیٹھو سامع گلگون پوش نے جو اشارون
مین باتین کین وہ تو بادشاہ نہ سمجھے مگر ظاہر مین جو ملکہ نے للکارا بادشاہ نے اُسکا
جواب دیا کہ جو تجھسے ہوسکے اُسمین قصور نہ کر مردان عالم کبھی خوف نہ کرینگے جان
دینا تو ہمارا کام ہی اسی واسطے اس طلسم مین آئے ہین کہ ساحرون کو قتل کرین سر اپنا
ہتھیلی پر رکھ لیا ہی ورنہ تم مکارون مین ہمارا کیا کام تھا کیون دمبدم ڈراتی
ہی جو کرنا ہو وہ کر گذر دیکھ تیور پر بل بھی آتا ہی سامع گلگون پوش نے کہا خیر سمجھا
جائیگا یہ کہکر تیغچہ چمکایا پکار کر کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ اب خاموش بیٹھے رہیے دیکھیے
اب مین آئی ہون بہت ساحر آپ نے قتل کیے اب آپ کے قتل کا وقت آگیا سعد
نے فرمایا تیری کیا حقیقت ہی کہ مجھے قتل کر سکے اگر قتل کریگی تو اُسکا بدلہ پائیگی تو بھی
قتل ہوگی یہ سُنکر سامع نے تیغچہ کھینچا لوحین ہاتھ مین ہین جمشید نے کہا کہ ای ملکہ عالم
لوحین رکھدو ساحرون کو تکلیف پہونچتی ہی پھر قتل کرنا سامع نے کہا یا خداوند
لوحین کیونکر رکھون منظور ہی کہ بادشاہ کو پہنادون یہ سُنکر سب ساحر حیرت مین آگئے
کہ ملکہ نے یہ کیا کہا مگر جمشید ہنس پڑا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
تمسے کون عذر کرتا ہی لوحین حاضر ہین لیجاؤ اپنے پاس رکھو کوئی تمسے مانگنے نہ آئیگا
تمھین سبطرح کا اختیار ہی ہر چند کہ مکارۂ حیلہ ساز کو قدرت نے نایب کیا
مگر تمھارے حکم سے کوئی گردن تابی نہین کرسکتا مصباح بھی اپنے مقام سے یہ کہتا ہوا
اُٹھا کہ ای شاہزادی ماہ رخسار جو کرنا ہو وہ کر گذر و جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھ لینگے
سامع گلگون پوش تیغچہ چمکاتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی اور ہردو لوحین گلے مین
ڈالدین تیغچہ ہاتھ مین دیا کہا ای شہریار یہی وقت شمشیر زنی ہی بادشاہ نے قید توڑ کر
پھینک دی اور بعد نعرۂ شیرانہ کہ با شید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا
قتل کرنے لگے لیکن مصباح نقلی جو اپنے مقام سے اُٹھے تھے اُنھون نے جمشید ثانی
پر حملہ کیا تلوار جو چمکی جمشید نے آنکھین بند کرلین تلوار جو پڑی جمشید کا سر زخمی ہوا

اِدھر بادشاہ نے پھر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کہ بادشاہ جہجاہ سے ۵ منم شاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاؤس جم + ہزبر دمان شاہ اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران نعرہ بادشاہ کی صدا اُسن کر سب کانپنے لگے مگر مصباح کون شخص تھے خود حکیم صاحب تھے نامدار کو راہ مین مار اُسی کی شکل بن کر چلے تھے کہ یاد آیا مصباح جہانگرد کی صورت بنو وہ جمشید کا اُستاد ہی اعتبار زیادہ ہوگا لہذا یہ مصباح کی صورت پر آ گئے تھے اُٹھنے اُٹھتے جمشید کو زخمی کیا اور نقوش عمل پھیلا دیے گئی ہی موکل تلواریں کھینچے ہوے لڑ رہے ہین کہ اُنپر سحر بھی تاثیر نہین کرتا ساحرون کو اسی کا خوف ہی کہ ایسا نہو حکیم صاحب کتاب بھیانک مارین یا قصر گرا دین تو مشکل ہو حکیم صاحب نے جاتے جاتے یہ بھی آواز دی کہ اے موکلان عمل آج روز خیر خواہی ہی ان کافرون کو قتل کرنا تمھارا کام ہی موکل جوش مین لڑنے لگے مگر جمشید سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی اے مکارہ جلد میری مدد کر قدرت گھبرا رہے ہین ایسا نہو کسی بارے مین چوک جاین تو کیسی مشکل کی بات ہی مغلوبہ ہو رہی ہی مگر جمشید نے باہر نکل کر حکم دیا کہ کل فوج شاہا ہو طلسم کشا کو بھی معلوم ہو کہ خداوند کی فوج اسقدر ہی خائف ہون سب مل کر گرفتار کر لو لشکر مین قرنا ہوئی بڑے بڑے ساحر جو باکمال ہین اُن کے یہ حال ہین کہ منھ چھپاتے پھرتے ہین بھائی سے بھائی کہتا ہی کہ اس جنگ کا کیا انجام ہوگا پھر بھی چہار جانب سے بادشاہ کو گھیرا ہی کچھ ساحر سحر کر رہے ہین کچھ سپر و شمشیر سے لڑتے ہین بادشاہ کا یہ حال ہی کہ بلوے سے نکلنا محال ہی مگر جمشید ثانی نہایت پریشان ہی کہتا ہی یار دسین نے جو تدبیر کی تھی وہ تدبیر میری خالی گئی ارے یار دخرا جگر ارون کو بلاؤ جلد سے بادشاہ کو روکو کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان جسیم و شحیم نیزہ ہاتھ مین پشت پر چالیس ہزار سوار للکارتا ہوا نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ منم جھلال سرکش اے طلسم کشا یہ کیا گستاخی ہی قدرت کے ساتھ یہ بے ادبی دیکھو تو کیا حال کرتا ہون جمشید کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ یا خداوند آپ ہٹ جائیے مین ابھی اسے گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہہ کر ساحرون کو ہٹا یا للکارا کہ او طلسم کشا مجھسے تو مقابلہ کر بادشاہ اُسپر جا پڑے

اُسنے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا تب اُس جوان نے ساتھ والون کو اشارہ کیا
کہ یارو دیکھ رہے ہو اس جوان کو مار لو چہار طرف سے ہمراہیان مہلال سرکش
بادشاہ پر ٹوٹ پڑے بادشاہ اُنسے لڑنے لگے مگر مہلال سرکش کا جی چھوٹ گیا اپنے
ساتھ والون سے کہتا ہو کہ ما بدولت کا نیزہ ٹوٹا بڑا غضب ہوا قدرت نے تقدیر
کی تھی کہ تیرے نیزے کا وار کوئی نہ روک سکیگا مجکو آج حیرت ہو کہ یہ کیا ہو گیا کیون
نیزہ ٹوٹا یہ بھی کہا تھا کہ جب نیزہ ٹوٹیگا تب ملک الموت قریب آئیگا ای مہلال
اگر یہ علم صحیح ہو تو وقت مرگ قریب آیا کون مجکو بچاویگا کیونکر مقابلہ کرون اس شمشیر سے
بچکر کہان جاؤن یا خداوند تقدیر پلٹے ملک الموت نہ آنے پائے میرا ابھی مرنے کو
دل نہین چاہتا جمشید نے کہا کہ جو تقدیر کر چکے وہ کر چکے تقدیر نہ پلٹے گی ای مہلال
بادشاہ سے مقابلہ کر کہ تجکو لطف جنگ ملے مین بادشاہ کا زور گھٹاؤنگا تیرا زور
بڑھاؤنگا آخر کو یہ ہوگا کہ تیری فتح کرادونگا کیون خوف کرتا ہو تو ہی غالب آئیگا مغلوب
نہ ہوگا وہ قیامت برپا ہو کہ زمین تھرا جائے جمشید کے کہنے سے مہلال پلٹا جمشید
نے فوج کو آراستہ کرنا شروع کیا چالیس لاکھ فوج گرد قصر اُتری ہوئی ہو ایک
ایک سرکش ساحری عہد جمشید زمانہ ہو مگر ملکہ سامع گلگون پوش تمچہ ہاتھہ مین
لیے بشوکت تمام جنگ کر رہی ہین ہر طرف سے بلوہ ہو کہ بادشاہ کو مار لو ہر جانب
سے وار پڑ رہے ہین ملکہ سامع گلگون پوش جب دیکھتی ہین کہ بادشاہ کسی بلوے
مین گھر گئے تو جھپٹ کر آتی ہین بلوہ کم کر دیتی ہین جس غول مین پہونچین ساحرون کی
زبانین بند ہو جاتی ہین مگر مہلال نے پشت پر سے آکر تیغہ لنگردار و جوہر دار سر
کو مارا بادشاہ نے جو چمک تلوار کی دیکھی پلٹ پڑے تلوار کو تلوار پر روکا للکار
کہا کہ او بے حیا مکر کرتا ہو ہم جری و بہادر ہین پس و پیشت کا خیال رکھتے ہین ہمارا
بھی تو ایک وار قبول کر بقول شاعر فرد تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ
شادی از دل فراموش کن ٭ تجکو بھی تو ظاہر ہوگا کہ مردان عالم کی ضرب دست کیسی
ہی مقام افسوس ہو کہ اب تک ہمارا کوئی حربہ نہین قبول کیا مہلال یہ کلام سُن کر

سامنے سے بادشاہ کے بھاگا جمشید کی طرف چلا پکارتا ہوا کہ یا خداوند اس عورت
کی جنگ نے بہت پریشان کیا ہی جس غول مین پہونچی صدہا کو قتل کیا ساحر کہتے ہین
جہان اسکے سایے مین پہونچے زبان بند ہو جاتی ہی سحر یاد نہین آتا قلب تھراتا ہی کلیجہ
منھ کو آتا ہی پرورش ضرور ہو ایسی تقدیر کیجیے کہ طلسم کشا سے میری جان بچے جمشید کہتا
ہی کہ تو جا کر مقابلہ کر مین تقدیر کرتا ہون یہ باتین تھین کہ پہلو سے جھراٹا چلا دیکھا ہمراہیان
حکیم صاحب تلوارین کھینچ کر لوٹ پڑے اور سعد لڑتے ہوے سامنے مہلال کے آئے
للکارے کہ او بیحیا اس جھوٹے کی بات کا اعتبار کرتا ہی یہ کیا تقدیر کریگا بھگوڑا دغاباز
شعبدہ ساز اپنی جان تو بچالے پھر تجکو بچائیگا آخر اسکے کیا ہاتھ آئیگا بہت دن خدائی
کر چکا اب اسکا بدلہ ہوگا جمشید نے پکار کر کہا کہ ای طلسم کشا میری موت ہرگز سوا
طلسم نوخیز جمشیدی مین نہین ہی بادشاہ نے فرمایا جہان جائیگا مین تیرے ساتھ ہون
یہ کہکر مہلال پر ہاتھ مارا مہلال نے سپر کو آگے کر دیا مگر تیغہ برقتاب دست زبردست
بادشاہ عالیجناب چمک کر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے مہلال سپر کٹتے ہی بھاگا ادھر سے
حکیم صاحب لڑتے ہوے آتے تھے انھون نے نقش دکھایا مہلال کے دل پر یہ نقش ہوا
کہ بادشاہ سے پلٹ کر مقابلہ کر دیکھ پلٹ پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار
پر روکا مہلال نے چاہا اپنے کو کسطرح بچاؤن مگر بادشاہ نے سر کو بتاکر کمر پہ ہاتھ مارا
کہ تلوار گذر گئی مہلال کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی مہلال کے لشکر مین جمشید کے
شکست ہونے لگی جمشید نے پکار کر کہا کہ یارو تم چالیس لاکھ ہو اصل مین تین آدمی
ہین اسمین بھی ایک عورت ہی دو مرد اور باقی جسقدر لوگ لڑ رہے ہین یہ تاثیر عمل کی
موکل مدد کر رہے ہین دیکھیے ان سے کیونکر نجات ملے میرے مٹانے سے یہ نہین مٹتے
دمبدم بڑھتے جاتے ہین ان پر سحر بھی تاثیر نہین کرتا پھر مین کیا کرون چالیس لاکھ فوج کو جو
اسنے اشارہ کیا سب بلوہ کرکے بادشاہ پر آئے ہرچند کہ لڑ رہے ہین مگر پریشان
ہین کہ اس بلوے کو کون روکیگا ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ
بلوہ کرکے مجکو گرفتار کر لین تو باعث خرابی ہی ای کریم و رحیم اس آرزو کو پورا کر نظم

گر خدا خواہد ز جسم خاک پیدا زر کند — پایۂ دریوزہ گر از بادشہ برتر کند
باغبان لم یزل رنگ گلستان جہان — گہ کند اصفر گہے اخضر گہے احمر کند
مرغ دل را گر ز فرط شوق پر بخشد خدا — از زمین تا آسمان پرواز این بے پر کند
زنگ از آئینۂ باطن شود گرد و غبار — چہرۂ دل گر صفا انسان بچشم تر کند
در سر افرازان دنیا پایہ اش باشد بلند — گر نگون انسان بمحراب تضرع سر کند
در بدر گردد برسوائی و زین دار جہان — از در حق ہر کہ سجدہ جانب دیگر کند
شاعران گویند تعریف عذار و خط و خال — ہندی مداح وصف خالق اکبر کند

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا علمہاے زرنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے پھریرون پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم
سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے آگے میثاق کوہ گردان و ایک
طرف سردار حسینان اور ایک طرف بہار اعجاز بیان وغیرہ جملہ شاہزادیان
طاؤسان زرین بال پر سوار تخت شہنشاہی کوتل شاہزادیان تخت کو گھیرے ہوے
ہین مگر میثاق نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوے لڑ رہے ہین مگر جس طرف
جھپٹتے ہین غول کے غول بھاگ جاتے ہین اپنی جان بچاتے ہین یہی غل ہوتا ہی کہ بھاگو
طلسم کشا آگئے بعض کہتے ہین کہ یہ شیر دلیر ہی جسکے سامنے کوئی ٹھہر نہین سکتا جو سامنے
جائیگا وہ شکست کھائیگا میثاق نے بڑھ کر نعرہ کیا سردار حسینان نے بڑھ کر
زیور اپنا پھینک مارا بہار اعجاز بیان نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا پکار کر
آواز دی کہ اے گلفروش ان سب کو گھیر لے اس طرح پر جو نعرہ کیا ایک ابر سیاہ اُٹھا
پھول برسنے لگے سحر سردار حسینان سے تلوارین برسین جسپر تلوار گری اُس کے
دو ٹکڑے کیے یاسمن رنگین پوش نے ایک مچھلی پھینک ماری بحرین نے سحر کیا دریا
قہار و زخار موج مارنے لگا غراٹے سے دریا کے یہ ثابت ہوتا تھا کہ تمام صحرا بمن
طوفان آب ہی خشکی نایاب ہی اُسطرف رُخ کیا جدھر بحرین نے اشارہ کر دیا ہمراہ سحر
بحرین سحر گلگوشہ بھی شریک ہو کہ مچھلیان نکل کر تمام ساحرون کے سینون کے پار

گذرتی ہین میثاق نے جو نعرہ کیا کُل سردار ساحر وغیر ساحر آپڑے دیکھا جمشید نے کہ
اب شکست فاش ہوگی بھاگنے کی تلاش ہوگی مکارہ سے اشارہ کیا کہ طبل بازگشت
بجوا دے اب لشکر کو تاب جنگ نہین ہی مکارہ نے حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے اُسی وقت
طبل بازگشت پر چوب پڑی بادشاہ سلنے ہاتھ روکا کل لشکر نے اپنے بادشاہ کو
بیچ مین لیا بالفتح و فیروزی پلٹے مگر مکارہ سامنے سے آتی تھی سامع گلگون پوش
کو دیکھ کر ہنسی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای قبلہ و کعبہ آپ ملاحظہ نہین فرماتے کہ یہ
بھیجا مجھپر ہنستی ہی حکیم صاحب نے ایک نقش نکال کر پھینکا مکارہ کو یہ معلوم ہوا کہ
کُل لشکر ابھی تھا ہی پہلو سے ایک جوان پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او مکارۂ حیلہ ساز
اب کہان جائیگی چل جہنم مین تیری طلب ہی مکارہ نے چاہا بھاگون مگر وہ جوان آہی
پڑا مکارہ کو قدم ہٹانا مشکل پڑا آخر ناچار ہو کر تیغ کھینچا ہاتھ نیچے کا مارا اُس جوان نے
روک کر اُف جو کی مُنھ سے شعلۂ آتش نکلا مکارہ جلنے لگی دامدار اسکے شوہر نے
دور سے دیکھا کہ زوجہ مثل ہیزم خشک جل رہی ہی تاب باقی نہ رہی جا ہی پڑا ہاتھ تلوار
کا مارا وہ جوان وار اُسکا خالی دے کر غائب ہو گیا اب دامدار حیران کھڑا ہی جب
مکارہ جل کر خاک ہوئی تو اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مکارۂ حیلہ ساز
بود جب روشنی ہوئی دامدار نے ملکہ سامع گلگون پوش کو للکارا کہ ای شاہزادی
تمنے میری زوجہ کو مارا ہین کیا تمھین زندہ چھوڑونگا بس اب بہتر اسی مین ہی کہ آمادہ
مرگ و مہیاے قضا ہو یہ کہہ کر گولہ مارا ملکہ سامع نے موتیون کے مالے کو جنبش دی
وہ گولہ اُلٹا پلٹا جا کر سینے پر دامدار کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا آواز آئی کشتی مرا
نام من دامدار جادو بود جب ظلم کے بانی جمشید ثانی نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ
زن و شوہر مارے گئے بدحواس ہو گیا کہتا تھا آج کا بھی عجیب معرکہ گذرا کہان طلسم کشا
قتل ہوتے تھے یا اپنی جان بچانا مشکل ہوئی وہ ساحر مارے گئے کہ جنکے مرحلے کا مثل نہ
تھا ایسے نگہبان تھے کہ طلسم کشا کو پکڑ لاتے مگر جکبم نے آج بڑا مکر کیا کہ میرے اُستاد کی
شکل پر آیا کچھ نہ بن پڑا مگر اب جم کر جنگ کرونگا دونون لشکر مقابلے مین اُترے پڑے بادشاہ

جو بارگاہ مین آئے میثاق نے تمام حال پوچھا بادشاہ نے حال اپنا بیان کیا کہ مین یون
گرفتار ہوا مگر حکیم صاحب نے کیا کارنمایان کیا کہ بشکل اُستاد جمشید آکر ملاقات کی کیا
جمشید حیران ہوا ہی بعد حکیم صاحب کے ملکہ آکر پہونچین اُنھون نے تو خاتمہ ہی کر دیا
آتے ہی مجکو رہا کیا عین گرمی جنگ مین آپ سب صاحب آگئے شاہزادیان آفتاب جمال
ہمارا اعجاز بیان کے سحر نے پھول برسائے سردار حسینان کے سحر نے تلوارین برسائین
بحر بیزہ یا سمن نے مل کر دریا سے سحر جاری کیا لاکھون ساحر ڈوب گئے اگر جمشید جلدی
سے طبل بازگشت نہ بجواتا تو آج ہی خاتمہ تھا یہان دربار جمشید مین سب لوگ جمشید سے
عرض کر رہے ہین کہ یا خداوند زمانہ چولا بدلنے کا قریب آگیا اُسی کے یہ سبب نمود ہوئے ہین
جمشید نے کہا کہ اس بات کو مابدولت کی یاد رکھو کہ سنہ بابین طلسم نوخیز مین چولا نہین
تبدیل کرین گے سب نے کہا یا خداوند اگر یہان سے بھاگیے گا تو کہان جائیے گا جمشید
نے کہا ساری دنیا آباد ہی قدرت جہان چاہین وہان رہین جہان جائینگے خداوند بنکر
رہین گے طلسم زعفران زار کہ مسکن ساحران قدیم ہی اکثر وہانکے بادشاہ سے نامہ و
پیام بھی رہتا ہی اگر وہان جاؤنگا تو وہانکے ساحر آنکھین بچھائینگے سب نے عرض کی
کہ یا خداوند سرحد طلسم زعفران زار اسقدر سخت ہی کہ وہان تک جانا دشوار
ہی جمشید نے کہا کہ جس وقت پہونچین گے سب سامان ہو جائین گے وہان کے ساحر
بارادۂ قدمبوسی آئین گے یہان تو یہ ذکر ہو رہے ہین مگر سعد شہریار جب بارگاہ مین
آئے حیران ہو رہے ہین کہ مین مرحلے سے چلا آیا میثاق نے عرض کی کہ لوح طلسمی
آپ کی رہبری کریگی بادشاہ نے فرمایا لوح دیکھون اور جاؤن میثاق نے عرض کی
بعد عرصے کے ہم لوگ مشرف ہوئے کوئی نہین چاہتا کہ آپ سے جدائی ہو اور آپکے
نہ ہونے پر جمشید ضرور دباؤ ڈالیگا یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے چالیس
علم نشان چالیس ہزار فوج کا نوبت و نقارے بجتے ہوئے بادشاہ نے بغور دیکھا کہ
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ پری وش پر سوار چند رفیق گھیرے ہوے
چالیس ہزار فوج پشت پر بادشاہ نے میثاق کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال جاؤ

بہ اعزاز تمام شاہزادے کو لاؤ یہ وہ دلیر ہی کہ جسنے لقا کا دم ناک مین کر دیا تھا خدا اسکو
سلامت رکھے میثاق چند رفیقون کو لیکر براے استقبال نور الدہر آئے نور الدہر
تو حلق کے پتلے ہین میثاق کو دیکھکر گھوڑے سے کود پڑے سب رفقا نے جھکجھک کے
سلام کیا میثاق نے عرض کی آپکے بادشاہ سعد شہریار آپ کو یاد فرماتے ہین یہی
قصر ہفت رنگ ہی کہ جسمین جمشید رہتا ہی اب اُس مکار سے مقابلہ ہی نور الدہر
نام بادشاہ سُن کر خوش ہو گئے ساتھ ساتھ میثاق کے آئے رفقا ساتھ ہین بادشاہ کو
جو بیٹھے دیکھا براے تسلیم خم ہوے بادشاہ نے ہاتھ پھیلا دیے نور الدہر کو گلے سے لگایا
حال پوچھا نور الدہر نے سب حالت اپنی بیان کی بادشاہ نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی
نور الدہر سرداروں سے اپنے کہتے ہین کہ مین شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ سب سے
پیشتر حاضر خدمت ہوا انشاء اللہ جنگ مین بھی شرکت کرونگا نور الدہر بارگاہ مین اُترے
لشکر جمشید مقابلے مین اُترا ہوا ہی مگر طبل جنگی نہین بجایا جاتا جب کئی دن گذر رہے تو شام کو
نور الدہر نے دیکھا الکہ ہاے ابر آسمان پر آئے کچھ بوندیان بھی پڑین شبرنگ نے
عرض کی کہ براے شکار چلیے نور الدہر نے بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا
ای فرزند یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی جا بجا ساحر رہتے ہین ایسا نہ ہو کہ کسی سے
مقابلہ پڑ جاے تو باعث خرابی ہو نور الدہر نے عرض کی کہ غلام کنارے کنارے
شکار کھیلیگا اور چاشت کے وقت حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیا کہ خبردار دیر کرنا
نور الدہر نے کہا کہ جو غلام نے عرض کیا اُسی کا پابند رہیگا بادشاہ نے فرمایا اسی عہد
پر اجازت ہی ہم انتظار کرینگے جب تم آوگے تب دسترخوان بچھیگا نور الدہر نے کہا
کیا مجال ہی کہ حاضر ہونا وقت کے خلاف ہو بادشاہ تو محلات مین تشریف لیگئے نور الدہر
نے شبرنگ کو حکم دیا کہ سامان شکار تیار رہے ہم صبح کو براے شکار جائینگے
شبرنگ نے سب کو خبر کی چار گھڑی رات رہے سے پہلے قراول میر شکار آکر حاضر ہو
شبرنگ نے نور الدہر کو بیدار کیا نور الدہر نکل کر مرکب پر سوار ہوے براے
شکار چلے صحرا مین آکر طبل باز پر چوب پڑی اشعار چو در نا لیدن آمد طبل باز یا نہ ماہ

درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز ۔ رہا شد بہر ہوا باز سیاہ پر ۔ جہان شد خالی از کبک و
کبوتر ۔ تھوڑے ہی عرصے مین اسقدر طائران ہوائی شکار ہوے کہ ارابے مملو ہوگئے
نورالدہر نے کہا کہ اے شبرنگ وقت کا خیال ہے کہ حضور سے وعدہ کرکے آیا ہون
انتظار کرتے ہونگے اب واپس ہونا چاہیے شبرنگ نے کہا کہ بہت مناسب ہے وعدہ
مین فرق نہ آئے نورالدہر نے قصد کیا کہ پلٹون کہ دیکھا ایک گوشے سے ایک آہو
طرارہ بھر کے نکلا نورالدہر نے ارادہ کیا کہ اسکو شکار کرون وہ آہو بھاگا نورالدہر
اُسکے تعاقب مین چلے کئی کوس آہو بھاگا ہوا آیا ایک مقام پر آکر چوکڑی بھولا چونکتا ہے
چہار جانب دیکھنے لگا نورالدہر نے تیر مارا انکا تیر کب خطا کرتا ہے آہو گرا نورالدہر
نے اُسکو بقربانی پہونچایا چاہتے تھے کہ شکار بند سے باندھ کر پلٹین کہ سامنے سے دوسرا
آہو تیر خوردہ پیدا ہوا پیٹھ پر تیر لگا ہوا الجھتا ہوا آتا ہے نورالدہر نے اُس کو بھی
تیر مارا یہ بھی گرا قصد ہوا کہ بقربانی پہونچاؤن کہ ایک آواز آئی کہ او جوان خبردار تو نے
بڑی گستاخی کی دیکھا ایک تاجدار گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہے پشت پر چند بھیلیے قراول
کچھ خادم و خدمتگار اُس جوان نے قریب نورالدہر آکر کہا کہ او جوان تو نے میرے
شکار کو شکار کر لیا نورالدہر نے کہا کہ یہ صحرا ہے اسمین کسی کا اجارہ نہین جسکے سامنے شکار
آیا اُسنے شکار کر لیا اُس جوان نے کہا کہ بہتر اسی مین ہے اِس آہو کو اُٹھا کر میرے مقام پر
پہونچا دو ورنہ تم کو شکار کرونگا نورالدہر نے کہا کیا ہم مزدور ہین ہم نہ اُٹھائین گے
اُس تاجدار نے تلوار کھینچی اور خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے بڑھ بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مارون
کہ اُس تاجدار نے کہا مین اطاعت کرتا ہون نورالدہر نے ہاتھ سے رکھدیا وہ
تاجدار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا نام اپنا عشاق تاجدار بتایا اور کہا یہانسے قریب
قلعہ ہے اُس قلعے کو احمر نگار کہتے ہین مین وہان کا حاکم ہون آپ میرے قلعے مین چلیے
اتنے عرصے مین اور سوار اُس جوان کے آگئے سب نے اطاعت اختیار کی اتنی دیر
مین شبرنگ بھی آگیا اُسنے دیکھا کہ آقا میرے ایک تاجدار کے ساتھ جانے پر آمادہ ہین

شیر نگ نے حال پوچھا نور الدہر نے سب کیفیت بیان کی شیر نگ بھی ہمراہ ہوا
وہ تاجدار نور الدہر کا ہاتھ پکڑے ہوئے باتین کرتا ہوا جاتا ہی کہ صحرا مین دیکھا ایک
نخل کلان ہی اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہین اور بیچ مین ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا
زمزمہ سرائی کر رہا ہی نور الدہر نے کہا کہ ای عشاق تاجدار مین اس طائر کو شکار
کرتا ہون عشاق نے منع بھی کیا اور کہا کہ ای شہریار مین بیراسے شکار آتا ہون اس
طائر کو یون ہی دیکھتا ہون جہان یہ طائر آیا طائر جمع ہوگئے گویا اسکے ملازم ہین ہر روز
ساتھ ہی رہتے ہین دیکھیے کیسی خوشیان کر رہے ہین مگر نور الدہر نے نہ مانا تیر مارا تیر
جاکر اُس طائر پر پڑا اُس طائر نے ایک چیخ ماری کہ سب طائر اُڑے شیر نگ نے
بھی یہ معرکہ دیکھا کہ وہ سب طائر گرد سر نور الدہر چرخ مارنے لگے اور وہ طائر جو
تیر کھاکر زمین پر گرا غبار بلند ہوا شیر نگ نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا دیکھا کہ
غبار مین نور الدہر اور وہ طائر اور تاجدار چھپ گئے شیر نگ حیران حیران دیکھ رہا
ہی بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار شق ہوا شیر نگ نے دیکھا کہ نور الدہر اور وہ تاجدار
اور وہ طائر مع نخل غائب ہوگئے چند سوار بھی ساتھ تھے وہ بھی نہین ہین گھوڑا کوتل
کھڑا ہی شیر نگ نے اُس صحرا مین دور دور ہر طرف نظر کی مگر کہین نشان نہ پایا حیران ہوکر
کوتل مرکب لیکے چلا ملازمان عشاق تاجدار بھی ہمراہ ہوئے شیر نگ کہتا ہوا جاتا ہی
کہ معلوم ہوا کسی جادوگر کا کام ہی لیکن شہریار ہمارے آکر تلاش کرین گے اب لشکر مین
چلو سب کو ساتھ لیے ہوئے شیر نگ لشکر مین آیا بادشاہ منتظر بیٹھے تھے فرما رہے ہین
کہ نور الدہر کو بڑا عرصہ ہوا کہ لشکر مین غل بلند ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا کہ عیار
نور الدہر روتا ہوا آتا ہی اور مرکب نور الدہر کوتل ہی بادشاہ نے پوچھا کہ ای شیر نگ
کیا ہوا شیر نگ نے سب کیفیت بیان کی کہ عشاق تاجدار کو شاہزادے نے زیر کیا
اُسکے ہمراہ اُسکے قلعہ پر جاتے تھے راستے مین ایک نخل پر طائر بیٹھے تھے شاہزادے
نے ایک طائر کلان پر تیر مارا اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو تاریکی دفع ہوئی تو
آقا کو نہ پایا سب طرف تلاش کیا مگر اُس شہریار کا پتہ نہ ملا ناچار ہوکر پلٹ آیا بادشاہ نے

فرمایا ہم تو جانتے تھے یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی جا بجا ساحر ہونگے انھین کا یہ شعبدہ
ہی مجھے چل کر وہ مقام بتا دے مین پیدا کر لونگا میثاق نے کہا غلام واقف ہی ہو مان
کوہ نشین ایک ساحر کا وہان مسکن ہی یہ اُسی کا شعبدہ ہی آپ تامل کرین غلام جا کے
فکر کریگا مگر بادشاہ نے نہ مانا یکہ و تنہا چلے قیروزہ بن عمرو و شبرنگ ساتھ ہین صحرا
مین آئے شبرنگ نے وہ مقام دکھایا اُسی نخل پر وہ سب طائر بیٹھے ہین اور وہ ہی
طائر ہفت رنگ بیچ مین بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی بادشاہ نے کمان کیانی
فورًا اپنے کاندھے سے اُتاری اور اسم جانشیہ لوح پڑھ کر تیر مارا کہ اُس طائر کے
دو سار ہوا جب غبار بلند ہوا تو بادشاہ نے لوح کو جھٹکا یا غبار برطرف ہو گیا دیکھا
برابر اُس نخل کے ایک پھاٹک ہی اُس پھاٹک پر بہت سے ساحر بیٹھے ہین بادشاہ
کو دیکھ کر آواز دی کہ او طلسم کشا یہ صحرائے ویران مشہور ہی آپ نے غضب کیا کہ
طیران جنی کو مارا باعث خرابی ہوگا بادشاہ نے پوچھا کہ اس مکان مین کون رہتا
ہی اُن ساحرون نے کہا کہ ابلق جنیہ کا مسکن ہی اندر تشریف رکھتی ہین وہان جا کر
ملاقات کیجیے بادشاہ گھوڑے سے اُتر ے ٹہلتے ہوے اُس مکان مین داخل ہوے
جا بجا جوانان خوشرو بطور نگہبانی بیٹھے تھے بادشاہ کو سلام کرنے لگے سامنے ایک
بارہ دری تھی بادشاہ اُس بارہ دری کے قریب پہونچے دیکھا کہ مسند بچھی ہی اور ایک
ضعیفہ موے سر سفید کپڑے سفید پہنے ہوے تلاوت صحیفہ کر رہی ہی سعد شہریار
کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی سعد کو سلام کیا سعد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا
ای ابلق جنیہ ہم تمھاری ملاقات کو آئے ہین اُس ضعیفہ نے کہا مین آپکے نام
نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون کہ اسم مبارک کیا ہی سعد نے نام اپنا بتایا اور
صاحبقران کا جو نام لیا تو وہ ضعیفہ قدمون کو بوسے دینے لگی کہا آپ فتاح طلسم نوخیز
ہین بادشاہ نے فرمایا ارادہ تو یہی ہی آگے پروردگار کو اختیار ہی لیکن اس صحرا مین
آکر ہمارا فرزند نور الدہر غائب ہوا ابلق جنیہ نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا ای شہریار
یہ خطا تو مجھسے ہوئی میرا ملازم طیران جنی طائر بن کر درخت پر بیٹھا تھا جب اُس کو

نور الدہر نے تیر مارا تو ہومان کوہی ساحرہ بھی آگئی تھی وہ گرفتار کرلائی مین نے
کہا ان کو لیجاؤ چاہے قتل کردیا ہے مجھ تو اب تو مین بھیج چکی آپ کو تکلیف پڑیگی پہلو کے
صحرا مین باغ ہی کہ اُسکو نشترن کہتے ہین ہومان کوہی وہین رہتی ہی اگر حکم ہو تو
ساتھ چلون مین تو آپ کے خاندان کی تابعدار ہون ملکہ آسمان پری کی ملازم
رہی ملکہ قرلیشہ کو گودیون مین کھلایا اب تھوڑے دلون سے یہان آکے ساکن ہوئی
ملکہ آسمان پری کی زیارت نہین ہوئی مشتاق ہون کہ جمال جہان آرا دیکھون اور
قرلیشہ کے گرد پھرون بادشاہ نے فرمایا کہ ای ابلق جنیہ آسمان پری و قرلیشہ ایسی
نہین ہین جنسے جابجا ملاقات ہو اس طلسم مین جلدہ قید ہوگئی ہین مین اُنھین کو رہا
کرنے آیا ہون دادا جان بھی آئے ہوے ہین مگر یہ ظاہر ہی کہ اُنکی رہائی مشکل ہی یقین
ہی بعد فتح طلسم پتہ ملے غنچہ آرزو کھلا ابلق نے بہت افسوس کیا کہا آپ ایسے جنگے
معین موجود ہین اُن کو کون قید کرسکتا ہی مگر مین بھی سرکار کے ساتھ رہونگی کہ اُنکی
رہائی مین کوشش کرون سعد نے کہا کہ اب تو مین برائے رہائی نور الدہر جاتا ہون
کہ جاکر اُن کو رہا کرون ہومان جادو قتل ہوا ابلق نے ایک کنیز کو ساتھ کیا اور
کہدیا کہ شہریار کو اپنے ساتھ لیجاؤ ہومان کوہی کا مقام بتاؤ وہ کنیز بادشاہ کے
ساتھ چلی بادشاہ اُس قصر سے نکلے شہر تاب و فیروزہ نے حال پوچھا بادشاہ نے
سب کیفیت بیان کرکے روانہ ہوے تھوڑا راستہ طی کرچکے تھے کہ باغ نشترن
معلوم ہوا لپٹین پھولون کی آنے لگین بادشاہ اُس باغ کے دروازے پر آکے
چاہا کہ داخل ہون پہلو سے آواز آئی ای شہریار خبردار اندر نہ جائیے گا بادشاہ
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک زنگی نوجوان تیغہ ہاتھ مین لیے جھومتا ہوا آتا ہی اور للکارتا
ہوا کہ خبردار اندر نہ جانا یہ ہمارے شہنشاہ کا مقام ہی سعد نے تلوار کھینچی اور
پکار کر آواز دی کہ قریب آکر روک دور سے باتین بناتا ہی وہ زنگی جھپٹ کر قریب
آیا ہاتھ تیغہ کا مارا بادشاہ نے تیغے کو تلوار سپر روکا اُچھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ
تلوار کا مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ گرتے ہی تڑپا خون نہ جاری ہوا دو زنگی

ہین کر تیار ہوے ایک نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے پھر قتل کیا اب زنگی بڑھنے لگے ہر طرف سے بلوہ ہی مگر حربہ اُن کا بادشاہ پر نہین پڑتا جب ہزار دو ہزار زنگی جمع ہوگئے تو بادشاہ سوچے کہ یہ عجائب و غرائب طلسم ہین لوح کو دیکھون کیا خبر دیتی ہی لڑتے ہوے پیچھے ہٹے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ خیال کر کے دیکھو دروازے پر باغ کے ایک عقاب بیٹھا ہی اُسکو تیر مارو تب ان زنگیون کا کام تمام ہوگا سعد نے خیال کر کے دیکھا کہ سامنے دروازے کے ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر سیاہ بیٹھا ہی منھ سے قطرات خون گرا رہا ہی اس وجہ سے زنگی بڑھتے جاتے ہین سعد نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تاک کر تیر مارا وہ تیر خالی گیا طائر چہکارا مار کر اُڑا بادشاہ نے دوسرا تیر مارا پانون طائر کا زخمی ہوا صدائے ہیہات دیتا ہوا چاہتا تھا کہ بلند ہوجاوُن مگر بادشاہ نے تیسرا تیر مارا کہ سینے پر آکر پڑا اور توڑ کر پشت کو پار گذرا قطرات خون زنگیون پر گرے سب زنگی جلنے لگے تھوڑے عرصے مین سب زنگی جل کر خاک ہوے بادشاہ اُن زنگیون کو مار کر اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی نہرین لاجواب ہین ہر طرف سے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی درختون پر طائران زمزمہ سرا صفت پروردگار مین مصروف ہین منقارین کھول کر آواز دیتے ہین کہ اے وحدہ لا شریک تیرا کون شریک ہی تو رحیم و کریم ہی نظم

ایکہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما — وے بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما — روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
باوجود قرب ہستم از بساط وصل دور — حیف بر مہجوری ما وائے بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا اے خبر گیر جہان — رازق ما مالک ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر سجود — عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنم — چون نہ ریزد جوش خون کلک گہر افشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا مولا مگر — صرف بر فضل و کمالت ہست اطمینان ما
حین ہر مشکل فقط مشکلکشاے ما توئی — وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما

بادشاہ سنکر جو یہ اشعار سنے شگفتہ ہوگئے مگر طائرون نے جو بادشاہ کو دیکھا آپس مین

ایک طائر نے چیخ ماری کہ ای افسر ہمارے یہ کون غیر شخص آیا ہی ذرا آکر خبر لیجیے سامنے
جو بارہ دری تھی اُسمین سے ساحر نکلنے لگے ایک ساحر نوجوان ایک عورت کا ہاتھ پکڑے
ہوے اندر سے بارہ دری کے نکلا آواز دی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلو سب ساحرون نے
بلوہ کیا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ سے منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭
بہار گلستان کاؤس وجم ٭ ہنر بر دمان شاہ اسلامیان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭
نعرہ کرکے مصروف جنگ ہوے جسنے ہاتھ تلوار کا مارا روککر جواب مین ہاتھ مار دیا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گرا اور لاشہ غرق زمین ہوگیا مگر وہ ساحر کھڑا ہوا سحر کررہا
ہی اُسکے سحر سے آگ برس رہی ہی مگر بادشاہ اُس آگ سے محفوظ ہین لوح طلسم گلے
مین تلوار ہاتھ مین جنگ رستمانہ کررہے ہین جب اُس ساحر نے دیکھا کہ کئی سو
جادوگر مارے گئے اور سعد بڑھتے ہوے آتے ہین تب تو اُسنے ایک دو پتھر زمین
پر مارا کہ زمین تھرائی ایک غار پیدا ہوا کئی ہزار جادوگر اُس غار مین بیٹھے تھے غلغلہ کرتے
ہوے نکلے سحر کرنے لگے بادشاہ نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ جل گیا کئی سو
اور ساحر مارے گئے تب اُس ساحر نے پکار کر کہا کہ ای فتاح طلسم تمہارے تشریف
لانے کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے فرمایا نور الدہر کی قید حوالے کر ابھی پلٹ جاؤن
وہ ساحرہ جو ساحر کے ساتھ ہی اُسنے جواب دیا کہ ای سعد شہریار مین تو اُسپر عاشق
ہون مین تو اُس جوان کو نہ دونگی سعد نے کہا کہ او بیحیا سیہ رو وہ تیرے لائق ہی
آفتاب آسمان حسن وجمال صاحب شوکت وجلال بس بہتر اسی مین ہی کہ قید اُس کی
حوالے کر اُس ساحرہ نے کہا جو تم سے ہوسکے قصور نہ کرو سعد نے فرمایا بدون رہائی
نور الدہر نہ جاؤنگا اُس ساحر نے کہا کہ ای ہوماں کیون ضد کرتی ہی سحر ان پر
تاثیر نہین کرتا کوئی اِنکا کیا کرسکیگا ہمارا جو کام ہی وہ کرچکے مگر کوئی مدعا حاصل نہ ہوا
ہوماں کوہی نے کہا کہ ای اظلم جادو مین تو قید نہ دونگی اگر تم قتل ہوے تو مین
اُسکو لیکر نکل جاؤنگی آج کئی راتین گذر چکی ہین کہ سونا جاگنا سب موقوف ہوا ہین کیونکر
قید حوالے کرون فراق مین میری زندگی نہ ہوگی یہ سُنتے ہی بادشاہ نے فرمایا او بیحیا

کیا تجکو خیال خام ہی وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کبھی تجکو قبول نہ کریگا مگر اظلم نے بڑھکر
دوچار سحر ایسے کیے کہ تمام درختون سے آگ برسنے لگی بادشاہ نے دیکھا کہ اس
ساحر نے غضب کیا زمین و آسمان سے آگ نکل رہی ہی لوح کو گردش دے رہے ہین
اُسکے عکس سے سحر باطل ہوتا ہی جب عکس لوح پڑا سحر اُلٹا پلٹا نخل جل کر خاک ہوے
طائران باغ غل مچاتے پھرتے تھے جا بجا گر گر پڑتے تھے مگر سعد شہریار پر کسی کا
قبضہ نہین ہوتا جب اُس ساحرہ نے دیکھا کہ سعد قریب بارہ دری کے پہونچے
آواز دی کہ ای اظلم غضب ہوا طلسم کشا قریب بارہ دری کے پہونچ گئے اظلم نے کہا
کہ مین قید لیکر نکل جاؤن ہومان نے کہا کہ مین بڑھکر روکتی ہون تم قیدی کو
لیجاؤ اظلم زنگی اندر بارہ دری کے آیا قفسہاے آہنی مین دونون جوان بند تھے
اظلم نے جاکر دونون قفس اُٹھا لیے اور اُڑتا ہوا چلا پہلو سے آواز آئی کہ ای سعد شہریار
اظلم لیے جاتا ہی اگر یہ نکل گیا تو بڑی مشکل پڑیگی یہ سُن کر سعد نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ اظلم کے سینے کو توڑ کر پار گذرا قفس چھوٹے ہومان نے
جو دیکھا کہ اظلم مارا گیا قفس زمین کی طرف آتے ہین جست کرکے بلند ہوئی دونون
قفس پنجے مین دبائے اور سناٹا بھر کر چلی مرنے سے اظلم کے اسقدر اندھیرا
تھا کہ سعد کی نظر نہ پڑی ہومان چلی گئی بعد جانے ہومان کے سب ساحر بھاگ
بھاگ کر چلے گئے سعد نے اپنے کو اکیلا پایا کہ پہلو سے وہ ضعیفہ آئی کہا ای شہریار
مین نے حضور کو آواز دی تھی یہان سے بارہ چودہ کوس پہ ایک قلعہ ہی کہ اُسکو
قلعۂ برقانیہ کہتے ہین برقان برق وش ایک ساحرہ ہی کہ نہایت زبردست ہی
وہان نور الدہر کو لے گئی اب آپ تکلیف نہ کرین سعد نے کہا میرے واسطے بدنامی
ہی مین ضرور جاؤنگا سب پوچھینگے کہ آپ گئے تھے وہان جاکر کیا کیا مین اس کا
کیا جواب دونگا ضعیفہ نے کہا اب وہان انتظام ہو جائیگا سعد نے نہ مانا اُس
باغ سے نکلے طرف قلعہ برقانیہ کے چلے مگر ہومان نور الدہر و عشاق تاجدار
کو لیے ہوے قلعہ برقانیہ مین آئی ایک قیدخانے مین نور الدہر و عشاق کو

قید کیا برقان برق وش اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ ہومان نے آکر سب حال بیان کیا
برقان نے کہا کہ اے ہومان قصر عجائب مین جا کر بیٹھو مین نے کل کتاب سوانحات
کو دیکھا تھا اسمین یہ مضمون لکھا پایا کہ قلعۂ برقانیہ مین مسلمانون کی عملداری ہو جائیگی
مین حیران تھی کہ مسلمانون سے مجھے کیا کام مگر سبب نکل آیا مین دل و جان سے کوشش
کرونگی آئندہ جو خداوند جمشید ثانی چاہین وہ ہوگا ہومان تو قصر عجائب مین گئی
مگر برقان رنجیدہ و کبیدہ اُٹھی محل مین آئی مُنہ لپیٹ کر پڑ رہی بیٹی اسکی نہایت حسین
جمیل مہران آفتاب جمال نامے ہے اسنے جو دیکھا کہ مادر مہربان مُنھ لپیٹے پڑی ہین
آکر پاس بیٹھی بہ محبت پوچھا کہ اے مادر مہربان مزاج کیسا ہے برقان نے کہا کہ اے
نور نظر ہومان جادو فرزند صاحبقران کو لیکر آئی ہے فلان قصر مین قید کیا ہے اُسکو
تو مین نے قصر عجائب مین بھیجدیا اور کتاب سوانحات مین یہ دیکھا کہ قلعۂ برقانیہ
مین مسلمانون کی عملداری ہو جائیگی مگر ایسا جوان یوسف مثال میری نگاہ سے نہین
گذرا مہران یہ حال سُن کر خاموش ہو رہی مگر دل پر ایک چوٹ لگی کہ مقام افسوس
ہے ایسا شخص ہمارے گھر مین قید ہوا اور ہم آرام کرین چل کر اُسے دیکھین کہ کس حال
مین ہے یہ سوچکر اُٹھی برقان سے کہا کہ اے مادر مہربان اگر حکم ہو تو مین قیدی کو جا
کھانا کھلا آؤن برقان نے کہا جاؤ مگر غور سے نہ دیکھنا تمام شاہزادیان نوجوان
حاکمان قلعہ کی رئیسان طلسم کی دختریں ہمالک ویران کر کے نکل گئین کچھ خداوند
کا خوف نہ کیا مجکو خیال آتا ہے کہ تمکو بھی ایسا ہی ولولہ نہ ہو مہران آفتاب جمال نے
سر کو جھکا لیا کہا اے مادر مہربان آپ جانتی ہین کہ مجکو مرد کے نام سے نفرت ہے فقط
اس خیال سے جاتی ہون کہ کل سے قیدی پر آب و دانہ بند ہے جو اپنے قبضے مین ہے
بھوکا پیاسا نہ رہے برقان نے کہا کہ بس مین نے سمجھا دیا ایسا نہ ہو کہ پھر افسوس
کرنا پڑے مہران نے کہا کہ آپ مطمئن رہین بلکہ کیا عجب ہے کہ کچھ آزار پہونچاؤن یہ کہکر
کھانا ساتھ لیا کنیز کے سر پر خوان رکھا آپ بھی چلی یہان نور الدہر کو آٹھ پہر سے
آب و دانہ گذر رہے ہین بسلسل و مطوق سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین کہ دروازہ مکان

کھلا دیکھا ایک شاہزادی سامنے سے آتی ہی ایک کنیز کے سر پر خوان کھانے کا ہی جمال بیمثال دیکھکر سکتہ ہوگیا مگر مہران نے جمال باکمال نورالدہر دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوئی قریب آکر دستر خوان بچھایا کہا ای شہریار یہ ساحر بڑے نامنصف ہین اپنے گھر مین قید کرنا اور آب و دانہ نہ دینا یہ کنیز اسی واسطے حاضر ہوئی ہی کہ آپکو خاصہ کھلائے نورالدہر نے ہاتھ کھینچ لیا مہران نے پوچھا انکار کا کیا باعث ہی نورالدہر نے کہا باعث انکار اختلاف مذہب ہی اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو ہم کھانا کھائین مہران فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا ای شہریار اصل تو یہ ہی نظم

تمھین بگڑنے نہ دے وصل مین تمھاری شرم — بنا لے بات کو رکھلے خدا ہماری شرم
بناؤ بھی تو بنانے نہ دے مرے دل کو — تمھاری آنکھ تمھاری حیا تمھاری شرم
کہا جو اُنسے کبھی ہمسے بھی ملیگی نگاہ — جواب کچھ نہین اسکا یہی پکاری شرم
وہ بات کہتے ہین جو یار سے نہ کہنی تھی — مٹا کے دیتی ہی کمبخت بیقراری شرم
نثار جان تو کی ہمنے اُنکے قدمون پر — مگر کمال یہی تھی وقت جان نثاری شرم
گنے گئے ہین جو ہم بت پرست ساری عمر — خدا سے آتی ہی کیا وقت دم شماری شرم
ملی نہ بزم مین آنکھ کسی کی آنکھ سے آنکھ — تلو وہ تم کو بچا لیگئی تمھاری شرم
ہمارے قتل کی مقتل مین پہلے یار آئے — عدو کے سامنے رکھ لے جناب باری شرم
جلال پھرون نہ اُٹھیگا سر مقتل [illegible] — وہ نیچی نیچی نگاہین وہ پیاری پیاری شرم

ای شہریار مین بدل و جان اطاعت دین اسلام کرتی ہون جس وقت سے جمال حضور دیکھا میرے ہوش و حواس درست نہین ہین بڑا افسوس ہی کہ ہومان کو ہی سن کی دراز صورت مین سیہ فام حرکات مین بد انجام کس کس طرح سے آپسے سوال وصل کرتی ہی آج مین اسکا اختتام کردونگی بعد اسکے اور تدبیر کرونگی کھانا تو آپ کو برابر پہونچیگا اُس بیحیا نے جو چاہا ہی کہ بے آب و دانہ مار ڈالونگی وہ تو نہ ہوگا باقی دیکھا جائیگا مگر یہ سمجھ لیجیے اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول مصنف نظم

کیا کہین آپسے کیسی ہی یہ بیماری دل — درد سے بھی نہین ہوسکتی ہی غمخواری دل

شیر مژگان نے اسے توڑ کے مارا اُس کو | پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
ای قمر شبیر ژیان سے بھی نہ خوف آئے مجھے | اسد اللہ رسد گر بمددگاری دل

نور الدہر نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مجھکو خیال یہ ہی کہ تم ساحرہ ہو جا کر فراموش کرو تو یہان
کون مدد کریگا ملکہ نے کہا ای شہریار ہین لاکھ بھولون مگر دل نہ مانیگا کھینچکر لائیگا اتنو
مین فکر مین ہومان کی جاتی ہون نور الدہر کو کھانا کھلا کر خوب تسکین دی کہا حضور
مطمئن رہین مین صورت رہائی کی پیدا کرونگی یہ کہکر نکلی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
دل دھڑکتا ہوا کلیجہ پھڑکتا ہوا کنیز کو رخصت کیا طرف قصر عجائب کے چلی ہومان کہ
قصر عجائب مین رہتی ہی اسنے جو خبر سُنی کہ مہران آفتاب جمال آتی ہین واسطے
استقبال کے اُٹھی آکر سلام کیا کہا کیون ملکۂ عالم آج کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا
مہران نے کہا کہ تم ہماری مہمان ہو منظور ہوا کہ آج تمہارے ساتھ شراب پئین گھڑی بھر
جلسہ رہے تمہارا ابھی دل لگے ہومان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دل تو اُس ظالم کے قبضے
مین ہی مگر وہ ظالم نگاہ اُٹھا کر نہین دیکھتا میرے نام سے اُسکو نفرت ہی کیون ملکہ مہران
تم تو بہت خوبصورت ہو مجھ مین کیا برائی ہی کہ وہ مغرور نہین قبول کرتا مہران نے
کہا کہ تمہاری صورت کی کیا تعریف کرون تم تو مجھے معلوم ہوتی ہو اس کالی صورت پر
چیچک کے داغون کے گڑھے پڑے ہوئے ہین معلوم ہوتا ہی گوبر پر اولے پڑے ہین وہ بڑا
بیوقوف ہی جو تمھین نہین قبول کرتا یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کر کے ہومان کو ہی
کو دیا ہومان بے اندیشۂ انجام پی گئی پھر دوسرا جام دیا ہومان لاؤ لاؤ کر رہی ہی
مہران پلا رہی ہی اسقدر شراب پلائی کہ ہومان بیہوش ہو گئی مہران نے اُس کا
سر کاٹا لاشہ وہین پڑا رہنے دیا آپ اپنے باغ مین آئی کنیزون نے پوچھا کہ واری کہان
تشریف لے گئی تھین ملکہ نے کہا کہ صاحبو میرا حال نہ پوچھو کس حال مین ہون مجھپر فلک
ٹوٹ پڑا ہی مین کیونکر صبر کرون کنیزون نے پوچھا واری کیا رنگ ہی مہران نے
بیان کیا کہ فرزند صاحبقران جو آکر قید ہوئے ہین اُن پر جان جاتی ہی ایسے خلیق ہین
کہ خلق و اخلاق کے پتلے ہین مین آج ملاقات کر آئی کنیزون نے عرض کی نہ گھبرائیے

جو حکم دیجیے ہم بجا لائین اگر حکم ہو تو ابھی قید خانے سے نکال لائین ہم تو آپ کے حکم کے
پابند ہین آپکی راحت سے ہم کو راحت ہی اگر آپ کو ملال ہوا تو ہم کو کون پوچھیگا مگر
اس مقدمے مین بڑی خرابیان ہین اُنکو تو آپ جانین ہم خیر خواہان دولت ہین ملکہ نے
جب سب کنیزون کو محبت مین ثابت پایا بہت خوش ہوئین دوسرے دن مہربان سے
ملاقات کی کہا ای مادر مہربان مین قید خانے مین گئی تھی وہ شاہزادیان کون ہین جو
اِن ایسون پر عاشق ہوئین اپنے کو ملعون و بدنام کیا اپنے گھر ویران کیے مان نے
کہا بیٹا کیا کہنا یہی چاہیے جو تمنے سوچا ہی بڑے بڑے شاہون کے پیام آرہے ہین
ہم تمھاری شادی بڑی دھوم سے کرین گے مہران نے کہا کہ اے مادر مہربان مین
شادی نہ کرونگی مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی اگر حکم ہو تو پھر کھانا پہونچا آؤن یہ
سُن کر برقان نے کہا کہ تمھین اُسکے حال پر رحم آیا مہران نے کہا فقط یہ خیال ہی
کہ ہمارے گھر مین قید ہی بھوکھا نہ رہے اس وجہ سے آب و دانہ پہونچاتی ہون مین
یہ حیران ہون کہ ہومان نے اپنے کو کیون بدنام کیا ہی کہ نور الدہر پر مرتی ہی ناحق
اُن کا دم بھرتی ہی وہ جوان ایسا کیا خوبصورت ہی فقط چربی کا پتلہ ہی اُس پر کیا
جان دینا یہ کہکر کھانا کنیز کے سر پر رکھا اور مہران چلی جب مہران جا چکی تو چند کنیزین
روتی ہوئی آئین عرض کی واری عجب معاملہ ہوا کہ ہومان کا قصر عجائب مین لاشہ
پڑا ہی برقان نے کہا کہ ارے وہان کون آیا تھا اگر ساحر سُنین گے تو مجھے بدنام کرینگے
کسنے اُسکو قتل کیا کنیزون نے عرض کی واری شب کو آپ کی صاحبزادی گئی تھین
دیر تک صحبت رہی پھر صبح کو ہمنے اُن کو نہین پایا اُسکا لاشہ دیکھا ایک خنجر پڑا ہی
برقان نے کہا کہ وہ خنجر اُٹھا لاؤ معرکہ یہ ہوا کہ مہران نے جس خنجر سے ہومان کا
سر کاٹا تھا وہ خنجر وہین بھول آئی خواصین جاکر خنجر اُٹھا لائین جیسے ہی برقان نے
دیکھا وہ خنجر بیٹی کا پایا خاموش ہو رہی کہ آئیگی تو پوچھونگی کہ ہومان نے تیرا کیا
نقصان کیا تھا کہ تو نے قتل کیا برقان اس فکر مین بیٹھی ہی مگر مہران آفتاب جمال
جو قید خانے مین آئی پہلے شاہزادے کو کھانا کھلایا دیر تک باتین رہین بعد اُسکے

دل نے بھی کہا کہ اسکو لیچلو باغ مین چل کر رکھو کہا ای شہریار قید خانے سے نکل چلیے یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ قید میری دور کرو تو مین چلون مہران نے سحر کرکے نور الدہر کو بیہوش کیا گود مین پنچہ دیکے اڑی اپنے باغ گل فشان مین آئی نور الدہر کو بٹھایا پھر آپ بھی پہلو مین آکر بیٹھی گائن کو اشارہ کیا وہ نہایت شوخ و شنگ خوش آواز سامنے بیٹھ کر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری — میرے رونے کو ہنسا لائیگی حسرت میری
نہ کہین غیر کے روکے سے بھی یارب اک دن — ادھر آنے ہین وہ بنجائین طبیعت میری
جان دیکر بھی یہ کہتا ہون انکھین کچھ نہ دیا — حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری +
ناتوانی کا گلہ تجھسے ہو کیا تاب ای عشق — شکوہ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری
آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو + — خود ٹھہرتے ہو نہ منظور رہی رخصت میری
ٹھوکرا کے لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین وہ — آ لگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری
رو کے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے — وہ تو ہنستے بھی نہین سنکے مصیبت میری
منہ لگائین تو سمجھکر وہ لگائین مجکو + — کچھ نہ بن آئیگی بگڑیگی جو عادت میری
دلسے کہتا ہی جگر وقت خریداری درد — مین بھی حاضر ہون جو منظور ہو شرکت میری
یار کو ڈھونڈھ نکالینگی یہ آنکھین ہی جلال — کچھ پتا دل کا لگائیگی جو حسرت میری

شب بھر یہان تو جلسہ رہا مہر قان انتظار مین رہی جب صبح ہوئی تو کنیزون سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ رات کو مہران کہان رہی مین رات بھر جاگی کہ وہ آوے تو اس سے پوچھون مجکو رنگ بے رنگ معلوم ہوتا ہی ایک کنیز سے کہا کہ تو باغ گل فشان مین جا ملکہ سے کہنا کہ تمھاری مادر مہربان بلاتی ہین اور ایک کنیز سے کہا تو جاکر قید خانے کی خبر لا وہ کنیز طرف قید خانے کے چلی آ کے دیکھا کہ قید خانہ کھلا پڑا ہی ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہین دونون قیدی فرار اور قید خانے مین ایسی ہیبت ہی کہ خوف معلوم ہوتا ہی بس کنیز پلٹی آتے ہی کہا داری قید خانہ تو خالی پڑا ہی قیدیون کے نام و نشان بھی نہین اور اندر جاتے خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو اندر جائین کوئی کھا جاوے

برقان اُٹھی قید خانے مین آئی پانون کا نشان دیکھ کر وہان کی خاک لی اور اُس کا ایک
پُتلا بنایا سامنے بٹھا کر پوچھا کہ بحق سامری بتا کہ تو کون ہی پتلے نے ہنس کر کہا کہ گھر سے
آگ لگی آپ کی صاحبزادی قیدی کو لے گئین برقان جل گئی غصے سے کانپنے لگی کہ وہ
کنیز آئی جو باغ گل فشان مین گئی تھی کہا دار دروازے پر باغ کے محلدار
بیٹھی ہی اُسنے مجھے اندر نہ جانے دیا کہا ملکہ کا مزاج اچھا نہین ہی اور ملکہ نے اندر سے
کہلا بھیجا کہ مادر مہربان سے کہدینا مین حاضر ہوتی ہون برقان نے کہا لو صاحب حال کھل گیا
ہو مان کو بھی اسنے اسی رشک مین مار ادہ اپنے کو عاشق قرار دیتی تھی معلوم ہو گیا
کہ نورالدہر کو اسنے باغ گل فشان مین لیجا کر رکھا ہی مین کیا زندہ چھوڑونگی
یہ کہکر اُٹھی عقاب پر سوار ہوئی بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باغ کی طرف چلی یہان
مہران رات بھر عیش مین رہی صبح کو بچھونے پر پڑی سو رہی ہی کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی
آپ کی والدہ آتی ہین بارہ ہزار جادوگر ہمراہ ہین نورالدہر اُٹھے کہا مین جا کر اُسے
روکتا ہون مہران نے کہا کہ آپ کا کام نہین ہی ساحر سحر کرین گے مین ابھی تدبیر
کرتی ہون یہ کہکر اُٹھی باہر باغ کے آکر ایک دو گولے مارے کہ دیوار آہن
بن کر تیار ہوئی آپ کوٹھے پر چڑھ کے بیٹھی کنیزین ساتھ ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی
دیکھا برقان مع ساحرون کے آکر پہونچی دیوار آہن دیکھکر برقان بہت جھلا گئی بڑھ کر
ایک گولہ مارا دنا دنا ہوا دیوار سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے جس ساحر پر شعلہ گرا وہ جلکر
خاک ہوا جب تو برقان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے اُن پر اپنا
خون ڈالا پیچھے ہٹ کر وہ ماش کے دانے پھینکے جھراٹے کی آواز آئی دیوار گر گئی
ہزار ساحر دیوار مین دبے برقان نے پکار کر آواز دی ای کشتگان سحر افسوس نکرنا
تمھارے خون کا بدلہ لونگی مہران نے بالاے قصر سے دیکھا کہ دیوار گر گئی اور برقان
آتی ہی سینگ کی کمان اور سینگ کے تیر جھولی سے نکالے ایک طرف سے کنیزون
نے تیر اندازی شروع کی ایک طرف نورالدہر تیر و کمان لیے کھڑے ہین تیر اندازی
کر رہے ہین برقان نے دیکھا کہ باغ سے تیر آتے ہین کئی سو ساحر مر کر گر چکے ہین

برقان نے جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپرین کاٹکر اُڑادین وہ سپرین اُڑنے لگین جب باغ سے تیر آیا اُن سپرون نے سینہ سپر کیا یہان نور الدہر سے ملکہ نے کہا اب وقت مشکل ہی نور الدہر نے تیر و کمان پھینکا کلاہ سر سے اُتاری کلاہ کو ہاتھون پر رکھا پکار اُٹھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس مشکل کو آسان کر نظم

ذات تست ای مالک ملک کمال — قادر مطلق خدای لایزال
هست بر تو حالت ماضی عیان — منکشف احوال استقبال و حال
از تو شد پیدا و آخر سوی تست — بازگشت خلق هنگام مآل
خاکساران را عنایت میکنی — حکم و ملک و دولت و جاه و جلال
رنگ و بو هر گل ز الطاف تو یافت — از تو شد سرسبز هر رنگین نهال
مرد مفلس را تو سیم و زر دهی — مرغ بی پر را تو بخشی پر و بال
لطف کن لطف ای خداوند جهان — مهر کن مهر ای خدای ذوالجلال
هست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

کنیزین آمین کہہ رہی ہین مگر برقان سب کے آگے ہی اسنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ نور الدہر پہلو مین ملکہ کے کھڑے ہین تیر پھینک رہے ہین پکار کر آواز دی کہ او گبرو بریدہ ہمنے اسی دن کے لیے یہ سحر تعلیم کیے تھے کہ تو ہمارے لشکر کو پامال کرے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون اب تو مہران گھبرائی نور الدہر نے چاہا کہ کوٹھے پر سے کود پڑون مہران روک رہی ہی نور الدہر کہتے ہین ملکہ وہ قریب آچکی ہی مین ابھی جاکر اُسکے دو ٹکڑے کرتا ہون مہران کہتی ہی وہ ساحرہ ہی سحر کریگی آپ کی تلوار نہین چل سکیگی مگر نور الدہر نے نہ مانا تلوار کھینچکر کوٹھے پر سے کود پڑے عشاق تاجدار بھی کود پڑا اگر نور الدہر نے نعرہ کیا کہ باش او مکارہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان یعنی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ٭ کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانندہ ٭ پناہ لشکر اسلام

نورالدہر کز ہیبش ٭ صد و در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده ٭ نعرۂ دیگر زطفلی بجرأت ہنر داشتم ٭ لقا را بیک دست بر داشتم ٭ ظفر بر یلان عرب یافتم ٭ سنہ نوجوانان لقب یافتم ٭ نعرہ کرکے چند قدم بڑھتے تھے کہ برقان نے سحر کیا پاؤن زمین نے تھام لیے ہر چند چاہتے ہین کہ آگے بڑھون مگر زمین پاؤن نہین چھوڑتی ایک طرف عشاق کھی جما ہوا کھڑا ہی یہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی مہران نے جو یہ معاملہ دیکھا بیتاب ہوگئی حیران تھی کہ ای مہران کیا کرون آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے برقان تلوار کھینچ کر بڑھی پکارتی ہوئی کہ پہلے اس منفی کو تو قتل کرون اسی کی ذات سے یہ فساد بڑھا ہو مان کو بھی کا مارا جانا باعث بدنامی ہی اب شہرت ہوگی کہ مہران بنیرۂ حمزہ پر مائل ہوئی مان سے بھی لڑی آخر کچھ نہ ہوا برقان نے سب کو قتل کیا یہ کہکر آگے بڑھی منظور یہ ہی کہ نورالدہر کو قتل کرکے بالاے بام جاؤن مجھو نسے پکڑ کر مہران کو کھینچ لاؤن مہران اُس وقت نہایت بیقرار ہی ادہر نورالدہر دیکھتے ہین کہ موت کا سامنا ہی کیونکہ بچینگے ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہین ایسا نہو کہ یہ بیچیا میرے قریب آجائے اور تلوار مار دے ای رحیم و کریم سوا تیرے کون بچائیگا یہ کہکر سوچتے ہین کہ کیا تدبیر کرون پاؤن پر اختیار نہین کہ یہانسے نکل جاؤن کیونکر جان بچاؤن اُدھر مہران نے بھی بلاک کردعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد بن قباد مرکب کو اُڑاتے ہوے سامنے آئے آکر یہ معاملہ دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ او ساحرہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ زبان کھینچ لونگا داہنے ہاتھ سے داہنے گردے کو دابا بایان ہاتھ بائین جانب رکھا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ بادشاہ سپہ منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ ہزبر دمان شاہ اسلامیان نہال گلستان صاحبقران ٭ زمین تھرا گئی برقان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا بادشاہ گھوڑا جھپکا کر لشکر پر آگرے ساحر قتل ہونے لگے برقان نے بھی پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوان یوسف مثال صاحب جاہ و جلال لشکر کو قتل کر رہا ہی نعرے بھی کر رہا ہی بادشاہ نے نورالدہر کو جو بیکار دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مگر مہران

نے جو شاہ کو دیکھا کوٹھے سے کود پڑی پکار رہی ہو کہ اس تشریف لانے کے قربان وشار
سیرقان حیران دیکھ رہی ہو کہ جس ساحر نے سحر کیا اپنے سحر مین آپ پھنسا اُسکو
بادشاہ نے بڑھ کر ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے سیرقان نے پکار کر آواز دی کہ ای
کلنگ ابلق سوار تو تو پہلوان بھی ہی اس جوان کو روک لے کلنگ نام ایک
پہلوان باتیغ صف مین کھڑا تھا آگے بڑھا ایڑھا کر للکارا کہ او جوان مجھسے تو مقابلہ کر
منہ کلنگ ابلق سوار بادشاہ پلٹ پڑے کلنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ
اُسکا توڑ ڈالا جب نیزہ ٹوٹا کلنگ گھبرایا قبضہ پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے
تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے بازو بچا کر کلائی تھام لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے
اُٹھا لیا آسمان کی طرف پھینکا اُترتے وقت چورنگ ہوا کی قلم کیا سیرقان نے جو
دیکھا کہ کلنگ ایسا پہلوان مارا گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا جی مین کہتی ہے کہ
کلنگ ابلق سوار ایسا پہلوان صاحب زور و طاقت یون بہ آسانی مارا گیا مگر
بادشاہ نے کلنگ کو مار کر مرکب بڑھایا اپنے کو قریب نور الدہر پہونچایا عکس لوح
ڈالا نور الدہر کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی زمین نے پاؤن چھوڑے اسے جو خیال
کیا ہاتھ پاؤن مین طاقت پائی بادشاہ کے ہمراہ ہوے آکر فوج سیرقان پر گرے
ساحر قتل ہونے لگے مگر سیرقان خیال کر رہی ہو کہ یہ جوان کون ہی جسپر سحر تاثیر نہین
کرتا ایک کنیز نے کہا کہ واری یہ طلسم کشا ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا نہین معلوم یہ یہان
کیونکر پہونچے سیرقان نے کہا کہ تلاش مین ہو مان کی آگے ہونگے وہ بھیجا یہ آفت
ڈال گئی آخر قتل ہوئی مگر میری بربادی ہوئی اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرتی ہون تو قتل
ہوتی ہون تم لوگ تو بھاگ کر قصر عجائب مین چلو مین خدمت شاہزادہ مین جاتی ہون
اُنسے تو اطلاع کرون دیکھون وہ کیا کہتے ہین یہ کہکر اپنے کو زمین پہ گرایا ایک طائر
کی شکل بن کر اُڑتی ہوئی چلی ساحر سب بھاگے مہران نے آکر سعد شہریار کو سلام کیا
سعد سمجھ گئے کہ یہ نور الدہر پر عاشق ہی سوچے کہ یہ صاحب اقبال ہی ایک ایک
ساحرہ مہر شاہزادے کے ساتھ ہی مہران نے عرض کی کہ باغ مین تشریف لے چلیے

بادشاہ نے فرمایا کہ مین تو برسر راہ ہون نورالدہر نے عرض کی کہ ضرور تشریف لے چلیے
سب آپکے مشتاق ہین بادشاہ نورالدہر کے ساتھ اندر باغ کے آئے ایک طرف
عشاق تاجدار اور ایک طرف نورالدہر نامدار بیچ مین بادشاہ جمجاہ مہر ان
زر نثار کرتی ہوئی لاتی ہی جب بادشاہ باغ مین تشریف لائے تو باغ پر بہار دیکھا
عندلیبان نغمہ سرا پہلو سے گل مین پھول کر بیٹھی ہین زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہوا کی
چمن آرا رہے ہین پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ بھی خندان کرنے لگے روش
پر سرخی کی ہوئی سبزہ بیدار ہی تمام زمین زمردنگار ہی وسط باغ مین آکر مسند پر بیٹھے
نورالدہر دست بستہ سامنے کھڑے ہین بادشاہ نے پہلو مین بٹھا لیا فرمایا اے
شاہ جوانان ماشاء اللہ کیا شوکت و جلالت ہی یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین
نوشتہ پایا کہ اسی باغ کے گوشہ مین دہنہ نقب ہی اُسمین داخل ہو تیسرے مرحلے
کا نشان ملیگا بادشاہ نے نورالدہر سے کہا کہ اے تم تو لشکر مین جاؤ مین براے
فتاحی مرحلہ جات جاتا ہون نورالدہر نے اُسی وقت تدبیر کی آپ گھوڑے پر
سوار ہوے ملکہ کو تخت پر سوار کیا عشاق تاجدار ہمراہ ہی کنیزون نے ایک
ابر بنایا اُسمین مخفی ہوکر ساتھ ہوئین یہ تو طرف لشکر کے چلتے ہین مگر بادشاہ جمجاہ
طرف مرحلہ ثالث کے جاتے ہین اُدھر برقان برق وش افتان و خیزان حیران و
پریشان قریب قصر ہفت رنگ کے پہونچی دیکھا دو دریاے لشکر جوش مار رہے
ہین طرف قصر کے چلی یہان جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہو کہ رہا ہو آج کئی دن گذرے
کہ لشکر بادشاہ تنہا ہی بادشاہ لشکر مین نہین ہین یارو اگر لیل جنگی بجواتے تو تا آنے
سعد کے لشکر کا تو خاتمہ کر دیتا کہ برقان نے آکر سلام کیا جمشید نے دیکھا کہ رنگ
روے برقان متغیر ہی کے تخم مین کلیجہ پکڑے ہوے آہ آہ کرتی ہو دل سجدہ کو جھکی
جمشید نے کہا کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم برقان نے سر
اُٹھایا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین جمشید نے کہا کہ اے برقان خیر تو ہی بہت
بدحواس مضطر پاتا ہون برقان رونے لگی کہتی تھی کہ یا خدا اور حقیقت تو یہ ہی کہ بندگی

آپکی شباہ ہو گئی ہو مان کو بہی قید نور الدہر لیکر میرے قلعے مین پہونچی مہران اسپر
عاشق ہو گئی ہین سنے جاکر گہیرا نور الدہر کو بہی سحر سے بیکار کیا تہا مہران آفتاب جمال
بہی بدحواس تہی مگر عین وقت پر سعد شہریار پہونچ گئے تب ہین شکست کہا کے بہاگی
کیپل کر قدرت سے اطلاع کرون جمشید نے کہا کہ ای برقان قدرت خود ہی پریشان
ہو رہے ہین مگر اب جاؤ نہ بادشاہ سے ملاقات ہو گی نہ نور الدہر ملین گے مہران
کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے آتے ہین اگر جی چاہے تو جا کر راہ مین روکو برقان نے
کہا یا خداوند طلسم کشا تو ساتھ نہین ہی جمشید نے کہا کہ وہ تیسرے مرحلے پر گئے ہین اب
اُن سے ملاقات نہ ہو گی اور پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ساحر ہی کہ برقان
کے ساتھ جائے مہران و نور الدہر کو گرفتار کر لائے ایک ساحر پہلوان وضع سحر
مین بے نظیر نام اُسکا صیاد صید گیر تہا اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ نور الدہر تو
میرا حصہ ہی مہران کو برقان گرفتار کرینگی صیاد ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہو سب
تیار ہوے صیاد گینڈے پر سوار ہوا برقان طاؤس سحر پر اس کروفر سے برقان چلی
قضائے کار میثاق کوہ گردان افسر لشکر بادشاہ اسلام کنارے پر اپنے لشکر کے کہڑا
تہا کہ اُسنے دیکہا فوج کفار جاتی ہی ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ لوگ
کہان جاتے ہین ہرکارے گئے اور چشم زدن مین پلٹ کر آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی
قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ۔ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ۔ نگین سعادت
بنام تو باد ۔ ہمہ کار عالم بکام تو باد ۔ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و
گداز ہو نور الدہر و مہران آفتاب جمال آتے ہین اُنکے روکنے کو یہ لوگ گئے ہین
میثاق بہی یہ سُن کر اُسی وقت روانہ ہوا شاہزادیون کو خبر نہ کی مگر سردار حسینان
جب بارگاہ مین آئین تو پوچہا کہ آج افسر کلان ہمارے کہان ہین کسی نے کہدیا کہ برآ
مد نور الدہر گئے ہین سردار حسینان بہی اُسی وقت روانہ ہوئین بحرین جادو کہ
اسکو میثاق سے تعلق ہی یہ خبر سُن کر یہ بہی فوراً چلین بحرین کے جانے سے سب شاہزادیون
کو معلوم ہوا سب فرداً فرداً چلین مگر نور الدہر و مہران منزل بہ منزل آتے ہین چونکہ

منزل ہو ایک صحرا مین پہونچے وہان ایک کنوان پختہ تھا مہران نے کہا ٹھہر جائیے
پانی پی لین تو چلین نور الدہر نے مرکب کو روکا مہران نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ
کنوئین سے پانی بھرو کنیزین پانی بھر بھر کر پینے لگین ملکہ کو بھی پلایا منھ ہاتھ بھی دھوئے
سب کنیزین کنوئین پر جمع ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مہران نے کہا کہ حضور ہوشیار ہو جائیے
لشکر آتا ہو کیا عجب ہو کہ ہرقان نے جا کر جمشید سے فریاد کی ہو اور اُسنے لشکر روانہ
کیا ہو بہتر اسی مین ہو کہ یہ موتیون کا مالا پہن لیجیے کہ اسپر سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر موتیونکا
مالا نور الدہر کو پہنا دیا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے صیاد صید گیر گینڈے
کو اُڑاتا ہوا ایک طرف ہرقان پشت پر ساٹھ ہزار ساحر جیسے ہی صیاد نے دیکھا کہ ملکہ
مہران بالاے چاہ کھڑی ہین نور الدہر گھوڑے پر سوار زیر چاہ کھڑے ہین کنیزون
کا بالاے چاہ ہنگامہ ایک سے ایک کہ رہی ہو کہ بوا مجھے بھی پانی پلا دو جہان ایک کو پلایا
دوسری بھی ہنستی ہوئی آئی کہا بوا مجکو بھی بڑی پیاس ہو صیاد نے گینڈا بڑھایا اور پکارکر
آواز دی کہ کیون او اجل رسیدہ پرائی بیٹی کو لیکر سر بازار جاتا ہو کچھ خوف نہین میرے
تو مقابلے مین آ نور الدہر نے مرکب مہمیز کیا اور صیاد کی طرف چلے آکر ٹکا ور زین ہوے
چار قدم گینڈا صیاد کا پیچھے ہٹا دو قدم گھوڑا نور الدہر کا پیچھے ہٹ کر رہگیا صیاد
نے کہا کہ او جوان اسپر ناز نہ کرنا کہ گینڈا میرا زیادہ ہٹا مین نے بڑے بڑے معرکے
سر کیے ہین جس قلعے پر گیا اُسے ویران کیا میرے ہاتھ سے حریف نہین بچتا نور الدہر
نے کہا کہ او مغرور اس زبان درازی سے کیا فائدہ یہ تو میدان کارزار ہو زبان تیغ
سے کلام کر کہ کچھ مزہ بھی ملے صیاد نے نیزہ مارا اور سحر بھی کرتا جاتا ہو نور الدہر نے
نیزہ اسکا توڑ ڈالا صیاد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا
نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا جھنجھناٹے کی صدا بلند ہوئی نور الدہر نے
وار اسکا روک کر تیغہ خارہ شگاف کا ہاتھ مارا صیاد نے سپر اُٹھا دی مگر تیغہ
خارہ شگاف سلیمانی دست زبردست نور الدہر نوجوان تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر کے
دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تیغے نے خود کو کاٹا سراسر سر کو دو نیم کرتا ہوا تا بکرگاہ

پہونچا نورالدہر نے نعرۂ تکبیر کیا مگر برقان نے جو لاشۂ صیاد دیکھا فوج سے کہا
کہ ان سب کو گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر ایک طرف سے چلے ایک طرف سے برقان
لینا لینا کہتی ہوئی چلی نورالدہر نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا مرکب کو بڑھا کے
نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر سے نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر اشہب ستارہ حشم
شاہزادہ نورالدہر۔ مہران نے دیکھا کہ شاہزادے پر فوج کا بلوہ ہی کنیزون سے
اشارہ کیا اور تڑپ کر بلند ہوئی برقان نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی یہ
کہکر گولہ مارا مہران کے قریب جا کر گولہ پھٹا شعلہ ہاے آتش گرنے لگے مہران ہرچند
چاہتی ہی کہ اپنے کو بچاؤن مگر شعلے نہین موقوف ہوتے برقان کہتی ہوئی چلی کہ
او گیسو بریدہ اس سحر کا دفعیہ مین نے تجھے نہین بتایا تھا یہ سحر ساختۂ سامری ہی
مہران اُس وقت بدحواس ہی پیچھے ہٹتی جاتی ہی اپنے کو بچاتی ہی اور برقان نیچے کھینچے
ہوے آتی ہی کہتی ہوئی کہ او گیسو بریدہ دیکھو کیسی تجھ کو سزا دیتی ہون بدلہ سرکشی کا لیتی ہون
مہران نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھی کہ اے سامع الدعوات و اے
رحمن و رحیم اس آفت سے نجات دے

نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ — زانکہ بخشد حق گناہ عذرخواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی — کن بہ اصل خویش ای خاکی نگاہ
بندۂ حق ہستی ہمچو بندگان — گرچہ باشی در ولایت پادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر — یاد کن حق را بہ ہر شام و پگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل میشود — در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زآب اشک از نامۂ اعمال خویش — کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت دنیا نہ دارد اعتبار — ہان مشو غرہ بہ ملک و مال و جاہ
دور کن از خاطر خود دمبدم — ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ
تا رسی بر منزل صدق و یقین — از عنایت ہاے رب العالمین

بیقرار ہو کر جو مہران نے دعا کی مینا ق کوہ گردان کہ اُڑا ہوا آتا تھا اسنے دور سے

دیکھا کہ مہران شعلۂ آتش میں گھری ہوئی ہی اور برقان تلوار کھینچے ہوئے آتی ہی
مہران حسرت و یاس میں پیچھے ہٹتی چلی آتی ہی اپنے کو شعلوں سے بچاتی ہی میثاق نے
وہیں سے نعرہ کیا کہ او برقان خبردار آگے نہ بڑھنا منم میثاق کوہ گردان برقان
نے جو میثاق کو دیکھا قلب کانپ گیا میثاق نے قریب آکر آسمان پر اشارہ کیا ایک
لکۂ ابر سیاہ آسمان پر نظاہر ہوا اُسی مقام پر برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بجھے برقان
نے اپنے کو زمین پر گرا دیا کنیزوں کو قتل کرنے لگی کنیزوں نے جو فریاد کی ملکہ مہران
بھی زمین پر آئیں ایک طرف سے میثاق کا سحر چل رہا ہی آگ برس رہی ہی اُدھر
برقان جب تڑپ کر گرتی ہی دو چار کنیزوں کے سر اُڑا دیتی ہی مہران کو بہت ناگوار
ہوتا ہی کنیزوں کو آکر بچاتی ہی ایک طرف نورالدہر فوج میں ڈوبے ہوے ہیں
برقان نے جو دور سے دیکھا کہ نورالدہر جاکر ایک غول پر گرے اور افسروں کو
تاک تاک کر مارا یکایک برقان کڑک کر گری گھوڑے کے پانوں قلم کیے نورالدہر
گرے برقان نے چاہا برق بن کر گردن اور کاٹ کر شاہزادے کو نکل جاؤں مہران
نے سینہ سپر کیا کئی زخم کھائے مگر نورالدہر کو بچا رہی ہی نورالدہر چاہتے ہیں
زمین سے اُٹھیں مگر ہاتھ پانوں میں قوت نہیں پاتے میثاق نے جو دور سے دیکھا
کہ نورالدہر پر سحر غالب ہو گیا مہران چاہتی ہی جان دوں مگر شہریار کو بچاؤں جب
برقان سحر کرتی ہی برق تڑپ کر گرتی ہی ہرچند مہران دفع بھی کرتی ہی مگر کبھی سر
زخمی ہوا کبھی شانہ نشانہ ہو گیا نہایت بحواس ہو رہی ہی میثاق نے للکارا کہ او
برقان خبردار مہران پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ گھس کر مارونگا برقان نے جواب دیا
کہ او میثاق کیوں دیوانہ ہوا ہی مجکو کہاں پائیگا اگر میرا جی چاہے تو مخفی رہوں
تیرا وہم و خیال بھی نہیں پا سکتا یہ کہکر ایک گولہ میثاق پر مارا میثاق نے وہ گولہ
ترا شا گولے سے دھواں نکلا میثاق کی آنکھیں بند ہونے لگیں مگر جھوم کر آواز دی
کہ او برقان کیوں تیری شامت آئی ہی یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا کہ اسباب سحر
نکالوں کہ تمام صحرا روشن ہو گیا صاف معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تاباں نمایاں ہوا درخت

وجد مین آ کے تیتے تالیان بجانے لگے پھولون نے آنکھین کھولین نہرون کا جوش وخروش
ہی مچھلیان تڑپ کر نکلین مثل طائرون کے اُڑنے لگین سب حیران حیران دیکھ رہے ہین
کہ نعرہ ہوا منم سردار حسینان میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادی والاقدر
برقان کو لینا نورالدہر و مہران اسی کے سحر مین ہین سردار حسینان نے چوڑیان
ہاتھ سے اُتار کر پھینک مارین چوڑیون کے ٹکڑے اُڑ گئے ایک ابر پیدا ہوا ابر سے
اسقدر پانی برسا کہ شعلہ ہاے آتش بجھ گئے نورالدہر کے ہاتھ پاؤن مین طاقت
آئی کہ دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم بحرین جادو بحرین نے آکر زمین پر دوہتھڑ مارا
کہ دریاے قہار وزخار پیدا ہوا سب ساحر ڈوبنے لگے پکار کر کہا کہ ای برقان
ہم کو بچائیے ہم لوگ غرق دریا ہوتے ہین اپنی بے آبروئی پر روتے ہین پناہ پانی
مشکل ہی کہ ایکطرف سے نعرہ ہوا منم یاسمن گلگون پوش یاسمن نے آتے ہی اپنا
رنگ جمایا ساحرون کو معلوم ہوتا تھا کہ شیران صحرا نے آکر گھیرا چیخین مار کر بھاگتے تھے
اُدھر سے دریا کا غراٹا ہوا گرے اور غرق دریاے لعنت ہوے بعضون کو نہنگ نگل گئے
بعض کو مچھلیون نے مارا دریا سے اُڑتی ہوئی نکلین اور جسکے سینے پر پڑین توڑ کر پشت کو
پار کر گئین ہزارہا ڈوب رہے ہین ہزارہا فریاد کرتے ہین کہ ای برقان اسی واسطے
ہم کو لائی تھین اب بچاتی نہین برقان دیوانہ وار و وحشی مثال بھاگی بھاگی پھرتی ہی
کسی طرف میثاق کا سامنا ہوا کسی طرف سردار حسینان نے للکارا کسی طرف
بحرین نے طوفان برپا کیے کہین راستہ نہین ملتا چاہتی ہی بھاگ کر نکل جاؤن اور
کسی طرح جان بچاؤن مگر جدھر جاتی ہی اُدھر سے بھاگتی ہی ایک نخل کے نیچے آکر ہانپتی
ہوئی ٹھہری کہ آواز آئی او برقان کہان جاتی ہی برقان نے پلٹ کر دیکھا میثاق
آتا ہی ہوش اُڑ گئے سوچی کہ اگر اس ظالم سے مقابلہ ہوا تو جان نہ بچیگی دو لتون پاؤن
زمین پر مارے اور غرق ہو گئی میثاق نے بہت کد کی کہ نہ جانے دون اور اس کو
روکون مگر برقان نکل گئی زمین برابر ہو گئی بحرین نے سب فوج کو ڈبو یا دم بھر مین
میدان صاف ہو گیا میثاق وغیرہ آکر نورالدہر سے ملے مہران سب شاہزادیون

ملین اس جلسے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئین جی مین کہتی ہین ای مہران یہ شاہزادیان سب
مسلمان ہوئین جب تو طلسم کشا یہان تک پہونچے میثاق ایسا ساحر جلیل وزیر اعظم
خداوند تھا کوئی تو اُس نے صدمہ ایسا پایا کہ طلسم کشا کے آکر شریک ہوا سپر دانستہ
ایسی شاہزادی کہ جسپر جمشید جان دیتا تھا اور یاسمین گلگون پوش کہ اسپر بھی قدرت
پسند تھے سب ادھر آگئے اِنمین میری خوب گذریگی اب لشکر جمشید سے مقابلہ پڑیگا سحر کا
بھی امتحان ہوگا سعد شہریار مرحلے سے پلٹ کر آجائین تو جنگ عظیم واقع ہو لطف
سحر ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اب جمشید کا بچنا دشوار ہی کہان جا کر چھپیگا سب شاہزادیون
مین کھلی ملی ہوئی باتین کرتی ہوئی جاتی ہی اُدھر ملکہ بہار اعجاز بیان کہ سب کے بعد
چلی تھین مگر یہ سُن لیا تھا کہ برقان نور الدہر وغیرہ کو رہ گئی ہی ایک پہاڑ
پر آکر ٹھہرین چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ کس طرف جاؤن یکایک زمین تھرائی دیکھا
کہ برقان برق وش نے زمین سے سر نکالا بہار اعجاز بیان سمجھ گئی کہ یہ شکست
کھا کر بھاگی ہی ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی صورت تبدیل ہو گئی معلوم ہوتا
ہی کہ کوئی گنواری ساحرہ ہی پہاڑ سے اُتر کر برقان کو سلام کیا کہا بی بی کیون اسقدر
گھبرائی ہوئی ہو ہمارے گانؤن مین چلو پانی پیو ہوش اپنے درست کرو ایسا نہو کہ
دشمن آجائے برقان نے کہا کہ یہان دشمن کون ہی اُس ساحرہ نے کہا کہ مسلمانون کے
عیار پھرا کرتے ہین لڑکون کو مار ڈالتے ہین زیور اُتار لیتے ہین اور اُنکو کوئی پہچان
نہین سکتا برقان نے کہا کہ تمھارا گانؤن کہان ہی تھوڑی دیر ٹھہرونگی گنواری
نے کہا کہ وہ دیکھیے سامنے گانؤن ہی یہ جو کھیت دھانون کا لہلہا رہا ہی یہ کھیت
میرا ہی خوب مین نے پانی دیا کہ کھیت کی یہ نوبت ہوئی ہزار ہا من دھان ہوگا مین
ابکی سال امیر ہو جاؤنگی کھانے کو بھی رکھونگی مہاجن کی رقم بھی ادا کرونگی برقان
سمجھ گئی کہ یہ گنواری ہی عجب طرح کی باتین کرتی ہی اسکے گانؤن مین چل کر ٹھہرین دم لین
یہ سوچکر گنواری کے ساتھ چلی تھوڑی دور چل کر دیکھا ایک کھیت سر دون کا ہی برقان
نے پوچھا کہ کیون بوا یہ کھیت کسکا ہی گنواری نے کہا کہ میری سمدھن کا یہ کھیت ہی

برقان نے کہا ہین ایک سردہ لون گنواری نے دو تین سردے توڑ کر برقان کے سامنے
رکھے برقان نے ایک سردہ کاٹا کھانے لگی ایسا لذیذ تھا کہ کئی سردے کھا گئی اب تو رگ و
ریشے مین سحر پہونچا تھا کہا کہ کیون بوا تمھارا مکان کہان ہی گنواری نے کہا کہ میرے
مکان کا قصر ہفت رنگ نام ہی اب تم کو مناسب ہی کہ وہین جاؤ اگر کوئی اُس مکان
مین رہتا ہو تو اُس کو نکال دو ہم بہت سے سردے لیکر آئین گے برقان نے کہا کہ
بوا قصر ہفت رنگ مین تو خداوند جمشید رہتے ہین گنواری نے کہا کوئی رہتا
ہو تم جا کر قصر کو خالی کراؤ مین زمیندار کو بھی تمھاری ملاقات کو لاؤنگی بڑی دھوم سے
تمھاری دعوت کرونگی سب گنوار جمع ہونگے اور تمھاری دعوت مین بھی سردے
پیش کرونگی برقان نے کہا کہ بوا مین تیرے کہنے سے جاتی ہون کہ تیرا مجھپر احسان ہی
لیکن دوپٹہ تو بدل لو کہ ہمارے تمھارے بہناپا ہو جائے گنواری نے نیلی چادر بالاے سر
سے اُتار کر اُڑھا دی اور برقان کا بھاری دوپٹہ اوڑھ لیا کہا بس اب جائیے لشکر
کو جمشید کے قتل کیجیے لڑتی ہوئی دربار مین جائیے گا کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ
کوئی حریف آیا اب برقان کا یہ حال ہی کہ آنکھین سُرخ چہرہ تمتمایا ہوا ہاتھ پاؤن
مین رعشہ کہتی کچھ ہی مُنھہ سے کچھ نکلتا ہی مگر بہار اعجاز بیان نے بخوبی سمجھا کر برقان کو
روانہ کیا اور برقان ہنستی ہوئی چلی جھولی سنبھالتی جاتی ہی اس زور وشور سے جاتی ہی
کہ جاتے ہی قصر کو خالی کرا لونگی جمشید کو شکست دونگی اور اشعار عاشقانہ زبان پر جاری
ہین راہ کو طی کر کے سامنے کوہ لمعان کے پہونچی لمعان جادو بالاے کوہ بیٹھا ہوا ہی
اسکی نگاہ پڑی کہ برقان برق وش چٹکیان بجاتی ہوئی کچھ گاتی ہوئی جاتی ہی اُسنے
پُکار کر آواز دی کہ اے ملکہ برقان برق وش مقام تعجب ہی کہ غریب خانے سے جاؤ
اور ہم کو سرفراز کرو ہم تمھارے مشتاق جمال ہین برقان نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ مجھکو فرصت نہین ہی کار ضروری کو جاتی ہون لمعان نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ
قریب جاؤ ملکۂ عالم کو بلا کے لاؤ اس وقت ایسا جمال اسکا دیکھا ہی کہ دل پر تاثیر ہی
عجب بیباکی سے جاتی ہی کنیزون نے جا کر برقان کو روکا کہا اے ملکۂ عالم ہمارے آقا

آپ کو بلاتے ہین برقان نے کہا کہ مجکو فرصت نہین ہی کار ضروری درپیش ہی کنیزین
ناچار ہوکے پلٹ گئین جاکر لمعان سے کہا کہ حضور وہ نہین چلین وہ کہتی ہین کہ مجکو کام
ضروری ہی لمعان جادو خود پہاڑ سے اُترا آکر برقان کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم
برائے چند ساعت تشریف لے چلیے دیکھیے توکیا جلسہ آراستہ ہی بہت خوش ہوجیے گا
برقان نے پھر وہی کہا کہ مجھے کار ضروری درپیش ہی اس وجہ سے پس و پیش ہی یہ
سُن کر لمعان نے پوچھا کہ آپ کو کیا ضرورت ہی برقان نے کہا کہ مین قصر ہفت رنگ
مین جاتی ہون میری ایک دوست نے سمجھا دیا ہی مین قصر خالی کراؤنگی جمشید کو نکالدونگی
اگر عذر کرین گے تو بڑے صدمے اُٹھاوین گے میرے ہاتھ سے مارے جاوین گے
لمعان نے کہا کہ ای برقان بمقدمۂ قدرت ایسی باتین کرتی ہو ایسا نہو کہ غضب
خداوندی نازل ہو برقان نے کہا کہ وہ خداوند جھوٹا ہی کیسی باتین بناتا ہی کہتا
تھا کہ طلسم نہ ٹوٹیگا یہ نوبت تو بہم پہونچی کہ لشکر طلسم کشا مقابلے مین آگیا اُن کو کون
روکے اب لڑائیان پڑینگی جو بات کہی وہ جھوٹ ہوئی خداوند ہوکر جھوٹ بولین
لمعان نے کہا کہ کچھ تو مصلحت ہوگی جب قدرت نے ایسا کچھ فرمایا اُسکا انجام نیک
ہوگا اور حقیقت مین طلسم کا ٹوٹنا دشوار ہی ہرچند کہ وزیر مارے گئے ممالک قبضہ سے
نکلے لیکن بہت دشوار ہی کہ مرحلے فتح ہووین ایک ایک مرحلہ اسقدر سخت ہی کہ اگر
سامری و جمشید ہوتے اور ان مرحلون کا ارادہ کرتے تو یہ مرحلے فتح نہ ہوسکتے
طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی کہ ان مرحلون کو فتح کرینگے آخر مین بہتری ہوگی مکارہ
گرفتار کرلائی تھی مگر یہ شاہزادیان نوجوان اسقدر بیباک ہین کہ سر دربار آکے
رہا کیا پھر ان خوب لڑین پھر اُن کے رفیق آگئے مین شاہزادیون کو دیکھکر حیران
ہوتا ہون کہ جن پر قدرت جان دیتی وہ یون نکل جاوین اور اطاعت اسلام کرین
لمعان کو منظور ہی کہ شراب پلاکر مدعاے دلی حاصل کرون بقرار ہو رہا کنیزون
کو اشارہ کیا اُنھون نے جام لبریز کرکے پیش کیا کہا ای برقان یہ جام محبت ہی برقان
نے کہا کہ کسی شی کو دل نہین چاہتا یہی قصد ہی کہ جاکر جمشید کو قصر سے نکالدون لمعان

نے کہا کہ ای برقان قدرت ایسے حلو انہیں ہیں جس وقت سامنے جاؤگی اور جمال پر
نگاہ پڑیگی یہ جوش و خروش موقوف ہو جائیگا بدل و جان اطاعت کروگی برقان نے
کہا کہ ای لمعان میرے ساتھ چل کر تماشا دیکھو کہ کیونکر قصر کو خالی کراتی ہون اگر ذرا بھی
تامل کرینگے تو اونکی موت ہی لمعان نے کہا کہ ای برقان ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو
برقان نے کہا کہ مین تو اُسکے منھ پر کہونگی کہ یا خداوند تم جھوٹے ہو جو کچھ کہا اُسکے
خلاف ہوا کتاب سوانحات کو منسوخ کیا اُسی کے احکام ہو رہے ہین وہ کتاب منسوخ
نہین ہوئی اب دیکھیے کیا کرتے ہین ای لمعان اب جسدن طلسم کشا آئیگا وہ لڑائی
پڑیگی کہ قدرت کو بھاگنے راستہ نہ ملیگا بہت پریشان ہونگے بادشاہ طلسم زعفران زار
سے نامہ و پیام ہو رہا ہے یہ بھی جمشید نے لکھا تھا کہ میری خدائی کمزور ہو گئی طاقت خدا
خداوند کے پاس آنا چاہتا ہون اگر تجھ سے تم سے بن پڑیگی تو ہم تم دونون ایک ہونگے
لمعان نے کہا کہ کیون ای برقان جب دو خداوند میل کرینگے تو اُن سے کون
مقابلہ کر سکیگا وہ تقدیرین وہ تدبیرین ہونگی آخر برقان نے جام پیا لمعان نے
اشارہ کیا ایک گائن آکر بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ اشارے ہیں چشم حسرت کے || منتظر ہم بھی ہیں قیامت کے
غیر کا دھیان تک نہ وصل میں ہو || پہلے معنی سمجھ لو خلوت کے
چلو آئینہ خانے میں تم کو || سو دکھائیں تمہاری صورت کے
سوچ کر رنج دیجیے دل کو || اس میں پہلو ہیں میری راحت کے
حشر کرنے کو کہتے ہو اچھا || بعد کیا ہوگا پھر قیامت کے
ہمسے اقرار وصل تم نے کیا || کہہ اٹھے کیا خلاف عادت کے
پھرو آنکھوں میں دلمیں راہ کرو || یہی دو کوچے ہیں محبت کے
دل نہ پھیرا کہ ہوگی دل شکنی || صدقے میں تیری اس مروت کے
ہجر میں صبر و ہوش و تاب و توان || سب ہیں امیدوار رخصت کے
شکر بھی کیجیے تو کہتے ہیں || یہ نئے ڈھنگ ہیں شکایت کے

گالیاں کھا رہے ہو اُنکی جلال ۱؎		سکتے بھوکے ہو تم محبت کے ۱؎	

برقان بیٹھی جھوم رہی ہی لمعان نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ ہوش مین آجائے ہاتھ پکڑ کر کہا
کہ ای ملکۂ عالم تخلیے مین چل کر بیٹھو کچھ راز و نیاز کی باتین ہون برقان نے جھلا کر جواب دیا کہ
کیون او بے حیا تو نے اسی واسطے مجکو بلایا تھا خبردار ایسا خیال دل مین نہ لانا ورنہ
خون کے دریا بہا دونگی لمعان نے کہا کہ مین تو تمھین نہ جانے دونگا قدمون پر گرونگا
چاہتا ہون کہ آج مشرف ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر تخت پر سوار
تاج سر پر رکھے ہوے چند مصاحب گرد و پیش تخت کو اُڑائے ہوے جاتا تھا گانے
کی آواز جو سُنی جھانک کر دیکھا کہ ملکہ برقان بیٹھی ہین یہ جادوگر موسوم بہ احراق جادو
برقان کا آشنا ہی برقان کو دیکھ کر اُتر آیا کہا ای ملکۂ عالم ہم کئی دن سے تمھارے
مشتاق ہین مگر تم نے سرفراز نہین کیا مین تمھاری تلاش مین نکلا تھا یہان کیونکر تشریف
لائین برقان نے کہا صاحب مین کیا بیان کرون کہ کس مصیبت مین ہون میرا گھر برباد ہوا
بی بی مہران نکل گئین نورالدہر پر عاشق ہوئین مجھسے قلعۂ برقانیہ چھوٹا اب جاتی ہون
کہ جا کر جمشید کو سزا دون قصر ہفت رنگ مین نہ رہنے دون احراق نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم آپ کو خداوند سے کیا دشمنی ہی یہ سُنکر برقان نے کہا کہ ہماری ایک دوست
کو ستایا ہی اُسی نے ہم کو حکم دیا ہی کہ جا کر جمشید کو قصر سے نکالدو لیکن کیا کہون
میان لمعان صاحب نے نیا فقرہ کیا کہ مجکو روک لیا اور طالب وصل ہوتا ہی مین نے
اب تک اپنے کو بچایا تم آگئے یہ بڑی بات ہوئی احراق نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ
کیون ای لمعان تم سے یہ امید نہ تھی کہ ہمارے ناموس پر نگاہ ڈالو لمعان بھی نشے
مین تھا اسنے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون بھائی کیا نقصان ہی ہمنے کیا بُرائی کی ساحرون
کے مذہب مین دستور ہی کہ ایک عورت دس ساحرون کے قبضے مین رہتی ہی کوئی
حرج نہین ہوتا ای احراق تم کیون بُرا مانتے ہو اگر ایسا ہو بھی جاتا تو کیا نقصان
تھا ملکہ نے بیکار شکایت کی اسکا غم نہ کرو اب ہم سوال نہ کرینگے احراق نے کہا
کہ او بے حیا یہ کیسی باتین کرتا ہی تجکو شرم نہین آتی وہ ساحر کون ہین کہ جنکی عورت

دس ساحرونکے پاس جاتی ہی ہمنے تو آج تک ایسا نہین دیکھا عصمت کا سبکو خیال ہوتا
ہی ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے لمعان نے کہا کہ او نادان عورت کے واسطے فساد کرتا
ہی مین کیا تجھسے کم ہون اگر مقابلہ پڑیگا تو بہت ناچار ہوگا زوجہ کو تیری قبضہ مین کرونگا
اور تیری گردن پکڑ کے نکال دونگا احراق اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ او لمعان کیون
اسقدر گھمنڈ کرتا ہی ساری صحبت کو تیری خاک مین ملا دونگا لمعان بھی اپنے مقام سے
اُٹھا دونون مین تکرار ہونے لگی کچھ کنیزین بیچ مین آئین اصلاح کرانے لگین دونون
کو سمجھاتی ہین مگر برقان نے جو دیکھا کہ محفل مین ہنگامہ ہوا چپکے سے اُٹھی اور سناٹا کھا کے
نکل گئی بعد جانے برقان کے احراق نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر کہا کہ برقان کہان گئین
کنیزون نے کہا کہ طرف صحرا کے گئی ہین احراق نے کہا کہ بڑا غضب ہوا مین اُنسے
بات بھی نہ کرنے پایا کیا سمجھ کے چلی گئین اے لمعان اس وقت کی تکرار کا خیال نہ کرنا
ہمنے تمکو بُرا نہین جانا اسکا ذکر برادری مین نہ آنے ورنہ حقہ پانی بند ہو جائیگا لمعان
نے کہا کہ مین کیا ایسا بیوقوف ہون کہ ایسے معاملات کا ذکر برادری مین کرونگا کہ
بدنامی ہو یہ کہکر احراق تلاش مین برقان کی چلا مگر برقان راہ کو طی کرکے قریب
قصر جمشیدی پہونچی لشکر جو جمشید کا اُترا ہوا دیکھا ایک طرف آکے سحر کرنے لگی آگ
برسادی جب شعلہ گرا ساحر جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے اہل لشکر فریاد کرنے لگے
جمشید تخت پر بیٹھا تھا یہی ذکر کر رہا ہی کہ یارو تیسرے مرحلے پر جاکر طلسم کشا ضرور قید
ہوگا کہ آواز فریاد کان مین آئی گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا آفت ہی ہرکارے دوڑے
ہوے آئے کہا یا خداوند ملک برقان لشکر کو آپکے قتل کر رہی ہین اور آپکے
نام پر ہزارون گالیان دیتی ہین اور جھوٹا خداوند کہتی ہین ہرچند کہ اہل لشکر
منع کر رہے ہین کہ ہمکو قتل کرو مگر قدرت کو بُرا نہ کہو مگر وہ نہین مانتین اور کہتی ہین
کہ اُس جھوٹے کو بُلاؤ مین اُسکے روبرو کہون کہ تو جھوٹا خداوند ہی تب اُسکو معلوم
ہوگا کہ جھوٹا کون ہی سچا کون ہی سچا خدا مسلمانون کا ہی جو اُس سے دعا کرو وہ مستجاب
ہوتی ہی جو جو مسلمان کہتے ہین وہ سب ٹھیک ہی خدا وحدہٗ لاشریک ہی درحقیقت

لات و منات سامری و جمشید طیطا میطا دم خبیثہ خداوند لقبتیا سے زرین تن
و منارہ نشین وغیرہ سب باطل تھے بیجا دعوی خدائی کیا آخر مسلمانون نے کس ذلت
سے ان کو مٹایا فرنگستان مین دیو خدائی کرتا تھا حمزہ نے اُسکو کس زور و شور سے
مارا کہ بھاگتا پھرا مگر مہلت نہ پائی آخر کو قتل ہوا سامری و جمشید ذلیل ہو کر دنیا سے
اُٹھے یہ کیسے خداوند تھے کہ جنکو موت آگئی اسطرح کی دلیلین برقان کر رہی ہی کہ کوئی
جواب نہین دیتا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ملکہ برقان سچ کہتی ہو جمشید تخت سے اُٹھا
باہر آکر دیکھا کہ برقان باتین کرتی جاتی ہی اور آگ برسا رہی ہی للکارا کہ او برقان یہ
کیا حرکت ہی کیون دیوانی ہوئی ہی مین سمجھ گیا کہ تو کسی کے سحر مین ہی ورنہ ایسی معتقد
یون آوارہ ہو مگر جسنے تجھپر سحر کیا ہی اگر وہ مل جائے تو ٹکڑے ٹکڑے کرون زندہ نہ
چھوڑون برقان نے جو دور سے جمشید کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او جھوٹے بیجا
خداوند قصر ہفت رنگ کو خالی کر ورنہ قصر گرا دونگی جمشید نے کہا کہ مین تو قصر سے
نہ نکلونگا آ تو سہی دیکھون کیا کرتی ہی برقان نے گولہ مارا جمشید نے اُف جو کی گولہ
زمین پر گرا پھٹ کر کئی ساحرون کو پامال کیا برقان آگے بڑھی پکارتی ہوئی کہ او
جمشید بڑی خطا کرتا ہی میرے ہاتھ سے نہ بچیگا مارا جائیگا جمشید نے برقان جادو
کو بہت سمجھایا مگر برقان کڑک کر گری چاہا کہ جمشید کے دو ٹکڑے کرون جمشید نے
ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ برقان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی برقان کے
بڑا ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من برقان برق وش بود جمشید نے
زانو پیٹ لیا کہا دیکھو خدا جو کیا غضب ہی اپنے بندون کو خود ہی قتل کرتا ہون
کچھ معلوم نہ ہوا کہ اسپر کیا اُفتاد پڑی کہ یہ مبہوت ہو کر آئی اس سرکشی کو دیکھو کہ
قدرت سے قصر ہفت رنگ خالی کراتی تھی اب مین نے سزا دی عدم مین بہت
سزا ہوگی جب فرشتے عذاب کرینگے اور کہینگے کہ قدرت سے لڑی تیرا مقام جہنم
[illegible] افسوس کریگی کہ چند ساحر گھبرائے ہوئے آئے کہا یا خداوند برقان کا ملکہ
[illegible] آفتاب جمال بیٹی اُسکی نور الدہر پر عاشق ہوئی اور اپنی برقان کو

بہار اعجاز بیان نے دیوانہ کیا نہین معلوم بی بی رقان کہان گئین جمشید نے کہا جو کچھ ہوا سو خوب ہوا مگر اُس مجمع سے ایک ساحر اُٹھا کہ اُسکا نام شمعون ہر دم در ہی ہنس کر کہا کہ یا خداوند یہ صدمہ تو مجکو پہونچا مہران سے میری نسبت تھی یہ سال شادی کا تھا مین جاکر مہران کو لاتا ہون یہ کہکر شمعون چلا مگر مہران آفتاب جمال بارگاہ نور الدہر مین رہتی ہی بہ راسے انتظام لشکر نکلی تھی کہ شمعون آسمان پر تھرایا اور نعرہ کیا کہ منم شمعون ہر دم در ای مہران بڑا غضب کیا کہ مسلمانون مین آکر بیٹھی ہو مین تم کو لینے آیا ہون تڑپ کر گرا کمر مین مہران کی پنجہ دے کر بلند ہوا میثاق نے جو یہ آواز سُنی بارگاہ سے نکل آیا دیکھا ایک ساحر نہایت بد مزاج بلکہ جاہلون کے سر کا تاج مہران کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتا ہی میثاق نے چاہا سحر کرون مگر شمعون بہت بلند ہو گیا تھا سحر نہ کرسکا شمعون نکل گیا میثاق نے آکر دیکھا نور الدہر سوار ہونے کی تدبیر کر رہے ہین شیر نگ مرکب تیار کر کے لایا ہی میثاق نے کہا کہ کیا ارادہ ہی نور الدہر نے کہا کہ میرا ارادہ ہی آج بارگاہ جمشید مین جاکر دریاے خون بہادون کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ مہران کے گرفتار کرنے سے یہ فساد ہوا میثاق نے کہا کہ آپ تامل فرمائین غلام جاکر مہران کو لاتا ہی ایک طرف سے سردار حسینان آئین اور ایک طرف سے بہار اعجاز بیان اور ایک طرف سے ملکہ یاسمن آئین میثاق کو اشارہ کیا کہ تامل کرو شاہزادے کو سمجھاؤ مین جاکر مہران کو لاتی ہون یہ کہکر ملکہ یاسمن چلین یاسمن کے بعد سردار حسینان بعد اسکے بہار اعجاز بیان چلین غرضکہ یہ سب شاہزادیان فرداً فرداً روانہ ہوگئین میثاق نے کہا کہ ای شہریار آپ تو تشریف رکھیے مجکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ سب شاہزادیان جاکر پھنس جاوین جمشید کا کوئی ہم نبرد نہین ہی وہ بلاے روزگار ہی کہ اگر سحر کرے تو زمین کو ہلا دے مگر اُسپر بد اقبالی سوار ہی ہر مقام پر شکست کھاتا ہی غلام جاتا ہی اور جاکر رہائی مہران کی تدبیر کرتا ہی نور الدہر کو سمجھا کر کمر کھلوائی اور میثاق بھی چلا مگر شمعون مہران کو لیے ہوے دربار جمشید مین

پہونچا کہا یا خداوند مین اپنی معشوقہ کو لایا جمشید نے کہا زبان مین سوزن تو دے لو ہوشیار ہوتے ہی فساد کریگی شمعون نے زبان مین مہران کی سوزن دیکر ہوشیار کیا مہران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین جمشید کے پایا بیقرار ہوکر آہ کی کہا ای شمعون تو مجکو کیون لایا مجھے جو منظور تھا وہ مین کر چکی اب مین جمشید پر لعنت کرتی ہون جمشید نے جو یہ لفظ سُنا جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بُلاؤ جلاد حاضر ہوا شمعون منتین کرتا ہی کہ یا خداوند میری معشوقہ کو نہ قتل کیجیے میری اسپر جان جاتی ہی جمشید نے کہا یہ بدزبانی کرتی ہی تو اب دخل نہ دے مین اور کسی شاہزادی سے تیری شادی کرونگا تو کیون گھبراتا ہی شمعون تو خاموش بیٹھا ہی اور جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا آواز پیدا ہی کہ یا خداوند سمجھ کر حکم دیجیے گا ایسا نہ ہو کہ بعد قتل آپ کہین زندہ کرو مین زندہ کرنے پر قادر نہین ہون مگر مہران نے جو دیکھا کہ وقت قتل قریب ہی اب کون بچائیگا بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھی کہ ای رحیم و کریم اس آفت سے بچا لے وای حاضر و ناظر وای نگہبان مین خوب جانتی ہون نظم

خدا است حافظ و ناصر کند نگہبانی ۔۔۔ بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان چاہ و سوزن مین ۔۔۔ سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز و مید مم شب و روز ۔۔۔ شود عنایت مولا و فضل ربانی
بہ شرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز ۔۔۔ چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ اکہ ۔۔۔ کند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خدا است مالک و ملوک عالم دنیا ۔۔۔ خدا است باقی و جن و بشر ہمہ فانی
چو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند ۔۔۔ بشکل آئینہ از حسن خویش ثانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت ۔۔۔ شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی ۔۔۔ زہے گدائی و صافی و ثنا خوانی

جلاد نے چاہا ہاتھ ماروں کہ ایک برق کڑک کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوسے یاسمن تڑپ کر گری مہران کی کمر مین پنجہ دے کر بجلی جمشید نے جو دیکھا کہ یاسمن مہران کو

لیے جاتی ہو آواز دی کہ او یاسمن کہاں جاتی ہو یاسمن رُکی جمشید نے سحر کیا یاسمن بھی
طرف زمین کے غلطان و پیچان چلی مگر مہران کو پیچھے سے نہیں چھوڑتی کہ پہلو سے نعرہ ہوا
منم سردار حسینان آکر یاسمن کو روکا اور سحر کیا کہ لشکر جمشید میں آگ لگ گئی
جمشید نے آگ بجھائی اور سحر کیا کہ سردار حسینان بھی لڑکھڑائیں کہ دوسرے پہلو
سے نعرہ ہوا منم بہار اعجاز بیان آتے ہی گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے جمشید
نے کہا کہ کیا مشکل ہو کہ یہ شاہزادیاں سرکشی کرتی ہیں ان کو قتل نہیں کر سکتا مجھے
امید ہو کہ جب طلسم کشا کو قتل کر دونگا تو یہ سب شاہزادیاں عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز
ہونگی کیا کہوں کیسا قلق ہو ان شاہزادیوں کا نکل جانا دربار میں سناٹا ہو گیا مگر
آج ان سب کی گردن لیتا ہوں یہ کہہ کر ماش کے دانے پھینکے اور آواز دی کہ اے
عجائب نگار یہ شاہزادیاں جانے نہ پائیں تجھے ان سب سے بدلہ لینا ہو ایسا
نہ ہو کہ کوئی قتل ہو جائے تو قدرت ہی کو صدمہ ہوگا کس ناز و نعم سے انکو پرورش کیا
اور یہ داغ اہل صحبت ہوئیں یا یکایک نکل گئیں شمع جمال طلسم کشا کی پروانہ ہوئیں دیکھو کس
زور و شور سے آگئی ہیں چاہتی ہیں کہ مہران کو لیجا دیں لیکن میں نہ جانے دونگا دیکھوں
تو یہ سب کیا کرتی ہیں عجائب نگار کہہ کر جو جمشید نے پکارا ایک جوان سیہ رو آیا اسکے
ہاتھ میں آئینہ تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ اے شاہزادیو ذرا آئینہ ملاحظہ کرو جسنے آئینہ دیکھا
وہ حیران ہو گئی یہی ارادہ ہو کہ جمشید کے قدموں پر گردن سب ٹھہر گئیں جمشید سے
اشارے کر رہی ہیں کہ یا خداوند ہماری خطا معاف فرمائیے جمشید بھی اشارے
کر رہا ہو کہ آؤ چلی آؤ تم سب بے خطا ہو میں نے خطا تمہاری معاف کی شاہزادیوں
کا ارادہ ہو کہ سامنے جمشید کے حاضر ہوں کہ ایک صدائے مہیب آئی نعرہ ہوا کہ
منم میثاق کوہ گردان او جمشید کیا شعبدہ دکھا رہا ہو یہ کہہ کر گولہ مارا وہ جوان
سیہ رو جو آئینہ لیے کھڑا تھا میثاق کی طرف چلا چاہا کہ آئینہ دکھاؤں میثاق نے
آئینہ چھین لیا اُسی زنگی کو دکھا دیا زنگی آئینہ دیکھتے ہی دیوانہ ہوا کہتا تھا کہ او جمشید
تو نے آج تک مجھکو شعبدہ میں پھنسا کر رکھا خدمت آئینہ داری مقرر کی آئینہ نکل گیا

ہین اس خدمت سے معزول ہوا مگر تجھکو سزا دونگا یہ کہتا ہوا کود اچھا جمشید کو ہاتھ
مارون جمشید نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر زنگی کا دور جاکر گرا مرتے ہی
زنگی کے سب شاہزادیون کو ہوش آیا اب تو شاہزادیون نے سحر کی بوچھار کردی
بہار اعجاز بیان نے شمعون پر گلدستہ مارا کہا او سجیا تیری ذات سے یہ فتور
برپا ہوا گلدستہ پھینکا کہ ہاتھ بھی ہلا دیا ایک برق گری کہ شمعون کے دو ٹکڑے
ہوے میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادیو ملیٹو زیادہ سرکشی نہ کرو کہین
ایسا نہ ہو کہ جمشید تم کو گرفتار کر لے تو باعث خرابی ہو افسرون نے مل کر بلوہ کیا
شاہزادیون کو روکنے لگے ہر چند کہ جمشید منع کرتا ہی کہ تم لوگ سحر نکرو مگر ایک افسر نے
نہ مانا ایک گولہ طرف یاسمن کے پھینکا یاسمن نے گولہ کاٹا وہ گولہ پلٹ کر اُسی افسر
پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے افسر کے مرتے ہی جمشید گھبرا گیا اور پکار کر کہا
کہ ای میثاق اب نکل جاؤ ورنہ زمین ہلا دونگا وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کروگے
اپنی سرکشی کی فریاد کروگے میثاق نے سب شاہزادیون کو ساتھ لیا اور سبھا
سے اشارہ کیا کہ اب نکل چلو سب شاہزادیان میثاق کے ساتھ چلین میثاق سبکے
آگے آگے اس زور و شور سے سب شاہزادیان نکلین کہ بیرون بارگاہ سب لشکر
اُترا ہی مگر کسی نے دخل نہ دیا سمجھے کہ اگر روکین گے تو یہ ہمپر برس پڑین گی سب
شاہزادیان و میثاق سحر کرتے ہوے چلے لاکھون ساحر قتل کیے مگر لشکر مین سناٹا
ہی کوئی سحر نہین کرتا خائف ہین کہ ہم بولے اور مارے گئے یہان نور الدہر یاد
مین مہران کی پریشان ہو رہے تھے کہ میثاق وغیرہ آکر پہونچے عرض کی کہ ای
شہریار بڑا معرکہ پڑا آج جمشید بہت ذلیل ہوا خود پکار کر کہا کہ نکل جاؤ ورنہ زمین
ہلا دونگا ہم لوگ لڑتے بھڑتے آئے نور الدہر نے کہا کہ ای میثاق بادشاہ کی تو
خبر لو کہ اُن پہ کیا گذری مرحلۂ ثالث پر گئے ہین میثاق نے کہا کہ غلام جاتا ہی یہ کہکر
میثاق روانہ ہوا مگر بادشاہ جہجاہ جو نقب مین داخل ہوے ایک صحرائے دلکشا
مین پہونچے ہوا زور سے چل رہی ہی کہ درخت گر رہے ہین بادشاہ کے پاؤن نہین

تھمتے آخر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ سامنے بالاے کوہ پر بادانگیز بیٹھا سحر کر رہا ہی
اُسکے مرنے پر یہ ہوا موقوف ہوگی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر بشکل عجیب
و غریب بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی جب یہ دو پھونک مارتا ہی تو ہوا زیادہ ہوتی ہی بادشاہ نے
للکارا کہ او بادانگیز خبردار ہوشیار ہو جا بادانگیز اُٹھا اور سحر کیا پر سحر اثر پیدا نہو
چاہا اُڑکر نکل جاؤن بادشاہ نے تیر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گزرا مرتے ہی بادانگیز
کے ہوا سے تند موقوف ہوئی بادشاہ کھڑے ہین صحرا کو ملاحظہ کر رہے ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا ہزارہا ساحر ایک تخت کو تل لیے ہوے آتے ہین سامنے آکر پہونچے
اور وہین پر اُتر پڑے تھوڑی دیر مین نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا تخت پر
ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل ہی تخت اُڑائے ہوے آتی ہی پکارتی ہوئی کہ
ای ملازمان باید ولت تمنے غضب کیا کہ اس مقام پر اُتر پڑے البیانہ ہو کہ طلسم کشا
فساد کرین مین تو اُن کی مشتاق ہو کر آئی ہون کہ ان کو دربار مین جمشید کے پہونچادون
جب جمشید مارا جائیگا تب یہ جھگڑا برطرف ہوگا مین تامل نکرونگی یہ کہکر تخت سے اُتری
خرامان خرامان سامنے بادشاہ کے آئی جھککے سلام کیا عرض کی تشریف لے چلیے
سب آپکے مشتاق ہین آپ کا مذہب اختیار کیا گھر بار کو آپ پر نثار کیا شاید
آپ نے ذکر سنا ہو میرا نام شعلۂ آتشخو ہی مین اس واسطے آئی ہون کہ آپکی
اطاعت کرون یہ کہہ رہی تھی کہ پہلو سے ایک آواز مہیب آئی کہ ای سکان خارہ شکن
او گیسو بریدہ طلسم کشا سے میل کر رہی ہی یہ کہکر وہ زنگی گرا اور کمر مین اُس نازنین کی
پنجہ ڈالکر اُٹھاتا ہوا لے چلا کہ او ظالم تو سب کی دشمن ہوئی اب حال کھلیگا قدرت فورا قتل
کرینگے تجھے زندہ نہ چھوڑینگے اب یہ لشکر اسی مقام پر تباہ ہوگا وہ نازنین
غل مچاتی ہی کہ ای شہریار اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیجیے مجکو یہ لیجا کر قتل کریگا زندہ
نہ بچونگی یقین ہی کہ کبھی آپکو بھی یاد آؤن تو ہزار غریبان پر آئیے گا روح شاد ہوگی
قبر مین بھی آپ کی یاد ہوگی بادشاہ حیران ہوے کہ اس نازنین کو کیونکر بچاؤن
اور کبھی بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی نظم

رات کو خالی مکان پاتا ہون جب مین یار سے
حسن کے نظارے کو کوچے مین آئے کسطرح
اسقدر تھے کج ادا کج خلق اے صاحب نہ تھے
جب سے وہ شیرین ادا آنکھون سے پنہان ہو گیا
ہجر مین اُس رشک گل کے زار ایسا ہو گیا
دختر رز کی محبت مین رہین کیونکر نہ مست
نزع کا ہی وقت اک دم حال آکر دیکھ لے
آبرو سلاک گھر کی خاک کر دی آپ نے
گو کہ اے سطوت زمانے مین ہزارون ہین حسین

سر کو ٹکراتا ہون اُٹھ اُٹھ کر در و دیوار سے
دو قدم چلنا نہین ممکن تمھارے زار سے
مشورہ ہی اندلون کیا چرخ کج رفتار سے
صورت فرہاد ٹکراتا ہون سر کہسار سے
دیکھنے والے مجھے دیتے ہین نسبت خار سے
کسطرح نکلین بھلا ہم خانۂ خمار سے
چاہیے پرہیز اے عیسیٰ نہ مجھ بیمار سے
دانت ہنسنے مین جو ہین چمکے در شہوار سے
کچھ غرض ہم کو نہین مطلب ہی اپنے یار سے

سعد شہریار تڑپ کر رہگئے وہ ترنگی سیہ رو اُس مہ جبین کو لیکر نکل گیا سعد بارگاہ مین آئے سب اہل فوج تو جا چکے تھے بارگاہ مین جا کر سناٹا پایا لوح کو نکال کر دیکھا نوشتہ پایا کہ پہلو مین اسی بارگاہ کے ایک سنگ کلان ہی بس اُسکو اُکھیڑو دہنہ نقب کا پیدا ہوگا مگر بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤگے سعد نے آکر سنگ کو کئی فرسنگ پھینک دیا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا سعد نے دیکھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار ہی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سعد کو دیکھ کر وہ طائر اُڑے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب طائر جمع ہو کر سامنے باغ تھا اُسمین داخل ہوگئے بعض طائر اُڑ کر باہر آتے ہین سعد کو اشارون سے بلاتے ہین سعد باغ مین آئے دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی چہار طرف سے بوے گلاب آرہی ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہریار اس کنیز کو بچائیے سعد نے پلٹکر دیکھا کہ ایک نخل سے وہ ہی نازنین بندھی ہی اور پکار رہی ہی کہ اے شہریار اس کنیز کو بچائیے آپ ہی کے جرم عشق مین مجکو باندھ کر خنجر بران لینے گیا ہی آکر قتل کریگا مگر یہ لونڈی جان نثار کرتی ہی یہ بھی میری تقدیر کہ وقت پر آپ آگئے اب مناسب یہ ہی کہ مجکو کھول دیجیے سعد اُس مہ جبین کو دیکھ کر بیقرار ہوگئے فرماتے تھے کہ اے دل آرام اُس ظالم کے

قلب نے کیونکر گوارا کیا کہ تجھ ایسی مہ جبین کو باندھ گیا اُس نازنین نے جواب دیا
کہ اب آسان ہی مجکو کھولدیجیے مین آپ ہی کے ساتھ رہونگی پھر کسکی مجال ہی کہ
مجھپر دست انداز ہو مین نے بڑی نادانی کی کہ آپ کی ملاقات کو چلی آئی فوج سب
برگشتہ ہو گئی کسی نے ساتھ نہ دیا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ مسلمان کا کون ساتھ دے
خداوند جمشید کو فراموش کیا ایسا محبت سعد شہریار نے جوش کیا سعد نے کہا
کہ مین آتا ہون یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچی کہ رسنین کاٹ دون کہ ناگاہ نخل کے اوپر
دیکھا کہ ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی سعد نے سر اُٹھا دیا اُس طائر نے
آواز دی کہ ای شہریار خبردار نہ کھولیے گا آپ نے اسکو کھولا اور آفت برپا ہوئی
وہ آفت کسی کے ٹالے نہ ٹلیگی لوح قبضے سے نکل جائیگی اسکو قتل کیجیے اگر میرے
کہنے کا اعتبار نہ ہو تو لوح ملاحظہ فرمائیے سعد رُکے وہ نازنین پھر غل مچانے لگی
کہ ایسے معشوق سنگ دل کہین نہ ہونگے ذرا سا ہاتھ ہلانا غیر ممکن ہی سعد نے لوح
کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ طائر وہی جنبیہ ہی براہِ دوستی کہتی ہی اب جلد اسے
قتل کرو دیر ہونے مین اور کچھ خوف ہی لوح شہریار نے چھوڑ دی قبضے پر ہاتھ
پڑا ہوا بڑھے کہ اسکو ایک ہاتھ مار دون لیکن جیسے ہی ہاتھ اُٹھایا آسمان پر
دنّاتا ہوا ہاتھ پاؤن بادشاہ جمجاہ کے کانپ گئے دیکھا وہ زنگی غلغلہ کرتا ہوا آتا
ہی دمبدم پکارتا ہی کہ ای طلسم کشا خبردار اسے قتل نہ کرنا یہ کہکر تڑپ کر وہ
زنگی گرا اور کمر مین پنجہ دے کر لے بھاگا وہ نازنین چلائی کہ ای شہریار اب تو میر
آیا کہ ہم کو لیے جاتا ہی دیکھیے کس عذاب سے قتل کریگا تھوڑے ہی عرصے مین وہ
زنگی اُس نازنین کو لیکر بلند ہو گیا نظرون سے غائب ہوا سعد شہریار نے پھر
لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ سراسر خطا کی کہ اُس عورت کو نہ قتل کیا کہین دھوکا
نہ کھاتا اُسی نخل کو جاکر اُکھیڑو سعد نے بڑھ کر وہ نخل اُکھیڑا جون ہی نخل گرا بیخ
سے اُسکی شعلے نکلنے لگے دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان قلابہ آتشین مُنھ سے
چھوڑتا ہوا اشارے کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بُلاتا ہی سعد نے اپنے تئین دہن

اژدر مین گرا دیا اگر اسم حاشیۂ لوح ورد زبان ہی معلوم ہوا کہ مین بلندی سے کود اژ مین پر
پانؤن قایم ہوے دیکھا کہ ایک کوہ بلند ہی کہ سر اُسکا آسمان سے ملا ہی مین اُس پر
کھڑا ہون کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار میری عصمت بچا لیجیے دیکھا کہ ایک
تختۂ سنگ ہی اُسپر وہ ہی نازنین بیٹھی ہی اور وہ ہی زنگی اُسکو ستا رہا ہی وہ نازنین تڑپ
رہی ہی سعد شہریار تلوار کھینچکر بڑھے اُس زنگی نے پھر اُسکی کمر مین پنجہ دیا اور لیکے اُڑا
اُس نازنین نے پُکار کر آواز دی کہ ای شہریار میری آبرو نہ بچائی اب نہین معلوم یہ کہان
لیجائیگا سعد نے کمان کیانی کا ندھے سے اُتاری چاہا کہ تیر مارون اور تیر مارا ایک
طائر سامنے آگیا اُسکے سینے کو توڑ کر تیر پار گذرا طائر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا سامنے
سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہی فوج پشت پر سامنے آکر اُس تاجدار نے
للکارا کہ ای سعد شہریار مجھسے تو مقابلہ کیجیے تب حال کُھلے کہ آپ کیسے طلسم کشا ہین سعد
یہ سُن کر کوہ سے پھاند پڑے اُس بادشاہ نے فوج کو اشارہ کیا فوج سعد پر آپڑی سعد
نعرہ کرکے لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر پلٹ کر جو دیکھا لاش ندارد
سعد حیران ہوے کہ لاش کو کون اُٹھا لیجاتا ہی دیکھا کہ وہ ہی تاجدار لاشون کو اُٹھوا کر
ایک خیمہ استادہ ہی اُس مین بھیجتا ہی وہان لاشے جمع ہو رہے ہین سعد لڑتے ہوے قریب
اُس تاجدار کے پہونچے تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا صدہا تلوارین سعد پر برسین
مگر بسبب لوح کے کوئی تلوار جسم پر نہ پڑی جب تو سعد شہریار نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا
جب تلوار تڑپ کر گری تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے ایک آندھی سیاہ چلی آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من تاجدار جادو بود ایک طائر درخت پر بیٹھا تھا وہ یہ کہتا ہوا اُڑا
کہ ای طلسم کشا جب شعلۂ آتشخو کو قتل کروگے تب یہ مرحلہ فتح ہوگا ورنہ یونہی
مارے مارے پھروگے مقام افسوس ہی دو مقام پر اُسکو پایا اور قتل نہ کیا اب اُسکا
ملنا دشوار ہی اب جو روشنی ہوئی تو فوج کو بھی نہ پایا وہ خیمہ کہ جسمین لاشے رکھے تھے
وہ بھی غائب ہوا سعد حیران تھے کہ اس عجائبات سے کیا مراد ہی لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات جس مقام پر خیمہ نصب تھا اُس مقام پر

جاکر زمین کھودو ایک چشمہ پیدا ہوگا اُس مین غسل کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو سعد
نے آکر زمین وہانکی خنجر سے کھودی بعد تھوڑی دیر کے ایک چشمہ آب پیدا ہوا کہ آب
صاف وشفاف موج مار رہا ہی سعد نے کپڑے اُتار کے کنارے حوض کے رکھے
مگر لوح مین گلے سے نہین اُتارین خوف ہی کہ ایسا نہو مین لوح گلے سے اُتارون اور کوئی
قبضہ کرلے تو کیسی مشکل ہو جیسے ہی غوطہ مار کر سر نکالا دیکھا چشمہ خشک پڑا ہی اور لباس
ندارد سعد حیران ہوگئے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جب چشمہ خشک ہو خیال کرکے
دیکھنا کہ تختۂ سنگ نصب ہی بقوت صاحبقرانی اُس سنگ کو اُکھیڑنا ایک حمام ملیگا وہان
بھی غسل کرنا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا سعد نے پتھر اُکھیڑا ایک حجرۂ تنگ و
تاریک ملا دیکھا ایک صندوق رکھا ہی قفل مار سیاہ اُسمین لگا ہی سعد نے ہاتھ
بڑھایا مار سیاہ نے پھنکار ماری سعد نے ہاتھ ہٹا لیا آخر لوح کا عکس ڈالا مار مردہ
ہوکر گرا صندوق کو کھولا دیکھا لباس طلسمی و زرہ طلسمی و خود طلسمی صندوق مین رکھا
ہی ایک پرچہ کاغذ کا اوپر رکھا ہی اُس مین مرقوم ہی کہ یہ لباس برائے طلسم کشا ہی
کہ مرحلہ جات بہ آسانی فتح ہون سعد نے شکر پروردگار کیا اور وہ لباس زیب
جسم کیا جسم پر ٹھیک ہوا سعد حیران تھے کہ کیا کاہن و نجومی تھے کہ لباس میرے جسم
کا حال کیونکر معلوم ہوا ایسے نہ تھے تو ایسے عجائب کیونکر بنا گئے زرہ یاقوت نگار
خود پر الماس نثار مثل برق چمک رہا ہی زرہ کے حلقون پر اسماے الٰہی مرقوم ہین
سعد زرہ کو پہن کر بہت خوش ہوے فرماتے ہین جب خدا فضل کرے اور لشکر مین
پہونچنا ہو تو یہ زرہ لائق دکھانے کے ہی کہ ہمنے تحفہ جات طلسمی مین اسکو پایا لباس
کو پہن کر جو دیکھا تو وہ حجرہ غائب ہوگیا صندوق بھی ندارد سعد وہان سے نکل آئے
حیران حیران زرہ کو دیکھ رہے ہین فرماتے ہین خالہ ہاے زرہ پر اسما کیونکر لکھے
حقیقت مین کمال کیا یہ سوچتے ہوے آگے بڑھے سامنے سے ایک دروازہ باغ کا
معلوم ہوا ہوا سے سرد آرہی ہی طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سعد شہریار طرف
اُس باغ کے چلے بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ و

شگوفہ ہائے بوقلموں سے تمام باغ آراستہ ہے سنبل پیچان سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب مطلوب نے زلف عنبریں کو کھولا ہے سوسن صد زبان تعریف باغ میں گوہر فشان لالہ کلاہ کج رکھے ہوئے داغ کے چراغ روشن ہیں وہ ہی سب زینت گلشن ہیں عندلیبان خوشنوا بہ زمزمہ سرائی یہ اشعار گا رہی ہیں نظم

کس سے کہوں کٹی ہے تڑپ کر شب فراق
دکھلائے پھر نہ مجھکو مقدر شب فراق

اے ماہ رو جو تجھکو نہیں دیکھتا ہوں میں
واللہ کاٹتا ہے مجھے گھر شب فراق

توکیوں ہے بیقرار گذرتی ہے دل پہ کیا
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق

جنبش اُن ابروؤں کی جو یاد آگئی مجھے
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق

رویا لہو جو دست حنائی کی یاد میں
تر خون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق

آئی نہ مجھکو نیند نہ چین ایک دم ملا
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق

ہر ساعت اک مہینہ تھا ہر پل تھا اک پہر
مجھکو تھی اک برس کے برابر شب فراق

اُس شمع رو کی یاد میں سطوت بیان ہو کیا
کسطرح میں نے کاٹی ہے رو کر شب فراق

یہ اشعار سُن کر بادشاہ کو وجد ہوا آگے بڑھے مگر پھیر ڈالتے ہیں کہیں پڑتا ہے کہیں نخل کے سائے سے ہو کر نکلے جھونکا ہوا کا چلا وہ درخت گر پڑا بادشاہ نے اپنے کو بچایا لیکن پاؤں پر ضرب آگئی اور آگے بڑھے تھے کہ آواز آئی او طلسم کشا کچھ تجھکو خوف نہیں ہے یہی چاہتا ہے کہ مرحلہ فتح کروں یہ مرحلہ شعلۂ آتشخو کا ہے یہ کبھی فتح نہ ہوگا اور کیا عجب ہے کہ مطلب شعلہ نکل آئے یہ نہ تصور کیجیے گا کہ ہم مرحلہ فتح کر لیں گے کیا مجال ہے کہ جو اس مرحلے کو فتح کر لو جب مشکل پڑیگی تب حال کھلیگا سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک غول بیابانی یہ کہتا ہوا جاتا ہے بادشاہ نے للکارا کہ او بیحیا صحرا نورد کیا بیہودہ بکتا ہے وہ شعلۂ آتشخو تجھہ کہاں ہے غول نے جواب دیا دو مرتبہ آپکا سامنا ہو آپ کیا کر سکے اب بھی سامنے آئیگی تو کچھ نہ ہو سکیگا میرے تو مقابلے میں آئیے سعد آگے بڑھے غول نے چوبدست لگائی بادشاہ نے چوبدست کو قلم کیا غول نے ایک چیخ ماری ہزارہا غول پیدا ہوئے بادشاہ پر حملہ کرنے لگے بادشاہ اُنسے لڑ رہے تھے

جس غول نے حربہ کیا بادشاہ نے اُسے قتل کیا اس طرح قتل کر رہے ہین مگر لاشے اُنکے نہین معلوم ہوتے بادشاہ حیران ہوے جب لڑتے لڑتے دیر گذری اور دیکھا کہ ہاتھ تھک گیا سوچے کہ ایسا نہو تلوار چھوٹ پڑے بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم بلوے سے ان غولونکے نجات دے **نظم**

خدایا راست و همراز ست و محرم
خدا محبوب و دمساز است و همدم

خدا مشکلکشاے جن و انسان
خدا افتاح باب هر دو عالم

خدا حاجت رواے خلق محتاج
رفیق است و انیس حالت غم

خدا در کثرت و قلت عیان است
دهد جلوه بهر بیش و بهر کم

خدا موجود در هر چیز باشد
بهر وقت و بهر حال و بهر دم

گهے در ذره روشن گه بچو خورشید
گهے در قطره حاضر گاه در یم

گهے خندان بگلشن صورت گل
گهے بر سبزه گریان مثل شبنم

گهے در مملکت گردد سلیمان
گه اسکندر گهے دارا گهے جم

گهے در شادی و عیش و مسرت
گهے اندر بکا و رنج و ماتم

ز هر صورت خدا صورت نماید
نقاب از چهرهٔ انور کشاید

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی خیال مین آیا کہ لوح کو دیکھون لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ خیال کرکے دیکھو ان غولون کے بیچ مین ایک مادہ غول ہی کہ وہ سحر کر رہی ہی اُسی کے سحر سے یہ غول بڑھتے جاتے ہین عمر اگر گذر جائیگی تو یہ کسی طرح کم نہونگے بلکہ اور زیادہ ہوتے جاوینگے جس طرح بنے اُسکو قتل کرو بادشاہ یہ مضمون دیکھکر لڑتے ہوے طرف مادہ غول کے چلے اُس مادہ نے پکارکر آواز دی کہ ہان بھائیو اس جوان کو لینا یہ جانے نہ پائے سب غول بادشاہ پر ٹوٹ پڑے بادشاہ غولون کو قتل کرتے ہوے قریب مادہ غول پہونچے اُس مادہ نے چوبدست کا ہاتھ مارا بادشاہ نے وار کو قلم کیا سر کو بچاکر کمر پر ہاتھ ماردیا مادہ غول کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی مادہ غول کے سب غول روتے پیٹتے بھاگے اور کہتے تھے کہ ہاے ہماری مان کو

اس ظالم نے مارا ہم اب کہان جاوین بادشاہ مادہ غول کو مارکر اور اُن غولون کا فیصلہ
کرکے آگے بڑھے کہ پھر رونے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی بلک بلک کر کہتا ہی
کہ ای کریم ورحیم مجھے قید سے نجات دے ورنہ تڑپ تڑپ کر مرونگا بادشاہ نے جو
خیال کیا تو معلوم ہوا کہ بارہ دری سے رونے کی آواز آتی ہی اندر آکر کیا دیکھا کہ
ایک نوجوان مسلسل و مطوق بیٹھا ہوا رو رہا ہی مگر ہتھکڑیان اسقدر بھاری ہین کہ
ہاتھ پاؤن مین جنبش نہین سرنگون بیٹھا ہوا رو رہا ہی سعد نے قریب آکر فرمایا کہ ای گرفتار
رنج و مصیبت کیا حال ہی اپنی سرگذشت بیان کر اُس جوان نے روکر کہا یہان سے
قریب ایک قلعہ ہی کہ قنطورہ کوہ اُسکو کہتے ہین قنطورشیر میرا باپ وہانکا بادشاہ ہی
مین برائے شکار آیا غول نے گرفتار کر لیا لاکر قید کیا شب کو مادہ غول آتی تھی اور طالب
وصل ہوتی تھی اول مین نے کئی دن انکار کیا جب وہ آمادہ قتل ہوئی تو جان کے خوف سے
اُسکا وصل قبول کیا شب بھر حیران کرتی تھی چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ اسی قید خانہ مین
ہون ایک روز عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای جوان تاجدار
ہر چند کہ تیری قید ایسی سخت ہی کہ رہائی ناممکن لیکن فلان روز یعنی آج کا پتہ دیا تھا
اور فرمایا تھا کہ طلسم کشا تشریف لائینگے تجکو رہا کرینگے لہذا امیدوار ہون کہ
اُس شہریار کا گذر ہو تا کہ اس آفت سے نجات پاؤن سعد نے کہا کہ مبارک ہو جس
غولنی نے تم کو قید کیا تھا اُس کو مین نے قتل کیا اب تم کو رہا کرتا ہون یہ کہکر ہتھکڑیان
بیڑیان کاٹین نوجوان تاجدار اُٹھا سعد کے ہمراہ ہوا سعد اُسکو ساتھ لیکر بارہ دری
سے نکلے ایک مقام پر آکر ٹھہرے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار
این عجائبات اگر نوجوان تاجدار رہا ہو تو اُس سے پوچھنا کہ مقام مادہ غول کہان
ہی وہان اور ایک نوجوان قید ہی سعد بن قباد یہ مضمون دیکھکر نوجوان کیطرف
متوجہ ہوے فرمایا ای نوجوان مکان مادہ غول کہان ہی اُس جوان نے عرض کی کہ ای
شہریار پہلو مین باغ کے ایک پہاڑ سر بفلک کشیدہ ہی اُس مین درے متعدد ہین
ایک درے مین وہ رہتی ہی مجکو اکثر اپنے مقام پر لیگئی لہذا تشریف لیچلیے سعد شہریار

نوجوان کے ساتھ باغ سے نکلے درۂ کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و
جمیل بیٹھا ہوا رو رہا ہی سعد نے اُسکو بھی رہا کیا نام پوچھا اُس جوان نے کہا کہ میرا
نام گلزار تاجدار ہی مادہ غول نے مجکو گرفتار کیا تھا سالہا سال مجکو یہان گذرے
مگر آپ کے آنے کا مژدہ بزرگان دین سے سُنا یا تھا آپ کو یاد کرتا تھا شکر کرتا ہون مین
پروردگار کا کہ جسنے آپ کو یہانتک پہونچایا اور مین نے رہائی پائی آپ کے ہمراہ ہونگا
بادشاہ گلزار کو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین سے نکلے یکایک ہوا سے تیز و تند چلی غبار بلند ہوا
تمام صحرا مین اندھیرا ہوگیا وہ دونون تاجدار گھبرا گئے کہتے تھے ای شہریار اس تہلکے
سے کیونکر جان بچیگی بلا کا غبار بلند ہوا ہی کیسا اندھیرا ہوگیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ
یہ عجائب و غرائب طلسم ہین کچھ خوف نہ کرو یہ فرماکر لوح کو چمکایا آندھی برطرف ہوئی غبار
غائب ہوا گوشۂ صحرا سے آواز ناقوس وغیرہ آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ
گوشۂ صحرا مین ایک دیر بنا ہی اُسکے دروازے پر صدہا گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جمع
ہین سامان پوجا پاٹ ہورہا ہی نوجوان تاجدار نے عرض کی کہ یہ دیر تو یہان نہ تھا
نیا دیر معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے فرمایا لوح دیکھتا ہون حال معلوم ہوجائیگا کوئی حال
ایسا نہین جو مخفی رہے لوح سب حال کھولدیگی یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ در دیر پر جائیے جو لوگ پوجا پاٹ کر رہے ہین اُنکو ہدایت کیجیے اگر آپ کی ہدایت
نے تاثیر کی تو سب دائرۂ اسلام مین آئین گے ورنہ قتل ہونگے بادشاہ آگے بڑھے
قریب در دیر آکر پہونچے ایک برہمن کلان پوتھی لیے بیٹھا ہی اشلوک پڑھ پڑھ کر معنے
بیان کر رہا ہی دیر مین ایک پتلہ سنگین تخت پر رکھا ہی بیان پر برہمن کے وہ پتلہ بھی
سر ہلا رہا ہی بادشاہ نے اُس برہمن سے کہا کہ کیون او نادان کیا سمجھ کے تو یہان
بیٹھا ہی پروردگار کی عبادت کر کہ انجام بخیر ہو اس پتھر کے پتلے کے سامنے کیون
اوقات ضائع کر رہا ہی ان گنوارون کو کیون گمراہ کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ پروردگار کو
یاد کر وہ کریم و رحیم ہی سمیع و کلیم بھی لقب ہی نہ پہچاننے والا سچا ادب ہی اگر تو راہ راست
پر آئیگا تو مین تجکو اس قریہ کا حاکم کرونگا برہمن نے گھبراکر کہا کہ آپ کون ہین کہ جو

مجکو حاکم کردین گے سعد نے فرمایا سر اُٹھاؤ برہمن نے جو سر اُٹھایا جمال بیمثال سعد بن قباد دیکھ کر رقص کرنے لگا کہتا تھا کہ ای جوان صاحب جمال ای چرخ برتری کے ماہ کمال آج یقین کامل ہو گیا کہ طلسم ٹوٹ جائیگا پھر کیسی مشکل ہو گی ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم کیجیے وہ بجا لائین یہ کہکر زنار توڑ ڈالا گھنٹے و ناقوس جو بجانے والے تھے وہ مُنہ لپیٹ کر بھاگے خالی وہ برہمن رہگیا کہتا تھا مین آپکے ساتھ ہون ٹھاکر جی کی تصویر سے پوچھ لون دیکھون کیا فرماتے ہین یقین ہی کہ منع کرین گے مگر آپ کا فرمانا میرے دل کو تاثیر کر چکا اب میرا قدم کبھی نہ ڈگیگا آٹھ پہر پروردگار کو یاد کرونگا امیدوار ہون کہ صحیفۂ ابراہیمی مجکو ملے تو مین اُسکے احکام سے آگاہ ہون اعتقاد مضبوط ہو مین چاہتا ہون مسائل ظاہری سے آگاہ ہو جاؤن بادشاہ نے فرمایا اس قریے مین کوئی مسلمان بھی رہتا ہی برہمن نے کہا کہ ایک حکیم صاحب رہتے ہین کہ جنکا حکیم سلطان الحکمت لقب ہی وہ نہایت عقیل و فہیم ہین اُن حکیم کے یہان کتب خانہ کامل ہی تشریف لے چلیے اُن سے کہکر صحیفہ دلوا دیجیے مگر برہمن نے جو پتلہ سنگ سے پوچھا کہ یا خداوند کیا حکم ہی پتلے نے سر ہلا یا برہمن بادشاہ کے ساتھ چلا گاؤن مین لیکر آیا سعد نے دیکھا کہ ایک کمرہ کھلا ہی اُس کمرے مین کتابین بھری ہین ایک حکیم وضع عمامہ سر پہ باندھے جبۂ کلان پہنے ہوے بیٹھا کتابین پڑھ رہا ہی برہمن نے کہا دیکھیے وہ حکیم صاحب یہی ہین انکی ذات سے یہ گاؤن آباد ہی جو بیمار ہوتا ہی ایک نسخے مین وہ شفا پاتا ہی کوئی ایسا نہین کہ جسپر ان کا احسان نہو اور زمیندار یہان کا مینوش بت پرست ہی زراعت مین مصروف رہتا ہی دیکھیے سامنے کھیت لہلہا رہے ہین مگر حکیم نے جو سعد شہریار کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار کیا ساعت نیک ہی کہ آپ تشریف لائے قدم آپکے میری آنکھون پر مین سمجھ گیا کہ یہ برہمن آپکو لایا ہی مین بھی مشرف ہوا تشریف لائیے یہ کتب خانہ جمع ہی میری عمر اسی مین گذری کتابین جمع کرتا رہا کسی علم کی ایسی کتاب نہین ہی جو میرے کتب خانے مین نہو بادشاہ کمرے مین آکر بیٹھے حکیم نے کتابین پیش کین بادشاہ نے ایک کتاب کو اُٹھا کر دیکھا تو وہ نوشیروان نامہ ہی حال عشق

صاحبقران مہر نگار سے مرقوم ہی بادشاہ ملاحظہ فرما رہے ہین حکیم اُٹھ کر چلا گیا کہ دروازے کو جنبش ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ حقیقت مین شعلہ جوالہ جھانک رہی ہی اور بادشاہ کو اشارے کرتی ہی کہ اندر تشریف لائیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ شعلۂ آتش خو کی بہن گرمخو یہی ہی اِس کو جلد قتل کرو بادشاہ اُٹھے جیسے ہی اندر چلے اُس نازنین نے دروازہ بند کر لیا بادشاہ نے لوح کو دروازے سے مس کیا دروازہ کھل گیا بادشاہ اندر تشریف لائے اُس نازنین نے بادشاہ کی بہت خاطر کی اور لاکر مسند پر بٹھایا سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

سب حسینون مین نمودی ہی تمھارا سینہ
اُٹھتے جوبن نے قیامت کا اُبھارا سینہ

یہی رہتی ہی دعا ذبح کے مشتاقونکی
ڈالو اُس ترک کا ہو اور ہمارا سینہ

سوزش داغ محبت کسے ہوتی ہی نصیب
کیا چلن ہی جسے کرتا ہی گوارا سینہ

ہانکر دلکی سپر مجکو ادھر بھی کوئی وار
تیغ ابرو سے یہ کرتا ہی اشارا سینہ

حسرت وصل رہیگی کدھر اے داغ فراق
تو نے تو گھیر لیا پھیل کے سارا سینہ

دل کو بھی دل سے ذرا وصل مین مل لینے دے
نہ جدا کر مرے سینے سے خدارا سینہ

کہین چھپتے ہین چھپائے سے یہ چھپنے والے
دیکھ محرم نے تری اور اُبھارا سینہ

تیغ ابرو سے ستمگر کا جو دل ہی چورنگ
ہدف ناوک مژگان صفت آرا سینہ

خوش نصیبی پہ جلال اپنی نہ کیون نازان ہو
دے جگہ کینے کو اُسکے جو تمھارا سینہ

اُس نازنین نے جب یہ اشعار گائے بادشاہ نے دیکھا کہ سر گردش کرنے لگا اور زمین کو جنبش ہوئی اُس نازنین نے جام شراب دیا مسکراکر کہا کہ اسکو نوش فرمائیے بادشاہ نے جو جام ہاتھ مین لیا دل دھڑکنے لگا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہی جام شراب اسپر پھینک مارو بادشاہ نے جام پھینکا اُس نازنین پر جو قطرے شراب کے پڑے مثل ہیزم خشک جلنے لگی پکار پکار کے کہتی تھی کہ او نامنصفت تو نے مجکو بیجا مارا اسکا بدلہ ملیگا بڑی جفا اُٹھاؤ گے مین تو تمام ہوتی ہوں لیکن شعلۂ آتشخو زندہ نہ چھوڑیگی تم کو قتل کریگی اے طالب کشتا تمھارے مزاج مین رحم نہین جب لوح کو دیکھا تھا مین سمجھ گئی تھی کہ یہ دغا کرینگے

آخر وہ ہی ہوا یہ کہہ کر جل جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب مکان بھی جل گیا
مگر جس مقام پر بادشاہ بیٹھے تھے وہاں آگ نے تاثیر نہ کی زمین گرم ہو کر رہ گئی بادشاہ
اُس مقام سے اُٹھے خیال کر کے دیکھا کہ کتب خانہ بھی پھُکا پڑا ہے رنج ہوا کہ ابتدائی حالات
جد عالی تبار اسمیں لکھے تھے اور حالات دیکھنے شاید کچھ مطلب نکل آتا حیران و پریشان
کھڑے سوچ رہے ہیں کہ ان کتابوں کا جلنا بڑا غضب ہوا کہ سامنے سے لینا لینا کی صدا
آئی دیکھا وہ ہی حکیم ایک ٹٹو پر سوار نیزہ ہاتھ میں پشت پر گانوں کی گھار ہے حکیم نے پکار کر
آواز دی کہ ہاں یارو ان کو مار لو وہ گنوار چہار طرف سے دوڑ پڑے بادشاہ نے تلوار
کھینچی اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ سے منہم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان
کاؤس و جم + سر بر دمان شاہ اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + اُن گنواروں
سے تلوار چلنے لگی اُس حکیم نے دیکھ کر آواز دی کہ ارے یارو تمھارے گرفتار کیے یہ
گرفتار نہ ہونگے صف شکن و تیغ زن ہیں تم سب قتل ہو جاؤ گے ان کے ہاتھ سے امان
نہ پاؤ گے شعلۂ شمشیر زن کو بلاؤ وہ شاید گرفتار کر لے وہ جہاندیدہ و کارآزمودہ
ہے اُسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے چند گنوار دوڑے ہوئے گئے کہ نوبت و نقارے کی
آواز آئی علمہائے سیاہ نمودار ہوئے علامت فوج کی معلوم ہوئی آگے آگے ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار کا لشکر آیا آتے ہی آواز دی کہ ارے
گنوارو تم سب ہٹ جاؤ میں اس جوان کو گرفتار کر لونگا میں سمجھا تھا کہ طلسم کشا بڑے
قد و قامت کا جوان ہوگا یہ تو معشوق وضع ہے ایک حملے میں مار لونگا گنوار تو ہٹے
اُس جوان نے گینڈا اھمیز کیا بادشاہ فوراً مقابلے میں پہونچے شعلہ سجھڑ کا نیزہ ہلاتا ہوا
سامنے آیا اور تاک کر سینۂ بے کینہ بادشاہ پر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی وہ جوان بڑے زور و شور سے نیزہ بازی کر رہا ہے
بادشاہ نے نیزہ اُسکا گانٹھا تھپیڑا مارا نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی اُس
جوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو خالی دیا
خالی دیتے کر تیغہ طلسمی کا ہاتھ مار دیا اُس جوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو تڑا پکر گرا

سپہر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر سر پر گری کہ سرا سر سر اُسکا زخمی ہوا زخمی
ہوتے ہی وہ پہلوان بھاگا کہتا ہوا کہ ای سعد شہریار وہ بلا نازل کرونگا کہ جان بچنا
دشوار ہوگی بادشاہ نے اُس پہلوان کا پیچھا کیا تھا قریب ہین اُسکے چلے سامنے ایک
تالاب تھا اُسمین وہ جوان پھاند پڑا بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ تم بھی اپنے
کو اسمین گرا دو اس جوان کا پیچھا نہ چھوڑو بادشاہ بھی بسم اللہ کہکے تالاب مین
پھاند پڑے جب پاؤن زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک صحرا ہے کہ اُسمین لاکھون
فوجین جمع ہوئی ہین اُن سب کو وہ پہلوان زخم سر اپنا دکھا رہا ہے کہتا ہے یارو دیکھو
بیٹا طلسم کشا نے زخمی کیا اب تم لوگ بدلا لو کل فوج اپنا اپنا کہکر دوڑ پڑی بادشاہ
نے تلوار کھینچی فوج پر جا پڑے اسقدر فوج کا انبوہ ہے کہ سعد شہریار گھبرا گئے دعائین
مانگنے لگے کہ ای سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر نظم

غنی گردد فقیر بینوا آہستہ آہستہ	بدولت میرسد قلاش گدا آہستہ آہستہ
بہر طالب دہد مطلب خدا آہستہ آہستہ	بہر سائل ببخشد مدعا آہستہ آہستہ
ببخشد حاجت حاجت روا آہستہ آہستہ	کند حل مشکلت مشکلکشا آہستہ آہستہ
مقام [illegible] ہی دوست زین دار المحن لیکن	بمنزل میرساند رہنما آہستہ آہستہ
ہمیشہ میکند قطع انقلاب گردش دوران	بدنیا رشتۂ عمر ترا آہستہ آہستہ
چرا غمگین بود از ہجر جانان عاشق بیدل	شود خوش دل بوصل دلربا آہستہ آہستہ
از این اشعار حمدیہ کہ در حمد خدا گفتی	خزانہ جمع گردد ہمدیا آہستہ آہستہ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبت نقارے کی آواز آئی کہ
زمین تھرائی قضا سے کار لقا بدار زرین پوش تخت اُڑاے ہوئے جاتا تھا عیار لقا بدار
بھی جیسے پر لتا اب ڈالے ہوئے پشت پر مگس رانی کر رہا ہے اسنے جو غلغلہ سُنا سر جھکا کے
دیکھا کہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام جنگ مین مصروف ہین مگر فوج بے شمار مین گھرے
ہوئے ہین ہر طرف سے بادہ ہے اور یہی ظاہر ہے کہ بادشاہ کو گرفتار کریگا بادشاہ لشکر اسلام
جنگ سے رستانہ کر رہے ہین عیار نے کہا کہ ای آقا غضب ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام

گھرے ہوے ہین اور فوج بے شمار ہی ان کو بچائیے نقابدار نے جھک کر دیکھا کہ بلوہ
عظیم ہی مگر بادشاہ کس حواس سے لڑ رہے ہین کہا ای عیار یہ فرزند صاحبقران ہین
کس دھوم سے لڑ رہے ہین صاحبقران کیون نہ ناز کرین یا نے کیونکر حوالے کر دینا
یہ دلیر انھین کے تعلیم کردہ ہین یہ کہکر مرکب طلب کیا مرکب پر نقابدار زرین پوش
سوار ہوا دیوزادون سے اشارہ کیا ہمارے بارہ ہزار جوانون کو اُتار دو اور تم سب
الگ ہو جاؤ دیوزادون نے سردارون کو اُتارا آپ الگ ہو گئے صحرا کی طرف بھاگے
مگر نقابدار نعرہ کرکے آپڑا نقابدار کے بارہ ہزار صف شکن جوان لڑائی مین مصروف
ہوے نقابدار زرین پوش نے چند حملون مین اُس فوج کو درہم و برہم کر دیا بادشاہ
کے ساتھ نوجوان تاجدار و گلزار تاجدار ہین لڑتے ہوے سامنے نقابدار کے
آئے نقابدار نے پوچھا یہ کیسی جنگ تھی آپ کس انتشار مین ہین بادشاہ نے فرمایا کئی
سال سے اس طلسم کی فتاحی مین مصروف ہون جملہ سردار اسی طلسم مین آئے ہوے ہین یہ سنکر
نقابدار زرین پوش نے کہا کہ ای شہریار بارگاہ استاد کرا کون سعد شہریار نے فرمایا
تھکا ہوا تو ہون نقابدار نے بارگاہ استاد کرائی دیوزاد بھی حاضر ہوے بادشاہ کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے کہا ای شہریار مقام تعجب ہی آپ ایسا بادشاہ لشکر اسلام
اور صاحبقران بانہاے صاحبقرانی نہین دیتے مناسب یہ ہی کہ ابکی جو اُن سے
ملاقات ہو تو سمجھا دیجیے کہ جنگ لقا میرے سپرد کرین مین لقا سے سمجھ لونگا آپسے
عرض کرتا ہون کہ ایک لڑائی پڑیگی اُسی جنگ مین اُسکا خاتمہ کر دونگا غرور بیہودہ باختر
کیا چیز ہی دو دو زنگی کو ایک ہی جنگ مین شکست دونگا یہ بارہ ہزار جوان چنے ہوے
بارہ لاکھ پر کافی ہین انکا بار کافر کیا اُٹھا سکین گے بادشاہ نے فرمایا ای نقابدار عجب
سردار صاحبقران کو ممکن ہوے ہین ایک ایک شیردل فرزندان صاحبقران
ایک ایک وحید عصر اُن سب مین سے حقیر مین ہون مجھسے امتحان کیجیے نقابدار
ہاتھ باندھنے لگا کہا ای شہریار ایسا نہ فرمائیے میری مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کر سکون
مگر اور طرح کے امتحان لے لیجیے کہ مین صاحب اسم اعظم ہون نامرکب سے جتنے زیرران ہو

کہ جسکی تیزدوی سے برق و باد حیران ہی مناسب یہ ہی کہ فساد نہو تنہائی مین فیصلہ ہو جائے یہ حقیر بھی مہلت پائے کبھی پردۂ قاف مین جاتا ہون کبھی یہان قہقہہ کی خبر لیتا ہون اُٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون کہ جہان کہین فرزندان صاحبقران جنگ کرتے ہون مین بھی خدمت کردن آنکھون سے بار جنگ اُٹھاؤن بادشاہ نے سر جھکا لیا جی مین کہتے ہین کہ یہ لقابدار بڑا اسلیس ہی رتبہ شناسی اسپر ختم ہی حقیقت مین جو جو کار ہاے نمایان اس نے سرزد ہوے وہ کسی سے نہین ہوے کہا اے لقابدار بہادر جو مقدمات صاحبقران سے سرزد ہوے وہ کسی سے نہین ہوے وہ اپنا مثل نہین رکھتے یہ گمان نہ کرو کہ جنگ لقا ایک دن مین فتح ہوگی بارہ سال دادا جان باختر سے لڑے اب بارہ برس سے اُسکے تعاقب مین ہین جس ملک پر پہونچے اُسی کے پرستار ملتے ہین دو وہ زنگی وہ شخص ہی کہ جسکے چار سو فرزند ہین جب شریک جنگ ہوتا ہی آفت برپا ہوتی ہی ہر چند کہ سرداران صاحبقران پانچہزار پانچ سو پچپن بہادر ہین کیسے کیسے لڑے مگر اختتام جنگ نہین ہوا اب جملہ سردار اس طلسم مین آگئے ہین صاحبقران بھی ہین دیکھیے طلسم کا کیا انجام ہو لقابدار نے کہا مین غرۂ سیہ پر جاؤنگا اور لشکر کی خبر لونگا یہ مجال نہین ہی کہ لشکر کو مٹا سکے یہ کہہ کے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز طلب کیے بادشاہ جمجاہ کی خدمت کرنے لگا ہر مرتبہ خود اُٹھ کھڑا ہوتا ہی طوائف ہند آکر حاضر ہوے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگے

نظم

یہ صحن باغ مین ہر صبح بلبل کا ترانہ ہی
غنیمت خندۂ گل ہی بہت نازک زمانہ ہی

مثل یہ راست ہی ہنستے ہی گھر بستے ہین بستی مین
نہو گر دل لگی تو غمکدہ ہر ایک خانہ ہی

پریشان خاطرون کی دل لگی سے ہی یہ جمعیت
ہنسی مین وا ہوے ہین دانت تارونکا فسانہ ہی

بہار باغ کشت زعفران ہی خندۂ گل سے
مثال قہقہہ قمری عنادل کا ترانہ ہی

ہنسی آپس کی ہی تو دلسے کر شکر خدا رعنا
یہ ہی رونے کی جا جس شخص پہ ہنستا زمانہ ہی

بادشاہ کا دماغ بادۂ ناب سے تر ہی صحبت عیش و طیش منعقد ہی لقابدار بادشاہ جمجاہ کی

خدمتگزاری کر رہا ہی ہر بات مین عجز کرتا ہی یہی قول ہی کہ آپ ہمارے بادشاہ ہین ہم حضور
کے نوکر ہین بادشاہ فرماتے ہین ای نقابدار بہادر زیادہ عجز نہ کرو مجکو شرمندگی ہوتی
ہی نقابدار کہتا ہی کہ ای شہریار جب صاحبقران اعظم آپ کے ملازم ہین تو مین کس
قطار مین ہون بدیع الزمان و نور الدہر و رستم پیلتن و علمشاہ نوجوان جب یہ
لوگ ملازم ہین تو مجھے کیا عذر ہی امیدوار ہون کہ نگاہ شفقت رہے غلام کو دل
سے نہ بھلائیے گا بادشاہ نے فرمایا ای نقابدار بہادر صاحبقران بدون مقابلہ
پانے نہ دین گے اور جبدن تمھارے اُن کے فیصلہ ہوگا اور تمھاری صاحبقرانی
قرار پائے گی مین تو سلطنت نہ کرونگا یقین ہی حارث بن سعد کو سلطنت ملے مقام
افسوس ہی کہ مین بارگاہ مین بیٹھون اور دنگل پر صاحبقران کے تمکو دیکھون مجھسے
یہ نہ دیکھا جائیگا مین سلطنت نہ کرونگا نقابدار عذر کر رہا ہی کہ مین حضور کو آنکھون پر
رکھونگا اگر آپ حکم دین گے تو دنگل پر نہ بیٹھونگا ان باتون مین رات بسر ہوئی صبح کو
نقابدار آمادہ سفر ہوا بادشاہ جمجاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بعد ملاقات
نقابدار صحرا مین جائیے ایک چاہ پختہ ملیگا اُسپر چرخ نصب ہی اور ایک گرز کنارے
پر رکھا ہی اُسی گرز سے چرخ کو گرائیے اور اپنے کو بھی کنوئین مین گرا دیجیے پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیے بادشاہ نقابدار سے رخصت ہوے چلتے چلتے نقابدار منتین
کر گیا کہ ضرور صاحبقران سے فرمائیے گا بادشاہ نے کہا مین کہونگا مگر صاحبقران
مانے نہ دین گے میری کیا حقیقت ہی کہ مین اُنسے تکرار کرون اُنکے فرزند کا فرزند ہون
نقابدار بہت خوب کہکر رخصت ہوا تخت پر سوار ہوا دیوزادون نے بیرقین کھولین
سائبان زرلفتی کا سر پر سایہ کیا اور باز سفید سر پر نقابدار کے سایہ فگن ہوا اس
کروفر سے نقابدار روانہ ہوگیا مگر بادشاہ بموجب ہدایت لوح صحرا مین تشریف
لائے چاہ پختہ دیکھا کہ اُسپر چرخ آراستہ ہی کنارے پر گرز گران سنگ رکھا ہوا
ہی بادشاہ نے وہ گرز لیکر چرخ پر مارا چرخ کنوئین مین گرا آپ بھی پھاند پڑے
بعد عرصہ دراز پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحراے بے برگ و بار ہی

چہار جانب طائرون کی پکار ہی زیر اشجار پھولون کے انبار ہین مگر سوکھے ہوئے
ہوا مین اُڑتے پھرتے ہین زرد پتون کا جابجا ڈھیر ہی دھوپ کی حدت سے صحرا کی
عجب کیفیت ہی کہ ریگ جو اُڑ رہی ہی اگر بدن پر پڑتی ہی تو آبلہ پڑجاتا ہی صحرا ویران
و پریشان کف دست میدان ہی بادشاہ صحرا کو دیکھ کر بہت گھبرائے دھوپ کی حدت
سے چاہتے ہین کہ کوئی نخل ایسا ملے کہ اُسکے سائے مین ٹھہر جاؤن مگر کوئی نخل ایسا
سایہ دار نہین ملتا صحرا مین دوڑ دھوپ کر رہے ہین پانی کی بہت تلاش ہی مگر پانی نہین
دستیاب ہوتا بادشاہ نے دیکھا دور سے باجے کی آواز آرہی ہی سمجھے کہ آبادی ہوگی
کیا عجب ہی کہ پانی بھی دستیاب ہو اس خیال سے اُس طرف چلے سامنے ایک قریہ تھا
اُس مین تشریف لائے دیکھا کہ وہی دیر جو سابق مین دیکھا تھا وہ اس مقام پر بھی
نصب ہی اہل قریہ پوجا پاٹ کر رہے ہین اور وہی ایک برہمن تہمد یا دھوتی باندھے
ہوئے دروازے پر بیٹھا ہوا اشلوک پڑھ رہا ہی اشلوک پڑھ کر ترجمہ کرتا ہی بتون کے
تعریف کر رہے ہین بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا مگر پریشان ہین کہ یہ دیر اُس سرزمین
پر تھا اِس سرزمین پر کیونکر آیا قریب اُس برہمن کے آئے فرمایا کیون پنڈت صاحب
آپ یہ کیا سمجھا رہے ہین کیا پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی کچھ تمسے
پوچھین برہمن نے کہا یاد رہے مین کسی سے جواب و سوال نہین کرتا ہین تو پہلے سے
واسطے بیٹھا ہون دوسرا برہمن جو پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے برہمن سے کہا داتا کس سے
کلام کرتے ہو یہ تو ملیچھ ہین ہمارے یہان لکھا ہی کہ ان کی صورت دیکھنا ناجائز ہی
جسنے مسلمان کو دیکھا وہ رام کا دشمن ہو گیا تم لوگون کے واسطے بڑی خرابیان ہین
اُس جوان نے بادشاہ کو کلمات سخت جو کہے بادشاہ نے تلوار کھینچی ایک ہاتھ مارا
کہ برہمن کے دو ٹکڑے ہوئے برہمن کو مار کر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ منم
شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاوس و جم ٭ ہزبر دمان شاہ اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران ٭ نعرہ کر کے وہ دوسرا برہمن جو پوتھی پڑھ رہا تھا ایک
ہاتھ اُسے بھی مار دیا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے پوجا کرنے والے بھاگے یہ کہتے ہوے

کہ یہ کون ظالم ہی کہ جسنے ہمارے گرد کو مارا کہ یکایک وہیں کا دروازہ بند ہو گیا اور پہلو سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

جب رونے پہ آنکھ آگئی ہی ٭ طوفان ہی نیا اُٹھا گئی ہی ٭
دل مین نہین غیر کا گمان بھی ٭ وحدت ہمہ تن سما گئی ہی ٭
الفت تری کار ساز عالم ٭ گھر دل مین مرے بنا گئی ہی
یاد آپ روان کے محرمون کی ٭ ہم چشمون مین کیا رُلا گئی ہی
مشکل سے کٹی ہی ہجر کی شب ٭ سر سے مرے اک بلا گئی ہی
رخسار وہ کاکل پریشان ٭ جنجال مین جی پھنسا گئی ہی ٭
رعنا ہی لحد مین اس سے بچین ٭ خلوت تری یاد آگئی ہی ٭

دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل ماہ رخسار صنوبر قد خورشید کہ ایک رفتار شیرین گفتار خرامان خرامان آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای شہریار زیادہ غصہ نہ فرمایئے باغ مین تشریف لے چلیے سب وہان آپ کے مشتاق ہین بادشاہ نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا دل ہاتھ سے نکل گیا چہرہ اُداس ہوا پسینے پسینے ہو گئے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا وہ گورا گورا ہاتھ جو ہاتھ مین آیا معلوم ہوا کہ تمام جسم کی جان اسی ہاتھ مین ہی اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے خدمتگار ہین بلکہ تابعدار ہین باغ پُر بہار آراستہ ہی اگر آپ تشریف لے چلینگے تو جلسہ ہوگا ہماری ساتھ والیان آپکا ذکر کیا کرتی ہین مجھے بڑا تعجب ہی کہ سرداران پنستان و بہار اعجاز بیان و یاسمن رنگین پوش آپ کی معشوقون مین ہین اور آپ نے اُن کو پسند کیا اُن مین کیا فخر ہی بادشاہ نے فرمایا قوم کی شاہزادیان صاحب حسن وجمال صاحب جاہ وجلال اور کیا تکلف چاہیے اُس نازنین نے کہا کہ مین جانتی تھی طلسم کشا کی معشوقین بے مثل و بے نظیر ہونگی اسطرح کی باتین کرتی ہوئی وہ نازنین بادشاہ کو لیکر باغ مین آئی بادشاہ نے جو دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون جا بجا کھلے ہین سارا باغ سرسبز و شاداب ہی نہرین جاری ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی ہین

مصروف ہین بادشاہ باغ کی سیر کرتے ہوئے بارہ دری مین آئے مسند بچھی تھی وہ نازنین
بیٹھی بادشاہ کو بخاطر بٹھایا جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوا تو جام شراب حاضر کیا بادشاہ کو
خیال آیا کہ ای سعد بدون ملاحظۂ لوح کچھ کھانا پینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو تو
باعث خرابی ہو ایک مرتبہ اتفاق ہو چکا ہی ہر وقت وہ ہی خیال رہتا ہی کہ ایسا نہو
یہ بھی مکر ہو یہ سوچ کر بادشاہ نے لوح نکالی جب تو وہ نازنین گھبرائی کہا کیون
شہریار اس کو نہ ملاحظہ فرمائیے سعد نے فرمایا نہ ملاحظہ کرنے کی کیا وجہ ہی اُس
نازنین نے کہا کہ آپ کو شک ہوگا اور مین فقط برائے دعوت آپ کو لائی ہون مدت
سے مشتاق جمال تھی شاکر ساحری وجمشید کہ آپ سے قدمبوس ہوئی آپ ایسی
بے اعتدالی فرماتے ہین کہ جام نہین نوش کرتے سوال شراب کرتے ہی آپ نے
لوح کو نکالا اس سے کیا فائدہ ہوگا بادشاہ نے ہنس کر کہا کہ ای مہ جبین جو مکر ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار
تخت اُڑائے ہوئے آیا یہ جلسہ جو دیکھا اُتر پڑا کہا کیون ای شمع رخسار ہم شب بھر
انتظار مین رہے اور تم نے سرفراز نہ فرمایا آخر بیقرار ہو کر چلا آیا اب چلو اُس نازنین
نے کہا کہ اب اس وقت تو مین نہین جاسکتی اُس ساحر نے کہا تم کو چلنا ہوگا یہ کہکر
تیغہ کھینچ کر اُٹھا چاہا اُس نازنین پر ہاتھ ڈالدون اُسنے کہا کہ ای شہریار مجھے بچائیے
یہ ظالم درپئے قتل ہی مین بہت گھبراتی ہون سعد نے نعرہ کیا کہ او ظالم تجھے کچھ پاس
نہین وہ ہماری خاطرداری مین مصروف ہی یہ کہکر تاوار اُسکی چھین لی غصہ تو ازحد تھا
ایک تمانچہ مار دیا سر اُس ساحر کا اُڑ گیا غلغلۂ گیرودار ہوا سنگباری وہیر فباری ہوئی
اُسکے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خونخوار تاجدار بود اُس نازنین نے بادشاہ کا
دامن پکڑ لیا کہا کیون ای شہریار آپ نے اس بیچارے کو کیون مارا سعد نے فرمایا
تجھے فریاد کی مین شریک ہوا تم پر ظلم کرتا تھا اُس نازنین نے کہا آپ نے بے گناہ کا
خون کیا مین بدلہ لونگی یہ کہکر ایک چیخ ماری گوشہ ہائے باغ سے ہزارہا ساحر نکلے اُس
ظالم نے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مارلو اُن ساحرون نے گھیرا سعد نے لوح کو گردش دی

جب ساحر نابینا ہونے لگے تو سامنے سے بھاگے سعد نے اُسی ہنگامے مین اُس عورت کو بھی قتل کیا جب اُس کو قتل کر چکے تو اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوگئی اب جو دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ قریہ خالی لاشہ ہا دوگر کا پڑا ہی یہ حال دیکھ کے سعد کو بڑا تردد ہوا چاہا یہان سے نکل جاؤن ایک صحنچی بنی تھی اُس مین سے رونے کی آواز آئی بادشاہ طرف آواز کے متوجہ ہوئے آکر دیکھا کہ ایک جوان نحیف و نحیف سرنگون بیٹھا رو رہا ہی بادشاہ نے قریب آکر شانہ ہلایا فرمایا اے جوان کس حال مین تم کو پاتا ہون اُس جوان نے رو کر کہا کیا حال کہون کس رنگ مین ہون اپنا تو یہ حال ہی نظم

اُڑایا تند باد جور صرصر نے گلستان سے — بگولہ بنکے نکلی خاک میری کوے جانان سے
نہ ممکن ترک الفت ہی نہ صحبت ہی برار اُس سے — ہوئی جنجال جی کی دوستی محبوب نادان سے
بھلا پارہ کہین ہوتا سُنا ہی آگ پہ قائم — بر آئے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے
بہت چاہا نہ پایا اُس لب جان بخش کا بوسہ — پھرا تشنہ سکندر کیطرح مین آب حیوان سے
پڑے ہین آبلے تلووں مین لیلی مین وہ مجنون ہون — نہین کھٹکا رہے جی مین مجھے خار مغیلان سے
دل سودا زدہ کو سر بسر تسکین خاطر ہو — اُڑا لائے صبا نکہت اگر اُس زلف پیچان سے
مرے اُس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہی — خریداری کو جسکی لاکھ یوسف آئین کنعان سے
مکدر خاطر نازک نہ ہو نا خاکساروں سے — ذرا دامن اُٹھا کر جائیے گور غریبان سے
نصیب دشمنان دشمن ہوئے ہمنام رعنا تک — ہوا اغیار کو یہ رشک مردان علیمان سے

اے شہریار کیا اپنا حال بیان کرون کہ کس رنگ مین ہون جس ساحرہ کو آپنے قتل کیا ہی مجکو گرفتار کر کے لائی اور خواہان وصل ہوئی مین نے مجبور و ناچار ہو کر قبول کیا اس آفت مین سال بھر گذرا مگر ایک بزرگ نے خبر دی تھی کہ طلسم کشا آکر تم کو رہا کرین گے شکر ہی کہ آپ تشریف لائے آپ کے ہاتھ سے رہائی پائی غلام کو فخر حاصل ہوا کہ آپ کے تصدق سے رہائی پائی لیکن ایک غرض غلام کی در پیش ہی اُس مین نہایت لیس و پیش ہی دیکھیں آپ ہمارے ساتھ کیا کرتے ہین یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ ضحاک کہتے ہین ضحاک شیر گیر وہان کا بادشاہ ہی مین اُسکی بیٹی پر عاشق ہون امیدوار ہون کہ

مجھے وہان تک پہونچا دیجیے اُسکے ساتھ عقد کرا دیجیے یا غلام کو قتل کیجیے مجھسے صبر نہوگا
صحرا مین واسطے شکار کے آیا وہان وہ ظالم بھی آئی تھی مین دیکھتے ہی پروانہ شمع جمال ہوا
آٹھ پہر اُسی کی یاد مین رہتا ہون غم فراق سہتا ہون اب کیا اپنا حال ظاہر کرون ماں
باپ روتے روتے اندھے ہوگئے ہونگے اُن کو کون سمجھاتا ہوگا کہتے ہونگے ایک فرزند
تھا وہ غائب ہوگیا ماں باپ کا اکیلا بیٹا ہون سعد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے حال مصیبت
سُن کر فرمایا ای برادر نام تمہارا کیا ہی کہا اس حقیر کو اقلیم تاجدار کہتے ہین اور یہ بھی
ظاہر ہی کہ اُس معشوق نے مجکو بہ محبت دیکھا اُسکو بھی میرا خیال ہی یقین ہی یاد کرتی ہو
بادشاہ نے فرمایا مین تمہارے ساتھ چلونگا انشاء اللہ یہ مشکل آسان ہوگی یہ فرما کے
قید کاٹی اقلیم کو ساتھ لیا طرف قلعے کے چلے مگر ضحاک شیر گیر کہ بادشاہ زبردست
ہی اپنے قلعے مین بیٹھا تھا یہ زمانہ وہ ہی کہ بیٹی کی شادی کے پیغام چلے آتے ہین چین
بادشاہ کا خط آیا جواب صاف دے دیا مگر سامنے ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قائم بوقلمون
کہتے ہین بوقلمون تاجدار وہان کا حاکم ہی اُسکا بھی نامہ آیا تھا ضحاک نے قبول کیا تھا
اب جو نامہ بھیجا تو ضحاک نے انکار کیا بوقلمون انکار سُن کر بہت جھلایا جواب دیا کیا
مین عاجز ہون مین لڑ بھڑ کر معشوقہ لونگا یہ کہ کر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت لشکر
تیار ہوا ساٹھ ہزار جوان ساتھ لیکر واسطے لینے معشوق کے چلا ضحاک شیر گیر اپنے
مقام پر بیٹھا تھا کہ خبر سُنی بوقلمون تاجدار بشوکت تمام آتا ہی اپنے مقام پر کہا کہ یہ کیا سمجھا
ہی وہ جنگ ہوگی کہ اپنی جان سے عاجز ہو جائیگا بچہ اگنا [illegible] آئیگا پندرہ بیس ہزار
فوج ساتھ لیکر باہر نکلا کہ دوسرے دن بوقلمون بڑے زور و شور سے آکے پہونچا
آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو دونون لشکر میدان مین آکے مقابلہ پڑا آخر ضحاک شیر گیر
زخمی ہوا فوج بوقلمون کے ساتھ زیادہ تھی مغلوبہ ہوئی بوقلمون غالب آیا ضحاک
شکست کھا کر قلعہ بند ہوا بوقلمون نے گھیرا اور کہلا بھیجا کہ معشوق کو بھیجدو ضحاک
نے جواب دیا کہ معشوق کا ملنا غیر ممکن ہی بوقلمون نے طبل یورش بجوایا منظور ہوا قلعہ
فتح کرلون اور قلعے مین گھس کر معشوق کو لون رات بھر تیاری ہوئی صبح کو بوقلمون نے

بلوے کا ارادہ کیا کل فوج چلی لینا لینا کا ہلڑ ہوا ضحاک نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا توپین چلین دس بارہ ہزار جوان اُڑ گئے بوقلمون الگ کھڑا ہوا یہ سعرکہ دیکھ رہا ہی جب فوج نے شکست کھائی اور بھاگی تو اسنے پُکار کر کہا کہ ای ضحاک مین کیا ان کے بھروسے پر آیا تھا مین ابھی آکر قلعہ لیتا ہون محل مین گھس پڑونگا معشوق کو نکال لاؤنگا یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ داہنے جاتا ہی جانے دیتا ہی جو گولہ بائین جاتا ہی اُسے بھی خالی دیتا ہی جو گولہ سامنے آیا اپنے کو گینڈے سے گرا دیا یا گرز مار دیا کہ گولہ دور جاکر پھٹا اس طرح راہ کو طی کرتا ہوا قریب خندق پہونچا ضحاک پہلے لات و منات کو پُکارا کیا جب کچھ نہ ہوا تب بیقرار ہو کر سب سے کہا کہ یارو لات و منات نے تو مدد نہ کی اگر تم سب کی خوشی ہو تو خدا ے نادیدہ سے عرض کرون سُنتا ہون کہ یہ مذہب بہت پختہ ہی سب نے کہا بہت اچھا سب ہی مسلمان بڑا ناز کرتے ہین اُنکا یہی قول ہی کہ ہمارا پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی جب سب نے یہی صلاح دی

تو پُکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم وای سمیع و علیم مشکل کو آسان کر نظم

زجام بہشتی ہر کسکہ نوش کرد شراب — نگیرد بار دگر چشم ہوش باز از خواب
ہر آنکہ مرد ازین ورطہ جان سلامت برد — ہر آنکہ رفت نیامد بدام رنج و عذاب
مقیم رخت اقامت ازین مکان بندد — دم اخیر چو گردد بنا ے خانہ خراب
چو انقلاب خزان در بہار باغ آید — بجا ے بلبل نالان کنند شور غراب
بکار نام جہان ہمشہ یا چہ دل بندیم — کہ ہست رشتۂ امید با گسستہ طناب

اس طرح بیقرار ہو کر جو ضحاک نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بوقلمون چاہتا ہی خندق فرا جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی سعد شہریار اقلیم تاجدار کو اپنے ساتھ لیے ہوے نمایان ہوے ضحاک نے جو اقلیم تاجدار کو دیکھا حیران تھا کہ یہ کیونکر یہان تک آیا پہلے تو خبر سُنی تھی کہ صحرا مین دیوانہ پھرتا تھا مگر سعد نے وہین سے بوقلمون کو للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا منم سعد شہریار بوقلمون سُن کر بہت خوش ہوا کہتا تھا دوسرا مطلب بھی حاصل ہوگا یہ شخص دشمن خدا و نبی ہی مشکلین باندھ کر اسکی

طرف قصر ہفت رنگ سے روانہ کرونگا یہ کہکر گینڈا ابھیرا سعد بڑھا ابو قلمون آئے
اودھر ضحاک نے سعد شہریار کو مثل شیر غضبناک دیکھا اور دیکھا کہ اقلیم تاجدار بھی
الگ کھڑا ہوا تماشاے جنگ کر رہا ہے ابو قلمون نے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو نے
بڑے نام پیدا کیے ہین قدرت تیرے دشمن ہین اگر میری اطاعت کرے تو مین تجھ سے
وعدہ کرتا ہون کہ تیری خطا معاف کرا دونگا سعد نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے تجھسے
ہوسکے اُسمین قصور نہ کر یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ دکھا عمود سے کلام کر کہ حال
جرأت کھلے اُن غریبون کو کیون ستاتا تھا ابو قلمون نے کہا کہ ای جوان تجھکو بڑا غرور
ہے سب حال کھل جائیگا یہ کہکر نیزہ مارا سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا ابو قلمون نے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغہ کھینچا مگر تیغہ لنگر دار و جوہر دار ہے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا
سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا ضحاک بھی کھڑا دیکھ رہا ہے کہ سعد نے تیغہ طلسمی
چمکایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹکر
زرہ کو کاٹا سر کو تراشتا ہوا تا بہ جگرگاہ پہونچا ابو قلمون مارا گیا اہل فوج لینا لینا
کہکر دوڑ پڑے مگر ضحاک عش عش کر رہا ہے کہتا ہے کیا جری و بہادر ہین کیا کارنمایان
کرتے ہین کہ ابو قلمون کو مار کر فوج پر جا پڑے کس لطف سے لڑ رہے ہین لیکن اب
اقلیم تاجدار کو تاب نہ آئی یہ بھی جا پڑا کنارے کنارے لڑ رہا ہے اور جہان کسی
افسر کلان سے مقابلہ پڑا آواز دی کہ ای شہریار غلام کو بچائیے سعد آکر اُسکو قتل
کرتے ہین ضحاک نے دیکھا کہ فوج دشمن نے شکست کھائی سب بھاگے سعد نے
مال و اسباب لٹوا لیا ضحاک خوشی خوشی سعد شہریار کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا سعد
تخت پر بیٹھے اقلیم تاجدار پہلو مین ضحاک مصروف خدمت ہے سعد نے ضحاک کو
بلاکر فرمایا کہ ای بادشاہ عالیجاہ ہم جو کچھ مانگین وہ ہم کو دوگے ضحاک نے عرض کی
جان تک حاضر ہے جو حضور ارشاد فرمائین وہ بجا لاؤن سعد نے فرمایا ہماری خوشی یہ
ہے کہ اپنی دختر کو ساتھ اس شاہزادے کے منعقد کرو کہ اسکو ہمنے اپنا فرزند قرار دیا
ہے ضحاک نے وزیرون کو اشارہ کیا وزیرون نے شریخ خوشبو کی سینے پر لگایا ہار پہنایا

کہ ضحاک تاجدار نے اقلیم تاجدار کو بدامادی قبول کیا قلعۂ اقلیم مین خبر پہونچی باپ
اسکا جو بدحواس ہو رہا تھا بیٹے کے واسطے انتشار تھا خبر پہونچی کہ بیٹا سعد شہریار کا رفیق ہوا
اُنھون نے آکر ضحاک کو دشمن سے بچایا ضحاک اُنکا مطیع ہوا اب ضحاک کی دختر کے ساتھ
اپنے رفیق کی شادی کرتے ہین باپ کا دل بیقرار ہوا فوج تیار کر کے سامان ساتھ لیا طرف
قلعۂ ضحاکیہ کے چلا یہان وہ زمانہ ہے کہ اقلیم تاجدار مانجھا پہنے ہوے ہے سعد شہریار
تخت پر بیٹھے ہین ضحاک مصروف خدمت ہے کہ ہرکارون نے خبر دی ای شہریار مبارک ہو
سلماسے تاجدار آپ کے والد نامدار بشوکت تمام تشریف لاتے ہین اقلیم تاجدار
نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد کے دیکھا سعد نے فرمایا کہ ای ضحاک جا کر اپنے سمدھی
کو استقبال کر کے لاؤ ضحاک اُسی وقت سوار ہوا سلماسے تاجدار کا استقبال کیا
عذر کرتا ہوا بارگاہ مین لایا سلماسے نے جو بیٹے کو دیکھا کہ مانجھا پہنے بیٹھا ہے اور سعد شہریار
تخت پر بیٹھے ہین اول سعد کے قدمون کو بوسہ دیا پھر بیٹے سے ملا باپ بیٹے خوب گلے
مل کر روئے اقلیم نے باپ کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای باپ مقام خوشی ہے کہ
آپ نے اپنے غلام کو باعیش و فرحت پایا سلماسے تاجدار بھی آکر بیٹھا بڑی دھوم سے
برات کی تیاری ہوئی سیکڑون تخت سواران سُرخ پوش ہمراہ ہین ایک فیل مست پر اقلیم
کو بٹھا کر سعد شہریار خود بھی بیٹھے زر نثار ہوا مکان پر دلھن کے پہونچے ٹوٹکے وغیرہ
ہونے لگے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پانی پھینکا گیا کہ دولھا ہمیشہ دُلھن کے سامنے پانی
بھرے سعد نے اقلیم کو اُتارا تمام روسا و امرا و وزرا گھیرے ہوے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہے کہ سعد شہریار کی وجہ سے یہ دن نصیب ہوا اقلیم تاجدار خندان ہے باپ
اُسکا ہر مرتبہ شاہ پر نثار ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ ای شہریار آپ کے تصدق سے یہ دن
نصیب ہوا کہ مین نے بیٹے کو خیر و عافیت سے پایا پھر خدا نے یہ فضل کیا کہ شادی
اسکی ہوئی سعد فرماتے ہین تمھارا بیٹا صاحب اقبال ہے اُسی کا یہ انجام ہوا اتنی
باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا کسبیان خوش مزاج و نازک
اندام و گلفام یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

دل کو میرے خم خمخانہ بنایا ہوتا ۔ کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا

ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یا رب ۔ اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

کاش ہوتی صدفِ دُر مری چشم گریان ۔ دانۂ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان کا حشم مجکو دیا تھا تو نے ۔ خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا

آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور ۔ تو مجھے شمع سے پروانہ بنایا ہوتا

تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا ۔ کاش خال رُخ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی ۔ خاک کاشانۂ جانانہ بنایا ہوتا

اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ای ربِّ جہان ۔ دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

غم دوری سے ہو انگشت بدندان رعنا ۔ غم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی قضاے کار خواجہ عمرو بحکم صاحبقران تلاش مین بادشاہ کی نکلے تھے قلعے پر آکر سُنا کہ سعد شہریار برات لیکر گئے ہین بیرون شہر باغ ہی اُسی مین جلسہ ہی طرف برات کے چلے اُس وقت پہونچے کہ چوبدار قاضی کو بُلانے جاتا ہی پکار کر پوچھا کہ مرد سپے صاحب کہان جاتے ہو چوبدار نے کہا کہ قاضی کو بُلانے جاتا ہون عمرو نے چوبدار کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بن کر دروازے پر قاضی کے آکے آواز دی کہ قاضی صاحب نکلیے قاضی صاحب نکلے سر منڈا ہوا کفش پہنے ہوے باہر نکلے خواجہ نے گلوری نکال کر قاضی صاحب کو کھلائی قاضی صاحب گھبرا کر کہنے لگے کہ مین پاخانہ پھر آؤن قاضی صاحب اندر گئے خواجہ نے مکان مین کنڈی لگا دی اور آپ قاضی کی شکل بن کر محفل مین آئے سعد شہریار نے فرمایا گانا موقوف کرو خواجہ عمرو نے جو سعد کو تخت پر دیکھا درود پڑھ کر کہا کہ آج بہت کچھ ملیگا سعد نے فرمایا محل مین جائیے پہلے دُلھن سے ایجاب کرا لائیے کہاریون کو حکم ہوا کہ پردہ کراؤ کہاریون نے محل مین آکر خبر کیا دم بھر مین پردہ ہوا شاہزادیان ذکر کر رہی ہین کہ قاضی صاحب آتے ہین قاضی صاحب قریب پردہ کے آئے صحن مین جبکو پایا کسی کے کپڑے اُتار لیے کسی کے ازاربند سے اشرفی کاٹ لی محل مین غل ہوا ایک کہتی ہی لوا میرے کپڑے جاتے رہے اور کسے دن دہاڑے

یہ ظلم ہوا ہین جب تک باہر آئی ہون تب تک پہنے تھی ڈھیلے بھی نہ سکھے کہ گر گئے قاضی صاحب
کھڑے ہنس رہے ہین فرماتے ہین ہوا افسوس نہ کرو جنکے یہان شادی مین آئی ہو وہ ہی
دین گے یہ کہتے ہوے قریب پردے کے آئے پکار کر پوچھا کہ اقلیم تاجدار بیٹی فرزند
سلطان تاجدار بادشاہ زادہ ہے کیون بی بی اُس سے عقد ہوتا ہے راضی ہو کچھ آواز نہین
آئی مان بہنین جو گرد دُلہن کے بیٹھی ہین وہ کہہ رہی ہین کہ ہان بی بی ہون کرو جب کئی مرتبہ
قاضی صاحب نے پوچھا تب دُلہن نے ہُنکاری بھری مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی
ڈومنیان مبارکبادگانے لگین شاہزادیان منع کرتی ہین کہ اری ڈومنیو چپ رہو دیکھو
قاضی صاحب کھڑے ہین ایسا نہ ہو کہ اُن کے خلاف ہو قاضی صاحب بھاگے جاتے ہین
کہ گانے کی آواز کان مین نہ آئے پوچھ کر باہر تشریف لائے دولہا سے ایجاب و قبول
کرایا بیٹھ کر عقد پڑھا لڑالڑ کر کشتیان لین دولہا کے باپ سے کہا کہ ابتو دلوائیے
دولہا کے باپ نے کئی توڑے روپیون کے دیے سردارون کی جانب متوجہ ہوے
فرمایا یارو تم لوگ بھی کچھ کچھ دلواؤ سب سے خواجہ نے لیا مگر سعد شہریار حیران ہین کہ
قاضی کی قطع سے معلوم ہوتا ہے چھوٹے دادا جان ہین مگر خواجہ سب سے تحصیل کر کے رخصت
ہوے سعد شہریار نے حکم دیا کہ چلنے کی تیاری کرو برات آراستہ ہوئی دُلہن کو سوار کیا
نوبت و نقارے بجاتے ہوے چلے برات مکان پر پہونچی اقلیم تاجدار کہ تشنۂ جام وصل
تھا شب کو وصل حاصل کیا سعد شہریار کو بڑی خوشی حاصل ہوئی صبح کو فرمایا کہ بھائیو
مین رخصت ہوتا ہون تاجدار قدمون سے لپٹ گئے چیخین مار کر رونے لگے عرض کرتے
تھے کہ اے شہریار آپ کا رخصت ہونا تو ستم ہے ہم سب چاہتے ہین کہ ہمراہ سرکار رہین
بادشاہ نے فرمایا کہ مین مرحلے پر جاتا ہون کسی کی ضرورت نہین تم لوگ تیار رہو جب
مین پلٹ کر آؤنگا تو سب صاحبون کو ساتھ لیچلونگا سب کو مطمئن کر کے بادشاہ نے
لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم بعد شادی اقلیم تاجدار جو جو
تمھارے رفقا ہین ان سے رونق لشکر ہے ان سب کو اسی مقام پر چھوڑ کر مناسب یہ ہے کہ طرف
جنوب کے روانہ ہو کوئی کام بدون ملاحظۂ لوح نہ کرنا بادشاہ سب سے رخصت ہوے

قلعے پر کھڑے ہوکر سمت جنوب دیکھا دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہی اُس مین ایک گنبد بنا ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا چہکار رہا ہی کہ جسکی چہکارون سے یہ صدا آتی ہی نظم

واللہ تو ہی جسقدر اے چشم زار شوخ ॥ اُتنی نہین ہی گردش لیل و نہار شوخ

پوچھا جو اُنسے کیون مرے پہلو سے اُٹھ چلے ॥ بولے کہ ایک جا نہین لیتے قرار شوخ

کم تھی نہ مار ڈالنے کو شوخی نگاہ ॥ اُسکو بنایا کیون مرے پروردگار شوخ

جب شوخیون کے دیکھنے کا دل اُٹھائے لطف ॥ تم اک طرف ہو ایک طرف ہون ہزار شوخ

اُنکو بھی ساتھ لگا لائی باغ مین ॥ کیون عندلیب کتنی ہی فصل بہار شوخ

پیتا اب ہی تیری چال کی شوخی پہ ہر قدم ॥ رنگ حنا ہی پانون مین کیا اے نگار شوخ

مجبور ایک کیا تپش دل سے ہین ہمین ॥ شوخی پہ اپنی رکھتے ہین کب اختیار شوخ

کچھ تھی ابھی وہ آنکھ ابھی اور ہو گئی ॥ دیکھے نہین ہین ایسے بھی بے اختیار شوخ

عاشق مرے سخن کے ہین معشوق بھی جلال ॥ وہ شوخ طبع ہی جسے کرتے ہین پیار شوخ

یہ دیکھکر سعد شہریار قلعے سے اُترے جیسے ہی اُس طائر نے سعد شہریار کو آتے ہوے دیکھا گریال کرکے اُڑا بلند ہوکر گرد سر بادشاہ چرخ مارنے لگا آواز ہیہات و افسوس دیتا ہی سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسے جلد تیر مارو کہ یہ طائر گنبد پر نہ بیٹھنے پاوے سعد نے کمان کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ طائر کے سینے پر پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا وہ طائر مرکر گر پڑا ہنگامہ ہوا صحرا مین اندھیرا ہوگیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود طائر جب مارا گیا تب دروازہ گنبد کا کھلا کچھ کنیزین نکلین اُنھون نے سامنے گنبد کے فرش بچھایا ارباب نشاط نکلنے لگے کوئی سارنگی کا اُستاد ہی کوئی طبلہ بجانے کا اُستاد برابر ساز بجا رہے ہین کچھ بتانے والے آنکھین چمکا رہے ہین مگر اندر گنبد کے ایک نازنین جبین و مہ جبین بیٹھی ہی سب کی داد دے رہی ہی بادشاہ بھی ایک طرف فرش پر آکر بیٹھ گئے کاملین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی گنبد سے نکلی نظم

کہا کہ ڈالے دل مین مضمون خط تقدیر نے ॥ خون رلوایا تمھاری شوخی تحریر نے

رات کو کیا کیا جگایا نالۂ شبگیر نے — ایسی سوتی تھی کہ کروٹ تک نہ لی تقدیر نے
قید مین عالم دکھائے تونے ای جوش جنون — رکھ لیا زندان کو سر پر شورش زنجیر نے
نالہ و فریاد کچھ کرتے ہین جگر پکڑے ہوے — وقت پر یون آنکھ اسنے پھیر لی تاثیر نے
طالب دیدار سے جو گفتگو پردے مین کی — ہوش کھوئے لنترانی کی نئی تقریر نے
دیکھ لینا ای فلک وہ بھی ہمارے ہو گئے — جسدن اپنا کر لیا تقدیر کو تدبیر نے
اس ادا سے آکے گردش جام کو ساقی نے دی — ساتھ توڑے بزم مین یہ نوجوان و پیر نے
کھینچ لانا دل کا سینے سے بہت دشوار تھا — یہ تو پوچھو کیا کیا پیکان تمہارے تیر نے
دیکھتے ہین بزم مین ہمکو وہ پھر پھر کر جلال — کوئی پلٹا آج کھایا گردش تقدیر نے

اُس نازنین نے یہ اشعار چہک چہک کر گائے اور وہ تانین ماری ہین کہ سعد بھی متوجہ ہوے اب وہ نازنین بتاتی ہوئی چلی جسکے سامنے آئی اُسنے بیل دی کسی نے روپیہ دیا کسی نے اشرفی کسی نے اسباب اُتار کر دیا سب سے بیل لیتی ہوئی سامنے سعد کے آئی اور دامن تھام کر بتانے لگی اشارہ لوح طلسمی کی طرف کر رہی ہی کہ مین تو یہی لونگی سعد رُکتے ہین مگر دل کہتا ہی حوالہ کر دو جب ارادہ کرتے ہین کہ دون تو دل دھڑکتا ہی آخر لوح کو ہاتھ مین لیکر نگاہ ڈالی وہ رقاصہ سمجھی کہ لوح اُتارتے ہین بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم ہوا ای سیار این عجائبات یہ رقاصۂ جادو فکر لوح مین آئی ہی اور اگر صورت پر مائل ہو تو یہ صورت اصلی نہین ہی اسکا کئی سو برس کا سِن ہی مکارہ حیلہ ساز دغاباز ہی جب یہ ہاتھ بڑھائے تو لوح کو اسکے سر پر مار دو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو سعد نے لوح گلے سے اُتاری رقاصہ سمجھی کہ مجکو دینا گے دامن تھامے ہوے بتا رہی ہی ایک ایک لفظ مکرر سہ کرر بتاتی ہی دل سعد شہریار کا لُبھاتی ہی سعد نے ہاتھ بڑھایا رقاصہ نے سر جھکایا اور ہاتھ بڑھا دیا مگر سعد نے لوح کو چرخ دیکر سر پر رقاصہ کے مارا جیسے ہی لوح جسم سے رقاصہ کے مس ہوئی رقاصہ نے ایک آہ کا نعرہ کیا شعلہ مُنھ سے نکلا سراپا جلنے لگی اہل جلسہ اُٹھکر دوڑے پکارتے ہوے کہ او طلسم کشا یہ کیا کیا سعد اُٹھ کھڑے ہوے تمام اہل محفل جلنے لگے اور

گنبد مین بھی آگ لگ گئی عرصہ دراز تک شعلے اُٹھے رقاصہ جل جل کر خاک ہوئی آواز آئی
کشتی مرا نام من رقاصہ جادوبود لیکن بادشاہ نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہی نہ وہ صحرا ہی
ایک پہاڑ سامنے ہی اُسمین سے رونے کی آواز آتی ہی بادشاہ حیران ہوے کہ یہ کون
رو رہا ہی چل کر دیکھین تو کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان دیوانہ وار چرخ مار رہا ہی
کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی آوازین دیتا ہی کہ ای خیر خواہ اب تم سے کب ملاقات ہوگی
بادشاہ نے قریب آکر پوچھا کہ ای نوجوان کس سے بچھڑا ہی کہ جو فراق مین یہ حال ہی اُس
جوان نے رو کر کہا کہ پہلے اپنے نام سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون بزرگ ہین سعد نے فرمایا
کہ فتاح طلسم نوخیز جمشیدی سعد شہریار فرزند صاحبقران عالی وقار اُس نوجوان
نے کہا کہ سر کوہ پر ایک قلعہ ہی مہتاب قزاق وہان رہتا ہی اُسنے میری ارسال لوٹ لی
امیدوار ہون کہ میرا مال دلوا دیجیے سعد نے قبول کیا اور اُس جوان کو ساتھ لیا
طرف سر کوہ کے چلے مگر مہتاب قزاق قلعے سے نکلا تھا سر کوہ کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا
ایک جوان آفتاب جمال اور میرا گنہگار اُسکے ساتھ ہی طرف قلعے کے آتے ہین للکارا
کہ او جوان ادھر کہان آتا ہی اور اس گنہگار کو کیون لایا یہ میرا دزد ہی اگر یہ آئیگا
تو مین فوراً اس کو قتل کر ڈالونگا نہ دہ چھوڑونگا قتل سے اسکے مُنھ نہ موڑونگا سعد
نے کہا تیری کیا مجال ہی اگر تاب جرأت رکھتا ہی تو آ غریبون کا ستانا اور اُسپر یہ گھمنڈ
سامنے آ تو حال جرأت معلوم ہو مہتاب نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا خبردار خبردار کہکر
نیزہ مارا سعد نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ نے
نیزہ اُسکا ٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مہتاب کے نکل گیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے
مہتاب کے نکلا دوڑ کر قدمون پر گرا کہا ای شہریار مجکو ثابت ہوا کہ آپ مجھپر غالب ہین
مین کچھ اختیار رکھتا ہون مال اس نوجوان کا تو دونگا مگر یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ
حاکم وہان کا خفاش حیلہ گر ہی اُسنے میری معشوقہ کو چھین لیا ہی امیدوار ہون اُسے
دلوا دیجیے سعد نے مہتاب قزاق کو ساتھ لیا اور طرف قلعے کے چلے خفاش حیلہ گر
کہ اپنے قلعے مین بیٹھا تھا نامہ اُسکو جمشید کا پہونچ چکا ہی کہ ای خفاش بادشاہ جمجاہ

تمھاری جانب آتے ہین ضرور سامنا پڑا اپنا عقلمندی سے گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو
کہ ہم اُن کو قتل کرین ورنہ سلطنت نہ رہیگی خبردار کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھنا خفاش نامہ
کو پڑھ ہی رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سعد شہریار و مہتاب قزاق کو ساتھ لیکر آتے ہین
خفاش اپنے مقام سے اُٹھا بیرون قلعہ آکر بارگاہ استادکرائی ایک سانپ
اپنے پاس سے نکالا ایک بل مین چھوڑ دیا آپ بارگاہ مین آکر بیٹھ رہا کہ خبر پہونچی سعد قریب
آ گئے کشتیان جواہر کی لیکر نکلا راہ مین آکر قدمبوس ہوا عرض کی جو ارشاد ہوگا
وہ بجا لاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ معشوقۂ مہتاب حوالے کرو خفاش نے ایک
وزیر کو حکم دیا کہ جا اُس ماہ لقا کو سوار کرلاؤ آپ سعد کو لیکر بارگاہ مین آیا کرسی کے
اوپر بٹھایا کہ دیکھا ایک سانپ رینگتا ہوا آتا ہی خفاش نے اشارہ کیا کہ حضور
اسکو مارلین بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا سانپ کے جیسے ہی دو ٹکڑے ہوے دھوان
نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام بارگاہ مملو ہوگئی سعد شہریار و مہتاب قزاق
بیہوش ہوکر گرے خفاش نے اشارہ کیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اُسی وقت آہنگر آئے
بادشاہ و مہتاب کو مسلسل و مطوق کیا دونون کو اراسے پر ڈال کر طرف قلعے کے لیچلا
شہر مین ظاہر ہوا کہ ہمارے بادشاہ گئے تھے طلسم کشا کو لیکر آتے ہین بیٹی خفاش کی
نازک اندام محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے خبر دی آپکے والد نے آج بڑا کار نمایان
کیا طلسم کشا کو پکڑ لیا قید لیکر آتے ہین نازک اندام نے کہا کہ مین تو دیکھون طلسم کشا
کی کیا صورت ہی اُسی وقت سوار ہوئی محافہ راہ مین ٹھہرا چلمن سے دیکھ رہی ہی
کہ ہٹو بچو کا غل ہوا دیکھا سعد شہریار ارابے پر بے خوف بیٹھے ہوے سب کے اوپر
نگاہ ڈال رہے ہین دیکھا کہ ایک محافہ ہی گرد اُسکے ناظر بچکا نے کہاریان گھیرے ہوے
کھڑے ہین خفاش کو خبر مل چکی ہی کہ بیٹی بھی دیکھنے آئی ہی گھوڑا چمکاتا پھرتا ہی کبھی محافے
کے قریب آتا ہی کہتا ہی کیون بیٹا دیکھا تمنے کہ مین نے طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیا
وہ عیاری کی کہ آج تک نہ ہوئی تھی مار سیاہ بناکر چھوڑا وہ بیہوشی کا بنا ہوا تھا
جیسے ہی بادشاہ نے اُسکو مارا اسقدر دھوان نکلا کہ اُسی دھوئین سے بیہوش ہوگئے

کبھی افسردن سے کہتا ہی کہ صاحبو تم نے دیکھا کیا تدبیر تھی کہ بڑی مین جانتا تھا کہ یہ حنا
لوح ہین کوئی فعل انپر تاثیر نہ کریگا تب مین نے یہ فکر کی کس لطف سے پکڑ لیا سب لوگ
تعریفین کر رہے ہین کہ آپ اسم باسمے ہین مگر نازک اندام نے جو سعد شہریار کو دیکھا
حیران جمال و محو دیدار ہو گئی خفاش نے حکم دیا کہ ارابا بڑھاؤ سعد نے کہا ای خفاش
جلدی کیا ہی ذرا ہم بھی تمھارے شہر کو دیکھ لین خفاش نے کہا کہ او قیدی ہم تو تیرا کہنا
نہ مانین گے بادشاہ نے فرمایا ہم تو ابھی نہ جاوین گے یہ کہکر لنگر مارا کہ ارابے کے پہیے
دھنس گئے لاکھ بیلون پر مار پڑتی ہی مگر کیا مجال ہی کہ ایک قدم آگے بڑھا وہین نازک اندام
نے جو یہ زور دیکھا آہ کر کے بیہوش ہو گئی کنیزون نے محافہ پھیرا ملکہ کو لا کے باغ مین
داخل کیا ملکہ جو ہوشیار ہوئین باغ کو دیکھ کر رونے لگین کہا صاحبو مجھکو کیون لے آئے
مین اُس شہریار کو جی بھر کر دیکھ تو لیتی کنیزین گھبرائین کہ ملکہ یہ کیا فرماتی ہین ملکہ نے کہا
کہ مین سعد شہریار پر عاشق ہوئی فورًا جا کر خبر تو لاؤ کہ بادشاہ نے کیا کیا کنیز جا کر خبر لائی
کہ مہاوسے باغ مین حضور کے جو قصر ہی اُسی مین قید کیا ہی کیا عرض کرین جسوقت سعد شہریار
سے کلام ہوا کیسا بے خوف کلام کیا ہی فرماتے تھے کہ او خفاش تو مجھکو قتل کر ڈال لیکن
چین نہ پائیگا میرے بھائی بند وہ لشکرکشی کرینگے کہ تجھکو چین نہ ملیگا جمشید کو امیر
مارلین گے خفاش نے کہا مین مہمان کیون رہونگا قدرت کے پاس جا بسونگا کل فوجین
گرد قصر رہین گی پرندہ پر نہ مار سکیگا کسکی کیا قدرت ہی کہ تم تک آوے اور تمکو بچائے
فورًا تمھین لیجا کر قتل کر دونگا کنیزون نے جو یہ خبرین بیان کی تو ملکہ نے بیہراس ہو کر کہا
کہ اگر تم لوگ مدد کرو تو چل کر اُس شہریار کو رہا کر لین سب نے کہا بہت خوب ہی ہم جان
سے حاضر ہین حضور کے کام مین اگر جان صرف ہو جائے تب بھی دریغ نکرین نازک اندام
نے آہ کر کے کہا وہ جو قصہ کہانیون مین حضرت عشق کی عنایتین سُنا کرتے تھے اُسکا آج سامنا ہی نظم

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال ۔ ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی ۔ اور کہین خون چکان حکایت ہی
گہ نمک اسکو داغ کا پایا ۔ گہ پتنگا چراغ کا پایا

کہین طالب ہوا کہین مطلوب — دو دلون باتین غرض ہین آنکی خوب

مین جانتی ہون کہ تمہین ذلت و رسوائی ہو اور ہر طرح کی خرابی اس کوچے مین ہو گی مگر چہ
کچھ ہو سب گوارا ہی رات کو گوشۂ باغ سے آکر مکان کو تاکا کنیزون سے اشارہ کیا
کہ نقب کھودو کنیزین مل کر کھودنے لگین دس کھودتی ہین تو دس مل کر مٹی نکالتی ہین
پہر رات رہے کنیزون نے غرض کی نقب پہونچ گئی اب حضور کے جانے کی دیر ہی ملکہ
پائنچے سنبھال کر اُس شب تیرہ و تار مین داخل نقب ہوئین جب قصر مین پہونچین تو سر نکالا
دیکھا سعد شہریار سر زانو پہ سر خم کیے بیٹھے ہین مگر خدا کی قدرت ہی کہ خفاش نے لوح
گلے سے نہین اُتاری لوح گلے مین زیر قبا پہنے ہین اپنے حال زار پر افسوس کر رہے ہین
ملکہ نقب سے باہر آئین بادشاہ نے جو ملکہ کو دیکھا کہ زہرہ مثال ماہ آسمان کمال صاحب
شوکت و لیاقت ہی بیقرار ہو گئے آنکھ بند ہونے لگی مگر اپنے کو سنبھالا نازک اندام نے
پوچھا کہ کیون سعد شہریار کیا گذرتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای محبوب طرحدار فرد
ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ۔۔ ہل جائین گے افلاک جو فریاد کرین گے ۔۔ ای ملکہ
کیا حال پوچھتی ہو گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے تم تو اپنے نام نامی سے آگاہ کرو ملکہ نے
کنیزون سے کہا کہ ہان صاحبو ان کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹو باغ مین لے چلو کہ فرحت
حاصل ہو کنیزون نے قید کاٹی اُسی نقب سے سعد کو لیکر اپنے باغ مین آئین مہتاب
قزاق کو بھی رہا کر لیا اسکو لا کر ایک صحنچی مین بٹھا دیا سعد کو ساتھ لیکر بارہ دری مین
آئین مسند پر جگہ دی کنیزون سے اشارہ کیا کہ صاحبو خاطر کرو مہمان عزیز ہی یقین ہی
کہ صاحبقران تم لوگون سے بہت راضی ہونگے یہ کہتی ہوئی قریب آ کے پہلو مین بادشاہ
کے متمکن ہوئی ایک گائن سے اشارہ کر دیا وہ نہایت خوش گلو تھی لحن سوز و گداز
بتا بتا کر بحضور عاشق و معشوق یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

سکتے ہو بیٹھا ہون مین کہین میرے خدا نہ ہو — دھوکا دو اسکو جو تمھین پہچانتا نہ ہو
حسرت کی آنکھ سے مری آنکھ خدا بچائے — بہتر ہی مرتے دم بھی اگر سامنا نہ ہو
میری زبان کو کاٹ سکے لے جا پیامبر — تجھسے وہان پیام جو میرا ادا نہ ہو

کیا رشک ہی کہ ہجر مین خود چاہتے ہین ہم | نالہ کبھی گوش یار تک اپنا رسا نہ ہو
خلوت مین آج اُسنے کیا ہی طلب ہمین | اب ہم جدا کرین بھی تو دل کو جدا نہ ہو
چھیڑین گے یون کہ آتی ہین شوخیان ہمین | کچھ تو جلال اُن کو ستم کا بہانہ ہو

یہان تو بادشاہ بہ عیش و فرحت باغ مین نازک اندام کے ہین مگر خفاش حیلہ گر جو
صبح کو اُٹھا بلبلاتا ہوا جھلایا ہوا کہتا ہی مین نے رات کو خواب مین دیکھا کہ سامری و
جمشید فرماتے ہین کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرو ہماری روح کو صدمہ پہونچتا ہی ایسا نہو
کہ کوئی اُسکی مدد کرے جلد قید خانے سے لاؤ لوگ لینے چلے تھے کہ نگہبان روتے ہوے
سامنے آئے عرض کی کہ ای شہنشاہ سعد شہریار کو کوئی چُرا کر لے گیا قید خانہ خالی پڑا ہی
خفاش اُٹھا خود قید خانے مین آیا اپنے دوسرے بیٹے کو بلا کر کہا ای نور نظر اس نقب مین جاکر
دیکھو اگر قیدی باغ مین نازک اندام کے موجود ہو تو فوراً گرفتار کر لانا وہ بیٹا اس کا
تلوار لیکر نقب مین کود پڑا ارادہ یہ کر کے جب باغ مین پہونچا دیکھا کہ سعد شہریار موجود ہین
آپس مین اختلاط ہو رہا ہی جو ہر ستے ہین سب کنیزین پھر رہی ہین مگر کہتی ہین کہ دیکھیے
انجام اسکا کیا ہو ایسا نہو کہ خفاش کو خبر ہو جاے تو جان بچنا مشکل ہو وہ لڑکا یہ حال
دیکھ کر پلٹا خفاش سے کہا کہ ہمشیرہ صاحبہ کے باغ مین وہ قیدی موجود ہی مگر بوجہ
ہیبت کے مین نے اُسپر ہاتھ نہین ڈالا اُسی وقت خفاش نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جاکے
باغ ملکہ کو چہار جانب سے گھیر لو بموجب حکم تھوڑی دیر مین سب فوج جمع ہو گئی اور
آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز نے بادشاہ کو خبر دی کہ خفاش حیلہ گر نے باغ کو گھیر لیا اب
یہان سے نکلنا دشوار ہی بادشاہ نے فوراً قبضے پر ہاتھ رکھا تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے
دامن تھام لیا کہا ای شہریار کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا جاکر اُس حیلہ گر کو سزا دونگا
کہ سارا غرور بھول جائیگا یہ کہکر سعد نے دامن چھڑا لیا اور فرمایا کہ ای ملکہ عالم تم ان
مقدمات مین دخل نہ دو مین کسی سے چھپ کر نہ بیٹھونگا ہمارا تو ہر وقت یہی کام ہی اور
اسی مین نام ہی ہر چند نازک اندام تڑپی مگر سعد نے کہا کہ ای ملکہ عالم وہ دروازہ
توڑ کر گھس آوینگے تو کیسی ذلت ہی ملکہ نے کہا کہ وہ کئی ہزار آدمی ہین آپ اکیلے کیا

بھیجیگا سعد نے کہا کہ پروردگار مدد کریگا اگر ہزار ہین تو ہون اور لاکھون ہین تو کیا
ہوگا وہ غیب سے مدد بھیجیگا ملکہ نے کہا مین نہ جانے دونگا میرا تو عجب حال ہی قلب پر
ہجوم غم و ملال ہی کیا کیفیت کہون آپ کی تنہائی کا خیال آتا ہی کہ نکلتے ہی گھر جائیے گا ہزارہا
آدمی ہر طرف سے حملہ آور ہوگا کس کس کو جواب دیجیگا میری زندگی آپکے دم سے
ہی سعد نے دیکھا کہ کسی طرح نہین مانتین تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لی فرمایا ای ملکہ مین
اپنی جان دونگا میرے لشکر مین سپاہیون کا مجمع ہی ذرا ذراسی بات مین طعن کرتے ہین
اور مین بادشاہ لشکر ہون وہ وہ قوم ہی اور وہ لوگ ہین کہ باپ کے سامنے بیٹا لڑتا ہی اور
باپ ترغیب دیتا ہی یہی کہتا ہی کہ چلو تلوار سے مرو ہاتھ شمشیر زنی سے نہ کھینچو ای ملکہ میرے
واسطے بدنامی ہوگی کہنے والے کہین گے کہ باغ مین چھپ کر بیٹھے نکل کر نہ لڑے تو مین
کیا جواب دونگا مین خود اپنا گلا کاٹ ڈالونگا ہرگز نہ مانونگا جب تو ملکہ ناچار ہوئین
کہا ای شہریار میرے قلب کو صبر نہ آئیگا مین بھی اپنے کو پہونچاؤنگی ایسا نہ ہوگا کہ مین
دیکھون اور آپ جاکر لڑین سعد شہریار نے کہا کہ جب تم دیکھنا مجھپر بلوہ ہی اور کسیطرح
وہ پیچھا نہین چھوڑتے تب تمکو اختیار ہی خبردار فوراً نہ آنا ملکہ ناچار ہوئین دامن چھوڑا
سعد سوار ہوئے تیغ لیے ہوئے باغ سے نکلے اور سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ بشنید
ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم بادشاہ
لشکر اسلام مالک اورنگ سلطانی زیبندۂ تاج جہانبانی شاہزادۂ سعد بن
قباد خفاش نے جو نعرہ کی صدا سنی ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ لو بھائیو
وہ شیر نکل آیا اب چہار جانب سے گھیر کر پکڑ لو سب لینا لینا کر چلے خفاش نے گینڈا
بڑھایا سعد نے خفاش کو تاکا خفاش نے تیر مارے شاہ نے تیر قلم کیے لڑتے
بھڑتے مقابلہ خفاش مین پہونچے خفاش نے چند افسرون کو للکارا کہ خبردار
کیا کرتے ہو میرے مقابلے مین وہ جوان آتا ہی چہار جانب سے ایسے حملے کرو کہ یہ
جوان مجھ تک نہ آسکے افسرون نے آکر گھیر لیا کوئی نیزے کا وار کرتا ہی کوئی تلوار
لگاتا ہی کوئی دور سے تیر مار رہا ہی ملکہ نے جو اندر سے دیکھا تاب نہ آئی آخر نقاب

چہرے پر ڈال کر نکل پڑین چالیس کنیزین پشت پر لکل کر لڑنے لگین سعد بلوے مین زخمی ہوے ہر چند چاہتے ہین اپنے کو سنبھالون اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ سنبھالنا دشوار ہو گیا دن بہت کم باقی تھا جب سعد نے دیکھا غش آیا چاہتا ہی تو گردن مین مرکب کے ہاتھ ڈالدیے اور پشت پر مرکب کے ہاتھ رکھا فرمایا ای مرکب اصیل مجھے لیکر نکل مرکب نے جو راکب کو اپنے سست پایا دولتیان مارتا ہوا اپنا اُس مجمع سے لیکر نکلا خفاش نے جو میدان سعد بن قبا دسے خالی پایا ملکہ کو مکند و کمین گرفتار کر لیا ہر طرف ڈھونڈھا سعد کو نہ پایا کہتا تھا کہ کیون او گیسو بریدہ اپنے دھگڑے کو کدھر بھگا دیا مین تجکو سر میدان قتل کر دونگا ملکہ نازک اندام مبہوت ہو رہی ہی جواب دیتی ہی کہ تجکو اختیار ہی میرا تو یہ حال ہی نظم

آنکھ سے چھپنے کا راز اُس سے نہ کھولا ہوتا
دل تو کہتا تھا ذرا مجکو ٹٹولا ہوتا
سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہی عبث
اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
حسرتین کتنی نکل جاتین جو چھاتی پھٹتی
دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
قفل کرنے پہ ہمارے جو تلی رہتی ہین
اُن نگاہو نہین کسی نے ہمین تولا ہوتا
دل پہ درد کا کم ہو سکے نہ ملنا بہتر
ہاتھ آتا تو ہتھیلی کا پھپھولا ہوتا
[illegible] کی محبت مین جو ہوتی تاثیر
کسی عاشق کا بھی طوطی کہین بولا ہوتا
کوچۂ یار مین میلا جو ہوا چرخ کو بھی
یہی حسرت تھی کہ مین کاش ہنڈولا ہوتا
قہقہہ مارے [illegible] اسکی نہین تاب ای یار
روک لیتے ہم اگر توپ کا گولا ہوتا
[illegible] سے گذرنا تھا نہ تجکو ای بت
آج تو کوئی خدا لگتی بھی بولا ہوتا
چرخ [illegible] پہ لوٹا تھا شب وصل جلال
ہم تو خوش ہوتے اگر چیل کے یہ کولا ہوتا

جب خفاش نے یہ دیکھا کہ نازک اندام اپنے ہوش مین نہین ہی مین کچھ کہتا ہون اور یہ جواب خلاف دیتی ہی وزرا سے صلاح کی وزرا نے کہا قید کیجیے بعد دو چار دن کے جب ہوش مین آ لے تب اسکو قتل کیجیے ایک مکان مین ملکہ کو نظر بند کیا اور حکم دیا کہ کوئی اُس مکان مین نہ جا سکے مان اسکی شہیدہ بانو اسکو حکم ہی کہ وقت

لے وقت جائے اور ملکہ کو سمجھائے اگر یہ اس سے توبہ کرے تو مین اسکو رہا کرون خطا
معاف کر دون اور اگر یہ شخص مبہوت رہی تو قتل سے کیا فائدہ اسکی مان شعبدہ باز
جب آتی ہی تو بیٹی کو مبہوت دیکھتی ہی حیران ہو کر چلی جاتی ہی مگر مرکب جو سعد شہریار کو
لیکر چلا تمام رات بھر اڑا ہوا آیا ایک دشت مین لا کر سعد کو پشت سے گرا دیا مگر گھٹنے
ٹیک دیے بھائی خفاش کا نقاش گرہ پیشانی کہ اس صحرا کا حاکم ہی کہین سے پلٹا ہوا
آتا تھا اسکے ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ایک مرکب عربی صحرا مین ٹہل رہا ہی کہا دیکھیے
حضور کسی کا گھوڑا خون مین بھرا ہوا باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا پھر رہا ہی ایک نے
کہا وہ سامنے زیر نخل اسکا سوار بھی ہی کسی نے مار کر ڈالدیا نقاش قریب آیا جمال
بے مثال دیکھکر مبہوت ہو گیا کہا یارو جرأت تو دیکھو ہزارون سے لڑا مگر اسباب
نہین دیا نہین معلوم لوٹنے والون کو کیا خوف ہوا کہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے اس جوان
کا سب اسباب قایم ہی گلے مین تختیان الماس کی پڑی ہین زرہ بے نظیر پہنے ہی تلوار
کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہی نقاش نے سعد کو اٹھوایا اپنے قلعے مین لیکر آیا زخم دوزی
کرائی خواہش ہی کہ دریافت کرون جن قزاقون نے اسکو مارا ہی انکو گرفتار کر کے
سزا دون جب زخم مین ٹانکے لگے اور سعد کو آرام پہونچا تو آنکھین کھول کر دیکھا ایک
قصر وسیع ہی اسمین مین لیٹا ہوا ہون اور ایک جوان تاجدار سرہانے بیٹھا ہوا
مگس رانی کر رہا ہی خادم و خدمتگار اسکے مصروف خدمت ہین مگر نقاش نے جو دیکھا
کہ اس جوان نے آنکھین کھولین پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد گھبرائے ہوئے تھے
نام اپنا اصلی بتا دیا اور فرمایا کہ خفاش حیلہ ساز سے مقابلہ پڑا اسکی دختر نیاب اختر مجھپر
عاشق ہوئی تھی اسی مین یہ خرابی پڑی کہ مین زخمی ہو کر نکل آیا یہ کہکر پھر بیہوش ہو گئے
نقاش نے وزرا سے کہا کہ یہ شخص تو بڑا باغی ہی مین اسکو گرفتار کر کے وہین روانہ کردون
وہ ہی اسکو سزا دین گے کہ پھر کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے اسی حال مین سعد کو ہتھکڑیان
بیڑیان پہنائین اور ایک اسپ پر سوار کیا ہزار جوان ساتھ کیے کہا ان کو خدمت مین
بھائی صاحب کی لیجاؤ کہنا کہ تمہارا گنہگار ہمارے علاقے مین آیا ہمنے اسکو گرفتار کر کے

روانہ کیا ہی جو سنا سب جانو وہ کرو دو ہزار جوان سعد کو لیکر چلے منزل در منزل چلے
جاتے ہین ایک دن شام ہو گئی کہین اُترنے کا ٹھکانا نہ ملا سامنے ایک قلعہ تھا حاکم
وہانکا سرشار سخارہ شکن پہلوان زبردست تھا اُسکو عرضی لکھی کہ ہم لوگ ملازمان
نقاش گرہ پیشانی ہین قیدی کو لیے ہوے جاتے ہین کوئی مقام اُترنیکو نہین ملا
آپ کے قلعے کے قریب آپہونچے ہین ہمکو رات بھرکے لیے جگہ دیجیے صبح کو چلے جاوینگے
سرشار نے جو یہ خبر سُنی اسنے اپنے ملازمون کو روانہ کیا کہا قیدی کو لے آؤ یہ دو ہزار
جوان باہر رہین درختون کے نیچے اُتر پڑین سپاہیون کو کون لوٹیگا صبح کو قیدی کو
لے لینا چلے جانا سب نے ناچار ہوکر قیدی کو حوالے کیا ملازمان سرشار سعد کو
لیکر اندر قلعے کے آئے لاکر ایک مکان مین بند کر دیا کئی سو جوان بہرہ و نگہبانی بیٹھے
مگر بیٹی اسکی ماہتاب نقش بند شکار سے پلٹی ہوئی آتی تھی کئی سو کنیزین ساتھ ہین
جب اُس مقام پر پہونچی تو پوچھا کہ یہ نگہبان کیون بیٹھے ہین کسی نے بیان کیا کہ اے
ملکہ ہمالخفاش جنابہ گر کی بیٹی ملکہ نازک اندام طلسم کشا پر مائل ہوئین لڑائی پڑی
زخمی ہوکر یہ صحراے نقاشیہ مین پہونچے نقاش کو جو یہ حال معلوم ہوا کہ میرے بھائی سے لڑکر
یہ جوان آیا ہی اُسنے گرفتار کرکے روانہ کیا ہی ملازم اُنکے بیرون قلعہ ہین قیدی کو
یہان بھیجا دیا شاہون مین یہی رسم ہوتا ہی ماہتاب نے جو حال سُنا برہم ہوکر کہا کہ
نقاش نے بڑی حماقت کی نگہبانون سے کہا کہ ذرا دروازہ تو کھولو مین تو دیکھون کہ
طلسم کشا کون شخص ہی نگہبانون نے دروازہ کھول دیا ماہتاب اندر گئی اُس نے جو
جمال بے مثال بادشاہ دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا اُسی مقام پر بیٹھ گئی شانہ تھام کر
کہا کہ اے گرفتار دام مصیبت و اے یکہ تاز میدان جلالت کیا خطا ہوئی کہ جو گرفتار ہوکے
سعد نے کہا کہ مین نے کسی کی خطا نہین کی جرم عشق مین یہ جفائین اُٹھائین مگر افسوس یہ
ہی کہ نہین معلوم اُس معشوق نازک ادا پر کیا گذری ماہتاب کا دل ہل گیا جی مین کہتی
ہی کہ معشوق کو عاشق کا خیال ہی اپنے کو تو کہتے ہین کہ رہا ہو جاؤنگا مگر نہین معلوم
معشوق پر کیا گذری کہا اے شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے اپنا نام مفصل بتایا

ماہتاب نے کہا میں جا کر باپ سے کہتی ہون کہ شاہزادہ سعد بن قباد فتاح
طلسم نوخیز جمشیدی ہین اتفاق سے گرفتار ہو گئے ہین میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی
کہ اُنکو قید سے رہا کیجیے اور ان دو ہزار جوانون کو مار کر نکال دیجیے آپ کا نام ہوگا
یہ کہکر اُٹھی مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی ہی سعد شہریار بھی زرد دیدہ لگا ہون سے اُس
آفت جان کو دیکھ رہے ہین مگر خاموش سرنگون بیٹھے رہے اودھر ماہتاب جو محل مین
آئی خواجہ سرا سے کہا ذرا بابا جان کو بلا لو مجھے اُن سے کچھ عرض کرنا ہی یقین ہی کہ
وہ بھی راضی ہون خواجہ سرا نے جا کر سرشار سے کہا سرشار محل مین آیا بیٹی نے آکر
سلام کیا کہا بابا جان آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوتا ہی ملک و
مال لے لیا جائیگا اُسکی صورت پروردگار نے خود نکالی کہ آپ کی سلطنت قایم رہی اور
رفیق طلسم کشا کہلائے سرشار نے کہا کہ ای نور نظر تم جانتی ہو کہ مجھے عوارض گھیرے
رہتے ہین مین کہان جاؤنگا بیٹی نے کہا کہ کہین جانا نہین پڑیگا وہ آپ کے گھر ہی مین
موجود ہین یہ قیدی جو آپ نے لیا ہی وہ ہی سعد بن قباد ہین قیدخانے مین جا کے
ملازمت کیجیے اُنکو دربار مین لائیے مذہب اُن کا اختیار کیجیے آپ کے لیے وہ شوکت
ہوگی کہ تمام شاہان قلعہ رشک کرین گے اس طرح سمجھا کر بیٹی نے کہا کہ سرشار کے
خیال مین آگیا دوڑا ہوا قیدخانے مین آیا بادشاہ کو سلام کیا کہا ای شہریار مین آگاہ
نہ تھا کہ آپ مقید ہوئے ہین اب مجھکو معلوم ہوا مسلمان ہوتا ہون میرے قلعے مین چلیے
ہتھکڑیان کاٹ کر مرکب لایا اُسپر سوار کرکے بادشاہ کو لے چلا مگر بیرون قلعہ جو ملازمان
نقاش اُترے ہوئے تھے رات کو قزاقون نے اُن کو لوٹا کچھ مارے گئے کچھ جان بچا کر
بھاگے سرشار نے سعد کو لا کر تخت پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوا شب کو
سعد لیٹے ماہتاب تڑپ رہی تھی حیران تھی کہ دن کو تو مین نے بارگاہ مین دیکھا
اب رات کو کیا کرون آخر صبر نہ آیا لباس سیاہ پہن کر اُٹھی نقاب چہرے پر ڈال کر
چلی سرہانے آکر سعد کے کھڑی ہوئی گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی چاہتی ہی کہ بیدار کرے
مگر حوصلہ نہین پڑتا بقول شاعر قرہ یار آرام مین ہی وصل کی پہلی شب ہی متحیر ہون کہ

بیدار کروں یا نہ کروں، ناگاہ بادشاہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سرہانے کوئی کھڑا ہی ہاتھ
تھام لیا فرمایا بیٹھو کون صاحب ہو ماہتاب کا دل بھرا ہوا تھا آنکھوں سے آنسو
جاری ہوئے رو رو کر اپنا حال بیان کیا کہ اس کنیز کی کارگذاری نے حضور کو قید سے
رہا کرایا مگر نظارۂ جمال سے محروم تھی ہر چند ضبط کیا مگر نہ ہو سکا آخر اد کل آئی سعدیہ
سن کر اٹھ بیٹھے عذر کرنے لگے فرمایا تمھارا سراسر احسان ہی مگر بہت سا فرانہ وارد
ہوں فکر میں ہوں کہ جمشید کو ماروں ملکہ نے گھبرا کر کہا وہ بیچیا ساتوں ملک کا مالک
ہی اگر مقابلہ پڑیگا تو ساتوں تاجدار اسکے ہمراہ ہونگے سعد نے کہا کہ میں بہرکیف
تمھارا احسانمند ہوا ماہتاب نے کہا کہ آپ الٹا احسان مانتے ہیں میں یہ نہیں چاہتی
کہ آپ کو شرمندہ کروں باتیں جو ہونے لگیں دفتر حکایت و شکایت [illegible] کھلے صبح ہو گئی
جب طائر بولنے لگے اور مرغ سحر نے آواز دی ملکہ نے کہا کہ ای شہریار غضب ہوا
سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی اب میں محل میں کیونکر جاؤں یقین ہی کہ مادر مہربان پوچھینگی
تم کہاں گئی تھیں تو کیا جواب دونگی سعد نے کہا نہ گھبراؤ میں تمھارے باپ سے
کہتا ہوں خدا چاہے تو بخوشی نسبت کریں اگر نہ مانیں گے تو میں دباؤ ڈالونگا
ماہتاب نے کہا کہ ای شہریار ہر طرح مشکل ہی ایسا نہ ہو باپ پوچھیں کہ یہ آپ تک
کیونکر پہونچی تو کیا جواب دیجیے گا سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وقت پر جیسا جواب و
سوال ہوگا جو کچھ موقع ہوگا ویسا کہا جائیگا بادشاہ تو ماہتاب سے باتیں کر رہے
ہیں مگر محل میں جو مادر ملکہ کی آنکھ کھلی پلنگ ملکہ کا خالی پایا گھبرا کر کہا چھوکری کہاں
گئی خواصیں چہار سمت دوڑیں کسی نے پاخانے میں دیکھا کوئی کوٹھے پر گئی کوئی دالانوں
میں پکارتی ہی آخر سب نے آکر کہا کہ وہ اری محل میں تو نہیں ہیں بعض نے کہا کہ جوان بیٹی
کی شادی نہ کی آخر نکل گئی انجام کار یہ ہوا مادر ملکہ نے کہا کہ ناظر کو بلاؤ ان کے باپ
کو خبر کرو ناظر نے جاکر بادشاہ کو خبر دی شاہ محل میں آئے دیکھا کہ زوجہ منھ ڈھانپے ہوے
رو رہی ہی بادشاہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ میں ابھی تلاش کرتا ہوں یہ کہہ کر باہر آیا کہا آج کیا ہی کہ
جو سعد شہریار تشریف نہیں لائے بارگاہ میری سنسان ہی ایک خادم نے عرض کی کہ

آج جب سے اُٹھے ہین اُسی پلنگ پر بیٹھے ہین ایک سیاہ پوش سے باتین کررہے ہین ہم
لوگون کو منع کیا ہی کہ یہان نہ آنا ہم لوگ نہین جاسکتے سرشار گھبرا کے اُٹھا کہا جا کے
عرض کرو کہ سرشار تو حاضر ہو خدمتگار نے جاکر پوچھا سعد نے کہا کہ بادشاہ سے کہو
مین خود آتا ہون سرشار حیران ہی کہ کیا راز و نیاز ہی کہ شہریار خود تشریف لاتے ہین
یہ ذکر تھا کہ سعد تشریف لائے سرشار نے استقبال کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرشار
ہم تمھارے ممنون ہین کہ تمنے قید سے رہا کیا مگر چاہتے ہین کہ تمسے عزیزداری کرین یہ
سُن کر سرشار نے عرض کی جو ارشاد فرمائیے وہ بجالاؤن مجکو کسی بات مین عذر نہین
ہی مگر آج غلام پر عجیب افتاد پڑی ہی اس سوچ مین ہون کہ کیا کرون میری بیٹی پلنگ
پر سے غائب ہوگئی سعد نے فرمایا کہ اُسکا پتہ مل جائیگا بیٹی کو ہمسے لو مگر اُسکو ہمارے
ساتھ منسوب کرو سرشار نے کہا زہے شرف مین آپ کا غلام کامل کہلاؤن بسم اللہ
اُسکا پتہ لگائیے مین ابھی منسوب کرون بخوشی عقد کردون سعد نے فرمایا وہ موجود ہی
جس بارہ دری مین ہم رہتے ہین اُسی مین وہ ہی سرشار کو بہت ناگوار ہوا کہ مین تو
ایسی خدمتگذاری کرون کہ تاج و تخت ترک کیا ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا ہون
معلوم ہوتا ہی انھون نے پیغام بھیج کر اُسکو بلوایا اب مجھسے ایسا کہتے ہین مین اس کا
بدلہ لونگا خدمت مین خفاش حیلہ گر کی روانہ کرونگا تب اس مکر کا بدلہ ہوگا یہ سوچکر
ملازم کو اشارہ کیا کہ شربت بناکر لاؤ اور اُس مین بیہوشی ملادو ملازم جام شربت
بھر کر لایا بیہوشی اُس مین ملادی سرشار نے یہ کہکر جام پیش کیا کہ حضور یہ شربت
دامادی ہی یہ ہمارے خاندان کا رسم ہی اسکو نوش فرمائیے سعد بے خوف پی گئے
پیتے ہی بیہوش ہوے سرشار نے فوراً مسلسل و مطوق کیا اور ارابے پر ڈال کے
چار ہزار جوان ہمراہ کیے کہ ان کو خدمت خفاش مین لیجاؤ کہنا لو یہ تمھارا گنہگار
حاضر ہی ملازم تو ارابہ لیکر چلے ماہتاب نے جو یہ خبر سُنی کہ سعد شہریار کو باپ نے
گرفتار کرکے روانہ کیا اب مجھے گرفتار کریگا مرکب کوتل کھڑا تھا فقابدار بنکر سوار ہوکر
نکل بھاگی تعاقب مین سعد کے چیلی ملازمان سرشار قید لیے ہوے پانچ کوس پر

پہونچے تھے کہ ملکہ جا پہونچی نعرہ کر کے لشکر پر گری سعد نے خبر سُنی کہ ایک نقابدار یکہ و
تنہا لڑتا ہوا آتا ہی زنجیرین ہلانے لگے سمجھے کہ وہ ہی آفت زدہ ہوگی افسر نے جو سُنا
کہ نقابدار لڑتا ہوا آتا ہی کسی کے روکے سے نہین رُکتا اور سعد زنجیرین ہلا رہے ہین
ایک سپاہی سے اشارہ کیا کہ جا کر قیدی کا سر کاٹ لے سپاہی تلوار کھینچ کر دوڑا ہوا
آیا للکارتا ہوا کہ ای سعد شہریار زنجیرین نہ ہلاؤ ہمارا افسر خفا ہوتا ہی سعد شہریار
نے جھلّا کر کہا کہ افسر تمھارا جھک مارتا ہی کیا ہم اُسکے نوکر ہین سپاہی نے بڑھ کر ہاتھ
مارا سعد نے ہتھکڑی اُٹھا دی ہتھکڑی کٹی سعد نے وہ ہی ہتھکڑی سپاہی کے اوپر
کھینچ ماری سپاہی کا سر پھٹا اُسی کی تلوار لیکر لڑنے لگے اور نعرہ کیا نعرہ سعد ہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاوس و جم ٭ منم رونق بزم اسلامیان ٭
نہال گلستان صاحبقران ٭ نعرہ کر کے لڑنے لگے ملکہ کے کان مین آواز پہونچی لڑتی ہوئی
سامنے آئی آواز دی کہ ای شہریار مین آپہونچی سعد لڑتے ہوے قریب ملکہ کے پہونچے
کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش صحرا سے آیا آکر شریک جنگ ہوا چند
حملون مین اُن سب کو مار کر بھگا دیا لڑتا ہوا قریب سعد آیا کہا ای شہریار اس
طلسم مین ہمارا ابھی حصہ ہی سعد نے کہا یہ غیر ممکن ہی نقابدار نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا
یہ کہہ کر نقابدار تو روانہ ہو گیا سعد شہریار نے ملکہ سے کہا کہ اب مین ملک خفاش پر
جاتا ہون تم بھی ساتھ چلوگی ماہتاب نے کہا کہ مین نے آپ کی محبت مین گھر بار چھوڑا
سب کی محبت سے منھ موڑا اب اس طور سے آپ کے ساتھ کہان جاؤنگی سعد نے کہا
تو اول چل کر تمھارے باپ کو زیر کرون اُسکے بعد قلعۂ خفاش پر چلون ملکہ نے کہا
کہ باپ آپ سے بر سر پرخاش ہی ایسا نہ ہو کچھ بُرائی کرے سعد نے کہا انشاء
اللہ ہی مین کسی مقدمے مین کمی نہ کرونگا جاتے ہی اُن کی گردن لونگا ماہتاب نے
کہا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے مین آپ کے ساتھ ہون اُسی طرف پلٹے یہان سرشار
قیدی روانہ کر کے بیٹی کو ڈھونڈھنے لگا معلوم ہوا کہ وہ نکل گئی بڑا قلق ہوا آخر سامان
شکار کر کے شکار گاہ مین آیا شکار کھیل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی چند کس بھاگے ہوے

آئے عرض کی کہ حضور غضب ہوا وہ جوان راہ میں چھوٹ گیا پہلے آپ کی صاحبزادی
پہونچیں پھر ایک نقابدار بادلہ پوش مدد کو آیا اُسنے ہم سب کو بھگا دیا اب سعد شہریار
آتے ہونگے آپ شکارگاہ میں کیوں آئے سرشار نے کہا اس معاملے سے دل گھبرایا
دل بہلانے چلا آیا چلو اب قلعے میں پلٹ چلیں قلعہ مبرا وہ ہے کہ کوئی دست انداز
نہیں ہو سکتا بہت بلند و مرتفع ہے کسکی مجال ہے کہ اُسپر نگاہ ڈالے یہ کہتا ہوا آتا تھا
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار نعرہ کرتے ہوے آتے ہیں کہ باش او ملکا
کہاں جاتا ہے منم سعد شہریار یہ فرماتے ہوے قریب سرشار پہونچے سرشار نے
تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار سپر روکا اُچھلا وسے
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سرشار کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ بھی آکر پہونچیں
آتے ہی فوج پر تیر اندازی کرنے لگیں کئی سو سوار گرے آخر غلغلہ کرتے ہوے بھاگے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ جوان بلاے روزگار ہے ملکہ کیسی بہادر ہے گھوڑی کو تھا
ڈالے ہوے ساتھ پھرتی ہے سعد شہریار ان سب کو شکست دے کر کسی قدر صحرا
میں ٹھہرے مگر یہ لوگ شکست خوردہ بھاگے ہوے قلعے میں پہونچے زوجہ سرشار
نے پوچھا کہ بادشاہ تمھارے کہاں ہیں سب نے بیان کیا کہ ہاتھ سے سعد بن قباد
کے مارے گئے مگر ملکہ ساتھ ہیں خوب تیر اندازی کرتی ہیں زوجہ سرشار پیٹنے لگی
کہا قلعہ درست کروا لیا نہو قلعے میں چلے آویں افسران فوج نے پل تختہ اُٹھا لیا خندق
کو پُر آب کیا دروازہ بند کر لیا توپیں درست کر کے بیٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی یہ لوگ
سمجھے کہ شاید سعد بن قباد آتے ہیں توپیں وغیرہ درست کرنے لگے لیکن جب
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان آگے آگے نیزہ ہلاتا ہوا چلا آتا ہے
پشت پر بارہ ہزار جوان سب مسلح و مکمل اُس جوان نے دور سے دیکھا کہ قلعہ بند
ہے افسران فوج بالاے قلعہ ٹہل رہے ہیں ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جاکر اہل قلعہ
سے کہو کہ اس سرکشی سے کیا نفع ہوگا بہتر یہ ہے کہ ملکہ ماہتاب کو ہمارے حوالے کرو
وعدہ پورا ہو گیا افسران فوج نے کہا کہ پہلوان صاحب سے کہو کہ جنھوں نے تمسے

وعدہ کیا تھا وہ رداہی ملک عدم ہوئے اور ملکہ قلعے مین نہین ہین یہین ٹھہرے رہو
کیا عجب ہی کہ وہ اسی مقام پر آوین تب تم ملکہ کو لے لینا یہ سُن کر اُس پہلوان نے
جواب دیا کہ یارو مجھے نہین جانتے ہو منم طوفان خارہ شکن میرے ساتھ ہو جیلے
ملکہ کو حوالے کیون نہین کر دیتے سب نے قسمین کھائین اور کہا ای شہریار جو ہم نے
بیان کیا وہ سچ ہی ملکہ یہان نہین ہین کیا شی تمھین دے دین طوفان نے پکارکے
کہا کہ جب قلعے مین آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ایک عورت کے واسطے
دو چار ہزار آدمی مارے جاوینگے پھر مین کسی کا پاس نہ کرونگا ابھی تک خیر ہی ورنہ
طبل جنگی بجوا کر قلعے مین آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر اُسی مقام پر اُترا
رات کو طبل جنگی بجوایا زوجہ سرشار برقع اوڑھ کر باہر نکل آئی کہا صاحبو شوہر
میرا مارا گیا مین بیوہ ہوئی تمھاری مدد پر آمادہ حرب و پیکار ہون ورنہ نہایت
مجبور و ناچار ہون سب نے عرض کی حضور ایسے گولے ماریں گے کہ فوج کو پامال
کر دین گے جب زوجہ سرشار نے سب کو ثابت قدم پایا تو جواب مین طبل جنگی بجوایا
دونون جگہ تیاریان ہونے لگین اندر قلعے کے افسران فوج تدبیرین کر رہے ہین
توپین لگائی ہین کڑھاؤ چڑھے ہوئے ہین اُنمین تیل بھرا ہوا کھول رہا ہی بارود کی
ہنڈیان سب سامان رکھا ہوا ہی بیرون قلعہ فوج مین ہنگامے ہین کہ صبح کو قلعہ
فتح کرین گے مال خوب لوٹین گے سُنتے ہین اس قلعے مین نازنینان مہ جبین بہت خوبصورت
ہین سب پر قبضہ کرین گے چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا ۵ رُخ شمع مائل
بزردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند +
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان + اُٹھے لوگ لیکے
انگڑائیان + پہلوان اُٹھا نہایت برہم ہتھیار لگائے ہوئے آکر کل فوج کو ہمراہ لیا
سب مسلح و مکمل پرے جمے ہوئے سامنے قلعے کے آکر ٹھہرے ارادہ کیا یلوہ کرین اہل
قلعہ نے گولہ باری شروع کی اس طرح باڑھ آکر پڑی کہ کئی ہزار جوان اُڑ گئے پہلوان
جھلا یا گینڈا ابڑھا یا گرز کو ہلاتا ہوا طرف قلعے کے کاوے اشیرن پر گھوڑے کو

ڈالے ہوے میدان کو طے کرتا ہوا جاتا ہی زوجہ سرشار بر قع اوڑھے ہوے کھڑی ہی گو یون کورد کرتا ہوا وہ دیوخصال جاتا ہی راہ کو طے کر کے قریب خندق پہونچا نعرے کر رہا ہی کہ ای اہل قلعہ کیون جان دیتے ہوا ب بھی نکل آؤ مگر زوجہ سرشار کار مردانہ کر رہی ہی گولہ انداز ون کو سمجھاتی بجاتی ہی کہ صاحبو تمھارا ابھی قلعے مین ناموس ہی مناسب ہی کہ وہ کدو کاوش کرو کہ دشمن قلعے مین نہ آنے پائین مگر پہلوان خندق پہ کھڑا جھوم رہا ہی آوازین دیتا ہی کہ ای اہل قلعہ تمھاری قضا آئی ہی قلعے مین آکر سب کو قتل کرونگا زوجہ سرشار نے جو دیکھا کہ اب فتح ہونے مین قلعے کے کچھ باقی نہین ہی بیقرار ہو کر لات و منات کو پکارا کبھی پکارتی ہی یا سامری و جمشید کبھی تیتا میتا کو پکارتی ہی جب کسی سے مطلب نہ حاصل ہوا تو بیقرار ہو کر کہا کہ جس گیسو بریدہ کی باعث سے یہ فساد ہی اُسنے جو مذہب اختیار کیا ہی اُس خدا سے رجوع کرو یہ کہکر برقع چہرے سے ہٹایا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شامل کر دشمنون کے ہاتھ سے بچالے جان و آبرو کا ڈر ہی تیری صفت ہم لوگ کیا کر سکتے ہین نظم

توئی کافریدی ز یک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید	بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نہ بارد ہوا تا نگوئی ببار	زمین ناورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زانکہ یاری گرے خواستی

تمام اہل قلعہ آمین کہ رہے ہین پہلوان ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ خندق فرا کون مگر اہل قلعہ کا تماشا دیکھ رہا ہی کہتا ہی مسلمانو کچھ دیوانے ہوے ہو کس خدا کو پکارتے ہو آپ ہی تم لوگ کہتے ہو کہ خدا آسمان پہ ہی وہان تک آواز پہونچتی کبھی نہ ہوگی ناحق کو بلاتے ہو دیکھین تو خدا اسے نادیدہ تمھاری کیونکر مدد کرتا ہی مناسب یہی ہی کہ بادولت سے صلح کرو زوجہ سرشار نے پکار کر آواز دی کہ او نامرد بیہودہ پر لشکرکشی کر کے آیا ہی اُسپر اسقدر بلبلاتا ہی جو ہو سکے قصور نہ کرین سے نہ ہو سنا ہی کہ اگر دل میں

دعا کرو تو وہ بھی پروردگار سنتا ہی حاضر و ناظر اُسکا لقب ہی ان یاقوت پہ پہلوان ہنستا ہی
کہتا ہی وہ قیامت برپا کرونگا کہ نکل کے بھاگ نہ سکو گے ہر کبھی کہ اسی مقام پر رہو گے
زوجہ سرشار نے پھر بآواز دعا کی پکاری کہ ای کریم و رحیم مین بصدق دل تیرا اعتقاد
کرتی ہون اس آفت سے بچالے کہ تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا بقدرت سبحان لم یزلی
و عزیز یہ بدلی صحرا کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ آ گئے آگے سعد بن قباد
پشت پر نقابدار سفید پوش مرکب اُڑائے ہوے آتے ہین پہلوان کو جو بالاے قلعہ
دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ او گیر خبردار آگے نہ بڑھنا نعرہ سعد شہریار منم شاہزادہ
قرۃ العین ہشتم بہار گلستان کاؤس و جم تجلی دہ بزم اسلامیان نونہال گلستان
صاحبقران نعرہ کرکے چلے قریب اُس پہلوان کے پہونچے فرمایا کہ مردون سے مقابلہ کر
زوجہ سرشار دیکھ رہی ہی اور یہی مین کہتی ہی میری بیٹی نہایت جو ہر شناس ہی اسی
جری و بہادر و صف شکن پر عاشق ہوئی ایسا بے خوف ہی کہ اتنے بڑے پہلوان
کے مقابلہ مین کھڑا للکار رہا ہی مگر خدا اُسکو اس مغرور پہ غالب کرے ایسا نہو
کہ خدانخواستہ اُسپر کوئی چشم زخم پہونچے کہ پہلوان نے بڑھکر نیزہ مارا سعد نے
نیزہ اُسکا توڑ ڈالا زوجہ سرشار اچھل پڑی اور تعریفین کرتی تھی کہ ای جوان سبحان اللہ
خدا تیری جرأت کو زیادہ کرے مگر پہلوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہکر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار سپر دکا اُلجھا دستے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا لینا لینا کہکر
دوڑ پڑے سعد تلوار کھینچے ہوے جا پڑے چن چن کے افسرون کو مارا کئی سو افسر
ہاتھ سے سعد کے مارے گئے نقابدار تیر اندازی کر رہا ہی جب تیر مارا ایک افسر کو
گرادیا تیر خطا نہین کرتا کیا عجب ہی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صداے آفرین جاری ہو
مگر زوجہ سرشار بالاے قلعہ سے پکارنے لگی کہ یارو تم لوگ بھی نکل پڑو مددگار
ہو شرکت کرو افسر تو اُن کا مارا گیا اب فوج کو گھیر کر مارلو سب قلعے سے نکل پڑے
فوج کو شکست دی سب شکست کھا کر بھاگے دامن صحرا مین چھپے کوئی جا کر کنوئین مین

گرا غرق دریا سے لعنت ہوا ملازمان زوجۂ سرشار نے سعد کو بیچ مین لیا استقبال کر کے لے چلے زوجۂ سرشار قلعے سے نکل آئی آکر نقابدار کا ہاتھ تھام لیا کہا اے نور نظر باپ نے تمھارے ناحق کو جان دی ورنہ تمنے جوہر شناسی کی نگینہ ہیرے کا چن لیا ایسے شہریار حسین و جمیل جری و بہادر و صف شکن و تیغزن کسے ملتے ہین مین تمھاری شادی انکے ساتھ کرونگی جو تجھسے ہوسکیگا ان کی خدمتگذاری کرونگی عین وقت پر آکر میری آبرو بچائی ورنہ کوئی زندہ نہ بچتا ماہتاب نے نقاب ہٹا کر ماں کو سلام کیا ماں نے بیٹی کو گلے سے لگا لیا سعد و دختر کو ساتھ لیکر قلعے مین آئی سعد تخت پر بیٹھے ماہتاب ماں کے ساتھ گئی وزرا نے بحکم زوجۂ سرشار بیٹھے پر سعد بن قباد کے ترنج خوشبوئی لگایا مشہور ہوا کہ ملکہ ماہتاب زوجۂ سعد شہریار ہوئین سعد نے کہا کہ اے ملکۂ عالم جلدی کیجیے کہ مجکو قلعۂ خفاش حیلہ گر پر جانا ہے وہان جا کر دیکھون کہ اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذری خفاش نے بڑی زبردستی کی اُس کو سزا دینا ہے اُسی شب کو عقد شرعی ہوا سعد نے گوہر مراد حاصل کیا ماہتاب کے نام پر سلطنت قایم کی ان سب سے رخصت ہوے ہرچند ماہتاب نے کہا کہ فوج کو ہمراہ لیجیے مگر سعد نے کہا کیا ضرورت ہے چند سوار راستہ بتانے کو ہمراہ لے لیے طرف قلعۂ خفاش کے چلے ادھر خفاش نے بیٹی کو نظر بند کیا ماں نے کیسا کیسا سمجھایا نازک اندام جواب دیتی ہے کہ اے مادر مہربان میرا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر ۔۔ کیسے برباد ہوے آپ کے شیدا ہو کر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف ۔۔ فرش بن جائین ابھی دامن صحرا ہو کر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہے عیان ۔۔ کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر ۔۔ گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر
گالیان کوسنے دیتا ہے قمر کو کیا تو ۔۔ آج جو چوکہ ترے دل مین ارادا ہو کر

ماں یہ جوش و خروش دیکھ کر رونے لگی کہا اے نور نظر حقیقت مین تجھسے بڑا ربط و ضبط کیا خدا تم کو اُس شہریار سے ملائے مگر خفاش جو رات کو آیا زوجہ نے سب کیفیت بیان کی

خفاش نے کہا کل سب نشہ اُتار دونگا دیکھوں تو کیسی بیہوش ہی اسنے مجکو بڑا داغ
دیا کل اسکو قتل کرونگا باہر نکل کر حکم دیا بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرو صبح
کو اُس بیہوت کو قتل کرونگا دیکھوں تو کیسا عشق ہی جبتک کہ یہ توبہ نہ کریگی تبتک
اسکے قتل سے باز نہ آؤنگا اسکو اس محبت کا مزہ چکھاؤنگا ملازموں نے بیرون قلعہ
نکل کر داربن استادہ کرائین جلادون کو حکم دیدیا ماں نے جو یہ خبر سُنی محبت سے بیقرار
ہوکر پھر آئی بیٹی کو سمجھانے لگی کہ ای نور نظر باپ کے سامنے توبہ کرلو دل مین اس عشق کو
مخفی رکھو نازک اندام نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان اگر بند سے بند کو میرے کوئی
جدا کریگا تو بھی یہ صدائین بند نہ ہونگی آپ جاکر بیٹھیے اگر میری قضا آگئی ہی تو کوئی
بچا نہین سکتا اور اگر موت نہین ہی تو کسی کی کیا مجال ہی کہ مجکو قتل کرے بقول شاعر
شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جا ❊ نہ بُرّد رگے تا نخواہد خدا ❊ ماں روتی ہوئی پلٹ گئی
چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری خفاش گھوڑے پر سوار ہوکر قلعے سے نکلا
حبشیون کو حکم دیا کہ اُس بیہوت عشق کو لاکر مین اُسے دار پر کھینچوں تب دلکو صبر آئے
حبشیون نے آکر نازک اندام کا ہاتھ پکڑا اور کشان کشان لے چلین اُسوقت
محل مین ایک ہلڑ تھا دائیاں ددائین سمجھاتی ہوئی جاتی تھین کہ بی بی باپ کے سامنے
عذر کرو اپنی جان بچالو نازک اندام جواب دیتی ہی کہ جو کہا وہ کہا اب میرے مُنھ
سے اور کچھ نہ نکلیگا آخر حبشنین لے گئین شہر مین ہلڑ ہی بہت سی عورتین کوٹھوں پر
دیکھ رہی ہین نا چاری ملکہ کی دیکھ کر پیٹ رہی ہین مگر ملکہ نازک اندام ثابت قدم
کوے محبت پہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی عرض کر رہی ہی کہ ای کریم و
رحیم اس آفت سے بچالے تو خوب آگاہ ہی کہ بے خطا قتل ہوتی ہوں دیکھیے انجام
کیا ہو مگر تو اس مشکل کو آسان کر خفاش کے سامنے لاکر حبشیون نے پہونچایا
خفاش نے مُنھ پھیر لیا کہا لیجاؤ اس کو دار پر کھینچو حبشنین طرف دار کے لے چلین ملکہ
نازک اندام مردانہ وار طرف دار کے جاتی ہی کچھ خوف نہین جب قریب دار کے حبشنون
نے ملکہ کو لاکر پہونچایا اور پاؤن مین رسن باندھی تو ملکہ نے بیقرار ہوکر درگاہ خدا مین

عرض کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی واسطہ تجکو اپنے حبیب کا مجکو اس قتل سے بچا نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب + دعائے کند من کنم مستجاب +
چو عاجز رہانندہ دانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے ناز د ما را تو بسے + من بیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

تہ دل سے جو ملکہ نازک اندام نے دعا کی جلاد چاہتا ہی کہ دار پر کھینچون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ سعد شہریار مرکب اڑا ئے آتے ہین دور سے دیکھا کہ ملکہ نازک اندام قریب دار ہی جلاد مستعد کھڑا ہی چاہتا ہی دار پر کھینچون سعد شہریار نے کمان کیانی کا ندھے سے اُتاری تیر تاک کر مارا کہ جلاد کے دو سار ہوا اور وہین سے نعرہ کیا کہ با شیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران نُپر دغا منم سعد شہریار یہ کہکر مرکب بڑھایا مگر تیر مارتے جاتے ہین جسپر تیر پڑا وہ گھوڑے سے گرا صدہا سوار تیر کھا کر گھوڑون سے گرے لوگ حیران تھے کہ یہ تیر کدھر سے آتا ہی کبھی خطا نہین کرتا بادشاہ اول قریب دار آئے دار کو قلم کیا ملکہ کو دوسرے گھوڑے پر سوار کیا خفاش نے حکم دیا کہ چہار طرف سے گھیر لو اس جوان نے بڑی گستاخی کی کہ ما بدولت کے سامنے جلاد کو مار لیا اور دار کو قلم کرکے گنہگار کو رہا کیا اب اسکا یہی بدلہ ہی کہ اس جوان کو گرفتار کرکے دونون کو دار پر کھینچو دیکھنے ہو کس طرح لڑ رہا ہی بادشاہ لڑتے بھڑتے سامنے خفاش کے پہونچے للکارا کہ او مکار وہ لوگ تو مجھے کیا گرفتار کرین گے تو گرفتار کر خفاش نے نیزہ مارا سعد نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ خفاش کے دو ٹکڑے ہوے اہل فوج الامان الامان کرتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے زوجۂ خفاش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا قلعے سے نکل آئی آکر سعد کو سلام کیا کہا ای شہریار قلعے مین چلیے مکار نے جو مکر کیا تھا اُسکا بدلہ پایا اب کسکی مجال ہی کہ آپ سے سامنا کرے میری خوش نصیبی کہ آپ ایسا خویش دستیاب ہوا مگر اصل یہ ہی کہ جو ہماری بیٹی کا حال ہی ایسا کسی عاشق کو نہین دیکھا قتل ہونا گوارا کیا مگر یہ زبان سے نہ کہا کہ عشق سے ہاتھ اُٹھاتی ہون یہی کہے گئی کہ جو ظلم چاہو کرو مگر مین نہ مانونگی انکار محبت نہ کرونگی سعد نے

سر جھکا لیا قاشی نے آکر ملکہ کو سعد شہریار سے منعقد کیا سعد شب کو ہم بستر ہوئے
صبح سعد شہریار نے ملکہ کو بادشاہ کیا افسرون سے کہدیا کہ جب کوئی باعث خرابی ہو
تو ملکہ آسمان پری کو لکھنا یا پردہ دیا ہے ہم لوگون کو بلوانا جو شاہزادہ سُن پائیگا
وہ فوراً آئیگا افسرون نے عرض کی غلام جانبازی کرتے رہین گے سعد نے الگ سے آکر
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بیرون قلعہ جاکر صحراے سبزہ زار کو طے کرو جب صحراے
ویران مین پہونچو تو وہان ایک نخل چنار ہے بقوت تمام اُکھاڑو جو کچھ سانحہ گذرے
قدرت پروردگار کا تماشا دیکھنا سعد سب سے رخصت ہوئے قلعے سے باہر آئے
صحراے سبزہ زار کو طے کیا ایک صحراے ویران ملا چہار جانب بگولے گرد کے اُٹھ رہے
ہین درخت سوکھے ہوئے کھڑے ہین نہ کسی مین برگ نہ کسی مین بار خشک پتون کا ڈھیر
درخت انبار ایک سامنے درخت چنار تھا نہایت کلان جھونکون سے ہوا کے
ہل رہا تھا بادشاہ نے آکر اُس نخل کو اُکھیڑا ایک غبار بلند ہوا اسقدر بلند ہوا کہ تمام
صحرا تاریک ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین آواز آئی کہ منم شعلہ خوار زمی طلسم کشا
اب کہان جاؤ گے اور کیونکر بچو گے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او ملعونہ مین تیری تلاش مین
تھا یہ کہکر لوح کو جھکا یا غبار برطرف ہوا دیکھا سامنے ایک فوج بھی کھڑی ہے اور تخت
پہ ایک ساحرہ بصورت مہیب و بشکل عجیب و غریب کالی ساری باندھے ہوئے
نیلی چادر پاس پر فوج سے اشارے کر رہی ہے کہ صاحبو تمھاری خوش نصیبی کہ طلسم کشا
اکیلا مل گیا گھیر کر یار ڈالو تمام ساحرلیٹا لیٹا کرکے دوڑے سعد نے عرب پڑھا یا اور
تیغہ طلسمی کھینچا لوح کو گردش دیتے ہوئے فوج پر جا پڑے جنگ ہونے لگی عین گرمی
جنگ ہے کہ ایک دفعتاً ہوا اس طرح کا غبار اُٹھا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا سعد
نے جو لوح کو جھکایا روشنی ہوئی دیکھا نہ کوئی لاشہ ہے نہ وہ لشکر ہے نہ وہ ساحرہ ہے
سعد نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بڑی کوتاہی کی شعلہ آتشخوار سامنے آکر
نکل گئی اب مناسب یہ ہے کہ سامنے جو درخت چنار ہے لوح کو اُس سے مس کرو قدرت خدا
کا تماشا دیکھو سعد نے بڑھ کر لوح کو نخل سے مس کیا صداے مہیب آئی دیکھا ایک

دیو سو گز کا قد دار آہن چمکاتا ہوا اور گردش دیتا ہوا آتا ہی اس جلدی مین آیا کہ سعد سنبھلنے نہ پائے اُس نے دار کا وار کیا سعد نے دار کو قلم کیا ہاتھ مارا کہ شانہ دیو کا زخمی ہوا دیو زخمی ہو کر بھاگا سعد نے پیچھا کیا سامنے ایک باغ تھا کہ دیو بھاگ کر اُس باغ مین گھس گیا سعد بھی اُسکے پیچھے باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ باغ پُر بہار ہی طائران زمزمہ سرائی ہر سو پکار رہی ہر نخل سایہ دار اُسکے نیچے پھولوں کا انبار ہزار ہا طائر گلچینی کر رہے ہین بادشاہ حیران ہوے کہ وہ دیو کدھر گیا ہر طرف تلاش کرتے تھے نظر جو اُٹھائی دیکھا بارہ دری مین جلسہ جما ہوا ہی ایک نازنین چہاردہ سالہ حُسن مین بیمثال عارض ماہ آسمان کمال سرو قد خورشید خد کمسن الھڑپنے کے دن طرار قرار رفتار قد موزون عارض گلگون شیرین گفتار کبک رفتار پکار رہی ہی کہ ای شہریار ادھر آئیے مین آپ کی خیر خواہ ہون ہر چند کہ سعد کے دل نے میل کیا مگر ضبط کرتے ہوے قریب پہونچے ہاتھ بڑھا کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا قریب جو پہونچے عکس لوح کا جو پڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک زنگن ضعیفہ گالون مین گڑھے پڑے ہوے مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت حیران کھڑی ہوئی ہی چاہتی ہی ہاتھ چھڑا کے بھاگون کہ سعد نے ایک تمانچہ مارا وہ زنگن گری لوٹ مار کر بھاگی سعد نے چاہا پیچھا کرون کہ گوشے سے وہی دیو پیدا ہوا للکارتا ہوا کہ او طلسم کشا شعلۂ آتشخوار کو نہ پاؤ گے بادشاہ اُسکی آواز سے پلٹے وہ زنگن تو نکل گئی مگر دیو سے پھر مقابلہ پڑا سعد نے ہاتھ مارا دوسرا شانہ بھی زخمی ہوا اول مین بایان شانہ زخمی ہو چکا ہی داہنا شانہ جو زخمی ہوا چیخ مار کر بھاگا تھوڑی دور بڑھا تھا کہ ایک دریاے قہار نظر آیا دیو اُس دریا مین پھاند پڑا غوطے کھانے لگا سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ اپنے کو بھی دریا مین گرا دو پھر حاکم بحر و بر کی قدرت کا تماشا دیکھو ہر چند کہ سعد کا دل نہ چاہتا تھا مگر حکم لوح سے دریا مین پھاند پڑے ایسا دریا قہار ہی کہ وہ دیو ڈوب گیا مگر سعد شناوری کر رہے ہین چاہتے ہین کہ کہین سہارا ملے تو مین رکون کہ سامنے سے دیکھا ایک کشتی آتی ہی قریب جو کشتی پہونچی سعد نے اُسے تھام لیا کشتی پر سوار ہوے کشتی مثل ہلال شب اول

دریا مین بہتی ہوئی چلی ایک مقام پر ایک قصر عالی تھا کشتی جا کر قصر سے ٹکرائی سعد
دونون پیر جما کر پھاند پڑے جیسے ہی قصر مین قدم رکھا دیکھا ہزارہا نازنینان مہ جبین
قصر مین پھر رہی ہین ایک طرف سے دیکھا ایک شاہزادی تاج سر پر خرامان خرامان
قریب سعد کے آئی سعد کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا سعد سمجھے کہ وہی شعلۂ آتشخوار
ہے ایک تمانچہ مار دیا عکس لوح بھی پڑا مگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوئی تمانچہ کھا کر اُس نازنین
نے ایک چیخ ماری کہ صاحبو تم نے دیکھا اس ظالم نے کیا حرکت کی سب کے سامنے مجھے تمانچہ
مار دیا ارے تم سے نہین ہوسکتا کہ اس ظالم کو گرفتار کر لو چہار طرف سے وہی عورتین
دوڑین قضائے کار شعلۂ جہان تما بیٹی شعلۂ آتشخوار کی اپنے قصر مین بیٹھی تھی صدا کے
گیر و دار اس کے کان مین آئی کنیزون سے کہا ذرا دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہے کنیزون
نے قصر سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال و خورشید مثال بیچ مین اُن عورتون کے
گھرا ہے کنیزین کمندین مار رہی ہین چاہتی ہین کسی طرح سعد کو گرفتار کر لین اُن کنیزون
نے جا کر شعلۂ جہان تما سے کہا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل بیچ مین عورتون
کے گھرا ہوا ہے اُس کو کون بچائے شعلہ بھڑک کر اپنے مقام سے اُٹھی قصر سے
ملاحظہ کرنے لگی سعد شہریار کو دیکھ کر مائل ہوئی بڑا افسوس ہوا کہ ایسا جوان
عورتون مین گھر جائے اور اُس کی کوئی مدد نہ کرے یہ سوچ کر جھولی مین ہاتھ ڈالا
مٹھا بھر کے ماش کے دانے مارے سعد شہریار عاجز ہو رہے تھے کہ آسمان سے آگ
برسنے لگی سب عورتین جلنے لگین کچھ نکل کر بھاگین مگر وہ افسرہ جبین کو سعد نے تمانچہ مارا
تھا وہ ایک گوشے مین کھڑی رو رہی تھی اُسنے دیکھ لیا کہ شعلۂ جہان تما نے سحر کر کے
کنیزون کو جلا دیا کھڑکی سے نکل کر بھاگی مگر سعد جہاندیدہ دری سے نکلے دیکھا کہ ایک
صحرائے وحشت خیز ہے وہ سخت دھوپ پڑ رہی ہے کہ اگر ذرہ اُڑ کر گرتا ہے تو بدن مین
چھالا پڑ جاتا ہے سعد گھبرائے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلون گرمی سے گھبراتے پھرتے ہین
مگر شعلۂ جہان تما نے اپنے قصر سے دیکھا کہ سعد شہریار دھوپ سے پریشان ہو رہے
ہین فورًا ہاتھ ہلا دیا دھوپ کی حدت کم ہوئی سعد شہریار ایک نخل کے سائے مین آ کر ٹھہرے

مگر شعلہ جہان نما چاہتی ہے کہ کسی طرح سعد سے ملاقات کرون سعد شہریار نخل کے
سایہ سے جو ہٹے ایک دروازہ باغ کا دکھلائی دیا بسم اللہ کہکے اندر باغ کے تشریف
لائے دیکھا باغ لاجواب نہرین پرآب آب صاف و شفاف ہے گانے کی آواز کان مین آئی
بادشاہ طرف آواز کے متوجہ ہوئے دیکھا باغ مین ایک طرف ایک قصر عالی ہے بادشاہ
قریب قصر تشریف لائے چند کنیزون نے آکر سلام کیا عرض کی کہ حضور آپکو شعلہ جہان نما
یاد فرماتی ہین سعد نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جاؤ سعد اندر قصر کے آئے دیکھا ایک
شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہے سعد کو دیکھکر اُٹھی ہاتھ تھام لیا لاکے
مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا کہ سامان عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے گلابیان شراب
کی سامنے لاکر رکھین شعلہ جہان نما نے جام لبریز کیا بادشاہ کے سامنے پیش کردیا بادشاہ
ڈرے ہوئے تھے زرد چہرہ لگا ہونے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بے خوف پی جاؤ یہ دوست
ہے دشمن نہین ہے سعد نے ہاتھ رکھدیا شعلہ نے کہا کہ کیون شہریار شراب سے کیون
انکار ہے لوح کو ملاحظہ کرلیجیے کہ آپکو تسکین ہو سعد نے کہا مجھے تم سے کچھ خوف نہین
ہے لیکن مذہب کا خیال ہے شعلہ نے جواب دیا کہ جب آپ سے محبت کی تو آپ کا
مذہب بھی اختیار کیا مین آپ کو پتہ لگا دونگی کہ شعلۂ آتشخوار کہان ہے شراب پلاکر کہا
تشریف رکھیے مین جاکر دریافت کرون سعد کو یہان ٹھہرایا آپ طرف شعلہ کے
چلی مگر شعلۂ آتشخوار اپنے قصر مین بیٹھی ہے کہ اول چمن آرا آکر پہونچی جسکو سعد نے
تمانچہ مارا تھا سامنے شعلۂ آتشخوار کے رونے لگی کہا واری آج تو آپکی صاحبزادی
نے غضب کیا جب مین نے باغ مین طلسم کشا کو گھیرا اور گرفتار کرنے کی تدبیر کی تو آپکی
صاحبزادی نے ماش کے دانے پھینکے سب کنیزین جل گئین سعد نکل گئے صحرا مین جاکر
آگ روشن کی کہ یہان ہلاک ہونگے وہان بھی ملکہ نے سحر کیا سعد کو آرام ملا اب یقین
ہے کہ باغ مین اُن کے گئے ہون اس کی فکر کیجیے یہ سُن کر شعلۂ آتشخوار بہت چلائی کہا
دیکھو تو مین اُسکا کیا حال کرتی ہون تم جاؤ جاکر فکر مین مصروف ہو وہ تو چلی گئی شعلۂ آتشخوار
غصے مین بیٹھی تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا شعلہ جہان نما ایک طاؤس پر سوار چلی آتی ہے

زمین پر آ کے اُتری ہان کو سلام کیا شعلۂ آتشخوار نے کہا کہ تم نے طلسم کشا کو کیون
بچایا خوب دوستی کی شعلۂ آتشخوار تھرا گئی کہا ای مادر مہربان مین نے تو ابتک طلسم کشا
کو دیکھا بھی نہین شعلۂ آتشخوار نے کہا اچھا جاؤ مین سمجھ لونگی شعلۂ جہان نما گھبرا کر اُٹھی
طرف باغ کے چلی یہان سعد شہریار انتظار مین ہین کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی کہا ای
شہریار غضب ہوا مادر مہربان کو خبر ہوگئی اِدھر شعلۂ آتشخوار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ باغ
مین صاحبزادی کے جاؤ دیکھو کیا کر رہی ہی مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا مین جاکر
سمجھ لونگی یہان شعلۂ جہان نما سے اور سعد شہریار سے اختلاط کی باتین ہو رہی ہین
اُس کنیز نے آسمان پر سے آکر دیکھا کہ سعد شہریار پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین آپس مین
باتین ہو رہی ہین دیکھتے ہی اُلٹی بھاگی سامنے شعلۂ آتشخوار کے آ کی تمام کیفیت بیان کی
شعلۂ آتشخوار نے کہا ایسی سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ کہکر اُٹھی طرف باغ کے چلی ایک
کنیز کی شکل بن کر باغ مین آ کی اشارے سے ملکہ کو بُلایا کہا واری ذرا ادھر آئیے مین
کچھ عرض کرونگی ملکہ بلا تکلف اُٹھ آئین باتین کرتی ہوئین ایک چمن مین آئین شعلۂ آتشخوار
نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ کیون او گیسو بریدہ تو نے کل طلسم سے دشمنی کی ہمین آرام نے طلسم کشا
کو گھیرا تھا تو نے سب کنیزون کو جلا دیا اور صحرا کی حدت مٹا کی اپنے باغ مین سعد
کو بُلا لیا ہمارے قتل کی تدبیر پوچھنے آ ئی تھی اگر ہم آگاہ نہ ہوتے تو ہمیں دریافت
کر تی ہمارے کہنے سے بھاگ گئی ہم نے خبر منگا ئی تو معلوم ہوا کہ سعد شہریار کے پہلو
مین بیٹھی ہی شعلۂ جہان نما نے چاہا تھا کہ کچھ کلام کرے شعلۂ آتشخوار نے کمر مین پنجہ
دیا اور لے اُڑی مگر شعلۂ جہان نما نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کنیز آپ کی
گرفتار ہوئی اگر ہو سکے تو رہائی کی تدبیر کیجیے گا سعد نے بارہ دری سے نکل کر دیکھا
کہ شعلۂ آتشخوار شعلۂ جہان نما کو لیے ہوے جاتی ہی تیر و کمان نکالی کئی تیر مارے مگر
شعلۂ آتشخوار اسقدر بلند ہو چکی تھی کہ کوئی تیر اُسکے قریب نہ پہونچا سعد نے زانو پر
ہاتھ مارا اور بہت بیقرار ہوے کنیزین رونے لگین کہتی تھین کہ ای شہریار لوح کو
ملاحظہ کیجیے برا اسے رہا کی ملکہ تشریف لیجا ئیے ایسا نہ ہو کہ شعلۂ آتشخوار جاتے ہی

ملکہ کو قتل کرے یا جمشید کے پاس روانہ کردے وہ بابا ے روزگار ہی دل سے خیر خواہ جمشید ثانی ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بیرون باغ ایک تالاب ہی اُسکے کنارے پر جاکر لوح کا عکس ڈالو ایک ماہی کلان نکلے گی اُسکو گرفتار کرنا اسکے بعد جو کچھ معاملہ درپیش ہو بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کرنا سعد شہریار نکلے باہر آکر دیکھا سامنے تالاب ہی پانی جوش مار رہا ہی ہزارہا مچھلیان شناوری کر رہی ہین سعد نے قریب جاکر لوح کا عکس پانی مین ڈالا ایک ماہی کلان اُبھری سعد نے ہاتھ ڈالا ہر چند کہ ہاتھ پڑا مگر مچھلی تڑپ کر غرق ہو گئی سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ تم بھی اسمین پھاند پڑو سعد شہریار فوراً تالاب مین پھاند کے دیکھا کہ وہی ماہی کلان ریتی مین تڑپ رہی ہی سعد نے دوڑ کر ہاتھ مارا مچھلی تڑپکر بلند ہوئی مثل ستارے کے آسمان پر چمکی سعد نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ مچھلی کو توڑ کر پار گذر ا مچھلی گری سعد نے بحکم لوح اُسکے خون مین لوح کو تر کیا اب جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ جب لوح خون مین تر ہو تو مناسب یہ ہی کہ اُسی طرح گلے مین ڈال لو پھر تماشاے قدرت پروردگار کرو سعد نے لوح کو گلے مین ڈال لیا جیسے ہی لوح گلے مین ڈالی ہزارہا طائر صحرا سے پیدا ہوے اور آکر سعد کو گھیر لیا چاہتے تھے منقار سے غربال کرین سعد تلوار ہلانے لگے طائر قتل ہونے لگے مگر پیچھا نہین چھوڑتے سعد نے اُس کشاکش مین لوح کو بمشکل دیکھا نوشتہ پایا کہ اِن طائرون مین ایک طائر کلان ہی سب سے زیادہ بلند ہی عکس اپنا طائرون پر ڈالتا ہی اُسکو تیر سے مارو سعد نے کمان کاندھے سے اُتاری تیر پھر کمان مین پیوست کیا جیسے ہی سپیر کڑکا وہ طائر بلند ہو گیا تیر نہ پڑا سعد نے طائرون سے پھر جنگ شروع کی مگر لوح کو نہین ملاحظہ کر سکتے اس زور و شور سے طائر جنگ کر رہے ہین کہ سانس لینا دشوار ہی ناگاہ دیکھا کہ پہلو سے اُسی تالاب کے ہزارہا ساحر نکلنے لگے اور آکر حملہ آور ہوے چاہتے ہین بلوہ کرکے قتل کر ڈالین مگر سعد شہریار اُن سے بھی جنگ کرنے لگے اُنمین سے ایک

ساحر بلند بالا غریو کرتا ہوا نکلا قریب سعد آکر حملہ کیا سعد نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
اُس ساحر نے شکم اپنا آگے کر دیا شکم پر جو تلوار پڑی شکم اُسکا چاک ہوا تا لب سے
پانی اُبلنے لگا اسقدر پانی اُبلا کہ تمام صحرا عالم آب ہو گیا جتنی دور سعد کھڑے ہین
اُتنی زمین خشک ہی کہ ایک نہنگ نے پانی سے مُنھ نکالا چاہتا ہی سعد کو نگل جاوے سعد
جب تلوار لگاتے ہین تو وہ نہنگ غوطہ مار جاتا ہی جب دو چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تو یاد
آیا کہ لوح دیکھون لوح طلسمی گلے سے اُتاری چاہا دیکھون نہنگ مُنھ پھیلائے ہوے سامنے
آیا ایک آواز آئی کہ ای سعد شہریار لوح طلسمی اِسکے مُنھ مین پھینک ماریے بادشاہ
گھبرائے ہوے تھے اُس صدا کو سمجھے کہ کسی خیر خواہ کی آواز ہی لوح کو پھینک مارا اُس
نہنگ نے دہن مین لوح کو لے لیا اور آواز دی کہ او طلسم کشا منم شعلۂ آتشخوار
دیکھا پانی ندارد شعلہ سامنے کھڑی ہی سعد کے گلے مین لوح محفوظ موجود ہی وہ
ہاتھ تو ان پر نہ ڈال سکی پرواز پیدا کرکے نکل گئی اور سعد شہریار اُسی صحرا مین حیران
و پریشان و سرگردان ہین جدھر جاتے ہین عالم آب پھر پلٹ کر اُسی مقام پر آتے ہین مگر
شعلۂ آتشخوار لوح طلسمی لیکر اپنے قصر مین آئی شعلۂ جہان نما کو ایک مکان مین قید
کیا ہی آکر لوح بیٹی کو دکھائی کہا او شوخ دیدہ دیکھ لوح طلسمی مین چھین لائی اب
اُسے جنگل مین گرفتار کر لونگی تجکو اور اُس کو ساتھ قتل کرونگی شعلۂ جہان نما یہ سنکر
بہت روئی جی مین کہتی ہی کہ اس ظالمہ سے دیکھیے بادشاہ کیونکر بچتے ہین ہزارہا شعبدے
کر رہی ہی آخر اس شعبدے مین پھنسے بیشک یہ اُن کو گرفتار کرلے گی مگر شعلہ نے لوح
صندوق مین رکھی ایک ساحر ہی شہنکال جادو افسر اُسکے لشکر کا اُس سے کہا مین تو
فکر گرفتاری طلسم کشا مین جاتی ہون مگر تو کھانا شعلۂ جہان نما کو پہونچا دینا یہ کہکر
شعلۂ آتشخوار چلی گئی مگر شہنکال جادو مدت سے شعلۂ جہان نما پر مائل ہی جس وقت
سے ملکہ قید ہوئی ہین شہنکال کو بڑا قلق تھا اب جو حکم کھانے کا ملا ایک سینی مین کھانا
لیکر قصر مین آیا کہا ای ملکۂ عالم اسے نوش فرمائیے ملکہ نے کہا کہ ای شہنکال مین کھانا
نہ کھاؤنگی مجھپر سراسر تہمت ہی مادر مہربان نے تحقیق نہ کیا اور مجکو قید کر دیا ناحق کو میری

بد نامی ہوئی نہنکال نے کہا اگر مجکو قبول کیجیے تو مین آپ کو نکال لے چلون کسی اور ملک
مین چل کر رہیے ہم لوگ ساحر ہین جہان جائین گے وہان قدر ہوگی ملکہ اپنے دل مین
سوچین کہ ای شعلۂ جہان نما اس ملازم کی کیا مجال ہی کہ ہم پر ہاتھ ڈال سکے مگر اسکا
کہنا قبول کر و چل کر سعد شہریار کی مدد کرو لوح طلسمی اُن کو پہونچاؤ یہ سوچ کر کہا کہ ای
نہنکال مین تو یہی چاہتی تھی کہ میری شادی تیرے ساتھ ہو لیکن جو بدنامی ہدی تھی
وہ ہوئی سامنے جو صندوق رکھا ہی لوح طلسمی اُس مین سے نکال لو اور میری زبان سے
سوزن نکال لو مین تمھارے ساتھ نکل چلون ہمین طلسم کشا سے کیا واسطہ ہی جب لوح
ہمارے پاس ہوگی تو طلسم کبھی نہ ٹوٹیگا نہنکال عشق مین سرشار ہو رہا تھا قریب صندوق
کے آیا چاہا کھولون قفل اُسکا نہ کھلا کہا ای ملکۂ عالم صندوق نہین کھلتا ملکہ نے کہا
میری زبان سے سوزن نکال مین کھول لونگی نہنکال نے زبان سے سوزن نکالی
سوزن نکلتے ہی شعلۂ جہان نما نے سحر کیا کہ سب قید ٹوٹ کر گری نہنکال سے کہا
چلو تم آگے بڑھو نہنکال تو آگے چلا شعلۂ جہان نما نے آکر سحر کرکے صندوق
کھولا لوح کو نکال لیا رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا اور پر پرواز پیدا کرکے
چلی راہ مین نہنکال ملا اُسنے کہا ملکۂ عالم بائین پر چلیے شعلۂ جہان نما نے کہا او
مردود ہمارے گھر کا نمکخوار ہوکر ایسی حرکت چاہتا ہی اپنی جان کو غنیمت جان میرے
سامنے سے ہٹ جا ورنہ جلا کر خاک کر دونگی نہنکال نے کہا کہ ای جان جہان و
ای آرام دل مشتاقان مین بدنام ہو جاؤنگا اب مین سامنے ملکہ کے کس طرح
جاؤنگا مجکو اپنا غلام جانیے مین ہمراہ رہونگا ملکہ نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا
ہی سامنے سے ہٹ جا نہنکال نے سحر کیا کہ گرفتار کر لون ملکہ نے لوح طلسمی کو
چمکادیا لوح کا عکس جو پڑا نہنکال خاموش ہوا سحر فراموش ہو گیا ملکہ نے چٹکی
خاک کی اُسپر ڈالدی نہنکال جل کر خاک ہوا نہنکال کو جلا کر سوچی کہ صحرا
تالاب نما مین چلون شہریار کو لوح دون اُنکے ساتھ رہونگی ورنہ نہین
معلوم مادر مہربان کیا تدبیر کرین یہ سوچ کر قصد کیا ہی کہ طرف صحرائے تالاب نما کے

چلون کے سامنے سے شعلہ ہائے آتش بھڑکے دیکھا شعلۂ آتشخوار آتی ہے بیٹی کو جو دیکھا ملکہ
اور لاشہ شہنکال بھی دیکھا کہ پڑا ہے آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو نے شہنکال کو مارا
اب میں تجھے زندہ نہ چھوڑونگی ملکہ گھبرا گئی سمجھی نہیں یاد آتا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑا ہے
مگر شعلۂ آتشخوار نے جو بیٹی کو اس حال میں دیکھا چاہا کہ گرگرون اس دشمن کو اٹھاکر
لیجاؤں اب قید نہ کرونگی لیجاتے ہی قتل کرڈالونگی نہیں معلوم کیا سوچ کر آئی ہے شہنکال
کو کیا فقرہ دیا یہ سوچ کر قصد کرنے کا کیا بڑے جوش و خروش سے نیلی ملکہ کو جلدی میں کچھ
نہ بن پڑا لوح طلسمی جھولی سے نکالی گھبرا کر اُسی کو جھپکا دیا لوح کو دیکھکر شعلۂ آتشخوار
گھبرائی پکار کر آواز دی کہ لوح بھی تو نکال لائی خیر سمجھونگی شعلۂ آتشخوار سوچی اگر پاس جاؤنگی
تو جل کر خاک ہو جاؤنگی کہا او گیسو بریدہ جا میں تجھے سمجھونگی یہ کہکر اپنے قصر میں آئی کنیزوں
سے کہا کہ کیون صاحبو تمنے صندوق کا سب نے کہا داری شہنکال نے اُن کی زبان سے وہ
نکالی وہ قید تھا اُسنے نکلیں صندوق کھولنے کے وقت ہمنے کہا تھا کہ داری آپکی
بزرگ ہے آپ کی والدہ رکھ گئی ہیں اسکا جواب دیا کہ ہماری مان کا مال ہے ہم دیکھکے
رکھ دینگے تم لوگ باہر جاؤ ہم لوگ تو باہر گئے شہنکال پہلے ہی جا چکا تھا اُسکے بعد
ملکہ گئیں شعلۂ آتشخوار نے کہا کہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگی ابکی مرتبہ گرفتار کرکے
فوراً قتل کرونگی شعلہ تو اس فکر میں ہے کہ کسی طرح شعلۂ جہان نما کو گرفتار کروں مگر ملکہ
جدھر جانے مان سے پھر سوچی کہ صحرائے تالاب نما میں چلون شہریار کو اُس صحرا سے نکالوں
یہ سوچ کر چلی مگر سعد بن قباد کو آج دوسرا دن ہے کہ آب و دانہ ممکن نہیں ہوا اُس صحرا
میں مارے مارے پھر رہے ہیں جدھر جاتے ہیں راستہ نہیں ملتا آخر تھک کر ایک نخل
کے نیچے بیٹھے عالم یاس میں دعائیں کرنے لگے پکارتے تھے کہ اے رب کارساز و اے
خالق بے نیاز اس مشکل کو آسان کر نظم

ہست بہر حق عبث کردن تلاش و جستجو	شہر شہر و جا بجا خانہ بخانہ کو بکو
زانکہ آن محبوب مطلوب جہان منظور خلق	می نماید طالبان دیدار ہر سمت رو
جلوہ گر در جزو و کل ہست آن وجود جزو و کل	در ہمہ اینجا موجود است ذات پاک ہو

غائب از چشم خدا بینان نمی گردد خدا
گاہ از مشرق کند نورش گہ از مغرب ظہور
گاہ آن گلچہرہ از گل مینماید رنگ خویش
ذکرش از ہر ذکر گردد بر زبان ہا آشکار

روبرو ہر وقت و در ہر حال باشد دوبدو
گاہ اندر شش جہت باشد گہے در چارسو
گاہ آن غنچہ دہن بخشد ز بوے غنچہ بو
گفتگوے او شود ظاہر ز ہر یک گفتگو

اس حیرانی مین بادشاہ بیٹھے ہین مگر سوچ رہے ہین کہ ای سعد اس صحرا سے کس طرح نکل سکو گے کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی سعد کو اس حال مین دیکھ کر گھبرا گئی کہا ای شہریار کیا کیفیت ہی سعد نے کہا لوح طلسمی وہ مکارہ لے گئی اب اس فکر مین بیٹھا ہون کہ اس صحرا سے نکاسی کیونکر ہوگی شعلہ نے لوح نکال کر سعد کو پہنا دی سعد شہریار نے جیسے ہی لوح پہنی ہاتھ پانون مین طاقت آگئی شعلۂ جہان نما نے عرض کی حضور کے لیے کھانے کی تدبیر کرون سعد نے فرمایا ضرورت تو ہی شعلہ کڑکی اپنے باغ مین پہونچی کچھ کھانا لیا دسترخوان مین لپیٹ کر لے چلی سعد شہریار ایک نخل کے سایے مین بیٹھے ہوے سوچ رہے ہین کہ دیکھیے لوح کیا حکم دیتی ہی کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی سامنے شاہ کے دسترخوان بچھا دیا بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ کھاتے ہین فرمایا کہ ملکہ تم بھی شریک ہو جاؤ شعلہ نے کہا مین کیا خاک کھانا کھاؤن عجب کشاکش مین ہون آج عجیب معرکہ ہوا شہنکال مجھکو نکال کر لایا مین نے لوح پر بھی قبضہ کیا مین لیکر چلی تھی راہ مین شہنکال نے ایسے کلمے کہے کہ مین تو حضور گھبرا گئی مین نے اُسے جلا دیا اُسی وقت والدہ میری آگئین جیسے وہ سحر مین غالب ہین مگر لوح طلسمی دیکھ کر گھبرائین اور یہ کہہ گئین کہ خیر اب جا مگر مین سمجھ لونگی مین خدمت مین حضور کی آئی آپ تو اپنے کو اس صحرا سے نکال لیے لیکن شعلۂ آتشخوار بڑی مشکل سے قتل ہوگی اُسکے مکر سے بچیے گا اپنے کو بہت بچاتے رہیے کوئی مکر ہو لوح ضرور بچاتے رہیے سعد نے فرمایا انشاء اللہ تعالے اب ہر مرتبہ لوح دیکھتا رہونگا خدا چاہیگا تو دھوکا نہ کھاؤنگا یہ باتین کر کے شعلۂ جہان نما تو رخصت ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم دای سیارہ این عجائبات اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کرو اور دستک دو جو کوئی آئے اُسکی سینہ پر اسم

پہونچو سعد نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا دستک دی گوشۂ صحرا سے ایک ضعیفہ پیدا ہوئی
اُسنے آکر سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ کنیز کو کیون طلب فرمایا ہی بادشاہ نے فرمایا
بڑی بی صاحب تمکو تکلیف دی ہی کہ رہبری کرو تاکہ مین اس صحرا سے نکلون ضعیفہ نے
کہا تالاب ملاحظہ ہوا سکے گوشے مین پرچہ پڑا ہی اُسمین سب حال لکھا ہی یہ کہکے وہ ضعیفہ
غائب ہوئی سعد نے دیکھا گوشۂ تالاب مین ایک پرچہ پڑا ہی سعد نے اُسے اُٹھاکر
پڑھا اُسمین تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم اگر لوح چھین کر پھر ملے اور راستے کے خواہان ہو
تو خیال کر کے پہلو سے تالاب مین دیکھو ایک مار سیاہ بیٹھا ہی تمکو دیکھ کر بھاگیگا جس
مقام پر غائب ہو اُسی مقام پر کھودو ایک نابینا کی قبر ہی لاش اُسکی گلی ہوئی ملیگی اُسپر
لوح کا عکس ڈالنا مردہ آنکھ کھولیگا اُس سے پوچھنا وہ راستہ بتا دیگا سعد نے
گوشے مین آکر مار سیاہ کو دیکھا وہ مار سیاہ بھاگ کے ایک سوراخ مین گھس گیا سعد
نے خنجر سے زمین کھود دی دیکھا ایک مردے کے استخوان پڑے ہین جیسے ہی لوح کا عکس
ڈالا استخوان باہم ہوگئے مردے نے آنکھین کھولدین سعد نے پوچھا کہ اے بینائے طلسمی
بتاؤ کہ اس صحرا سے کیونکر نکلین مردے نے ہاتھ اُٹھا دیا اشارہ تھا کہ بائین پر جاؤ
سعد اُس طرف چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک دیو کو دیکھا روتا ہوا آتا ہی سعد کو
دیکھکر قدمون پر گرا عرض کی کہ اے شہریار غلام کو حضور نے پہچانا سعد نے کہا مین نے
کبھی دیکھا بھی نہین دیو نے کہا کہ مین ملازم ملکہ قریشہ سلطان ہون جسدن سے وہ
قید ہوئین میرے سے کچھ نہ ہوسکا سحر سے ساحرون کے ناچار تھا ایک صحرائے ویران
مین بیٹھ رہا یکایک صحرا مین غلغلہ ہوا کہ حکم خداوند آگیا ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری
کل قتل ہونگی مین رونے لگا اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا عالم خواب مین ایک بزرگ کو
دیکھا کہ فرماتے ہین اے دیو سیماب جلد روانہ ہو طلسم کشا صحرائے پرخار مین آگئے
اُن سے سب کیفیت بیان کر ناوہ فکر کرلین گے یہ کہکر دیو بھاگا سعد شہریار نے کہا کہ
اے دیو سیماب ٹھہر جاؤ مین اپنے کو پہونچاؤنگا جمشید کی کیا مجال ہی کہ ملکہ آسمان پری
و قریشہ سلطان کو قتل کرے بحکم پروردگار زمین ہلا دونگا یہان سے بھی بھاگیگا تم

جاؤ قلعہ سلاسل پر خبر کرو سلاسل پری فوج لیکر آوے صحرا مین ٹھہرین ہین اُن کو
لے لو لنگا دیو سیماب یہ خبر سُن کر بہاگا طرف قلعہ سلاسل کے چلا مگر سعد شہریار کا
انتشار بڑھ گیا رہروی کرتے ہوے جاتے ہین ایک شہر ملا کہ ہزارہا کاہ فروش و
ہیزم فروش اندر شہر کے جاتے ہین مگر نگہبان دروازے کے روک رہے ہین ایک
ایک کا نام پوچھتے ہین تب اندر شہر کے جانے دیتے ہین سعد کو بھی خیال آیا کہ مین شہر
مین جاؤن دیکھون یہان کا حاکم کون ہے جیسے ہی دروازے پر آئے نگہبان نے نام پوچھا
بادشاہ نے نام مفصل بتا دیا نگہبان نے افسر کو پکارا کہ افسر صاحب جلد آئیے طلسم کشا
آ گئے افسر فورًا آیا قدمون کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی کہ مین کئی دن سے منتظر تھا
نہین معلوم حضور کو کہان دیر ہوئی یہ شہر عجائب نما کہلاتا ہے قصر غرائب مین تشریف
لے چلیے سب حال آپ کو معلوم ہو جائیگا کوئی پردہ نہ رہیگا قصر غرائب مین آئینۂ طلسمی
رکھا ہے اُسمین سب حال معلوم ہوگا شعلۂ آتشخوار لشکر گران لیکر گئی ہے سعد اُس
افسر کے ساتھ ہوے افسر باتین کرتا ہوا سعد کو لے چلا شہر مین جو سعد شہریار
داخل ہوے جو دوکاندار جو دکانون پر بیٹھے ہوے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
جھک کر بادشاہ کو سلام کرنے لگے اور عرض کرتے تھے ہم سب آپ کے مشتاق تھے
شکر ہے کہ آپ تشریف لائے آپ کی زیارت سے مشرف ہوے سعد فرماتے ہین
پروردگار عالم مذہب اسلام کو ترقی عطا کرے اسی وجہ سے مین یہان تک پہونچا
سب دکاندار کلمہ پڑھنے لگے اور دکانون سے اُٹھ کر ساتھ ہوے کہ نوبت و نقارے
کی آواز آئی ایک بادشاہ تخت پر سوار آ کر پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور تشریف
لے چلین قصر غرائب کو آراستہ کر دیا ہے یہ کہہ کر اُس بادشاہ نے سعد کو تخت پر
سوار کر لیا فوج کو اشارہ کیا نوبت و نقارے بجنے لگے شہنا نواز یہ اشعار گاتے تھے نظم

ہجر مین وصل کا سامان جو مجھے یاد آیا — نالے کرتا ہوا دل تا لب فریاد آیا
بوسۂ لب کے جو لینے کا مزہ یاد آیا — آہ کے ساتھ لبون پر دل ناشاد آیا
ہچکے بھی نہ لیے تھے ابھی بلبل نے کہ آہ — دوش پر دام سنبھالے ہوے صیاد آیا

پھر بہار آئی اسیرانِ قفس سے کہدو — ضبط کی فصل گئی موسمِ فریاد آیا
رخصت اے تربتِ مجنون کہ چلے نجد سے ہم — کوچہ اُس غیرتِ لیلیٰ کا ہمین یاد آیا
راہ وحدت ہمین کثرت کی کشاکش مین ملی — ان بتون سے یہ سنا یا کہ خدا یاد آیا
خود بنا صورتِ تصویر وہ حیرانی سے — کھینچنے یار کی تصویر جو بہزاد آیا
یار محفل سے نکلوا کے بلا نا کیسا — ہین نہ مانو نگا کوئی اور ستمگر یاد آیا
آہ کی دل نے ہزار اشک بھرے آنکھون مین — شامِ غربت کو جو دیکھا تو وطن یاد آیا

وہ بادشاہ زر نثار کرتا ہوا سعد کو اس دھوم سے ساتھ لیے ہوئے قریب ایک قصر کے پہونچا دروازے پر چوبدار و یساول وحاجب و دربان شغل رہے ہین سعد شہریار کو سب سلام کرنے لگے سعد تخت سے اُترے وہ شاہ سعد کو ساتھ لیے ہوئے قصر مین آیا ایک تخت زرین بچھا تھا اُسپر بادشاہ کو بٹھایا ایک آئینہ سامنے لگا دیا عرض کی اے غلام نہین ٹھہر سکتا یہ مقام متبرک ہے آپ ہی کی ذات کے واسطے ہے ہماری کیا مجال ہے کہ ٹھہر سکین حضور لوح کو دیکھکر آئینے کو ملاحظہ کرین مطلب حاصل ہوگا شاہ تو باہر نکل گیا اپنا نام بتا گیا کہ جب حضور کو ضرورت ہو تو روشن تاجدار کہکر بلا لیجیے گا مین فوراً حاضر ہونگا یہ کہہ کے وہ تو چلا گیا سعد شہریار نے اول لوح پر نگاہ ڈالی اُس مین نوشتہ پایا کہ آئینے مین دیکھیے سب حال روشن ہو جائیگا اگر سکندر ہوتا تو وہ آپکے جلال پر نثار ہوتا سعد ملاحظہ فرما رہے ہین کہ آئینے مین غبار اُٹھا تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا اب جو نگاہ جمائی تو بعد اُس صحرا کے دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہے قصر کے دروازے پر ہزارہا ساحر بیٹھے ہین مگر خاموش یکایک سب اُٹھے اور غلغلہ کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حکم شاہ آتا ہے ایک چوبدار سن رسیدہ آیا اُسنے آکر حکم پہونچایا کہ ہمارے شاہ نے حکم دیا ہے تیار رہو میدان خونی کی تیاری کرو آسمان پری وقریبنہ سلطان قتل ہونگی دیکھین تو کون بچاتا ہے چوبدار تو یہ کہکر روانہ ہو گیا تمام ساحر خوشیان کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑی مشقت سے مہلت پائی رات بھر جاگتے تھے چوکی پہرا دیتے تھے دن کو بھی فرصت نہین پاتے تھے آب ودانہ ترک ہو گیا تھا انجام

بخیر ہوا کہ عُبید ی قتل ہوتے ہین ہم لوگ اطمینان پائین گے اپنی نوکری پر جائین گے
انعام بھی ملیگا سعد یہ سب آوازین سُن رہے ہین کہ طرف سے دار الامارہ کے گرد اُڑی
نوبت ونقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر زبردست تخت پر سوار لپشت پر کئی
لاکھ فوج ہی آکر وہ شاہ پہونچا نگہبانون نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ تم لوگ مستحق
انعام ہوئے خوب حفاظت کی بعد قتل کے تم کو انعام ملیگا سب دعائین دینے لگے
کہ ای نگہبان آسمان سپر تمھاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا کہ بی قمر لبیشہ سلطان
و آسمان پری قتل ہوتی ہین ورنہ کسکی مجال تھی کہ ان کو قتل کرتا وہ بادشاہ اُتر پڑا
پھر گردین اُڑنے لگین کوئی سپاہ دس ہزار فوج سے آیا کوئی پچاس ہزار سے
اس دھوم سے دن بھر مین فوجین جمع ہوئین سعد بن قباد دیکھ رہے ہین کہ فوجون
سے تمام صحرا بھرا ہی بڑے بڑے تاجدار ٹہلتے پھرتے ہین شام تک سعد اُس قصر
مین رہے یہی سامان دیکھتے رہے شام کو روشن تاجدار حاضر ہوا عرض کی حضور
نے ہنگامے دیکھے سعد نے فرمایا تمام عالم جمع ہی خدا اُنکی مشکل کو آسان کرے پھر
روشن تاجدار نے کہا اُٹھیے اور تشریف لے چلیے شب تیرہ و تار ہی مین آپ کو راستہ
طی کرنا ہی ایسا نہ ہو کہین راہ فراموش ہو سعد قصر سے نکلے آئینے کو ایک لات ماری
کہ آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آئینے کو توڑ کر جو سعد اُٹھے ہنگامہ گیرودار ملبند پایا قصر سے
جو باہر نکلے دیکھا سامنے میدان ہی دارین استادہ ہو رہی ہین اور سر ہنگ شہر سوار
کہ اس مقام کا حاکم ہی انتظام میدان خونی کر رہا ہی بادشاہ حیران ہوئے کہ یہ بادشاہ
کہا سے آیا مین کس قصر مین تھا کس قصر مین پہونچا یہ کیا شعبدہ ہوا حیران کھڑے
تھے کہ مین کیا تدبیر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک مرکب کوہ سرین وکوہ کفل
زین ولجام سے آراستہ آکر پہونچا اور بادشاہ کے قریب کھڑا ہوا اشارے کرتا ہی
کہ مجھپر سوار ہو جیسے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ سامنے سامان قتل ملکہ
آسمان پری و قمر لبیشہ سلطان ہو رہا ہی یہی وقت ہی کہ جا کر شریک جنگ ہو یہ
مضمون دیکھ کر بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے دیکھا گھوڑا بادر فتار ہی چاہتا ہی کہ

کہ مرکب اشارہ کرے تو آسمان پر پہونچون سعد سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے لاکھون
ساحر جمع ہین وہ ساحر موسوم بہ سرہنگ شیر سوار طریقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ یہان کا
حاکم ہی پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ آسمان پری و قریشہ سلطان کو لاؤ بادشاہون تاجدار
کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای سرہنگ اگر آسمان پری [illegible]
کو قتل کیا تو کل پردۂ قاف پر قبضہ ہوگا سرہنگ کہتا ہی یارو اسے کیون گھبرائے ہو
زمانہ بسر یاری ہی اس شخص کو قتل کرتے ہین جنکی ذات سے سارا فتور ہوا اسی نے
صاحبقران کو بلوایا باپ نے اسکے دیوزادون کو بھیجا امیر زخمدار ہوئے اولاد سلیمان
سے علاج کیا پھر امیر آئے اول دیوزادون کو مارا پھر تو وہ لڑائیان ہوئین کہ تمام
پردۂ قاف کے شاہزادے اور رئیس زادے ایک طرف تھے حمزہ ایک طرف مگر جس
سرکش سے مقابلہ پڑا وہ ہاتھ سے امیر کے مارا گیا آخر لڑتے بھڑتے طلسم بہوتہ مین
پہونچے دیو عفریت ایسا سرہنگ کہ اُسکا خان قاف خطاب تھا کیسا کیسا چھپا مگر
امیر کے پاس لوح موجود تھی ڈھونڈھ کر عفریت کو قتل کیا سب سردار ناچار ہوئے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ پردۂ قاف تباہ ہوا اب پردۂ قاف کی آبادی کا وقت آیا
جا بجا عملداری ساحری وہ جمشید کی ہوگی زیر مین جا بجا تصویرین خداوند کی نصب
ہونگی سب ساحر کہہ رہے ہین کہ ای سرہنگ شیر سوار یہ خبر تو تمام عالم مین مشہور
ہو گئی ہے کہ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل ہوتی ہین ایسا نہ ہو طلسم کشا کو خبر ہو جائے
سرہنگ نے کہا مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ اگر سو طلسم کشا آوین تو قیدی کے قریب
نہ پہونچ سکین مگر گھوڑا اُٹھا کے ہوا سے جاتے ہین یہ سب باتین سن رہے ہین کہ ایک
صحرا لالہ زار آنکھون سے غائب ہوا اب سعد حیران ہوئے لوح کو ملاحظہ کیا تو یہ
نوشتہ پایا کہ تمہارا مرکب جو سوار ہو کل راستے طلسم کے جانتا ہی یہ وہین تمہین
پہونچا دیگا اب یہ مرکب ہمیشہ زیر ران رہیگا جس راستے کی آپ کو فکر ہوگی اُسی
مقام پر پہونچا دیگا سعد شہریار کو اطمینان ہوا اُسی صحرا مین آفتاب غروب ہوا
ہر چند کہ پردۂ شب حائل ہوا مگر مرکب اُسی طرح چلا جاتا ہی درختون کے صحراؤن کو

طے کرتا ہوا اگر کوئی نخل سامنے آگیا تو اُسے لات ماردی کہ درخت گرا اس طرح پر بادشاہ راستہ طے کرتے ہوئے جاتے ہین مگر رات اندھیری صحرا کا سناٹا بقول شاعر فرد
شب تاریک بیم موج گردابے چنین ہائل ۔ کجا دانند حال ماسبکساران ساحل ہا ۔
اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوئے چلے جاتے ہین حیران ہین کہ اس اندھیری رات مین یہ مرکب کیونکر پہونچیگا وہان تو دارین استادہ ہو رہی ہین جلاد شمشیر بکف لگا رہے شہر بہار سارا دن گذرا رات ہوگئی الیسانہ ہو وہ لوگ قتل ہو جائین ای کریم و رحیم مجھے وقت پر پہونچانا اور اس بندۂ حقیر کو ان ظالمون پر مظفر و منصور فرمانا امیر سے شرمندہ نہون نظم

کرد خلاق جہان انسان ترا ۔ ساخت پیدا اشرف الحیوان ترا
مرحمت فرمود از راہ کرم ۔ پایہ دربن رتبۂ ایمان ترا ۔
گنج اخلاص و یقین و صدق داد ۔ کرد بخشش دولت عرفان ترا
بندگی در بندگان آموختنت ۔ کرد یکسر بندۂ احسان ترا
از کمال فضل بر اوج شرف ۔ کرد روشن چون مہ تابان ترا
مردہ بودی پیش ازین ای حق شناس ۔ حق عنایت کرد جسم و جان ترا
داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش ۔ مرد دانا کرد ای نادان ترا
مفلس و نادار بودی و غریب ۔ داد مولے این ہمہ سامان ترا
حضرت خالق مدد از غیب کرد ۔ ہند یا در نظم این دیوان ترا
تاکہ شد تحریر با طرز غریب ۔ در زبان پارسی نظم عجیب ۔

بادشاہ تو اس رنگ مین ہین مگر یہ رات آسمان پر ہی وقریشہ سلطان پر بڑی سخت گذر رہی کہ دمبدم سرہنگ آتا ہی اور ڈراجاتا ہی کہ اب نہ گھبراؤ مین تمھاری تدبیر کر رہا ہون سب تاجدار جمع ہو چکے ہین دارین استادہ ہین سب تاجدار مشتاق ہین کہ تم قتل ہو تو پردۂ قاف صاف ہو ملکہ قریشہ سلطان جواب دیتی ہین کہ ای دشمنان خدا کیون ڈراتے ہو ناحق دھمکاتے ہو رات ہی کو قتل کرو کہ تمھاری خوشی ہو جائے مگر کسکی مجال ہی کہ ہم کو قتل کرے انشاء اللہ تعالےٰ وقت پر ہمارے وارث آجاوینگے

سرہنگ نے کہا ہمنے خود مشتہر کیا ہو آج کی لڑائی یادر ہیگی کسکی مجال ہو کہ اس لڑائی کو جھیلے یا جان پر کھیلے جو آئیگا وہ قتل ہوگا آج ہنگامۂ عام ہو دیکھیں تو کون آتا ہی اور کیونکر تمھیں بچاتا ہی جب پہر رات باقی رہی تو سرہنگ اندر آیا کہا ای قریشہ و آسمان مشتاق رہو کہ اب رات کم باقی ہی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا رہو دیکھو وقت آتا ہی اسی طرح قتل کروں جیسے تمنے پردۂ قاف کی آبرو کھوئی اور سب ریمیوں کو قتل کیا اور کل قاف پر قبضہ کر لیا آج بدلے کا دن ہی جسقدر تمھارے مطیع و منقاد ہیں خاک سر پر اڑا دینگے ہم شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا دینگے قریشہ سلطان کہتی ہیں تم سب ظالم ہو تم کیا عدالت کروگے اگر ہم لوگ قتل ہوے اور وقت ہماری قضا کا قریب آگیا ہی تو عدالت قاف سے یک قلم اٹھ جائیگی رعایا سے دریافت کرو کہ کس عدالت سے بسر کی سرہنگ کہتا ہی کہ ای قریشہ تم لوگ بڑے سرہنگ ہو خیر آج سرہنگی معلوم ہوگی یہ کہکر باہر نکلا تمام تا جدار جمع ہیں فوج آراستہ ہی راستے چہار طرف کے بند ہیں فوجوں کو جما دیا ہی کہ راستوں سے کوئی نہ آنے پائے قریشہ سلطان نے پکار کر کہا کہ او بیحیاؤ اگر آہنی دیوارین حائل کروگے تو آنے والے نہ رکینگے جنگ کرتے ہوے پہونچینگے دیکھیں انجام کیا ہو جو گذریگی وہ دیکھو گے مگر سرہنگ نے باہر آکر پھر فوجوں کو قاعدے سے جما یا جب فوجیں جم چکیں جا بجا افسر مقرر کیے ہر ایک کو یہی حکم تھا کہ اگر اس طرف سے دشمن آجائیگا تو تم گنہگار ہوگے سب عرض کرتے ہیں کہ غلام جان و مال سے حاضر ہیں وہ جنگ کریں کہ مسلمانوں کے دانت کھٹے کر دیں قدم جمنا دشوار ہوگا کبھی ایسی جنگ نہ ہوئی ہوگی جیسی آج جنگ ہوگی بہت پریشان ہونگے مسلمان امان مانگتے ہوے بھاگینگے کون آئے گا کون جم کر لڑیگا یہ کہکر سرہنگ تخت پر سوار ہوا فوجیں بے حساب ہیں ستارۂ سحری چمک رہا ہی صداے مرغ سحر آرہی ہی سرہنگ نے حکم دیا کہ قیدیان بلا کو لاؤ جنید کس گئے ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری کو حکم دیا کہ باہر چلو چالیس سردار آسمان پری کے ساتھ ہیں آگے آگے چالیسوں سردار زنجیریں ہلاتے ہوے آتے ہیں

پشتہ پر آسمان پری جب یہ لوگ باہر نکلے تو جلاد دوڑے ساحر سب چلے ہوئے ہیں شیر سے چمکانے لگے غل مچاتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای شہنشاہ قیدخانہ ہم کو حکم دیجیے کہ ہم ان کو قتل کریں ایک کو زندہ نہ چھوڑیں قمر لیشہ سلطان اور ملکہ آسمان پری نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ سب کافر دشمن جان و تشنۂ خون ہیں بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگیں کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم

خداوند مالک جہان کارساز
خدا کار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خداست
نباشد از و ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند
در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہما میکند
بگنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار
گدا را دہد مسند عز و ناز
ببخشد بدریوزہ گر مملکت
کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسے را کہ خواہد بقرب وصال
رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو درد بیمار را
بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول
پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند
بہر بندہ بندہ نوازی کند

سرہنگ نے اشارہ کیا کہ ہاں انکو دار پر کھینچ دو ایک ساحر نے قریب آ کر قصد کیا کہ قمر لیشہ کو کھینچے قمر لیشہ نے ہتھکڑی ماری کہ سر اسکا پھٹ گیا ہنگامہ ہوا کہ لو یارو داد غضب دیکھو قیدی نے جلاد کو مار ڈالا یہ کیسے سرہنگ ہیں کہ کسی مقام پر نہیں رکتے اس ظلم کو تو دیکھو کہ جلاد کو مار ڈالا اور کچھ خوف نہ کیا ہاں یارو ان پر تیرباران کرو ساٹھ ہزار تیرانداز الگ ہوئے ترکشوں سے تیر نکالے سب کے آگے سرہنگ کھڑا ہے کمان کاندھے سے اتارہا ہے قمر لیشہ سلطان نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا اور عرض کی کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر یا کہ جو قمر لیشہ سلطان نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اٹھی نوبت و نقارے کی آواز

آئی دیکھا کہ نشانہاے زرین و سرداران زرہ پوش گھوڑے چمکاتے ہوئے نمایان ہوے
کفار حیران ہوے کہ یہ کون آتا ہے کیا رنگ دکھاتا ہے سرکاروں نے بڑھ کر خبر دی
کہ صاحبقران زمان آپہونچے دیکھا سب کے آگے صاحبقران اشقر پر سوار پشت پر
سرداران نامدار گھوڑا اڑاتے ہوئے آتے ہین صاحبقران نے دور سے جو دیکھا کہ
قرینۂ سلطان و آسمان سپر قتل ہوا چاہتی ہین گھوڑے کو بڑھا کر اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرۂ امیر ہ امیر عرب ضیغم روزگار ۔ بحکم خدا البتہ شمشیر چار ۔ یکے تیغ صمصام
و قمقام نام ۔ یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام ۔ بہ این کافران از جہان پاک کرد ۔ سر سرکشان
جملہ در خاک کرد ۔ نعرہ کر کے آگے سپر پہونچتا ہے کہ یارو حمزہ کو وہ ہین روک کو
ادھر نہ آسکے دو ہر چند فوج نے چاہا روکین مگر صاحبقران کب رکتے ہین فوراً آکر
گرے تلوار چلنے لگی دوسری طرف سے گرد اڑی دیکھا کہ رستم پیلتن بلستاہ نوجوان مع
سرداران نامی و پہلوانان گرامی آکر پہونچے مصروف جنگ ہوئے صاحبقران نے
رستم کو عجب شوکت سے دیکھا فرماتے تھے کہ یہ شیر بیشۂ عربستان ہے مگر سرہنگ نے
دیکھا کہ صاحبقران و رستم اس زور و شور سے جنگ کر رہے ہین کہ پرے کے پرے
درہم و برہم ہوتے ہین جس غول پر جا گرے اسے پراگندہ کیا علم فوج گرایا پلٹنون
پر جا پڑے رسالون سے بڑھ کر لڑے ہر طرف ہنگامہ ہے صاحبقران کی تلوار بے پناہ
چل رہی ہے کہا انکے حریفون کو کون روکے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی
لقا سے ملک باختر لے لیا کوئی ان کا کیا کر سکا اب ان کو کون روکے اور کون ٹوکے
مگر ہان اے تاجدار و چہار جانب سے گھیر لو حمزہ کو زندہ نہ نکلنے دو تمہارے بزرگ انکے
ہاتھ سے مارے گئے مقام غیرت ہے دیکھین کیا کرتے ہو آج مسلمان بھی جان جاوین کہ
ہان طلسم جمشید مشہور ہے جاودانی کی آر حمزہ یارا نہ اٹھا سکے سب نے عرض کی کہ حضور
بیٹھے ہین ہم سب ساتھ ہین وہ رنگ دکھاوین کہ مسلمان اپنی جان سے عاجز ہو جاوین
یہ کہہ کر سب فوج بڑھی سب تاجداران نے اپنی اپنی فوج کو ترغیب دی کہ ہان یارو وقت
جنگ و جدل ہے تم لوگ بہت زیادہ ہو مسلمان کم ہین آج جرأت دکھاؤ قدم پیچھے نہ ہٹاؤ

بڑی غیرت کی بات ہی کہ غیر ملک سے آوین اعدا ہم کو ستاوین اور ہم سے کچھ نہ ہو سکے شرم کا مقام ہی اسی جنگ مین ہمارا نام ہی کل فوجون نے ایک مرتبہ بلوہ کیا امیر نے فرمایا کہ ای رستم ہوشیار ہو کر لڑو کل فوج نے بلوہ کیا ہی اس بلوے کو روکو اپنا نہ ہو کہ قیدیون تک یہ بہیا پہونچ جاوین تو باعث خرابی ہی رستم نے مرکب بڑھایا لڑتے ہوے جاتے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم صفدر رجہا نگرد رستم نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان لحیم و شحیم مغرور و متکبر للکارتا ہوا آتا ہی رستم نے للکارا کہ او نامرد سامنے تو آ دور سے بھبکی بتاتا ہی مین اس بھبکی کو کب مانتا ہون سامنے آ کر مقابلہ کر تو مین تجھکو مزہ چکھاؤن یہ پہلوان رستم پر جا پڑا تلوار کا وار کیا رستم نے پہلو تہی کر کے خالی دیا اُچھل کے ہاتھ نکالا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ رستم ؎ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + اس طرح پر نعرہ کوہ شگاف کیا کہ وہ پہلوان کانپ گیا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی تیغہ کپیتان جو گرا خود کو تراشتا ہوا تا بہ جگر گاہ پہونچا ہمراہیان پہلوان رستم پر آپڑے رستم جم کے لڑنے لگے کہ تیسری گرد اُڑی دیکھا ایک جوان گلگون پوش مع فوج بیشمار گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ ندا ند بشناسد نعرہ قاسم ؎ ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ + زخم تیغ بیرا بر و نیزہ بماہ + زآب دم تیغ تشنہ زمین + ہمہ باختر شد سبز سبز نگین + نعرہ کر کے قاسم بھی آگرے قاسم کو دیکھ کر رستم خوش ہو گئے قاسم آتے ہی شریک جنگ ہوے کہ چوتھی گرد اُڑی دیکھا ایک جوان نیلم پوش فوج کثیر ہمراہ مرکب سمہ حبشی زیر ران آیا وہین سے نعرہ کیا نعرہ ایرج ؎ ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اگر تیغ کین برکشم از خلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + ایرج نوجوان بھی نعرہ کر کے گرے جنگ شروع کی مگر سمر ہنگ شیر سوار آنے سے صاحبقران کے گھبرا گیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ مین یہ نہ جانتا تھا کہ اسقدر بلوہ ہوگا کہ ایک طرف سے لندھور بھی آگرے اور ایک طرف سے ملک کا نعرہ ہوا یہ سب

سردار فرداً فرداً آئے اور باہم جنگ میں مصروف ہوئے قضائے کار ایک دن اور ایک روز اس لڑائی میں گذرا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی علمہائے زرنگار سے کہ پھر پھرے نمایاں ہوکے آگے آگے سب کے میثاق کوہ گردان اور ایک جانب سردار حسینان اور ایک جانب بہار اعجاز بیان اور کل شاہزادیان طاؤسیان زریں بال پری سوار اس زور شور سے میثاق آکر پہونچا کہ سرہنگ شیر سوار گھبرا گیا کہا لو یارو غضب ہوا کہ طلسم کشا بھی آگیا کیسے کیسے سردار ساتھ ہیں کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہیں دے سکتا مگر میثاق کوہ گردان نے بڑھکر ساحروں کا سحر رد کیا آگ برسا دی سردار حسینان نے طرف بحرین کے دیکھا کہا اے بحرین دریا آتشین دریا جاری کرو یہ لوگ ڈوبیں جو انجام ہوگا وہ دیکھا جائیگا بحرین نے ایک دہنہ زمین پر مارا دریا سے قہار پیدا ہوا کفار ڈوبنے لگے مگر سرہنگ شیر سوار ساحروں سے کہتا پھرتا ہی یارو سحر کو روکو ساحر ہر چند روکتے ہیں مگر دریا کا زور بڑھتا جاتا ہی جس طرف غرّاتا دریا نے مارا ہزار دو ہزار کو ڈبو دیا ایک طرف سردار حسینان آگ برسا رہی ہی جس پر آگ گری وہ جل گیا دوسرا دن لڑائی کو گذرا ہی ہر چند سرہنگ فکر کرتا ہی کہ قیدیوں کو قیدخانے میں پہنچاؤں قتل موقوف رکھوں مگر ممکن نہیں ہوتا سرداران اسلام بھی گھبرا رہے ہیں کہ یارہ پہر جنگ کرتے گذرے قیدیوں کو نہیں رہا کرسکتے لاکھوں ساحر سر پر باندھے کھڑے ہیں قریب ہے سلسلہ ان زنجیریں ہلا رہی ہیں کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی اس مرتبہ بدیع الزمان بھی آکر پہونچے آتے ہی مصروف جنگ ہوے ان کے آتے ہی مالک اور لندھور سے آنکھ ملنے لگی کبھی لندھور بڑھ جاتے ہیں کبھی مالک بڑھتے ہیں بدیع الزمان و قاسم آپس میں چشمک کر رہے ہیں کبھی بدیع الزمان بڑھ گئے ایک رسالہ کو بھگایا قاسم نے بڑھکر پلٹن کو شکست دی اب اسقدر جنگ ہوئی کہ سرداران صاحبقران لڑتے لڑتے عاجز ہوگئے ہیں مگر جس وقت سے فوج سعد بن قباد آئی اُس وقت سے اہل اسلام کو بڑی تسلی حاصل ہوئی مگر سرہنگ شیر سوار گھبرا گیا بلک بلک کر دعائیں مانگ رہا ہی کہ الٰہی

خداوند جمشید ثانی آپ نے آنے کو فرمایا تھا اب بندون کے آپ کا حال ابتر ہی جلد
تکلیف فرمائیے یہ جو بیقرار ہوکر سر ہنگ نے کہا آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا ز یہ
ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کہ اُن زمزمون سے آہ از خداوند خداوند آتی
ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ جمشید ثانی آکر پہونچا ساحرسنے دیکھا کہ بلا کی جنگ
ہو رہی ہی ساحر سحر بھول گئے بھاگنے پھرتے ہین مگر چونکہ زیادہ ہین جس مقام پر
قیدی ہین گھیرے ہوے کھڑے ہین جمشید تخت سے اُترا اور اُترکر حکم دیا کہ قید آسمان
و قریشہ قصر قید خانے مین لیچلو سب ملازم کشان کشان آسمان پری و قریشہ سلطان
کو قید خانے مین لے چلے صاحبقران نے ہر چند چاہا کہ روکون مگر جمشید نے
ایسی جلدی کی کہ صاحبقران کدو کوشش کرتے رہے قیدیون کو جمشید ثانی نے
قید خانے مین داخل کردیا لاکھون آدمی اپنے مقرر کیے ہر ایک سے یہ کہدیا کہ بہت
ہوشیاری سے رہنا یہ کہکر جمشید پلٹا فوج کو اشارہ کیا جمشید کو دیکھکر سب ساحر
لڑنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب تو خداوند موجود ہین اپنی جان دو دریغ نہ
کرو اگر مارے جاوینگے تو قدرت جلالین گے بڑے زور و شور سے لڑائی ہو رہی
ہی جمشید نے بھی سحر کیا میثاق اور شاہزادیون کے سحر بند ہو گئے بحرین کا دریا
بھی غائب ہوا آگ برسنا بھی موقوف ہوئی بہار اعجاز بیان نے جو سحر کیا تھا یا تو
پھول برس رہے تھے یا وہ سب جل گئے اہل اسلام کو جمشید نے سحر کرکے عاجز و
مجبور کر دیا ہی ہر چند کہ صاحبقران عالیشان اسم اعظم پڑھ رہے ہین مگر کل لشکر تک
آواز نہین پہونچتی جس مقام پر صاحبقران ہین اُس مقام پر جمشید نہین آسکتا اور نہ
اُسکا سحر آتا ہی ایک عجب طرح کی خرابی ہی صاحبقران بیقراری مین بلک بلک کر
دعائین مانگ رہے ہین خواجہ عمرو اشقر سے لپٹے ہوے ہین امیر فرماتے ہین کہ
کیون خواجہ تمنے خبر دی تھی کہ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل ہوتی ہین اُن کو
چلکر بچائیے ہم آکر پہونچے سب سردار بھی آگئے مگر اس جمشید کو کسنے خبر پہونچائی
کہ یہ انجام بخیر نہوا قیدیون کی رہائی نہ ہوئی خواجہ عمرو کہتے ہین کہ اے شہریار آپ

بجا فرماتے ہین جس طرح آپ کو خبر ملی اُسی طرح اُسنے بھی خبر سُنی ہوگی لیکن جمشید ثانی نے ایسا سحر کیا ہی کہ طائرون کو اشارہ کیا طائرنے جسکے سر پر چرخ مارا وہ سحر بھولا اور خاموش ہوکر کھڑا ہوگیا میثاق کوہ گردان ایسا ساحر کہ سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر ہی خاموش کھڑا ہی اشیائے سحر ہاتھ مین ہین سحر یاد نہین آتا ہی حال شاہزادیونکا یہی بہار اعجاز بیان کہ ساحرۂ زبردست ہی پھول جو برسائے تھے وہ سب جل گئے یہ بھی خاموش کھڑی ہی صاحبقران نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا اور دعا کرنے لگے پکارتے تھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر نظم

سعی کن ای طالب ذات خدا ہر راہ و سال
تا شوی موصول با مطلوب خود قبل از وصال

گاہ اندر قال کن پیدا کمال اہل قول
گاہ نہ پاے ثبات اندر طریق اہل حال

باش قایم چون الف اندر قیام بندگی
کن دوتا پشت اطاعت ہر زمان مانند دال

گاہ از خورشید تابان بین رخ دلدار خویش
گاہ از آئینہ بدر روگہ از روے ہلال

محو شو از دل بجسن صوت آن جان جہان
بر فگن از ہر دو جانب پردہ ہاے انفعال

از زمین تا آسمان بہر تلاش دلربا
ہمچو مرغان در ہواے شوق بکشا پر و بال

کن نظر با چشم حق بین تا ترا اندر جہان
راست و چپ شاہد مقصود بنماید جمال

حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

مگر جمشید داؤ ڈال رہا ہی زبر شجر کھڑا پکار رہا ہی کہ ای مہلیل سحر بند اگر اسم اعظم حمزہ کا بند کرو اس طرح اسنے پکار کر کہا کہ سحر بینک نے بھی سُنا اور زیادہ بلبلایا کہتا ہی لو صدا جو قدرت اسم اعظم حمزہ بند کرتے ہین اسم اعظم بند ہوا اور مسلمانو کا خاتمہ ہی تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ حمزہ کس زور و شور سے لڑا اتنی بڑی لڑائی کو خوب سنبھالا اگر قدم حمزہ کا نکل جائے تو ساحرون کو قدرت بیکار کرچکے اب کل کو قتل کرنا چاہیے اگر حمزہ جو اسم اعظم پڑھ رہا ہی سحر کی تاثیر اُس مقام پر نہین ہوتی سردار عرض کرتے ہین اگر حمزہ کا اسم اعظم بند کرلیا تو ایک مرتبہ کے یلوے مین سبکو گرفتار کرلین گے مسلمانون کو مہلت نہ دین گے یہان تو یہ رنگ ہی مگر امیر نے جو

یہ سُنا کہ اسم اعظم بند کرنیکی فکر مین ہی تہ دل سے پکار اُٹھے فریادرسا بکرم برمن درویش
نگر + بر حال من خستہ و دلریش نگر + تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا
سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب سلطنت و شہریار اقلیم شوکت و جلالت
شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد مرکب باد رفتار طلسمی پر سوار لباس طلسمی زیب
جسم تیغ طلسمی کے قبضے پر ہاتھ رانین بھر گھوڑا اُڑاتے ہوئے گذری ہی اکثر راستہ
فراموش بھی کیا مگر جہان راہ بھولے کوئی راہگیر مل گیا اُسنے پتہ بتا دیا اُسی نشان
پر آکر پہونچے دور سے دیکھا کہ سب ساحر ہمارے حیران و پریشان کھڑے ہین
ہمدم ہوتا ہی سحر بھول گئے ایک غول مین نورالدہر گھرے ہوئے ہین بیچ و
قاسم ایک مجمع مین گھرے ہوئے ہین ایرج چاہتے ہین کہ اپنے کو نورالدہر سے
آگے بڑھاؤن مگر نورالدہر کے ساتھ وہ سردار ہین کہ بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہین
ایک طرف سرداران ایرج نوجوان کدو کوشش کر رہے ہین مصروف جنگ ہین
بادشاہ نے آتے ہی جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہین اور تیر
پڑ رہے ہین بدن سے ہر ایک کے خون جاری ہی لوح طلسمی کے عکس ڈالنا
شروع کیے پہلے آتے ہی میثاق کوہ گرد ان کو بچایا لوح کا عکس ڈالا میثاق
جو سحر سے جمشید کے رہا ہوا غول پر ساحرون کے جا پڑا عاجز ہو رہا تھا اب جو
سحر یاد آیا ماش کے دانون کے چھرے مارنا شروع کیے جب ماش کے دانے مارے
ہزار دو ہزار ساحر گرے بہار اعجاز بیان یا تو خاموش کھڑی تھی یا بادشاہ
نے جو لوح کا عکس ڈالا گریا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ایک طرف بحرین کھڑی
تھی اسپر بھی لوح کا عکس ڈالا عکس پڑتے ہی حواس درست ہوئے جھلائی ہوئی
تھی ایک دو ہنتھر زمین پر مارا کہ دریائے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا جوش مارکر
ظاہر ہوا ہزارون کو ڈبو دیا اب تو جملہ شاہزادیان دلیر ہوئین بادشاہ کو دیکھکر
سب کے جسم مین جان آگئی لڑائی مین مصروف ہوئین عین گرمی جنگ ہی کہ سعد نے قصد
جمشید کے رُخ کیا جمشید ہرچند روکتا ہی اور چاہتا ہی کہ سعد کو قریب اپنے

نہ آسنے دون مگر یہ طلسم کشا ہین کب رُکتے ہین یہ دن کو درہم وبرہم کرتے ہوے
جاتے ہین ہر طرف سے ساحر بڑھ بڑھ کر سحر کر رہے ہین مگر بادشاہ لوح طلسمی کو
گردش دیتے ہوے آتے ہین جس غول مین داخل ہوے ساحر جان بچا بچا کر بھاگتے
ہین جمشید ثانی ایک نخل کے سایے مین کھڑا ہوا طائرون کو اشارہ کر رہا ہی
مرادیہ ہی کہ طائر صاحبقران پہ جا کر چرخ مارے یا سر سعد پر چرخ مارے مگر
طائر نہ ادھر جاتے ہین نہ اُدھر جاتے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین
بادشاہ لوح کو چرخ دے رہے ہین طائر امیر کی طرف نہین جاتے کہ سعد شہریار
نے سامنے جمشید کے آکر نعرہ کیا نعرہ سعد منم شاہ شاہان فریدون حشم ؛
بہار گلستان کاؤس وجم ؛ ہژبر دمان شاہ اسلامیان ؛ نہال گلستان صاحبقران ؛
نعرہ کر کے گھوڑا بڑھایا جمشید ثانی غصے مین بھرا کھڑا ہی سعد کو جو آتے ہوے
دیکھا تلوار کھینچ کر بڑھا کہتا ہوا کہ آج وہ تقدیر کرون کہ زمین ہلا دون بادشاہ
پر وار کیا بادشاہ نے لوح کو ہاتھ مین لیکر تلوار کو تلوار سپر دہ کا اُٹھا دسے
سے ہاتھ نکال کر لوح کو جو چمکایا جمشید مبہوت ہوگیا سر آگے کر دیا تیغ طلسمی
جو پڑا جمشید کا سر زخمی ہوا جمشید نے اپنے کو زمین پر گرا دیا اگر نہ گراتا تو دو
پر کالے ہو جاتے تڑپ کر بھاگا اسکے بھاگتے ہی سر ہنگ نے چاہا کہ مین بھی نکلجاؤن
مگر صاحبقران قریب پہونچ چکے تھے تیغ عقرب جو چمکا سر ہنگ کی آنکھین بند
ہوگئین امیر نے نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ مارا فردیکہ نعرہ زد میر منزل مصاف ؛
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ؛ تیغ عقرب جو تڑپ کر گرا سر ہنگ نے سپر سامنے
کر دی لیکن سپر سحری تھی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے
سپر کو کاٹ کر تیغ جو گرا تاج کو سر ہنگ کے کاٹا تاج کو کاٹ کر سر ہنگ کے
دو پر کالے کیے جمشید تو بھاگ چکا تھا فوج بیدل ہوگئی مگر نگہبانان قیدخانہ
قمر کو گھیرے ہوے اُترے ہین جو کوئی چاہتا ہی اُدھر جاوین وہ لوگ بڑھ کے
روکتے ہین صاحبقران زمان بیقرار ہو رہے ہین نورالدہر سے فرماتے ہین

کہ اے نور نظر آسمان سپہری دقریشہ سلطان کی قید کو بہت زمانہ ہوا نورالدہر
نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو بلوہ کروں سردار سب آمادہ ہیں ادھر سے لڑتے ہوئے
ایرج نوجوان آتے تھے ایرج نے جو یہ ذکر سنا کہا سبحان اللہ اسمیں صلاح و
مشورہ کیا چیز ہے رہائی کی تدبیر ضرور ہے ہاں بھائی صاحب بڑھیے ادھر سے
بدیع الزمان و قاسم آتے تھے قاسم نے کہا چچا جان آئیے آج امتحان جلادت
ہے بدیع الزمان نے کہا صاحبقران بڑھیں تو ہم بھی بڑھیں ایرج نے دیکھکر
آواز دی کہ یہ [illegible] پسند نہیں آتے نورالدہر نے کہا کہ او تاجرزادے
ہمسے بانکپن کی لیتا ہے ایرج نے گھوڑا بڑھا دیا جیسے ہی سامنے پہونچے ساحروں
نے سحر کیا گھوڑا اڑ گیا ہرچند کوڑا کرتے ہیں گھوڑا قدم نہیں اٹھاتا نورالدہر
نے جو دیکھا کہ ایرج گھوڑے کو مارے ڈالتے ہیں کوڑے پر کوڑا مارتے ہیں مگر
گھوڑا قدم نہیں اٹھاتا نعرہ کر کے بڑھے گلعذار زعفران پوش نورالدہر پر
عاشق ہو رہی تھی آیا بڑھ کر معشوقوں کا مال نورالدہر کو پہنچا دیا اشارہ کیا کہ بسم اللہ
اب چاہیے کوئی نہ رہ سکیگا یہ کہکر وہ ساحرہ سحر کرنے لگی جیسے ہی سحر کیا ہزارہا خنجر
گرنے لگے اور ان خنجروں سے کفار قتل ہونے لگے ساحروں میں غل ہوا جب سحر
گلعذار سے ہزارہا ساحر مارے گئے سب ساحروں نے مل کر سحر کیا خنجر برسنا موقوف
ہوئے ایرج کا بھی گھوڑا بڑھا مگر گلعذار عقب مرکب نورالدہر سحر کرتی ہوئی آتی
ہے ایک طرف سے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آتے ہیں جس جگہ میں آکر
پہونچے اسے درہم و برہم کر دیا میں گرمی جنگ ہے صاحبقران بلوہ ساحروں کا دیکھکر
بہت پریشان ہیں دیکھ رہے ہیں کہ ایرج و نورالدہر لڑتے ہوئے جاتے
ہیں ایک طرف قاسم و بدیع الزمان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہیں ایک مقام
پر قاسم نے مرکب بڑھایا ایک پہلوان سامنے آیا اسپر ہاتھ پلارک افراسیابی کا
مارا وہ پہلوان سامنے سے بھاگا ادھر سے بدیع الزمان آتے تھے بدیع الزمان نے
ٹوکا اسنے بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے وار اسکا روک کر ہاتھ مارا

کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوئے قاسم کو بہت ناگوار ہوا للکارا کہ او کشتی گیر
اپنی شوکت دکھاتا ہی بدیع الزمان نے کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ ای قاسم مجھے
بھائی صاحب کا پاس ہی ورنہ ایک ہاتھ تلوار کا مار دونگا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی
جو جسکے سامنے آگیا مقابلہ پڑا تلوار چل گئی قتل ہوا اُلٹی شکایت کرتے ہو قاسم نے
گھوڑا بڑھایا کہا دیکھوں تو آپکی تلوار مین کیسا کاٹ ہی کنارہ دریا سے سُنا میری تیغ کا
گھاٹ ہی اسکا پانی جسنے پیا وہ واصل جہنم ہوا یہ مجال نہین ہی کہ ہماری تلوار خالی جائے
قاسم تو آتش شعلہ مزاج ہین بدیع الزمان پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا شانہ
بدیع الزمان کا زخمی ہوا جب بدیع الزمان نے زخم اپنا دیکھا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آگیا شہزادہ طلسم ہوشربا کا ہاتھ قاسم پر مارا قاسم نے وار رد کر لیا
کہا کیوں او کشتی گیر ایکی وار مین خاتمہ ہی مگر اسکا پاس کرتا ہوں کہ دادا جان
شکایت کرین گے مشیران سلطنت بھی اسی کے طالب ہین کہ آپس مین فساد ہو
بدیع و قاسم مین تلوار چلنے لگی ایرج نے دور سے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ بدیع الزمان
پر جا پڑے بڑھ کر نور الدہر پر ہاتھ مارا ادھر نور الدہر و ایرج مین تلوار
چلنے لگی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ چاروں جاہل لڑ رہے ہین فوج
کفار کا زور بڑھا نعرہ کیا کہ او جاہلو یہ آپس کی جنگ کیسی ایسا نہ ہو کہ لشکر کو
شکست ہو جائے دیکھو ساحروں نے بلوہ کیا ہی گلعذار نے جو نعرہ صاحبقران
سُنا بڑھ کر خنجر برسانے لگے مگر ملازمان سعد بن قباد مثل میثاق کوہ گردان و
ہسار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ سحر کرتی ہوئی بڑھین ان لوگوں کے
تو سحر قیامت تھے جمرین جادو نے دریا سے سحر بنایا یاسمن گلگون لپ شق نے دریا
کو زور دیا جب سب ڈوبنے لگے تو صاحبقران لڑتے ہوئے دروازے پر قید خانہ
کے پہونچ گئے سعد بن قباد نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو دادا جان کسی آفت مین پھنس جائین
قفل پر مار سیاہ لپٹا ہوا ہی سعد نے آکر لوح کو چمکایا مار سیاہ مردہ ہو کر گرا ایمان
وہ وقت ہی کہ ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری رہائی سے مایوس ہو چکی ہین سر جھکائے

بیٹھی ہین آپس مین کہ رہی ہین کہ رہائی ہماری بہت دشوار ہی قمر لبیشہ ہنس کر کہتی ہین کہ ہمارے قبلہ و کعبہ کس زور و شور سے آکر گرے بھائی رستم کس زور و شور سے آئے بدیع و قاسم و ایرج و نور الدہر کس لطف سے آئے ہین یکا یک دروازہ قید خانہ کا کھلا جمال جہان آرا سے صاحبقران جو آسمان پری نے دیکھا ہنس کر کہا کہ ای نور نظر لو تمھارے باپ آگئے صاحبقران نے چاہا کہ قید خانے مین گھس جاؤن پہلو سے سعد کا نعرہ ہوا نعرہ سعد ستم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوس و جم + شمع رونق بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + قمر لبیشہ نے جو سعد بن قباد کو آتے ہوے دیکھا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا لو خدا نے فضل کیا طلسم کشا آپہونچے حقیقت مین کس جاہ و جلال سے آئے ہین کفار کو دم لینا مشکل پڑ گیا سعد بن قباد نے آکر اول آسمان پری کو سلام کیا ملکہ نے برخوردار کہکر سعد کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای نور نظر خدا تم کو مظفر و منصور کرے اور یہ طلسم تمھارے ہاتھ سے ٹوٹے تمام دنیا مین مشہور ہو کہ سعد نے وہ طلسم فتح کیا کہ جس مین لاکھون ساحر تھے ماشاء اللہ تمھاری خوبصورتی کا شہرہ ہی کیسی کیسی شاہزادیان جمال جہان آرا پر مائل ہوئین ای نور نظر مین اُنکو دیکھنا چاہتی ہون یہ ذکر تھا کہ بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ لڑتی بھڑتی قید خانے مین آئین آسمان پری نے سب کو گلے سے لگایا مگر بہار اعجاز بیان بغور ملکہ آسمان پری کو دیکھنے لگین قمر لبیشہ سلطان نے پوچھا کیون تو اکیا دیکھتی ہو بہار نے کہا مین یہ دیکھتی ہون کہ کجا پردۂ قاف اور کجا صاحبقران زمان آپ کی والدۂ ماجدہ بڑی صاحب نصیب ہین کہ یہ سب شاہزادے اُن کے فرزند ہین اُن کے گرفتار ہوتے ہی چہار طرف سے بلوہ کردیا تمام طلسم مین آشوب ہو گیا ساحرون کو بھاگتے راستہ نہین ملتا صاحبقران نے قید آسمان پری توڑی قمر لبیشہ سلطان کی جیسے ہی ہتھکڑیان کٹین قید کو توڑ کر پھینک دیا بہار کے ہوش اُڑ گئے کہا کیا مقام تعجب ہی ملکہ قمر لبیشہ نے ہتھکڑیان کٹتے ہی قید کو مانند تار عنکبوت

توڑ ڈالا یہ نطفہ صاحبقران کی تاثیر ہو کسکی مجال ہو کہ ان سے مقابلہ کر سکے اور تاب
مقابلے کی لا سکے سردار جیبنان نے کہا تم لوگ تعجب نہ کرو یہ وہ صاحبزادی ہین کہ اگر
تو پردہ کو دنیا مین رہے سرداران قاف نے سب طرف سے بلوہ کیا اُس بلوے کا
روکنا انھین کا کام تھا کسکی مجال تھی کہ دس دس لاکھ دیوزاد کے بلوے کو روکے جب
ساحرون کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نے قیدخانہ فتح کر لیا اور آسمان پری
و قریشہ سلطان رہا ہو گئین روتے پیٹتے خاک اُڑاتے ہوے طرف جمشید کے چلے
جمشید ثانی جو پلٹ کر خستہ و شکستہ آیا ہی آکر تخت پر گر پڑا شاہزادیان چہار
طرف سے آئین جمشید کو گھیر لیا کہا کیون خداوند خیر تو ہی آپ کو بہت منتشر پاتے
ہین ہم لوگ گھبراتے ہین جمشید نے کہا لڑائی فتح کر آیا کئی فرزندان صاحبقران
میرے ہاتھ سے مارے گئے حمزہ کو بہت ناگوار معلوم ہوا تلوار کھینچ کر مجھپر آ پڑے
مین ہاتھ سے حمزہ کے زخمی ہوا آخر چلے آنا مناسب تھا دیکھو اب تھوڑی دیر مین
خبر فتح آویگی کہ رونے کی صدا بلند ہوئی شاہزادیون نے کہا یا حضرت خداوند کچھ لوگ
روتے ہوے آتے ہین یقین ہی کہ اُسی جنگ کے بھاگے ہوے ہون کہ وہ لوگ
سامنے آئے عرض کی یا خداوند مبارک ہو کہ شکست فاش ہوئی سرہنگ
مارا گیا ہم لوگون کو کچھ نہ بن پڑا آخر فرار پر قرار کیا آپ تک آ گئے اب جو مناسب
ہو وہ کیجیے جمشید نے کہا وہ لشکر کیچیون کہ طلسم کشا کو تھا گئے راستہ نہ ملے بعض
نے عرض کی کہ قیدخانہ ٹوٹ گیا آسمان پری و قریشہ سلطان نے رہائی پائی یہ سنکر
جمشید اُٹھا کہا مین اُن کو نہ جانے دونگا راہ مین جا کر روکونگا یہان صاحبقران
قیدخانے سے نکلے خواجہ عمرو سامنے سے آئے عرض کی یا امیر مبارک ہو ان لوگون
نے رہائی پائی آج تو کچھ دلوائیے قریشہ نے کہا خواجہ قلعہ گلستان ارم مین چلیے
تو ہم خدمتگزاری کرین گے صاحبقران نے آسمان پری و قریشہ سلطان کو تخت
پر سوار کرایا چند ہزار دیو ساتھ کر کے ملکہ آسمان پری کو طرف گلستان ارم
کے روانہ کیا خواجہ عمرو بھی ساتھ ہوے اس خیال سے کہ قریشہ نے وعدہ کیا ہی

یقین ہی کہ کچھ نقدی ساتھ آسمان پری منزل در منزل چلین اُدھر خواجہ عبدالرحمن جنی
لشکر دیوان جمع کرکے قریب قلعۂ سلاسل پہونچ چکے تھے کہ دیو نٹ کٹ نے آکر
خبر دی ای وزیر اعظم مبارک ہو کہ آسمان پری نے رہائی پائی تشریف لاتی ہین یہ سُنکر
خواجہ عبدالرحمن نے لشکر کو تیار کیا لشکر کو لیکر پڑھے دو منزلہ کرکے پہونچے
آسمان پری نے جو خبر سُنی کہ خواجہ عبدالرحمن آگئے بارگاہ سلیمانی ساتھ ہی
اُس بارگاہ مین آکر بیٹھین خواجہ عبدالرحمن بھی اُترے ہوے ہین لشکر مین کہا گہمی ہی
کٹھورا کھناس رہا ہی دیو بہومان نے جو خبر سُنی کہ ملکہ آسمان پری آتی ہین برائے
استقبال چلا یہ بھی آکر پہونچا اب لشکر آسمان پری مین اور زیادہ رونق ہوئی
اگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی آسمان پر آکر ٹھہرا یکا یک بارا کہ لشکر آسمان پری
مین آگ برسنے لگی سب دیوزاد بھاگے جب بارگاہ سلیمانی کیطرف چلا اور چاہا اندر
جاؤن تو بارگاہ سلیمانی سے تیر چلنے لگے جمشید ناچار ہوا کچھ بن نہین پڑتا دیر تک
کھڑا رہا ایک گوشے مین جاکر چھپا قریشہ سلطان و آسمان پری نے خبر سُنی کہ لشکر
مین آگ برس رہی ہی دونون باہر نکل آئین جمشید نے آکر آسمان پری اور
قریشہ سلطان کو گرفتار کیا خواجہ عبدالرحمن زیر تخت چھپے خواجہ نے جلدی
سے گلیم اوڑھ لی کہ ایسا نہو مین گرفتار ہو جاؤن خواجہ عمرو نے جمشید کو پہچانا
سوچ رہے ہین کہ ای عمرو غضب ہوا ان لوگون کو مناسب تھا کہ تا بہ قتل جمشید
ہمراہ طلسم کشا رہتے مگر جمشید نے آسمان پر آکر سحر کیا پھر دیو بہومان اور دیو
سیاہ کو سیاہ اسی طرح کے بارہ سردار نیچے پھینک کر اسنے اُٹھوا لیے ان سبکو
لیکر چلا تخت اُڑا تا ہوا جاتا ہی قیدی سب بیہوش و مدہوش تخت پر پڑے ہین
کسی کو اپنا حال معلوم نہین کہ ہم پر کیا گذری کون ہم کو لیے جاتا ہی مگر خواجہ نے
جب دیکھا کہ جمشید سب کو گرفتار کرکے لیچلا تو گلیم اُتاری نیچے نیچے ابر کے چلے ہر
مقام پر چاہتے ہین کہ کچھ عیاری کرون مگر دل دھڑکتا ہی رُک جاتے ہین کہ لشکر
صاحبقران معلوم ہوا خواجہ عمرو جھپٹ کر آئے صاحبقران سے اطلاع کی

صاحبقران بارگاہ سے نکلے چاہتے تھے کہ جمشید کو رد کرین قبہ آسمان پری و
قریشہ سلطان نہ لیجا سکے دون مگر جمشید آسمان سے دیکھ رہا تھا کہ حمزہ اور طلسم کشا
راستہ روکے ہوے کھڑے ہین انتہا کا بلند ہوگیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ
اب مین کیا کرون جمشید انتہا کا بلند ہوا اب نہایت مشکل ہی خواجہ عمرو نے کہا مین
جاتا ہون یہ کہکر خواجہ باہر آے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین جمشید کی چلے
خواجہ تو جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین طرف آسمان کے دیکھتے ہوے کہ جمشید
کبھی ظاہر ہوتا ہی اور کبھی مخفی ہوجاتا ہی ایک جنگل کے نیچے آکر ٹھہرے کہ نوبت ونقارہ
کی آواز کان مین آئی سامنے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک عیارہ بچی
تخت پر سوار بارہ ہزار کنیزین گاتیان باندھے ہوے پیچھے کمرین حمائل سپرہاے
فولادی پشت پر جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہین خواجہ عمرو کی نگاہ جو اس نازنین پر پڑی
بیقرار ہوگئے کلیجہ تھام لیا ایک فقیر کی شکل بن کر لشکر مین آئے ایک ایک سے پوچھتے
پھرتے ہین کہ یہ لشکر کسکا ہی ایک سپاہی نے کہا کہ یہ لشکر اختصام کدہ کی کاہی اور یہ
صاحبزادی انھین کی بلکہ جمشید کی نگاہ ہی اسے گرفتاری عمرو نکلی ہی سنتے ہی عیار
اپنے ماتھا اسلیے اس سے مقابلہ کرکے کبھی کوئی بچتا نہین یہ سنکر عمرو نے ارادہ کیا
لشکر سے نکل جاؤن کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین آتے ہی عمرو پر چاقو اسے کمند
مارے خواجہ جست کرکے ایک کے پیٹھ نکلے دوسری کنیزین سمجھے اُن کنیزون نے
عمرو کو گرفتار کرلیا ہرچند خواجہ چیختے ہین کہ ارے مین فقیر ہون لشکر مین بھیک
مانگنے آیا تھا تم سب نے تو عمرو سمجھے کیون گرفتار کیا کنیزین یہ سُنکر ہنستی ہین
اور کہتی ہین کہ او عیار یہان نہ دے ہماری ماں کے سامنے کچھ بات نہ چلیگا جب تو لشکر
مین آیا ہی تو ہم سے دور سے دیکھا ہم لوگون سے فرمایا کہ عمرو عیار آگیا اور لشکر
مین پھر رہا ہی بس فوراً ہم لوگون کو حکم دیا کہ عمرو کو گرفتار کرلاؤ یہ سُنکر خواجہ عمرو
خاموش ہورہے سمجھے کہ یہ لوگ نادان نہین ہین وہ کنیزین عمرو کو گرفتار کیے ہوے
لے چلین مگر خواجہ عمرو ہر قدم پر جھگڑا ڈالتے ہین فرماتے ہین کہ ارے تم آگئے

مجھپر رحم کرو اور مجھے چھوڑ دو مین تم لوگون کو بہت کچھ دونگا کنیزین کہتی ہین کیا بیہودہ
بکتا ہی بس اب زیادہ باتین نہ بنا ہم تجکو ملکہ کے سامنے لے چلین گے خواجہ عمرو
تو بیقراری کررہے ہین مگر کنیزین نہین مانتین کہ ایک کنیز سامنے دوڑی ہوئی آئی
کنیزون نے کہا شگوفہ آتی ہی شگوفہ نے پکار کر آواز دی کہ کیون صاحبو سار بان زادے
کو گرفتار کیا ملکہ یاد فرماتی ہین لاؤ قیدی عمرو کی مجکو دو لیکر چلون تم بعد آنا ملکہ بہت
خفا ہوتی ہین اور فرماتی ہین کہ ایک وقت جو ہمنے تکلیف نہ کی تو تم لوگون نے دیر کی
ہم گھبرا رہے ہین کنیزون نے کہا کہ کیون شگوفہ تجکو خبر کہان ملی شگوفہ نقلی نے کہا میان
قریب تخت کھڑی تھی پہلے تم سے کہا پھر مجھسے کہا کہ شگوفہ تو جا کیون دیر لگائی
ہی میرے سامنے لا کہ مین اسکی کو بے کاری کردون پھر کبھی میرے لشکر مین آنے کا
ارادہ نہ کرے جانتی ہون کہ وہ میری فکر مین نہین آیا راہ مین جاتا تھا لشکر کو دیکھکر
چلا آیا لاؤ قید عمرو کی مجکو دو مین جلد لیجاؤن ملکہ تعجیل فرما رہی ہین یہ کہکر قید عمرو
کی لی اور عمرو کو حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لی بھاگی کنیزون نے دیکھا کہ
شگوفہ طرف جنگل کے جاتی ہی پکار کر کہا کہ ای شگوفہ اُس طرف کہان جاتی ہی شگوفہ
نقلی نے پکار کر نعرہ کیا نعرہ چالاک سے ۵ ⁂ عیاری من آنم چست و چالاک ⁂ چشم
دشمن اندازم کف خاک ⁂ نہ آید باد گرد تیز گامم ⁂ خلیفہ اولم چالاک نامم ⁂ او شگفتلو
مادر مہربان کو آداب عرض کرنا اور کہنا کہ فرزند آپ کا چالاک بن عمرو خواجہ کو
لے گیا عیار بچیان لاکھ دوڑین مگر چالاک مثل ہوا کے بھاگا جنگل مین آکر خواجہ
کو ہوشیار کیا اور قید جسم سے دور کی کہا قبلہ و کعبہ آپ ایسے غافل ہو جاتے ہین
خواجہ عمرو نے کہا کہ ای نور نظر مین تو خبر کو گیا تھا عیار بچیان ٹوٹ پڑین اُنھون
نے گرفتار کر لیا شمیم سحر نگاہ بارہ ہزار عیار بچیان لیکر آئی ہی خدا اُس کے شر سے بچائے
چالاک ایک طرف گیا خواجہ ایک طرف چلے عیار بچیون نے جا کر ملکہ شمیم سے بیان کیا
کہ چالاک آیا تھا وہ عیاری کرکے خواجہ کو لے گیا یہ سُن کر شمیم نے کہا کہ طریقے سے
معلوم ہوتا ہی لشکر اسکا یہان سے قریب ہی جب تو اُس کا بیٹا آیا اسی مقام پر لشکر

اُتار دو مین گرفتار کر لاؤنگی خواجہ جنگل مین ٹھہرے ہوے تھے اُنھون نے خود دیکھا کہ سب لشکر اُسی مقام پر اُتر پڑا اور شمیم آراستہ ہوکر تلاش مین خواجہ کی نکلی دور سے خواجہ دیکھتے ہین کہ شمیم مثل آہوے وحشی جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہی ہر مقام پر ہوشیار چہار جانب دیکھتی ہوئی ذرا پتہ کھڑکا اور ٹھنچہ لیا ٹھہری خواجہ عمرو آگے بڑھ گئے اپنی صورت کا ایک پتلا بنا کر نخل کی آڑ مین کھڑا کر دیا آپ کنارے چھپکر کھڑے ہوے شمیم جو اُس طرف آئی خیال کر کے دیکھا کہ عمرو ایک گوشے مین کھڑا ہی مگر ادھر ہی دیکھ رہا ہی شمیم نے اپنے کو زرغۂ نخلستان مین مخفی کیا اور پشت پر آگے حلقہ ہاے کمند مارے پتلہ ماش کے آٹے کا تھا گرتے گرتے سر الگ ہو گیا شمیم نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کمندون سے سر کٹ کر گر پڑا قریب آکے دیکھا ماش کے آٹے کا پتلہ ہی سوچی کہ عمرو نے عیاری کی کہا گیا دا ہیات بات ہی ایسے فقرے تو بہری کنیزین کرتی ہین چاہا آگے بڑھون کہ بوٹلا گرد کا اُڑا دیکھا کہ عمرو عیار آتا ہی عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ وہ ظالم کھڑی ہی پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان ودای آرام دل مشتاقان اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

پوشیدہ خامشی سے کبھی راز نہان نہ ہو
کہتا ہے یہ اُس پتنے کی جو تجھسے بیان نہ ہو

بیتابی میری تجھسے جو قاصد بیان نہ ہو
دل کو کمر مین رکھ لے اگر کچھ گران نہ ہو

مجھسا کبھی عاشقون مین کوئی بے زبان نہ ہو
پوچھے وہ درد دل کو اگر کچھ بیان نہ ہو

خل ہی کہین اُٹھائے سے اُٹھتا نہین کوئی
تیری ہی رہگذر مین ترا ناتوان نہ ہو

حیرت فزا ہی یار کچھ ایسی تری ہنسی
روتے ہوے کی آنکھ سے آنسو روان نہ ہو

پھر شوق دید کو کوئی کس پردے مین چھپائے
جب چھپ سکے نہ آنکھ مین دل مین نہان نہ ہو

خود دیکھتے ہو سینۂ نازک کا تم اُبھار
ہم بھی نگاہ ڈالین جو اُس پر گران نہ ہو

اقرار وصل عاشق کم گو سے کر چکو
اُسکو تو دو زبان کہ جس کے زبان نہ ہو

کیا کہتے ہو یہ تم کہ دکھا دو جگر کا گھاؤ
تیر نگہ کا زخم ہی کیونکر بے نشان نہ ہو

پھرنا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال
یہ انحراف کجروی آسمان نہ ہو

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے شمیم نے مسکرا کر کہا کہ او ساربان زادے یہ فقرہ کسی بیوقوف
کو دے کہ اپنا عشق ظاہر کرتا ہی مین جس دن پا جاؤنگی فوراً قتل کرونگی یہ کہکر تیغچہ
پکڑ کے بڑھی برابر وار کر رہی ہی خواجہ کہتے جاتے ہین کہ ای جان جہان ٹھہر جاؤ تیرے
ہاتھہ حمائل گردن ہون تب تم تیغچہ مارو کہ روح کو راحت قلب مین قوت آوے
بیقراری مٹ جائے یہ کہکر عمرو بھاگا شمیم نے پیچھا کیا سامنے سے برق و چالاک
آتے تھے انھون نے دیکھا کہ استاد بھاگے ہوئے آتے ہین اور ایک مہ جبین مثل
شعلہ جوالہ تعاقب مین آتی ہی چالاک نے کہا بھیا برق تم بڑھکر للکارو کہ قبلہ و
کعبہ نکل جاؤ بہن برق نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ برق ہے منم برق رفتار و خنجر گزار
کہ استاد ہین خواجہ نامدار + تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون + زمانے کا مکار و
غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی راہ طی + ارسطو ہے ذی علم شاگرد ہی + ہر یک قدم
غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی + شمیم نے جو دیکھا کہ اور ایک
شاگرد عمرو کا آتا ہی پکار کر آواز دی کیون ای خواجہ ان شاگردون کے بھروسے پہ
عیاری کرتے ہو خیر اب تو نکل جاؤ مگر کل آکے گرفتار کر لونگی یہ کہکر برق فرنگی کو
دیکھتی ہوئی چلی گئی خواجہ عمرو بھاگ کر لشکر مین آکے بارگاہ صاحبقران مین پہونچے
امیر نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون خواجہ کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا کہ ای حمزہ میری
مدد کرو مین دام زلف مسلسل مین پھنسا ہون وہ صدمات ہین کہ جنکو بیان نہین کر سکتا
بقول شاعر فرد مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز
استخوان سوزد + امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی
کہ شمیم سحر نگاہ نامے عیار بچی دختر احکام کو ہی میری گرفتاری کو آئی ہی فکر مین میری
پھر رہی ہی اسیر میری جان جاتی ہی گرفتار ہو گیا تھا مگر چالاک نے چھڑایا اب جاکر
برق نے ٹوکا ہی لیکن وہ کسی کی حقیقت نہین جانتی ہر وقت یہی خیال ہی کہ خواجہ
کو گرفتار کرون اگر چھپ کر بیٹھتا ہون تو عیاری مین فرق آتا ہی اگر سامنے جاؤنگا تو
فوراً گرفتار ہو جاؤنگا ہر چند کہ چالاک و برق سینہ سپر ہین مگر مین اسکے رنج و ملال کو

نہین چاہتا امیدوار ہون کہ میری مشکین باندھ کر پاس اُسکے بھیجدیجیے اور کہلا بھیجیے
کہ یہ گنہگار حاضر ہی چاہیے قتل کر دیجا ہیے بختو امیر نے کہا خواجہ مجھسے تو یہ نہ ہوگا کہ
مین تم کو گرفتار کرکے پاس اُس ظالم کے روانہ کرون خواجہ عمرو نے کہا اگر یہ نہ کیجیے گا
تو مین خود جاکر حاضر ہونگا مجھسے صبر نہین ہوسکتا اُس کے شعلۂ حسن نے دل و جگر کو
جلا دیا مجھ سے ضبط نہ ہوسکیگا اس عرصے مین برق تڑپ کر سامنے آیا کہا اُستاد مین
ابھی جاکر اُسکی محفل مین آفت برپا کرتا ہون یہ سُن کر چالاک اپنے مقام سے اُٹھا
دونون تکرار کرتے ہوے چلے مگر برق فرنگی جست وخیز کرتا ہوا لشکر شمیم مین پہونچا
ایک خدمتگار کی شکل بن کر ایک خواص کہ دمبدم اندر جاتی تھی اور باہر آتی تھی برق
نے اُسکو اشارے سے بلایا خواص نے دیکھا کہ ایک خدمتگار نوجوان مجھکو اشارہ سے
بلا رہا ہی ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا کیون میان خدمتگار کیا کہتے ہو برق نے کہا جنگل مین
ایک تماشا ہو رہا ہی ذرا چل کر دیکھو ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا ایک سانپ اور
نیولا دونون آپس مین لڑ رہے ہین جب سانپ نیولے پر مُنھ مارتا ہی تو نیولا لڑکھڑاتا
ہوا ایک پیڑ کے نزدیک جاتا ہی چند پتیان اُسکی کھا کر پھر آتا ہی اور سانپ پر حملہ کرتا
ہی خواص نے کہا کہ ارے بیوقوف وہ درخت اکسیر ہی چلو چل کر اُسے اُکھیڑ لین
بڑے کام آئیگا برق اس حیلے سے خواص کو لگا کر لیچلا جنگل مین لاکر اُسکو بیہوش کیا
اُس کی شکل بن کر اُسی کے کپڑے پہنے زیور بھی اُسکا اُتار لیا اور اپنے جسم پر آراستہ کیا
مگر نام اُسکا نہ پوچھا جب ٹہلتا ہوا قریب دروازے کے آیا ایک خواص نے کہا
بُوا گلرخسار کہان گئی تھین برق نے کہا ایک کام کو گئی تھی مگر سمجھ گیا کہ جسکی مین صورت
بنا ہون نام اُسکا گلرخسار ہی جیسے ہی اندر آیا دیکھا احکام کوہی تخت پر بیٹھا ہوا ہی
اور شمیم سحر نگاہ کرسی پر بیٹھی ہی کہ رہی ہی کہ سارا بان نرادے کی فکر مین ہون ای والد
نہ گھبرائیے احکام کوہی نے کہا کہ ای نور نظر عمرو بلاے روزگار ہی شمیم نے کہا عمرو
کی کیا حقیقت ہی مگر دو شاگرد اُسکے بلاے روزگار ہین کہ گلرخسار نے آکر سلام کیا
شمیم نے سراپا دیکھا اور پوچھا کہ بُوا گلرخسار کہان سے آتی ہو شمیم نے کہا واری

کیا بیان کرون آج عجب معرکہ گذرا مین پڑی سو رہی تھی عالم خواب مین خداوند کو دیکھا
کہ فرماتے ہین کمال علم موسیقی مین نے تجکو دیا مجکو تو ہمیشہ اس علم سے نفرت رہی آپ
بخوبی جانتی ہین امیدوار ہون امتحان لیجیے کہ ظاہر ہو جائے یہ کہہ کے بایان کھینچا
اور سامنے بیٹھ کر تانین مارنے لگی نظم

گئی فصل بہار گلشن سے	بلبلو اڑ چلو نشیمن سے
فاتحہ بھی پڑھا نہ تربت پر	جا کے لوٹ آئے میرے مدفن سے
عشق گیسوے بت سے توبہ کی	ہو گیا مومن اب برہمن سے
مجکو کافی تھی قید حلقۂ زلف	بیڑیان کیون بنائین آہن سے
زلف کے پیچ سے نہ رہ غافل	دوستی کر دلا نہ دشمن سے
ہو گریبان کا چاک خاک رفو	تار ہاتھ آئے جیب نہ دامن سے
ناز و عشوہ نیا نہین سیکھا	شوخ طرار ہی لڑکپن سے
چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا	جی نکل جائیگا مرے تن سے
عاشق سرو قد ہون اس سے ہی نسبت	نالہ قمری کا میرے شیون سے
ہو گئی دن سے منتظر رعنا	جلوہ دکھلاؤ آکے چلمن سے

برق فرنگی نے اس طرح تانین ماریں کہ شمیم سحر نگاہ تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ ای
گل رخسار حقیقت مین تجہپر خداوند نے عنایت فرمائی تو نظر کردہ ہوئی برق نے
کہا اور بہت سے کمال عنایت فرمائے ہین ان کو بھی ظاہر کرونگی آپ بہت خوش
ہونگی شمیم سحر نگاہ نے کہا کہ ای گلرخسار اور کمال بھی ظاہر کرو برق نے کہا مین نے
خداوند سے عرض کی کہ ہماری ملکہ براے گرفتاری عمرو آئی ہین فرما دیجیے کہ وہ اسپر
غالب ہون خداوند نے کہا کہ ای گلرخسار شمیم کا مرتبہ تو اعلے ہی تو اسکی کنیز ہوکر
جس طرح عمرو ساقی گری کرتا ہی اسی طرح تو بھی ساقی گری کر اس عیاری مین عمرو کو
گرفتار کر لینا مین نے پوچھا کہ مجھسے ساقی گری کیونکر ہو سکیگی تو انھون نے ہاتھ اپنے
سر پر رکھ لیا اور مجکو ساقی گری تعلیم فرمائی میرے کچھ ذہن مین نہین آیا مگر اب اس کا

امتحان کرتی ہون میخانے کی کنجی مرحمت فرمایئے مین ساقی گری کرون تو امتحان ہو جائے شمیم نے کنجی میخانے کی دی برق فرنگی کنجی لیکر میخانے مین آیا پکار کر کہا آج مین ساقی ہوتی ہون کوئی باقی نہ رہے جسنے یہ سنا گلابیان اُٹھا کر لیجانے لگا کوئی قرابہ لے گیا اور کسی نے گلابی لے لی کسی نے بوتل اُٹھالی برق فرنگی نے سب شراب مین بیہوشی ملائی چالیس پچاس گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین کشتی سر پر رکھ کر لیچلا راہ مین جسنے دیکھا وہ تعریفین کرتا تھا کہ ای ملکہ گلرخسار آج تو تم نے کیا رنگ جمایا ہی سب تمھاری ساقی گری کے مشتاق ہین ملکہ شمیم کو بڑا اشتیاق ہی یا تو برا سے گرفتاری عمر و جانے کو تھین یا ٹھہر گئین فرما رہی ہین کہ آج ہماری کنیز نظر کردہ ہو گی فخر کا مقام ہی قدرت تشریف لائین اور ہماری کنیز کو کمال تعلیم کر جائین کیسی عنایت ہی مین کیون نہ غرور کرون میری لونڈیون کو یہ مرتبہ ملا برق نے کہا بہت راضی ہونگی ایسا کمال دکھاؤن کہ سب اہل محفل خوش ہو جائین اور ملکہ بھی شادان ہون یہ سب سے کہکر برق محفل مین آیا گلابیان رکھ کر ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا کہ ای گلرخسار اگر ہم یہ جانتے کہ تم نظر کردہ ہو گی تو کچھ اور سکھا دیتے کہ قدرت سے جواب و سوال کرتین شاید اور مطلب نکل آتا برق نے کہا ملکہ مین نے پوچھ لیا ہی فتح آپ کی ہو گی مطلب اسی سے ہی کہ آپکی فتح ہو عمر و مارا جائے شاگرد اُسکے گرفتار ہون بعد اسکے حمزہ کو گرفتار کرینگے سرداران حمزہ کو بھی گرفتار کر لین گے لڑائی کا خاتمہ ہی یہ سب مین نے خداوند سے پوچھ لیا ہی گلرخسار نے پاؤن مین گھنگھرو باندھے گت ناچنے لگی اور یہ اشعار گانے لگی نظم

یون تنگ سے میرے دلمین تری آرزو رہی
بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی

پیمار دل کی دل مین یہان آرزو رہی
ساقی نہ تھا سبو مین شراب سبو رہی

کھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین
مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی

جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا
کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی

مانگی تھی میکشون نے دعا مینہ برس گیا
تر دامنی کی شکر خدا آبرو رہی

آخر تمہارا ہی گھر دل مجبور ہو گیا
امید کو نکال کے ای یاس تو رہی

تمنے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر
ممنون وصل مین ہوے جوش جنون کے ہم
داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہین
اندھون کی طرح شب کو ترے انتظار مین
کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف

جبتک ہوے نہ خشک محبت کی بو رہی
زنجیر زلف یار بھی طوق گلو رہی +
بنکر چراغ گور تہ ہی آرزو رہی +
تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی +
تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

اس طرح برق نے یہ اشعار گائے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے مگر شمیم سحر نگاہ خاموش ہی سراپا کو حیران دیکھ رہی ہی جو کنیزین قریب بیٹھی ہین اُن سے کہتی ہی آج تو گلرخسار نے قیامت برپا کی ہی کیا کیا اشعار گا رہی ہی یہ اشعار اسنے کیونکر یاد کیے کنیزون نے عرض کی جب قدرت نے نظر کردہ کیا سب کمال بتادیا شمیم نے کہا کہ صاحبو تم لوگ سچ کہتے ہو مگر ہم مدت سے قدرت کو سجدہ کرتے ہین سواے یادہ گوئی کے آج تک کوئی کمال نہین سرزد ہوا صاحبو یہ گلرخسار نہین ہی گانے ہی پر اسکے گمان ہوا تھا مگر اب ساقی گری کرنے پر بالکل حال کھل گیا تم لوگ پشت پر جاؤ جب یہ مجھکو جام دے تو حلقہ ہاے کمند مارکے گرفتار کرلو مین پہچان لونگی دو کنیزین اُٹھکر پشت پر آئین مگر برق فرنگی جام سر پر اپنے لیے روبرو سے شمیم آیا سر جھکایا شمیم نے جام لے لیا کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے پشت پر حلقہ ہاے کمند مارے ہر چند برق نے چاہا کہ بچون مگر نہ بچ سکا گرفتار ہوگیا شمیم نے کہا او مکار تو کون ہی برق نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کی کنیز ہون شمیم نے کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا شمیم نے برق کا منھ دھلایا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کچھ کنیزین برا سے سبز جنگل مین گئی تھین گلرخسار کو حالت بیہوشی مین اُٹھا لائین شمیم نے جو اُس کو برہنہ دیکھا بہت جھلائی کہا کیون برق فرنگی کنیز کو میری تو نے برہنہ کرڈالا مین اُستاد کو تیرے ہلاک کرونگی اسکا بدلہ ضرور لونگی تو نے مجھکو بہت برہم کیا برق نے کہا اُستانی صاحب مین تو غلام ہون یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح آپکے قدمون تک پہونچون اس حیلے سے آیا ایسے کیا خوف ہی مجھکو اپنی خدمت مین رکھیے عمرو کو

پکڑ لاؤنگا جس دن سے ہمارا بادشاہ مارا گیا اسی آرزو مین تھا کہ کوئی ایسا مالک ملے
کہ اُسکی اطاعت کرکے مسلمانون کا خاتمہ کرون شمیم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی مین اِن
فقرون کو نہ مانونگی ارے اس کو سامنے سے لیجاؤ باپ اسکا تخت پر بیٹھا تھا اُسنے
کہا ای نورِ نظر جلاد کو بُلا کر اس کو قتل کرو اور یار اسکی بات کا اعتبار مانو حقیقت مین فرنگستان
کا یہ رہنے والا ہی رستم و قباد دونون فرزندان حمزہ سے جا کر ہمزدوق فرنگی کو مارا
اگر اس کو اپنے مالک کا خیال ہو تو کیا عجب ہی شمیم نے کہا کہ ای والدہ نامدار یہ مقدمہ
عیاری ہی آپ اسے کیا جانین یہ نگوڑا فریب کرتا ہی مین اس کے فریب مین کب آتی ہون
ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ واری مین گلرخسار کی بہن ہون مجکو اُسکا برہنہ آنا
بہت ناگوار ہوا اگر مجکو برق کو دیجیے تو مین لیجا کر کنوئین مین ڈالدون نگوڑا تڑپ
تڑپ کر مرے مچھوے اس کا گوشت کھا جائین یاد تو کریگا کہ عیار سمجھو نمین گیا تھا شمیم
نے کہا کہ ای شعلہ عذار لیجاؤ مگر خبردار کنوئین مین ڈال دینا اسپر رحم نہ کرنا یہ لوگ
قدرت کو بُرا کہتے ہین ہمارے نام کے دشمن ہین ہم بھی انکے رہزن ہین اگر یہ مارا جائیگا
تو عمرو کمزور ہو جائیگا شعلہ عذار نے برق کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا دوش
پر لگا کر سامنے شمیم کے کھڑی ہوئی کہا کیون مادر مہربان مین اسکو لیجاؤن آپ کے
خلاف تو نہ ہوگا شمیم نے کہا تو نے مادر مہربان کیون کہا کنیز نے جواب دیا کہ میرے
قبلہ و کعبہ آپ پر عاشق ہین آپ سے چکی پسوائین گے اور کنیزون سے کہا کہ میری
پشت پر سے ہٹجاؤ یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ چالاکست ؎ بہ عیاری من آنم چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کفِ خاک ٭ نہ آید یاد گردِ تیز گامم ٭ خلیفہ اولم چالاک نامم ٭
پشتارہ لیکر جست کی ایک کنیز نے روکا اُس کو خنجر مارا کئی کنیزون کو زخمی کرکے نکل گیا
کنیزین پیچھے چلین گلنار نامے وزیرزادی یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جا کر اسکو لاتی ہون
سب کنیزین جا کر پلٹ آئین مگر گلنار نے تعاقب نہ چھوڑا جنگل مین آکر چالاک نے
برق کو ہوشیار کرکے رہا کیا اور آپ ایک زرغے مین آکر بیٹھا کمندین بچھا کر خس پوش
کردین کہ گلنار جست و خیز کرتی ہوئی قریب کمندون کے آئی جب قریب کمندون کے

پہونچی تو دل دھڑکا اور رک گئی پکار کر آواز دی کہ او نا عیار کہان چھپ کر بیٹھا ہے مین نے
تجکو دیکھ لیا چالاک سمجھا کہ مجکو دیکھ لیا ہے ایسا نہ ہو آپہونچے بے اختیار زیر شجر مین
سے نکل پڑا گلنار سے نیچے چلنے لگا چالاک نے لڑتے لڑتے کہا لو غضب ہوا ملکہ شمیم
آگئی مین گلنار پلٹی چالاک نے کمند مار کر گلنار کو گرفتار کیا اب اپنی صورت پر
گلنار کو بنایا اور آپ بشکل گلنار بنا پشتارہ لیکر چلا یہان شمیم کہہ رہی ہے کہ یقین
ہے گلنار خالی نہ پلٹے گی ضرور اُس مفسد کو لائیگی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا
گلنار پشتارہ بدوش آتی ہے بے اختیار خوش ہو گئی کہا دیکھو صاحب میری وزیرزادی
نے کیا کارنمایان کیا گلنار نقلی نے پشتارہ لاکر ڈالدیا کہا حضور یہ مفتری حاضر
ہے شمیم نے کہا اس کو ستون سے باندھو اور ہوشیار کرو کہ اپنے حال زار کو دیکھے
چالاک نے گلنار کو فوراً ستون سے باندھ دیا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا گلنار کی جو
آنکھ کھلی دیکھا ملکہ سامنے بیٹھی ہین اور مین بندھی ہون چاہا کہ بولون مگر گلے مین گیند
عیاری کا ہے غین غین کرنے لگی چالاک نے کہا لو اور دیکھو نگوڑے نے اپنے کو گونگا
بنایا ہے ان فقرون سے جان نہ بچیگی شمیم سحر نگاہ نے کہا کہ اے گلنار اسکا سر کاٹ لے
اب کیون دیر کرتی ہو گلنار نقلی نے کہا ذرا اپنی مصیبت تو دیکھ لے اور دل کو اسکے
یقین ہو کہ اب زندہ نہ بچونگا پھر گلنار یعنی چالاک نے کہا کہ اے ملکہ عالم میرے نزدیک
تو یہ بہتر ہے کہ اس کو لیجا کر درہ کوہ مین قید کرون اُس درے مین ماران سیاہ اور
اژدہان ہولناک رہتے ہین خوب اسکو ڈنک مارین گے کہ یہ بھی یاد کرے کہ ہم نے
عیارچیون سے کیا سلوک کیا تھا اُسکا بدلہ ملا بدن تو اسکا غربال ہو اور جو اس کے
بھائی بند باقی ہون اُن کو خوف ہو کہ اگر ہم عیاری کرین گے تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا
اور سارباں زادہ بھاگ جاوے ہم لوگون کے مقابلے مین نہ آئے شمیم نے کہا کہ اگر
درہ کوہ مین مار و عقرب ہین تو اس کو لیجا کر وہان ڈالدو گلنار نقلی نے چاہا پشتارہ
باندھون کہ گلنار نے بحسرت طرف شمیم کے دیکھا اور اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا
شمیم نے ایک کنیز سے کہا کہ دیکھ تو اسکی گردن کیون پھولی ہے ٹھہر جاؤ ابھی نہ لیجاؤ مین

سمجھو تو لون یہ کیا معرکہ ہی مجھے وحشت ہوتی ہی کہ یہ کیا طلسم ہی کنیز نے بڑھکر گلنار کا منھ
کھولکر گیند نکالا جیسے ہی گیند نکلا گلنار نے چلا کر کہا کہ واری مین گلنار ہون اور یہ
چالاک میری شکل پر کھڑا ہی چالاک نے ایک قہقہہ مارا کہا لیجیے حضور مین چالاک
ہون اور یہ گلنار ہی کیا صورت دیکھنے والے نہ دیکھین گے شمیم کو ذرا شک ہوا تھا
کہ شاید ایسا ہی ہو چالاک نے کہا حضور ایک کام کرین مجکو اور اسکو قتل کر ڈالیے
ایک دشمن کے ساتھ ایک دوست بھی قتل ہو جائے مگر آپ عمرو پر کسی طرح غالب ہون
حضور مین جو لشکر مسلمانان مین گئی تو یہی ذکر سُنا کہ عمرو بے مثل و بے نظیر ہی اُس پر
عیاری کرکے کوئی غالب نہین ہوا ملکہ شمیم کو بھی زیر کر لیگا شمیم نے گلنار نقلی سے
کہا جو تم نے تجویز کیا ہی وہ بہتر ہی اسکو لیجا کر درہ کوہ مین قید کرو گلنار اصلی چیخی
کہ حضور مین وہان زندہ نہ رہونگی گرم پانی سے میرا منھ دھلوائیے تب آپ کو ثابت
ہوگا کہ مین کون ہون اور یہ کون ہی شمیم نے کہا کہ ارے گرم پانی لاؤ یہ سچ کہتی ہی اسکا
منھ دھلاؤ چالاک یہ کہکر دوڑا آئی مین گرم پانی لاتی ہون باہر خیمے سے نکل کر نعرہ کیا
کہ والدہ ماجدہ یہ دھوکا بھی یاد رکھنا کہ کیسا تم کو پریشان کیا انھین جھگڑون مین ہوگی
بہتر یہ ہی کہ خدمت مین قبلہ و کعبہ کی چلی آؤ ہم ایسے فرزند تمھاری اطاعت کرین گے
یہ کہکر چالاک بھاگا کنیزون نے قصد کیا پیچھا کرین شمیم نے منع کیا کہ اسکے پیچھے نجاؤ
کس بلا کے یہ عیار ہین کیا کیا دھوکے دیتے ہین مگر مین عمرو کو گرفتار کرکے لاتی ہون
جب اُس کو قتل کرونگی تب یہ لوگ دبین گے اور میرے مقابلے سے بھاگین گے ابھی تو
اپنا زور و شور دکھا رہے ہین جب ان کا اُستاد قتل ہو جائیگا تب مقابلے سے بھاگین گے
مین جب گئی راہ مین فتور پڑا الٹ آئی مگر ابکی مرتبہ جا کر آفت برپا کرونگی یہ کہکر گلنار
کو کھولا جب منھ دھلایا تو واقعی گلنار تھی گلنار رونے لگی کہا واری مین تعاقب
مین جا کر اس آفت مین پھنسی شمیم نے کہا کیون گھبراتی ہی مین خاتمہ کیے دیتی ہون جاکر
عمرو یا عمرو کو لاتی ہون یہ کہکر بانائے عیاری سے آراستہ ہو کر چلی صورت بدل لی
ایک ضعیفہ کی شکل پر جاتی ہی جب کنارے پر لشکر کے پہونچی تو دریافت کیا کہ صاحبقران

کس بارگاہ مین ہین معلوم ہوا کہ بارگاہ سلیمانی مین تشریف رکھتے ہین شمیم گرد بارگاہ
پھرنے لگی ناگاہ صاحبقران برآمد ہوے اُس ضعیفہ نے آکر سلام کیا گڑگڑا کر کہا
کہ ای شہریار ضعیفہ بھوکون مرتی ہی آپ کا نام سُن کر آئی ہون امیدوار ہون کچھ ایسا
مرحمت ہو کہ فاقہ کشی سے چھوٹون صاحبقران نے جیب مین ہاتھ ڈالا چند اشرفیان
نکالین دینے لگے ضعیفہ نے کہا حضور کا فیض و سخا بہت زیادہ ہی امیدوار ہون میرے
ساتھ چلیے میرے شوہر نے درۂ کوہ مین خزانہ دفن کیا ہی مین اُسکی وارث ہون وہ بھی
مجکو دلوا دیجیے خوب زندگی بھر چین کرون صاحبقران ضعیفہ کے ساتھ ہوے
صحرا مین آکر پوچھا کچھ خزانے کا نشان بھی ہی ضعیفہ نے کہا سامنے درۂ کوہ ہی قریب
اُسکے نخل ہی اُسی مقام پر سُنتی ہون کہ شوہر نے میرے دفن کیا تھا حضور اپنے دست
حق پرست سے کھود ین کیا عجب ہی خزانہ نکل آئے صاحبقران خنجر کمر سے نکالا زمین
کھودنے پر آمادہ ہوے خنجر زمین پر مارا تھوڑی گرد اُڑی کہ صاحبقران زبان کے
منھ پر پڑی اُس گرد مین بیہوشی ملی ہوئی تھی صاحبقران بیہوش ہو کر گرے شمیم بڑھی
کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لیجاؤن کہ سامنے سے برق فرنگی پیدا ہوا دور سے
دیکھا کہ صاحبقران بیہوش پڑے ہین شمیم گرفتار کیا چاہتی ہی وہین سے نعرہ کیا
کہ اُستانی صاحبہ ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ سخت ذلیل کرونگا منم مہتر برق فرنگی
شاگرد رشید خواجہ عمرو شمیم صاحبقران کو چھوڑ کر بھاگی برق نے پیچھا نہ کیا
آکر صاحبقران کو ہوشیار کر دیا برق کو دیکھ کر صاحبقران نے فرمایا کہ ای
مہتر والا گہر وہ ضعیفہ کہان گئی برق نے کہا وہ شمیم سحر نگاہ تھی حضور کو گرفتار
کرنے آئی تھی مگر غلام آپ کا آگیا بھاگ گئی مین اُس کے لشکر مین جا کر تلاطم کرتا ہون
برق صاحبقران کو لشکر مین پہونچا کر طرف لشکر شمیم کے بھاگا شمیم بھاگ کے
ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہری ہی کہ ایک طائر نے نخل پر آواز دی ای ملکہ شمیم
کیون گھبرائی ہوئی ہو مین تمھاری مدد کو آپہونچی شمیم نے سر اُٹھا کر دیکھا جانور مثل
انسان کے باتین کر رہا ہی شمیم نے گھبرا کر کہا مین کیونکر تمکو پہچانون کہ تم کون ہو وہ

طائر زمین پر گرا غلطاں مار کر ایک ساحرہ کی شکل بن گیا کہا ملکہ اب تو پہچانا میں ہوں
نسرین جادو تم سے کہنا یہ تھا جب تمہارے گھر پہ گئی تو خبر سُنی کہ بر اسے مقابلہ عمرو
گئی ہیں مجکو چین نہ آیا تلاش کرتی پھرتی تھی شکر خداوند جمشید شاہی کہ تم کو بخیر و خوبی
پایا اب جو کہو وہ کروں شمیم نے کہا ای ہمشیرہ ایک احسان ہی اگر وہ کرو تو میں ممنون
احسان ہونگی یا عمرو کو یا حمزہ کو گرفتار کر لاؤ پھر شمیم نے کہا کہ ای نسرین حمزہ مالک
اسم الٰہی ہی اُسپر سمجھ کر ہاتھ ڈالنا مگر عمرو کو لے آؤ کہ میں اُسکو قتل کردوں تو دل سے
در و جائے اُسکے شاگرد نے مجھے بڑا رنج دیا کس تدبیر سے حمزہ کو لگا کر لائی تھی
اِس وقت بھی نگوڑا برق پہونچ گیا میں آخر بھاگی تو اے نسرین نہایت ہوشیار رہنا
نسرین نے کہا میں اب تم سے رخصت ہوتی ہوں عمرو کو لیکر آتی ہوں وعدہ
کرکے نسرین چلی لشکر اسلام میں آئی فقیرنی بن کر پھرنے لگی ایک ایک سے
پوچھتی ہی کہ عمرو کہاں رہتا ہی جسنے سُنا ہنس کر جواب دیا کہ بڑی بی صاحب
اُن سے کیا کام ہی بڑھیا چلی جاتی ہی کام نہیں بتاتی اُدھر سے میثاق کو وہ گردش
آتا تھا لوگوں نے اُس سے کہا کہ دیر سے یہ ضعیفہ لشکر میں پھر رہی ہی اور مقام سکونت
خواجہ عمرو پوچھتی ہی میثاق نے بڑھ کر پکارا کہ بڑی بی صاحب ٹھہر جاؤ جو تمہاری
خواہش ہی میں بتادونگا جس وقت عمرو کو پا جاؤ گی بہت خوش ہو گی نسرین
ٹھہر گئی میثاق نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا بڑی بی صاحب صاف صاف
کہو کہ تم کون ہو کیوں عمرو کو پوچھتی ہو عمرو سے کیا کام ہی بڑھیا نے کہا کوئی
شہنشاہ اوج عیاری ہیں اُن کی معرفت حمزہ سے انعام لونگی بادشاہ اسلام کے لڑتے
بھڑتے یہاں تک آئے اُن کی بھی زیارت سے مشرف ہونگی وہ بھی کچھ عنایت کرینگے
میثاق نے چٹکی خاک کی زمین سے اُٹھا کر بڑھیا پر ڈال دی جیسے ہی خاک پڑی
ضعیفہ کی صورت تبدیل ہو گئی میثاق نے دیکھا ایک ساحرہ مکارہ بالوں کی
لٹیں لپٹی ہوئیں آدھی ساری باندھے ہوئے آدھی اوڑھے ہوئے بائیں ہاتھ پر
جھولی سحر کی میثاق نے تلوار کھینچی کہا سچ بتا کہ تو کون ہی نسرین نے گڑگڑا کر کہا

ہین ایک ساحرہ ہون شمیم سے بہنا پا ہی اُس سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ مین عمرو کو
لاتی ہون میثاق نے منھ پر نسرین کے ہاتھ پھیرا اور کہا جاو شمیم کا سر کاٹ لاؤ یہ
سُنکر نسرین نے کہا ابھی جاکر لاتی ہون یہ کہکر جھومنے لگی اور جھومتی ہوئی چلی شمیم
اپنی بارگاہ مین بیٹھی کہہ رہی ہی کہ اب عمرو گرفتار ہوکے آتا ہوگا اگر مین منع بھی کرون
تو تم لوگ نہ ماننا فوراً اُسے قتل کرنا سُنتی ہون جو کچھ عمرو امیر کو صلاح دیتا ہی امیر
اُسے منظور کرتے ہین اور اُسی کے مشورے پر کام کرتے ہین اگر آج عمرو قتل ہوگیا تو
کوئی صلاح کار امیر کا نہ رہیگا پھر امیر کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ باتین تھین کہ
یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی شمیم نے گھبراکر کہا ارے
صدا کیسی دیکھو تو کنیزین دوڑین باہر آکر دیکھا ایک جادوگرنی لشکر کو تباہ کرتی پھرتی
ہی کنیزون نے آکر شمیم سے کہا کہ ایک ساحرہ اس شکل اور اس صورت کی لشکر کو تباہ
و برباد کر رہی ہی کئی ہزار آدمی مار چکی ہی لاشے تڑپ رہے ہین شمیم نے کہا بڑا غدر
ہی دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی نسرین پر کسی نے سحر کردیا کہ اُسکا قلب اُلٹ گیا اسی
وجہ سے ہمارے لشکر کو قتل کر رہی ہی پلٹ کر عیار چپون کو اشارہ کیا کہ اسکو دھوکے
سے گرفتار کرلو چند کنیزین شمیم سے رخصت ہوکر سامنے نسرین کے آئین ایک نے
للکارا کہ ارے کیون شامتین آئی ہین گرفتار ہوکے ذلت پائیگی سر نہ اُٹھا سکیگی
نسرین نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا اسباب سحر نکالون اور سحر کرون کہ چند کنیزون
نے پشت پر سے آکر کمندین مارین اور بیہوشی اُڑادی کہ نسرین گرکر بیہوش ہوئی
کنیزون نے زبان مین سوزن دی اور مشکین باندھ کر سامنے شمیم کے لائین شمیم
نے حکم دیا کہ اس کو لیجاکر قید کرو کنیزون نے لیجاکر قید کیا مگر نسرین زنجیرین ہلا رہی
ہی اور یہ اشعار عاشقانہ ورد زبان ہین نظم

جو کچھ ہم دل سے کہتے ہین وہ غمخوارونکی باتین ہین
مگر وہ انکی تمہارے ہی طرفدارونکی باتین ہین
دعاے مرگ پر کہتا شب غم اور کون آمین
در و ونکی ہین یہ آوازین یہ دیوارونکی باتین ہین
نہین معلوم ہمسے عشق مین جو عقل کہتی ہی
یہ دیوانونکی باتین ہین کہ ہشیارونکی باتین ہین

نجانا قول واعظ پیر کہ یہ باردگی باتین ہین	جلال اچھا طریقہ ہی اطاعت پیر میکش کی

جنون خیز و وحشت انگیز باتین کر رہی ہی زبان مین جو سوزن ہی تڑپ رہی ہی کچھ زور نہین
چلتا برق پھرتا پھراتا اپنے لشکر مین آیا سنا کہ ایک ساحرہ آئی تھی میثاق کوہ گردان
نے اُس کو دیوانہ کر دیا جست و خیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا لشکر تسلیم مین آیا چاہا ہی
ذکر ہو رہے ہین کہ نسرین جادو کو اگر ملکۂ عالم نہ گرفتار کرا لیتین تو تمام لشکر کو تباہ و
برباد کر دیتی ملکہ نے خوب تدبیر کی گرفتار کر کے قید کیا فلان خیمے مین قید ہی برق ایک
کنیز کی شکل بن کر چلا در خیمہ پر آیا نگہبانون نے پوچھا کہ بی گلعذار کہان سے آئی ہو برق
نے کہا کہ مین جا کر نسرین کو سمجھاؤن شاید راہ پر آجائے نگہبانون نے کہا اُس سے
الگ رہنا برق نے کہا ہم خوب سمجھتے ہین بچکر کلام کرین گے یہ کہتا ہوا اندر
آیا دیکھا نسرین جادو خاک اُڑا رہی ہی غل مچاتی ہی برق فرنگی نے آکر سلام کیا
کہا بی نسرین اس غلام کو پہچانا نسرین نے کہا مین نہین سمجھی برق نے اپنے نام کا
نعرہ چپکے سے کیا کہ ؏ منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار [illegible]
مین ہین برق رفتار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی
راہ طی + ارسطو سے تعلیم شاگرد ہی + بیزبہ قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ ہون مین
تمام کبھی برق ہی + یہ کہہ کے چاہا سوزن زبان سے نسرین کی کھینچون پھر کچھ سوچ کر
کہا اے ملکہ نسرین اُستاد نے کہا ہی کہ تم تو ہماری گرفتاری کو آئی تھین ہم تمکو
رہا کراتے ہین احسان مانتا نسرین نے کہا کہ اے برق نامدار اگر مجکو رہا کرو تو لشکر
تسلیم کو تباہ کر دون کوئی عیار بھی زندہ نہ بچے مجکو میثاق نے حکم دیا ہی مین اُسکے
حکم کی پابند ہون برق نے بڑھکر زبان سے نسرین کی سوزن نکالی سوزن کے
نکلتے ہی نسرین نے سحر کیا سب قید آہن ٹوٹ کر گری قصد کیا کہ چمک کر بلند ہون
برق نے کہا ملکہ مین نکل جاؤن نسرین نے کہا اے برق تم باہر سے جا کر تماشا دیکھو
برق تڑپ کر باہر آیا نگہبانون سے باتین کرنے لگا کہ نسرین خیمے سے نکلی نکلتے ہی
ہتھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھا مانش کے دالون کا نکالا نگہبانون پر مارا کئی سو نگہبان ایک

گرے اب جست کر کے لشکر پر پہونچی اور سحر کرنے لگی جب ہزار دو ہزار قتل ہوئے
اور ہلڑ ہوا کہ ملکہ شمیم دوڑو شمیم باہر نکل آئی دیکھا کہ نسترین لڑ رہی ہی تلوارین
برسا دی ہین شمیم نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ قریب اس کے نہ جاؤ دور سے تیر
مارو کنیزین تیر مارنے لگین نسترین جدھر منھ پھیرتی ہی پشت پر سے تیر پڑتے ہین
جب دس بیس تیر پڑ گئے تمام جسم غربال ہوا سست ہو کے گری ایک کنیز نے
بڑھ کے نیمچہ مارا کہ سر نسترین کا جدا ہو گیا مرتے ہی نسترین کے تلوارین برسنا
موقوف ہوئین اب جو شمار کیا تو کئی ہزار آدمی قتل ہو چکے تھے شمیم نے کہا ارے
یہ کیونکر ہوا ہوئی کسی نے کہدیا کہ ایک کنیز آپ کی گئی اُسنے یہ فتور برپا کیا کہا دیکھو
وہ کنیز کہان گئی ایک نے کہا پشت پہ آپ کے کھڑی ہی شمیم نے پلٹ کر دیکھا اور
نام لیکر کہا کیون ری تو نے یہ کیا کیا برق فرنگی نے تن کر نعرہ کیا نعرہ برق وش
منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار + بزیر قدم غرب ہی شرق
ہی + چھلاوہ ہون نام بھی برق ہی + نعرہ کرکے آواز دی کہ اُستانی صاحب
میری خطا کو معاف کرنا یہ گستاخی زیبندہ نہ تھی مگر تمھین ستانا منظور ہی یہ کہکے
حقہ آتشبازی کا کھینچ مارا شمیم کے سینے پر پڑا الباس جلنے لگا کنیزون نے چاہا پکڑلین
برق تڑپ کر بھاگا جو قریب آئی اُسے خنجر مار دیا کئی کنیزون کو مار کر نکل گیا کنیزون
نے شمیم کو جلنے سے بچایا جسم سے آگ بجھائی مگر شمیم کے جسم مین آبلے پڑ گئے جھلاتی
ہوئی بارگاہ مین آئی باپ سے کہا اسی طرح پر لشکر تباہ ہو جائیگا بہتر یہ ہی کہ
طبل جنگی بجوائیے مین سر میدان لڑونگی احکام کوہی نے کہ وہ اپنی بیٹی کا معتقد
تھا فوراً طبل جنگی بجوا دیا ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر یہان گئے
یہان وہ وقت ہی کہ سعد شہریار تخت پر بیٹھے ہین صاحبقران پہلو مین بدیع
و قاسم ایک جانب بیٹھے ہین ایرج و نور الدہر سے آنکھ مل رہی ہی خوف سے
صاحبقران زمان کے خاموش ہین میناق وغیرہ کرسیون پہ بیٹھے ہین شاہزادیان
مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہین جب صاحبقران شاہزادیون کو دیکھتے ہین تو

فرماتے ہین کہ سعد شہریار کیا صاحب نصیب ہین کیا کیا معشوقین ملی ہین کہ جن سے
دربار روشن ہی میثاق کوہ گردان کہتا ہو کہ ای شہریار اب آپ برا سے فتح
مرحلۂ چہارم جائیے کہ جمشید کا زور ٹوٹے بادشاہ فرماتے ہین کل انشاءاللہ بعد
نماز سحر لوح دیکھونگا جو لوح مین نکلیگا اُسپر کاربند ہونگا مگر سُنتا ہون کہ مرحلہ چہارم
بہت سخت ہی کوئی ساحر ہی سکان آسمان سپر اُسنے وہ قریب جاری کیے ہین
کہ خدا اُن سے بچائے میثاق نے کہا اب حضور لوح کے پابند رہین گے تو کسی کا
مکر نہ چل سکیگا جب غافل ہونگے تو آفت برپا ہو گی اگر لوح چھن گئی تو قیامت آگئی
خواجہ سرنگون ایک طرف بیٹھے ہین چالاک و برق بھی حاضر ہین کہ ہرکارے آکر
پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شمیم نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی
کہ نکل کر معرکہ آرا سے نبرد ہو آتش کینہ و عناد کو دو بالا کرے صاحبقران نے
فرمایا خواجہ تم نے سُنا عمرو نے کہا مین معشوقہ سے نہ لڑونگا اُس کے دل پہ صدمہ
نہ پہونچاؤنگا کہ چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور کیون انتشار کرتے ہین
غلام قبلہ و کعبہ کی شکل بن کر لڑیگا عمرو نے کہا تم کون ہو تم کیون مقابلہ کروگے
میرے لیے سارا جھگڑا ہی مین جاکر سر کٹوا دونگا معشوقہ کو نہ رنجیدہ کرونگا امیر نے
فرمایا خواجہ کیا بیہودہ بکتے ہو تھوڑی دیر کو ہوشیار ہو جاؤ مقابلہ کرکے اُس کو
گرفتار کر لاؤ عمرو پھر چین کر و یہ کہہ کر مہتر قران سے فرمایا کہ ای قران اُستاد کے اپنے
کلمات سُنتے ہو ذرا اسکا خیال رکھنا ایسا نہ ہو یہ نکل جائین اور وہ گرفتار کرلے
ہم لوگ دھوکے مین رہین مہتر قران نے کہا کہ ای شہریار ہین تو غلام خاص ہون
اگر جان تک اُستاد کے کام آئے تو نثار ہی مجکو کس بات مین انکار ہی یہ کہہ کے
قران قریب خواجہ کے آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ طبل جنگی تو بجواؤ
ایسا نہ ہو حریف کہے کہ طبل جنگی نہ بجوایا خواجہ عمرو نے آکر نقارخانے مین حکم دیا
یہان بھی طبل جنگی پہ چوب پڑی مگر خواجہ جب اُٹھے تو مہتر قران ساتھ ہوے
ایک بارگاہ صاحبقران نے استاد کو رادی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اُس مین

آکر بیٹھے مہتر قران و چالاک و برق خدمت مین حاضر ہین خواجہ عمرو فرما رہے ہین
اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

نظر آتے نہین ہین مجکو وہ اُس محمل مین رہتے ہین
مری آنکھون کی پتلی ہین نگہ مین تل مین رہتے ہین

تڑپنے کے ارادے ہی دلِ بسمل مین رہتے ہین
یونہین رہ جاتے ہین جو کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

نکل جاتا ہی دم تو سامنے اُن کے بہ آسانی
مگر دم توڑنیوالے بڑی مشکل مین رہتے ہین

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہین جو حسرتِ لب دلمین رہتے ہین

کوئی کہدے کہ کھو بیٹھیگا عاشق تمکو بھی اکدن
وہ دل بن بیٹھے میرے سینۂ بیدلمین رہتے ہین

نہ دی کچھ پھوٹ کر منہ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کیسے پھر خنجرِ قاتل مین رہتے ہین

نہ آنا دلمین تمکو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہون کچھ ٹھگ بھی اس منزلمین رہتے ہین

تمھارے وصل کے ارمان تمسے بڑھکے ہین [illegible]
نکالے جاتے ہین یہ فتنہ گر جس دلمین رہتے ہین

سراپا درد بنجانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے
اُٹھا دیتا ہی تو پھر بھی تری محفل مین رہتے ہین

جلال اختر بنے ہین آہِ سوزان سے تری اخگر
کچھ انگارے یہ پہلوے مہِ کامل مین رہتے ہین

قران نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے سر میدان آپ کا فرزند لڑیگا کون اسکو جواب دیسکیگا خواجہ عمرو نے کہا ای مہتر قران مجھے یہ منظور نہین کہ کوئی لڑے میری معشوقہ کو صدمہ پہونچے مین جاکر سامنے سر جھکا دونگا کہونگا یہ سر حاضر ہی اسے کاٹ لیجیے اگر اُس کے ہاتھ سے قتل ہوا تو باعث خوشی ہی روح عالم مین نہ تڑپے گی قران یہ سُن کر خاموش ہو رہا اور عیارون سے اشارہ کیا خاموش رہو وقت پر دیکھا جائیگا غرض اسیطرح باتین کرتے کرتے خواجہ عمرو لیٹے خراٹے لینے لگے مہتر قران نے جانا اُستاد سو گئے یہ بھی سب لیٹ کے سوئے خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ سب سو گئے کروٹ لیکر اپنے تئین چارپائی سے گرا دیا ایک تکیہ چارپائی پر رکھ دی اُسپر چادر ڈالدی سراُنچہ چاک کرکے بھاگے رات کا وقت صبح کا سناٹا دیکھا سامنے سے ایک طفل آتا ہی گوری گوری صورت گرتا معقول پہنے ہوے خواجہ عمرو کو دیکھ کر اُسنے سلام کیا کہا کیون حضور آپ خواجہ عمرو کو پہچانتے ہین خواجہ عمرو نے کہا تمھین خواجہ سے کیا کام ہی طفل نے کہا مین پرورش کردہ ملکہ شمیم

ہون اُن کی کنیز گلشن نامے ہی اُس سے جو عشق ہوا ملکہ نے پکڑ کر مجکو قید کیا اب
مین نے خبر سُنی کہ خواجہ عمرو سے مقابلہ ہی نگہبانون کو دم دے کر نکل آیا کہ خواجہ عمرو
سے ملاقات کرون اور حالت اپنی بیان کرون اگر آپ شمیم سحر نگاہ پر غالب آئین تو
میرا عقد شمیم کی کنیز سے کرا دین خواجہ نے کہا وہ عمرو عیار مین ہی ہون لڑکے نے
کہا پھر میری مشکل آسان کیجیے پختہ اقرار ہو تو مین شمیم سحر نگاہ کو گرفتار کرا دون
خواجہ نے کہا اگر تو شمیم کو گرفتار کرا دیگا تو تیرا عقد بڑی دھوم سے کرونگا اپنے
فرزندون مین تجکو شامل کر دونگا طفل نے کہا میرے ساتھ چلیے خواجہ عمرو اُس
طفل کے ساتھ ہوے گر مہتر قران نے جو بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھولی پلنگ
خواجہ سے خالی پایا گھبرا گیا ایک چیخ ماری کہا یارو اُٹھو اُستاد کی تلاش کرین
اُستاد نکل گئے یہان شمیم سحر نگاہ بشکل طفل خواجہ عمرو کو لگا کے لیے جاتی ہی کہ
ایک مقام پر آ کر طفل رکا خواجہ نے کہا کیا ہی لڑکے نے کہا دیکھیے سامنے دو زنگی
لڑ رہے ہین معلوم ہوتا ہی اس جنگل مین زنگی رہتے ہین یہ کہکر خواجہ کو اشارہ کیا
خواجہ عمرو نے بڑھ کر دیکھا مُنھ خواجہ کا پھرا اسنے حلقہ ہاے کمند مار کے خواجہ کو
گرفتار کیا اور نعرہ کیا کہ منم شمیم سحر نگاہ پشتارہ باندھ کر لے چلی یہان مہتر قران
و چالاک وغیرہ جو جستجو و خیز کرتے ہوے آتے تھے انھون دور سے دیکھا کہ
شمیم سحر نگاہ پشتارہ بدوش جاتی ہی مہتر قران نے کہا کہ ای چالاک لینا برق
نے کہا کہ مین جانے نہ دونگا یہ کہکے برق جھپٹا گرتا پڑتا آگے بڑھ گیا ایک رخنے
مین آ کر چھپا حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے جب شمیم سحر نگاہ اس مقام پر پہونچی تو دل
اس کا دھڑکا پکار کر آواز دی او نا عیار مین نے تم کو دیکھا نکل کر مقابلہ کرو یہ
سُنکر برق فرنگی تڑپ کر نکل آیا شمیم نے کہا او بھورے تو میری فکر مین آیا ہی
برق نے کہا اُستاد کو نہ لیجانے دونگا شمیم نے کہا کیا مجال ہی جو مجھے روک سکے
اگر قریب آئیگا تو سر اڑا دونگی مگر عمرو کو نہ دونگی برق سے اور شمیم سے پیچ چلنے لگا
برق نے دیکھا شمیم بلاے روزگار ہی ہم سے نہین کھاتی چپک چپاک لڑ رہی ہی چاہتی ہی

نکل جاؤن مگر برق کب جانے دیتا ہی راہ روکے ہوے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی
کہ اوچھا سا زخم لگاؤن اگر زخم کاری پڑ گیا تو اُستاد خفا ہونگے فرمائین گے کہ
اُستانی کو زخمی کیا سمجھا کچھ خیال نہ آیا شمیم سمجھی ہٹتی جاتی ہی برق چاہتا ہی کمند
مارون یکایک چند کنیزین شمیم کی نکلین نعرہ کیا کہ واری کیا حکم ہوتا ہی شمیم نے
کہا برق کو مار لو اور کنیزین طرف برق کے چلین ایک نے بڑھکر کہا واری
پشتارہ مجھے دیجیے مین لیکر نکل جاؤن شمیم نے پشتارہ اُس کو دیا اُس کنیز نے پشتارہ
لیتے ہی نعرہ کیا کہ منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ای والدۂ ماجدہ آزردہ نہو جیے
آنکھون مین خاک ڈالکر سامنے سے پشتارہ لیچلا کنیزین دوڑین مگر چالاک کو کب
پاتی ہین چالاک نے تھوڑی دور جاکر خواجہ کو ہوشیار کردیا خواجہ نے کہا
او جوانمرگ تو نے کیون دخل دیا یہ کہکے طرف شمیم کے چلے مہتر قران نے ہاتھ
پکڑ لیا کہا اُستاد چلیے خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ مل گئے ورنہ یہ ظالم نہین معلوم
کیا یہ عت کرتی خواجہ کو لیکر قران و چالاک و برق پلٹے شمیم اُدھر پلٹ گئی کنیزون
سے کہتی ہوئی کہ تم لوگون مین چالاک کیونکر ملا کنیزون نے کہا ہم کو نہین معلوم
ہم لوگ تو جنگل مین چھپے ہوے تھے اور جانتے تھے کہ آپ خالی نہ پائین گی نہین معلوم
یہ نگوڑا کیونکر آیا ہم مین آکر شریک ہوا وقت پر اپنے کو ظاہر کیا حقیقت مین شاگردان
عمرو بہت تیز ہین شمیم نے کہا میدان مین کیا کرین گے عمرو کو للکارونگی ٹوک کر
مارونگی شمیم اپنے لشکر مین آئی تیاریان ہونے لگین عیار بچیون نے جنگل مین جاکر
کمندین بچھائین غار کھودے شاگردان عمرو نے بھی میدان آراستہ کیا چار پہر رات
گذر کر اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تاریکی دفع ہونے لگی نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور	وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم تھا اور روشن نگاہ	سپہ کی علامت سفیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دیدۂ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار	لشکر عیاران تیار ہوا

اُدھر سے شمیم سحر نگاہ لباس گلنار پہن کر تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار عیار بچیان مثل

ستارۂ سحری چمکنے چلیں تھے سب کے ہاتھ مین نوبت و نقارے بجتے ہوئے میدان مین
آئی یہان صاحبقران بارگاہ سے برآمد ہوے کہ بہرام نے آکر عرض کی غلام
شب کو طلاے پر تھا خواجہ عمرو پہر رات باقی رہے سامنے آئے اور فرمایا کہ مین
خانۂ کعبہ کو جاتا ہون اب جاکر یاد خدا کرونگا یہان نہ رہونگا سب مجکو مشوق سے
لڑواتے ہین صاحبقران نے بڑا افسوس کیا شاگردان عمرو عرض کرتے ہین
حضور نہ گھبرائین ہم جاکر مقابلہ کرین گے صاحبقران فرماتے ہین شمیم کہیگی کہ میرے
خوف سے عمرو بھاگ گیا مگر ناچار ہوکر میدان مین آکر ٹھہرے اس خیال سے کہ شاید
باپ شمیم کا عیارون پر داؤ ڈالے تو ہم جواب دین سکے مگر شمیم نے خبر سُنی کہ عمرو
بھاگ گیا سپر و شمشیر اُٹھا کر تخت سے کودی چھاپ کر میدان مین آئی اور سیلہ نوری
کرنے لگی جب خوب عرق عرق ہو چکی تو پکار کر آواز دی یا صاحبقران عمرو کو میرے
مقابلے مین بھیجیے امیر کو بہت ناگوار ہوا چالاک صورت بدلنے لگا مگر حیران ہی
کہ قبلہ و کعبہ کا بھاگ جانا مقام تعجب ہی کوئی فتور ظاہر ہوگا یکایک ڈفلی و نفیر
کی آواز آئی دیکھا سامنے سے ایک ٹٹو پر دولہا سوار ہی محافہ دُلہن کا ہمراہ چند
گنوار ساتھ ہین ایک بہنگی مین اسباب جہیز ٹٹو آہستہ آہستہ چلا آتا ہی وہ ٹٹو سامنے
سے گذرا دولہا نے پلٹ کر شمیم کو دیکھا کہ میدان مین حیمت و خیز کر رہی ہی ارے
میری دُلہن کہ سکے ٹٹو سے کود پڑا اور پکار کر کہا محافے سے کیون نکل آئین جاؤ جاکے
محافے مین بیٹھو شمیم نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مجھے محافے سے کیا کام مین مقابلۂ عمرو مین
آئی ہون دولہا نے ہنچہ کمر سے کھینچا کہا تم کو محافے مین سوار کر کے لیجاؤنگا میرا
کئی سو روپیہ خرچ ہوا ہی شمیم نے ہر چند منع کیا مگر اُسنے نہ مانا ہنچہ پکڑ کے سامنے آیا
شمیم نے کہا ایک ہاتھ مین سر اُڑا دونگی تیری کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے
آپس مین مقابلہ ہونے لگا ہنچہ چل رہا ہی شمیم کس زور و شور سے لڑ رہی ہی
اپنے اوپر وار نہین آنے دیتی جھپٹ جھپٹ کر روک لیتی ہی ایک مقام پر کمر کو
بناکر سر پر ہنچہ مارا دولہا کا سر زخمی ہوا آہ کر کے دولہا بھاگا عورتون نے مل کر

تالیان بجائین اور پکار کر کہا کہ واہ رے نامرد ایک زخم کھا کر بھاگا شمیم نے پیچھا کیا وہ دولھا بھاگ کر ایک نخل کے نیچے آیا دہانہ ایک غار تھا اسمین پھاند پڑا شمیم جھک کر دیکھنے لگی کہ پشت پر سے دولھا نے آکر حلقے کمند کے مارے حباب مار کر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرہ عمرو سے عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہی جہان + تراشندہ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو کر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پائے مری گرد پاپوش کو + ذرہ بندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + نعرہ کر کے عمرو شمیم کو لے بھاگا عیاریان دوڑ پڑین قران وغیرہ نے آکر عیار بچیون پر قبضہ کیا احکام کھڑا دیکھ رہا تھا جب اس کو معلوم ہوا کہ بیٹی گرفتار ہو گئی تو فوج کو لیکر آپڑا ادھر سے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان نے جو کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے دیکھا عیارون پر بلوہ ہی تلوار کھینچ کر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب احکام کے پہونچے احکام کو ہاتھ پر اٹھا لیا احکام نے پکار کر کہا مین مسلمان ہون علمشاہ احکام کو لیکر سامنے امیر کے آئے احکام بصدق دل مسلمان ہوا ایک ایک عیار بچی عیارون کے بھی ہاتھ آئی صاحبقران نے سب کے عقد کیے خواجہ نے شمیم سے گوہر مراد حاصل کیا ناظرین پر واضح رہے کہ شمیم حاملہ ہوئی ہی اس کے فرزند کا ذکر آئندہ کیا جائیگا اب

جلد دوم اس مقام پر تمام کرتا ہون

تقریظ چکیدہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب متخلص بہ سہیل خلف الصدق مصنف کتاب ہذا

بعد حمد خالق یکتا و نعت اشرف انبیا و منقبت جناب علی مرتضی علیہما التحیۃ والثنا کے حقیر پر تقصیر عرض پرداز ہی کہ جناب والد ماجد نے حقیقت مین عجب طلسم لکھا ہی جسے ناظرین بہت پسند فرمائینگے کیسی کیسی پری جمال شاہزادیان سعد بن قباد پر مائل ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین لڑائیان کیا کیا لکھین کس کس لطف سے رزم و بزم بیان فرمایا کہ باید و شاید طلسم کشا کی طلسم کشائی مرحلہ جات کے عجائب و غرائب اور انکا شکست کرنا کس خوبی سے

تحریر فرمایا ہے کہ سبحان اللہ مجکو مناسب نہین ہے کہ اوصاف حمیدہ قبلہ و کعبہ کے لکھون مجبور ہون کہ ایسا نہو ناظرین کہین بیٹے نے باپ کی صفت لکھی ہے کیا کمال کیا مگر بروقت ملاحظہ ناظرین پر واضح ہوگا کہ کیا کیا کتابین لکھ چکے کیسے کیسے طلسم لکھے کہ جنکا مثل غیر ممکن ہے اُن سب کے بعد یہ طلسم عجیب و غریب لکھنا کہ جسکا طرز بیان اُن سب طلسمون سے علیحدہ ہے نہایت دشوار کام تھا۔ مگر جودت طبع اسکا نام ہے اور یہ انھین حضرت کا کام ہے کہ ایسا بڑا طلسم جو تین جلد ونمین ختم ہوا ایسے انداز پر لکھے یا یقین ہے کہ بعد ملاحظہ حضرات ناظرین مقابلہ اسکے کل طلسمونکو بھول جائینگے مگر افسوس اس باکمال کا اس دنیا سے انتقال ہوگیا یہ آخری طلسم تھا کہ جسکو تین جلد ونمین تصنیف فرماکر بقضائے الٰہی راہی ملک عدم ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون

تاریخ طبع از مصنف کتاب ہذا در صنعت توشیح اگر از ہر مصرعہ حرف بگیرند و عدد ہر حرف جمع کنند سال تصنیف واضح گردد۔ قطعہ تاریخ

کرون شکر خلاق ہر خاص و عام
شرافت مین بس عہد دیباچہ کی
نہ بلبل نے گلشن مین جاکر کہا
جمال مضامین نظر آگیا +
گل فکر جسدم فراہم ہوے
ہوئی فکر تاریخ احقر کو اب
رہا ہاتف غیب سے یہ ملا

ہوا دوسری جلد کا اختتام +
تحریر الفت سراسر لکھی
شگفتہ ہوا گلشن مدعا
ہوا نخل الفت مسرت فزا
مضمون عالی مجسم ہوے
یہی صنع توشیح کا ہے سبب +
خیال طلسم ایسا رنگین ہوا ۱۳۱۹ھ

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم طلسم نوخیز جمشیدی کی بہزاران حسن و خوبی مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقاے نامدار جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف ماہ فروری سنہ ۱۹۰۲ع مین طبع ہوکر رونق بزم مشتاقان ہوئی فقط

نام کتاب	قیمت
۱۵ طلسم ہوش ربا جلد ہفتم۔	[illegible]
۱۶۔ بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ	
منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	[illegible]
۱۷۔ ایضاً۔ حصہ دوم۔	[illegible]
۱۸۔ صندلی نامہ دفتر ششم۔	[illegible]
۱۹۔ تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم	
داستان امیر حمزہ۔	[illegible]
۲۰۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	[illegible]
۲۱۔ ایضاً۔ جلد دوم۔ ″	[illegible]
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول۔ جسکی	
خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے۔	[illegible]
۲۔ ″ جلد دوم۔	[illegible]
۳۔ ″ جلد سوم۔	[illegible]
کامل جلد یکمشت۔ ہر سہ جلد کے لیے۔	[illegible]
طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین صاحب	
قمر جلد اول۔	[illegible]
۲ ″ جلد دوم	[illegible]
۳ ″ جلد سوم۔	[illegible]
قصہ گلنگ دو سہ حصہ۔	[illegible]
پیر نابالغ در دو حصہ۔	[illegible]
سوانح عمری عمرو عیار۔	[illegible]
تاج کامیابی۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری شیطان۔	[illegible]
الف لیلہ دنیا زاد بطرز ناول۔	[illegible]
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	[illegible]
پھول والون کی سیر۔	۶ روپیہ
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ۔	[illegible]
ترجمہ اردو رابنسن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ	
نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے۔	۱۱ روپیہ
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر	
مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی	
مولوی سید تصدق حسین۔	[illegible]
بوستان خیال مصنفہ محمد تقی خان۔ انکو	
میر تقی خیال بھی کہتے ہیں باشندہ گجرات۔	
یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی	
مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت	
شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ	
بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے	
آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے	
تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے	
بہت پسند کیے جب اس قصہ دلآویز کی شہرت	
ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور	
خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین	
مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب	

نام کتاب	قیمت
سکے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی	
مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان	
اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردو کے	
کے اسکا رواج جاتا رہا - اس زمانہ مین	
کہ فارسی کا رواج کالعدم ہو گیا تو اتنی	
بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا محال	
تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمہ اور طبع	
مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر	
من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان	
صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون	
کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُن کا	
پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا اصل کتاب کی بزبان	
فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک	
جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی	
نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین -	
ایک جلد مہدی نامہ -	[illegible]
۲ - جلد دوم حدیقۃ الابصار موسوم بہ قمر الدین نامہ -	[illegible]
۳ - جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ -	[illegible]
۴ - جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ -	[illegible]
۵ - جلد مطلع الانوار -	[illegible]
۶ - جلد خزینۃ الاسرار -	[illegible]
۷ - جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ -	[illegible]